شیخ الصدوق

2

۲-۱

من لا یحضرہ الفقیہ

فقہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

AL-KISA PUBLISHERS
DIGITAL DESIGNS AND PRINT SOLUTIONS

شیخ الصدوق

مَنْ لَا یَحْضُرُهُ الْفَقِیْهُ

فقہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

۳-۴

AL-KISA
PUBLISHERS

ISBN 978-969-9605-01-7

ISBN 978-969-9605-01-7

نام کتاب	من لا یحضرۃ الفقیہ (سوئم - چہارم)
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد (ممتاز الافاضل)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
پیشکش	الکساء پبلشرز
کمپوزنگ	الکساء پبلیشرز (آرٹ ڈیپارٹمنٹ)
ٹائٹل ڈیزائنگ	سید انصار حسین نقوی
[redacted]	[redacted]/-
اوّل اشاعت	1994ء
دوسری اشاعت	1996ء
تیسری اشاعت	2005ء
چوتھی اشاعت	2008ء
پانچویں اشاعت	2014ء
چھٹی اشاعت	2018ء
ساتویں اشاعت	2020ء
ISBN	978-969-9605-01-7

اِنتساب

ان مومنین ومومنات کے نام جو معصومین علیہم السلام کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنا چاہتے ہیں

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہم چاہے جتنا شکرادا کریں کم ہے کیونکہ اس کے احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کو گن ہی نہیں سکتے اور جو احسانات ہم گن سکتے ہیں وہ بھی ایسے ہیں جن کے ہم مستحق تو نہ تھے مگر اس نے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں اس قابل بنادیا اور وہ کام ہم سے لے لیا جو صاحبانِ علم اور صاحبانِ ثروت کا ہے وہ یہ کہ اس نے مذہب حقہ کی اہم بنیادی کتب جو صرف عربی زبان میں تقریباً ایک ہزار سال سے موجود تھیں کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت عطا کی۔ ہماری پہلی پیش کش جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی سب سے لاجواب کتاب ''علل الشرائع'' کا اردو ترجمہ تھا جو ۱۹۹۲ عیسوی میں پیش کی گئی۔ اس کے بعد انہی بزرگ کی ایک اور کتاب جو کتبِ اربعہ میں سے ایک ہے ''من لا یحضرہ الفقیہ'' (جس کے پاس کوئی فقیہ نہ ہو) جو چار (۴) جلدوں پر مشتمل ہے کی پہلی جلد ۱۹۹۴ عیسوی اور دوسری جلد ۱۹۹۵ عیسوی میں پیش کی گئی۔ اب الحمد للہ اس کی تیسری جلد پیش کی جارہی ہے اگر پروردگار عالم کی توفیق شامل حال رہی تو ان شاء اللہ اس کی چوتھی جلد کا اردو ترجمہ بھی عنقریب شائع کردیا جائے گا اس کتاب کی چاروں جلدوں کے اردو تراجم کی اشاعت کے بعد انہی بزرگ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی ایک اور اہم کتاب ''کمال الدین و تمام النعمۃ'' جو غیبت امام عصر علیہ السلام کے اثبات اور منافقین اور منکرین کے شکوک کے رد میں جناب صاحب العصر علیہ السلام کے حکم پر لکھی گئی ہے کا اردو ترجمہ پیش کریں گے۔ یہ کتاب اس وقت ترجمہ کے مراحل میں ہے۔ [۱]

ہم قوم کے اس باشعور طبقے کے بھی ممنون ہیں جس نے ہماری ان کاوشوں کو سراہا۔ بہت سے کرم فرماؤں نے ہمارے بارے میں وہ تعریفی کلمات لکھ دیئے جن کے یقیناً ہم اہل نہیں ہیں۔ البتہ ان کی محبت اور حوصلہ افزائی کے شکر گزار ہیں۔ بہت سے قارئین نے ہماری خامیوں کی طرف بھی نشاندہی کی جس کے لئے ہم دل کی گہرائیوں سے ان کے شکر گزار ہیں اور پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ان تمام حضرات کو بلند درجات عطا فرمائے، ان کی جان و مال و عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور سوائے غمِ حسین علیہ السلام کے انہیں اور کوئی غم نہ دے۔

''من لا یحضرہ الفقیہ'' کی جلد اول کے اردو ترجمہ کے پیشِ لفظ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مسئلہ کا حل اقوال معصومین علیہ السلام کے ذریعہ بتایا گیا ہے جو مذہب حقہ کے لئے قرآن حکیم کے بعد نص ہے۔ اس میں ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جو آج تک عوام الناس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں یا پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ دراصل لاعلمی عوام الناس کے لئے نقصان دہ ہے۔ چنانچہ بہت سے امور میں ہم اپنی لاعلمی کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے خلاف عمل کرتے ہیں درآں حالیکہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ کررہے ہیں وہی صحیح ہے۔ اس سلسلے میں زیرِ نظر جلد کی حدیث نمبر ۴۴۰۲ پیش کی جارہی ہے۔

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے۔'' اس حدیث کو پڑھنے کے بعد ہر شخص خود اپنے طور پر فیصلہ کرسکتا ہے کہ وہ کیا کررہا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے۔ ایسے اور بہت مقامات ہیں جو شاید اب تک عوام الناس کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ جیسے اسی کتاب کی حدیث نمبر ۴۸۰۱ جو نادر احادیث کے عنوان سے درج ہے اس حقیقت پر روشنی ڈالتی ہے کہ اولاد مجنون، جذامی، خبط الحواس، گونگا، اندھا، مخنث، زنخا، فاتر العقل، بستر پر پیشاب کرنے والا، ظالم، جابر، قاتل، کنجوس، منحوس، منافق، ریاکار، بدعتی، ساحر، جادوگر یا حافظ، قناعت پسند، پاک نکہت، پاک دہن، رحم دل، سخی، جس کی زبان غیبت، کذب (جھوٹ) بہتان سے پاک ہو، حاکم، عالم، خطیب، بیباک

[۱] ''کمال الدین'' کے ۲۰۱۵ء تک پانچ ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ نیز ''من لا یحضرہ الفقیہ'' بھی مکمل حالت میں چار مرتبہ شائع ہوچکی ہے۔

کیسے اور کیوں پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے ہم خود ذمہ دار ہیں مگر بے دریغ پروردگار پر الزام لگا دیتے ہیں کہ اس نے ہم کو ایسی اولاد دی ہے اور اپنے افعال پر نظر نہیں کرتے۔

موجودہ جلد میں احکام قضا۔ قید۔ عدالت۔ شہادت۔ حق تلفی۔ سود۔ وصیت۔ وکالت۔ کفالت۔ حریت (آزادی)۔ غلام۔ کنیز۔ سرپرستی۔ ولایت۔ کسب معاش۔ صنعت وہنرمندی۔ تجارت۔ مضاربہ۔ کاشتکاری۔ مزدوری۔ عاریت۔ ودیعت۔ رہن۔ شکار۔ ذبیحہ۔ نکاح۔ مہر۔ ولیمہ۔ طلاق۔ متعہ۔ رضاعت۔ وغیرہ وغیرہ کے بارے میں احادیث معصومین علیہم السلام کے پڑھنے اور یاد رکھنے کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے۔

ہم (مذہب حقہ کے پیروکار) جب بھی پریشانی کا شکار ہوتے ہیں تو اپنی قسمت کو موردِ الزام قرار دیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مصیبت و پریشانی کی بہت سی وجوہات ہیں ان میں بہت بڑا حصہ ہماری اپنی کوتاہیوں کا بھی ہے اور وہ یہ کہ ہم نے معصومین علیہم السلام کے احکامات کو چھوڑ رکھا ہے اگر ہم معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل کریں تو یقیناً ہماری ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور دشمنوں کے ہاتھوں سے ہماری جان و مال، عزت وآبرو سب محفوظ ہو جائیں گی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم خود کو زبانی طور پر اہل بیت علیہم السلام کے ماننے والے گردانتے ہیں مگر درحقیقت ہیں نہیں اور یہ اس وجہ سے کہ ان کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو صرف ان احکام پر جو ہماری اپنی خواہش ومنشاء کے مطابق ہوتے ہیں اور جو مرضی ومنشاء کے خلاف ہوں تو انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ درحقیقت ہم پر ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام کا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے ہم کو تنہا نہیں چھوڑا اگر وہ ہمیں چھوڑ دیتے تو ہم کب کے ختم ہو چکے ہوتے۔ پروردگار ہم کو معاف کرے اور احکام ائمہ علیہم السلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

ہم نے ہمیشہ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے اور وہ چاہے جتنی بھی کوشش کرے مگر خامیوں کے بغیر کام نہیں کر سکتا۔ ہمارے ادارے نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ خامیوں اور غلطیوں سے ترجمہ کی اشاعت کو پاک رکھا جائے اس کے باوجود اگر خامیاں رہ گئی ہوں تو ہماری طرف سے معذرت قبول کی جائے اور ازراہِ کرم ان غلطیوں اور خامیوں کی طرف ہماری توجہ ضرور مبذول کرائی جائے تا کہ آئندہ کی اشاعتوں میں ان کا ازالہ ممکن ہو سکے۔ ہم اپنی اس کوشش کو امام زمانہ علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اور ہماری قوم کو احکامات محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہم کو دنیا اور آخرت میں سکون وعافیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

احقر

سید اشفاق حسین نقوی

(مرحوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابواب القضایا والاحکام

باب: (اپنے معاملات کے فیصلے کے لئے) کس کو حاکم بنانا جائز ہے اور کس کو بنانا جائز نہیں ہے

اس کتاب کے مصنف ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بابویہ قمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

(٣٢١٩) احمد بن عائذ نے ابی خدیجہ سالم بن مکرم جمال سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے آپس کے جھگڑے اور مقدمات کے فیصلہ کے لئے کسی اہل جور کو حَکَم بنانے سے پرہیز کرو اور اپنوں ہی میں سے کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کو ہم لوگوں کے فیصلوں کا کچھ علم ہو اور اسے آپس کے جھگڑوں میں حَکَم بنالو، اس لئے کہ میں نے ایسے ہی شخص کو قاضی بنا دیا ہے۔ تم لوگ اسی کے سامنے اپنے جھگڑے فیصلے کے لئے پیش کرو۔

(٣٢٢٠) معلیٰ بن خنیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے قول خدا: **ان اللّٰہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل** (سورۂ نساء آیت نمبر ۵۸) (اللہ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں، ان کے مالکوں کے حوالے کردو۔ اور جب تم لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام پر یہ لازم ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے اس کو اپنے بعد ہونے والے امامؑ کے حوالے کردے اور ائمہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل سے فیصلہ کریں اور لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان ائمہ کی اتباع کریں۔

(٣٢٢١) عطاء بن سائب نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم لوگ حاکمان جور کے ماتحت ہو تو ان کے احکامات کے مطابق فیصلہ کرو اور خود کو مشتہر نہ کرو ورنہ قتل کردیئے جاؤ گے۔ ویسے اگر تم لوگ، ہم لوگوں کے احکامات پر عمل کرو گے تو یہ تم لوگوں کے لئے بہتر ہوگا۔

(٣٢٢٢) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا: جو کوئی مومن کسی مرد مومن کو آپس کے تنازع کے فیصلہ کرانے کے لئے کسی قاضی یا سلطان جائر کے سامنے پیش کرے اور وہ قاضی یا سلطان جائر حکم خدا کے خلاف فیصلہ کر دے تو مومن بھی گناہ میں اس کا شریک ہوگا۔

(٣٢٢٣) حریز نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کسی شخص کا اپنے کسی بھائی کے ساتھ کسی حق کے معاملہ میں الجھاؤ پیدا ہو جائے اور وہ اس کو تمہارے کسی بھائی کی طرف فیصلہ کرانے کی دعوت دے اور وہ اس سے انکار کرے اور کہے کہ وہ تو اغیار ہی سے فیصلہ کرائے گا تو وہ ان لوگوں کی مانند ہوا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **الم تر الی الذین یزعمون انھم آمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ** (سورۂ نساء۔ آیت نمبر ٦٠) (اے رسول کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ جو کتاب تجھ پر نازل کی گئی اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئیں وہ سب پر ایمان لائے ہیں اور ان کی دلی تمنا ہے کہ سرکشوں کو اپنا حاکم بنائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کی بات نہ مانیں)۔

باب: قاضیوں کی اقسام اور فیصلوں کی صورتیں

(۳۲۲۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: قاضیوں کی چار قسمیں ہیں۔ان میں سے تین جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔ایک وہ قاضی جو ناانصافی اور جور کا فیصلہ کرے یہ جانتے ہوئے کہ یہ فیصلہ ناانصافی کا ہے تو وہ جہنم میں جائے گا۔دوسرا وہ قاضی جو ناانصافی کا فیصلہ کرے مگر اس کو معلوم نہ ہو کہ یہ ناانصافی کا فیصلہ ہے وہ بھی جہنم میں جائے گا۔تیسرے وہ جو حق کا فیصلہ کرے لیکن اس کا علم نہ ہو تو وہ بھی جہنم میں جائے گا۔چوتھے وہ قاضی جو حق وانصاف کا فیصلہ کرے اور اسے معلوم ہو یہ حق وانصاف کا فیصلہ ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا: فیصلے دو طرح کے ہیں ایک اللہ کا فیصلہ دوسرا اہل جاہلیت کا فیصلہ۔اب جس نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کرنے میں خطا کی تو اس نے اہل جاہلیت کا فیصلہ کیا اور جس نے اللہ کے نازل کردہ حکم کے بغیر دو درہموں کا بھی فیصلہ کیا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے کفر وانکار کیا۔[1]

باب: حکم اور قاضی بننے سے اجتناب

(۳۲۲۵) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم لوگ حکم اور قاضی بننے سے بچو اس لئے کہ حکومت اور فیصلہ کرنے کا حق صرف امام کا ہے جو فیصلہ اور قضاء کرنا جانتا ہے اور مسلمانوں میں ایک عادل شخص ایسا ہی ہے جیسے کوئی نبی یا نبی کا وصی ہو۔

(۳۲۲۶) اور حضرت امیر المومنینؑ نے شریح (قاضی) سے فرمایا: اے شریح تم ایسی جگہ بیٹھے ہوئے ہو جہاں سوائے نبی یا وصی نبی یا شقی کے کوئی اور نہیں بیٹھا۔

باب: قاضیوں کی مجلسوں کے اندر بیٹھنا مکروہ ہے

(۳۲۲۷) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے اندر ایک قاضی کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔پھر دوسرے دن جب میں آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: کل میں نے تم کو جس مجلس میں دیکھا وہ کونسی مجلس تھی؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان یہ قاضی میرے ساتھ اکرام سے پیش آتا ہے اس لئے میں کبھی کبھی اس کی مجلس میں بیٹھ جاتا ہوں۔آپؑ نے فرمایا: لیکن اگر آسمان سے اسی قاضی پر لعنت برسے اور تمہیں بھی زد میں لے لے تو اس سے تمہیں کون بچائے گا؟ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو لوگ وہاں مجلس میں ہیں (لعنت) سب کا احاطہ کرلے۔

(۳۲۲۸) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے: بدترین قطعہ زمین ان حاکموں کا گھر ہے جو حق کے ساتھ فیصلہ نہیں کیا کرتے۔

(۳۲۲۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ نصاریٰ کے قبرستانوں نے اللہ تعالیٰ سے سخت سوزش وتپش کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: خاموش رہو اس لئے کہ قاضیوں کی جگہوں میں تم سے زیادہ تپش ہوگی۔

باب: عہدہ قضا پر تنخواہ لینے کی کراہت

(۳۲۳۰) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابو عبداللہ علیہ السلام سے ایک ایسے قاضی کے متعلق دریافت کیا گیا جو دو قریوں کے درمیان فیصلہ کرنے پر مقرر ہے اور بادشاہ وقت سے تنخواہ وصول کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: یہ حرام ہے۔

---

[1] کلینی نے ج ۷ص ۴۰۷ پر اپنی اسناد سے برقی سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اس روایت کو بلند کیا امام علیہ السلام کے قول 'اس نے اہل جاہلیت کا فیصلہ کیا' تک۔

باب: فیصلہ میں ناانصافی

(۳۲۳۱) سکونی نے اپنے اسناد [1] کے ساتھ روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حاکم کے سر پر اللہ کا ہاتھ رحمت و مہربانی کے ساتھ سایہ فگن رہتا ہے مگر جب وہ فیصلہ میں ناانصافی سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہی ہاتھ اس پر (سزا کے لئے) مسلط کر دیتا ہے۔

باب: فیصلہ میں غلطی

(۳۲۳۲) ابوبصیر سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس شخص نے دو درہموں کے متعلق بھی فیصلہ کرنے میں خطا کی وہ کافر ہو گیا۔

(۳۲۳۳) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی قاضی جب دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں خطا کرتا ہے تو وہ آسمان سے بھی زیادہ بلندی سے گر جاتا ہے۔

باب: فیصلہ میں خطا کرنے کا تاوان

(۳۲۳۴) اصبغ بن نباتہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے حکم دیا کہ قاضی صاحبان خون یا قطع اعضاء کے متعلق فیصلہ میں جو خطا کریں تو اس کے تاوان کا بار مسلمانوں کے بیت المال پر ہوگا۔

باب: دو عادلوں کے حکم بنانے پر اتفاق

(۳۲۳۵) داؤد بن حصین کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں کہ جو اپنے باہمی جھگڑے کے فیصلہ کے لئے دو عادل آدمیوں پر متفق ہو گئے کہ انہیں حکم بنایا جائے اور ان دونوں عادلوں نے فیصلہ میں اختلاف کیا تو اب دونوں میں سے کس کے فیصلہ پر عمل درآمد ہو؟ آپؑ نے فرمایا: ان دونوں میں زیادہ فقیہ اور ہماری احادیث کے بڑے عالم اور زیادہ محتاط و متقی پر نظر کی جائیگی اور اسی کا فیصلہ نافذ ہوگا دوسرے کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔ [2]

(۳۲۳۶) داؤد بن حصین نے عمر بن حنظلہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے اپنی طرف الگ الگ دو حکم منتخب کیے پھر وہ دونوں اس امر پر راضی ہو گئے کہ یہ دونوں حکم مل کر فیصلہ کریں کہ حق کس کا ہے۔ اب دونوں حکمین نے فیصلہ میں اختلاف کیا اور دونوں نے ہم لوگوں کی مختلف حدیثوں کو دلیل بنایا؟ تو آپؑ نے فرمایا: اصل فیصلہ تو اسی حکم کا ہے جو ان دونوں میں زیادہ عادل زیادہ فقیہ اور زیادہ محتاط اور متقی ہے اور دوسرا حکم جو فیصلہ کر رہا ہے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مگر وہ دونوں حکم عادل و ممدوح ہیں اور ہمارے اصحاب کے نزدیک ان میں سے کوئی ایک بھی دوسرے پر فضلیت و فوقیت نہیں رکھتا۔ آپؑ نے فرمایا: پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اس فیصلے کے متعلق ہم لوگوں سے جو احادیث پیش کی گئی ہیں ان میں سے کس کی پیش کردہ حدیث پر تمہارے اصحاب کا اجماع ہے۔ اسی کے ماتحت ہمارا فیصلہ اخذ کیا جائے گا اور اس شاذ حدیث کو ترک کر دیا جائے گا جو تمہارے اصحاب کے نزدیک مشہور نہیں ہے اس

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۴۱۰ پر اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۶۹ پر علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نوفلی سے انہوں نے سکونی سے انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

[2] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۹۱ پر صحیح اسناد سے محمد بن علی بن محبوب ثقہ سے انہوں نے حسن بن موسیٰ بن خشاب جو ہمارے اصحاب میں بامرتبہ ہیں، انہوں نے ابن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے داؤد بن حصین واقفی موثق سے اسی حدیث کو بیان کیا ہے۔

لئے کہ وہ حدیث جس پر اجماع ہے لاریب کہ وہی ہم لوگوں کا حکم ہے۔

اور احکام تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ حکم کہ جس کی صحت و درستی بالکل صاف اور واضح ہے تو اس کو نافذ کیا جائے گا۔ دوسرے وہ حکم کہ جس کی غلطی اور نادرستی بالکل صاف اور واضح ہے تو اس سے اجتناب کیا جائے گا اور تیسرے وہ حکم کہ جس کے لئے یہ فیصلہ مشکل ہے کہ درست ہے یا نادرست تو اس کے فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال بالکل واضح ہے اور حرام بھی بالکل واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان صرف شبہات ہیں۔ پس جس نے شبہات کو ترک کر دیا وہ محرمات سے بچ گیا اور جس نے شبہات کو لے لیا وہ محرمات کا ارتکاب کر بیٹھے گا اور اس طرح ہلاکت میں مبتلا ہوگا کہ اس کو پتہ بھی نہ چلے گا۔

میں نے عرض کیا: اور اگر آپؑ لوگوں کی طرف سے دو مروی حدیثیں ہوں اور دونوں مشہور ہوں اور جن کو آپؑ لوگوں کے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر ان دونوں پر نظر کی جائے گی ان دونوں میں سے جس کا حکم کتاب خدا اور سنت رسول سے زیادہ موافق ہوگا اور عامہ کے خلاف ہوگا اسی سے حکم اخذ کیا جائے گا اس لئے کہ اس میں ہدایت ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر دونوں احادیث عامہ کے موافق ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: پھر دیکھا جائے گا کہ ان دونوں میں سے کس کی طرف ان کے حکام اور قضاۃ (قاضی) زیادہ مائل ہیں چنانچہ اس کو چھوڑ دیا جائیگا اور دوسری حدیث سے حکم اخذ کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر عامہ کے حکام اور قضاۃ ان دونوں احادیث کے موافق فیصلہ کرتے ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: اگر ایسا ہو تو تم ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ اپنے امامؑ سے ملاقات کرو اس لئے کہ شبہ کے وقت ٹھہر جانا ہلاکت و گمراہی میں پڑ جانے سے بہتر ہے۔

باب: قاضیوں کے آداب

(۳۲۳۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو عہدہ قضا سپرد ہو وہ غصہ کی حالت میں کبھی کوئی فیصلہ نہ کرے۔ [۱]

(۳۲۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب حاکم و قاضی اپنے دائیں والے اور بائیں والے دونوں سے کہے کہ تم کیا کہتے ہو اور تمہاری کیا رائے ہے تو اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت مگر یہ کہ وہ اپنی مسند سے اُٹھ جائے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنی مسند پر نہ بٹھا دے۔

(۳۲۳۹) اور ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس آنجنابؑ کی حکومت کے دوران وارد ہوا [۲] اور چند دنوں وہ آپؑ کے پاس ٹھہرا رہا پھر ایک دن وہ اپنا مقدمہ لے کر آپؑ کی خدمت میں پیش ہوا جس کا ذکر اس نے حضرت علیؑ سے کبھی نہیں کیا تھا۔ حضرت علیؑ نے اس سے کہا: کیا تم اس مقدمہ میں مدعی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: پھر تم ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہمانداری سے منع فرمایا ہے جب تک کہ مدعی کے ساتھ مدعا علیہ دونوں مہمان نہ ہوں۔

(۳۲۴۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص خود اپنے ذاتی معاملہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف سے کام لے گا تو غیر بھی اس کو اپنے معاملہ میں حکم بنانے پر راضی ہو جائینگے۔ [۳]

۱۔ کلینی نے ج ۷ ص ۴۱۳ پر علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور 'شعرائع' میں کہا گیا ہے: اور کراہت ہے کہ وہ اس وقت فیصلہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔ اسی طرح کراہت ہے ان تمام موارد میں جو غصہ کی مانند ہوں کہ اس کا نفس بھوک، پیاس، غم، خوشی، درد یا بول و براز روکے ہوئے ہو یا نیند کا غلبہ ہو اور اگر اس نے اسی حال میں فیصلہ کر دیا اور اس کا اجراء ہو گیا تو جو چیز اس کے حق میں واقع ہونے والی ہے وہ واقع ہوگی۔

۲۔ کلینی نے 'کافی' ج ۷ ص ۴۱۳ پر علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے البتہ وہاں 'حکومت' کے بجائے 'متنازعہ زمانہ' ہے۔

۳۔ اس خبر کو کلینی نے ج ۲ ص ۱۴۶ پر بسند مرسل روایت کیا ہے۔

(۳۴۴۱) حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دو اشخاص اپنے معاملہ میں تمہاری طرف فیصلہ کے لئے رجوع کریں تو صرف پہلے شخص کی بات سن کر فیصلہ نہ دیدو جب تک کہ دوسرے کی بات بھی نہ سن لو اور جب تم ایسا کرو گے تو فیصلہ تم پر خود واضح ہو جائے گا۔ ۱ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اس کے بعد میں برابر قاضی بنا کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ پروردگار تو اس کو فیصلہ کی سوجھ بوجھ عطا فرما۔

(۳۴۴۲) اور امیر المومنین علیہ السلام نے شریح (قاضی) سے فرمایا: تم اپنی مجلس قضا میں کسی سے سرگوشی نہ کرو اور جب تمہیں کسی بات پر غصہ آجائے تو مجلس قضا سے اُٹھ جاؤ، غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرو۔ ۲

(۳۴۴۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فیصلہ ہے کہ مجلس قضا میں داہنی طرف والے کو پہلے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

(۳۴۴۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم اپنے مدعا علیہ کے ساتھ والی یا قاضی کی عدالت میں جاؤ تو داہنی طرف رہو یعنی مدعا علیہ کی داہنی طرف۔

(۳۴۴۵) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسند قضا پر ہو اس کو چاہیے کہ فریقین کے درمیان نگاہ اور اشارے (تک) میں برابر کا سلوک کرے۔ ۳

(۳۴۴۶) نیز امیر المومنین علیہ السلام نے قاضی شریح ۴ سے فرمایا: اے شریح تم اس بات کو دیکھو کہ کون قرض کی ادائیگی میں اب تب کر رہا ہے، کون آج کل کر رہا ہے، کون ٹال مٹول کر رہا ہے، کون ظلم وزیادتی کر رہا ہے اور باوجود مقدرت وخوشحالی لوگوں کے حقوق نہیں دیتا اور کون لوگوں کے اموال کے ذریعہ حکام تک رسائی اور رسوخ چاہتا ہے تو تم ان سے لوگوں کے حقوق دلاؤ، گھر کا ساز وسامان فروخت کرو اور گھر فروخت کرو۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دولت مند مسلمان کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ایک مسلمان پر ظلم ہے مگر جس کے پاس نہ مال ہو نہ گھر کا ساز وسامان اور نہ گھر تو اس سے وصولی کی کوئی سبیل نہیں۔ اور یہ سمجھ لو کہ لوگوں کو حق پر آمادہ وہی شخص کرے گا جو انہیں باطل سے بچائے گا۔ پھر اپنی توجہ میں اپنی گفتگو میں اپنی مجلس قضا میں تمام مسلمانوں کے درمیان مواسات وہمدردی سے پیش آؤ تاکہ تمہارے مقرب لوگ تم سے ظلم وزیادتی کی خواہش نہ کر سکیں اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے لئے عادل گواہ ہیں سوائے اس شخص کے جس پر کسی جرم میں کوڑے لگے ہوں اور پھر بھی وہ اس جرم سے تائب نہیں ہوا ہو یا جو شخص جھوٹی گواہی دینے میں مشہور ہو یا جو متہم اور مشکوک ہو۔ اور تم اپنی مجلس قضا میں کسی کو ڈانٹنے یا اذیت دینے سے اجتناب کرو یہ مجلس قضا وہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے ثواب مقرر کیا ہے اور اُس کے لئے بہترین ثواب ہے جو حق کا فیصلہ کرے اور جو اپنے دعویٰ کا ثبوت میں ایسے گواہوں کے نام پیش کرے جو غیر حاضر ہوں تو اس کو ایک مدت معینہ کی مہلت دو تاکہ وہ اپنے گواہ پیش کر سکے پس اگر وہ اپنے گواہ اس ہدف میں پیش

۱ یہاں تک شیخ نے 'تہذیب' ج ۶ ص ۲۲۷ پر اپنی اسناد سے روایت کیا ہے کہ روایت کی محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے انہوں نے ذبیان بن حکیمہ الاودی سے، انہوں نے موسیٰ بن اکیل نمیری سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے۔

۲ کلینی نے ج ۷ ص ۴۱۳ پر ہمارے کئی اصحاب سے اور انہوں نے برقی سے روایت کی ہے انہوں نے اسے بلند کیا امیر المومنینؑ تک اور اسی طرح 'تہذیب' میں نقل کیا گیا ہے۔

۳ کلینی نے جلد ۷ ص ۴۱۳ پر علی سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

۴ کلینی نے ج ۷ ص ۴۱۲ پر علی سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محبوب سے، انہوں نے عمرو بن ابی مقدام سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سلمۃ بن کہیل سے روایت کی ہے۔ اور سلمہ بن کہیل ضعیف ہے۔

کر لے تو اس کے حق میں فیصلہ دو اور اگر وہ اس (مدت) میں گواہ نہ پیش کرے تو اس کے خلاف فیصلہ دیدو۔ اور خبردار مقدمہ قضا میں کسی پر حد جاری کرنے کا یا اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کسی حق کے بارے میں اپنا فیصلہ نافذ نہ کرنا جب تک کہ اسے میرے سامنے پیش نہ کرو۔ اور خبردار مجلس قضا میں نہ بیٹھو جب تک کچھ نہ کھالو ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے عمرو بن ابی مقدام سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے۔

باب: کن امور میں ظاہری حالت کو دیکھ کر حکم کیا جائے

(۳۲۴۷) یونس بن عبدالرحمٰن کی روایت میں جوان سے کسی راوی نے [1] اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ثبوت و گواہ کے متعلق دریافت کیا کہ اگر کسی کے حق کے متعلق گواہ و ثبوت قائم ہو جائے تو کیا قاضی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہ کے قول کی بناء پر فیصلہ کر دے؟ آپؑ نے فرمایا کہ پانچ امور ہیں جن کے متعلق لوگوں کو لازم ہے کہ ظاہری حالت پر فیصلہ کر لیں۔ (اول) کسی کو ولی بنانا۔ (دوسرے) بظاہر مسلمان ہے تو نکاح کر لینا (تیسرے) بظاہر مسلمان ہے تو اس کا ذبیحہ (چوتھے) شاہد اور گواہ (پانچویں) نسب و حسب پس اگر کوئی شخص بظاہر طاہر و پاک ہے اور برائیوں سے محفوظ ہے تو اس کی شہادت اور گواہی جائز ہے اس کے باطنی حالات کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔

باب: فیصلہ کرنے کے لئے مختلف حیلے اور تدبیریں

(۳۲۴۸) نضر بن سوید کی روایت میں ہے جس کو اس نے مرفوع نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے قسم کھالی کہ وہ ہاتھی کو وزن کرے گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاتھی کو کشتی پر سوار کر دیا جائیگا پھر دیکھا جائے گا پانی کشتی کی کس حد تک پہنچا ہے وہاں نشان لگا دیا جائے گا۔ پھر ہاتھی کو اتار کر کشتی میں لوہا یا تانبا جو بھی چاہے ڈال دیا جائے گا اور جب پانی کشتی کے اس جگہ پہنچ جائے گا جہاں نشان لگایا تھا تو اس کو نکال کر وزن کر لیا جائے گا۔

(۳۲۴۹) اور عمرو بن شمر کی روایت میں جعفر بن غالب اسدی سے منقول ہے جس کی اس نے مرفوع روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب کے دور میں ایک مرتبہ دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ ان دونوں کے سامنے سے ایک قیدی بیڑیاں پہنے ہوئے گزرا تو ایک نے کہا: اگر اس قیدی کی بیڑیوں کا اتنا وزن نہ ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اور دوسرے نے کہا: تم جتنا وزن کہتے ہو اگر اتنا وزن ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اب دونوں اس قیدی غلام کے مالک کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ ہم دونوں نے اس طرح قسم کھالی ہے لہٰذا اپنے غلام کی بیڑیاں ذرا اتارو تو ہم لوگ اس کا وزن کریں گے۔ مالک نے کہا کہ اگر میں اپنے غلام کی بیڑیوں کو اتار دوں تو میری عورت کو طلاق۔ چنانچہ یہ مقدمہ حضرت عمر کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس غلام کے مالک کو حق ہے کہ وہ اتارے یا نہ اتارے مگر یہ مقدمہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لے جاؤ شاید اس مشکل کے حل کی ان کے پاس کوئی صورت ہو۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تو بہت آسان ہے۔ پھر آپؑ نے ایک طشت منگوایا اور حکم دیا تو بیڑیوں میں دھاگہ باندھ دیا گیا اور اس غلام کے دونوں پاؤں مع بیڑیوں کے اس طشت میں رکھوا دیئے گئے اور طشت میں پانی ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ طشت پانی سے بھر گیا۔ پھر آپؑ نے حکم دیا کہ ان بیڑیوں کو دھاگے کے ذریعہ اُٹھاؤ لوگوں نے بیڑیاں اُٹھا دیں یہاں تک کہ وہ پانی سے اوپر نکل آئیں اور جب بیڑیاں نکل آئیں تو پانی کم ہو گیا پھر آپ نے لوہے کے ٹکڑے منگوائے اور پانی میں ڈالے یہاں تک کہ پانی اپنی پچھلی سطح تک پہنچ گیا کہ جہاں بیڑیوں کے ساتھ تھا۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ ان لوہے کے ٹکڑوں کو وزن کرو یہی ان بیڑیوں کا وزن ہے۔

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۴۳۱ پر علی بن ابراہیم سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے کسی راوی سے، اس نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے، جملوں کی تقدیم و تاخیر اور الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے: فرمایا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے رہنمائی فرمائی اس طرح کے احکام کی طرف ان لوگوں کو جو اس قسم کی طلاق کو جائز سمجھتے ہیں۔

(۳۲۵۰) احمد بن عائذ نے ابی سلمہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو آدمیوں کے متعلق جو دونوں غلام ہیں اور ان کے مالکوں کی طرف سے یہ کام سپرد ہے کہ وہ اپنے اپنے مالکوں کی طرف سے مال کی خرید وفروخت کیا کریں۔ چنانچہ ان دونوں غلام کے درمیان تُو تُو میں میں اور اٹھا پٹخ ہوگئی۔ پس ایک غلام اس دوسرے غلام کے مالک کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اس سے اس کو خرید لیا۔ دوسرا غلام اس کے مالک کے پاس دوڑا ہوا گیا اور اس کو اس کے مالک سے خرید لیا اور دونوں طاقت میں برابر تھے۔ وہ دونوں بھاگے ہوئے پہنچے اس نے اُس کا گریبان تھاما اُس نے اِس کا اور دونوں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تو میرا غلام ہے میں نے تجھ کو تیرے مالک سے خرید لیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ان دونوں کے درمیان فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جہاں سے وہ دونوں جدا ہوئے ہیں وہاں راستے کی پیمائش کی جائے گی ان دونوں میں سے جو زیادہ قریب ہوگا وہی پہلے پہنچا ہوگا اور اس نے پہلے خریدا ہوگا۔ اور اگر پیمائش میں دونوں کے راستے برابر ہونگے تو وہ دونوں اپنے اپنے مالکوں کو واپس کردیئے جائیں گے۔

(۳۲۵۱) نیز ابراہیم بن محمد ثقفی کی روایت میں ہے کہ دو مردوں نے ایک عورت کو کوئی امانت سپرد کی اور اس سے کہا کہ جب تک ہم دونوں تیرے پاس ایک ساتھ مل کر نہ آئیں یہ امانت ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ یہ کہہ کر دونوں چلے گئے اور غائب ہوگئے کچھ عرصہ بعد ان میں سے ایک آیا اور بولا: میری امانت مجھے واپس دیدو کیونکہ میرا ساتھی مر گیا ہے۔ اس عورت نے امانت واپس کرنے سے انکار کیا مگر وہ شخص اس عورت کے پاس بار بار آکر تقاضا کرتا رہا بالآخر اس عورت نے وہ امانت اس کو واپس کردی۔ اب کچھ عرصہ بعد دوسرا شخص آیا اور بولا کہ وہ امانت مجھے واپس کرو۔ اس عورت نے کہا: وہ امانت تو تیرا ساتھی یہ کہہ کر واپس لے گیا کہ تو مر چکا ہے۔ چنانچہ یہ مقدمہ حضرت عمر کی عدالت میں پیش ہوا تو انہوں نے عورت سے کہا: (تو نے اس اکیلے کو کیوں دیدیا) میری نظر میں تو ہی اس کی ذمہ دار ہے۔ عورت نے کہا: میں تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اور اس کے درمیان ثالث بناؤنگی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئی اور عرض کیا کہ آپؑ ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمادیں۔ حضرت علیؑ نے کہا: یہ امانت تو تم دونوں نے اس عورت کے پاس یہ کہہ کر رکھی تھی کہ جب تک ہم دونوں مجتمع ہو کر نہ آئیں ایک کو نہ دینا تو اب تم اپنے ساتھی کو بھی لاؤ اس سے پہلے تو یہ عورت (تمہارے مال کی) واپسی کی ذمہ دار نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ دونوں (بدنیت) اس عورت سے اس کا مال اُڑانا چاہتے تھے۔

(۳۲۵۲) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے بیان فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کے عہد میں دو کنیزوں کے ایک ہی رات میں بچہ پیدا ہوا ایک کے لڑکا پیدا ہوا اور ایک کی لڑکی، لڑکی کی ماں نے اپنی لڑکی کو لڑکے کے گہوارے میں لٹادیا اور لڑکے کو اپنا لیا اور کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور لڑکے کی ماں نے کہا یہ لڑکا میرا ہے۔ اب فیصلہ کے لئے دونوں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس پہنچیں تو آپؑ نے حکم دیا کہ ان دونوں کے (ہم حجم) دودھ کا وزن کرلیا جائے جس کا دودھ زیادہ وزنی ہوگا لڑکا اس کا ہے۔

(۳۲۵۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ کے عہد میں ایک شخص نے کسی آدمی کے سر پر مارا تو اس آدمی نے دعویٰ کیا کہ میری دونوں آنکھوں کی بصارت جاتی رہی اب وہ ان سے کچھ نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس کی قوت شامہ بھی ختم ہوگئی وہ کوئی خوشبو سونگھ نہیں سکتا۔ اور قوت گویائی بھی ختم ہوگئی۔ وہ بول نہیں سکتا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے لئے تین دیت لازم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنینؑ یہ کیسے واضح ہو کہ یہ آدمی سچ کہہ رہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں سے کچھ نظر نہیں آتا تو اس طرح واضح ہوگا کہ اس سے کہا جائے کہ اپنی دونوں آنکھیں سورج کے مقابل کرو اگر آنکھیں صحیح ہیں تو پھر وہ آنکھیں بغیر جھپکائے نہ رہے گا اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہیں گی۔ اور وہ اپنی ناک کے متعلق دعویٰ کرتا ہے وہ کوئی بو کو نہیں سونگھ سکتا تو وہ اس طرح واضح ہوگا کہ اس کی ناک کے پاس

بہت کھاری پانی لے جایا جائے اگر اس کی ناک صحیح ہے تو اس کی بو دماغ کو پہنچے گی اور آنکھوں میں آنسو آجائیں گے اور اپنا سر ہٹالے گا۔ اور اس کا یہ دعویٰ کہ میری زبان گونگی ہوگئی ہے اور وہ بول نہیں سکتا تو یہ اس طرح واضح ہوگا کہ اس کی زبان پر سوئی چبھائی جائے اگر وہ بول سکتا ہے تو زبان سے سرخ خون نکلے گا اگر نہیں بول سکتا تو سیاہ خون نکلے گا۔

(۳۲۵۴) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ عمر بن خطاب کے سامنے ایک کنیز پیش کی گئی جس کے متعلق بہت سی گواہیاں گزریں کہ یہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے حالانکہ قصہ یہ تھا کہ یہ بن باپ کی بچی ایک شخص کے زیر پرورش تھی۔ اس شخص کی ایک بیوی تھی اور وہ اکثر اپنی بیوی کو چھوڑ کر غائب رہتا اس کی غیبت میں یہ یتیم بچی جوان ہوگئی اور خوبصورت نکلی تو اس کی بیوی کو یہ خوف سمایا کہ اس کا شوہر جب گھر واپس آئے تو اس جوان بچی سے شادی نہ کرلے اس لئے اس نے اپنے پڑوس کی عورتوں کو بلایا جنھوں نے اس کو پکڑ رکھا اور اس نے انگلی ڈال کر اس کی بکارت ضائع کردی پھر جب اس کا شوہر آیا تو اس نے اپنی بیوی سے اس یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا تو اس کی بیوی نے اس یتیم لڑکی پر زنا کا الزام لگایا اور اپنی پڑوس کی عورتوں کو گواہی میں پیش کردیا۔ چنانچہ یہ مقدمہ عمر بن خطاب کے سامنے پیش ہوا مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس میں کیا فیصلہ کریں چنانچہ اس مرد سے کہا: یہ مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپؑ نے اس کی زوجہ سے کہا: کیا تیرے پاس اس زنا کی کوئی گواہی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں میری پڑوسنیں گواہ ہیں جو میں کہہ رہی ہوں اس کی گواہی دینگی۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے نیام سے تلوار نکالی اور اپنے سامنے رکھ لی اور جتنی گواہی دینے والی عورتیں آئی تھیں ان کے لئے حکم دیا کہ ان سب کو الگ الگ گھر میں بند کردو پھر اس مرد کی زوجہ کو بلایا اور اس سے ہر طرح پھر پھیرا کر پوچھا مگر وہ اپنے قول سے نہ پھری اور انکار کرتی رہی تو آپؑ نے اس کو اس کے گھر جس میں وہ بند تھی واپس کردیا پھر آپؑ نے گواہ عورتوں میں سے ایک کو بلایا اور دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: تو مجھے پہچانتی ہے میں کون ہوں؟ میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں اور یہ میری تلوار ہے اور اس مرد کی عورت نے مجھ سے سب کچھ بیان کردیا ہے اور حق بات کی طرف پلٹ آئی ہے اور میں نے اس کو امان دیدی ہے اب اگر تو سچ سچ بیان کردیگی تو ٹھیک ورنہ اپنی یہ تلوار تیرے خون سے رنگ دونگا۔ یہ سن کر وہ عورت آپ کی طرف مخاطب ہوئی اور بولی: یا امیر المومنینؑ میں سچ سچ کہتی ہوں مجھے جان کی امان دے دیجئے میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس یتیمہ نے ہرگز زنا نہیں کیا بلکہ اس مرد کی عورت نے اس یتیمہ کے حسن و جمال و شکل وصورت کو دیکھا تو وہ ڈری کہ اس کے شوہر کی نیت خراب ہوجائیگی چنانچہ اس نے ایک دن اس یتیمہ کو شراب پلائی اور ہم لوگوں کو بلایا ہم لوگوں نے اس یتیمہ کو پکڑ لیا اور اس نے اپنی انگلیوں سے اس کی بکارت توڑ دی یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر سوائے حضرت دانیال علیہ السلام کے مجھ سے پہلے کسی نے گواہوں کو جدا جدا نہیں رکھا۔ پھر اس یتیمہ پر زنا کا بہتان لگانے والے کی حد جاری کی اور اس کے اور اس کی مدد کرنے والیوں پر یتیمہ کی بکارت زائل کرنے کے جرم میں اس یتیمہ کا مہر چار سو درہم بطور تاوان عائد فرمایا پھر اس عورت کو اس کے شوہر سے جدا کرکے اس یتیمہ کا عقد اس کے شوہر سے کردیا اور اس کا مہر اس کے مال سے دلوایا۔

تب عمر ابن خطاب نے کہا: اے ابوالحسن آپ حضرت دانیال علیہ السلام کا واقعہ بھی تو بیان کریں تو آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت دانیال بن ماں اور بن باپ کے ایک یتیم بچے تھے جن کو بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت نے گود لے لیا تھا اور ان کی پرورش کی تھی۔ اور بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے دو قاضی تھے اور ان دونوں کا ایک دوست تھا جو ایک مرد صالح تھا جس کی عورت حسین و جمیل تھی۔ وہ مرد صالح بادشاہ کی خدمت میں برابر حاضر ہوا کرتا اور بادشاہ اس سے باتیں کیا کرتا۔ ایک مرتبہ بادشاہ کو ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوئی جس کو وہ ایک اہم کام کے لئے کہیں بھیجے تو اس نے اپنے ان دونوں قاضیوں سے کہا کہ تم دونوں میرے لئے ایک ایسا شخص منتخب کرو جسے میں ایک اہم کام کے لئے بھیجوں۔ ان دونوں نے کہا: فلاں شخص (یعنی وہ مرد صالح) ہے۔ بادشاہ نے اس مرد صالح کو اس کام پر بھیج دیا تو جاتے ہوئے اس نے ان دونوں قاضیوں سے کہا کہ تم دونوں میری بیوی کا خیال رکھنا ان دونوں نے کہا: بہتر۔ وہ مرد صالح چلا گیا تو دونوں قاضی اپنے اس دوست کی ڈیوڑھی پر آنے لگے پھر ان دونوں نے اس عورت سے اظہار محبت کرنے اور اپنی

طرف مائل کرنے کی کوشش کی مگر اس عورت نے انکار کیا تو ان دونوں نے کہا: اگر تو ایسا نہ کرے گی تو ہم دونوں تیرے خلاف بادشاہ کے سامنے گواہی دیں گے کہ تو نے زنا کیا ہے تا کہ وہ تجھے سنگسار کردے۔ اس عورت نے جواب دیا: تم دونوں جو چاہو کرو۔ چنانچہ وہ دونوں بادشاہ کے پاس آئے اور انہوں نے بادشاہ کے سامنے اس عورت کی زنا کاری کی گواہی دی تا کہ وہ اسے سنگسار کردے۔ اس عورت کے حسن کردار کی بڑی شہرت تھی اس لئے بادشاہ بڑے مخمصے میں پڑ گیا اور بہت متفکر ہوا اور ان سے کہا: چلو تمہاری بات مان لی مگر اس عورت کو تین دن کی مہلت دیدو (تا کہ وہ صفائی پیش کر سکے) پھر اسے سنگسار کرو۔ اور شہر میں منادی کرادی کہ فلاں زن عابدہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے، اس کو سنگسار کرنے کے لئے لوگ جمع ہو جائیں دونوں قاضیوں نے اس کے زنا میں مرتکب ہونے کی گواہی دی ہے۔ یہ سن کر لوگوں میں طرح طرح کی باتیں شروع ہوگئیں تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا: بولو اس مقدمہ کے فیصلے کے لئے تمہارے پاس کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا: واللہ میرے پاس تو اس کے لئے کوئی تدبیر نہیں ہے۔

الغرض جب تیسرا دن آیا اور یہ مہلت کا آخری دن تھا تو وزیر اپنی سواری پر سوار ہو کر شہر کے گشت کے لئے نکلا ناگاہ اس نے چند بچوں کو کھیلتے دیکھا اور ان ہی میں حضرت دانیال علیہ السلام بھی تھے۔ دانیال علیہ السلام نے آواز دی: اے بچو آؤ میں بادشاہ ہوں اور اے فلاں تم زن عابدہ بن جاؤ اور اس کے خلاف فلاں فلاں دونوں قاضی اور گواہ بنیں گے۔ پھر مٹی جمع کی اور ایک لکڑی کو تلوار بنایا۔ پھر لڑکوں کو حکم دیا کہ اس (قاضی) کا ہاتھ پکڑو اور فلاں جگہ لے جاؤ اس کے بعد ان دونوں قاضیوں میں سے ایک کو بلایا اور کہا سچ بولو اگر سچ نہ بولے تو میں تمہاری گردن ماردوں گا۔ اس قاضی نے کہا: ہاں سچ بولونگا۔ اور وزیر یہ سب باتیں سن رہا تھا۔ (حضرت) دانیالؑ نے پھر کہا: اچھا بتاؤ تم اس عورت کے خلاف کس بات کی گواہی دو گے۔ قاضی نے جواب دیا کہ اس بات کی کہ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ (حضرت) دانیال نے پوچھا: اس نے کس دن زنا کیا؟ اس قاضی نے کہا: فلاں دن۔ پوچھا: کس وقت؟ قاضی نے کہا: فلاں وقت۔ پوچھا: کس جگہ؟ کہا: فلاں جگہ۔ پوچھا: کس شخص کے ساتھ؟ کہا: فلاں ابن فلاں کے ساتھ۔ حکم دیا: اچھا اس قاضی کو یہاں سے ہٹا کر اس کی جگہ واپس لے جاؤ۔ اور اب دوسرے قاضی کو لاؤ تو لڑکے اس کو پکڑ کر اس کی جگہ واپس لے گئے اور دوسرے قاضی کو لائے اور انہوں نے یہی سب سوال اس دوسرے قاضی سے پوچھے اور اس نے پہلے قاضی کے قول کے مخالف بیان دیا تو حضرت دانیال علیہ السلام نے کہا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی اور لڑکوں کو آواز دی کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی لہٰذا دونوں کو قتل کرنے کے لئے آجاؤ۔ یہ سب کھیل دیکھ کر وزیر بادشاہ کے پاس تیزی سے آیا اور سارا واقعہ بیان کیا تو بادشاہ نے ان دونوں قاضیوں کو بلایا وہ دونوں حاضر کیے گئے پھر ان دونوں کو جدا جدا کر دیا اور وہی سوالات کیے جو حضرت دانیال علیہ السلام نے ان دونوں لڑکوں سے کیے تھے تو ان کے بیان میں اختلاف ہوا لہٰذا لوگوں میں فیصلہ کا اعلان کیا اور ان دونوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ ؎۱

(۳۲۵۵) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا: عہد امیر المومنین علیہ السلام میں ایک کھنڈر کے اندر ایک شخص ذبح کیا ہوا پایا گیا اور وہیں پر ایک دوسرا شخص جس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی ملا۔ چنانچہ اس کو گرفتار کر لیا گیا تا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب وہ خدمت امیر المومنین علیہ السلام میں آیا تو اس نے اقرار کر لیا کہ اسی نے اس شخص کو ذبح کیا ہے جب اس کو قتل کرنے کے لئے پہنچے تو ایک تیسرا شخص سامنے آیا اور آواز دی کہ تم لوگ اس کو چھوڑ دو (یہ بے قصور ہے درحقیقت) میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ چنانچہ اس کے ساتھ اس کو بھی پکڑ کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا آپؑ نے اس پہلے سے پوچھا تجھے اقرار پر کونسا امر داعی ہوا؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام میں ایک قصاب ہوں میں نے اس کھنڈر کے پہلو میں ایک بکری ذبح کی اور مجھے زور کا پیشاب معلوم ہوا تو جلدی میں اس کھنڈر میں داخل ہو گیا میرے ہاتھ میں خون آلود چھری تھی اتنے میں لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تو نے ہی ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: اب انکار سے کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ یہاں ایک ذبح کیا ہوا آدمی ہے اور میرے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے اس لئے میں نے ان لوگوں کے سامنے اقرار کر لیا کہ اسے میں نے قتل کیا ہے۔

؎۱ کافی ج ۷ ص ۴۲۵ پر اس روایت کو بیان کیا گیا ہے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے معاذ بیاع بن وہب سے، اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے۔ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ۔

پھر حضرت علی علیہ السلام نے دوسرے سے فرمایا: اب تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اچھا اب تم لوگ میرے فرزند حسن (علیہ السلام) کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ چنانچہ یہ سب امام حسن علیہ السلام کے پاس پہنچے اور سارا قصہ بیان کیا تو آپؑ نے فرمایا: اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا تو ایک کو زندہ بھی کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن احیاھا فکانما احیاالناس جمیعاً۔ (سورۂ مائدہ آیت نمبر ۳۲) (جس نے اس کو زندہ کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا) لہٰذا اب تم دونوں پر کچھ لازم نہیں آتا اور مقتول کے ورثاء کو مقتول کا خون بہا بیت المال سے دیدیا جائے گا۔ [۱]

(۳۲۵۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت امیر المومنینؑ کے عہد حکومت میں ایک شخص فوت ہوا اور اپنے پسماندگان میں ایک فرزند اور ایک غلام چھوڑا پس دونوں میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرنے لگا کہ میں اس کا فرزند ہوں اور یہ دوسرا اس کا غلام ہے۔ پھر یہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں فیصلہ کے لئے آئے۔ آپؑ نے حکم دیا کہ مسجد کی دیوار میں دو سوراخ کر دیئے جائیں اور حکم دیا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک ان سوراخوں میں سے ایک سوراخ میں اپنا سر ڈالے پھر قنبر کو آواز دی کہ اے قنبر تلوار کھینچ لو مگر بہ صیغہ راز ان سے کہا کہ جو میں حکم دوں اس پر عمل نہ کرنا اور حکم دیا کہ غلام کی گردن اڑا دو یہ سننا تھا کہ غلام نے اپنا سر سوراخ سے باہر کھینچ لیا اور امیر المومنین علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا اور دوسرے سے فرمایا: درحقیقت تو ہی اس مرنے والے کا فرزند ہے (اب تو کہے تو) میں اس کو آزاد کر دوں گا اور اس کو تیرا آزاد کردہ غلام بنا دوں۔

(۳۲۵۷) عمرو بن ثابت نے اپنے والد سے انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب کے دربار میں ایک عورت لائی گئی۔ جس کی شادی ایک مرد پیر سے ہوئی تھی مگر جونہی اس مرد پیر نے اس سے مجامعت کی وہ اس عورت کے پیٹ ہی پر مر گیا پس اس عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا تو اس مرد پیر کی دوسری اولاد نے دعویٰ کیا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے اور اس کے خلاف گواہیاں پیش کر دیں۔ چنانچہ عمر ابن خطاب نے حکم دیدیا کہ اس عورت کو سنگسار کر دیا جائے۔ لوگ اس کو سنگسار کرنے کے لئے چلے تو درمیان راہ میں حضرت علی علیہ السلام مل گئے۔ اس عورت نے آواز دی: اے ابن عم رسول میں مظلومہ ہوں۔ اور یہ میرے نکاح کا ثبوت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تیرے پاس کیا ثبوت ہے۔ اس عورت نے اپنا نکاح نامہ پیش کیا آپ نے اس کو پڑھا اور ان لوگوں سے فرمایا کہ اس عورت نے تم لوگوں کو بتا دیا تھا کہ کس دن اس کا نکاح ہوا اور کس دن اس پیر و مرد نے اس سے مجامعت کی اور اس کی مجامعت کیسے ہوئی۔ عورت کو واپس لے جاؤ۔ دوسرے دن آپؑ نے چند کمسن بچوں کو بلایا اس میں اس عورت کا لڑکا بھی تھا اور لڑکوں سے کہا کہ تم لوگ کھیلو سب کھیلنے لگے جب وہ کھیلنے میں بے حد مشغول ہوئے تو آپؑ نے انہیں آواز دی وہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے مگر اس عورت کا لڑکا اپنی ہتھیلیاں زمین پر ٹیک کر اُٹھا۔ آپ نے اس کو بلایا اور اس کو اس کے باپ کی میراث دلوائی اور اس کے بھائیوں کے بہتان لگانے کی سزا میں ایک ایک پر حد جاری کی۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ یہ آپؑ نے کیا کیا؟ تو آپؑ نے فرمایا: میں نے اس لڑکے کے ہتھلیاں ٹیک کر اُٹھنے سے پہچان لیا کہ یہ ضعیف پیر مرد کا ہی لڑکا ہے۔

(۳۲۵۸) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو ایک جوان روتا ہوا آپؑ کے سامنے آیا اور کچھ لوگ اس کو چپ کرا رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا: تم روتے کیوں ہو؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ قاضی شریح نے میرے مقدمہ کا فیصلہ دیا مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیسا فیصلہ ہے یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ساتھ لے کر سفر پر گئے سب واپس آ گئے مگر میرا باپ واپس نہیں آیا تو میں نے ان لوگوں سے اپنے باپ کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مر گیا تب میں نے اس کے مال و اسباب کے متعلق پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اس نے کوئی مال و اسباب نہیں چھوڑا، میں ان لوگوں کو فیصلہ کے لئے قاضی شریح کے پاس گیا تو انہوں نے ان لوگوں سے حلف لے کر میرا مقدمہ خارج کر دیا۔ یا

[۱] 'کافی' میں مرسل حدیث سے ج ۷ ص ۲۸۸ پر اور 'تہذیب' ج ۲ ص ۹۶ پر اس روایت کو الفاظ کے اختلاف کے ساتھ لیکن یکساں معنی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام مجھے خوب معلوم ہے کہ میرے والد جب سفر پر گئے تھے تو ان کے ساتھ مالِ کثیر تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اچھا تم سب اس جوان کو لے کر شریح کے پاس چلو۔ وہاں پہنچ کر آپؑ نے پوچھا: اے شریح تم نے ان سب کے درمیان کیسے فیصلہ کر دیا؟ انہوں نے کہا: یا امیر المومنینؑ اس لڑکے نے ان لوگوں کے خلاف دعویٰ دائر کیا کہ یہ لوگ سفر پر گئے تھے اور اس لڑکے کا باپ ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا۔ یہ لوگ تو واپس آ گئے مگر اس کا باپ واپس نہیں آیا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ مر گیا پھر میں نے اس کے مال و اسباب کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال و اسباب نہیں چھوڑا پھر میں نے اس لڑکے سے پوچھا جو تم دعویٰ کرتے ہو اس پر تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں پھر میں نے ان لوگوں سے حلف اُٹھوایا (کہ اس کے پاس کوئی مال و متاع نہ تھا)۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے شریح تم ایسے مقدمہ کا اس طرح فیصلہ کرتے ہو؟ شریح نے عرض کیا: پھر یا امیر المومنین علیہ السلام کس طرح فیصلہ کرتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے شریح خدا کی قسم میں ان لوگوں کے درمیان ایسا فیصلہ کروں گا کہ مجھ سے پہلے سوائے حضرت داؤد نبی علیہ السلام کے اور کسی نے نہیں کیا۔ اے قنبر پولیس کے سپاہیوں کو بلاؤ۔ قنبر بلا لائے تو آپؑ نے ان لوگوں میں سے ایک ایک پر ایک ایک سپاہی تعینات کر دیا پھر آپؑ نے ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا: بولو تم لوگ کیا کہتے ہو کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ جو کچھ اس لڑکے کے باپ کے ساتھ تم لوگوں نے سلوک کیا ہے میں اسے نہیں جانتا پھر تو میں تم لوگوں کے نزدیک ایک جاہل ٹھہروں گا۔ پھر حکم دیا ان سب کو جدا جدا کر دو ان سب کے سر ڈھانپ دو (تاکہ آپس میں اشارے نہ کر سکیں) چنانچہ ان سب کو جدا جدا کر کے مسجد کے ایک ایک ستون کے پاس کھڑا کر دیا گیا اور ان کے سر ان کے کپڑوں سے ڈھانپ دیئے گئے پھر اپنے کاتب و منشی عبید اللہ بن ابی رافع کو بلایا اور فرمایا کہ رجسٹر اور دوات لاؤ۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام مسندِ قضا پر تشریف فرما ہوئے اور لوگ آپ کے آس پاس جمع ہو گئے۔ تو آپؑ نے مجمع سے فرمایا: جب میں تکبیر کہوں تو تم لوگ بھی تکبیر کہنا اس کے بعد لوگوں سے کہا: اچھا ذرا راستہ بناؤ پھر ان میں سے ایک کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور عبید اللہ بن ابی رافع سے کہا: اس کا اقرار اور اس کا بیان قلمبند کرتے جانا۔ اس کے بعد آپؑ نے اس سے سوال کرنا شروع کیا اور پوچھا: تم لوگ اپنے گھر سے کس دن نکلے تھے جب کہ اس لڑکے کا باپ تم لوگوں کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا: فلاں دن، پوچھا: کس مہینہ میں؟ اس نے کہا: فلاں مہینہ میں۔ پوچھا: تم لوگ اپنے سفر میں کس منزل پر پہنچے تھے کہ اس لڑکے کا باپ مر گیا؟ اس نے کہا: فلاں بن فلاں کی منزل پر۔ پوچھا: کیا بیمار تھا؟ کہا: یہ بیماری تھی۔ پوچھا: کتنے دن بیمار رہا؟ کہا: اتنے دن بیمار رہا۔ پوچھا: اس کی تیمارداری کس نے کی تھی اور وہ کس دن مرا پھر کس نے اس کو غسل دیا اور کہاں غسل دیا؟ اور کس نے اس کو کفن پہنایا اور تم لوگوں نے اس کو کس دن دفن کیا اور کس نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کو کس نے قبر میں اتارا۔ غرض جو کچھ آپ سوال کرنا چاہتے تھے وہ سب سوال کر چکے تو آپ نے بآواز بلند تکبیر کہی اور آپؑ کے ساتھ مجمع نے بھی تکبیر کہی۔ اس سے باقیوں کو شبہ ہوا اور انہیں شک پڑ گیا ہمارے ساتھی نے ہمارے اور اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہے پھر آپؑ نے حکم دیا کہ اس کے سر کو ڈھانپ دو اور اس کو قید خانہ میں لے جاؤ۔

پھر دوسرے کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا: تو نے یہ سمجھا کہ تم لوگوں کے کرتوتوں کا مجھے پتہ نہیں تو ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام میں اس قافلہ میں تنہا شخص تھا جو اس کے قتل کو ناپسند کرتا تھا۔ پھر اس نے قتل کا اقرار کیا اس کے بعد آپؑ نے ایک ایک شخص کو بلایا اور سب نے قتل اور مال کے ہضم کرنے کا اقرار کر لیا پھر اس شخص کو بلایا جس کو قید خانہ لے جانے کا حکم دیا تھا اس نے بھی آ کر قتل کا اقرار کر لیا۔ تو آپؑ نے ان لوگوں کو مال کی واپسی اور مقتول کے خون بہا کا حکم دیا۔

پھر شریح نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا فیصلہ کیا تھا؟ آپؑ نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک مرتبہ ان چند بچوں کی طرف سے گزر ہوا جو آپس میں کھیل رہے تھے ان میں سے ایک کو مات الدین کہہ کر پکار رہے تھے۔ تو آپؑ نے اس بچے کو بلایا اور پوچھا: بچے تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: میرا نام مات الدین ہے۔ پوچھا: تیرا نام کس نے رکھا؟ اس نے کہا: میرا نام میری ماں نے رکھا تو آپؑ اس کی ماں کے پاس

تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا: اے عورت تیرے اس بچے کا کیا نام ہے؟ کہا: مات الدین۔ آپؑ نے فرمایا: اس کا نام کس نے رکھا؟ اس نے کہا: اس کے باپ نے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ صورت کیسے ہوئی تھی؟ عورت نے کہا: اس کا باپ ایک سفر پر کچھ لوگوں کے ساتھ گیا تھا اس وقت یہ بچہ میرے شکم میں تھا۔ پھر سب لوگ تو سفر سے واپس آگئے مگر میرا شوہر واپس نہیں آیا میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا تو سب نے کہا کہ وہ مرگیا میں نے پوچھا کہ پھر اس کا متروکہ مال واسباب کہاں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال واسباب نہیں چھوڑا۔ میں نے پوچھا: اچھا مرتے وقت اس نے کوئی وصیت کی تھی؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں اس کا خیال تھا کہ تو حاملہ ہے اس لئے اس نے وصیت کی کہ تیرے بطن سے جو بھی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو اس کا نام مات الدین رکھ دینا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا: کیا تو ان لوگوں سے واقف ہے جو تیرے شوہر کے ساتھ سفر پر گئے تھے؟ عورت نے کہا: جی ہاں۔ پوچھا وہ لوگ زندہ ہیں یا مرگئے۔ اس نے کہا کہ وہ زندہ ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اچھا تو ان لوگوں کے پاس میرے ساتھ چل چنانچہ آپؑ اس عورت کو لے کر ان لوگوں کے پاس گئے۔ ان کو گھروں سے نکالا اور ان لوگوں کے درمیان اسی طرح فیصلہ کیا اور فیصلہ کیا کہ یہ لوگ اس کا مال واپس کریں اور مقتول کا خونبہا ادا کریں۔ پھر عورت سے کہا کہ اب تو اپنے اس بچے کا نام (مات الدین کے بدلے) عاش الدین رکھ یعنی دین زندہ ہو گیا۔

پھر اس لڑکے اور ان لوگوں کے درمیان اختلاف ہوا کہ اس کے باپ کے پاس کتنا مال تھا تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی ایک انگوٹھی لی اور اس کے ساتھ چند انگوٹھیاں اور ملا دیں اور فرمایا: تم لوگ ان میں سے ایک ایک انگوٹھی اٹھاؤ جو میری انگوٹھی کو اٹھائے گا وہ اپنے دعوی میں سچا ہوگا اس لئے کہ یہ سہم الٰہی ہے اور سہم الٰہی کبھی ناکام نہیں ہوگا۔

(۳۲۵۹) نیز حضرت علی علیہ السلام نے ایک عورت کے معاملہ میں فیصلہ کیا کہ جب آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے میری بغیر اجازت میری کنیز سے مجامعت کی ہے۔ تو آپؑ نے اس کے شوہر سے پوچھا: تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے بغیر اس کی اجازت کے اس کی کنیز سے مجامعت نہیں کی ہے۔ آپؑ نے اس عورت سے کہا: اچھا اگر تو سچی ہے تو میں تیرے شوہر کو سنگسار کروں گا۔ اور تو جھوٹی ہے تو میں تجھے اس کی سزا میں کوڑے لگاؤں گا۔ اسی اثناء میں نمازِ جماعت کھڑی ہوگئی۔ اور حضرت علی علیہ السلام نمازِ جماعت پڑھانے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ تو عورت نے اپنے دل میں سوچا کہ اب چھٹکارا نہیں یا اس کا شوہر سنگسار کر دیا جائے گا یا وہ سزا میں کوڑے کھائے گی یہ سوچ کر وہ چلی گئی اور دوبارہ واپس نہیں آئی اور امیر المومنین علیہ السلام نے بھی اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔

(۳۲۶۰) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو دو آدمی پکڑ لائے تھے اور ان دونوں نے کہا: اس نے ایک زرہ چرائی ہے۔ اس شخص نے جب یہ گواہیاں دیکھیں تو اللہ کا واسطہ دینے لگا [1] اور کہنے لگا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت موجود ہوتے تو میرا ہاتھ کبھی ہرگز نہ کٹتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیوں؟ اس نے کہا: اس لئے کہ میرا پروردگار ان کو خبر کر دیتا کہ میں اس الزام سے بری ہوں تو وہ مجھے اس سے بری کرا دیتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ یہ شخص خدا کا واسطہ دے رہا ہے تو ان دونوں گواہوں کو بلایا اور ان سے فرمایا: ارے تم لوگ خوف خدا کرو اس شخص پر ظلم کر کے اس کا ہاتھ نہ کاٹو۔ آپؑ نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا اس کے بعد فرمایا: اچھا تم میں سے ایک اس کا ہاتھ کاٹے اور دوسرا اس کا ہاتھ پکڑے اب جب دونوں اس کا ہاتھ کاٹنے کے لئے اس کو لے کر تخت کی طرف بڑھے تو لوگوں کے ہجوم سے ٹکرائے اور ہجوم میں مخلوط ہو گئے اور ان دونوں نے لوگوں کے ہجوم میں اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور بھاگ کر لوگوں کے ہجوم میں گم ہو گئے۔ پھر وہ شخص جس کے خلاف چوری کی گواہی گزری تھی امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام ان دونوں آدمیوں نے میرے خلاف جھوٹی گواہی دی تھی اس لئے جب وہ ہجوم سے ملے تو اس میں خلط ملط ہو گئے اور مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے اگر یہ دونوں سچے ہوتے تو نہ وہ بھاگتے اور نہ مجھے چھوڑتے۔

[1] یہ روایت 'کافی' ج ۷ ص ۲۶۴ صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن قیس سے مروی ہے اور انہوں نے روایت کی ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اب ان دونوں گواہوں تک مجھے کون پہنچائے گا؟ (تم بھی ان دونوں پر لعنت بھیجو)۔

باب: ممانعت اور افلاس

(۳۲۶۱) اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے نابالغ و ناسمجھ لڑکے کو جب تک کہ اس میں سمجھ بوجھ نہ آجائے مالی معاملات سے روک دیا۔ نیز آپؑ نے حکم فرمایا کہ نادہندہ کو قید کر دیا جائے لیکن جب قرض دار کو قید کر دیا جائے البتہ جب واضح ہو جائے کہ وہ واقعی مفلس ہے تو رہا کر دیا جائے تاکہ وہ مال کما سکے۔ اور آپ نے ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا تھا کہ اس کو قید کر دیا جائے کہ وہ اپنا مال قرض خواہوں میں بحصہ رسد تقسیم کر دے اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو اس کا مال فروخت کر کے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

(۳۲۶۲) ابوایوب خزاز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک شخص کی طرف سے رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تو کیا اب پہلے شخص کی طرف رقم کے لئے رجوع کیا جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا: کبھی بھی نہیں جب تک کہ یہ دوسرا شخص ذمہ داری لینے سے پہلے مفلس اور دیوالیہ نہ ہو۔

باب: حکم احکام میں سعی وسفارش

(۳۲۶۳) سکونی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب کوئی ایسا مقدمہ کہ جس پر حد جاری ہوئی ہے امام کے سامنے پیش ہو جائے تو پھر اب اس کے لئے تم میں سے کوئی معافی کی سعی اور سفارش نہ کرے اس لئے کہ پھر اس میں معافی کی سفارش کا اختیار نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسا مقدمہ ہے جو کہ ابھی امامؑ تک نہیں پہنچا ہے تو اس میں سعی و سفارش کا اختیار ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ایسا مقدمہ ہے کہ جو بھی امام کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ مجرم نادم و شرمندہ ہے تو اس کی معافی کی سفارش سن لو۔ اور وہ مقدمہ جو بھی امام کے سامنے پیش نہیں ہوا ہے اور اس میں کوئی حد شرعی نہیں ہے اور جس کے حق میں سفارش ہے وہ باز آتا ہے تو اس کی معافی کی سفارش سن لو اور کوئی شخص خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے حق میں بغیر اس کی اجازت کے سفارش نہ کرو۔ [1]

باب: قید کا حکم

(۳۲۶۴) صفوان بن مہران نے عامر بن سمط سے اور انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو اپنی بہن کے ساتھ زنا کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: اس کو تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے اس کی کاٹ جہاں تک پہنچے اب اگر وہ اس کے بعد بھی زندہ بچ جائے تو اس کو تاعمر قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ وہ اسی میں مرجائے۔

(۳۲۶۵) سکونی نے اپنے اسناد [2] کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دو اور اس غلام نے اس کو قتل کر دیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ غلام اپنے مالک کے لئے کوڑے اور تلوار کی مانند ہے لہٰذا اس کے مالک کو قتل کیا جائے گا اور غلام کو قید میں ڈال دیا جائیگا۔ [3]

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۲۵۴ پر اسے علی سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایسا فرمایا۔

[2] یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے۔

[3] 'تہذیب' اور 'کافی' ج ۷ ص ۲۸۵ پر ہے: 'مالک قتل کیا جائے گا اور غلام قید کیا جائے گا۔

(۳۲۶۶) ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے تین شخص پیش کیے گئے [۱] ان میں سے ایک نے کسی آدمی کو پکڑے رکھا دوسرے نے بڑھ کر اس آدمی کو قتل کر دیا اور تیسرا ان کی چوکیداری کرتا رہا تو حضرت علی علیہ السلام نے چوکیداری کرنے والے کے متعلق فیصلہ دیا کہ اس کی آنکھیں نکال لی جائیں۔ اور جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کے متعلق فیصلہ دیا کہ اس کو تادم مرگ قید میں ڈال دیا جائے۔ جیسا کہ تادم مرگ اس نے اس کو پکڑے رکھا اور جس نے بڑھ کر قتل کیا تھا اس کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

(۳۲۶۷) اور حریز سے حماد کی روایت میں ہے [۲] کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کے سوا دائمی قید میں کسی کو نہیں رکھا جائے گا۔ ایک وہ شخص کہ جو کسی کو پکڑے رہے اور وہ قتل ہو جائے دوسرے وہ عورت جو اسلام سے پھر کر مرتد ہو گئی ہو (یعنی اسے قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ قید میں اوقات نماز میں پیٹا جائیگا یہاں تک کہ وہ رجوع کرے اور نماز پڑھنے لگے) تیسرے وہ چور جو ہاتھ پاؤں کٹنے کے بعد بھی چوری کرے۔

(۳۲۶۸) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام پر لازم ہے کہ جو لوگ قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے قید میں ہوں انہیں جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے لئے اور عید کے دن عید کی نماز کے لئے قید سے نکالے اور لوگوں کے ساتھ بھیجے اور جب نماز جمعہ اور نماز عید پڑھ لیں تو پھر انہیں دوبارہ قید میں بھیج دے۔

(۳۲۶۹) اور حضرت علی علیہ السلام سے احمد بن ابی عبداللہ برقی کی روایت میں ہے کہ امام پر واجب ہے کہ فاسق علماء اور جاہل اطباء اور ان مفلسوں کو قید میں ڈال دے جو لوگوں سے مال لے کر ادائیگی میں حیلہ جوئی اور مکر و فریب کرتے ہیں۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: مجرم پر حد جاری کرنے کے بعد اسے قید میں رکھنا امام کی طرف سے ظلم ہوگا۔

باب: صلح

(۳۲۷۰) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ثبوت دینا مدعی پر لازم اور حلف مدعا علیہ پر۔ اور مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے [۳] سوائے اس کے کہ ایسی صلح نہ ہو جس میں حرام کو حلال کر لیا جائے یا حلال کو حرام کر لیا جائے۔ [۴]

(۳۲۷۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ایسے دو شخصوں کے متعلق فرمایا کہ جن دونوں کے پاس کھانے کا کچھ سامان تھا مگر اس کا سامان اُس کے پاس تھا اور اُس کا سامان اِس کے پاس اور ان دونوں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس کے پاس اس کے ساتھی کا کتنا سامان ہے پھر دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اچھا تمہارے پاس جو (میرا) سامان ہے وہ تم استعمال کر لو اور میرے پاس جو (تمہارا) سامان ہے وہ میں استعمال کر لوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی ہرج نہیں جب دونوں اس پر راضی اور دونوں اس سے خوش ہیں۔

---

[۱] کلینی نے سابقہ خبر کی طرح ج ۷ ص ۲۸۸ پر تقی سے روایت کی ہے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

[۲] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۴۸۵ پر اور 'استبصار' میں ج ۴ ص ۲۵۵ پر صحیح سند سے اسے نقل کیا ہے۔

[۳] روایت کے پہلے حصے کو کلینی رحمہ اللہ نے ج ۷ ص ۴۱۵ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حلبی سے، انہوں نے جمیل اور ہشام سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے 'مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے' تک بیان کیا ہے۔

[۴] ہمارے استاد شعرانی مدظلہ نے 'وافی' کے حاشیہ میں کہا ہے: بیشک تمام عہد حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص اپنا مکان بیچ دے تو اب اس میں اس کا تصرف حرام ہو جاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ حلال تھا اور خریدار کے لئے حلال ہو جاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے حرام تھا۔ اور اسی طرح زوجہ سے ہم بستری کرنا حرام تھا لیکن وہ عقدِ نکاح سے حلال ہو گیا۔ اور عورت کا اس کے گھر سے بغیر مرد کی اجازت کے نکلنا مباح تھا لیکن (شادی کے بعد) حرام ہو گیا۔ اس تجزیہ سے مطلب یہ ہے کہ جو شرع میں حرامِ مطلق ہے یا اس کا الٹ ہو اس کی وضع کسی عہد سے نہیں بدلے گی۔ جیسے شراب حرامِ مطلق ہے وہ اس نام سے نہیں بدلے گی خواہ کوئی بھی عہد کیا جائے۔ اور زنا حرام ہے لیکن عقد نکاح سے اس کا موضوع تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور غیر کے مال میں تصرف حرام ہے لیکن خرید لینے سے اس کی وضع بدل جاتی ہے اور مال اس (خریدار) کا ہو جاتا ہے۔

(۳۶۷۲) علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: ایک مرد یہودی یا نصرانی کے میرے ذمہ چار ہزار درہم تھے اتنے میں وہ مرگیا۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں بغیر رقم کی مقدار بتائے ہوئے اس کے وارثوں سے کچھ دے دلا کر مصالحت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ جائز نہیں جب تک کہ تم رقم کی مقدار انہیں نہ بتادو۔

(۳۶۷۳) ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس پر کسی شخص کا ایک مقررہ مدت کے لئے قرض تھا چنانچہ وہ قرض خواہ مدت مقررہ سے پہلے آیا اور اس سے کہا کہ تم مجھے اس رقم میں سے اتنا نقد ادا کردو بقیہ رقم تمہارے لئے معاف کردوں گا یا بقیہ رقم کی ادائیگی کی مدت بڑھادوں گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میری رائے میں تو اس میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ اپنی اصل رقم سے زائد کچھ نہیں مانگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فلکم روس اموالکم لاتظلمون ولا تظلمون (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹) (پس تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو اور نہ تم پر زبردستی کی جائے)۔

(۳۶۷۴) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے جس نے گیہوں کی چند ٹوکریاں آٹا پیسنے والے کو دیں جو وہ چند درہم اجرت لے کر پیستا تھا جب وہ آٹا پیس کر فارغ ہوا تو اس کو چند درہم دیدیئے نیز ایک ٹوکری آٹا بھی جوان لوگوں نے آپس میں رسم بنائی ہوئی تھی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی ہرج نہیں اگر ان دونوں نے اس کا کوئی نرخ مقرر نہ کیا ہو۔

(۳۶۷۵) حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ کے قاضیوں میں سے ایک قاضی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس دو آدمی آئے۔ ایک نے کہا کہ میں نے اس سے ایک سواری کرایہ پر لی تا کہ وہ مجھے اس پر سوار کر کے فلاں مقام سے فلاں مقام تک پہنچائے۔ قاضی نے سواری والے سے پوچھا: پھر تم نے اس شخص کو فلاں مقام پر پہنچایا؟ اس نے کہا: نہیں میرا جانور تھک کر چور ہوگیا تھا اس لئے میں اس کو وہاں تک نہیں پہنچا سکا۔ قاضی نے کہا: جب تم نے اس شخص کو اس مقام تک پہنچایا ہی نہیں جس کا کرایہ طے تھا تو پھر تمہارے لئے کوئی کرایہ نہیں ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر میں نے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا اور جس نے سواری کرایہ پر لی تھی اس سے کہا: اے اللہ کے بندے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ اس بے چارے سواری والے کا پورا کرایہ ہی ضبط کرلے اور دوسرے سے کہا: اے اللہ کے بندے تیرے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنی سواری کا پورا کرایہ لے بلکہ یہ دیکھ کہ کس مقدار مسافت تک تو نے اپنی سواری پہ اس کو پہنچایا ہے اور کتنی مقدارِ مسافت باقی رہ گئی ہے۔ تم دونوں آپس میں صلح مصالحت سے کام لو چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔

(۳۶۷۶) منصور بن یونس نے محمد حلبی سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک قاضی کے پاس بیٹھا تھا۔ اور وہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے کہ اتنے میں دو شخص آئے ایک نے کہا کہ میں نے اس شخص سے اس شرط پر اونٹ کرایہ پر لیا تھا کہ وہ میرا مال فلاں تجارت گاہ پر فلاں دن تک پہنچادے اس لئے کہ وہاں اس دن بازار لگتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اس دن کا بازار مجھ سے فوت نہ ہوجائے۔ اور اگر تم نے اس دن مال نہ پہنچایا تو جتنے دن تم مال پہنچانے میں تاخیر کروگے تو اتنے دن یومیہ کے حساب سے اتنی اتنی رقم تمہارے کرایہ سے کاٹ لوں گا مگر اس نے اتنے دن تاخیر سے مال پہنچایا۔ قاضی نے کہا: یہ شرط بالکل فاسد و مہمل ہے۔ الغرض جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس شخص کی یہ شرط جائز ہے جب تک سارا کرایہ نہ کٹ جائے۔

(۳۶۷۷) اور عبداللہ بن المغیرہ کی روایت میں ہے جو ہمارے اصحاب میں سے متعدد لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو شخصوں کے بارے میں کی ہے کہ جن کے پاس دو درہم تھے ان میں سے ایک کا دعویٰ تھا کہ یہ دونوں درہم میرے ہیں دوسرا یہ کہتا تھا کہ یہ دونوں درہم ہم دونوں کے درمیان مشترک ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ یہ دونوں درہم ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں تو گویا وہ اقرار کرتا ہے کہ

ان میں سے ایک درہم اس کا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھی کا ہے۔ رہ گیا دوسرا درہم تو وہ ان دونوں کے درمیان تقسیم کردیا جائے۔

(۳۲۷۸) عبداللہ بن مسکان نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو آدمی ہیں کہ جن کا کچھ مشترکہ مال ہے مگر اس میں سے کچھ تو ان دونوں کے قبضہ میں موجود تھا اور کچھ غائب و متفرق پس جو قبضہ میں موجود تھا اس کو ان دونوں نے برابر برابر آپس میں تقسیم کرلیا مگر جو قبضہ میں موجود نہ تھا غائب تھا اس میں سے ایک آدمی کا حصہ ضائع ہوگیا تو دوسرے نے اپنا حصہ پورا لے لیا اب کیا وہ اپنے ساتھی کا حصہ واپس کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اس کے حصہ کا جو مال لیا ہے اسے واپس کردے۔

(۳۲۷۹) اور ابن فضال کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے سماک بن حرب سے انہوں نے ابن طرفہ سے کی ہے کہ ایک مرتبہ دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے دعوے کے ثبوت میں گواہ اور بیّنہ پیش کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اونٹ کو ان دونوں کی ملکیت قرار دیدیا۔

(۳۲۸۰) اور حسین بن ابی العلاء کی روایت میں ہے جو انہوں نے اسحاق بن عمار سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے کپڑے کی خریداری کے لئے تیس (۳۰) درہم اور دوسرے شخص نے بیس (۲۰) درہم بھیجے اور وہاں سے دو کپڑے آئے اور ان دونوں میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ اِس کا کپڑا ہے اور وہ اُس کا کپڑا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ دونوں کپڑے فروخت کر کے ۳/۵ ایک کو دیدئے جائیں پھر ۲/۵ دوسرے کو دیدیا جائے۔ میں نے عرض کیا مگر بیس (۲۰) درہم والے نے تیس (۳۰) درہم والے سے کہا: آپ ان دونوں کپڑوں میں سے جو چاہیں لے لیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس نے انصاف سے کام لیا۔

(۳۲۸۱) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی ہے ایک شخص جس نے کسی کے پاس دو دینار اور دوسرے شخص نے ایک دینار ودیعت رکھا اب ان میں سے ایک دینار گم ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: دو دینار والے کو ایک دینار دیدے اور ایک دینار جو باقی ہے اس کو دونوں کے درمیان تقسیم کردے۔

(۳۲۸۲) صباح مزنی سے روایت کی گئی ہے جس کو انہوں نے مرفوع کیا ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دو شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے عرض کیا: یا امیر المومنین (علیہ السلام) ان صاحب نے مجھے ایک ساتھ کھانے کی دعوت دی تو میں تین روٹیاں لے کر آیا اور یہ پانچ روٹیاں لے کر آئے اور دونوں کھانے لگے کہ اتنے میں ایک شخص ہماری طرف سے گزرا اور ہم لوگوں نے اسے کھانے کی دعوت دی تو وہ بھی آ گیا اور ہم لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا۔ جب ہم سب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے ہم لوگوں کو آٹھ درہم دیئے اور چلا گیا تو میں نے ان سے کہا: اے جناب یہ رقم آدھی تقسیم کیجئے انہوں نے کہا میں ایسا تو نہیں کرونگا بلکہ میں روٹی کی تعداد کے برابر تقسیم کروں گا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ تم دونوں آپس میں صلح کرلو۔ اس نے کہا: یا امیر المومنین (علیہ السلام) یہ صاحب مجھ کو تین درہم دے رہے ہیں اپنے آپ پانچ درہم لے رہے ہیں اس لئے ہم لوگ فیصلہ کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ کے بندے تجھے معلوم ہے کہ تین روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو نو ٹکڑے ہوئے اس نے کہا: جی ہاں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ پانچ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو پندرہ ٹکڑے ہوئے۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور تم نے اپنی روٹیوں کے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور ٹکڑا ایک باقی رہا اور انہوں نے اپنی روٹیوں کے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ان کے سات (۷) ٹکڑے باقی رہے اور تمہارے مہمان نے ان کے سات ٹکڑے کھائے اور تیرا صرف ایک ٹکڑا کھایا اور تم میں سے ہر ایک نے آٹھ ٹکڑے کھائے لہٰذا اس کے سات ٹکڑوں کے عوض سات درہم ہوئے اور تمہارے ایک ٹکڑے کے عوض ایک درہم ہوا لہٰذا تم ایک درہم لے لو اور اس کو سات درہم دیدو۔

باب: عدالت

(۳۲۸۳) عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مسلمانوں کے درمیان، ہم کسی شخص کی عدالت کو کیسے پہچانیں تاکہ لوگوں کے موافق یا لوگوں کے خلاف اس کی شہادت قبول کر لی جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ ایسے شخص کو اس بات سے پہچانو کہ تمہاری نظر میں اس کے گناہ ڈھکے ہوئے ہوں، اس میں عفت اور پاک دامنی ہو، وہ پیٹ اور شرمگاہ، ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھتا ہو۔ تم اسے ان گناہانِ کبیرہ کے اجتناب سے پہچانو گے جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ کیا ہے جیسے شراب خواری و زنا و سود خوری و والدین کا عاق کرنا اور میدانِ جہاد سے فرار وغیرہ اور ان سب پر دلیل یہ ہوگی کہ وہ اپنے تمام عیوب کو چھپائے گا یہاں تک کہ مسلمانوں پر اس کی لغزشوں کی تلاش اور اس کے عیب کی تفتیش حرام ہو جائے گی اور اس کی پاکیزگی اور عدالت کا اظہار لوگوں کے سامنے واجب ہو جائے گا وہ نماز پنجگانہ ادا کرنے کا پابند ہوگا وہ مسلمانوں کے ساتھ نماز جماعت وقت پر ادا کرنے کا عادی ہوگا اور بغیر کسی علت وسبب کے نماز جماعت کو نہ چھوڑے گا اور جب وہ نماز پنجگانہ کے وقت مسجد میں لوگوں کی جماعت میں حاضری کا پابند ہوگا اور جب اس کے متعلق اس کے قبیلہ اور محلہ سے پوچھا جائے گا تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم نے سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا، وہ نماز کا پابند ہے، مسجد میں پابندیٔ وقت کے ساتھ آتا ہے تو مسلمانوں میں ایسے شخص کی شہادت وعدالت جائز ہوگی اور یہ اس لئے کہ نماز بجائے خود ایک طرح کا ستر اور پردہ اور گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور جب کوئی شخص مسجد میں حاضر ہی نہیں ہوتا اور مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہی نہ ہوگا تو کسی کے لئے یہ ممکن نہ ہوگا کہ گواہی دے کہ یہ شخص نماز گزار ہے۔ باجماعت نماز کا حکم اسی لئے ہے تاکہ پہچان لیا جائے کہ کون نماز پڑھتا ہے اور کون نماز نہیں پڑھتا، کون پابندی وقت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی ایک کے لئے بھی یہ ممکن نہ ہوتا کہ کسی دوسرے کے لئے صالح ہونے کی گواہی دے سکے۔ اس لئے کہ جو نماز ہی نہیں پڑھتا اس کو مسلمانوں کے درمیان مرد صالح نہیں کہا جا سکتا چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کے گھروں کو پھونک دینے کا ارادہ کر لیا اس لئے کہ وہ لوگ مسلمانوں کی نماز جماعت میں حاضری ترک کیے ہوئے تھے حالانکہ اس میں وہ لوگ بھی تھے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتے تھے مگر آنحضرتؐ نے اس کو قبول نہیں فرمایا پھر ایسے لوگوں کی شہادت وعدالت مسلمانوں کے درمیان کیسے قبول کر لی جائے گی جن کے لئے اللہ کی طرف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ان کے گھروں کو آگ میں پھونک دیا جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بغیر کسی علت وسبب کے نماز نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

باب: کس کی شہادت کو رد کر دینا واجب اور کس کی شہادت کو قبول کر لینا واجب ہے

(۳۲۸۴) عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ گواہوں میں سے کن لوگوں کی گواہیوں کو رد کر دیا جائیگا تو آپؑ نے فرمایا: ظنین یعنی جس سے لوگ بدظن ہوں اور وہ شخص جس پر اتہام لگے کہ یہ گواہی سے کوئی نفع اٹھانا چاہتا ہے اور وہ شخص جس سے مدعا علیہ کی دشمنی اور خصومت ہو۔ میں نے عرض کیا: اور فاسق اور خائن؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ دونوں بھی ظنین میں داخل ہیں۔

(۳۲۸۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جس کو اپنے بیان میں خود شک ہو، وہ شخص جو کسی سے مخاصمت رکھتا ہو، وہ شخص جو کسی کو غلط بیانی کر کے سزا سے بچانا چاہتا ہو، وہ شخص جو کسی کے پاس مزدوری پر کام کرتا ہو، وہ شخص جو کسی کے کاروبار میں شریک ہو، وہ شخص جس کے متہم ہونے کا ڈر ہو، وہ شخص جو کسی کا تابعدار ہو۔ ان میں سے کسی کے لئے شہادت جائز نہیں ہے۔ اور شراب خوار اور شطرنج کھیلنے والے اور قمار باز کی شہادت قبول

نہیں کی جائے گی۔ ۱

(۳۲۸۶) علی بن اسباط نے محمد بن صلت سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے چند مسافروں کے متعلق دریافت کیا جو راستے میں تھے کہ ڈاکہ پڑ گیا اور ڈاکو گرفتار ہو گئے اب یہ مسافر آپس میں ایک دوسرے کی گواہی دینے لگے کہ (اس کا اتنا مال لوٹا گیا)۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کی گواہیاں قبول نہ ہونگی جب تک کہ ڈاکو خود اقرار نہ کریں یا ان کے علاوہ کوئی دوسرا گواہی نہ دے۔

(۳۲۸۷) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مسلمان غلام کی شہادت ایک آزاد مرد مسلمان کے لئے جائز ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے جائز ہے۔

(۳۲۸۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ یا یہ کہا کہ میں نے آنجنابؑ کے ایک صحابی سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے باپ کے لئے گواہی دیتا ہے یا ایک بھائی اپنے بھائی کے لئے یا ایک مرد اپنی زوجہ کے لئے گواہی دیتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کوئی ہرج نہیں اگر وہ عادل ہے تو اس کی گواہی اپنے باپ کے لئے، باپ کی اپنے بیٹے کے لئے اور بھائی کی بھائی کے لئے قبول کر لی جائے گی۔

(۳۲۸۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ بیٹے کی گواہی باپ کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی۔ ۲

(۳۲۹۰) اور حسن بن زید نے اپنے بیان کے مطابق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ عمر ابن خطاب کے دربار میں لوگ قدامہ بن مظعون کو پکڑ لائے کہ اس نے شراب پی ہے اور اس کی دو آدمیوں نے گواہی دی ان میں سے ایک خصی تھا اور وہ عمر تمیمی تھا اور دوسرا معلیٰ بن جارود تھا۔ ایک نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے دیکھا اور دوسرے نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب کی قے کرتے دیکھا۔ اس پر عمر ابن خطاب نے (مشورے کے لئے) چند اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا جن میں حضرت علی علیہ السلام بھی تھے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: اے ابوالحسن آپؑ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ (علیہ السلام) تو وہ ہیں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ حق کا فیصلہ کرنے والے آپ (علیہ السلام) ہیں۔ یہ دیکھئے کہ ان دونوں گواہوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں گواہوں کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس نے شراب کی قے نہیں کی جب تک کہ اس نے شراب نہ پی ہو۔ عمر ابن خطاب نے دریافت کیا: کیا آپ مرد خصی کی شہادت کو جائز سمجھتے ہیں؟ فرمایا: اس کے دونوں بیضوں (انثیین) کا چلا جانا ایسے ہی ہے جیسے اس کا کوئی عضو کٹ جائے۔

---

۱ شیخ نے تہذیب ج ۲ ص ۷۵ پر صحیح حدیث میں حسن بن سعید سے انہوں نے زرعہ سے اور انہوں نے سماعہ صدرہ سے روایت کی ہے۔

۲ کہا گیا ہے کہ یہ حدیث سابقہ احادیث کی نفی کرتی ہے کہ یہ آیہ شریفہ: یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربون (سورۂ نساء آیت ۱۳۵) "اے ایمان لانے والو! تم انصاف کے لئے بڑے مضبوط بن جاؤ اور خدا کے گواہ ہو جاؤ گو تم کو اپنی ذات، یا ماں، باپ اور رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔" کے معانی کے خلاف ہے۔ اور اسی طرح قول خدا: واقیموا الشھادۃ للہ (سورۂ طلاق آیت ۲) "اور تم اللہ کے لئے ٹھیک ٹھیک گواہی دینا"۔ اسی طرح متواتر احادیث ہیں جن میں شہادت کو چھپانے سے منع کیا گیا ہے نیز اللہ تعالیٰ کا قول: ومن یکتمھا فانہ آثم قلبہ (سورۂ بقرہ آیت ۲۸۳) "اور جو (شہادت کو) چھپائے گا اس کا دل یقیناً گنہ گار ہے"۔ اور کہا گیا: بیٹے کی اپنے باپ کے لئے گواہی کا واجب ہونا اس کی قبولیت کے لازم ہونے کے لئے واجب نہیں ہے۔ اور 'مسالک' میں کہا گیا: اقرباء کی ایک دوسرے کے لئے شہادت قبول کرنے میں اختلاف نہیں ہے مگر بیٹے کی باپ کے خلاف شہادت کیونکہ اکثر اصحاب اس کی عدم قبولیت کی طرف گئے ہیں یہاں تک کہ شیخ نے اس کے خلاف نقل کیا ہے اور اس پر اجماع ہے۔

(۳۲۹۱) اسماعیل بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دنیاوی عداوت رکھنے والے اور دین کی نگاہ میں ذلیل و کمینے (جیسے ولد الزنا، شرعی سزا یافتہ) کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

(۳۲۹۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص ہمارے پاس ایک گواہی دیتا ہے پھر آ کر اس گواہی کو بدل کر دوسری دیتا ہے تو ہم اس کی پہلی گواہی کو لیتے ہیں دوسری گواہی کو چھوڑ دیتے ہیں۔

(۳۲۹۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اذان دینے اور لوگوں کو نماز جماعت پڑھانے کی اجرت چاہتا ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی گواہی قبول کرو۔

(۳۲۹۴) علاء بن سیابہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ نرد اور چودھی (۱۴) اور جس میں دونوں طرف شاہ ہوتے ہیں (یعنی شطرنج) کھیلنے والے کی گواہی قبول نہ کرو کہ وہ کہتا ہے نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم اور واللہ اس کا شاہ مر گیا واللہ اس کا شاہ قتل ہو گیا۔ حالانکہ حقیقتاً اس کا شاہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو نہ مرا ہے نہ قتل ہوا ہے۔

(۳۲۹۵) اور سماعہ بن مہران نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مہمان باعفت اور پرہیز گار ہے تو اس کی گواہی میں کوئی ہرج نہیں۔ نیز فرمایا: ایک مزدور کی گواہی اس کے لئے جس کی وہ مزدوری کر رہا ہے مکروہ ہے ہاں کسی دوسرے کے لئے اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس کی مزدوری چھوڑ دینے کے بعد اس کے لئے بھی گواہی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۲۹۶) اور فضالہ نے ابان سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو شراکت داروں کے متعلق دریافت کیا جن میں سے ایک دوسرے کے لئے گواہی دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی گواہی جائز ہے سوائے اس چیز کے جس میں اس کا کوئی حصہ ہے۔

(۳۲۹۷) روایت کی گئی ہے طلحہ بن زید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے، انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بچوں کی آپس میں ایک دوسرے کے لئے شہادت جائز ہے جب تک وہ متفرق نہ ہو جائیں یا اپنے گھر والوں میں واپس نہ چلے جائیں۔

(۳۲۹۸) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بچوں کی شہادت جائز ہے جب حالت صغرسنی میں مشاہدہ کریں اور بڑے ہونے پر بھی جب وہ بھول نہ جائیں اور اسی طرح یہود و نصاریٰ جب وہ اسلام لے لائیں تو ان کی شہادت جائز ہے اور غلام کی بھی جب اس سے کوئی گواہی دلا کر اسے آزاد کر دیا تو اس کی بھی شہادت جائز ہے بشرطیکہ اس کے آزاد ہونے سے پہلے حاکم نے اس کی شہادت کو رد نہ کر دیا ہو۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: جس مقام پر اس نے شہادت دی ہے اسی مقام پر اگر آزاد کر دیا جائے تو پھر اس کی شہادت جائز نہیں ہے۔

(نوٹ) اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ اگر حاکم نے اس کے آزاد کرنے سے پہلے اس کی شہادت کو رد نہ کر دیا ہو اس سے آنحضرت علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ حاکم نے اس کے ظاہری فسق کو دیکھ کر جو اس کی عدالت کو باطل کر دیتا ہو رد نہ کر دیا ہو۔ اس لئے نہیں کہ وہ غلام تھا اس لئے کہ غلام کی شہادت جائز ہے۔

نیز امام علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ جس مقام پر اس نے شہادت دی ہے اگر اسی مقام پر اس کو آزاد کر دیا جائے تو پھر اس کی شہادت جائز نہیں ہے اس سے امام علیہ السلام کی شاید مراد یہ ہو کہ جب اس نے اپنے مالک کے لئے گواہی دی ہو۔ اگر اپنے مالک کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے گواہی دی ہو تو

اس کی شہادت جائز ہے خواہ غلام ہی رہ جائے خواہ آزاد کر دیا جائے بشرطیکہ وہ عادل ہو۔

(۳۲۹۹) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اہل قبلہ میں سے غلام کی شہادت اہل کتاب کے خلاف جائز ہے۔

(۳۳۰۰) محمد بن ابی عمیر نے علاء بن سیابہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حاجیوں میں سب سے پہلے واپس آنے والے حاجی کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ اس نے اپنی سواری کو ہلاک کر ڈالا اپنے زادِ سفر کو تباہ کر دیا اور خود اپنے کو تھکالیا اور مختصر مختصر نمازیں پڑھیں (اس نے یہ سب خلاف عدل کام کیے)۔ عرض کیا گیا کہ اور سواری کرایہ پر دینے والے اور شتربان اور ملاح؟ فرمایا کہ اگر یہ سب مرد صالح ہیں تو ان کی شہادت قبول کر لی جائے گی اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۳۰۱) عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور دو ناصبیوں (دشمنان اہلبیت) کو گواہ بنایا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوا اور بذات خود صالح معروف ومشہور ہے تو اس کی شہادت جائز ہے (مگر یہ شہادت ناصبیوں اور کفار کے خلاف قبول ہوگی مومنین کے خلاف نہیں)۔

(۳۳۰۲) عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک کافر ذمی کی شہادت دوسرے کافر ذمی کے خلاف جو اس کی قوم سے نہ ہو جائز ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اگر اس کی قوم کا کوئی گواہ موجود نہ ہو تو غیر قوم کی شہادت جائز ہوگی اس لئے کہ کسی شخص کا حق ضائع جانا درست نہیں ہے۔

(۳۳۰۳) حسن بن علی الوشاء نے احمد بن عمر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے قولِ خدا اثنان ذوا عدل منکم او اخران من غیر کم (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۶) (دو گواہ تم میں سے مومن یا دو دوسرے غیر مومن) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اور مسلمان ہوں اور وہ دوسرے جو تمہارے غیر میں سے ہوں اور وہ اہل کتاب میں سے ہوں اور اگر تم کو اہل کتاب نہ ملیں تو پھر مجوس اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ بھی اہل کتاب جیسا سلوک کرو اور یہ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالم مسافرت میں مرنے لگے اور اسے گواہی کے لئے مسلمان نہ ملیں تو اہلِ کتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ بنائے۔

(۳۳۰۴) حماد نے حلبی سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو غلام مکاتب کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ غلام مکاتب کے لئے ایک مدت تک کوئی شرط نہیں رکھتے تھے اگر وہ (رقم کی ادائیگی سے) عاجز رہتا تو پھر غلامی میں واپس آجاتا لیکن اب لوگ شرط رکھ دیتے ہیں اور مسلمان بھی انہی شرائط کے پابند ہیں۔ اب غلام مکاتب پر اگر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے تو اس قدر کہ جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے اگر غلام مکاتب نصف آزاد ہو چکا ہے تو کیا طلاق میں اس کی شہادت جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت بھی گواہ ہیں تو اس کی شہادت جائز ہے۔

(۳۳۰۵) اور عبداللہ بن مغیرہ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص فطرت اسلام پر پیدا ہوا اور فی نفسہٖ مرد صالح مشہور ومعروف ہے تو اس کی شہادت جائز ہے۔

(۳۳۰۶) اور علاء بن سیابہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کی شہادت کے متعلق دریافت کیا جو کبوتر بازی کرتا ہے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگ اس کو فاسق نہیں سمجھتے تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: مگر ہم لوگوں سے پہلے لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ عمر نے کہا ہے کہ وہ شیطان ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: بازی لگاتے وقت ملائکہ دور ہٹ جاتے ہیں اور بازی لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے سم اور کھر رکھنے والے جانوروں اور پرندوں اور تیتروں کی بازی کے اس لئے کہ اس وقت ملائکہ بھی آموجود ہوتے ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسامہ بن زید کے مقابلہ میں گھوڑا دوڑایا۔

(۳۳۰۷) داؤد بن حصین سے روایت کی گئی ہے۔اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمار ہے تھے کہ تم لوگ اپنے والدین اور اپنی اولاد کے خلاف گواہی دیدو مگر اپنے اس دینی بھائی کے خلاف گواہی نہ دو جو ' ضیر' ہو۔ میں نے عرض کیا کہ ' ضیر' کا کیا مطلب؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی صاحب حق اپنی طرف سے حکم خدا و حکم رسولؐ کے خلاف اپنے دعویٰ میں زیادتی سے کام لے اور اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا کسی تنگدست شخص پر کچھ قرض ہو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس کو خوشحالی تک مہلت دو چنانچہ فرماتا ہے: فنظرة الی میسرة (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸)۔ مگر قرض خواہ تم سے کہتا ہے کہ تم اس کے متعلق گواہی دو جب کہ تم اس کی تنگدستی کو جانتے ہو تو اس کی تنگدستی کی حالت میں تمہارے لئے اس کی گواہی دینا جائز نہیں ہے۔

(۳۳۰۸) مسمع کردین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چار آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف زنا کرنے کی گواہی دی تو اس کو سنگسار کر دیا گیا پھر ان میں سے ایک اپنی گواہی سے پلٹ گیا اور بولا کہ مجھے شک تھا اپنی گواہی میں تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر خون بہا (دیت) لازم ہے۔راوی نے عرض کیا کہ مگر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کے خلاف عمداً گواہی دی ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

(۳۳۰۹) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی کاہن و منجم اور کسی قیافہ شناس اور کسی چور کے کہنے پر مواخذہ نہیں کرتا۔اور کسی فاسق کی شہادت قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ خود اپنی ذات کے خلاف گواہی دے (اقرار جرم کرلے)۔

(۳۳۱۰) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میں کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھوں تو کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس کے متعلق یہ گواہی دیدوں کہ وہ اس کا مال ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: مگر یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ مال کسی دوسرے کا ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: پھر تمہارے لئے یہ کیسے جائز ہوگا کہ تم اسے خریدو اور وہ تمہاری ملکیت قرار پائے اور پھر اس ملکیت کے بعد اپنے وارث سے کہو کہ یہ میرا مال ہے۔تمہارے لئے تو یہ جائز نہیں کہ تم سے پہلے جو اس کا مالک تھا اس کی طرف یہ مال منسوب کرو۔اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر یہ جائز نہ ہو تو پھر مسلمانوں کے لئے خرید و فروخت ہی ناممکن ہے۔

(۳۳۱۱) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے ایک ایسے شخص نے گواہی دی جس کے ہاتھ پاؤں کسی کی گواہی کی بنا پر کاٹ دیئے گئے تھے اور وہ تائب ہو چکا تھا اور اس کی توبہ کا لوگوں کو علم تھا تو اس کی گواہی کو آنجناب علیہ السلام نے جائز قرار دیا۔

(۳۳۱۲) صفوان بن یحییٰ نے محمد بن فضیل سے اور اس نے حضرت امام ابوالحسن (امام رضا) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عورتوں کی شہادت کے متعلق دریافت کیا کہ نکاح و طلاق و رجم میں کیا ان کی گواہی جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورتوں کی شہادت اس معاملہ میں جائز ہے جسے مرد دیکھ نہ سکتا ہو۔اور نکاح میں ان کی شہادت اس وقت جائز ہے جب کہ ان کے ساتھ کوئی ایک مرد ہو اور ان کی گواہی نہ طلاق میں جائز ہے اور نہ خون کے معاملہ میں اور حد زنا میں اگر تین مرد اور دو عورتیں ہوں تو ان عورتوں کی گواہی جائز ہے۔لیکن اگر دو مرد اور چار عورتیں ہوں تو ان کی

گواہی جائز نہیں۔

(۳۳۶۳) عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولادت کے متعلق قابلہ کی گواہی کے لئے دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک عورت کی شہادت جائز ہے اور بکارت اور نوزائیدہ کے متعلق عورتوں کی گواہی بھی جائز ہے۔

(۳۳۶۴) ایک عورت نے گواہی دی کہ فلاں لڑکے نے فلاں لڑکے کو کنوئیں میں دھکیل کر مار دیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے عورت کی گواہی کو جائز قرار دیا۔

(۳۳۶۵) زرارہ نے ان دونوں (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام) میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ چار آدمیوں نے ایک عورت کے متعلق گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور اس عورت نے کہا کہ میں تو باکرہ ہوں چنانچہ چند عورتوں نے اس کو دیکھا اور اس کو باکرہ پایا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ان عورتوں کی گواہی قبول کر لی جائے گی۔

(۳۳۶۶) عبداللہ بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مرد کے خلاف گواہی دی کہ اس مرد نے ایک لڑکے کو کنوئیں میں پھینک دیا اور وہ مر گیا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مرد پر عورت کی گواہی کی وجہ سے ایک چوتھائی (دیت) خون بہا ہے۔

(۳۳۶۷) ابن ابی عمیر نے حسین بن خالد صیرنی سے اور اس نے حضرت ابی الحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس کی ایک ام ولد (کنیز) ہے اور اس کے مالک نے حیات ہی میں کوئی چیز اس کے لئے قرار دیدی تھی پھر فوت ہوا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کے مالک نے جو شے اس کو دیدی ہے اس کا شمار اس کے حسن سلوک میں ہوگا اور اس کے متعلق مرد عورت اور غیر متہم خادموں کی شہادت قبول کر لی جائے گی۔

(۳۳۶۸) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض کے معاملہ میں عورتوں کی گواہی کی اجازت دیدی ہے خواہ گواہی میں ان کے ساتھ کوئی مرد ہو یا نہ ہو۔

(۳۳۶۹) حسن بن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت چھوڑی جو حاملہ تھی۔ اس کے مرنے کے بعد عورت کے ایک لڑکا متولد ہوا پھر وہ لڑکا پیدا ہوتے ہی مر گیا اور جو عورت اس کی قابلہ تھی اس نے گواہی دی کہ لڑکا زندہ پیدا ہوا اور بطن مادر سے زمین پر آنے کے بعد چلایا اور اس کے بعد مر گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اس کی شہادت کو جائز قرار دے لڑکے کی میراث میں ایک چوتھائی کے متعلق۔

(۳۳۷۰) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر (قابلہ) دو عورتیں ہوں تو نصف میراث میں ان دونوں کی شہادت جائز ہوگی اور اگر تین عورتیں ہوں تو ۳/۴ میراث میں ان کی شہادت جائز ہوگی اور اگر چار عورتیں ہوں تو کل میراث کے متعلق شہادت جائز ہوگی۔

باب: مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ کے متعلق حکم

(۳۳۷۱) مدعی کی قسم کے ساتھ ایک گواہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ مجھ پر حضرت جبریل علیہ السلام یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ صاحب حق کی قسم کے ساتھ ایک گواہ پر فیصلہ کر دیا جائے نیز حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی عراق میں اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا۔

(۳۳۷۲) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، آنجنابؑ نے فرمایا کہ اگر حکومت ہم لوگوں کے پاس ہوتی تو ہم لوگ حقوق الناس کے معاملہ میں مدعی کی قسم کے ساتھ ایک آدمی کی گواہی کو جائز قرار دیتے بشرطیکہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا کہ وہ اچھا اور بھلا آدمی ہے لیکن حقوق اللہ اور رویت ہلال کے متعلق ایسے شخص کی گواہی جائز قرار نہیں دیتے۔

باب: مدعی کی قسم کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کے متعلق حکم

(۳۳۲۳) منصور بن حازم نے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا: اگر طالب حق کی قسم کے ساتھ دو عورتیں گواہی دیں تو یہ جائز ہے۔

(۳۳۲۴) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر طالب حق اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یہ اس کا حق ہے تو اس کے ساتھ دو عورتوں کی گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جائز قرار دیا ہے۔

باب: اگر کسی شخص کو گواہ نہ بنایا گیا مگر اس کو معاملہ کا علم ہو اس بنا پر گواہی

(۳۳۲۵) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے بارے میں کہ جسے دو آدمیوں کے مابین معاملہ کا علم ہے (اسے گواہ نہیں بنایا گیا) اس کو گواہی کے لئے بلایا جائے؟ تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ چاہے تو گواہی دے اور چاہے تو نہ دے۔

(۳۳۲۶) ابن فضال نے احمد بن یزید سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو دو آدمیوں کے حساب کو جانتا ہے پھر اس کو گواہی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ گواہی دیگا۔

(۳۳۲۷) علی بن احمد بن اَشیَم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی عورت حیض سے پاک ہوئی تو اس نے کہا: میں نے فلاں عورت کو طلاق دیدی اور کچھ لوگ اس کی بات کو سن رہے تھے مگر اس شخص نے یہ نہیں کہا کہ آپ لوگ گواہ رہیں تو کیا اس عورت کو طلاق واقع ہوگئی؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یہ گواہی ہے ورنہ کیا اس عورت کو معلق چھوڑ دیا جائے گا۔

نوٹ: مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا اختیار ہے (گواہی دیں یا نہ دیں) بالکل اسی طرح جیسا اختیار دو آدمیوں کے مابین حساب کا علم رکھنے والے کو ہے اس لئے کہ گواہی دینے کا فرض تو گواہ بنے والوں پر ہے۔ لیکن اگر اس کو علم ہو کہ صاحب حق پر ظلم ہو رہا ہے اور بغیر اس کی گواہی دیئے اس کو حق نہیں مل سکتا تو اس کی گواہی دینا واجب ہے اور گواہی کا چھپانا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۳۳۲۸) چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر صاحبِ حق مظلوم ہے (اس کا حق مارا جارہا ہے اور کوئی گواہ نہیں ہے) تو جس کو اس معاملہ کا علم ہے وہی گواہ ہوگا۔[1]

باب: گواہی دینے سے انکار کرنا اور گواہی دینے کے لئے جو حکم دیا گیا ہے
اور تاکید کی گئی ہے اور کتمان شہادت (شہادت کا چھپانا)

(۳۳۲۹) محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ حضرت عبد الصالح علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی شخص کو گواہی دینے کے لئے بلایا جائے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ تاخیر کرے۔

---

[1] میں نے اس کی سند نہیں پائی۔ البتہ شیخ نے 'تہذیب' ج ۶ ص ۲۷۹ مرسل سند سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک شخص شہادت کے بارے میں سنے اور شہادت نہ دے تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو شہادت دے اور چاہے تو خاموش رہے مگر یہ کہ اس کو معلوم ہو کہ ظالم کون ہے تو وہ شہادت دے گا اور اس کے لئے گواہی نہ دینا حلال نہیں ہے۔ (علی اکبر غفاری)

(۳۳۳۰) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس قول خدا کے متعلق **ولا یاب الشهداء اذا مادعوا** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۲) [اور گواہ جب (گواہی کے لئے) بلائے جائیں تو حاضری سے انکار نہ کریں] آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: گواہی سے پہلے اور اللہ تعالیٰ کا قول **و من یکتمها فانه آثم قلبه** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۳) (اور جو چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: گواہ بننے کے بعد۔

(۳۳۳۱) عثمان بن عیسیٰ نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارے برادر ایمانی کے لئے ہمارے پاس شہادتیں ہوتی ہیں لیکن قاضی لوگ ہماری شہادتوں کو جائز نہیں مانتے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب تم جانتے ہو کہ ہمارا برادر ایمانی حق پر ہے تو اس کے حق کو کسی صورت بھی صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اس کا حق اس کو مل جائے۔

(۳۳۳۲) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص شہادت کو چھپائے یا ایسی گواہی دے کہ جس سے کسی مرد مسلم کا خون بہہ جائے یا کسی مرد مسلم کا مال ڈوب جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر ایسی سیاہی چھائے گی کہ تا حد نظر سیاہی ہوگی اور اس کے چہرے پر ایسا داغ ہوگا جس سے لوگ اس کے نام ونسب کو پہچانیں گے اور جو شخص ایسی گواہی دے کہ جس سے ایک مردِ مسلم کا مال ڈوبنے سے بچ جائے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور ہوگا جس کی روشنی تا حد نظر پہنچے گی اور اس سے لوگ اس کے نام ونسب کو پہچانیں گے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **واقیموا الشهادة لِلّٰه** (سورہ طلاق آیت ۲) (اور تم لوگ اللہ کے لئے گواہی دو)۔

(۳۳۳۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے قول خدا: **ومن یکتمها فانه آثم قلبه** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۳) (جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار ہے) کی رُو سے فرمایا کہ اس کا دل کافر ہے۔

باب: جھوٹی گواہی اور اس کے متعلق جو احکام آئے ہیں

(۳۳۳۴) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے جھوٹی گواہی کے متعلق فرمایا: جو کوئی شے اپنی اصلی حالت پر قائم ہو تو اسے مالک کو واپس کر دیا جائے گا اور اگر اصلی حالت پر نہ ہو تو جتنا تلف ہوا ہے وہ جھوٹی گواہی دینے والے کے مال سے دلوایا جائے گا۔

(۳۳۳۵) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: جھوٹی گواہیاں دینے والوں کو سزا میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کی کوئی تعداد مقرر نہیں یہ امام پر منحصر ہے اور ان کو گلی گلی گھمایا جائیگا تا کہ لوگ ان کو پہچانیں اور وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔ میں نے عرض کیا: اچھا یہ لوگ توبہ کرلیں اور درست ہو جائیں تو اس کے بعد ان کی گواہی قبول کرلی جائے گی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ توبہ کرلیں تو اللہ ان کی توبہ قبول کرلے گا اور ان کی گواہی اس کے بعد قبول کرلی جائے۔

(۳۳۳۶) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا یہ طریقہ کار تھا کہ جب کوئی جھوٹا گواہ پکڑا جاتا [۱] تو اگر وہ دیہاتی ہوتا تو اس کو اس کے قبیلہ میں بھیج دیتے اور اگر وہ بازاری ہوتا تو اس کے بازار بھیج دیتے پھر اس کے بعد اس کو پھرایا جاتا پھر چند دنوں قید میں رکھا جاتا پھر اس کو چھوڑ دیا جاتا۔

(۳۳۳۷) ابراہیم بن عبد الحمید نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک عورت کے متعلق کہ اس کے

[۱] شیخ نے 'تہذیب' ج ۶ ص ۸۵ پر اپنی اسناد سے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے، انہوں نے امام جعفر سے انہوں نے اپنے والد علیہما السلام سے اس طرح روایت کی ہے: جب علی علیہ السلام جھوٹی گواہی دینے والے پر حد جاری فرماتے تھے...... تا آخر۔

سامنے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کا شوہر مرگیا تو اس نے دوسری شادی کرلی پھر کچھ دن بعد اس کا پہلا شوہر آگیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت کو مہر ملے گا اس لئے کہ دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہے اور ان دونوں گواہوں پر حد جاری کی جائے گی اور یہ دونوں اس مہر کے ذمہ دار ہونگے اس لئے کہ ان ہی دونوں نے اس دوسرے مرد کو دھوکا دیا۔ پھر وہ عورت عدت میں رہے گی اس کے بعد اپنے پہلے شوہر کے پاس واپس چلی جائیگی۔

(۳۳۳۸) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایوب نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک مرد غائب تھا اس کی عورت کے پاس دو آدمیوں نے پہنچ کر گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو طلاق دیدی ہے چنانچہ اس عورت نے عدہ رکھا پھر اس نے دوسرے سے شادی کرلی پھر اس کا وہ شوہر جو غائب ہوگیا تھا واپس آگیا اور بولا کہ میں نے تو طلاق نہیں دی تھی پھر دونوں گواہوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے جھوٹ کہہ دیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب دوسرے شوہر کا اس عورت پر کوئی قابو نہیں رہے گا اور رقم مہر اس شخص سے لی جائیگی جو اپنی گواہی سے پلٹ گیا ہے اور دوسرے شوہر کو دیدی جائے گی۔ اور اس عورت کو دوسرے شوہر سے جدا کردیا جائیگا اور وہ عورت عدہ کی مدت پوری کرے گی اور پہلا شوہر اس سے مجامعت نہیں کرے گا اس وقت تک کہ جب تک اس عورت کی عدہ کی مدت پوری نہ ہوجائے۔

(۳۳۳۹) علی بن مطر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والے پر حد جاری کی جائے گی اور کوڑے لگائیے جائیں گے اور کوڑوں کی تعداد مقرر نہیں یہ امام کی صوابدید پر ہے اور اس کو گلی گلی پھرایا جائے گا تاکہ لوگ اسے پہچان لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم الفاسقون ۝ اِلّا الذين تابوا (سورۂ نور آیت ۴-۵) (اور ان لوگوں کی گواہی تا ابد قبول نہ کرو یہی لوگ فاسق ہیں سوائے ان لوگوں کے جو اس سے توبہ کرلیں) میں نے عرض کیا: مگر اس کی توبہ کو کس طرح پہچانا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس طرح کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے اپنے جھوٹ کا اور سزا میں تازیانہ کھانے کا اقرار کرے اور اپنے رب سے توبہ و استغفار کرے اگر ایسا کرلے تو اس سے اس کی توبہ کا اظہار ہوگا۔

(۳۳۴۰) اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا[۱] جھوٹا گواہ حاکم کے سامنے ابھی اپنی جھوٹی گواہی کو پورا بھی نہ کرپائے گا کہ وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور اسی طرح وہ جو گواہی کو چھپالے۔

(۳۳۴۱) صالح بن میثم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مرد مسلم کے خلاف جھوٹی گواہی دے تاکہ وہ اپنے مال سے محروم ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے عوض جہنم لکھ دے گا۔

(۳۳۴۲) جمیل بن درّاج نے اس سے جس نے اس سے یہ روایت بیان کی اور اس نے دونوں ائمہ (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) میں کسی ایک سے روایت کی ہے گواہوں کے متعلق کہ اگر گواہ لوگ کسی کے خلاف گواہی دیں پھر اپنی گواہی سے پھر جائیں اس وقت کہ جب اس مرد کے خلاف فیصلہ ہوچکا ہو تو جن لوگوں نے گواہی دی ہے وہ اس کے ذمہ دار ہونگے اور اس کا خسارہ برداشت کریں گے اور اگر ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے تو ان کی گواہی کالعدم قرار دیدی جائے گی اور گواہوں کو کوئی خسارہ برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔

باب: مدعا علیہ کے حلف سے مدعی کا حق باطل ہوجائے گا خواہ اس کے پاس گواہ کیوں نہ ہو

(۳۳۴۳) عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر حق کا مدعی اس امر پر راضی ہوجائے کہ مدعا علیہ اس کے حق کا حلف کے ساتھ انکار کرے اور وہ کہے کہ حلف اُٹھاؤ پھر وہ حلف اُٹھائے کہ اس کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے اور وہ حلف سے کہہ دے تو اس حلف سے مدعی کا کوئی حق باقی نہیں رہے گا اور اس کا دعویٰ ختم ہوجائے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگرچہ مدعی کے پاس (حق ثابت کرنے کے

[۱] 'کافی' ج ۷ ص ۳۸۳ میں بسند ضعیف عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

لئے) عادل گواہ بھی ہوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اس سے حلف لینے کے بعد پچاس گواہ بھی ہوں تو بھی اس کا کوئی حق نہیں رہ جائے گا اس لئے مدعا علیہ کے حلف نے اس کے اس دعویٰ کو باطل کر دیا جس کے متعلق اس نے حلف اُٹھوایا ہے۔

(۳۳۴۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی حق کے متعلق تم لوگوں کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہے تو اس کو سچا سمجھو۔ اور جو شخص تم لوگوں سے اللہ کے نام پر کچھ سوال کرے تو اس کو عطا کرو۔ مدعا علیہ کی قسم مدعی کے دعویٰ کو بہا لے جاتی ہے اور اس کا کوئی دعویٰ باقی نہیں رہ جاتا۔

(نوٹ) مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر مدعا علیہ حلف اُٹھانے کے بعد توبہ کر لے اور اصل مال مع حاصل کردہ نفع کے لا کر پیش کر دے تو مدعی کے لئے لازم ہے کہ اپنا اصل مال اور اس سے حاصل شدہ نفع کا نصف اس سے لے لے اور نصف حاصل شدہ نفع مدعا علیہ کو واپس کر دے۔ اس لئے کہ اس شخص نے توبہ کر لی۔ یہ روایت مسمع ابو سیار نے امام جعفرؑ سے کی ہے جسے ہم ودیعت کے باب میں ان شاء اللہ آئندہ پیش کریں گے۔

باب: قسم سے انکار اور اس انکار سے حق کے باطل ہونے کا حکم

(۳۳۴۵) ابان نے جمیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مدعی گواہ پیش کر دے تو پھر اس پر قسم کھانا لازم نہیں ہے اور اگر گواہ پیش نہ کرے اور مدعا علیہ کہے کہ قسم کھاؤ اور مدعی قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کا کوئی حق نہیں رہ جاتا۔

باب: اگر کسی میت پر کوئی مدعی حق کا دعویٰ کرے تو گواہوں کے پیش کرنے کے بعد بھی حکم ہے کہ وہ قسم کھائے

(۳۳۴۶) یاسین ضریر نے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بزرگ یعنی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے عرض کیا: یہ بتائیں کہ ایک شخص کسی آدمی پر مال کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مدعا علیہ سے حلف کے لئے کہا جائے گا اگر اس نے حلف سے کہدیا تو پھر مدعی کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ تو ہی حلف سے کہہ اور مدعی نے حلف سے انکار کیا تو اس کا کوئی حق نہیں ثابت ہوگا اور اس مدعی کا مطالبہ کسی میت پر ہے اور اس پر گواہیاں بھی پیش کر دی گئی ہیں تو مدعی پر لازم ہے کہ وہ اس طرح قسم کھا کر کہے کہ میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے فلاں مر گیا اور اس پر میرا فلاں حق ہے اگر وہ اس طرح قسم کھاتا ہے تو اس کا حق ثابت ورنہ اس کا کوئی حق نہیں اس لئے کہ نہیں معلوم شاید اس نے اس کا حق ادا کر دیا ہو اور اپنی موت سے پہلے ادائیگی پر گواہ بھی رکھتا ہو۔ اس لئے مدعی پر گواہ پیش کرنے کے بعد بھی قسم لازم ہے۔ اور اگر مدعی کسی میت پر بلا گواہ پیش کیے دعویٰ کرے تو اس کا حق ثابت نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مدعا علیہ زندہ نہیں ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو اس پر یا تو قسم لازم ہوتی یا حق ادا کرنا لازم ہوتا یا وہ کہتا کہ مدعی قسم کھائے اس لئے مدعی کا کوئی حق ثابت نہ ہوگا۔

باب: دو شخصوں نے ایک شے کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور دونوں نے اپنے اپنے گواہ پیش کیے اس کا فیصلہ

(۳۳۴۷) شعیب نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں کچھ لوگ ایک خچر کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے اور گواہیاں گزرنے لگیں۔ کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ یہ خچر ان لوگوں کے باڑے میں پیدا ہوا، ان کے وہاں گھاس چارا کھاتا رہا، ان لوگوں نے کسی سے خریدا نہیں اور نہ کسی نے ان کو ہبہ کیا ہے اور دوسرے گروہ کی طرف بھی یہ گواہیاں گزریں کہ یہ خچر ان لوگوں کے باڑے میں پیدا ہوا ان لوگوں نے اس کو نہ کسی سے خریدا اور نہ کسی نے ان کو ہبہ کیا۔ تو امام علیہ السلام نے

گواہوں کی اکثریت پر فیصلہ کیا اور ان لوگوں سے حلف لیا۔

(۳۳۴۸) ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو ایک قوم کے پاس آتا ہے اور ایک مکان کے متعلق جو ان لوگوں کے قبضہ میں ہے دعویٰ کرتا ہے اور شواہد پیش کرتا ہے اور وہ آدمی کہ جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے وہ بھی شواہد پیش کرتا ہے کہ گھر اس کے باپ سے اس کو میراث میں ملا ہے۔ مگر وہ نہیں جانتا کہ اس گھر کا معاملہ کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس کے شواہد زیادہ ہوں اس سے حلف لے کر اس کو دیدیا جائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس کے قبضہ میں یہ مکان ہے اگر اس نے یہ کہا ہوتا کہ یہ مکان میرا ہے اور میری ملکیت ہے اور اس پر شواہد پیش کرتا۔ نیز مدعی بھی اپنے دعویٰ پر شواہد پیش کرتا تو حق یہ ہے کہ مدعی کے حق میں فیصلہ ہوتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ثبوت و گواہ مدعی پر واجب کیا ہے مدعا علیہ پر نہیں۔ لیکن مدعا علیہ بیان کرتا ہے یہ مکان مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا معاملہ کیا ہے لہٰذا واجب ہے کہ جس کے زیادہ گواہ ہوں تو ان سے حلف لے کر مکان اس کو دیدیا جائے۔

اور اگر کوئی شخص گھر کے کسی سامان یا کسی جانور وغیرہ کا دعویٰ کرے اور اس پر دو گواہ پیش کرے اور جس کے قبضہ میں ہے وہ بھی دو گواہ پیش کرے اور دونوں کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو فیصلہ یہ ہوگا کہ مالک کے قبضہ سے وہ چیز لے لی جائے اور مدعی کے سپرد کردی جائے اس لئے کہ ثبوت و گواہ اس پر لازم تھا۔ اور اگر وہ چیز کسی کے قبضہ میں نہیں اور دو شخص اس کے لئے جھگڑ رہے ہیں تو ان میں سے جو بھی ثبوت و گواہ پیش کرے وہی اس کا حقدار ہے۔ اور اگر ان دونوں میں سے ہر ایک نے شاہد پیش کیے تو ان دونوں مدعیوں میں سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے دونوں گواہ عادل ہوں اور اگر ان دونوں طرف کے گواہ عدالت میں برابر ہوں تو جس کے گواہ تعداد میں زیادہ ہوں تو اس سے حلف لے کر وہ شے اس کے حوالے کردی جائے گی۔ (اسی طرح میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے خط میں لکھ کر بھیجا ہے)۔

باب: تمام دعوؤں کے متعلق فیصلہ کرنے کے اصول

میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے خط میں لکھا: اے فرزند تمہیں معلوم ہو کہ تمام دعوؤں کے فیصلہ میں ثبوت و گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم و حلف مدعا علیہ کے ذمہ اور وہ اس سے روگردانی اور انکار کرے تو اس پر حق لازم ہے۔ اور اگر مدعی کے پاس دو گواہ نہ ہوں اور مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ تم قسم کھاؤ اور وہ قسم نہ کھائے تو پھر اس کا کوئی حق نہیں ہے لیکن حدود (شرعی سزاؤں میں) تو اس میں کوئی حلف و قسم نہیں ہے اور نہ خون کے مقدمہ میں اس لئے کہ ان میں ثبوت و گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور حلف و قسم مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ تا کہ کسی مرد مسلم کا خون ضائع نہ جائے۔

باب: عورت کے خلاف گواہی

(۳۳۴۹) علی بن یقطین نے حضرت ابوالحسن اول (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت اگر بے نقاب ہے اور اقرار (جرم) کرتی ہے اور بعینہ دیکھ کر پہچانی جاتی ہے یا جو شخص اس کو پہچانتا ہے وہ موجود ہے تو اس کے خلاف گواہی دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر وہ نقاب پوش ہے کہ بغیر چہرہ کھولے اسے نہ دیکھ سکیں تو صرف اس کے اقرار پر گواہوں کو اس کے خلاف گواہی دینا جائز نہیں۔

(۳۳۵۰) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی عسکری علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مرد چاہتا ہے کہ ایک ایسی عورت کے لئے گواہی دے جو اس کی محرم نہیں ہے۔ کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ پردے کے پیچھے سے اس کے کلام کو سنے اور گواہی دے جب کہ دو عادل گواہ یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہ عورت فلانہ بنت فلاں ہے جو تم کو گواہ بنا رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔ یا جائز نہیں جب تک وہ پردے سے باہر نکل کر سامنے نہ

آئے اور بعینہ ثابت نہ کرے کہ یہ وہی عورت ہے؟ تو آنجنابؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: وہ نقاب پہن کر گواہوں کے سامنے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ تحریر خود آنجنابؑ کے دست مبارک سے لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

باب: حق تلفی، سود اور خلاف سنت امور کے متعلق گواہی کا باطل ہونا

(۳۳۵۱) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: سود اور ظلم اور وصیت میں حق تلفی کے کام میں گواہی باطل ہے اگر گواہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ سود وظلم و حق تلفی ہے تو انہیں چھوڑ دیا جائیگا اور اگر کہیں ہم جانتے ہیں تو انہیں سزا دی جائے گی۔

(۳۳۵۲) اور عبداللہ بن میمون کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کیا ہے، آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا ایک باغ اپنے بیٹے کو بخش دوں۔ میری خواہش ہے کہ آپؐ میرے گواہ بن جائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا اس کے سوا تیرا کوئی اور بیٹا نہیں؟ اس نے کہا: ہاں اور بیٹے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے ان بیٹیوں کو ایسے باغ بخشے ہیں جیسے تو نے اس کو بخشا؟ اس نے کہا: نہیں۔ آنحضرتؐ نے کہا: ہم گروہِ انبیاء حق تلفی کے معاملہ میں گواہ نہیں بنتے۔

(۳۳۵۳) اور ابوحسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سنت کے خلاف اگر کوئی (اپنی زوجہ کو) طلاق دے تو اس پر گواہ نہ بنو (یعنی جیسے کوئی ایام حیض میں طلاق دے)۔

باب: کسی کی گواہی پر گواہی دینا

(۳۳۵۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی گواہی پر گواہی دے تو اس کی گواہی قبول کر لی جائے گی مگر وہ نصف گواہی ہوگی۔ اور اگر دو آدمی ایک شخص کی گواہی پر گواہی دیں تو پھر ایک آدمی کی گواہی ثابت ہوگی۔

(۳۳۵۵) اور غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک آدمی کی گواہی پر ایک آدمی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن یہ کہ ایک آدمی کی گواہی پر دو آدمی گواہی دیں (تو وہ جائز ہوگی)۔

(۳۳۵۶) اور عبداللہ بن سنان نے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے ایک دوسرے شخص کی گواہی پر گواہی دی مگر جس کی گواہی پر گواہی دی وہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تو اس کو گواہ نہیں بنایا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دونوں میں سے جو زیادہ عادل ہے اس کی گواہی جائز ہے اور اگر ان دونوں کی عدالت ایک سی ہے تو اس کی گواہی جائز نہیں۔

(۳۳۵۷) اور صفوان بن یحییٰ نے حضرت ابوالحسن (امام رضا) علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے ایک نوکر کو کسی گواہی کے لئے گواہ بنایا پھر وہ نوکری سے الگ ہو گیا کیا اب نوکری سے الگ ہونے کے بعد اس کی گواہی جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اچھا ایک یہودی کو کسی گواہی پر گواہ بنایا گیا اور بعد میں وہ مسلمان ہو گیا تو کیا اب اس کی گواہی جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

(۳۳۵۸) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک کافر ذمی اور ایک غلام دونوں ایک شخص کی گواہی پر گواہ بنتے ہیں۔ پھر وہ کافر ذمی مسلمان ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اب کیا ان دونوں کی گواہی جائز ہوگی جس بات پر وہ

گواہ بنے تھے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اگر بعد میں ان دونوں کے متعلق معلوم ہو کہ بھلے آدمی ہیں تو ان دونوں کی شہادت جائز ہے۔

(۳۳۵۹) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حد (شرعی سزا) میں نہ کسی شخص کی گواہی پر گواہی اور نہ حد میں کفالت (نیابت) ہے۔

(۳۳۶۰) محمد بن مسلم سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص شہر میں حاضر ہے۔ اس کی گواہی پر گواہی کے متعلق آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں خواہ وہ ستون کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو اور یہ اس وقت جائز ہے جب اس کے لئے یہ ممکن نہ ہو کہ وہ حاضر ہو کر خود گواہی دے شاید اس لئے کہ اس کو حاضر ہو کر گواہی دینے میں کوئی امر مانع ہو لہٰذا کوئی مضائقہ نہیں اگر اس کی گواہی پر کوئی اور شخص گواہی دے۔

(۳۳۶۱) اور عمرو بن جمیع نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اپنی گواہی پر گواہ ایسے شخص کو بناؤ جو تمہارا ناصح مشفق ہو تو مجلس میں جو لوگ موجود تھے انہوں نے عرض کیا: بھلا وہ اس میں زیادتی یا کمی کیسے کریگا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (زیادتی یا کمی کی بات) نہیں بلکہ اس کو بناؤ جو تمہاری گواہی کو اچھی طرح یاد رکھے اور گواہی پر گواہی اور اس پر گواہی (یعنی گواہ در گواہ در گواہ) جائز نہیں ہے۔

باب: گواہی دینے میں احتیاط

(۳۳۶۲) روایت کی گئی ہے علی ابن غراب سے، انہوں نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب تک خوب اچھی طرح جان پہچان نہ لو جیسے تم اپنی ہتھیلی کو پہچانتے ہو ہرگز گواہی نہ دو۔

(۳۳۶۳) علی بن سوید سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوالحسن ماضی (امام موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے عرض کیا: وہ لوگ مجھے میرے برادر ایمانی کے خلاف گواہ بناتے ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں تم گواہی دو خواہ تمہیں اپنے برادر ایمانی کو ضرر پہنچنے کا خوف ہی کیوں نہ ہو۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب کے نسخہ میں یہی پایا۔ لیکن میرے نسخہ کے علاوہ دوسرے نسخہ میں ہے کہ اگر تم کو اپنے برادر ایمانی کو ضرر پہنچنے کا خوف ہے تو نہیں۔ اور ان دونوں کا مفہوم قریب قریب ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی کافر کا کسی مومن پر کوئی حق ہے اور وہ خوشحال و مالدار ہے تو اس کے خلاف گواہی دینا واجب ہے خواہ اس کو ضرر کیوں نہ پہنچے اور اس کے مال میں کمی کیوں نہ آئے اور اگر وہ مومن عسرت و تنگدستی کا شکار ہے اور گواہ کو اس کا علم ہے تو اس کے خلاف گواہی دینا اور اس کو ضرر پہنچانا مثلاً وہ قید میں ڈال دیا جائے یا اپنی جائے پیدائش سے نکال دیا جائے یا اس کا غلام اس کی ملکیت سے نکال لیا جائے تو گواہ کو اس کے خلاف گواہی دینا حلال نہیں اور اسی طرح ایک مومن کے لئے ایسی گواہی دینا جائز نہیں جس سے ایک کافر کے لئے ایک مومن قتل ہو جائے اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور بات ہے تو اس پر اس کے خلاف گواہی دینا واجب ہے اس لئے کہ مومن کی صفات میں یہ ہے کہ جو بات بطور امانت اس سے کہی جائے اس کو وہ اپنے دوستوں سے بھی بیان نہ کرے۔ اور دشمنوں کی گواہی کو بھی نہ چھپائے۔

(۳۳۶۴) عمر بن یزید سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مجھے گواہی کے لئے پیش کرتا ہے میں اپنا دستخط اور اپنی مہر تو پہچانتا ہوں مگر جس تحریر پر میں گواہ بنا ہوں اس میں سے کم ہو یا زیادہ مجھے کچھ یاد نہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جس نے تجھ کو گواہی کے لئے پیش کیا ہے اگر وہ مومن ہے اور تمہارے ساتھ ایک مرد جو دوسرا گواہ ہے وہ بھی مومن ہے تو اس کی گواہی دیدو۔ اور روایت کی گئی ہے کہ بغیر علم کے کوئی گواہی نہیں ہوگی۔ ویسے تو جو چاہے لکھ دے اور جو چاہے مہر لگادے۔ [1]

---

[1] کلینی نے 'کافی' میں قمی سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس چیز کی گواہی نہ دو جو تمہاری یادداشت میں محفوظ نہ ہو تب جو چاہو لکھ دو اور جو چاہو مہر لگادو۔

باب: میت پر کسی کا قرض ہے کیا اس کی گواہی میت کا وصی دے سکتا ہے

(۳۳۶۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابومحمد حسن بن علی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ ایک میت کا کسی شخص پر قرض ہے کیا اس کا وصی ایک دوسرے شاہد عادل کے ساتھ مل کر اس کی گواہی دے سکتا ہے؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ اگر اس وصی کے ساتھ ایک شاہد بھی ہے تو مدعی (وارث میت) پر بھی لازم ہے کہ وہ قسم کھائے۔

نیز امام علیہ السلام کی خدمت میں انہوں نے ایک دوسرا خط لکھ کر دریافت کیا کہ کیا کسی وصی کے لئے جائز ہے کہ میت کے کسی چھوٹے یا بڑے وارث کے لئے یہ گواہی دے کہ اس کا کوئی حق میت، یا کسی اور کے ذمہ ہے جب کہ وہ بڑے وارث کے لئے نہیں بلکہ چھوٹے وارث کے لئے میراث پر قابض ہے۔ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ ہاں اور وصی کے لئے یہ مناسب ہے کہ حق گواہی دے اور گواہی نہ چھپائے۔

نیز انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ اگر وصی ایک دوسرے گواہ عادل کے ساتھ مل کر گواہی دے کہ میت پر فلاں کا قرض ہے تو کیا اس کی گواہی قابل قبول ہے؟ جواب میں یہ تحریر آئی کہ ہاں اس سے قسم لینے کے بعد۔

باب: جھوٹی گواہی سے حق ثابت کرنا منع ہے

(۳۳۶۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے [1] ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس کا کسی آدمی پر کچھ حق ہے مگر وہ اس کے حق سے انکار کرتا ہے اور حلف سے کہتا ہے کہ اس کا اس کے اوپر کچھ نہیں ہے اور صاحب حق کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کے لئے کوئی گواہ وثبوت نہیں تو کیا یہ جائز ہے کہ حق کے چلے جانے کا ڈر ہو تو جھوٹی گواہی سے اس کے حق کو ثابت کر دیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چونکہ یہ فریب کاری ہے اس لئے یہ جائز نہیں اور یہ اس روایت میں بھی ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب: گواہیوں کے متعلق بعض نادر روایات

(۳۳۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم زمین میں کوئی چیز دفن کرو تو اس پر گواہ بنالو اس لئے کہ وہ تمہیں کچھ واپس نہیں کرے گی۔

(۳۳۶۸) امام علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی جو اسلام میں گزاری گئی وہ ستر (۷۰) آدمیوں کی گواہی ہے کہ جب وہ چشمہ حوأب پہنچے تو وہاں کے کتے ان پر بھونکنے لگے تو ان کی سرخیل نے واپسی کا ارادہ کیا اور کہا کہ میں نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ازواج سے فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی ایک پر حوأب کے کتے بھونکیں گے جب وہ میرے وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جنگ کرنے جا رہی ہوگی۔ تو ان کے سامنے ستر (۷۰) آدمیوں نے گواہی دی کہ یہ چشمہ حوأب نہیں ہے تو یہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی تھی جو اسلام میں دی گئی۔

(۳۳۶۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ شریک (قاضی) ہم لوگوں کی گواہیوں کو رد کر دیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اپنے نفسوں کو ذلیل نہ کرو۔ [2]

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام کے اس ارشاد کا یہ مطلب نہیں کہ آپ علیہ السلام گواہی دینے سے منع

---

[1] کافی، ج ۷ ص ۳۸۸ اور تہذیب، ج ۶ ص ۸۰ پر علی بن ابراہیم سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے بعض اصحاب سے، اور انہوں نے آنجناب سے روایت کی ہے۔

[2] شیخ نے تہذیب، ج ۶ ص ۸۶ پر اپنی اسناد سے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے انہوں نے اس سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے امام علیہ السلام سے روایت کی ہے اور شریک سے مراد شریک بن عبداللہ بن ابی شریک نخعی کوئی قاضی ہے۔ وہ عامہ کے قاضیوں میں سے تھا۔ واسط میں ۱۵۵ھ میں قاضی القضاۃ پھر کوفہ میں قاضی القضاۃ ہوا اور وہیں سن ۱۷۷ھ میں فوت ہوا۔ اور کہا گیا کہ اپنے نفسوں کو ذلیل نہ کرو سے مراد وہ شہادت دینا ہے جو قبول نہ کی جائے۔

فرماتے ہیں اس لئے کہ (گواہ بن کر) گواہی دینا واجب ہے۔ آپ علیہ السلام کے اس فرمانے کا مطلب کسی کا گواہ بننا ہے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں تم لوگ گواہیوں کی ذمہ داری نہ اُٹھاؤ کہ تمہاری گواہیاں رد کردی جائیں اور تم کو ذلیل ہونا پڑے۔

چنانچہ ابی کہمس سے روایت کی گئی کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں گواہی دینے کے لئے شریک (قاضی) کے پاس گیا جو مجھ پر لازم تھی تو اس نے کہا: میں تمہاری گواہی کیونکر جائز سمجھوں اس لئے کہ تم جس سے منسوب ہو وہ تو منسوب ہی ہو۔ میں نے کہا: میں جس سے منسوب ہوں وہ کیا ہے اس نے کہا: رفض۔ یہ سن کر میں رونے لگا پھر میں نے کہا: تم نے مجھے ایسی قوم سے منسوب کیا کہ ڈر رہا ہوں ان میں شامل نہ ہوں۔ یہ سن کر اس نے مجھے گواہی کی اجازت دیدی اور اسی طرح کا واقعہ ابن ابی یعفور اور فضیل سکرہ کے ساتھ بھی پیش آیا۔

باب: شُفعہ

(۳۳۷۰) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ زمین جو دو آدمیوں میں مشترک تھی اس کا فیصلہ شُفعہ کی بنا پر کیا یعنی جو آپس میں تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

(۳۳۷۱) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمینوں اور مکانوں کے شرکاء کے درمیان شفعہ کی بنا پر فیصلہ فرمایا اور کہا: اس میں نہ کسی کو نقصان پہنچتا ہے نہ (نقصان) پہنچانا ہے۔

(۳۳۷۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب (دو آدمیوں کی مشترک زمین آپس میں) تقسیم ہو چکی اور حد بندی بھی ہو گئی تو پھر اس میں کوئی حق شفعہ نہیں ہے (اور شفعہ کا حق صرف اس شریک کو ہے جس نے ابھی جائداد تقسیم نہ کرائی ہو)۔ ۱

(۳۳۷۳) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: شفعہ آدمیوں کی تعداد پر ہے۔

(۳۳۷۴) اور طلحہ بن زید نے جعفر بن محمد علیہما السلام اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے جو روایت کی اس میں بھی ہے کہ شُفعہ کا حق مردوں کی تعداد پر ہے۔

(۳۳۷۵) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حق شفعہ نہ یہودی کو ہے اور نہ نصرانی کو۔ حق شفعہ صرف اس شریک کو ہے جس کی جائداد ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ ۲

(۳۳۷۶) اور طلحہ بن زید کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: حق شفعہ میراث میں نہیں چلے گا۔

(۳۳۷۷) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں، نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: حق شفعہ نہ سفینہ میں ہے نہ نہر میں ہے نہ راستہ میں ہے نہ چکی میں ہے اور نہ حمام میں ہے۔

---

۱ یہ حدیث 'کافی' اور 'تہذیب' میں عقبہ بن خالد کی بیان کردہ ایک حدیث کا جُزو ہے۔

۲ شیخ نے 'کافی' میں قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس قول کی روایت کی ہے۔

(۳۳۷۸) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ یتیم کا وصی بمنزلہ اس کے باپ کے ہے اگر وہ خواہش کرے تو اس کے لئے شفع لے گا۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: شخص غائب کے لئے بھی شفع کا حق ہے۔ ۱

(۳۳۷۹) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حصہ بخرہ ہو گیا تو پھر شفع کا حق بھی اُٹھ گیا۔ ۲

(۳۳۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ۳ شفع کے متعلق کہ یہ کس کے لئے ہے اور یہ کس چیز میں ہے اور کیا جانور میں بھی شفع ہوگا؟ اور کیسے ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: شفع ہر شے میں واجب ہے، حیوان ہو یا زمین یا کوئی اور مال و متاع جب اس میں دو آدمی شریک ہوں اور دونوں کے علاوہ اس کا حق کسی کو نہیں۔ ان دونوں میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کر رہا ہے تو اس کا شریک دوسروں سے زیادہ اس کا حق رکھتا ہے اور اگر ایک شے میں دو سے زیادہ شریک ہیں تو ان میں سے کسی ایک کو بھی شفع کا حق نہیں ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بات آنجناب علیہ السلام نے صرف حیوان کیلئے فرمائی اور غیر حیوان میں شفع تمام شرکاء کے لئے واجب ہے خواہ دو سے زیادہ ہوں۔ اور اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے جس کی روایت ذیل میں کی گئی ہے۔

(۳۳۸۱) احمد بن محمد بن ابی نصر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام جو چند آدمیوں کی مشترکہ ملکیت میں ہے ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ اپنا حصہ فروخت کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ فروخت کر دے۔ میں نے عرض کیا: اچھا اب صورت یہ ہے کہ اس غلام کے دو مالک ہیں ان میں سے ایک اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہے اور جب وہ فروخت کرنے پر آمادہ ہوتا ہے تو اس کا شریک کہتا ہے کہ مجھے دیدو۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جانوروں میں کوئی شفع نہیں سوائے ایسی صورت کہ اس میں صرف ایک آدمی شریک ہو۔

(۳۳۸۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے قیمت میں غلام و مال و متاع اور کپڑے اور جواہرات دے کر ایک مکان خریدا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کسی کو حق شفع نہیں ہے اور اگر وہ ایسا گھر ہے کہ جس میں کئی قطعے ہیں اور اس گھر کے رہنے والوں کا نکاس ایک ہی صحن میں ہے اور ان میں سے ایک نے اپنا قطعہ فروخت کر دیا اور دوسرے قطعہ میں رہنے والے نے حق شفع طلب کیا تو اس کو شفع کا حق ہے بشرطیکہ گھر کے خریدار کے لئے گنجائش نہ ہو کہ وہ گھر جو اس نے خریدا ہے اس کا دروازہ کسی اور طرف نکال لے۔ اور اگر اس نے گھر کا دروازہ کسی طرف تبدیل کر لیا تو کسی کو بھی شفع کا حق نہیں ہے۔

اور اگر کوئی حق شفع کا مطالبہ کرے اور قیمت کی رقم وہاں اس کے پاس نہ ہو بلکہ دوسرے شہر میں ہو تو آمد و رفت کی مسافت کو دیکھتے ہوئے اس کا انتظار کیا جائے گا زیادہ سے زیادہ تین دن اگر اس وقت وہ قیمت کی رقم لاتا ہے تو ٹھیک ورنہ اس کو شفع کا حق نہ ہوگا۔

اور اگر حق شفع کرنے والا خریدار سے کہے کہ آپ نے جو کچھ خریدا وہ آپ کو مبارک ہو یا وہ خریدار سے تقسیم کا مطالبہ کرے تو پھر اس کو کوئی شفع نہیں رہے گا۔ اور اگر حق شفع کرنے والا خریدار سے کہے کہ آپ نے جو کچھ خریدا وہ آپ کو مبارک ہو یا وہ خریدار سے تقسیم کا مطالبہ کرے تو پھر اس کو کوئی شفع نہیں رہے گا۔

---

۱ 'کافی' ج ۵ ص ۲۸۱ پر قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے اور انہوں نے امام علیؑ سے اس کی روایت کی ہے، 'اگر وہ خواہش کرے' کا معنی یہ ہے کہ اس کام میں یتیم کے لئے مصلحت دیکھے۔

۲ 'کافی' ج ۵ ص ۲۸۰ پر اسے ضعیف روایت کے ذیل میں حماد سے، انہوں نے جمیل سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

۳ 'کافی' اور 'تہذیب' میں یونس کی سند سے بعض راویوں کے حوالے سے اسے امام جعفرؑ سے روایت کیا گیا ہے۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہبہ کی ہوئی چیز میں یا ایک چیز کے عوض کوئی دوسری دینے میں کسی کو شفع کا حق نہیں ہے۔ شفع صرف اس چیز میں ہے جس کو چاندی یا سونے کی شکل میں قیمت دے کر خریدا جائے اور اس کا بٹوارہ نہ ہوا ہو۔ اور علی بن رئاب کی روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے لئے اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے خواہ وہ مکان ہو یا زمین تو اس میں کسی کو شفع کا حق نہیں **ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

(۳۳۸۳) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اپنے ایک گھر کے عوض (مہر پر) اور اس میں چند شرکاء ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مرد کے لئے بھی جائز ہے اور اس عورت کے لئے بھی جائز ہے اور اس پر شرکاء میں سے کسی کو بھی حق شفع نہیں ہے۔

باب: وکالت

(۳۳۸۴) جابر بن یزید اور معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے امور میں سے کسی امر کی انجام دہی کے لئے کسی کو وکیل بنائے تو یہ وکالت ہمیشہ ثابت رہے گی جب تک اس کو اطلاع نہ دیدے کہ اس کی وکالت منسوخ کردی گئی جس طرح اس نے اس کو وکیل بنانے کی اطلاع دی تھی۔

(۳۳۸۵) عبداللہ بن مسکان سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے ابی ہلال رازی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے کسی کو اپنی عورت کو طلاق دینے کے لئے وکیل بنایا کہ جب وہ حیض سے پاک وطاہر ہو جائے تو اسے طلاق دیدے پھر وکیل بنا کر وہ شخص کہیں باہر چلا گیا وہاں اس کا ارادہ بدل گیا اور اس نے گواہوں کے سامنے کہا: میں نے اس کی وکالت کو ختم کردیا اور اب اپنی عورت کو طلاق کا ارادہ نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اسے اپنی زوجہ کو اور وکیل کو مطلع کردینا چاہیے۔

(۳۳۸۶) علاء بن سیابہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کو وکیل بنایا کہ وہ اس کا نکاح فلاں شخص سے کردے۔ اور اس شخص نے اس کی وکالت قبول کرلی اور اس وکالت پر اس عورت نے دو گواہ بھی بنائے چنانچہ وہ وکیل چلا گیا اور اس کا نکاح پڑھوادیا ادھر اس عورت نے اس وکیل سے انکار کردیا اور اپنی جگہ سمجھ لیا کہ میں نے اس وکیل کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا اور اس پر دو گواہ بھی بنائے کہ اس نے اس کو وکالت سے معزول کردیا۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: اس مسئلہ میں تم لوگوں کی طرف سے کیا فتویٰ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اس کو دیکھا جائیگا اگر عورت نے اپنے وکیل کو اس کے نکاح پڑھنے سے پہلے معزول کیا ہے تو وکالت بھی باطل ہوگئی اور نکاح بھی باطل ہوگیا اور اگر اس وقت اس کو معزول کیا جب وہ نکاح پڑھ چکا تھا تو پھر وہ نکاح درست ہے۔ جو اس کے وکیل نے پڑھ دیا اور ان ہی شرائط پر پڑھا جس پر مرد عورت سے بذریعہ وکالت متفق ہوا ہے بشرطیکہ عورت نے جو کچھ اپنے وکیل کو حکم دیا اور جو شرائط رکھی ہیں وکیل نے اس میں کمی یا زیادتی نہ کی ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا وہ لوگ وکیل کو وکالت سے معزول کردیتے ہیں اور اس کو معزول ہونے کی خبر بھی نہیں دیتے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں ان لوگوں کا خیال ہے کہ ایک عورت کسی مرد کو اپنا وکیل کرے اور چند لوگوں کو اس کا گواہ بنائے اور اس کے بعد چند لوگوں کے سامنے کہے کہ آپ لوگ گواہ ہیں کہ میں نے اپنے فلاں وکیل کو اپنی وکالت سے معزول کردیا اور اس کی وکالت کو باطل کردیا بغیر اس کو اطلاع دیئے ہوئے کہ اس کی وکالت باطل ہوگئی اور وہ وکالت سے معزول ہوگیا تو یہ لوگ خاص نکاح کے معاملہ میں وکیل نے جو کچھ کیا ہے اسے باطل قرار دیتے ہیں اور

دیگر معاملات میں وکالت کو باطل نہیں قرار دیتے جب تک کہ وکیل کو مطلع نہ کر دیا گیا ہو کہ وکالت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ وہ لوگ اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ کوئی بھی مال ہو (اگر استعمال کرنے والے نے استعمال کرلیا ہو) اس کا عوض تو دینے والا دے سکتا ہے لیکن عورت کی شرمگاہ تو اس کا عوض نہیں دیا جاسکتا خاص کر ایسی صورت میں کہ اس کے بچہ پیدا ہو گیا ہو۔ آنجناب علیہ السلام) نے فرمایا: سبحان اللہ یہ فیصلہ کس قدر غلط اور ناانصافی پر مبنی ہے۔ نکاح سب سے زیادہ احتیاط کرنے کی چیز ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ سنو ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین (علیہ السلام) کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے عرض کیا: یاامیر المومنین (علیہ السلام) میں نے اپنے اس بھائی کو اس امر کے لئے وکیل کیا کہ وہ میرا نکاح ایک مرد سے کر دے اس پر گواہ بھی بنالیے پھر میں نے اسی وقت اس کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا مگر وہ گیا اور اس نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا اور میرے پاس گواہ موجود ہیں کہ میں نے اس کے نکاح پڑھنے سے پہلے اس کو معزول کر دیا تھا اور اس نے معزولیت کے گواہ بھی پیش کر دیئے تو اس کے بھائی نے کہا: اے امیر المومنین (علیہ السلام) اس نے مجھے وکیل کیا مگر اس نے مجھے اس کی خبر نہیں دی کہ اس نے مجھے اپنی وکالت سے معزول کر دیا ہے چنانچہ میں نے اس کے کہنے کے مطابق اس کا نکاح کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے اس عورت سے کہا: تو کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا: یاامیر المومنین (علیہ السلام) میں نے اس کو بتا دیا تھا۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تیرے پاس اس پر کوئی گواہ ہے؟ اس نے کہا: یہ لوگ میرے گواہ ہیں گواہی دینگے۔ آنجناب (علیہ السلام) نے ان گواہوں سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ اس عورت نے کہا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے اپنے فلاں بھائی کو اپنی اس وکالت سے معزول کر دیا کہ وہ میرا نکاح فلاں شخص سے نہ پڑھ دے اور قبل اس کے کہ وہ میرا نکاح فلاں سے پڑھے میں اپنے معاملہ کی خود مالک ہوں۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم لوگوں کی موجودگی میں اس عورت نے اپنے بھائی کو معزولیت کے متعلق بتایا؟ ان لوگوں نے کہا: نہیں۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم لوگ اس کی گواہی دو گے کہ جس طرح اس عورت نے وکالت کے متعلق اس کو بتایا اسی طرح معزولیت کے متعلق بھی اس کو بتایا؟ ان لوگوں نے کہا: نہیں۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: پھر وکالت ثابت ہے اور نکاح واقع ہو گیا، اس کا شوہر کہاں ہے؟ وہ سامنے آیا تو آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: اس عورت کا ہاتھ پکڑو اللہ تمہیں مبارک کرے۔ اس عورت نے کہا: یاامیر المومنین (علیہ السلام) میں حلف سے کہتی ہوں کہ میں نے اپنے بھائی کو وکالت سے معزول ہونے سے مطلع نہیں کیا تھا اور اس کو نکاح پڑھنے سے قبل خبر نہ تھی کہ میں نے اس کو وکالت سے معزول کر دیا ہے۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تو حلف سے کہے گی؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں یاامیر المومنین (علیہ السلام) پھر اس نے حلف سے کہا اور وکالت ثابت رہی اور نکاح جائز ٹھہرا۔

(۳۳۸۷) داؤد بن حصین سے روایت ہے کہ اس نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شخص سے کہا کہ تم میرے نکاح کا پیغام فلاں عورت کے لئے لے جاؤ اور جو کچھ بھی تم اس سے مہر طے کرو گے اور جس چیز کے تم ضامن بنو گے اور جو شرائط مان لو گے ان سب پر میں راضی ہوں اور مجھ پر لازم ہوگا مگر اس نے اس بات پر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ وہ شخص گیا اور اس نے اس عورت سے اس کا پیغام نکاح دیا اور اس کی طرف سے مہر اور اس کے علاوہ جو کچھ لڑکی والوں نے مطالبہ کیا اس کو ادا کر دیا اور جب وہ یہ تمام امور انجام دے کر واپس آیا تو وہ شخص ان سب سے مکر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب وہ اس شخص کی جانب سے نصف مہر عورت کو دے گا اس لئے کہ اسی نے گواہی ترک کر کے عورت کے حق کو ضائع کیا۔ اور چونکہ وکیل سے اس کے مؤکل نے جو کچھ کہا تھا اس پر اس نے کوئی گواہ نہیں بنایا اس لئے نکاح صحیح نہیں ہوا اور عورت کے لئے (دوسرے سے) نکاح کر لینا حلال ہے اور پہلے کے لئے یہ عورت حلال نہیں ہے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں سوائے اس کے وہ طلاق دیدے یہ معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **فامساک بمعروف اوتسریح باحسان** (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) (پھر شریعت کے مطابق روک لینا چاہیے یا حسن سلوک کے ساتھ بالکل رخصت) اگر اس نے ایسا نہ کیا تو گنہگار ہوگا یہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے اور حکم ظاہر حکم اسلام ہے ویسے اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے لئے دوسرا نکاح مباح کر دیا ہے۔

(۳۳۸۸) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا: جس نے اپنے کسی کام کے لئے ایک آدمی کو اپنا وکیل بنایا اور اس پر دو آدمیوں کو گواہ کر لیا اس کے بعد وکیل وہاں سے اس کام کے انجام دینے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر اس شخص نے کہا تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے فلاں شخص کو اپنی وکالت سے معزول کر دیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس وکیل نے وکالت سے معزول ہونے سے پہلے وہ کام انجام دے دیا ہے تو جو کچھ وکیل نے کیا ہے وہ کام انجام پا گیا خواہ موکل اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وکیل اپنے معزول ہونے کے علم سے پہلے یا معزولیت کی اطلاع پہنچنے سے پہلے کام انجام دیدے تو کیا ایسے میں بھی وہ کام انجام شدہ تسلیم کر لیا جائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اور اگر کام کی انجام دہی سے پہلے اس کو معزولیت کی اطلاع پہنچ گئی ہو اس کے بعد وہ جائے اور وہ کام کر دے تو یہ کوئی کام نہیں ہوا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں کسی وکیل کو جس وقت وکیل کیا جائے پھر وہ اپنی نشست سے اُٹھ کر چلا جائے تو اس کی وکالت مستقلاً جاری رہے گی جب تک کہ اس کو کسی موثق ذریعہ سے یا بالمشافہ وکالت سے معزول ہونے کی اطلاع نہ پہنچ جائے۔

(۳۳۸۹) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے مرد کے متعلق جس کو ایک عورت نے اپنے معاملہ کا ولی بنا لیا خواہ وہ عورت قرابتدار ہو یا پڑوسی ہو جس کے داخلی معاملہ کا اس شخص کو علم نہ ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس عورت نے اپنے عیب کو چھپایا تھا جو اس کے اندر تھا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت سے مہر واپس لے لیا جائے گا اور اس کے شوہر پر کچھ عائد نہیں ہوگا۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو اپنے معاملہ کا ولی بنایا اور کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کر دے اس نے کہا میں تیرا نکاح اس وقت تک نہ پڑھوں گا جب تک تو گواہوں کے سامنے یہ نہ کہہ دے کہ میرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ چنانچہ اس نے اس پر گواہ بھی بنا دیئے۔ اب جس شخص سے شادی طے تھی اس سے نکاح کا وقت آیا تو اس وکیل نے کہا: اے فلاں تجھ کو اتنا اتنا ادا کرنا ہے اس نے کہا: ہاں۔ اس کے بعد وہ وکیل مجمع سے مخاطب ہوا اور کہا: بھائیو گواہ رہو کہ اس عورت کے نکاح کا اختیار میرے پاس ہے اور اب اس نے عورت کا نکاح خود اپنے ساتھ کر لیا۔ یہ سن کر عورت بول اُٹھی: تیرا ناس جائے میں تو تجھ سے نکاح نہیں کرتی میرے نکاح کا اختیار خود میرے ہاتھ میں ہے چونکہ اپنے نکاح کی بات کرنے میں مجھے حیا آ رہی تھی اس لئے میں نے تجھے ولی بنایا تھا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ عورت اس سے اپنا پیچھا چھڑائے اور وہ وکیل اپنا منہ پیٹے۔

(۳۳۹۰) محمد بن ابی عمیر کی کتاب نوادر میں ہمارے متعدد اصحاب سے اور ان سب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی بیٹی کے شوہر سے مہر کی رقم وصول کر لی اس کے بعد مر گیا اب کیا اس کی لڑکی کو حق ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے یا اس کے باپ کی وصولی خود اس کی وصولی تسلیم کر لی جائے گی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس لڑکی نے اپنے باپ کو مہر کی وصولی کے لئے اپنا وکیل بنا لیا تھا تو پھر لڑکی کو حق نہیں کہ وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے اور اگر اس نے اپنے باپ کو مہر کی وصولی کے لئے وکیل نہیں بنایا تھا تو اس کو حق ہے کہ وہ شوہر سے مہر کا مطالبہ کرے۔ اور اس کا شوہر اس کے باپ کے وارثوں سے مہر کی رقم کے لئے رجوع کرے گا۔ لیکن اگر وہ لڑکی نابالغ اور کم سن تھی اور اس کی پرورش میں تھی تو اس کے باپ کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس کی طرف سے اس کا مہر وصول کرے اور جب اس کا شوہر اس کو قبل دخول (مجامعت) طلاق دے تو اس کا باپ اس کے مہر کا کچھ حصہ معاف کر سکتا ہے اور باقی وصول کرے گا۔ اس کو حق نہیں کہ اس کا پورا مہر معاف کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الا ان یعفون او یعفوا الذی بیدہ عقدة النکاح (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۷) (لیکن یہ کہ وہ عورتیں خود معاف کر دیں یا وہ کہ جس کے اختیار میں اس عورت کا نکاح ہو) یعنی باپ یا وہ کہ جس کو اس عورت نے اختیار دیا ہے اور اپنا معاملہ اس کے سپرد کر دیا ہے وہ اس کا بھائی ہو یا اس کا کوئی قرابت دار یا کوئی اس کے علاوہ۔

باب: قرعہ اندازی سے فیصلہ

(۳۳۹۱) حماد بن عیسیٰ نے اس شخص سے جس نے اس کو بتایا اس نے حریز سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے جس پر قرعہ اندازی کی گئی وہ حضرت مریمؑ بنتِ عمران تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ بیان فرمایا ہے: **وما كنت لديهم اذيلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم** (آلِ عمران آیت نمبر ۴۴) (اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے اپنے قلم کہ کون پرورش میں لے مریمؑ کو)۔ اور سہام (قرعہ اندازی کے تیر) چھ عدد ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے قرعہ اندازی کی جب وہ اپنی قوم کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی بھنور میں پڑ گئی تو لوگوں نے قرعہ اندازی کی اور حضرت یونسؑ کے نام تین مرتبہ قرعہ نکلا تو حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے اگلے حصہ پر گئے وہاں ایک مچھلی منہ کھولے ہوئے تھی کہ آپ نے چھلانگ لگا دی (اور مچھلی نے ان کو نگل لیا) پھر یہ قرعہ اندازی حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس ہوئی ان کے نو (۹) فرزند تھے انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے دسواں فرزند دیا تو میں اس کو راہ خدا میں ذبح کردوں گا مگر جب حضرت عبداللہ علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ ان کے ذبح پر ان کا دل قادر نہ ہوا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے صلب میں تھے چنانچہ وہ دس اونٹ لائے اور ان اونٹوں اور حضرت عبداللہ علیہ السلام پر قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت عبداللہ علیہ السلام کے نام نکلا تو آپ اس پر دس اونٹوں کا اور اضافہ کرتے رہے جب قرعہ سو اونٹوں کے نام نکل آیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب میں سمجھا کہ میرے رب کی مرضی یہی تھی (کہ سو اونٹ ذبح کروں) چنانچہ انہوں نے سو (۱۰۰) اونٹ نحر کر دیئے۔

(۳۳۹۲) محمد بن حکیم سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ایک شے کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شے مجہول ہو اس میں قرعہ اندازی ہے میں نے عرض کیا: مگر قرعہ تو کبھی غلط بھی نکل آتا ہے اور کبھی صحیح۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ خطا نہیں کرتا۔

(۳۳۹۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس قوم نے قرعہ اندازی کی اس نے اپنے امور اللہ کے سپرد کر دیئے اب اس میں جو بھی قرعہ نکلے گا وہ حق ہوگا۔

(۳۳۹۴) اور آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا [۱]: قرعہ سے زیادہ کونسا فیصلہ عدل پر مبنی ہوگا جب کہ بندہ نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا: **فساهم فكان من المدحضين** (سورۃ الصافات آیت نمبر ۱۴۱) (ان لوگوں نے قرعہ اندازی کی تو خطا کار نکلا) (اور حضرت یونس علیہ السلام نے اس میں زک اُٹھائی)۔ [۲]

(۳۳۹۵) حکم بن مسکین [۳] نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر ایک کنیز سے ایک ہی طہر میں دو یا تین آدمیوں نے (ناجائز طور پر یا کسی غلط فہمی کی بنا پر) مجامعت کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا ہے تو والی و حاکم ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے گا جس کے نام قرعہ نکل آئے وہ بچہ اس کا ہوگا اور اس بچہ کی قیمت اس کنیز کے مالک کو دی جائے گی۔

۱۔ برقی نے 'محاسن' ص ۶۰۳ پر اپنے والد سے، انہوں نے ابن محبوب سے، انہوں نے جمیل بن صالح سے اور انہوں نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے امام جعفرؑ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: یہ فیصلہ قرعہ سے ہوا تھا۔ پھر فرمایا: قرعہ سے زیادہ فیصلہ۔۔۔ تا آخر حدیث۔

۲۔ یعنی حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں کہا جاتا ہے کہ ان کا نام قرعہ میں نکلا تھا۔ (محمد تقی مجلسی)

۳۔ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۲۹۶ پر اور 'استبصار' ج ۳ ص ۳۶۸ پر اپنی اسناد سے ساتھ محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین سے اور انہوں نے معاویہ بن عمار سے اس کی روایت کی ہے۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی شخص نے ایک کنیز خریدی پھر ایک دوسرا شخص آیا جو اس کنیز کا مستحق تھا۔ اور ادھر خریدار سے اس کنیز کے بچہ پیدا ہوا تو وہ کنیز اس مستحق کو واپس کر دی جائے گی اور اس کا بچہ خریدار کا ہو گا قیمت کے عوض۔

(۳۳۹۶) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ دو شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک چوپایہ کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کا یہ گمان تھا کہ وہ اس کے جانوروں کے باڑے میں پیدا ہوا ہے اور ان میں سے ہر ایک نے گواہیاں پیش کیں اور دونوں طرف کی گواہیاں تعداد میں برابر تھیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کے لئے دو تیر نکالے اور ان دونوں تیروں پر ان دونوں آدمیوں کے نشان بنا دیئے پھر فرمایا: اے اللہ! اے سات آسمانوں کے پروردگار اور سات زمینوں کے پروردگار اور عرش عظیم کے پروردگار، اے باطن وظاہر کا علم رکھنے والے رحمٰن و رحیم ان دونوں میں سے جو بھی اس چوپایہ کا مالک ہو اور اس کا حقدار ہو میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کا تیر نکال تو ان میں سے ایک کا تیر نکلا اور آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

(۳۳۹۷) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو آدمیوں کے متعلق جنہوں نے ایک شخص کے لئے کسی معاملہ میں گواہی دی اور پھر دو آدمی آئے اور انہوں نے پہلے دونوں آدمیوں کے خلاف گواہی دی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان سب کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے جس کے لئے قرعہ نکلے اس سے قسم لی جائے یہی بہترین فیصلہ ہے۔

(۳۳۹۸) حماد بن عثمان نے عبید اللہ بن علی حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے یہ کہا کہ میرا وہ غلام کہ میں جس کا سب سے پہلا مالک ہوا ہوں آزاد ہو گیا۔ تو سات غلام اس کے دعویدار ہو گئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان سب کے درمیان قرعہ اندازی کر دی جائے جس کے لئے قرعہ نکلے وہ آزاد ہو گا۔

(۳۳۹۹) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے بہت سے غلام تھے اس نے وصیت کی کہ ان میں سے ایک تہائی آزاد کر دیئے جائیں آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام ایسے موقع پر ان کے درمیان قرعہ اندازی فرمایا کرتے تھے۔

(۳۴۰۰) موسیٰ بن قاسم بجلی اور علی بن حکم نے عبدالرحمٰن بن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں دو آدمی اپنے اپنے گواہ لے کر جھگڑتے ہوئے آتے اور ان دونوں کے گواہ تعداد میں برابر ہوتے نیز عدالت میں بھی برابر ہوتے تو آنجناب علیہ السلام ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کیا کرتے کہ کس سے قسم لی جائے اور یہ دعا کرتے: "اے اللہ اے سات آسمانوں کے پالنے والے اور سات زمینوں کے پالنے والے ان دونوں میں جس کا حق ہو اس کا حق اس کو دیدے" پھر جس کے نام قرعہ نکلتا اس سے قسم لے کر اس کا حق اس کو دیدیتے۔

(۳۴۰۱) حسن بن محبوب نے جمیل سے انہوں نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے نومولود کے متعلق کہ جس میں نہ مرد کی کوئی علامت ہے اور نہ عورت کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس موقع پر امام قرعہ اندازی کرے گا ایک سہم پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پر امۃ اللہ پھر امام یا قرعہ اندازی کرنے والا کہے گا: "اے اللہ تو ہی اللہ ہے، نہیں ہے کوئی سوائے تیرے، تو ہر باطن وظاہر کو جاننے والا ہے اور تو ہی فیصلہ کرتا ہے اس بات کا جس میں تیرے بندے اختلاف کرتے ہیں تو اس نومولود کی حقیقت میرے لئے واضح کر تا کہ یہ وراثت پائے جو تو نے اپنی کتاب میں فرض کیا ہے" پھر وہ دو سہم مبہم سہاموں میں ڈالے اور اس کو ہلائے اب دونوں سہموں میں سے جو نکلے اس کے مطابق اس کو میراث دے۔

(۳۴۰۲) عاصم بن حمید نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو یمن بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو آنجناب نے فرمایا: اے علی (علیہ السلام) وہاں تمہارے سامنے جو سب سے عجیب مقدمہ پیش آیا ہو۔ اسے بیان کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس لوگوں کا ایک گروہ آیا جس نے ایک کنیز کی آپس میں خرید وفروخت کی تھی۔ اور سب نے ایک ہی طہر میں اس کنیز سے مجامعت کی تھی۔ تو اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا اب سب نے آپس میں اختلاف کیا اور ہر ایک اس لڑکے کا دعویدار بن گیا تو میں نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور جس کے نام پر قرعہ نکلا میں نے وہ لڑکا اس کے حوالہ کیا اور اس کو اور لوگوں کے حصوں کا ضامن بنایا۔ یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو قوم بھی آپس میں جھگڑا کرے اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردے تو حقدار کے نام قرعہ ضرور نکل آئے گا۔

باب: کفالت

(۳۴۰۳) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جو ایک آدمی کا کفیل بن کر اس کے بدلے خود قید میں جا رہا تھا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں تم اپنے ساتھی کو بلاؤ (وہی قید ہوگا) اور فیصلہ کیا کہ حد اور شرعی سزا میں کوئی کفالت نہیں (مجرم کو سزا خود بھگتنی ہے)۔

(۳۴۰۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوالعباس فضل بن عبدالملک [۱] سے ارشاد فرمایا: تمہیں حج سے کیا امر مانع ہے؟ اس نے عرض کیا: کفالت یعنی ایک شخص کا کفیل بن گیا ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں ان کفالتوں سے کیا کام؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کفالت ہی وہ چیز ہے جس سے پچھلے قرنوں کے لوگ ہلاک ہوگئے (یعنی کفالت اگر خدا کی نافرمانی کا سبب بن جائے)۔ [۲]

(۳۴۰۵) حسین بن خالد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان لوگ کہتے ہیں ضامن کو نقصان اُٹھانا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں ضامن نقصان نہیں برداشت کرے گا بلکہ وہ نقصان وہ برداشت کرے گا جس نے مال کھالیا ہے۔

(۳۴۰۶) داؤد بن حصین نے ابوالعباس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک آدمی کا ذمہ دار بنا اور ذاتی مچلکہ لیا کہ یہ وقت مقررہ پر حاضر ہو جائے گا اور اگر حاضر نہ ہو تو مجھ پر اتنے درہم جرمانہ۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ اس آدمی کو وقت معینہ پر حاضر کر دیتا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور وہ تا ابد ذاتی طور پر ذمہ دار رہے گا مگر یہ کہ وہ ابتداء میں ہی درھموں کی بات کرے اور اگر اس نے ابتداء میں ہی درہموں کی بات کی تو اگر وہ آدمی وقت مقررہ پر حاضر نہ ہوا تو یہ شخص درہموں کا ضامن و ذمہ دار ہوگا۔

(۳۴۰۷) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ادھار کی خرید وفروخت میں کفیل اور رہن کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ [۳]

(۳۴۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کفالت خسارہ، جرمانہ اور ندامت ہے۔

---

[۱] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۶۵ پر اپنی اسناد سے احمد بن محمد سے، انہوں نے وشاء سے، اور انہوں نے ابوالحسن خزار سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔۔۔ تا آخر حدیث۔ بظاہر ابوالحسن خزاز سے مراد احمد بن نضر ثقہ ہے۔

[۲] کلینی نے 'کافی' ج ۵ ص ۱۰۳ پر صحیح سند سے حفص بن بختری سے روایت کی ہے کہ کہا: میں حج سے رُک گیا تھا تو امام جعفرؑ نے مجھ سے کہا: تمہیں حج سے کیا چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان میں نے ایک آدمی کی کفالت اپنے ذمہ لی تھی۔ تو آپؑ نے میرے اوپر نظر ڈالی اور فرمایا: تمہیں کفالت سے کیا مطلب کیا تمہیں نہیں معلوم کہ قرون اولیٰ کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے پھر فرمایا: ایک قوم نے بہت گناہ کیے تھے پھر وہ ڈرے اور بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے تو کچھ دوسرے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: تمہارے گناہ ہمارے ذمہ ہیں تو اللہ عزوجل نے ان پر عذاب نازل کر دیا۔ پھر اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا: خافونی و اجترأتم علیّ۔ مجھ سے ڈرو کہ تمہیں اجر دینا میرے ذمہ ہے۔

[۳] داؤد بن سرحان تک سلسلۂ روایت صحیح ہے اور وہ خود ثقہ ہے۔ اور اس حدیث کو شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۶۶ پر برزنطی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

باب: الحوالہ

(۳۴۰۹) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے دو شخصوں کے متعلق کہ جن کا کچھ مشترکہ مال تھا اس میں سے کچھ تو ان دونوں کے قبضہ میں تھا کچھ ان کے قبضہ میں نہ تھا۔ جو ان کے قبضہ میں تھا اس کو ان دونوں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور جو ابھی قبضہ میں نہیں آیا تھا اس کے متعلق ان دونوں نے اپنے اپنے حصوں کی وصولی کا اختیار ایک دوسرے کے حوالہ کر دیا مگر ایک نے تو وصول کرلیا اور دوسرا وصول نہیں کر سکا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو وصول ہوا ہے اس میں بھی دونوں شریک ہیں اور جو وصول نہیں ہوا ہے اور چلا گیا اس میں بھی دونوں شریک ہیں۔

(۳۴۱۰) روایت کی گئی ہے [۱] کہ جب عبداللہ بن حسن کا وقت احتضار آیا تو ان کے پاس ان کے سب قرض خواہ جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے قرض کا ان سے مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا: میرے پاس کچھ نہیں جو تم لوگوں کو دے سکوں لیکن میرے بھائی اور میرے چچازاد بھائی علی ابن الحسین علیہما السلام یا عبداللہ بن جعفر میں سے جس پر تم لوگ چاہو راضی ہو جاؤ۔ تو قرض خواہوں نے کہا لیکن عبداللہ بن جعفر تو ادائیگی میں ٹال مٹول اور بہت تاخیر کرتے ہیں رہ گئے علی ابن الحسین علیہما السلام تو وہ ایسے شخص ہیں جن کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے مگر سچا وعدہ کرتے ہیں تو ان دونوں میں ہم لوگوں کے لئے وہی زیادہ پسندیدہ ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن حسن نے ان کے پاس آدمی بھیجا اور انہیں یہ بات بتائی۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں تم لوگوں کے مال کا ضامن ہوں مگر غلہ پیدا ہونے تک (ادائیگی کروں گا) کیونکہ ان کے پاس غلہ نہ تھا۔ ان لوگوں نے کہا: ہم لوگ اس پر راضی ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام ان کے ضامن بن گئے۔ جب اناج پیدا ہونے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہت زیادہ غلہ پیدا کر دیا اور آنجناب علیہ السلام نے ان کا قرض ادا کر دیا۔

(۳۴۱۱) ایک مرتبہ ابوایوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک شخص کی طرف سے مال کی ادائیگی کی ذمہ داری اپنے سر لے لی تو کیا پھر اس (اصل) شخص سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس سے آئندہ کبھی تقاضا و مطالبہ نہیں کیا جائیگا لیکن یہ کہ ذمہ داری لینے والا اس ذمہ داری لینے سے پہلے ہی مفلس ہو گیا ہو۔

(۳۴۱۲) بزنطی نے داؤد بن سرحان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ایک آدمی پر چند دینار تھے اس آدمی نے اس کی ادائیگی کی ذمہ داری ایک دوسرے آدمی پر رکھ دی تو کیا یہ جائز ہے کہ وصول کرنے والا اس سے دینار کے بدلے درہم لے لے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

باب: وادی مہزور میں پانی کے بہاؤ کا فیصلہ

(۳۴۱۳) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے، انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی مہزور کے سیل اور بہاؤ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ بلندی والے پستی والوں پر زراعت کے لئے صرف جوتے کے تسمے تک پانی روکیں گے اور باغ کے لئے صرف ٹخنے تک پھر زائد پانی پستی کی طرف بہا دیں گے۔

(۳۴۱۴) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ زراعت کے لئے جوتے کے دو تسموں کے برابر اور باغ کے لئے دو پنڈلی تک اور یہ وادی کی قوت و ضعف کے مطابق ہونا چاہیے۔

---

[۱] کلینی نے مسند حدیث میں ج ۵ ص ۹۷ پر عیسیٰ بن عبداللہ کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ کے موثق لوگوں سے سنا ہے کہ یہ لفظ وادی مہزور ہے اور میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ یہ وادی مہروز ہے یعنی حرف را پہلے ہے اور زا بعد میں ہے اور یہ فارسی کا لفظ ہے (ہرز الماء) اور اس کے معنی فارسی میں پانی کی وہ مقدار ہے جو ضرورت سے زائد ہو۔

باب: دو گھروں کے درمیان پردے کے لئے ٹٹی

(۳۴۱۵) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دو گھروں کے درمیان کی ٹٹی کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ یہ اس صاحب خانہ کی ہے کہ جس کے سامنے کی طرف رسی سے بندھی ہوئی ہو۔

(۳۴۱۶) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ان دونوں آدمیوں کے درمیان جو (اپنے مکانوں کے درمیان) پردے کی ٹٹی کے لئے جھگڑتے ہوئے آئے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ ٹٹی اس کی ہے جس کی طرف رسی بندھی ہوئی ہے۔

باب: رات کے وقت کسی شخص کی بکریاں کسی آدمی کا کھیت چر جائیں تو اس کا فیصلہ

(۳۴۱۷) جمیل بن دُرّاج نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے قول خدا: **و داود و سلیمان اذیحکمان فی الحرث اذنفشت فیه غنم القوم** (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۷۸) (اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام جب یہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں جس میں رات کے وقت بکریاں گھس کر چر گئی تھیں فیصلہ کرنے بیٹھے) کے بارے میں آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ دونوں اس پر غور کر رہے تھے کہ پروردگار نے اس کا فیصلہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذہن میں ڈال دیا۔

(۳۴۱۸) وشاء نے احمد بن عمر حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے قول خدا: **و داود و سلیمان اذیحکمان فی الحرث** کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ وہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں۔ اور جو بات اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے فہم میں ڈالی وہ یہ فیصلہ تھا کہ وہ بکریوں کا دودھ اور اون پورے سال کھیتی والا لیتا رہے گا۔

باب: حدود حریم کا فیصلہ

(۳۴۱۹) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے کھجوروں کا باغ فروخت کر دیا اور اس میں سے ایک کھجور کا درخت مستثنیٰ کر لیا کہ اس کے وہاں تک جانے اور واپس آنے (کا راستہ) اور جہاں تک اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہ اس کا ہے۔

(۳۴۲۰) وھب بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ پرانے کنوئیں کے حریم کے حدود پچاس (۵۰) ہاتھ ہیں لیکن اگر وہ اونٹوں کے بیٹھنے اور پانی پینے کی جگہ ہے یا راستے پر ہے تو اس سے کم پچیس (۲۵) ہاتھ تک ہے۔

(۳۴۲۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھجور کے درخت کا حریم اس کی شاخوں کے پھیلنے تک ہے۔ [1]

[1] مجھے اس کی سند نہیں ملی البتہ ابن ماجہ کی ضعیف حدیث میں ابن عمر سے، انہوں نے عمر بن عبادہ بن صامت سے اور انہوں نے نبیؐ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: کھجور کا حریم اس تک آنے جانے کا راستہ اور اس کے پتوں کے پھیلاؤ تک ہے۔

(۳۴۲۲) اور روایت کی گئی ہے مسجد کے حریم کے حدود اس کے ہر طرف چالیس (۴۰) ہاتھ ہیں اور مومن کے حدود حریم موسم گرما میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ تک اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ صرف ہاتھ کے پھیلاؤ تک اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ صرف ہاتھ کی ہڈیوں کے پھیلاؤ تک۔

(۳۴۲۳) عقبہ بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے نہر کھودی جس سے پانی ایک سال تک آتا رہا۔ پھر دوسرا شخص اس پہاڑ پر چڑھا اس نے دوسری نہر کھودی تو اس دوسری نہر نے پہلی والی نہر کا پانی ختم کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ دونوں اشخاص ایک ایک رات اپنے اپنے کنوؤں کے سوتوں کو بند کر دیں گے اور دیکھیں گے کہ کس نے کس کے کنوئیں کو ضرر پہنچایا۔ اگر دوسرے نے پہلے کنویں کو ضرر پہنچایا تو اس کو مٹی سے بند کر دیا جائیگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا ہے۔ اور اگر پہلے کنوئیں نے دوسرے کنوئیں کا پانی لے لیا ہے تو دوسرے کنوئیں والے کو پہلے کنوئیں والے پر کوئی چارہ اور سبیل نہیں ہے۔

(۳۴۲۴) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا [۱] کہ کچھ لوگوں کے چند پانی کے چشمے ہیں جو قریب قریب واقع ہیں۔ اب ایک شخص نے ارادہ کیا کہ اپنا پانی کا چشمہ جہاں تھا اس کے نیچے کھودے لیکن اس میں بعض چشمے ایسے ہیں کہ اگر ان کے نیچے کھود لیا جائے تو بقیہ چشموں کو ضرر پہنچاتے ہیں اور بعض زمین کی سختی کی وجہ سے نقصان نہیں پہنچاتے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو چشمہ سخت زمین میں ہے اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا اور جو نرم اور ریتیلی زمین پر ہوتا ہے اس کو ضرر پہنچتا ہے۔

(۳۴۲۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر دو کنوئیں سخت زمین پر ہیں تو ان کے درمیان پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے اور اگر یہ دونوں نرم زمین پر ہیں تو ان کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ [۲]

(۳۴۲۶) حسن صیقل نے ابی عبیدہ حذاء سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا: سمرہ بن جندب کا بنی فلاں کے احاطہ میں ایک کھجور کا درخت تھا جب وہ اپنے کھجور کا درخت کے پاس آتا تو اس کی نظر ایک شخص کے اہل خانہ پر پڑتی جو صاحب خانہ کو ناپسند ہوتا۔ تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سمرہ میری اجازت کے بغیر داخل ہو جاتا ہے آپ اس کو بلا کر یہ کہہ دیں کہ وہ اجازت لے لیا کرے تا کہ میری گھر والی پردے میں چلی جایا کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بلا بھیجا۔ جب وہ آیا تو اس سے کہا: اے سمرہ تمہاری یہ کیا حرکت ہے فلاں شخص تمہاری شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم بغیر اس کی اجازت کے داخل ہو جاتے ہو اور اس کی گھر والی کو دیکھتے ہو جو اس کو پسند نہیں ہے۔ لہٰذا اے سمرہ جب داخل ہو تو اجازت لے لیا کرو۔ پھر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے لئے یہ خوشی کی بات نہ ہو گی کہ تمہارے کھجور کے درخت کے بدلے تمہارے لئے جنت میں پھلوں سے لدا ہوا ایک کھجور کا درخت ہو؟ اس نے کہا: جی نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا تیرے لئے تین درخت ہوں تو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے سمرہ میری نظر میں تو بس ایک مضرت رساں اور فسادی آدمی ہے۔ اے شخص تو جا اور اس درخت کو کاٹ کر اس (سمرہ) کے منہ پر مار دے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو اس باب کی ابتداء میں پیش کی گئی کوئی اختلاف نہیں جس میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے متعلق جس نے کھجوروں کا باغ فروخت کیا اور ایک کھجور کا درخت مستثنیٰ کر لیا کہ اس کو آمد و رفت کا حق رہے اس لئے کہ اس نے کھجور کے درخت تک پہنچنے کا راستہ بھی مستثنیٰ کیا تھا لیکن یہاں سمرہ کی ملکیت میں درخت تھا لیکن اس تک پہنچنے کے لئے کوئی گزرگاہ نہ تھی۔

---

[۱] 'کافی' ج۵ ص۲۹۳ پر قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن حفص سے، انہوں نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کچھ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ۔

[۲] 'کافی' میں اور 'تہذیب' ج۲ ص۱۵۷ پر اس کی سند ہے اور اس میں ایک راوی محمد بن عبداللہ بن ہلال ہے جس کا حال معلوم نہیں۔

باب: آدمی کو اپنے اقربا کے اخراجات جبریہ برداشت کرنے کا فیصلہ

(۳۴۴۷) محمد بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ اقربا کون ہیں جن کے اخراجات برداشت کرنے کا جبریہ حکم ہے؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ماں، باپ، اولاد اور وارثِ صغیر یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ۔

باب: وہ دعوے جو بغیر گواہی کے قبول کر لیے جائیں گے

(۳۴۴۸) ایک اعرابی (دیہاتی) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا[1] اور آپؐ پر اس نے ستر (۷۰) درہموں کا دعویٰ کر دیا یہ اس اونٹ کی قیمت تھی جو اس نے آنحضرتؐ کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں نے تو قیمت ادا کر دی ہے۔ اس نے کہا: آپؐ اپنے اور میرے درمیان کسی شخص کو ثالث بنالیں کہ وہ ہم لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اتنے میں ایک مرد قریشی سامنے آیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دو۔ اس پر اس مردِ قریشی نے اعرابی سے پوچھا: تیرا رسول اللہؐ پر کیا دعویٰ ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایک اونٹ ان کے ہاتھ فروخت کیا اس کی قیمت ستر (۷۰) درہم تھی۔ اس مرد قریشی نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب آپؐ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس کو قیمت ادا کر دی ہے۔ پھر اس قریشی نے اعرابی سے کہا: تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں انہوں نے مجھے قیمت ادا نہیں کی ہے۔ تو قریشی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: کیا آپؐ کے پاس کوئی ثبوت وشہادت ہے کہ آپؐ نے اس کو قیمت ادا کر دی تھی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: نہیں۔ تو قریشی نے اعرابی سے کہا: کیا تو حلف سے کہے گا کہ تجھے قیمت نہیں ملی اور تو نے اسے نہیں لیا؟ اس نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس اعرابی کو لیے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: کیا بات ہے اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ابوالحسن تم میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے اعرابی تیرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا دعویٰ ہے؟ اس نے کہا: میں نے ان کے ہاتھ ستر (۷۰) درہموں پر ایک اونٹ فروخت کیا اس کی قیمت کا دعویٰ ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کیا فرماتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: میں نے اس کو قیمت ادا کر دی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے اعرابی جو کچھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں اس کو سچ جان کر تسلیم کر لے۔ اس نے کہا: نہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے تلوار نکالی اور اس کی گردن ماردی۔ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے علی تم نے ایسا کیوں کیا؟ آنجنابؐ نے عرض کیا: یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ تو آپؐ کے کہنے پر اللہ کے امرونہی و جنت وجہنم وثواب وعقاب اور اللہ تعالیٰ کی وحی کو سچ جانتے ہیں تو اس اعرابی کو اس کے ناقہ کی قیمت کے متعلق آپؐ کو سچا نہ مانیں گے؟ میں نے اس کو قتل اس لئے کیا کہ یہ آپؐ کی تکذیب کر رہا تھا۔ جب میں نے اس سے یہ کہا کہ جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں اس کو سچ مان لے تو اس نے کہا کہ نہیں انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی (علیہ السلام) تم نے ٹھیک کیا مگر اب ایسا نہ کرنا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قریشی کی طرف رخ کیا جو آپؐ کے پیچھے پیچھے آیا تھا اور کہا: دیکھ یہ ہے اللہ کا فیصلہ وہ نہیں جو فیصلہ تو نے کیا تھا۔

---

[1] مصنف نے 'امالی' مجلس ۲۲ میں علی بن محمد بن قتیبہ سے، انہوں نے حمدان بن سلیمان سے، انہوں نے نوح بن شعیب سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے صالح بن عقبہ سے، انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل حدیث بیان کی ہے۔

(۳۴۲۹) اور محمد بن بحر شیبانی کی روایت میں ہے جو انہوں نے احمد بن حرث سے کی ہے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوایوب کوفی نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے اسحاق بن وھب علاّف نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابو عاصم نبال نے روایت کرتے ہوئے ابن جریج سے، انہوں نے ضحاک سے، انہوں نے ابن عباس سے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عائشہ کے حجرے سے نکلے تو ایک اعرابی سامنے سے آیا اس کے ساتھ ایک اونٹنی تھی اس نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم یہ اونٹنی خریدتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں اے اعرابی تو اسے کتنے میں فروخت کرے گا؟ اس نے کہا: دو سو درہم میں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مگر تیرے ناقہ کی قیمت تو اس سے زیادہ ہونی چاہیے اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قیمت مسلسل بڑھاتے گئے یہاں تک کہ آپ نے اس سے وہ ناقہ چار سو درہم پر خرید لیا اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس اعرابی کو اس کی قیمت دیدی تو فوراً اس اعرابی نے ناقہ کی مہار پر ہاتھ مارا اور بولا: اب تو یہ ناقہ بھی میرا ہے اور درہم بھی میرے ہیں اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اس کا کوئی گواہ ہو تو اسے پیش کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ اتنے میں سامنے سے ایک شخص آیا۔ آپ نے اس اعرابی سے کہا: کیا تجھے اس آنے والے بزرگ سے فیصلہ کرنا منظور ہے؟ اس نے کہا: ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان بزرگ سے کہا: آپ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کردیں۔ انہوں نے کہا: یارسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کیا کہتے ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا: میں کہتا ہوں کہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اس اعرابی کے ہیں اس اعرابی نے کہا: نہیں بلکہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس کوئی گواہ ہو تو پیش کریں۔ ان مردِ بزرگ نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بات تو واضح ہے کہ یہ اعرابی گواہ طلب کررہا ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: آپ ذرا بیٹھ جائیں وہ بیٹھ گئے اتنے میں ایک صاحب آتے دکھائی دیئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اعرابی سے کہا: کیا تجھے ان سے فیصلہ منظور ہے؟ اس نے کہا: ہاں اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب وہ بزرگ قریب آئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا: آپ میرے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کردیں۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہئے کیا بات ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اس اعرابی کے ہیں۔ اعرابی نے کہا: نہیں بلکہ یہ ناقہ بھی میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں۔ ان بزرگ نے کہا: یارسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بات تو بالکل واضح ہے یہ اعرابی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے گواہ طلب کرتا ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اچھا آپ بھی بیٹھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کو بھیج دے جو میرے اور اس اعرابی کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردے۔ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام دور سے آتے نظر آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس آنے والے نوجوان سے فیصلہ کرانے پر راضی ہے؟ اعرابی نے کہا: ہاں۔ جب حضرت علی علیہ السلام قریب آئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے ابوالحسن تم ہمارے اور اس اعرابی کے درمیان فیصلہ کردو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتائیں کیا بات ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: (میں کہتا ہوں کہ) یہ ناقہ میرا ہے اور یہ درہم اعرابی کے ہیں۔ (یہ سن کر) اعرابی نے کہا: نہیں بلکہ یہ ناقہ بھی میرا ہے اور یہ درہم بھی میرے ہیں اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی گواہ ہو تو اسے پیش کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا: ناقہ کی مہار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چھوڑ دے۔ اعرابی نے کہا: یہ اپنے گواہ پیش کریں ورنہ میں تو مہار نہ چھوڑوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام گھر کے اندر گئے اور تلوار کا قبضہ پکڑے ہوئے نکلے اور اس اعرابی پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور اس کا سر اڑا دیا اس پر اہل حجاز جمع ہو گئے اور بعض اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ نے اس کا ایک عضو کاٹ دیا۔ یہ دیکھ کر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ تم نے یہ کیوں کیا؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسمان سے وحی آنے کی تو تصدیق کرتے ہیں اور ان چار سو درہموں کے لئے آپ کی تصدیق نہ کریں؟

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں کوئی اختلاف نہیں اس لئے کہ یہ دونوں دو الگ الگ واقعے ہیں اور یہ واقعہ پہلے بیان کیے ہوئے واقعہ سے پہلے واقع ہوا تھا۔

(۳۴۳۰) محمد بن بحر شیبانی نے عبدالرحمن بن احمد ذھلی سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحیٰی نیشاپوری نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوالیمان حکم بن نافع حمصی نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے شعیب نے روایت کرتے ہوئے زھری سے، انہوں نے عبداللہ بن احمد ذھلی سے، اس کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمارہ بن خزیمہ بن ثابت نے کہ اس کے چچا نے اس سے بیان کیا اور وہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی سے ایک گھوڑا خریدا اور جلدی سے چلے تاکہ اس کے گھوڑے کی قیمت اس کو ادا کریں مگر وہ اعرابی قیمت وصول کرنے میں تاخیر کرنے لگا اتنے میں کچھ اور لوگ اعرابی کے پاس پہنچے اور گھوڑے کی قیمت لگانے لگے ان کو معلوم نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے یہاں تک کہ بعض نے تو (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طے شدہ) قیمت سے زیادہ رقم لگادی یہ دیکھ کر اعرابی نے بآواز بلند کہا کہ اگر یہ گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لو ورنہ میں اس کو فروخت کرتا ہوں یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور بولے: کیا میں نے تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا ہے؟ پھر دونوں میں اتنی بحث و تکرار ہوئی کہ لوگ ان دونوں سے پناہ چاہنے لگے بالآخر اعرابی نے کہا: اچھا کوئی گواہ ہو تو لاؤ وہ یہ گواہی دے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ فروخت کیا ہے۔ جو مسلمان آتا وہ یہ کہتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سچ ہی کہتے ہونگے۔ اتنے میں خزیمہ بن ثابت کہیں سے آگئے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکرار سنی تو بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا ان کے ہاتھ فروخت کردیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خزیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: (تم تو یہاں موجود نہ تھے) یہ گواہی کیسے دیتے ہو؟ خزیمہ نے کہا: اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا سمجھتا ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزیمہ کی ایک گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیدیا اور اس وقت سے ان کا نام ذوالشہادتین رکھدیا۔

(۳۴۳۱) محمد بن قیس [1] نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام مسجد کوفہ میں تھے کہ آپ علیہ السلام کے سامنے سے عبداللہ بن قفل تیمی کا گزر ہوا اور وہ طلحہ کی زرہ پہنے ہوئے تھا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن مالِ غنیمت میں سے چرالی گئی تھی۔ اس پر ابن قفل نے کہا: اے امیر المومنین (علیہ السلام) ہمارے اور اپنے درمیان اپنے ہی قاضی سے فیصلہ کرالیں جس کو آپ (علیہ السلام) نے تمام مسلمانوں کے قضایا فیصل کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تو آپؑ نے اپنے اور ابن قفل کے درمیان فیصلہ کے لئے شریح کو قرار دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ سے لے لی گئی تھی۔ شریح نے کہا: یا امیر المومنینؑ یہ جو آپ کہتے ہیں اس پر کوئی گواہ ہو تو پیش کریں تو آپ نے امام حسنؑ کو پیش کیا۔ انہوں نے گواہی دی کہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ سے لی گئی تھی۔ شریح نے کہا: یہ تو صرف ایک گواہ ہے میں جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں میں کوئی فیصلہ نہیں دوں گا۔ تو علی علیہ السلام نے قنبر کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جسے جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کر کے لے لیا گیا تھا۔ شریح نے کہا: یہ غلام ہیں اور میں غلام کی گواہی پر کوئی فیصلہ نہ کروں گا۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ تم لوگ یہ زرہ زبردستی لے لو۔ اس لئے کہ اس قاضی نے تین مرتبہ خلاف عدل فیصلہ کیا یہ سن کر شریح مسند قضا سے اُٹھ گیا اور بولا: میں اب کسی کے مقدمہ کا فیصلہ نہ کروں گا جب تک آپ (علیہ السلام) مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ میں نے کہاں کہاں تین

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۳۸۵ پر قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے عبداللہ الرحمن بن حجاج سے روایت کی ہے اور شیخ نے تہذیب ج ۶ ص ۸۷ پر موثق حدیث میں حسین بن سعید سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور انہوں نے ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ بظاہر محمد بن ابن قیس کا نام دونوں کتابوں میں ساقط ہو گیا ہے کیونکہ عبدالرحمن کی ملاقات حضرت امام باقرؑ سے نہیں ہوئی تھی۔

مرتبہ خلاف عدل فیصلہ کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب میں نے تم سے کہا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو جنگ بصرہ کے دن خیانت مجرمانہ کر کے لی گئی تھی تو تم نے کہا کہ اس کے لئے گواہ لایئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاں کہیں کوئی مال خیانت کر کے لیا گیا ہو اس کو بغیر کسی گواہ کے ضبط کر لیا جائیگا۔ یہ پہلا موقع تھا پھر میں نے گواہی میں حسن (علیہ السلام) کو پیش کیا انہوں نے گواہی دی تو تم نے کہا کہ یہ تو ایک گواہ ہے جب تک دو گواہ نہ ہوں میں ایک گواہ پر فیصلہ نہیں کروں گا حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ حلف لے کر فیصلہ کیا ہے یہ دوسرا موقع تھا پھر میں نے قنبر کو پیش کیا اور اس نے گواہی دی اس پر تم نے کہا کہ یہ تو غلام ہے حالانکہ اگر غلام عادل ہے تو اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ تیسرا موقع ہے جہاں تم نے ناانصافی کی۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے شریح مسلمانوں کا امام (خلیفہ) تو ان کے تمام امور کا امانت دار ہوتا ہے جو اس سے بھی کہیں بڑی چیز ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جس نے غلام کی شہادت کو رد کیا وہ رمع ہے (الٹا ہوا)۔

(۳۳۳۲) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان ایک عورت وفات پاتی ہے اب اس کا باپ دعویٰ کرتا ہے کہ اس عورت کے پاس جو سامان و خدمتگار تھے ان میں سے فلاں فلاں چیز میں نے اس کو عاریتاً دی تھی کیا اس کا یہ دعویٰ بغیر کسی گواہ کے قبول کر لیا جائے گا یا بغیر گواہ کے قبول نہیں کیا جائیگا؟ تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کا دعویٰ بغیر گواہ قبول کر لینا درست و جائز ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام یعنی حضرت علی بن محمد (امام علی النقی) علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں آپ علیہ السلام پر قربان اگر وفات یافتہ عورت کا شوہر یا اس کے شوہر کا باپ یا اس کے شوہر کی ماں، اس کے سامان یا اس کے خدمتگاروں میں سے کسی کا دعویٰ کرے جس طرح اس عورت کے باپ نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو عاریتاً دیا تھا تو کیا اس کا یہ دعویٰ اس کے باپ کے دعوے کے بمنزلہ ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: نہیں۔ [1]

(۳۳۳۳) محمد بن ابوعمیر نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے اور وہ عورت دعویٰ کرے کہ سامان میرا ہے اور مرد دعویٰ کرے کہ یہ سامان میرا ہے تو اس میں جو سامان مردانہ ہے وہ مرد کا ہے اور جو سامان زنانہ ہے وہ عورت کا ہے۔ [2]

اور یہ بھی روایت کی گئی کہ عورت سامان کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے دونوں کنبے (سسرال اور میکے والے) یہ جانتے ہیں کہ عورت عام طور پر سامان اپنے شوہر کے گھر لے جایا کرتی ہے۔ [3]

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں سامان سے مراد وہ سامان جو عورتوں سے متعلق ہے اور مردوں کی ضرورت کا سامان بھی ہوتا ہے جس طرح عورتوں کی ضرورت کا سامان ہوتا ہے لہٰذا وہ سامان جو صرف مردوں کی ضرورت کا ہے وہ مرد کے لئے ہے لہٰذا یہ حدیث کے مخالف نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ مردانہ سامان مرد کے لئے اور زنانہ سامان عورت کے لئے ہے۔ وباللہ التوفیق۔

---

[1] 'کافی' ج ۷ ص ۴۳۱ پر اور 'تہذیب' ج ۲ ص ۸۷ پر یہ روایت موجود ہے۔

[2] روایت کی گئی ہے 'تہذیب' ج ۲ ص ۸۹ پر اور 'استبصار' ج ۳ ص ۴۷ پر اسی حدیث کے ذیل میں۔

[3] اس کلام کو شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۹۰ پر صحیح حدیث کے ضمن میں عبدالرحمن بن حجاج اور انہوں نے حضرت امام جعفرؑ سے روایت کیا ہے۔

باب: نادر احادیث

(۳۴۳۴) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور ان حضرات نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ دیکھا اور اس کے پیچھے چلا وہ پرندہ جا کر ایک درخت پر بیٹھ گیا کہ اتنے میں ایک دوسرا شخص آ گیا اور اس نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آنکھ نے جو کچھ دیکھا وہ آنکھ کا حصہ ہے اور ہاتھ نے جو کچھ پکڑا وہ ہاتھ کا حصہ ہے۔

(۳۴۳۵) علی بن عبداللہ وراق رحمہ اللہ نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ایک گونگے پر کوئی شخص قرض کا دعویٰ کرے اور مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو گونگا حلف کیسے اُٹھائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لوگ ایک گونگے کو لائے اس پر کسی نے قرض کا دعویٰ کیا تھا اور وہ قرض سے انکار کر رہا تھا اور مدعی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا تو امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس اللہ کی حمد و شکر جس نے مجھے دنیا سے نہیں اُٹھایا جب تک میں نے امت پر وہ سب واضح نہیں کر دیا جس کی اس کو ضرورت پڑتی۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک مصحف قرآنی لاؤ جب وہ لایا گیا تو اس گونگے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا کر اشارے سے کہا کہ کتاب خدا ہے۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا: اس کے سرپرست کو بلاؤ تو لوگ اس کے بھائی کو بلا لائے اور آنجناب علیہ السلام نے اس کو اس کے پہلو میں بٹھایا پھر فرمایا: اے قنبر دوات اور ایک کاسۂ چینی لاؤ جب دونوں آ گئے تو اس کے بھائی سے فرمایا: اپنے بھائی سے کہہ کہ یہ تمہارے اور اس کے درمیان ہے پھر وہ اس کی طرف بڑھایا پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اس کاسۂ چینی میں تحریر فرمایا:

"اس اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے وہی ہر باطن و ظاہر کو جاننے والا ہے، رحمٰن و رحیم ہے، طالب و غالب ہے، وہی نقصان اور نفع پہنچانے والا ہے وہی مہلک و مدرک ہے ہر پوشیدہ اور علانیہ بات اس کے علم میں ہے کہ فلاں بن فلاں مدعی کا فلاں بن فلاں (یعنی گونگے) کے ذمہ کسی طرح اور کسی صورت کا کوئی حق نہیں ہے۔"

پھر آنجناب علیہ السلام نے اس کو دھویا اور اس گونگے کو حکم دیا کہ وہ اس کو پی لے مگر اس نے اس کے پینے سے انکار کیا اور اس پر وہ قرض ثابت ہو گیا۔

باب: آزادی اور اس کے احکام

(۳۴۳۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایک بندہ مومن کو آزاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس بندہ مومن کے ہر عضو کے بدلے اس شخص کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا اور اگر وہ کنیز ہے تو اللہ تعالیٰ اس کنیز کے ہر دو عضو کے بدلے اس کا ایک عضو جہنم سے آزاد کر دے گا۔ اس لئے کہ عورت مرد کے نصف ہوتی ہے۔ [۱]

(۳۴۳۷) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کے لئے مستحب ہے کہ عرفہ کی شب اور عرفہ کے دن غلام آزاد کرنے اور صدقہ دینے کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرے۔

---

[۱] 'کافی' کی جلد اول میں ۴۵۳ باب مولدِ امیر المومنین علیہ السلام میں ہے کہ فاطمہ بنت اسدؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی: میں چاہتی ہوں کہ اپنی اس کنیز کو آزاد کر دوں۔ آنجنابؐ نے ان سے فرمایا: اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ اس کے ہر عضو کے بدلے تمہارے ہر عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا۔ شیخ نے تہذیب ج ۲ ص ۳۰۹ پر اور کلینی نے ج ۶ ص ۱۸۰ پر بھی اسے روایت کیا ہے۔

(۳۴۳۸) ابو بصیر اور ابوالعباس اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ یا اپنی بہن یا اپنی پھوپھی یا اپنے بھائی کی لڑکی یا بہن کی لڑکی نیز آنجناب علیہ السلام نے اس آیت حرمت علیکم امھاتکم و بناتکم (سورۂ نساء آیت نمبر ۲۳) کے ذیل میں جتنی عورتیں آتی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اگر کوئی شخص ان کا مالک ہو جائے تو وہ سب آزاد ہو جائینگی۔

اور آدمی اپنے چچا اور اپنے بھائی کے لڑکے اور اپنی بہن کے لڑکے کا مالک بن سکتا ہے۔ اور اپنی رضاعی ماں، رضاعی بہن، رضاعی پھوپھی اور رضاعی خالہ کا مالک نہیں ہوگا اور اگر یہ مالک ہوا تو یہ سب آزاد ہو جائینگی۔ نیز فرمایا کہ نسبی رشتہ کی جو عورتیں حرام ہوتی ہیں رضاعی رشتہ کی بھی وہ سب حرام ہوں گی۔ نیز فرمایا: مردوں میں سوائے باپ اور اپنے لڑکے کے سب کا مالک ہو سکتا ہے اور عورتوں میں جو محرم ہیں ان کا مالک نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا: کیا یہ اُصول رضاعت میں بھی جاری ہونگے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رضاعی رشتہ داروں میں بھی یہی اُصول جاری ہونگے۔

(۳۴۳۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی کنیز کے متعلق روایت کی ہے جو دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت میں تھی۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ دولت مند ہے تو اس پر زور دیا جائے کہ وہ دوسرے حصہ کی بھی ذمہ داری قبول کرلے اور اگر وہ مفلس و تنگدست ہے تو کنیز بقیہ حصہ خدمت کرتی رہے گی۔

(۳۴۴۰) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جو دو آدمیوں کی ملکیت میں تھا۔ ان دونوں میں سے ایک نے اپنا نصف حصہ آزاد کر دیا اور وہ غلام ابھی کم سن تھا۔ مگر دوسرے مالک نے اپنا نصف حصہ روک رکھا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس غلام کی قیمت اس دن کی لگائی جائیگی جس دن پہلے مالک نے اس کو نصف سے آزاد کر دیا اور جس نے آزاد کیا ہے اس کو کہا جائیگا کہ وہ اس حصہ کو بھی آزاد کرانے کی کوشش کرے اور اس کی (نصف) قیمت ادا کر دے۔

(۳۴۴۱) محمد بن فضیل نے ابو صباح کنانی سے روایت کی ہے۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا جن کی ملکیت میں ایک کنیز تھی ان دونوں میں سے ایک نے اپنا نصف حصہ آزاد کر دیا تو اس کنیز نے اپنے مالک سے کہا جس نے اپنا حصہ آزاد نہیں کیا کہ میں نہیں چاہتی کہ تو میری قیمت لگائے بلکہ چاہتی ہوں تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دے میں جس طرح کام کیا کرتی تھی کرتی رہوں گی۔ مگر وہ مالک اپنے نصف حصہ کی ملکیت کے حق میں اس سے مجامعت کرنا چاہتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسا کرے اس لئے کہ عورت کی دو شرمگاہیں نہیں ہوتیں اور اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ اس کنیز سے خدمت لیتا رہے بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی قیمت لگا دے اور اس کو موقع دے کہ وہ کام کاج کر کے اس کی نصف قیمت ادا کر دے۔ [1]

اور ابو بصیر کی روایت میں بھی یہی مضمون ہے سوائے اس کے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جس نے اس کنیز کو آزاد کیا ہے اگر وہ محتاج ہے تو اس کنیز کو کسی کام کاج پر لگا دے (اور اپنی قیمت وصول کرے)۔

(۳۴۴۲) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایسے دو شخصوں کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جن کی شرکت میں ایک غلام تھا اور ان دونوں میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اپنے شریک کو ضرر پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اس پر زور دیا جائے گا کہ وہ دوسرے حصہ کو بھی خرید کر آزاد کر دے ورنہ اس غلام کو کسی کام پر لگا کر دوسرے حصہ سے آزاد کرایا جائے گا۔

(۳۴۴۳) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے

[1] کلینی نے 'کافی' ج ۵ ص ۴۸۲ پر اسے بیان کیا ہے۔

وراثت میں ایک غلام پایا مگر اس وراثت میں اور بھی بہت سے لوگ شریک ہیں تو اس نے اپنا حصہ خوشنودیٔ خدا میں آزاد کردیا۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے دیگر شرکاء کو مضرت پہنچانے کی نیت سے آزاد کیا ہے اور وہ دولتمند ہے تو وہ تمام ورثاء سے آزاد کرانے کا بھی ضامن ہوگا اور اگر اس نے صرف خوشنودیٔ خدا کے لئے آزاد کیا ہے تو وہ غلام صرف اتنے ہی حصہ سے آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا اور بقیہ شرکاء بقدر اپنے حصہ کے اس سے کام لینگے اور اگر وہ اس غلام میں نصف کا شریک ہے تو ایک دن تمام شرکاء کے لئے ہوگا اور ایک دن اس کے لئے ہوگا۔ اور اگر اس شریک نے ضرر پہنچانے کی نیت سے آزاد کیا ہے تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا اس لئے کہ اس نے تمام لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ایسا کیا ہے اور سب لوگ اپنے اپنے حصہ پر قائم رہیں گے۔

(۳۴۴۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خوشنودیٔ خدا کے ارادے سے آزاد کرنے کے سوا کوئی آزاد نہیں ہے۔ ۱؎

(۳۴۴۵) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دونوں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک کنیز ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں اس سے مجامعت کروں گا تو وہ آزاد ہو جائیگی مگر اس نے (بغیر مجامعت) ایک آدمی کے ہاتھ فروخت کردیا پھر کچھ دن بعد اس سے خرید لیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مجامعت میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ وہ اس کی ملکیت سے نکل چکی ہے۔

(۳۴۴۶) سماعہ نے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے تین غلاموں سے کہا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو مگر اس کے چار غلام تھے تو کسی آدمی نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنے غلاموں کو آزاد کردیا؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ تو اس کے اس اجمالاً کہنے سے کیا وہ چوتھا غلام بھی آزاد ہو جائے گا یا وہی تین ہونگے جن کو اس نے آزاد کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: بس وہی آزاد ہیں جن کو اس نے آزاد کیا ہے۔

(۳۴۴۷) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح ایک شخص سے کردیا اور شرط یہ رکھی کہ اس کنیز سے کوئی بچہ پیدا ہوگا تو آزاد ہوگا۔ مگر اس کنیز کو اس کے شوہر نے طلاق دیدی یا وہ مرگیا تو اس نے کنیز کی شادی دوسرے شخص سے کردی۔ تو اب اس کنیز کے بچوں کی کیا حیثیت ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ تو پہلے شوہر کے متعلق اس نے کہا تھا کہ (اس کے جو بچے اس کنیز کے وہاں پیدا ہونگے) وہ آزاد ہونگے اب اس دوسرے شوہر کے متعلق اس کو اختیار ہے خواہ ان کو آزاد کردے خواہ نہ کرے۔

(۳۴۴۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے آزاد کرنا نہیں ہے۔ ۲؎

(۳۴۴۹) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام سے کہا: میں تجھ کو اس لئے آزاد کروں گا تاکہ میں تجھ سے اپنی کنیز کی تزویج کردوں لیکن اگر تو نے اس پر کوئی اور نکاح کیا اور مردانگی دکھائی تو تجھ پر سو دینار (جرمانہ) ہونگے۔ چنانچہ اس نے اس کو آزاد کردیا اور اس نے دوسرا نکاح کیا یا مردانگی دکھائی تو کیا اس پر سو دینار ہونگے اور اس کی یہ شرط جائز ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی یہ شرط جائز ہے۔

(۳۴۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا کہ وہ اپنی دختر سے اس کی تزویج کرے گا اور اس پر یہ شرط لگادی کہ اگر اس نے اس پر کوئی اور نکاح کیا یا مردانگی دکھائی تو اس پر اتنی رقم عائد ہوگی آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس کے لئے جائز ہے۔ ۳؎

۱؎ اسی طرح 'کافی' ج ۲ ص ۱۷۸ پر اور 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۰۹ پر ہے۔

۲؎ کلینی نے 'کافی' ج ۶ ص ۱۷۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

۳؎ اسی طرح کلینی نے صحیح حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السّلام میں کسی ایک بزرگوار سے روایت کیا ہے۔

(۳۴۵۱) یعقوب بن شعیب نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو آزاد کرنے کے لئے اس پر یہ شرط لگائی کہ وہ اس کی پانچ سال تک خدمت کرتی رہے گی پھر آزاد ہوگی اس کے بعد وہ شخص مرگیا پھر وہ کنیز مرنے والے کے وارثوں کو وراثت میں مل گئی۔ کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ وہ اس کنیز سے خدمت لیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ ۱

(۳۴۵۲) جمیل نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے اپنے ایک غلام کو آزاد کردیا جس کے پاس مال تھا۔ تو یہ مال کس کا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر مالک کو علم تھا کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال بھی غلام کے ساتھ جائیگا ورنہ وہ مال آزاد کرنے والے کا ہوگا۔ ۲ اور ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنے ایک غلام کو فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال تھا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس مالک کو جس نے اس کو فروخت کیا علم ہے کہ اس غلام کے پاس مال ہے تو پھر یہ مال خریدار کا ہوگا اور فروخت کرنے والے کو یہ علم نہ تھا تو پھر وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

(۳۴۵۳) ابن بکیر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کسی شخص کا ایک غلام ہے اور اس نے اس کو آزاد کردیا اور وہ جانتا ہے کہ اس غلام کے پاس مال ہے مگر آزاد کرتے وقت مالک نے مال کو مستثنیٰ نہیں کیا تو وہ مال بھی غلام کا ہوگا۔

(۳۴۵۴) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا اور اس غلام کے پاس مال تھا اور جس نے غلام کو آزاد کیا وہ مرگیا تو اب اس غلام کا مال کس کا ہوگا کیا یہ مال اس کا ہوگا جس نے غلام کو آزاد کیا ہے یا یہ مال غلام کا ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر آزاد کرتے وقت وہ جانتا تھا کہ غلام کے پاس مال ہے تو مال اس غلام کا ہوگا اور اگر وہ نہیں جانتا تھا تو پھر وہ مال مالک کی اولاد کا ہوگا۔

(۳۴۵۵) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنے مرتے وقت اپنے غلام کو آزاد کردیا اور اس پر لوگوں کا قرض ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر غلام کی قیمت اس کے قرض سے دوگنی ہے تو اس کا آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳۴۵۶) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں تو میرا غلام آزاد ہے حالانکہ اس شخص پر لوگوں کا قرض ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مرتا ہے اور اس پر اتنا ہی قرض ہے کہ جو غلام کی قیمت کو دائرہ میں لیتا ہے (یعنی وہ قرض غلام کی قیمت سے زیادہ ہے) تو غلام کو فروخت کردیا جائیگا اور اگر وہ قرض غلام کی قیمت کو اپنے دائرہ میں نہیں لیتا (یعنی وہ قرض غلام کی قیمت سے کم ہے) تو وہ غلام محنت مزدوری کرکے اپنے مالک کے قرض کو ادا کرے گا اور اس کے بعد آزاد ہوجائے گا۔

(۳۴۵۷) محمد بن مروان نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے اپنے ترکہ میں ساٹھ غلام چھوڑے اور ان میں سے ایک تہائی کو آزاد کردینے کی وصیت فرمائی۔ تو میں نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی اور اس کے ذریعہ بیس کو نکالا اور انہیں آزاد کردیا۔ ۳

---

۱ 'کافی' ج ۶ ص ۱۷۹ پر صحیح حدیث میں اسے بیان کیا گیا ہے اور اس پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے۔

۲ یہاں تک کلینی نے 'کافی' ج ۶ ص ۱۹۰ پر اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۱۱ پر بیان کیا ہے۔

۳ یہ روایت 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۱۴ پر بھی ہے۔

(۴۴۵۸) حریز نے محمد بن مسلم سے اور اس نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک غلام کئی وارثوں کے درمیان چھوڑا۔ تو ان وارثوں میں سے ایک نے گواہی دی کہ مرنے والے نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ گواہ قابل قبول ہے تو وہ سب کا ضامن نہیں بنے گا بلکہ اس کی گواہی اس کے ہی لئے جائز ہوگی اور غلام محنت مزدوری کر کے دوسرے ورثا کے حصوں کی رقم ادا کرے گا۔

باب: تدبیر

(اپنی حیات کے بعد ہر غلام کی آزادی کو معلق کر دینا)

(۴۴۵۹) اسحاق بن عمار نے حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کیا۔ مگر اس کے بعد میں اسے اس غلام کی قیمت کی ضرورت پڑ گئی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو فروخت کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اور اگر اس کو غلام کی قیمت کی احتیاج نہیں ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر غلام راضی ہے تو پھر فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۴۴۶۰) جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے غلام مدبر کے متعلق دریافت کیا کہ کیا وہ فروخت کیا جا سکتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے مالک کو اس کی قیمت کی احتیاج ہے اور غلام راضی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۴۴۶۱) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام یا اپنی کنیز کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کیا مگر اس کے بعد اس کو اس کی قیمت کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو فروخت کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں لیکن یہ کہ وہ اس خریدار سے یہ شرط کر لے کہ وہ میرے مرنے کے بعد اس کو آزاد کر دے گا۔

(۴۴۶۲) اور حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا[1] ایک ایسی عورت کے متعلق جس نے اپنی کنیز کو اپنی زندگی کے بعد کے لئے آزاد کر دیا تھا مگر اس کے بعد اس کنیز کے ایک لڑکی پیدا ہوئی اب اس کو نہیں معلوم کہ یہ لڑکی مدبر ہے یا نہیں (یعنی اس کی زندگی کے بعد آزاد ہوگی یا نہیں) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ وہ کنیز کب حاملہ ہوئی مدبرہ ہونے کے بعد یا مدبرہ ہونے سے پہلے؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا ان دونوں باتوں سے لاعلم ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ کنیز مدبرہ ہونے سے پہلے حاملہ ہوئی تھی اور اس نے اپنی مالکہ کو نہیں بتایا تھا کہ میرے پیٹ میں حمل ہے تو وہ کنیز مدبرہ رہے گی اور اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے (لڑکا یا لڑکی) وہ غلام اور اگر حاملہ ہونے سے پہلے وہ مدبرہ ہو چکی تھی حاملہ بعد میں ہوئی تھی تو اس کا بچہ ماں کے ساتھ مدبر ہوگا اس لئے کہ وہ بچہ تدبیر کے بعد وجود میں آیا ہے۔

(۴۴۶۳) اور حسن بن علی وشاء نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو بحالت حمل مدبرہ بنا دیا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس شخص کو اپنی کنیز کے حاملہ ہونے کا علم تھا تو جو کچھ اس کنیز کے بطن میں ہے وہ بھی مدبر ہے اور اگر اسے علم نہ تھا تو جو کچھ اس کے شکم میں ہے وہ غلام ہوگا۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنے غلام کو مدبر اس وقت کرتا ہے جب خوشحال تھا مگر پھر وہ محتاج ہو گیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس غلام کو فروخت کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اگر اس کو اس کے فروخت

[1] کلینی نے ج ۶ ص ۱۸۴ پر متعدد اصحاب سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ کلابی سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

کرنے کی ضرورت پیش آجائے۔

(۳۴۶۴) علاء سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں امامین علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک تہائی (حصہ کا غلام) مدبر کے (بارے میں کہ) مالک کے لئے جائز ہے کہ اپنے ایک تہائی حصہ کی تدبیر واپس لے لے خواہ اس نے حالتِ صحت میں وصیت کی ہو یا حالتِ مرض میں۔

(۳۴۶۵) ابان نے ابومریم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی کنیز کو اپنی حیات کے بعد کے لئے آزاد کیا اب کیا وہ اس سے مجامعت یا نکاح کر سکتا ہے یا اس کی خدمت کو جو وہ اس کی حیات میں کرے گی فروخت کر سکتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں جو چاہے کرے۔

(۳۴۶۶) عاصم نے ابوبصیر سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غلام اور ایک کنیز کے متعلق دریافت کیا جو مالک کے بعد آزاد کر دیئے گئے ہیں تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مالک چاہے تو ان کا مکاتب بنا دے (یعنی ایک معینہ رقم ادا کر کے وہ آزاد ہو جائیں) لیکن اس کو یہ جائز نہیں کہ وہ انہیں فروخت کرے مگر یہ کہ غلام خود چاہے کہ مالک اپنی مدت حیات تک کے لئے اس کو فروخت کر دے اور مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر غلام کے پاس مال ہے تو اس کو لیلے۔

(۳۴۶۷) اور عبداللہ بن سنان نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنی موت کے بعد کے لئے اپنی ایک خادمہ کا ایک تہائی حصہ آزاد کر دیا تو اب اس کے گھر والوں پر یہ واجب ہے کہ خواہ وہ چاہیں اس خادمہ کو مکاتب بنا دیں (یعنی ایک رقم معین کر دیں اور مہلت دیں کہ محنت مزدوری کر کے وہ رقم ادا کر دے اور آزاد ہو جائے) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ اس عورت کو اس خادمہ میں (از روئے وصیت) ایک تہائی کا حق ہے اور دو تہائی وارثوں کا حق ہے۔ اپنے حصے کے مطابق وہ اس سے خدمت لیں اور اس عورت کا حق جس قدر تھا (اس سے تو) اس نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔

(۳۴۶۸) ابان نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھ کو کوئی حادثہ ہو جائے (میں مر جاؤں) تو تم آزاد ہو اور اس شخص پر قسم یا ظہار کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا واجب تھا اب کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ جس غلام سے یہ کہا ہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے اسے اپنی قسم کے کفارے میں آزاد کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ جس کو وہ مدبر کر چکا ہے اس کو کفارے میں محسوب کرے۔

(۳۴۶۹) وھیب بن حفص نے ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مقروض تھا اور قرض سے گریز کے لئے اس نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے یہ تدبیر درست نہیں ہے، ہاں اگر اس نے بحالت صحت وسلامتی (یعنی جب اس پر کسی کا قرض نہ تھا) مدبر کیا ہے تو پھر قرض خواہ کا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

(۳۴۷۰) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے غلام کو جو تاجر اور دولتمند تھا مدبر کر دیا اور غلام مدبر نے اپنے مالک کی اجازت سے ایک کنیز خریدی اور اس کنیز سے اس غلام مدبر کی متعدد اولاد پیدا ہو گئی اور وہ غلام مدبر اپنے مالک سے پہلے مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری نظر میں اس غلام مدبر کا جو کچھ مال و متاع اور کھیتی باڑی ہے وہ سب اس مالک کا ہے جس نے اس کو مدبر کیا تھا اور اس کے بچوں کی ماں اس کی کنیز رہے گی جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا ہے اور میری نظر میں یہ بچے اپنے باپ کی طرح مدبر رہیں گے اور جس نے ان کے باپ کو مدبر کیا تھا پس جب وہ مرے گا تو بچے آزاد ہوں گے۔

(۳۴۷۱) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو غلام مدبر ہوا ہے وہ مالک کی ملکیت کے ایک تہائی میں سے ہونا چاہیے اور اس غلام

مدبر نے اور غلام مکاتب نے اور ام ولد نے جو بھی جرم کیا ہے ان سب کے جرائم کا ضامن مالک ہوگا۔

باب: مکاتبہ

(غلام اور مالک کے درمیان یہ اقرار نامہ ہوجائے کہ اتنی رقم ادا کرنے پر غلام آزاد ہوجائے گا)

(۳۴۷۲) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا (سورہ النور آیت نمبر ۳۳) (ان سے مکاتبہ کرلو اگر تم ان میں خیر کا علم رکھتے ہو) کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم جانتے ہو کہ یہ مال دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اور و آتوھم من مال اللہ الذی آتاکم (سورہ النور آیت نمبر ۳۳) (اور اللہ نے جو مال تم لوگوں کو دیا ہے ان میں سے ان لوگوں کو بھی دو) اس سے کیا مراد ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم وہ رقم جو اس (غلام) سے قسطوں میں وصول کرو گے اور تمہارا اس میں سے کچھ گھٹانے یا بڑھانے کا ارادہ نہیں ہے تو ان قسطوں میں سے کچھ وضع کردو۔ میں نے عرض کیا: کتنی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تو اپنے ایک غلام مکاتب کی چھ ہزار میں سے ایک ہزار وضع کردی تھی۔

(۳۴۷۳) اور عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب پر یہ شرط لگادی گئی ہے کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو اس کو دوبارہ غلامی میں واپس لے لیا جائے گا چنانچہ وہ تھوڑی سی ادائیگی بھی نہ کرسکا اور اس سے قبل ہی عاجز ہوگیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب تک تین سال نہ گزر جائیں وہ غلامی میں واپس نہیں کیا جائے گا، ابتداء میں اگر اس نے کچھ ادا کیا ہے تو وہ اسی مقدار میں آزاد بھی ہوگا اور اگر اس نے ابتداء میں کچھ ادا کردیا ہے تو لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کو غلامی میں دوبارہ واپس کردیں۔

(۳۴۷۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا جو مکاتبہ کی رقم کی کچھ ادائیگی کرچکا ہے اور اب مزید ادائیگی سے عاجز ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی طرف سے مال صدقہ میں سے ادا کردیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے **انما الصدقات للفقرآء والمساکین والعاملین علیھا والمولفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ** (سورہ توبہ آیت نمبر ۶۰) (خیرات تو بس خاص فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ وغیرہ کے کارندوں کا، جن کی تالیف قلب کی گئی ہے ان کا اور جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا پڑا ہوا ہے ان کا اور قرضداروں کا جو خود ادا نہیں کرسکتے اور اللہ کی راہ میں جہاد میں اور مسافروں کی کفالت میں خرچ کرنا چاہیے یہ حقوق اللہ کی طرف سے مقرر ہیں)۔

(۳۴۷۵) علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو مکاتب بنا دیا اور مکاتب بنانے کے بعد اس نے مکاتب سے کہا کہ مجھے اپنے مکاتبہ کی رقم میں بطور ہبہ دیدو میں تمہارے مکاتبہ میں تعجیل کروں گا تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ اس سے بطور ہبہ لینا چاہتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ کہتا ہے کہ میری طرف سے تمہاری قسط گھٹ جائے گی اور میں تم کو آزاد کرنے میں تعجیل کروں گا تو یہ درست نہیں ہے۔

(۳۴۷۶) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے لئے دریافت کیا جو دو مالکوں کے درمیان مشترکہ ہے ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا اور دوسرا روکے ہوئے ہے اب یہ غلام کیا کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ غلام ایک دن اس دوسرے شخص کے لئے کام کرے گا اور ایک دن اپنے لئے۔ میں نے عرض کیا: اگر وہ غلام مرجائے اور کچھ مال چھوڑے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ مال

دونوں مالکوں کے درمیان جس نے آزاد کیا ہے اور جس نے آزاد نہیں کیا نصف نصف تقسیم ہوگا۔

(۳۴۷۷) ابن محبوب نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اب تک اس کا مالک اپنے مالکانہ حق کے طور پر اس سے ہر سال ایک معینہ رقم وصول کرتا رہا جو اس نے فرض کردی تھی اور اس رقم پر اس کا مالک اس سے راضی تھا۔ اب اس غلام نے اپنے مالک کو حق مالکانہ کے طور پر جو کچھ ادا کیا کرتا تھا اس کے علاوہ اپنی تجارت میں زائد رقم کمائی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو رقم مالک نے اس پر فرض کی تھی جب اس نے ادا کردی تو اب جو کچھ اس نے اس کے علاوہ کمایا وہ خود غلام کا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو فرائض عائد کیے ہیں اگر بندوں نے ان کو ادا کردیا ہے تو پھر وہ ان سے اور کسی چیز کی پرسش نہیں کرے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر غلام کو یہ حق ہے کہ مالک نے جو کچھ اس پر فرض کیا اس کی ادائیگی کے بعد جو کچھ اس نے کمایا ہے اس میں سے کچھ تصدق کرے اور غلام خرید کر اسے آزاد کرے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اور اس کو اس کا ثواب ملے گا۔

میں نے عرض کیا: اب اس نے جو کچھ کمایا اس سے مالک کی سالانہ رقم کی ادائیگی کے بعد اگر اس نے ایک غلام خرید کر آزاد کردیا تو اب اس غلام کی ولایت اور سرپرستی کا حق کس کو ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ جائے اور جس کو چاہے اپنا ولی اور سرپرست بنائے، جو بھی اس کی طرف سے تاوان اور خون بہا کا ضامن ہو وہی اس کا ولی وسرپرست اور اس کا وارث ہوگا۔

میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ولایت وسرپرستی کا حق اسے ہے جو اس کو آزاد کرتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ ایک کھلی چھوڑی ہوئی اونٹنی ہے اس کی سرپرستی اور ولایت ایک غلام کو نہیں ہوسکتی جو خود اسی کے مثل غلام ہو۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وہ غلام جس نے اس کو آزاد کیا ہے اس کی طرف سے تاوان وغیرہ جو اس پر لازم آتا ہے اس کا ضامن بن جائے تو وہ اس کا ولی ووارث ہوجائے گا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ جائز نہیں ایک آزاد کا وارث ایک غلام نہیں ہوسکتا۔

(۳۴۷۸) ابان نے ابوالعباس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ کہا کہ میرا غلام آزاد ہے مگر اسے سال بھر تک یہ یہ کام کرنا لازم ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ غلام آزاد ہے مگر اس کو وہ سب کام کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا: مگر ابن ابی لیلیٰ کا خیال ہے کہ وہ غلام آزاد ہے اور اس پر کوئی کام لازم نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ غلط کہتا ہے حضرت علی علیہ السلام نے ابونیزر وعیاض ورباح کو آزاد کیا ان سب پر سال بھر تک فلاں فلاں کام کرنا لازم تھا اور ان سالوں میں ان سب کا کھانا کپڑا از روئے نیکی واحسان (دیا جاتا) تھا۔

(۳۴۷۹) قاسم بن برید نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک غلام مکاتب کے متعلق جس پر کچھ شرط لگائی تھی کہ اگر وہ اس سے عاجز رہا تو پھر غلام بن جائیگا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تمام مسلمان اپنی شرائط کا پاس کرتے ہیں۔

(۳۴۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان پر جو شرط عائد کی جائے جائز ہے (بشرطیکہ کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو)۔[1]

---

[1] اس حدیث کو کلینی نے ج۶ ص ۱۸۶ پر نقل کیا ہے اور اس کی سند میں ضعف اور ارسال ہے۔

(۳۴۸۱) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسی کنیز مکاتبہ کے متعلق فیصلہ فرمایا جو وفات پاگئی مگر اس نے مکاتبت کی سالانہ قسط ادا کردی تھی ۱ اور اسی مکاتبت کے زمانہ میں ایک لڑکا بھی پیدا ہوگیا تھا تو آنجناب علیہ السلام نے لڑکے کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس طرح اس کی ماں آزاد ہوتی اسی طرح یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور جس طرح اس کی ماں دوبارہ کنیز بنتی اس طرح یہ غلام بنے گا۔

(۳۴۸۲) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک غلام مکاتب کے متعلق روایت کی ہے جس پر اس کے مالک نے یہ شرط عائد کردی ہے کہ وہ بغیر اس کی اجازت کے نکاح نہیں کرے گا جب تک وہ مکاتبہ کی پوری رقم ادا نہ کردے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس غلامِ مکاتب پر لازم ہے کہ بغیر مالک کی اجازت نکاح نہ کرے۔ اس لئے کہ اس کو اپنی شرط پر عمل کرنا واجب ہے۔

(۳۴۸۳) جمیل بن درّاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردیتا ہے اور وفات پاجاتا ہے اور اس کا خود اس کی کنیز سے ایک لڑکا ہے اور اس نے ترکہ میں مال بھی چھوڑا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ (لڑکا) مکاتبہ کی بقیہ رقم ادا کرے گا اور اس کے بعد جو کچھ بچ جائیگا وہ اس کا وارث ہوجائے گا۔

(۳۴۸۴) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے مالک نے مکاتب بنادیا ہے حالانکہ وہ جانتا تھا کہ غلام کے پاس نہ تھوڑا نہ بہت کچھ مال نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کو مکاتب بنادے خواہ اس غلام کو لوگوں سے بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے۔ غلام کے پاس کچھ مال نہ ہونا مکاتب کے لئے مانع نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کو روزی دیتا ہے بعض کو بعض کے ذریعے اور احسان کرنے والے کی اللہ مدد کرتا ہے۔

(۳۴۸۵) نیز آنجناب علیہ السلام ۲ نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے اپنے مملوک (غلام) کو اختیار دیا تو اس نے اپنے مالک سے مکاتبہ کی درخواست کی تو کیا مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ غلام کی قیمت سے زیادہ رقم پر مکاتبہ کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

(۳۴۸۶) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جو مکاتبہ کرتا ہے اور اس کے جتنے مالک ہیں وہ یہ شرط عائد کرتے ہیں کہ اگر مکاتبہ کی رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر وہ دوبارہ غلام بن جائیگا اور جو کچھ اس نے مکاتبہ کی رقم ادا کی ہوگی اس کو یہ سب لے لینگے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: (ہاں) اپنی شرط کی بنا پر وہ سب یہ ادا شدہ رقم ضبط کرلیں گے۔

(۳۴۸۷) معاویہ بن وھب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے غلام کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے اپنے نفس اور اپنے مال کے لئے مکاتبہ کیا کہ رقم مکاتبہ کی ادائیگی کے بعد وہ آزاد ہوجائے گا اور اس کے بعد جو رقم باقی رہے گی وہ غلام کی ہوگی اور اس کی ایک کنیز تھی اور شرط یہ عائد ہوئی تھی کہ وہ نکاح نہیں کرے گا۔ مگر اس نے کنیز کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ اپنے مال میں سوائے کھانے پینے کے کچھ اور خرچ کرتا اور اس کا نکاح فاسد و مردود ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ اگر اس کے مالک کو اس کے نکاح کا علم تھا مگر وہ کچھ نہیں بولا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ علم کے باوجود خاموش رہا تو گویا اس نے اس کو منظور کرلیا۔ پھر عرض کیا گیا کہ اگر اب وہ غلام مکاتب آزاد ہوجائے کیا وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے گا یا وہی پہلا نکاح قائم رہے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا وہی پہلا نکاح قائم رہے گا۔

---

۱ شیخ نے صحیح حدیث میں اسے محمد بن قیس سے اور انہوں نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۲ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۲۴ پر اپنی اسناد سے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے انہوں نے ابان سے، انہوں نے اس سے جس نے ان سے بیان کیا، اس نے امام جعفر صادق سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے اُمِ ولد کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کنیز ہے فروخت کی جاسکتی ہے، وراثت میں جاسکتی ہے، ہبہ کی جاسکتی ہے اور شرعی حد (کی صورت میں اس پر) ایک کنیز کی شرعی حد جاری ہوگی۔

(۳۵۱۱) اور حسن بن محبوب نے وھب بن عبدربہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی ام ولد کا نکاح اپنے ایک غلام سے کردیا پھر مالک مرگیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس غلام کو کوئی اختیار نہیں کنیز وارثوں کی مملوکہ ہے۔

(۳۵۱۲) محمد بن علی بن محبوب کی روایت میں ہے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے بزنطی سے، انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے وفات پائی اور اس کی ایک ام ولد تھی اور اس کا اس ام ولد سے ایک لڑکا ہے۔ اب کیا کسی مرد کے لئے یہ درست ہے کہ وہ اس ام ولد سے نکاح کرلے؟ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان امہات الاولاد کے لئے وصیت فرمائی جن کے پاس وہ برابر جایا کرتے تھے کہ جن امہات الاولاد میں جس کے کوئی لڑکا ہے وہ اپنے لڑکے کے حصے میں جائے گی اور جس کے کوئی لڑکا نہیں ہے وہ آزاد ہوجائیگی۔ اور آنجناب علیہ السلام نے اس ام ولد کو جس کے کوئی لڑکا ہے اس کو اس کے لڑکے کے حصہ میں اس لئے قرار دیا تاکہ وہ بغیر اپنے گھر والوں کے (یعنی لڑکے کی) اجازت کے کوئی نکاح نہ کرے۔

(۳۵۱۳) اور سلیمان بن داؤد منقری نے عبدالعزیز بن محمد سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یا آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آزاد عورت پر لڑکے کو دودھ پلانے کے لئے جبر نہیں کیا جائے گا مگر ام ولد پر جبر کیا جاسکتا ہے۔

(۳۵۱۴) ابن مسکان نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام جب کوئی ایسا شخص مرجاتا جس کی زوجیت میں کوئی کنیز ہوتی تو اس کنیز کو اس (فوت شدہ) کے مال سے خرید کر آزاد کردیتے پھر آزاد شدہ اس کنیز کو اس کا وارث بھی بنادیتے۔

(۳۵۱۵) اور عمر بن یزید نے حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کیا پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔ میں نے عرض کیا: حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے امہات الاولاد کو کیوں فروخت کیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان کو آزاد کرانے کے لئے۔ میں نے عرض کیا: یہ کیسے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی مرد ایک کنیز خریدے اور اس سے اولاد پیدا کرے پھر اس کی قیمت ادا نہ کرے اور نہ اتنا مال چھوڑے کہ اس سے اس کی قیمت ادا کی جائے تو اس کنیز سے اس کا لڑکا لے لیا جائیگا۔ اور اس کنیز کو فروخت کرکے اس کی قیمت جو باقی ہے ادا کردی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: تو پھر اور قرضوں کے لئے بھی اس کو فروخت کیا جائے گا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

(۳۵۱۶) عاصم نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امیرالمومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے اگر کوئی شخص ترکہ میں ایک کنیز چھوڑے اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہو یا اس کے بطن میں ہو یا اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو اگر اس کے مالک نے اسے آزاد کردیا ہو تو وہ آزاد ہے اور اگر اس نے آزاد نہیں کیا یہاں تک کہ وہ مرگیا تو اس کے متعلق کتاب خدا میں بتادیا گیا ہے اور کتاب خدا (میں میراث کے متعلق واضح حکم) حق ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر اس کے لڑکا ہے اور ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے تو اس کو اس لڑکے کے حصہ میں ڈال کر اس لڑکے کے اولیا اس کنیز کو روکے رکھیں گے یہاں تک کہ لڑکا بڑا ہوجائے تو وہی اگر چاہے تو اس کو آزاد کرلے گا اور وہی لوگ اس کے لڑکے کے وارث ہوں گے جب تک وہ کنیز رہے گی اگر اس کے لڑکے نے اس کو آزاد کردیا تو وہ آزاد ہوجائے گی اور اگر وہ لڑکا مرگیا اور اس کو آزاد نہیں کیا تو یہ اولیا اگر چاہیں تو (لڑکے کی ماں کو) کنیز بنائے رکھیں یا چاہیں تو آزاد کردیں۔

(۳۴۹۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیراً (سورہ نور آیت نمبر ۳۳) (ان سے مکاتبہ کرلو اگر تم ان میں خیر کا علم رکھتے ہو) کے متعلق روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: خیر یہ ہے کہ وہ گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں۔ نیز اس کے ہاتھ میں کوئی کام یا کوئی ہُنر ہو۔

(۳۴۹۵) قاسم بن سلیمان سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام غلام مکاتب کو محنت مزدوری پر لگوادیا کرتے اس لئے کہ لوگ اس زمانہ میں شرط نہیں لگایا کرتے تے کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام بن جائیگا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کی خود اپنی شرطیں تھیں۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام مکاتب کا تین قسطوں تک انتظار کیا جائیگا اگر وہ اقساط کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام بنالیا جائے گا۔

(۳۴۹۶) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے قول خدا و آتوھم من مال اللہ الذی آتاکم (سورہ نور آیت نمبر ۳۳) (اور دو ان کو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے) کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے پدر بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا: ایسا نہ کرے کہ جس رقم پر مکاتبہ کا ارادہ کیا ہے اس رقم کو زیادہ کرکے بتائے اور پھر اس زیادہ رقم کو گھٹائے بلکہ جس رقم پر مکاتبہ کی نیت ہے اس میں سے کچھ گھٹائے۔

باب: آزاد کرنے والے کی ولایت وسرپرستی

(۳۴۹۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدرِ بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ولایت کی قرابت نسبی قرابت کے مانند ہے نہ اس کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی کو ھبہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳۴۹۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپ لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ ایک شخص کا موالی (آزاد کردہ غلام) اسی میں سے ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ وہ موالی اس کی طینت سے خلق ہوا پھر ان دونوں میں جدائی ہوگئی پھر اسیری نے اس کو اس کی طرف پلٹا دیا پھر چونکہ اسی کی طینت اس میں بھی تھی اس لئے وہ اس پر مہربان ہوگیا اور اس نے آزاد کردیا اس لئے وہ اسی میں سے ہے۔

(۳۴۹۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک اور شخص کو اپنی قسم کے کفارہ یا ظہار کے کفارے میں آزاد کیا تو اس کی ولایت وسرپرستی کس کے لئے ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا والی وسرپرست وہی ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

(۳۵۰۰) اور عبید اللہ بن علی حلبی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ بریرہ جو کنیز تھی وہ اپنے شوہر کے پاس رہتی تھی اس کو (بی بی) عائشہ نے خرید کر آزاد کردیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اختیار دیا کہ وہ چاہے اپنے شوہر کے پاس رہے اور اگر چاہے تو وہ شوہر سے جدائی اختیار کرلے اور وہ مالکان جنہوں نے اس کو فروخت کیا تھا انہوں نے (بی بی) عائشہ پر یہ شرط عائد کردی تھی کہ اس کنیز کے والی ووارث وہی لوگ رہیں گے۔ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس کا والی ووارث وہ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔ بریرہ کے پاس کسی نے صدقہ کا گوشت بھیجا اور اس نے وہ گوشت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہدیہ بھیجا تو (بی بی) عائشہ نے اس گوشت کو روکا اور کہا کہ رسول اللہ صدقہ نہیں کھاتے چنانچہ وہ گوشت رکھا رہا اتنے میں رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ گوشت کیسا ہے کیوں نہیں پکایا گیا؟ تو (بی بی) عائشہ نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ بریرہ کے پاس صدقہ بھیجا گیا تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو

صدقہ کھاتے نہیں۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہم لوگوں کے لئے تو ہدیہ ہے پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس گوشت کو پکانے کا حکم دیا تو اس واقعہ سے آپ کی تین سنتیں جاری ہوئیں۔ (پہلی یہ کہ آزاد شدہ کنیز کو اپنے فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ دوسرے یہ کہ ولایت اس کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہے اس کی نہ ہوگی جس نے اپنی ولایت کی شرط لگائی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی نے کسی کو صدقہ دیا اور اس نے وہ ہدیہ کر دیا تو بنی ہاشم کے لئے حلال ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کے لئے صدقہ نہیں رہ گیا)۔

(۳۵۰۱) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک غلام خریدا اور اس غلام کی ایک آزاد عورت سے اولادیں ہیں پھر اس شخص نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا: اس کی اولاد کا والی و وارث وہ ہوگا جس نے اس کو آزاد کیا ہے۔

(۳۵۰۲) بکر بن محمد سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ علی بن عبدالعزیز تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرے مولا ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے پوچھا: تم لوگوں کو انہوں نے آزاد کیا ہے یا ان کے باپ نے؟ میں نے عرض کیا: (انہوں نے نہیں) بلکہ ان کے باپ نے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو یہ تمہارے مولا نہیں ہوئے یہ تو تمہارے بھائی یا تمہارے چچازاد بھائی ہوئے۔ مولا وہ ہوتا ہے جس نے نعمتِ آزادی بخشی ہو۔ جب ان کے باپ نے (تمہیں) نعمت آزادی بخشی ہے تو یہ تمہارے بھائی اور چچازاد بھائی ہوئے۔

نیز راوی کا بیان ہے ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں حاضر تھا اس نے دریافت کیا کہ میرا ایک غلام ہے جو شراب پیتا ہے اور ان امور مکروہ میں آلودہ ہے میرا ارادہ ہے کہ اس کو آزاد کر دوں۔ تو اس کا آزاد کرنا آپ (علیہ السلام) کے نزدیک بہتر ہے یا میرا اس کو فروخت کر دینا اور اس کی قیمت کو تصدق کر دینا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بعض اوقات آزاد کرنا بہتر ہے اور بعض اوقات تصدق کرنا بہتر ہے۔ آزاد کرنا اس وقت افضل و بہتر ہے جب وہ نیکوکار ہو اور جب بدکار ہو تو اس کی قیمت کو تصدق کرنا بہتر ہے اور یہ شخص جب اس حالت کا ہے تو میرے نزدیک اس کا فروخت کر دینا بہتر ہے۔

(۳۵۰۳) حسن بن محبوب نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے کسی قرابتدار و صاحب رحم کا مالک ہوگا اب کیا اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ اس کو فروخت کر دے یا اس کو غلام بنائے رکھے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اس کا فروخت کرنا درست نہیں ہے اور نہ اس کو اپنا غلام بنائے رکھنا درست ہے۔ وہ اس کا مولا اور دینی بھائی ہے ان دونوں میں سے جو مرے گا دوسرا اس کا وارث ہوگا مگر یہ کہ اس کا کوئی اور رشتہ دار ہو جو اس سے زیادہ قریبی ہو۔

(۳۵۰۴) حذیفہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آزاد کرنے والا ہی مولا ہوتا ہے اور اس کی اولاد جس کی طرف چاہے خود کو منسوب کرے۔

(۳۵۰۵) اور حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابوربیع سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سائبہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجناب نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اور اس سے کہا کہ جدھر چاہے چلا جا نہ تیری میراث میں میرے لئے کچھ ہوگا اور نہ تیرے جرائم کا مجھے کوئی تاوان دینا پڑے گا اور وہ اس پر دو آدمیوں کو گواہ بنا دے۔

(۳۵۰۶) شعیب[۱] سے روایت کی گئی ہے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ

[۱] یعنی عقرقوفی جیسا کہ 'کافی' ج ۷ ص ۱۷۱ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں صراحت کی گئی ہے۔

السلام سے ایک غلام کے متعلق دریافت کیا گیا جسے بحیثیت سائبہ آزاد کر دیا گیا ہو۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ جس کو چاہے اپنے جرائم کا ذمہ دار اور متولی بنا دے اس کی میراث اس کو ملے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ اور اگر وہ بالکل خاموش رہے کسی کو اپنا متولی نہ بنائے یہاں تک کہ مرجائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا۔

(۳۵۰۷) اور ابن محبوب نے عمار بن ابی الاحوص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سائبہ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: قرآن مجید میں دیکھو جہاں کہیں تحریر رقبہ (بندہ آزاد) کرنے کا ذکر آیا ہے تو اے عمار وہی ایسا سائبہ ہے کہ سوائے اللہ کے مسلمانوں میں سے اس کا کوئی والی و وارث نہیں ہے اور جس کا والی و وارث اللہ تعالیٰ ہے اس کا والی و وارث اللہ کا رسولؐ ہے اور جس کا والی و وارث اللہ کا رسول ہے اس کا والی و وارث امام ہے اور اس کے جرم کا تاوان بھی امام پر ہے اور اس کی میراث امام کے لئے ہے۔

(۳۵۰۸) یاسین نے حریز سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک مملوک خود کو خریدنا چاہتا ہے اور اس نے اس کے لئے ایک آدمی کو فریب میں لیا۔ کیا وہ شخص جو اس کے فریب میں آگیا ہے اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ (اسے خود) اس مملوک کی رقم سے خرید لے اور مالک کو نہ بتائے کہ اس نے اس غلام کو اسی کی رقم سے خریدا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے کہ یہ معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہو جائے اور وہ اس کا ولی و سرپرست بھی ہو جائے تو مملوک کی قیمت میں کچھ اپنی طرف سے ملا کر اضافہ کر دے اپنی رقم اس کی قیمت میں ملا کر اضافہ کرنے سے اس کو اس غلام کی ولایت حلال ہو جائے گی اور پھر وہ اس آزاد شدہ غلام کا والی و وارث بنا رہے گا۔

(۳۵۰۹) حسن بن محبوب نے ابوایوب سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر ایک بندہ آزاد کرنا واجب تھا۔ مگر وہ آزاد کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو اس کے لڑکے نے جا کر اپنی کمائی سے ایک غلام خریدا اور اس کو اپنے باپ کی طرف سے آزاد کر دیا اور اس آزاد شدہ غلام نے مال کمایا اس کے بعد وہ مرگیا اور سارا مال چھوڑ گیا تو اس کی میراث کون پائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے باپ پر غلام کا آزاد کرنا بر بنائے نذر یا بر بنائے شکر یا کسی اور بنا پر واجب تھا تو وہ آزاد کردہ غلام سائبہ ہوگا اس پر کسی کی ولایت نہ ہوگی۔ اور اگر اس نے اپنی موت سے پہلے مسلمانوں میں سے کسی کو اپنا متولی بنا لیا تھا اور وہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کے تاوان کا ضامن بن گیا تھا تو وہ اس کا والی و وارث ہوگا بشرطیکہ مسلمانوں سے کوئی اس غلام کا ایسا قریبی رشتہ دار نہ ہو جو اس کا وارث قرار پائے۔ اور اگر کسی نے کسی کو اپنا متولی نہیں بنایا تھا یہاں تک کہ مرگیا تو اس کی میراث امام المسلمین کو جائے گی۔ بشرطیکہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی ایسا قرابتدار نہ ہو جو اس وارث قرار پائے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر اس کے باپ پر غلام کا آزاد کرنا مستحب تھا اور ان کے باپ نے اس کو حکم دیا تھا کہ میری طرف سے ایک غلام آزاد کر دینا تو اس آزاد کردہ غلام کی تولیت و میراث مرنے والے کی تمام اولاد کے لئے ہوگی اور فرمایا: وہ لڑکا جس نے اپنے باپ کے حکم سے غلام خریدا اور اس کو آزاد کیا ہے وہ بھی وارثوں میں سے ایک شمار کیا جائے گا بشرطیکہ اس غلام کے مسلمانوں میں ایسے آزاد قرابتدار نہ ہوں جو اس کے وارث قرار پائیں۔ نیز فرمایا کہ اس کے اس لڑکے نے جس نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے مال میں سے ایک غلام خرید کر اپنے باپ کی طرف بطور استحباب آزاد کیا ہے بغیر اس کے کہ اس کے باپ نے اس کو کوئی حکم دیا ہو وہی اس کا والی و وارث قرار پائے گا جس نے یہ غلام اپنے مال سے خریدا اور اپنے باپ کی طرف سے آزاد کیا ہے بشرطیکہ مسلمانوں میں سے اس غلام کے قربتداروں میں سے کوئی وارث نہ ہو۔

باب: امہات الاولاد

(۳۵۱۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں

(۳۴۸۸) علی بن نعمان نے ابوصباح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے لئے روایت کی ہے کہ جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کر دی تھی اور نصف ابھی باقی تھی کہ اس کے مالکوں نے اس کو بقیہ رقم کے لئے کہا تو اس نے ان سے کہا کہ آپ لوگ مجھ سے بقیہ رقم یک مشت لے لیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ اس سے بقیہ رقم یکمشت لے کر اس کو آزاد کر دیں۔

اور ایک غلام مکاتب کے متعلق فرمایا جس نے اپنا مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی اس کے بعد مر گیا اور اس نے اپنا ایک لڑکا چھوڑا اور مکاتبہ کی جتنی رقم اس پر باقی تھی اس سے زائد مال چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے مالکان مکاتبہ کی بقیہ رقم لے لینگے اور جو باقی رہے گا وہ اس کے لڑکے کے لئے ہے۔

(۳۴۸۹) ابن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق جو مر جاتا ہے اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی ہے اور اس کا اس کی کنیز سے ایک لڑکا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس پر یہ شرط لگا دی گئی تھی کہ وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلام رہ جائیگا تو وہ لڑکا اور وہ کنیز دونوں مملوک ہو جائیں گے اور اگر اس پر یہ شرط عائد نہیں کی گئی تھی تو پھر اس کا لڑکا مکاتبہ کی بقیہ رقم ادا کر دے گا اور جو کچھ بچ رہے گا وہ اس کا وارث قرار پائے گا۔

(۳۴۹۰) جمیل بن درّاج نے مہزم سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا جو مر جاتا ہے اور اس کی اولاد ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس مکاتب پر شرط رکھ دی گئی تھی تو اس کی اولاد مملوک بن جائیگی اور اگر اس پر کوئی شرط نہیں رکھی گئی تھی تو اس کی اولاد اپنے باپ کی رقم مکاتبہ کی ادائیگی کی کوشش کرے گی اور جب ادا کر لے گی تو آزاد ہو جائیگی۔

(۳۴۹۱) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر غلام مکاتب اپنے مالک سے یہ شرط لگا دے کہ میرا والی و وارث کوئی نہ ہوگا۔ (بلکہ میں جسے چاہوں گا اپنا والی و وارث بناؤں گا) یا مالک غلام مکاتب پر یہ شرط لگا دے کہ اس کا والی و وارث میں ہوں گا اور غلام مکاتب نے اس کا اقرار کر لیا تو پھر وہ اس کا والی و وارث بنے گا۔

نیز آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: امیرالمومنین علیہ السلام نے ایسے غلام مکاتب کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس سے آزاد کرتے وقت مالک نے اس کے والی و وارث ہونے کی شرط لگا دی تھی مگر مکاتب نے ایک دوسرے شخص کی لڑکی سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا آزاد ہو گیا۔ پھر وہ غلام مکاتب انتقال کر گیا اور اس کا لڑکا اس کا وارث ٹھہرا۔ اب اس لڑکے کے متعلق اختلاف ہوا کہ اس کا وارث کون ہوگا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو اس کے باپ کے مالکوں سے ملحق کر دیا۔

(۳۴۹۲) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک کنیز مکاتبہ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس نے وفات پائی اور سالانہ رقم مکاتب ادا کر چکی تھی جو اس پر عائد ہوتی تھی اور اس کی زمانہ مکاتب ہی میں اس کے لڑکا پیدا ہو گیا تھا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ وہ لڑکا بھی اس طرح آزاد ہوگا جس طرح اس کی ماں آزاد ہوتی اور وہ اسی طرح غلام بنے گا جس طرح اس کی ماں کنیز بنتی (یعنی مکاتبت کی شرائط پوری کرنے یا نہ کرنے پر)۔ [1]

(۳۴۹۳) اور عمر صاحب کرابیس [2] نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو مکاتب بنا دیا اور اس نے شرط لگا دی کہ اس غلام کی وارثت اس کو ملے گی چنانچہ یہ مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کی شرط کو باطل قرار دیدیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شرط تیری شرط کے پہلے ہے۔

---

[1] یہ حدیث، حدیث نمبر ۳۴۸۱ کے تحت آچکی ہے۔

[2] تہذیب ج ۲ ص ۳۲۴ پر صحیح سند سے اسی طرح ہے اور عمر صاحب کرابیس راویوں میں معروف نہیں ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے ترکہ میں ایک کنیز چھوڑی جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو چھوٹی تھی مگر واضح طور پر بات کر لیتی تھی اس نے اپنی ماں کو آزاد کر دیا تو اس لڑکی کے موالی اس کے متعلق جھگڑنے لگے تو آنجناب علیہ السلام نے اس لڑکی کا اپنی ماں کو آزاد کرنے کو جائز قرار دے دیا۔

(۳۵۱۷) حسین بن سعید نے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے ولید بن ہشام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں مصر سے چلا اور میرے ساتھ ایک غلام تھا چنانچہ میں عشر وصول کرنے والے کی طرف گزرا تو اس نے مجھ سے سوال کیا میں نے کہہ دیا یہ سب کے سب آزاد ہیں پھر مدینہ آیا اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عشر وصول کرنے والے سے جو کہا تھا اسے بیان کیا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (غلام کے آزاد کر دینے سے) تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے میں نے عرض کیا: مگر ان میں ایک کنیز بھی تھی جس سے میں نے مجامعت کی تھی اور اس کے حمل قرار پا گیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بات نہیں اس کنیز کا یہ لڑکا نہیں جو اس کو آزاد کرے گا؟ اگر اس کا مالک مر گیا تو وہ کنیز اپنے لڑکے کے حصہ میں جائے گی (اور آزاد ہو جائے گی)۔

باب: حریت (آزادی)

(۳۵۱۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمام کے تمام انسان آزاد ہیں سوائے اس کے جو اپنی غلامی کا خود اقرار کر لے اور کہیں پایا گیا ہو وہ خواہ غلام ہو یا کنیز۔ اور جس کی غلامی کی دو آدمی گواہی دیں وہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

(۳۵۱۹) عباس بن عامر سے انہوں نے ابان سے انہوں نے محمد بن فضل ہاشمی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص اقرار کرتا ہے کہ وہ غلام ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس اقرار کی وجہ سے وہ گرفت میں آئے گا (اس اقرار کی وجہ سے کسی نے اس کو خرید لیا اور بعد میں جھوٹ ثابت ہوا تو) خریدار کو رقم واپس کرائی جائے گی۔

(۳۵۲۰) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی، ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی غلام اندھا ہو جائے تو اس کی غلامی نہیں رہے گی اور جب کوئی غلام مرض جذام میں مبتلا ہو جائے تو اس کی غلامی ختم ہو جائے گی۔

(۳۵۲۱) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی غلام اندھا ہو گیا تو وہ آزاد ہو گیا۔ [۱]

(۳۵۲۲) ہشام بن سالم نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا اس شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو کوئی عبرت ناک سزا دیدی تو وہ غلام آزاد ہے، اس پر کسی کی دسترس نہیں، وہ سائبہ ہے، وہ جسے چاہے اپنا متولی بنالے اگر وہ اس کے کسی حادثہ کا ضامن بن جائے تو وہ اس کا وارث ہوگا۔

(۳۵۲۳) اور ایک عورت کے متعلق روایت کی گئی ہے کہ جس نے اپنی کنیز کے پستان کاٹ دیئے کہ اب وہ کنیز آزاد ہے اس پر اس کی مالکہ کو کوئی اختیار نہیں۔ [۲]

---

[۱] کلینی نے ج ۶ ص ۱۸۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے آنجناب سے روایت کی ہے۔

[۲] 'کافی' ج ۷ ص ۳۰۳ پر یہ روایت اس طرح مروی ہے کہ کہا: امیر المومنین نے اس عورت کے لئے فیصلہ کیا جس نے اپنی کنیز کا پستان کاٹ دیا۔۔۔ تا آخر۔ اور یہ دلیل ہے کہ کنیز یا غلام کو دی جانے والی عبرتناک سزا میراث کے بغیر اس کی آزادی کا باعث ہوتی ہے۔

(۳۵۲۴) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کا ایک جزو آزاد کر دیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ غلام مکمل آزاد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔

(۳۵۲۵) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے۔ جس نے اپنی کنیز کو آزاد کر دیا جو حاملہ تھی تو اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اس کو آزادی سے مستثنیٰ قرار دے لیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کنیز اور اس کے پیٹ کا بچہ دونوں آزاد ہیں اس لئے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ اسی کا ایک حصہ ہے۔

(۳۵۲۶) سیف بن عمیرہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے غلام کو جو مشرک ہے آزاد کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

(۳۵۲۷) ابوالبختری نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آزادی میں اندھے، کانے اور اپاہج کا آزاد کرنا جائز نہیں ہے ہاں مشلول اور لنگڑے کا آزاد کرنا جائز ہے۔

(۳۵۲۸) علی بن جعفرؑ سے روایت ہے انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے تو کس کو آزاد کرنا افضل ہے بڑے بوڑھے کو یا کسی نوجوان کو۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کو آزاد کرے جس کو کسی دوسرے کی خدمت کی ضرورت نہ ہو۔ مگر نوجوان سے افضل و بہتر بڑے بوڑھے کو آزاد کرنا ہے۔ ۱

(۳۵۲۹) احمد بن ہلال سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا کہ مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا فرض تھا کہ اتنے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا اور مجھے معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔ کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس بھاگے ہوئے غلام کو آزاد کردوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

(۳۵۳۰) ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا ہے کیا یہ اس کے لئے جائز ہے کہ اس غلام کو اپنے ظہار کے کفارہ میں آزاد کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں جب تک کہ اس غلام کی موت کی خبر نہ ہو۔ ۲

باب: ولدالزنا اور لقیط کے متعلق روایات

(۳۵۳۱) سعید بن یسار سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ولد الزنا کو آزاد کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۵۳۲) عنبسہ بن مصعب ۳ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: میری ایک کنیز ہے جس نے زنا کیا کیا میں (اس زنا سے پیدا ہونے والے) اس کے بچہ کو فروخت کر سکتا ہوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔

---

۱ کلینی نے ج۶ص ۱۹۶ پر سند صحیح اسے روایت کیا ہے۔

۲ کلینی نے ج۶ص ۲۰۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے روایت کیا ہے اور آخر میں یہ الفاظ بڑھائے ہیں: ابوہاشم نے کہا: نصر بن عامر قمی نے مجھ سے کہا کہ میں اس بارے میں پوچھوں۔

۳ مصنف کا اس تک سلسلہ غیر مذکور ہے اور وہ واقفی ناووسی ہے اور موثق نہیں ہے۔ اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ص ۳۱۲ پر صحیح حدیث میں اسے حسین بن سعید سے، انہوں نے علی بن نعمان سے، انہوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے اسحٰق بن عمار سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: اور کیا اس کی قیمت سے حج کر سکتا ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ ۱

(۳۵۳۳) حماد نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا ولد الزنا کے متعلق کہ کیا اس کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے یا اس سے خدمت لی جا سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں لیکن کہیں پڑی ہوئی کنیز (لقیطہ) نہیں خریدی جائیگی۔

(۳۵۳۴) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کہیں راستہ پر پھینکا ہوا ولد الزنا بچہ آزاد ہے اگر وہ چاہے تو جن لوگوں نے اس کی پرورش کی ہے ان کو اپنا والی و وارث بنائے اور اگر وہ چاہے تو کسی غیر کو۔

(۳۵۳۵) اور مثنی کی روایت میں ۲ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس نے اس پھینکے ہوئے بچہ کی پرورش کی ہے وہ اس بچہ سے (بڑے ہونے کے بعد) اس کی پرورش میں جو خرچ ہوا ہے اسے ادا کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ بچہ اگر مالدار ہے تو اسے ادا کر دے اور اگر وہ مالدار نہیں ہے تو پرورش کرنے والے کی طرف سے جو کچھ خرچ کیا گیا ہے وہ صدقہ ہوگا۔

(۳۵۳۶) زرارہ نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہیں ایک پڑی ہوئی بچی کے متعلق کہ آپؑ نے فرمایا: وہ آزاد ہے نہ اس کو خریدو نہ فروخت کرو۔ اور اگر کوئی زنا سے پیدا شدہ لڑکا ہے تو وہ تیرا مملوک ہے تم اس کو چاہے اپنی غلامی میں رکھو چاہے فروخت کر دو تمہارا مملوک اور غلام ہے۔

باب: الاباق (غلام کا فرار کر جانا)

(۳۵۳۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہیں ہوگی جب تک وہ اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے۔ ۳

(۳۵۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی غلام بھاگے مگر اپنے شہر سے باہر نہ نکلے تو اس کو بھاگنے والا نہیں کہا جائے گا۔ ۴

(۳۵۳۹) زید شحام ۵ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص ڈرتا ہے کہ اس کا غلام بھاگ جائے گا یا ہو سکتا ہے کہ کبھی بھاگ گیا ہو۔ تو کیا وہ اس کو مقید کر دے یا اس کے گلے میں کوئی نشانی لٹکا دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ بمنزلہ اونٹ کے ہے جس سے ڈرا جاتا ہے کہ کہیں بھاگ نہ جائے۔ لہٰذا اگر تم اس کا خوف ہے تو پورے طور سے اس کی حفاظت کا سامان کرو۔ اس کو پیٹ بھر

۱ کلینی نے ج ۵ ص ۲۲۶ پر قوی حدیث میں ابی بصیر سے انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: میری زنا سے ایک کنیز تھی کیا میں اس کی فروخت کی رقم سے حج کروں اور شادی کروں؟ پس فرمایا: تم اس سے نہ حج کرو اور نہ شادی۔ اسے شیخ نے 'تہذیب' میں نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ شدید کراہت پر محمول ہے کیونکہ ہمارے پاس ولد الزنا کی فروخت اور اس سے حج اور اس سے صدقہ کا جواز موجود ہے۔

۲ شیخ نے صحیح حدیث میں اسے حسین بن سعید سے، انہوں نے ابن ابی نجران سے اور انہوں نے مثنی سے بیان کیا ہے۔

۳ بظاہر یہ حدیث وہ ہے جسے کلینی نے ج ۶ ص ۱۹۹ پر مسند حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ فرمایا: تین افراد وہ ہیں کہ اللہ عز و جل ان کی نماز قبول نہیں کرے گا: ان میں سے ایک وہ غلام ہے جو بھاگ جائے جب تک اپنے مالک کے پاس واپس نہ آجائے۔

۴ کلینی نے ج ۶ ص ۲۰۰ پر بسند مرفوع اسے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور ممکن ہے کہ اسے محمول کیا گیا ہو کہ وہ اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کے گھروں میں رہ رہا ہوں جس کو عرفاً بھاگنا نہ کہا جائے۔

۵ کافی ج ۶ ص ۲۰۰ پر اسے روایت کیا گیا ہے قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی نصر سے، انہوں نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے زید سے۔ ابو جمیلہ کا نام مفضل بن صالح ہے۔ یہ ضعیف ہے لیکن باعثِ ضرر نہیں۔

کھانا اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا دیا کرو۔ میں نے عرض کیا: پیٹ بھرنے کے لئے کتنا؟ آپؑ نے فرمایا: ہم لوگ تو اپنے عیال کو دو مد کھجوریں دیتے ہیں۔

(۳۵۴۰) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسی کنیز کے متعلق دریافت کیا جو مدبرہ تھی مگر اپنے مالک سے کئی سال تک بھاگی رہی پھر اپنے مالک کے مرنے کے بعد اپنے بال بچے اور مال و متاع لے کر واپس آئی اور دو آدمیوں نے گواہی دی کہ اس کے بھاگنے سے پہلے اس کے مالک نے اس کو اپنی حیات ہی میں مدبرہ کر دیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری نظر میں اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مرنے والے کے وارثوں کا ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ اپنے مالک کے ایک تہائی (حق وصیت) میں بھی آزاد نہیں ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں اس لئے کہ وہ بھاگ گئی تھی اس طرح اس نے اللہ کی بھی نافرمانی کی اور اپنے مالک کی بھی اس لئے بھاگنے کی وجہ سے مدبرہ رہنے کا حق باطل ہو گیا۔

(۳۵۴۱) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسے شخص کا معاملہ پیش ہوا جس نے کسی کے بھاگے ہوئے غلام کو پکڑا تو وہ کچھ دن اس کے ساتھ رہا پھر وہاں سے بھی بھاگ۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ حلف اٹھائے گا کہ قسم اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اللہ نہیں کہ اس نے اس غلام کا لباس اور جو کچھ اس کے جسم پر تھا نہ فروخت کیا ہے نہ اس کو مالک کے پاس بھیجنے میں کوئی کوتاہی کی ہے۔ جب وہ یہ حلف اُٹھائے گا تب ذمہ داری سے بری ہو جائے گا۔

(۳۵۴۲) غیاث بن ابراہیم داری نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک بھاگے ہوئے غلام کی (پکڑ لانے کی) مزدوری کے متعلق فرمایا: ایک مسلمان ایک مسلمان کو واپس کر دے گا (مزدوری نہیں لے گا)۔

(۳۵۴۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو پکڑ لیا پھر وہ بھاگ گیا تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ [1]

(۳۵۴۴) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو ایک جانور ملا جو اس کے پڑوسی کا تھا اور اس نے اس کو پکڑ لیا تا کہ اس پڑوسی کو پہنچائے اس اثناء میں وہ جانور مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔

(۳۵۴۵) علی بن رئاب نے روایت کی ہے ابو عبیدہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگا ہو پھر اس کے بعد اس نے چوری کی ہو تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائینگے کیونکہ وہ بھاگا ہوا ہے اور اسلام سے مرتد ہونے کے بمنزلہ ہے۔ اس سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے مالک کی طرف واپس جائے اور اسلام کی صف میں داخل ہو۔ اگر وہ اپنے مالک کی طرف واپس جانے سے انکار کرے تو پہلے چوری کی سزا میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر اسے قتل کر دیا جائے گا اور جب کوئی مرتد چوری کرے تو وہ اس کے بمنزلہ ہے۔

(۳۵۴۶) ابن ابی عمیر نے ابی حبیب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک آدمی سے ایک غلام خریدا اور فروخت کرنے والے کے دو غلام تھے اس نے خریدار سے کہا کہ جاؤ ان دونوں میں سے ایک کو چن لو اور دوسرے کو مجھے واپس کر دو (یہ کہہ کر) اس نے قیمت وصول کر لی۔ اب خریدار دونوں کو لے چلا لیکن اس کے پاس سے ایک غلام بھاگ گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: خریدار کے پاس جو دونوں میں سے ایک رہ گیا ہے وہ فروخت کرنے والے کو واپس کر دے اور اپنی آدھی قیمت اس سے لے لے اور غلام کی تلاش میں نکلے اگر مل جائے تو پھر ان دونوں میں سے جسے چاہے لے لے دوسرے کو

[1] بظاہر یہ حدیث امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے جیسا کہ اس کی روایت کی ہے کلینی نے ج ۶ ص ۲۰۰ پر صحیح حدیث میں حسن بن صالح سے اس طرح کہ کہا: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں دریافت کیا جس نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو پایا تو اسے پکڑ لیا اور وہ اس سے پیچھا چھڑا کر بھاگ گیا۔ فرمایا: اس پر کوئی الزام نہیں۔

واپس کردے اور اگروہ بھاگا ہوا غلام نہ ملے تو وہ ایک غلام خریدار اور بیچنے والے دونوں کے درمیان مشترک رہے گا۔

(۳۵۴۷) ابی جمیلہ سے روایت کی گئی اور انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مفرور ہونے والے کے لئے کسی پتہ یا کاغذ پر یہ لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم یدفلان مغلولة الی عنقه اذا اخرجها لم یکد یراها ومن لم یجعل اللّٰه له نوراً فما له من نور (سورہ نور آیت نمبر ۴۰) (یعنی اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔ فلاں کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہے وہ جب اس کو نکالے تو اس کو دیکھ نہ سکے اور جس شخص کو اللہ نے نور نہیں دیا اس کے لئے کوئی نور نہیں) پھر اس کو لپیٹ دو اور دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر اندھیرے گھر کے گوشے میں ڈال دو جس میں وہ عموماً پناہ لیتا یا چھپتا تھا۔

(۳۵۴۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم مفرور کے لئے یہ دعا پڑھو اور اسے ایک پرچہ پر لکھو اَللّٰهُمَّ السَّمَاءُ لَکَ وَالْاَرضُ لَکَ وَمَابَیْنَهُمَالَکَ، فَاجْعَلْ مَا بَیْنَهُمَا اَضِیْقُ عَلَی فَلَانَ مِنْ جِلْدِ جَمَلٍ حَتّٰی تَرُدَّهُ عَلَیَّ وَ تَظْفُرُنِیْ بِهٖ (پروردگار آسمان بھی تیرا اور زمین بھی تیری اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے وہ بھی تیرا ہے پس ان دونوں کے درمیان کو فلاں پر اونٹ کی جلد سے بھی زیادہ تنگ کردے یہاں تک کہ وہ میرے پاس واپس آجائے اور مجھے اس پر فتحیاب فرما)۔

اور اس تحریر کے گرد مدور شکل میں آیۃ الکرسی لکھ دے اور اس کو ایسی جگہ دفن کردے جہاں وہ عموماً رات کو آتا تھا اور اس پر کوئی بھاری چیز رکھ دے۔

باب: ارتداد

(کسی مسلمان کا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جانا)

(۳۵۴۹) ہشام بن سالم نے عمار ساباطی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ جناب فرما رہے تھے کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی مسلمان اگر اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے انکار کرے اور آنحضرت کی تکذیب کرے تو اس کا خون ہر اس شخص پر مباح ہے جو اس کو یہ کہتے ہوئے سنے اور اس کی زوجہ اس سے جدا ہو جائے گی وہ اس سے مقاربت نہ کرے اور اس کا مال اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے گا اور اس کی عورت اپنے شوہر کی وفات کا عدہ رکھے گی اور امام پر واجب ہے کہ اس کو قتل کردے اگر وہ پکڑ کر لایا جائے اور اس کو توبہ کرنے کے لئے نہ کہا جائے۔

(۳۵۵۰) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اسلام سے مرتد ہونے والے کی عورت اس سے علیحدہ کردی جائے گی۔ اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا اور اس کو تین دن تک دین اسلام میں واپس آنے کے لئے کہا جائے گا اگر واپس آگیا تو ٹھیک ورنہ چوتھے دن اس کو قتل کردیا جائے گا بشرطیکہ وہ صحیح العقل ہو۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس مرتد سے مراد وہ ہے جو مسلمان کی اولاد نہ ہو۔

(۳۵۵۱) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اسلام سے مرتد ہونے والی عورت کے متعلق کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے سخت خدمت لی جائے گی اس کا کھانا پانی بند کردیا جائے گا لیکن صرف اتنا کہ وہ زندہ رہے اور اس کو سخت اور موٹا کپڑا پہنایا جائے گا اور نماز کے وقت اس کو مارا پیٹا جائے گا۔

(۳۵۵۲) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت میں جسے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی عورت اسلام سے مرتد ہو جائے تو وہ قتل نہیں کی جائے گی بلکہ وہ حبس دوام یعنی تاحیات قید

میں ڈال دی جائے گی۔

(۳۵۵۳) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام جس وقت اہل بصرہ سے قتال کر کے فارغ ہوئے تو آنجناب علیہ السلام کے پاس ستر (۷۰) عدد سوڈانی آئے، آنجناب علیہ السلام کو سلام کیا اور اپنی زبان میں بات کی۔ [1] آنجناب علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا: میں وہ نہیں ہوں جو تم لوگ کہتے ہو میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں اور مخلوق ہوں مگر وہ لوگ نہیں مانے اور اللہ ان پر لعنت کرے انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آنجناب علیہ السلام وہ ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم لوگ اپنے قول سے نہیں پلٹے اور اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کی تو میں تم لوگوں کو قتل کر دونگا۔ ان لوگوں نے توبہ کرنے اور اپنے قول سے پلٹنے سے انکار کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان سب کے لئے چند کنوئیں کھودے جائیں چنانچہ کنوئیں کھودے گئے اور ان کنوؤں کے درمیان سوراخ بنا دیئے گئے۔ پھر ان کنوؤں میں ان سب کو ڈال دیا گیا اور ان کنوؤں کے منہ ڈھانپ دیئے گئے پھر ان میں سے ایک کنوئیں میں آگ روشن کر دی گئی کہ جس کے اندر ان میں سے کوئی نہ تھا اور اس کا دھواں تمام کنوں میں بھر گیا وہ اس سے گھٹ کر مر گئے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غلات، اللہ ان پر لعنت کرے کہتے ہیں کہ اگر علیؑ رب نہ ہوتے تو ان سوڈانیوں کو آگ کا عذاب نہ دیتے۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ اگر وہ رب ہوتے تو وہ کنوئیں کھودنے اور ان کے درمیان سوراخ رکھنے اور کنوؤں کے منہ ڈھانپ دینے کے محتاج نہ ہوتے بلکہ وہ ان کے اجسام میں آگ پیدا کر دیتے وہ بھڑک اُٹھتی اور جلا دیتی۔ مگر چونکہ وہ بندے اور مخلوق تھے اس لئے انہوں نے کنوئیں کھدوائے پھر جو کچھ کیا وہ کیا تا کہ ان پر حکم خدا جاری کریں اور انہیں قتل کریں۔ اور اگر جو شخص آگ کا عذاب دے اس سے حد جاری کرے وہ رب ہو تو پھر جو بغیر آگ کے عذاب دے وہ رب نہ ہوگا۔ حالانکہ ہم لوگ ایسی مثالیں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو غرق سے، کسی کو آندھی سے، کسی کو طوفان سے، کسی کو ٹڈیوں سے کسی کو چچڑی اور جوں سے، کسی کو مینڈکوں سے اور خون سے، کسی کو کنکریوں سے عذاب دیا۔ اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کو ربوبیت کے قائل ہونے کے بموجب آگ کے ذریعہ عذاب دیا دوسری چیزوں کے ذریعہ نہیں۔ تو شاید اس میں کوئی انتہائی حکمت ہو اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل توحید پر آگ کو حرام کر دیا ہے تو حضرت علی علیہ السلام یہ بتانا چاہتے ہوں کہ اگر میں تم لوگوں کا رب ہوتا تو تمہیں آگ سے عذاب نہ دیتا جب کہ تم لوگ میری ربوبیت کے قائل ہو۔ لیکن تم لوگ اپنے ظلم کی وجہ سے میری طرف سے اس کی ضد کے مستوجب ہو جس کا مستوجب اللہ تعالیٰ نے اپنے موحدین کو قرار دیا ہے۔ اور میں تو اللہ تعالیٰ کی جہنم (کی آگ) کا تقسیم کرنے والا ہوں تو اگر تم چاہو تو ابھی اسی دنیا میں آگ کا مزا چکھا دوں اور چاہو تو اس کو آخرت کے لئے اُٹھا رکھوں بہر حال تم لوگوں کی بازگشت آتش جہنم ہے وہی تم لوگوں کا مولا ہے۔ یعنی تم لوگوں کے لئے اولیٰ اور بہتر ہے اور بدترین بازگشت ہے اور میں تم لوگوں کا مولیٰ نہیں ہوں۔ اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان لوگوں کو جو آنجناب علیہ السلام کی ربوبیت کے قائل تھے وہی مقام دیا جو مقام اس کا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر بت کی پرستش کرتا ہے۔

(۳۵۵۴) اور وہ اس طرح کہ کوفہ کے اندر مسلمانوں میں سے دو شخص تھے جو ایک بت کی عبادت کر رہے تھے چنانچہ ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ وہ دونوں شخص بت کی عبادت کر رہے ہیں، آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر شاید تجھے کچھ اشتباہ ہوا ہے اور آپ نے ایک شخص کو بھیجا اور اس نے ان دونوں کو دیکھا کہ وہ دونوں واقعاً بت کی عبادت کر رہے تھے چنانچہ وہ ان دونوں کو ہمراہ لے آیا۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اس سے باز رہو۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کے لئے زمین میں گڑھے کھودے گئے اور ان میں آگ دھکائی گئی اس دوران دونوں کو ان (گڑھوں) میں ڈال دیا گیا۔ یہ روایت موسیٰ بن بکر نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۲۵۹ پر سند ضعیف مرسل اسے بیان کیا ہے۔ اور اضافہ کیا ہے ان ہی کی زبان میں جواب دیا۔

(۳۵۵۵) امیر المومنین علیہ السلام کے ایک غلام نے آپ کو ایک خط تحریر کیا[۱] کہ میں نے مسلمانوں میں زندیقوں کا ایک گروہ پایا ہے (اور نصاریٰ میں زندیقوں کا ایک گروہ) تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ مسلمانوں میں جو لوگ پیدائشی مسلمان ہوں پھر مرتد ہو گئے ہوں تو ان کی گردنیں مار دو اور انہیں توبہ کے لئے بھی نہ کہو لیکن جو لوگ پیدائشی نہیں ہیں نو مسلم ہیں ان سے کہو کہ وہ توبہ کریں اگر وہ توبہ کر لیتے ہیں تو بہتر ورنہ ان کی گردنیں اڑا دو اب رہ گئے نصاریٰ تو وہ تو (تثلیث کے قائل ہونے کی وجہ سے) زندیقوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔

(۳۵۵۶) اور موسیٰ بن بکر نے فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نصرانی ہو گیا تو اس کو پکڑ کر حضرت علی علیہ السلام کے پاس لایا گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے کہا کہ توبہ کر لے اس نے انکار کیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے سر کے بال پکڑ کر نیچے گرایا اور کہا: اے اللہ کے بندو! اس کو اپنے پاؤں سے روندو اور لوگوں نے اس کو اتنا روندا کہ وہ مر گیا۔

(۳۵۵۷) اور فضالہ نے ابان سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب کوئی لڑکا جوان ہو کر نصرانی بن جائے تو اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو یا دونوں مسلمان ہوں تو اس کو نہ چھوڑو اور مار پیٹ کر اسلام پر لے آؤ۔

(۳۵۵۸) اور ابن فضال نے ابان سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اسلام سے مرتد ہو کر مر گیا اور اس کی کئی اولادیں ہیں اور مال بھی ہے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مال مسلمان اولاد کو ملے گا۔

(۳۵۵۹) اور حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر باپ مسلمان ہے تو اولاد کو کھینچ کر اسلام کی طرف لایا جائے۔ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کو اسلام کی طرف بلایا جائے اگر وہ انکار کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اور اگر لڑکا مسلمان ہے تو اس کے ماں باپ کو اسلام کی طرف نہیں کھینچا جائے گا اور ان دونوں کے درمیان میراث نہیں ہوگی۔

باب: عتق (آزادی) کے متعلق نادر روایات

(۳۵۶۰) سعد بن سعد نے حریز سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تیرا مال میرا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ آزادی سے پہلے مال کے لئے کہے اور غلام کی رضا کے ساتھ یوں کہے تیرا مال میرا ہے اور تو آزاد ہے۔

(۳۵۶۱) اور حسن صیقل نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے یہ نیت کی کہ سب سے پہلے جس غلام کا میں مالک بنوں گا وہ آزاد ہے۔ لیکن اس نے بیک وقت چھ غلام خریدے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کی نیت صرف ایک غلام کے آزاد کی ہے تو ان میں سے جسے چاہے چن لے اور اسے آزاد کر دے۔

(۳۵۶۲) ابراہیم بن مہزیار نے اپنے بھائی علی بن مہزیار سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام ہادی علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا اور یہ دریافت کیا کہ ایک غلام کا دم نکل رہا تھا کہ اس کے مالک نے اس کو اسی وقت آزاد کر دیا اور وہ دنیا سے آزاد چل بسا۔ تو کیا اس شخص کو اس کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا یا ویسے ہی غلام چھوڑ دے اور جب وہ مر جائے تو اس (مالک) کے لئے ثواب ہے اور کیا یہ افضل ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ وہ غلام کو مرتے وقت غلام ہی چھوڑ دے تاکہ اس کے مرنے کی وجہ سے مالک کو جو دنیاوی خسارہ ہو اس کا ثواب ملے۔ ایسے وقت میں آزاد کرنا اس کو کوئی نفع نہیں پہنچائے گا۔

[۱] تہذیب ج ۲ ص ۴۸۴ پر حسین بن سعید سے مروی ہے، انہوں نے سنا عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے اسے اوپر تک پہنچایا کہ کہا: امیر المومنین کے عامل نے لکھا تا آخر حدیث

(۳۵۶۳) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے فضل بن مبارک سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوالحسن امام علی النقی علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس ایک غلام ہے جو مریض ہو گیا ہے تو کیا اس کو اس مرض کے عالم میں آزاد کر دیا جائے اس میں زیادہ ثواب ہے یا اس کو غلام ہی رہنے دیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مرض کی حالت میں ہے تو اسی حالت میں اس کو آزاد کر دینا افضل ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کا ایک عضو جہنم سے آزاد کردے گا اور اگر وہ حالت احتضار میں ہے تو اس کو آزاد کرنے سے بہتر یہ ہے کہ غلام کی حالت میں چھوڑ دیا جائے۔

(۳۵۶۴) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے فضل بن مبارک بصری سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان ایک شخص پر ایک بندہ مومن کا آزاد کرنا واجب ہے مگر وہ اس کو نہیں ملتا اب وہ کیا کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے بدلے تم کئی اطفال خرید کر آزاد کر دو اگر ان میں سے کوئی مومن نکل آیا تو یہ کامیابی کی بات ہے اور اگر کوئی مومن نہیں نکلا تو تم لوگوں پر کوئی بات نہیں ہے۔

(۳۵۶۵) معاویہ بن میسرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنے غلام کو جتنی اس کی قیمت ہے اس سے کم قیمت کر کے فروخت کر رہا ہے تاکہ جو شخص اس کو خرید رہا ہے وہ اسے آزاد کر دے اور غلام نے یہ کہا ہے کہ اتنی رقم آپ کی میرے اوپر واجب الادا رہے گی؟ تو کیا مالک کو یہ حق ہے کہ وہ غلام سے وہ رقم لے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ بخشش کے طور پر لے سکتا ہے۔ چنانچہ اس سے بخشش کے طور پر طلب کرے اور اگر وہ دینے سے انکار کر دے تو اس کو چھوڑ دے۔ (اصرار نہ کرے)۔

(۳۵۶۶) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے ایسی کنیز کے متعلق فرمایا جو مکاتبہ تھی اور اس کے مالک سے اس نے مجامعت کر لی اور وہ حاملہ ہو گئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اس کی مثل مہر ادا کیا جائے گا اور کنیز اپنی قیمت ادا کرنے کی کوشش کرے گی۔ اگر ادائیگی سے عاجز رہی تو پھر اس کا شمار امہات الاولاد میں ہو گا۔

(۳۵۶۷) ایک مرتبہ ابن ابی سعید مکاری [۱] حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ اللہ تمہیں اس منزل پر پہنچائے کہ تم بھی وہی دعویٰ کرو جو تمہارے والد نے کیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ تیری روشنی کو سلب کرے اور تیرے گھر میں فقر و فاقہ کو داخل کر دے کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہیں ایک لڑکا دینے والا ہوں تو اللہ نے ان کو مریمؑ عنایت کیں اور حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ عنایت کیے تو عیسیٰؑ مریمؑ سے ہیں اور حضرت مریمؑ عیسیٰؑ سے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ ایک ہی چیز ہیں اور میں اپنے پدر بزرگوار سے ہوں اور میرے پدر بزرگوار مجھ سے ہیں اور میں اور میرے پدر بزرگوار ایک ہی شے ہیں۔ پھر ابن ابی سعید نے آنجناب علیہ السلام سے کہا: میں آپ (علیہ السلام) سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ میرا جواب تم قبول نہیں کرو گے تم ہمارے ماننے والوں میں سے نہیں ہو لیکن لاؤ کیا مسئلہ ہے۔ اس نے کہا: ایک شخص نے اپنی موت کے وقت یہ کہا کہ میرے جتنے قدیمی غلام ہیں وہ لوجہ اللہ آزاد ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: حتی عاد کالعرجون القدیم (سورہ یٰسین آیت نمبر ۳۸) (یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرف ہو جاتا ہے) تو اس کے غلاموں میں سے جسے چھ مہینے ہو گئے ہیں وہ قدیمی اور پرانا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ آنجناب علیہ السلام کی خدمت سے نکلا اور ایسا فقیر ہوا کہ شب بسر کرنے کو کوئی جگہ نہیں رہ گئی۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔

[۱] یہ حسین بن ہاشم بن حیان مکاری وہ اور اس کا باپ گروہ واقفیہ کے سرکردہ افراد میں تھے اور حسین اپنی حدیث میں ثقہ ہے۔

(۳۵۶۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم اور انہوں نے ابوالورد سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان کا ایک نصرانی غلام ہے کیا اس پر جزیہ لگے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں وہ مسلمان اس کا مالک ہے وہ اس کی طرف سے فدیہ دے گا۔ اگر اس سے لیا جائے گا تو وہ ادا کرے گا۔

کتاب المعیشۃ

باب: کسب معاش پیشہ وفوائد وصنعت وہنرمندی

(۳۵۶۹) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا: ربنا اتنافی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۰۱) (اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نعمت دے اور آخرت میں ثواب دے) کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی خوشنودی اور جنت آخرت میں اور وسعت رزق ومعیشت وحسن خلق دنیا میں۔

(۳۵۷۰) ذریح بن یزید محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آخرت پر دنیا سے مدد لینا بہت اچھا ہے۔

(۳۵۷۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دنیا کو آخرت کے لئے ترک کردے یا آخرت کو دنیا کے لئے ترک کردے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [۱]

(۳۵۷۲) اور عالم علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: اپنی دنیا کا کام تم اس طرح کرو جیسے تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور اپنی آخرت کا کام اس طرح انجام دو جیسے تم کل ہی مر جاؤ گے۔

(۳۵۷۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غنیٰ ودولت مندی سے تقویٰ الٰہی میں مدد لینا بہت اچھی بات ہے۔

(۳۵۷۴) عمر بن اذینہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: طلب رزق کے لئے غربت ومسافرت اختیار کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔

(۳۵۷۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنی جگہ سے حرکت کرو تو رزق تمہارے لئے اپنی جگہ سے حرکت کرے گا۔

(۳۵۷۶) علی بن عبدالعزیز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مجھے پسند ہے کہ آدمی طلب رزق میں پھرتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ تو میری امت کو صبح تڑکے اُٹھنے میں برکت عطا فرما۔ [۲]

(۳۵۷۷) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی حاجت کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو بہت سویرے تڑکے جائے اس لئے کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی ہے کہ وہ میری امت کو بہت سویرے میں برکت عطا فرمائے۔

---

[۱] دنیا کو آخرت کے لئے ترک کردے کے معنی ہیں کہ ان کوششوں کو ترک کردے جو رزق حاصل کرنے کے لئے واجب ہیں اور ازدواج ترک کردے جو سنت ہے اور رہبانیت اور اسی کے مثل چیزوں کو اختیار کرے جیسا کہ علاء بن زیاد کے بھائی عاصم نے کیا تھا اور امیر المومنین نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا تھا اور اس کی سرزنش کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لئے قومِ موسیٰ کی حکایت بیان کی ہے کہ جب قارون سے کہا وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا۔ (سورہ قصص آیت ۷۷) (اور تجھے جو کچھ خدا نے دے رکھا ہے اس میں آخرت کے گھر کی بھی جستجو کرو اور دنیا سے جو تیرا حصہ ہے مت بھول جا)۔ مطلب یہ ہے کہ دنیاوی ساز وسامان میں سے صاحب مال کا حصہ وہی ہے جو اپنے ساتھ زادِ آخرت بنا کرلے جائے۔

[۲] یعنی طلبِ رزق کے لئے اٹھ کر جانے کے لئے۔

(۳۵۷۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب تم لوگوں میں سے کوئی شخص کسی حاجت کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو بہت سویرے جائے اور چلنے میں تیزی کرے۔

(۳۵۷۹) اور حماد لحام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے تلاشِ معاش میں کسل اور سستی نہ کرو اس لئے کہ ہمارے آباء علیہم السلام بھی اس میں تیز دوڑتے اور اس کو طلب کرتے تھے۔

(۳۵۸۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا تو وہ دھوپ چڑھے گیا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سایہ میں دھوپ چڑھنے سے پہلے جایا کرو اس لئے کہ سایہ سایہ جانے میں برکت ہے۔

(۳۵۸۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی کام کے لئے بغیر وضو کیے ہوئے جائے اور وہ کام نہ ہو تو اپنے نفس کے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔

(۳۵۸۲) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں سب سے ناپسند اس شخص کو پاتا ہوں جس پر طلبِ معیشت تنگ ہو اور وہ چت لیٹے لیٹے یہ کہے کہ اے اللہ تو مجھے روزی عطا فرما اور زمین پر چلنا پھرنا چھوڑ دے اور اللہ کے فضل کی خواہش کرے آخر چیونٹی بھی تو اپنے سوراخ سے نکلتی ہے اور روزی تلاش کرتی ہے۔

(۳۵۸۳) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ چلنے پھرنے والے امانت دار کو پسند فرماتا ہے۔

(۳۵۸۴) اور محمد بن عذافر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے سات سو دینار دیئے اور فرمایا: اے عذافر تم اس کو کسی تجارت میں لگاؤ اور میں اس پر کوئی بہت زیادہ نفع کی حرص نہیں کرتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھے کہ میں فوائد کما رہا ہوں۔ عذافر کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس سے سو (۱۰۰) دینار نفع کمایا اور طواف میں (جب آپ سے ملاقات ہوئی تو) میں نے آپ سے عرض کیا: میں آپ پر قربان اللہ تعالیٰ نے تجھے سو (۱۰۰) دینار عطا کیے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تو تم اس کو میرے راس المال میں شامل کرلو۔

(۳۵۸۵) ابراہیم بن عبدالحمید نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنے اس لڑکے کو لکھنا سکھا دیا ہے اب کس پیشہ میں اس کو لگادوں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تمہارے باپ پر رحم کرے اسے جس پیشے میں چاہو لگادو مگر اس کو پانچ پیشوں میں نہ لگانا۔ اس کو نہ سیاء بنانا، نہ سنار بنانا، نہ قصاب بنانا، نہ غلہ فروش بنانا اور نہ بردہ فروش بنانا۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاء کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کفن فروش ہوتا ہے جو میری امت کے لئے موت کی تمنا کرتا ہے اور میری امت کے مولود مجھے جن چیزوں پر آفتاب طلوع کرتا ہے ان سب سے زیادہ پیارے ہیں اور سنار تو یہ میری امت کے غبن کا کام کرتا ہے۔ اور قصاب کہ ذبح کرتے کرتے اس کے دل سے رحم نکل جاتا ہے اور غلہ فروش تو یہ میری امت کی خوراک کا احتکار کرتا ہے۔ (غلّہ روکے رکھتا ہے کہ گرانی ہو تو فروخت کروں)۔ اگر کوئی بندہ چور بن کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو تو یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ وہ چالیس دن تک خوراک روک کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو۔ اب رہ گیا بردہ فروش تو ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری امت میں بدترین وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کو فروخت کرتے ہیں۔

(۳۵۸۶) سدیر صیرفی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ایک حدیث مجھ تک حسن بصری سے پہنچی ہے اگر وہ واقعاً صحیح ہے تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ حدیث کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حسن کہا کرتے تھے کہ اگر ان کا دماغ آفتاب کی گرمی سے کھولنے بھی لگے تو وہ کسی صراف کی دیوار کے زیر سایہ نہیں جائیں گے اور اگر ان کا جگر مارے پیاس کے

پارہ پارہ بھی ہو رہا ہو تو وہ کسی صراف کے گھر کا پانی نہیں پئیں گے۔ مگر یہی تو میرا کام اور میری تجارت ہے اور اسی پر میرے گوشت اور خون نے پرورش پائی ہے اسی سے میرا حج اور میرا عمرہ ادا ہوا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر آنجناب علیہ السلام بیٹھ گئے پھر فرمایا: حسن نے غلط کہا۔ تم برابر دو اور برابر لو اور جب نماز کا وقت آجائے تو جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ چھوڑو اور نماز کے لئے چلے جایا کرو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اصحاب کہف بھی صراف تھے یعنی کلام کے صراف درہم و دینار کے صراف نہیں۔

(۳۵۸۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کے ان تاجروں کے لئے ویل (تباہی) ہے جو نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم کہتے ہیں اور میری امت کے ان کاریگروں کے لئے ویل ہے جو آج کل کہتے ہیں (یعنی وعدہ میں)۔

(۳۵۸۸) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (زائد خون نکالنے کے لئے) پچھنے لگوائی اور مولی بنی بیاضہ نے پچھنی لگائی اور آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کو اس کی اجرت دی اگر یہ حرام ہوتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کو اجرت نہ دیتے۔ جب پچھنی لگوانے سے فارغ ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: (وہ نکلا ہوا) خون کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس کو پی لیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ کرنا تیرے لئے مناسب نہ تھا مگر اب اللہ نے اس کو تیرے لئے جہنم سے رکاوٹ بنا دیا۔

(۳۵۸۹) اور علی بن جعفرؑ[۱] نے اپنے بردار مکرم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے لٹائی ہوئی شکر و بادام اور اس کی مشابہہ چیزوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان کا کھانا حلال ہے؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ مال جو لٹایا گیا ہو مکروہ ہے۔

(۳۵۹۰) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **انما الخمر و المیسر و الانصاب والازلام رجس من عمل الیشطان فاجتنبوہ** (سورہ مائدہ آیت نمبر ۹۰) (یہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس ناپاک اور شیطانی کام ہیں تم لوگ ان سے بچے رہو) تو عرض کیا: گیا یا رسول اللہ میسر کیا ہے؟ آنجناب نے فرمایا: ہر وہ شے جس سے جوا کھیلا جائے یہاں تک کہ پانسہ اور اخروٹ۔ دریافت کیا گیا کہ انصاب؟ فرمایا کہ جو چیز یہ لوگ اپنے خداؤں کے لئے ذبح کرتے ہیں۔ دریافت کیا گیا اور ازلام کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان کے پیالے جن سے یہ لوگ بانٹتے ہیں (یہ بھی قمار بازی کا ایک طریقہ ہے)۔

(۳۵۹۱) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام وہ اخروٹ کھانے کو منع کرتے تھے جو لڑکے قمار اور کھیل میں جیت کر لاتے ہیں اور فرماتے تھے کہ یہ حرام کی کمائی ہے۔

(۳۵۹۲) اور ایوب بن حر نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایات کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ نوحہ کرنے والی عورتیں جو کسی میت پر نوحہ کرتی ہیں ان کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں اور ان گانے والیوں کی اجرت میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جو دلہنوں کو سجاتی ہیں بشرطیکہ وہاں مرد داخل نہ ہوں۔

(۳۵۹۳) ابان بن عثمان [۲] نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چار چیزیں، چار چیزوں میں خصوصیت سے جائز نہیں ہیں (اس لئے کہ اس سے سارا عمل حبط ہو جائے گا) خیانت، دھوکا دینا، چوری اور سود خوری، حج اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ میں۔

---

[۱] یہ ثقہ ہیں اور ان تک سلسلہ روایت صحیح ہے 'کافی' ج ۵ ص ۱۲۳ پر یہی حدیث مروی ہے اور وہ صحیح ہے۔

[۲] اس تک سلسلہ صحیح ہے، اس کی روایتیں قبول کی جاتی ہیں البتہ وہ فاسد المذہب اور ناؤوسی ہے۔

(۳۵۹۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مشاطگی (دلہنوں کو سنوارنے) کے پیشہ میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ آپس میں کوئی شرط نہ رکھی جائے اور مشاطہ کو جو کچھ دیا جائے وہ قبول کرلے اور ایک عورت کے بال دوسری عورت کے بال میں نہ ملادے ہاں اگر بکری کا بال عورت کے بال میں ملادیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور نوحہ خوانی کے پیشہ سے کمانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جب کہ نوحہ خوانی کرنے والی جو کچھ کہے وہ سچ کہے۔

(۳۵۹۵) اور روایت کی گئی ہے کہ نوحہ کرنے والی کے لئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارنا حلال ہے۔[1]

(۳۵۹۶) روایت کی ہے حسن بن علی بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی زمینوں میں کام کررہے ہیں اور آنجناب علیہ السلام کے دونوں قدم پسینہ میں تر ہیں تو میں نے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان آپ کے آدمی کہاں ہیں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے علی اپنے ہاتھ سے کام اپنی زمین میں تو انہوں نے بھی کیا ہے جو مجھ سے اور میرے باپ سے بھی بہتر ہیں۔ میں نے عرض کیا: وہ کون؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام اور میرے تمام آباء علیہم السلام سب نے اپنے ہاتھ سے کام کیے ہیں اور یہ کام تو انبیاء اور مرسلین وصالحین کا ہے۔

(۳۵۹۷) شریف بن سابق تفلیسی نے فضل بن ابی قرہ سمندی کوفی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم بہت اچھے بندے ہوتے اگر بغیر اپنے ہاتھ سے کچھ کیے دھرے بیت المال سے نہ کھاتے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے لوہے کی طرف وحی فرمائی کہ تو میرے بندے داؤد کے ہاتھ کے لئے نرم ہوجا وہ نرم ہوگیا پس اللہ تعالیٰ نے جب ان کے لئے لوہے کو نرم کردیا تو داؤد علیہ السلام ایک دن میں ایک زرہ بنالیا کرتے اور اس کو ایک ہزار درہم پر فروخت کردیتے۔ اس طرح آنجناب علیہ السلام نے تین سو ساٹھ زرہیں بنائیں اور تین سو ساٹھ ہزار درہم پر فروخت کردیں اور بیت المال سے مستغنی ہوگئے۔

(۳۵۹۸) فضل بن ابی قرہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ اپنے باغ میں کام کررہے تھے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا: ہم آپ (علیہ السلام) پر قربان ہوں آپ (علیہ السلام) چھوڑیں ہم لوگ کام کردیں یا آپ (علیہ السلام) کے نوکر کام کردیں گے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں مجھے کام کرنے دو اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ لے کہ میں اپنے ہاتھ سے کام کررہا ہوں اور خود کو اذیت دے کر حلال روزی کمارہا ہوں۔

(۳۵۹۹) اور امیر المومنین علیہ السلام دوپہر کو (سخت دھوپ میں) اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے نکلتے تھے اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ لے کہ طلب حلال کے لئے میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈال رہا ہوں۔

اور معلمی کے پیشہ میں کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ شعر و رسائل و حقوق اور اس کے مانند کی تعلیم دیتا ہو اگرچہ وہ اس پر اجرت کی شرط کیوں نہ رکھے لیکن تعلیم قرآن کے لئے ہو تو نہیں۔

(۳۶۰۰) فضل بن ابی قرہ سے روایت کی گئی اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: وہ لوگ کہتے ہیں کہ معلم کی کمائی حرام کی کمائی ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ کہا وہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے قرآن کی تعلیم نہ حاصل کریں۔ اگر کوئی شخص معلم کو اپنے بچے کی دیت (خوں بہا) دیتا ہے تو وہ معلم کے لئے مباح ہے۔

(۳۶۰۱) حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا: آدمی کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کی تجارت گاہ اس کے ملک میں ہو اور اس کے شریک صالح لوگ

---

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۱۱۸ پر بسندِ مجہول اسے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

ہوں اور اس کے بچے ہوں جن سے وہ اس تجارت میں مدد لے۔

(۳۶۰۲) اور عبدالحمید بن عواض طائی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے اپنی نشست گاہ میں ایک چکی رکھ دی ہے اور (میری نشست گاہ میں) میرے اصحاب بھی میرے پاس بیٹھتے ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و مہربانی ہے۔ (تاکہ تو اس طرح دنیا اور آخرت حاصل کرے)۔

(۳۶۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ولید بن صبیح سے فرمایا: اے ولید تم میرے لئے کسی نامبارک و منحوس سے کوئی چیز نہ خریدنا اس لئے کہ اگر تم اس کو اور چیزوں میں ملاؤ گے تو ان میں بھی برکت نہیں رہ جائے گی۔ ۱

(۳۶۰۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ اسی سے میل ملاپ رکھو اور اسی سے لین دین کرو جو خیر و خوبی میں پلا بڑھا ہو۔ ۲

(۳۶۰۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ کسی بیماری میں مبتلا شخص کے ساتھ معاملہ کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ لوگ بہت ظالم شے ہیں۔ ۳

(۳۶۰۶) اور آنجناب علیہ السلام نے ربیع شامی سے فرمایا کہ تم کردوں سے خلط ملط نہ رکھو اس لئے کہ یہ جنوں کا ایک قبیلہ ہے اللہ نے ان سے پردہ اُٹھا لیا ہے (اور وہ نظر آتے ہیں)۔ ۴

(۳۶۰۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کسی مجوسی سے مدد نہ طلب کرو خواہ اپنی مرغی کی ٹانگ پکڑنے میں جس کو تم ذبح کرنا چاہتے ہو۔

(۳۶۰۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ سفلہ اور کمینے سے میل ملاپ اور خلط ملط ہونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ بھلائی کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ احادیث میں سفلہ کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ سفلہ وہ ہے کہ جس کو پرواہ نہیں کہ وہ کیا کہتا ہے اور نہ یہ کہ اس سے کیا کہا جا رہا ہے۔

دوسرے سفلہ وہ ہے جو طنبورہ بجاتا ہے۔

تیسرے یہ کہ سفلہ وہ ہے کہ اگر اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے تو وہ خوش نہ ہو اور اگر اس کے ساتھ کوئی برائی کرے تو وہ برا نہ مانے۔

چوتھے یہ کہ سفلہ وہ ہے جو دعویٰ امامت (سرداری) کرے حالانکہ وہ اس کا اہل نہ ہو۔ اور یہ سب سفلہ کے اوصاف ہیں جس میں یہ تمام اوصاف جمع ہوں اس سے ملنے جلنے سے اجتناب واجب ہے۔

(۳۶۰۹) فضیل بن یسار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے تجارت ترک کر دی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہ کرو اپنا دروازہ کھولو اپنی بساط بچھاؤ اور اپنے پالنے والے اللہ سے روزی طلب کرو۔

(۳۶۱۰) اور سدیر صیرفی کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آدمی پر طلب رزق کے لئے کیا فرض ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے سدیر جب تم نے اپنا دروازہ کھول کر اپنی بساط بچھائی تو جو تم پر فرض تھا وہ تم نے پورا کر دیا۔ ۵

---

۱ کلینی نے اسے ج ۵ ص ۱۵۷ پر سندِ صحیح روایت کیا ہے۔

۲ 'کافی' ج ۵ ص ۱۵۸ پر موثق سند سے اسے بیان کیا گیا ہے اور خیر سے مراد مال ہے۔

۳ 'کافی' میں اس روایت کو مرفوع سند سے بیان کیا گیا ہے۔ شاید یہ چھوت سے پھیلنے والی بیماری سے بچنے کے لئے کہا گیا ہو۔

۴ 'کافی' میں اسے مرسل سند سے بیان کیا گیا ہے۔ علامہ مجلسی نے کہا ہے: یہ کردوں سے معاملہ کرنے میں کراہت کی دلیل ہے اور شاید وہ جن ہی ہوں کیونکہ ان کے اخلاق گندے ہوتے ہیں، کثرت سے فریب کرتے ہیں اور جنوں سے اتنے مشابہ ہیں گویا وہ انہی میں سے ہوں اور ان پر سے پردہ ہٹا دیا گیا ہے۔

۵ کلینی نے ج ۵ ص ۷۹ پر مسند حدیث میں حسین صحاف سے اسے نقل کیا ہے اور انہوں نے امام علیہ السلام سے۔

(۳۶۱۱) نیز آنجناب علیہ السلام ^۱ نے فرمایا: اللہ تبارک تعالیٰ مومنین کا رزق اپنے طریقہ سے قرار دیتا ہے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتے اور یہ اس لئے کہ جب بندہ نہیں جانتا کہ اس کا رزق کس طرح ملے گا تو اس کی دعا زیادہ ہو جاتی ہے۔

(۳۶۱۲) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے آمادہ رہو کہ جس کی تم اُمید نہیں رکھتے وہ تمہیں ملے اور جس کی تم اُمید رکھتے ہو وہ تمہیں نہ ملے اس لئے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے اہل کے لئے آگ لینے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کرلیا اور نبی بن کر واپس ہوئے اور بلقیس ملکہ سبا (کسی اور اُمید سے) نکلی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لے آئی۔ اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت طلب کرنے نکلے اور مومن بن کر واپس ہوئے۔ ^۲

(۳۶۱۳) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے عرض کیا: مجھ سے وعدہ کیجئے (کب دینگے) تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں کیسے وعدہ کرلوں کہ میں اس کے لئے ہوں جس کی میں امید نہیں رکھتا کہ وہ مجھے ملے اور جس کی امید رکھتا ہوں وہ مجھے نہ ملے۔

(۳۶۱۴) جمیل بن درّاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی مومن پر ایک رزق کا دروازہ بند کرتا ہے تو اس کے لئے دوسرا دروازہ اس سے بہتر کھول دیتا ہے۔

(۳۶۱۵) سکونی نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ ایسا رزق دیتا ہے جس کے لئے اس نے پاؤں کو حرکت نہیں دی اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا جس کے لئے زبان نہیں ہلائی اور جس کے لئے اس نے کوئی سفر نہیں کیا۔ غرض اس کے لئے ذرا بھی کوشش نہیں کی تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہ **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب** (سورہ طلاق آیت نمبر ۲۔۳) (جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا)۔

(۳۶۱۶) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: آسمان سے مدد اسی قدر نازل ہوتی ہے کہ جس قدر بندے کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۳۶۱۷) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ دولتمندی جو تم کو ظلم سے روکے رہے اس فقر سے بہتر ہے جو تم کو گناہ پر آمادہ کردے۔

(۳۶۱۸) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس شخص میں کوئی خیر و خوبی نہیں جو مال حلال طریقہ سے جمع نہیں کرنا چاہتا جس سے وہ اپنا گزارہ کرلے کہ دینی امور کو پورا کرے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(۳۶۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی مالی حالت کی اصلاح چاہنا بھی انسانیت میں ہے۔ ^۳

(۳۶۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مالی حالت کی اصلاح بھی ایمان میں داخل ہے۔

(۳۶۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کوئی مرد مسلمان بغیر تین چیزوں کے صالح نہیں ہوسکتا دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ)، معیشت میں میانہ روی اور مصیبتوں پر صبر۔ ^۴

---

۱ 'کافی' ج ۵ ص ۸۴ کی مسند حدیث میں اسے علی بن سری سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کیا ہے۔

۲ 'کافی' ج ۵ ص ۸۳ پر اسے امام جعفرؑ سے انہوں نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے جد علیہم السلام سے روایت کیا ہے۔

۳ مال کی اصلاح چاہنے میں انسانیت یہ ہے کہ نہ اس سے فساد برپا کرے اور نہ اسے ضائع کرے اس لئے کہ مال اللہ کی نعمت ہے۔

۴ دین میں تفقہ سے مراد معارف دینیہ و مسائل و احکام میں بصیرت حاصل کرنا، معیشت میں میانہ روی یہ کہ نہ اسراف کی طرف جائے اور نہ تفریط کی طرف اور مصیبتوں پر صبر سے مراد پیش آنے والی مصیبتوں پر صبر۔

(۳۶۲۲) آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نفس جب اپنی غذا کا تحفظ کر لیتا تو اس کو قرار آجاتا ہے۔

(۳۶۲۳) معمر بن خلاد نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا طعام کو محفوظ رکھنا سنت ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں یہی کرتا ہوں۔ اس سے آنجناب علیہ السلام نے خوراک کی حفاظت کو مراد لیا ہے۔

(۳۶۲۴) ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کفایت شعاری سے زیادہ پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور خرچ نہیں ہے۔ وہ اسراف یعنی فضول خرچی سے نفرت کرتا ہے لیکن صرف حج اور عمرہ میں۔ پس اللہ رحم کرے ان مومنین پر جو حلال کماتے ہیں اور کفایت شعاری سے خرچ کرتے ہیں اور جو فاضل ہوتا ہے اسے (آخرت کے لئے) آگے بڑھا دیتے ہیں۔

(۳۶۲۵) اور عالم علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کفایت شعاری اختیار کرے گا اس کے لئے میں ضامن ہوں کہ وہ کبھی فقر میں مبتلا نہ ہوگا۔

(۳۶۲۶) حضرت علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام نے فرمایا: بعض آدمی اپنا مال حق کام میں خرچ کرتے ہیں پھر بھی وہ فضول خرچ ہیں (کیونکہ میانہ روی سے خرچ نہیں کرتے)۔

(۳۶۲۷) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: فضول خرچ و مسرف کی تین علامتیں ہیں۔ وہ کھائے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ وہ خریدے جو اس کے لئے نہیں ہے۔ وہ پہنے جو اس کے لئے نہیں ہے۔

(۳۶۲۸) ابو ہشام بصری نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: درہم و دینار کو (کوئی اور شے بنانے کے لئے) پگھلانا اور گٹھلیاں ادھر ادھر پھینک دینا یہ بھی فساد میں داخل ہے۔

(۳۶۲۹) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم اسراف کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ کہ تم اپنے حفاظت سے رکھے ہوئے لباس فاخرہ کو (بے قدری سے) پہنو اور اسے پرانا کر دو۔ اور برتن کا فاضل پانی بہا دو اور گٹھلیوں کو ادھر اُدھر پھینکتے جاؤ۔

(۳۶۳۰) ولید بن صبیح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تین طرح کے لوگ دعا کرتے ہیں مگر ان کی دعا قبول نہیں ہوتی یا یہ فرمایا کہ ان کی دعائیں رد کر دی جاتی ہیں۔ ایک وہ شخص جس کے پاس مال کثیر تیس ہزار، چالیس ہزار ہے وہ اپنی ضروریات پر خرچ کرتا ہے پھر کہتا ہے یا اللہ تو مجھے رزق دے تو اللہ کہتا ہے کیا میں نے تجھے رزق نہیں دیا ہے۔ اور دوسرا وہ شخص جو رزق تلاش نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے رزق دے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے تیرے لئے رزق کے راستے نہیں بنا دیئے ہیں۔ اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس عورت ہے اور وہ کہتا ہے یا اللہ تو میرے اور اس کے درمیان جدائی کر دے تو اللہ کہتا ہے کہ کیا میں نے اس کو تیرے لئے نہیں بنایا ہے۔

(۳۶۳۱) امام علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کی سعادت مندی اور خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کا خود نگراں ہو اور ان کی ضروریات کو پورا کرے۔

(۳۶۳۲) امام علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کے لئے یہی گناہ (جہنم میں لے جانے کیلئے) کافی ہے کہ اس کے اہل و عیال ضائع و برباد ہو رہے ہوں [1]۔

(۳۶۳۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس کے اہل و عیال ضائع و برباد ہو رہے ہوں۔

(۳۶۳۴) امام علیہ السلام نے فرمایا: حلال کمائی سے اپنے اہل و عیال کے لئے کوشش کرنے والا ایسا ہے جیسے راہ خدا میں جہاد کرنے والا۔

(۳۶۳۵) اسماعیل بن جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ کسی کے حقوق کی ذمہ

---

[1] یعنی اس کے اہل و عیال کا ضائع ہونا کافی ہے اس کے جہنم میں داخل ہونے کے لئے اور اس کے لئے کسی اور گناہ کی ضرورت نہیں چنانچہ راتوں کا قیام اور دنوں کا روزہ اسے اس گناہِ عظیم کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ (محمد تقی مجلسی)۔

داری نہ لو اور اگر ذمہ داری آ ہی پڑے تو اسے برداشت کرو۔

(۳۶۳۶) حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائیوں پر اتنا نہ خرچ کرو کہ جتنا ان کو فائدہ ہو اس سے زیادہ تم کو نقصان ہو جائے۔

(۳۶۳۷) اور عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کسل اور تنگ دلی سے بچو اس لئے کہ جو شخص کسل کرے گا وہ حق کو ادا نہیں کر سکے گا اور جو تنگ دل ہو گا وہ حق پر صبر نہیں کر سکے گا۔

(۳۶۳۸) اور حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے نفرت کرتا ہے جو بہت زیادہ سوتا ہو اور اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے اس بندے سے جو بالکل فارغ ہو (اور کوئی کام نہ کرتا ہو)۔

(۳۶۳۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بشیر نبال سے فرمایا: جب تم کو کوئی روزی کا ذریعہ ملے تو اس کو لازمی پکڑ لو (چھوڑو نہیں)۔

(۳۶۴۰) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشہ کے لئے شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: جب تم کسی تاجر کو مال فروخت کرتے ہو تو اسی سے مال خرید لو پھر وہ مال فروخت کردو جو اس میں نفع حاصل ہو اس کو لازم پکڑ لو۔

(۳۶۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے بڑے بڑے امور کو بذات خود انجام دو اور چھوٹے چھوٹے کاموں کو دوسرے کے سپرد کردو۔ تو عرض کیا گیا مثلاً کس قسم کا (بڑا) کام؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مثلاً گھر کا قیمتی سامان و جائداد وغیرہ (کی خرید و فروخت)۔

(۳۶۴۲) ارقط سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم بازاروں کا چکر لگانے والے ہرگز نہ بنو اور معمولی معمولی اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کی خریداری اپنے ذمہ نہ لو۔ اس لئے کہ ایک مذہبی اور صاحبِ حسب و شرف مسلمان کے لئے ہرگز یہ زیب نہیں دیتا کہ چھوٹی چھوٹی اشیاء کی خریداری کے لئے خود جائے سوائے تین چیزوں کے۔ بیش قیمت سامان و جائداد، اونٹ اور غلام اس لئے کہ دیندار اور صاحب حسب و شرف کو چاہیے کہ ان کی خریداری کے لئے بذات خود جائے۔

(۳۶۴۳) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام لکڑیاں کاٹ کر لاتے، پانی بھر کر لاتے، جھاڑو دیتے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام چکی پیستی تھیں، آٹا گوندھتی تھیں اور روٹیاں پکاتی تھیں۔

(۳۶۴۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جائداد خریدنے والا رزق یافتہ اور جائداد فروخت کرنے والا بے برکت ہو جاتا ہے۔

(۳۶۴۵) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: انسان جو کچھ اپنے بعد مال چھوڑتا ہے اس میں سب سے زیادہ شدید مال صامت (سونا چاندی) ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر کیا کیا جائے۔ آنجناب علیہ السلام سے فرمایا: اس کو احاطہ و باغ و مکان کی شکل میں رکھ دے۔

(۳۶۴۶) عبدالصمد بن بشیر نے معاویہ بن عمار سے انہوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہجرت کر کے) مدینہ میں وارد ہوئے تو آپؐ نے اس کے چاروں طرف اپنے پاؤں سے ایک خط کھینچ دیا پھر دعا کی: اے اللہ جو شخص اس زمین کا ایک ٹکڑا بھی فروخت کرے تو اس میں اس کو برکت نہ دے۔

(۳۶۴۷) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کتاب توریت میں تحریر ہے کہ جو شخص اپنی زمین اور پانی (کنواں) اور اس کی قیمت زمین اور پانی کی شکل میں نہ رکھے اس میں سے برکت نہ حاصل کر پائے گا۔

(۳۶۴۸) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پچھنی لگانے

کے پیشہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۶۴۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانڈ کو حاملہ کرنے کے لئے کرایہ پر چلانے کو منع فرمایا کہ یہ حاملہ کرنے کی اجرت ہے۔

(۳۶۵۰) اور ابوبصیر نے آنجناب علیہ السلام سے شکاری کتے کی قیمت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی قیمت حلال نہیں ہے۔ [۱]

(۳۶۵۱) نیز فرمایا: زنا کرانے والی کی اجرت حرام کمائی ہے اور اس کتے کی قیمت جو شکاری نہ ہو وہ بھی حرام کی کمائی ہے اور کاہن کی اجرت بھی حرام کمائی ہے لیکن اپنے موافق فیصلہ کرانے کے لئے رشوت یہ کفر باللہ عظیم ہے۔ [۲]

(۳۶۵۲) اور روایت کی گئی ہے کہ گانے والے اور گانے والی کی اجرت بھی حرام کمائی ہے۔ [۳]

(۳۶۵۳) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قاری کی اجرت کو منع فرمایا جو اجرت شرط کر کے ہی قرأت کرتا ہو۔ [۴]

(۳۶۵۴) حسین بن مختار قلانسی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں ٹوپیاں بنانے کا کام کرتا ہوں، اس میں پرانی روئی بھر دیتا ہوں، اس کو فروخت کرتا ہوں اور لوگوں کو نہیں بتاتا کہ اس میں کیا بھرا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں اس بات کو ضرور پسند کروں گا کہ تو لوگوں کو بتایا کر کہ اس میں کیا بھرا ہوا ہے۔

(۳۶۵۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یتیم کا مال کھانے والوں کو اس کا وبال دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی ملے گا۔ دنیا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریة ضعفاً فاخافوا علیھم فلیتقوا اللّٰہ. (اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ لوگ خود اپنے بعد ننھے اور ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو ان پر کس قدر ترس آتا لہٰذا ان پر سختی کرنے سے اللہ سے ڈرنا چاہیے) (سورۃ نساء آیت نمبر ۹) اور آخرت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان الذین یاکلون اموال الیتٰمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم ناراً وسیصلون سعیراً (جو لوگ یتیموں کا مال ناحق

---

[۱] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۰۷ پر اپنی اسناد سے اہوازی سے، انہوں نے جوہری سے، انہوں نے بطائنی سے، انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ دوسری روایت میں لڑنے والے کتے کی قیمت کے بارے میں ارشاد ہے۔

[۲] کلینی نے 'کافی' ج ۵ ص ۱۲۶ پر قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے حضرت امام جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: میت کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زانیہ کی اجرت، اور فیصلہ (اپنے حق میں کرانے) میں رشوت اور کاہن کی اجرت حرام کمائی ہے۔

اور متعدد افراد نے برقی سے، انہوں نے جامورانی سے، انہوں نے حسن بطائنی سے، انہوں نے زرعہ سے، انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے کہ امام جعفرؑ نے فرمایا: سحت کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں پچھنی لگانے والے کی کمائی جب پہلے سے شرط کرلی جائے۔ زانیہ کی اجرت اور شراب کی قیمت اور کسی فیصلے کے لئے رشوت دینا جو اللہ العظیم کے ساتھ کفر ہے۔

[۳] کلینی نے مُسند حدیث میں ابراہیم بن ابی بلاد سے بیان کیا ہے کہ کہا: اسحاق بن عمر نے اپنی وفات کے وقت مجھے وصیت کی کہ میں اس کی کنیزوں کو جو گانے والیاں تھیں فروخت کردوں اور ان کی قیمت ابوالحسن علیہ السلام کو لے جا کر دیدوں۔ ابراہیم کا کہنا ہے: میں نے ان کنیزوں کو تین لاکھ درہم میں فروخت کیا اور ان کی قیمت آنجنابؑ کے پاس لے گیا اور کہا: آپؑ کا ایک موالی جسے اسحٰق بن عمر کہا جاتا تھا اس نے مجھے اپنی موت کے وقت وصیت کی تھی کہ میں اس کی گانے والی کنیزوں کو بیچ دوں اور ان کی قیمت آپ کو دیدوں۔ تو میں نے انہیں فروخت کردیا اور یہ تین لاکھ درہم ان کی قیمت ہے۔ امامؑ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حرام کمائی ہے، ان کو (گانا) سکھانا کفر ہے، ان سے (گانا) سننا نفاق ہے اور ان کی قیمت سحت (حرام) ہے۔

اور موثق حدیث میں نصر بن قابوس سے روایت ہے کہ کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: گانے والی ملعونہ ہوتی ہے اور اس کی کمائی کھانے والا ملعون۔

[۴] شیخ نے اپنی اسناد کے ساتھ اہوازی سے، انہوں نے قاسم بن سلیمان سے، انہوں نے جراح مدائنی سے روایت کی ہے کہ کہا: ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس قاری کی اجرت سے منع فرمایا جو صرف شرط کر کے قرأت کرتا ہے۔

چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں بس انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب جہنم واصل ہونگے) (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰)

(۳۶۵۶) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد بن علی عسکری علیہما السلام کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص خطرناک جگہوں پر قافلوں کی حفاظت بادشاہ کے حکم کے بغیر کرتا ہے اور ایک معینہ رقم ان سے طے کر لیتا ہے کیا اس کا یہ رقم ان لوگوں سے لینا جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ اگر اس نے خود کو ایک معینہ رقم پر ان کا اجیر و مزدور بنا دیا ہے تو وہ ان سے اپنا حق لے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۶۵۷) اور محمد بن عیسیٰ بن عبید یقطینی نے حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد (امام علی النقی) علیہما السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے بیٹے کو معینہ اجرت پر ایک سال کے لئے کسی شخص کے سپرد کر دیا تاکہ وہ اس کے لئے کپڑے سیئے پھر ایک دوسرا شخص اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کو ایک سال کے لئے اس سے زیادہ اجرت پر میرے سپرد کر دو تو کیا اس کو اختیار ہے اور کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شخص اول سے معاملہ فسخ کر دے یا نہیں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کو اول سے وعدہ کی وفا واجب ہے اگر اس کا بیٹا بیمار یا کمزور نہ ہو جائے۔

(۳۶۵۸) اور محمد بن خالد برقی نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے مزدوری کے لئے دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: درست ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر خلوص کے ساتھ بقدر طاقت کام کر دے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے بھی خود کو مزدور بنایا تھا اور شرط کر لی تھی اور کہا تھا: ان شئت ثمانیاً و ان شئت عشراً (آپ چاہیں تو آٹھ سال چاہیں تو دس سال) تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق آیت نازل فرمائی: علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشراً فمن عندک (اس شرط پر کہ تو آٹھ برس میری نوکری کرے پس اگر تو نے دس پورے کر دیئے تو تیری طرف سے ہے)۔ (سورۃ قصص آیت نمبر ۲۷)

(۳۶۵۹) اور محمد بن عمرو بن ابی مقدام نے عمار ساباطی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص تجارت کر رہا ہے لیکن اگر اس تجارت کے بدلے کسی کی نوکری کر لے تو جس قدر اس کو تجارت سے ملتا ہے اس سے زیادہ اس کو نوکری سے ملے گا۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں وہ نوکری نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے طلب رزق کرتا رہے اور تجارت کرے اس لئے کہ اگر وہ نوکری کرے گا تو چونکہ وہ دوسرے پر بھروسہ کرے گا اس لئے اپنے رزق کو محدود کر لے گا۔

(۳۶۶۰) عبداللہ بن محمد جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جس شخص نے کسی کی ملازمت کی اس نے گویا اپنے رزق کو محدود کر دیا اور روک دیا اور اس کا رزق کیونکر محدود نہ ہوگا اس لئے کہ وہ جو کچھ کمائے گا وہ اس کے مالک کا ہوگا۔

(۳۶۶۱) ہارون بن حمزہ غنوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا مگر ان دونوں کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا اس لئے مزدوری کسی تیسرے کے پاس رکھ دی گئی۔ دریں اثناء تیسرا شخص مر گیا اور اتنا نہیں چھوڑا کہ پوری مزدوری ادا ہو اور مزدوری ماری گئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اصل میں جس نے مزدوری پہ رکھا ہے وہی مزدور کی مزدوری کا ضامن ہے جب تک کہ پوری مزدوری ادا نہ ہو لیکن یہ کہ مزدور سے بات کی جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے اور اگر وہ مزدوری کرے تو جتنا وہ لینے پر راضی ہو وہی اس کا حق ہے۔

(۳۶۶۲) اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے عبید اسراف اور فضول خرچی میں فقر ہے اور کفایت شعاری میں دولتمندی ہے۔

(۳۶۶۳) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو لوگوں کے لئے دوا تیار کرتا ہے اور اس کی

مزدوری لیتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۶۶۴) اور حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے، انہوں نے ابی سارہ سے، انہوں نے ھند زین ساز سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے میں اسلحہ لے کر اہل شام کے پاس جاتا تھا، ان کے ہاتھ فروخت کرتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس (مذہب حقہ) کی معرفت عطا کی تو اس اسلحے کی تجارت سے دل تنگ ہوا اور جی میں کہا کہ اب میں ان دشمنوں کے پاس اسلحے لیجا کر فروخت نہیں کرونگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں تم ان کے پاس اسلحے لیجا کر ان کے ہاتھ فروخت کرو اس لئے کہ ان ہی لوگوں کے ذریعہ اللہ ہمارے اور تم لوگوں کے دشمن یعنی اہل روم کو مار بھگائے گا۔ آنجناب علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: مگر جب ہمارے اور ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے اور کوئی شخص اسلحے لیجا کر ہمارے دشمنوں کو پہنچائے اور ہمارے خلاف ان کی مدد کرے تو وہ مشرک ہے۔

(۳۶۶۵) اور حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کی اس کے متعلق کیا رائے ہے کہ ایک شخص شاہی عملہ کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتا ہے اور اس شاہی عملہ کے علاوہ اس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور میں ادھر سے گزرتا ہوں تو اس کے وہاں قیام کرتا ہوں وہ میری مہمانداری اور میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور وہ میرے لئے کبھی کبھی درہم اور لباس دینے کا بھی حکم دیتا ہے۔ اس سے میں دل تنگ ہوں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم اس سے لو اور کھاؤ یہ تمہارے لئے بغیر کسی محنت و مشقت کے ہے اور اس کا بوجھ تو خود اس پر ہے۔

(۳۶۶۶) ابی المغرا سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ میں عامل کے پاس جاتا ہوں یا عامل آتا ہے تو میرے لئے درہموں کا حکم دیتا ہے، کیا میں اس سے لوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اور اس رقم سے حج کروں گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اور اس سے حج بھی کرو۔

(۳۶۶۷) اور علی بن یقطین سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ بادشاہِ وقت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے کچھ اولیاء اور دوست ہوتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اور دوستوں کا دفاع کرتا رہتا ہے۔

(۳۶۶۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اور وہی لوگ جہنم سے اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔

(۳۶۶۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بادشاہ کی ملازمت کا کفارہ اپنے برادران مومن کی حاجت کو پورا کرنا ہے۔

(۳۶۷۰) اور عبید بن زرارہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کو زیاد بن عبید اللہ (والی مدینہ) کے پاس بھیجا اور کہا اس کو کسی کام پر لگا دو۔ [1]

باب: باپ اپنے بیٹے کا مال لے سکتا ہے

(۳۶۷۱) حریز نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے پاس مال ہے اور اس کے باپ کو مال کی ضرورت ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس میں سے کھائے گا مگر ماں اس مال میں سے نہیں لے گی مگر یہ کہ وہ اپنے لئے بطور قرض لے۔

(۳۶۷۲) حسین بن ابی العلاء نے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک شخص کو اپنے لڑکے کے مال میں کتنا خرچ کرنا حلال ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر لینے پر مجبور ہو تو اپنی خوراک بھر بغیر اسراف اور فضول

[1] وہ زیاد بن عبید اللہ بن عبد المدان حارثی، ابو العباس سفاح کا ماموں تھا اور سفاح سے پہلے ۱۳۳ھ میں مدینہ کا والی تھا۔

خرچی کے۔ میں نے عرض کیا: مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: (ہاں) ایک شخص اپنے باپ کو لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ یہ میرے باپ ہیں انہوں نے میری ماں کی میراث میں مجھ پر ظلم وزیادتی کی ہے۔ اور باپ نے بتایا کہ اس میراث کو میں نے اس پر اور اپنے اوپر خرچ کیا ہے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اور تیرا مال تو تیرے باپ ہی کا ہے۔ اس کے پاس مال نہیں تو کیا بیٹے کے لئے ایک باپ کو قید کیا جائے گا؟

(۳۶۷۳) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے اپنے مال میں نہ غلام کو آزاد کرنے کا اور نہ کسی غلام کو مدبر کرنے کا اختیار ہے، نہ صدقہ کرنے کا، نہ ہبہ کرنے کا اور نہ نذر کا اختیار ہے لیکن یہ کہ وہ زکوٰۃ دے سکتی ہے اور اپنے والدین اور اپنے قرابتداوں کے ساتھ نیک سلوک کرسکتی ہے۔

(۳۶۷۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدقہ کسی دولت مند اور زبردست اور طاقت والے کے لئے حلال نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یہ کہا کہ کسی دولتمند کے لئے حلال نہیں یہ ہرگز نہیں کہا کہ کسی زبردست اور طاقت والے کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۳۶۷۵) اور ابوالبختری نے روایت کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کسی بہرے کو بغیر کسی ڈانٹ یا جھڑک کے کچھ بتانا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔

(۳۶۷۶) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا! کیا تم روزہ سے ہو؟ اس نے کہا: نہیں آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے کسی مریض کی عیادت کی؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا: کیا تم نے کسی جنازے کی مشایعت کی؟ اس نے کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا تم نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم اپنے گھر والوں کے پاس پلٹ جاؤ ان کے دل کو خوش کرو یہی تمہاری طرف سے ان سب کے لئے کارِ خیر اور صدقہ ہے۔

(۳۶۷۷) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے آکر کہا: یا امیر المومنین (علیہ السلام) خدا کی قسم میں آپؑ سے محبت کرتا ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لیکن میں تجھے ناپسند کرتا ہوں۔ اس نے کہا: یہ کیوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ تو نے اذان کو ذریعہ کسب بنایا ہے اور تعلیم قرآن کی اجرت لیتا ہے۔ [۲]

(۳۶۷۸) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص تعلیم قرآن پر اجرت لیتا ہے قیامت میں بھی اس کا حصہ ہوگا۔

(۳۶۷۹) حکم بن مسکین نے قتیبہ بن اَعشی [۳] سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں قرآن پڑھتا ہوں تو لوگ مجھے ہدیہ پیش کرتے ہیں کیا میں اس کو قبول کرلوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری نظر میں کیا ہے اگر تم ان کے لئے قرآن نہ پڑھو تو کیا وہ تمہارے لئے ہدیہ دیں گے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تم اس کو قبول نہ کرو۔ [۴]

---

[۱] 'کافی' کی مسند حدیث میں اسے عبداللہ بن میمون قداح سے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ اور آنجنابؑ نے رسول اللہؐ سے روایت کیا ہے۔

[۲] شیخ نے 'استبصار' ج ۳ ص ۶۵ پر اور 'تہذیب' میں اپنی اسناد سے، صفار سے، انہوں نے عبداللہ ابن منبہ سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام سے اور انہوں نے علی علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

[۳] قتیبہ اَعشی امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے ہیں وہ شیعہ قاری تھے کوفہ کے قاریوں میں۔ ابوبکر بن عیاش کے راویوں میں ہیں اور ابوبکر عاصم کے راویوں میں ہیں جیسا کہ نجاشی اور شیخ نے ذکر کیا ہے اور ان کی وثاقت کی گواہی دی ہے۔

[۴] شیخ نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے اور استبصار ج ۳ ص ۶۶ پر مسند حدیث میں ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا: معلم (طے شدہ) اجرت پر نہیں پڑھاتا اور ہدیہ قبول کرلیتا ہے جب اسے دیا جائے۔

(۳۶۸۰) عیسیٰ بن شقفی سے روایت کی گئی ہے کہ وہ ایک ساحر وجادوگر تھا۔ لوگ اس کے پاس آتے تھے اور وہ ان لوگوں سے اپنی اجرت لیا کرتا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حج پر گیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کرنے بھی گیا اور آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جادوگری میرا فن ہے اور میں اس پر لوگوں سے اجرت لیا کرتا تھا اب میں نے حج کرلیا ہے اور مجھ پر یہ اللہ کا احسان ہے کہ آپ (علیہ السلام) کی ملاقات سے شرف یاب ہوا اور اب میں نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے تو کیا اب اس سے نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں تم جادو کھولو جادو باندھو نہیں۔

(۳۶۸۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص باغوں کی طرف سے ہو کر گزر رہا ہو تو وہاں کے پھل کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں (مگر اس میں سے کچھ اُٹھا کر نہ لے جائے۔ ۱

باب: دَین اور قرض

(۳۶۸۲) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ اللہ کی پناہ مانگو قرض کے غلبہ سے اور آدمیوں کے غلبے سے اور رانڈ اور رنڈوے بن جانے کے عذاب سے۔

(۳۶۸۳) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ قرض لینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دین و مذہب کے لئے باعث شرم ہے۔

(۳۶۸۴) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ قرض سے بچو اس لئے کہ یہ رات میں باعثِ فکر اور دن میں باعثِ ذلت ہے۔

(۳۶۸۵) نیز حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ قرض لینے سے احتیاط کرو اس لئے کہ یہ دن میں باعثِ ذلت اور رات میں باعثِ فکر ہے اور اس کو ادا کرنا دنیا میں بھی ہے اور اس کو ادا کرنا آخرت میں بھی ہے۔

(۳۶۸۶) معاویہ بن وہب سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مرگیا اور اس کے اوپر دو دینار قرض تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور فرمایا: تم لوگ اپنے بھائی پر نماز جنازہ پڑھ لو، تو اس کے اقربا میں سے کسی نے ان دو دیناروں کی ادائیگی کی ضمانت لی۔ یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ سچ ہے۔ اس کے بعد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس لئے کیا تا کہ لوگوں کو نصیحت کریں اور لوگ ایک دوسرے کا قرض ادا کریں اور قرض کو ہلکی اور معمولی چیز نہ سمجھیں ویسے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو ان پر قرض تھا، حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا، حضرت امام حسن علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی اور ان پر قرض تھا۔

(۳۶۸۷) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص حلال طریقہ سے روزی کی تلاش کرے اور فقر و افلاس میں مبتلا ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھروسہ پر قرض لے۔

---

۱ کلینی نے 'کافی' ج ۳ ص ۵۶۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اس شخص کے لئے جو پھل (دار درخت) کے پاس سے گزرے اور اس میں کھالے لیکن خراب نہ کرے۔ رسول اللہؐ نے مدینہ میں لوگوں کی گزرگاہوں پر احاطہ بنا کر قبضہ کرنے سے روکا ہے۔ کہا: جب کھجور کا درخت احاطہ سے باہر نکل گزرگاہ پر آ گیا تو زائد کو جلا دیا گیا۔ ابوربیع شامی نے اسی کے مثل روایت کی ہے مگر یہ بھی کہا ہے: نہ کچھ بگاڑے نہ لے کر جائے۔

(۳۶۸۸) میثمی[۱] نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان کیا کوئی قرض لے کر حج کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اور قرض لے کر شادی کرے؟ فرمایا: ہاں اس لئے کہ وہ دن رات اللہ کے رزق کا انتظار کرتا ہے۔

(۳۶۸۹) اور ابی ثمامہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوجعفر ثانی علیہ السلام سے عرض کیا: میرا ارادہ ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کو اپنے لئے لازم کرلوں مگر میرے اوپر قرض ہے اس کے متعلق آپ (علیہ السلام) کیا فرماتے ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: واپس جاؤ اور اپنے قرض کی ادائیگی کی فکر کرو اور اس امر پر نظر رکھو کہ جب تم اللہ کی بارگاہ میں پہنچو تو تمہارے اوپر کسی کا کوئی قرض نہ ہو اس لئے کہ مومن بے ایمانی اور خیانت نہیں کرتا۔

(۳۶۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص پر کسی کا کوئی قرض ہے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے ساتھ محافظ فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں جو ادائیگی امانت میں اس کی مدد کرتے ہیں اور اگر نیت میں کوتاہی ہوئی تو مدد میں بھی کوتاہی ہو جاتی ہے اور جس قدر نیت میں کوتاہی ہوتی ہے اس قدر مدد میں بھی کوتاہی ہوتی جاتی ہے۔

(۳۶۹۱) ابان سے روایت ہے اور انہوں نے بشار سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: شہید کے خون کا پہلا قطرہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے سوائے قرض کے اس لئے کہ قرض کا کفارہ صرف اس کی ادائیگی ہے۔

(۳۶۹۲) ابوخدیجہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی آدمی کے پاس جائے اور اس سے کچھ مال قرض مانگے مگر اس کی نیت میں یہ ہو کہ وہ اس کو ادا نہیں کرے گا تو وہ عادی چور ہے۔

(۳۶۹۳) سماعہ بن مہران سے روایت ہے[۲] اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ہم لوگوں میں سے ایک شخص کے پاس ایک شے ہے۔ جس سے وہ اپنا خرچ چلاتا ہے اور اس پر قرض بھی لدا ہوا ہے کیا وہ اس سے اپنے اہل و عیال کا روٹی کپڑا چلاتا رہے یہاں تک اللہ تعالیٰ اس کے لئے خوشحالی لائے پھر وہ اپنا قرض ادا کرے یا وہ زمانہ کی نامساعدتی اور تنگی معیشت میں اپنی پشت پر قرض کا مزید بوجھ لادے یا پھر صدقہ قبول کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے پاس لوگوں کا قرض ادا کرنے کی قدرت ہے تو وہ لوگوں کا قرض ادا کرے اور لوگوں کا مال نہ کھائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل (تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طور پر نہ کھاؤ) (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۸)۔

(۳۶۹۴) اور ابوحمزہ ثمالی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مرد مسلمان کا حق روکے رہے جب کہ وہ اس کے دینے پر قدرت بھی رکھتا ہو محض اس خوف سے کہ اگر یہ حق اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا تو وہ فقیر و مفلس ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس امر پر (بھی) قادر ہے کہ اس حق کو روکنے کے باوجود اس کو فقیر اور مفلس بنادے۔

(۳۶۹۵) اور اسماعیل بن ابی فدیک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیشہ قرض دار کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ اس کو ادا نہ کرلے بشرطیکہ اس نے ایسی چیز قرض نہ لی ہو جو اس پر حرام ہو۔

(۳۶۹۶) برید عجلی سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میرے اوپر یتیموں کا قرض ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں اپنی جائداد فروخت کروں تو میرے پاس کچھ بھی نہ رہے گا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنی جائداد نہ فروخت کرو بلکہ تھوڑا دو اور تھوڑا روکو۔ (تھوڑی تھوڑی ادائیگی کرتے رہو۔)

[۱] ظاہراً وہ احمد بن حسن میثمی ہے جو واقفی لیکن موثق ہے اس تک سلسلۂ روایت صحیح ہے اور ابوموسیٰ وہ عمر بن یزید صیقل ہے ظاہراً اس کی روایت بغیر حوالہ کے ہوئی ہے البتہ وہ ثقہ ہے۔

[۲] کلینی نے 'کافی' ج ۵ ص ۹۵ پر صحیح حدیث میں اس سے روایت کی ہے۔

(۳۶۹۷) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی قرض دار کے پاس سے کوئی قرض خواہ خوش خوش اُٹھتا ہے تو روئے زمین کے چوپائے اور سمندروں کی مچھلیاں اس قرض دار کے لئے رحمت کی دعا کرتی ہیں اور جب وہ قرض خواہ اس کے پاس سے ناراض وملول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قرض دار کے نامہ اعمال میں جتنے دن اس نے قرض روکا ہوا ہے ہر دن اور ہر رات ظلم لکھتا رہتا ہے۔

(۳۶۹۸) ابراہیم بن عبدالحمید نے خضر بن عمرو نخعی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کا کوئی مال کسی آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے انکار کرتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ اس کو حلف اُٹھانے کو کہتا ہے اور وہ حلف اُٹھالیتا ہے تو پھر قسم کے بعد اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ اس آدمی سے کچھ لے یا اگر اس نے اس آدمی کو قید کردیا تو بھی اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ اس آدمی سے کچھ لے اور اس شخص نے اس آدمی سے حلف نہیں لیا تو پھر وہ اپنے حق پر ہے۔

(۳۶۹۹) اور علی بن رئاب نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کے پاس میرا کچھ مال تھا مگر وہ مجھ سے بحث کرنے لگا اور بالآخر حلف اُٹھالیا پھر کچھ دن بعد اس کا مال میرے ہاتھ پڑا تو اس مال کے عوض جو اس نے لے لیا ہے اور اس پر حلف اُٹھالیا ہے میں بھی اس کا مال لے لوں جیسا کہ اس نے کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے تمہاری خیانت کی تو تم اس کی خیانت نہ کرو اور اس برائی کے اندر جس میں وہ داخل ہوا ہے تم نہ داخل ہو۔

(۳۷۰۰) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص ہے کہ جس کے ذمہ میرا کچھ مال تھا مگر اس نے مجھ سے انکار کردیا پھر اس نے اپنا کچھ مال میرے پاس رکھا کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اپنا وہ مال جو اس کے پاس تھا (اس کے عوض) لے لوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں یہ خیانت ہوگی۔

(۳۷۰۱) زید شحام نے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمہارے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کی امانت اس کو واپس کردو اور جو تمہاری خیانت کرے تو تم اس کی خیانت نہ کرو۔

(۳۷۰۲) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے اور انہوں نے ابی بکر حضرمی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص کا کسی آدمی پر کچھ مال تھا مگر اس نے اس سے انکار کردیا اور ہڑپ کرلیا پھر کچھ دنوں کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ جس شخص نے ہڑپ کیا اس کا ویسا ہی مال اس کے پاس آگیا کیا وہ اپنے مال کی جگہ یہ مال لے لے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں وہ یہ کہے اے اللہ میں اس کو لے رہا ہوں اپنے اس مال کے عوض کہ جس کو اس نے مجھ سے لیا ہے۔

(۳۷۰۳) اور اس کے مثل ایک حدیث یونس بن عبدالرحمٰن کی ہے جو اس سے ابی بکر حضرمی نے روایت کی ہے یہ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ یہ کہے گا۔ اے اللہ میں نے جو اس سے لیا ہے وہ خیانت کرکے لیا ہے اور نہ ظلم کرکے بلکہ میں نے اپنے مال کی جگہ اس کو لیا ہے۔

(۳۷۰۴) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر اس کے لینے پر اس سے حلف اُٹھوایا تھا اس کو بھی چاہیے کہ یہ کلمات کہتے ہوئے خود بھی حلف اُٹھالے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ تمام احادیث متفق المعانی ہیں مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب وہ اس سے حلف اُٹھوائے پھر اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس میں سے کچھ لے۔

(۳۷۰۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بموجب کہ جو شخص اللہ کی قسم کھائے اس کو سچا سمجھنا چاہیے اور جس کے لئے اللہ کی قسم کھائی جائے اس کو اس پر راضی ہونا چاہیے اور جو اس پر راضی نہیں ہوتا وہ اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس سے حلف کے لئے کہا جائے حلف اُٹھالے پھر اپنے حق کا مطالبہ کرے یا اس میں سے کچھ لے لے یا اس مال میں سے اس کو کچھ پہنچ جائے تو وہ نہی اور ممانعت کے حکم میں داخل

نہیں ہے۔اس طرح اگر کسی کو کوئی مال سپرد کیا جائے تو اس کو حق نہیں کہ اس مال میں سے کچھ لے اس لئے کہ وہ امانت ہے جس کا اس کو امین بنایا گیا ہے اور اس کے لئے جائز نہیں کہ اس امانت میں خیانت کرے۔اور جب تک اس نے کسی مال کے لئے حلف نہیں اُٹھایا ہے اور کسی امانت پر وہ امین نہیں بنایا گیا ہے مگر وہ مال اس تک پہنچ گیا ہے یا وہ مال کسی صورت اس کے ہاتھ لگ گیا ہے تو اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا حق اس میں وہ کہہ کر لے لے جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔تو ان احادیث میں اتفاق کی صورت یہ ہے **(ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)**۔

(۳۷۰۶) اور محمد بن ابی عمیر نے داؤد بن زربی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم ایک گروہ کے ساتھ معاملہ اور لین دین کرتے رہتے ہیں وہ لوگ بسا اوقات میرے پاس مال بھیجتے ہیں اور مجھ سے کچھ کنیز اور کچھ جانور لے کر چلے جاتے ہیں۔پھر گھوم پھر کر ان کا مال میرے پاس آتا ہے تو کیا میں اس میں سے جس قدر وہ میرا مال لے گئے ہیں لے لوں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس قدر مال انہوں نے تم سے لیا ہے اتنا لے لو اس سے زیادہ نہ لو۔

(۳۷۰۷) حسن بن محبوب نے ھذیل بن حنان برادر جعفر بن حنان صیرفی سے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے اپنے بھائی جعفر کو کچھ مال دیا ہے اور وہ مجھے کچھ دیتا رہتا ہے جس کو میں خرچ کرتا رہتا ہوں، اس سے حج کرتا ہوں، اس میں سے صدقہ دیتا رہتا ہوں۔تو جو لوگ میرے آس پاس ہیں میں نے اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا۔ان لوگوں نے کہا: یہ مال فاسد ہے حلال نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اس مسئلہ میں آپ (علیہ السلام) کے ارشاد کو آخری سمجھوں۔تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ تمہاری اس رقم کے دینے سے پہلے بھی وہ تم سے حسن سلوک کیا کرتا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ جو کچھ تم کو دیتا ہے وہ لے لو اور کھاؤ پیو، حج کرو، تصدق کرو اور جب تم عراق جاؤ تو کہہ دو کہ جعفر ابن محمد (علیہما السلام) نے مجھے یہ فتویٰ دیا ہے۔

(۳۷۰۸) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کے گھر منزل کرتا ہے اور اس کا اس آدمی کے اوپر کچھ قرض ہے۔کیا وہ اس شخص کا کھانا کھائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اس کے پاس تین دن کھانا کھالے اس کے بعد بالکل نہ کھائے۔

(۳۷۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق: **لاخیر فی کثیر من نجواھم اِلّا من امر بصدقہ او معروف او اصلاح بین الناس** [ان لوگوں کے بہت سے مشورے اچھے نہیں ہاں (اس شخص کا مشورہ اچھا ہوسکتا ہے) جو خیرات یا نیک بات لوگوں میں صلح کرنے کو کہے] (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۴) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہاں معروف سے مراد قرض ہے۔[۱]

(۳۷۱۰) صباح بن سیابہ سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن ابی یعفور نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ (علیہ السلام) سے دریافت کروں کہ ہم لوگ اپنے پڑوسیوں سے روٹیاں قرض لیا کرتے ہیں اور ان سے چھوٹی یا ان سے بڑی واپس کرتے ہیں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگ خود ساٹھ ستر اخروٹ قرض لیتے ہیں اور ان میں چھوٹے اور بڑے بھی ہوتے ہیں۔اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۳۷۱۱) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو اس کی خوشحالی تک کے لئے قرض دیتا ہے تو اس کے مال کی زکوۃ میں شمار ہوتا ہے اور جب تک یہ قرض واپس نہیں لیتا وہ ملائکہ کی طرف رحمت کی دعاؤں میں شامل رہتا ہے۔[۲]

(۳۷۱۲) اور اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ

---

[۱] کلینی نے ج ۴ ص ۳۴ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

[۲] کلینی نے ج ۳ ص ۵۵۸ پر باب القرض میں اسے بیان کیا ہے۔

السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کے اوپر قرض ہو اور وہ مرجائے تو قرض سے چھوٹ گیا۔ ۱

(۳۷۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب مرنے والا مرگیا تو جو کچھ اس کا ہے اور جو کچھ اس پر ہے سب سے چھوٹ گیا۔ ۲

(۳۷۱۴) اور حسن بن محبوب نے حسن بن صالح ثوری سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس کے ذِمہ قرض ہے اور کوئی ضامن قرض خواہوں کے لئے قرض کی ادائیگی کی ضمانت دیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر قرض خواہ راضی ہے تو مرنے والا بری الذمہ ہوگیا۔

(۳۷۱۵) ابراہیم بن عبدالحمید نے حسن بن خنیس سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: عبدالرحمٰن بن سیابہ کا کسی شخص پر قرض تھا وہ مرگیا تو ہم لوگوں نے اس سے گفتگو کی کہ وہ اس مرنے والے کے قرض کو چھوڑ دے مگر اس نے انکار کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر وائے ہو کیا اس کو نہیں معلوم تھا کہ وہ معاف کردیتا تو ایک درہم پر دس ملتے اور اب جب کہ معاف نہیں کیا تو ایک درہم کے بدلے ایک ہی درہم ملے گا۔ ۳

(۳۷۱۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک شخص امیر المومنین حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے دولت کمائی اور اس کے حصول میں حرام وحلال سے چشم پوشی کرلی۔ اب میں نے توبہ کا ارادہ کیا ہے مگر مجھے نہیں معلوم کہ میری اس دولت میں کتنا حلال ہے اور کتنا حرام ہے اس لئے کہ وہ باہم مخلوط ہوگئے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تو اپنے مال سے خمس دے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے خمس پر راضی ہے اور (یوں) باقی تمام مال تیرے لئے حلال ہے۔

(۳۷۱۷) ابوالبختری وہب بن وہب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو مرگیا اور اس نے بہت سے ورثاء چھوڑے تو ان ورثاء میں سے ایک نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کیا۔ آنجنابؑ نے فیصلہ دیا کہ اس قرض کی ادائیگی کا جس نے اقرار کیا ہے اس کے اس حصہ سے لازم ہے جو اس کو وراثت میں ملا ہے۔ پورے مال سے نہیں۔ ۴ اور اگر وارثوں میں سے دو اقرار کریں اور دونوں عادل ہیں تو یہ تمام ورثاء پر ہوگا اور وہ دونوں عادل نہیں ہیں تو صرف دونوں کے حصہ میں جتنا بقدر وراثت ان کو ملا ہے اسی میں قرض کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اس طرح اگر دوسرے ورثاء مثلاً بھائی یا بہن اقرار کریں تو ان ہی کے حصہ سے ادائیگی لازم ہے اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی کے اپنے بھائی ہونے کا اقرار کرے تو وہ اس کے مال میں شریک ہوگا لیکن وہ نسب میں شریک نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر وہ اقرار کریں مگر یہ کہ وہ دونوں عادل ہوں تو وہ نسب میں بھی ملحق ہوگا اور ان سب کے ساتھ میراث میں اس کا حصہ لگے گا۔

(۳۷۱۸) ابراہیم بن ہاشم نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی عمیرؒ بزاز تھے ایک مرتبہ ان کا سارا مال جاتا رہا اور وہ فقر وتنگدسی میں مبتلا ہوگئے۔ ان کے ایک شخص پر دس ہزار روپیہ قرض تھے اس شخص کو جب یہ معلوم ہوا تو جس مکان میں وہ رہتا تھا اس کو دس ہزار درہم پر فروخت کردیا اور رقم لیکر محمد بن ابی عمیر کے

---

۱ 'تہذیب' کی مسند حدیث میں ج۲ص ۶۰ پر بیان کیا گیا ہے کہ اگر کسی پر قرض ہو جو اس کی موت تک باقی رہے اور وہ شخص مرجائے تو وہ قرض سے چھوٹ گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔

۲ 'کافی' ج ۵ ص ۹۵ پر مرسل مجہول سند سے اسے روایت کیا گیا ہے اور 'تہذیب' میں ابوبصیر سے۔

۳ کلینی نے ج۴ص ۳۶ پر اسے بیان کیا ہے۔

۴ 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۷۹ پر یہی عبارت مرقوم ہے۔

دروازے پر آیا (آواز دی) تو محمد بن ابی عمیر نکلے اور پوچھا: کیا بات ہے اس نے کہا: یہ آپ کی رقم ہے جو مجھ پر قرض تھی۔ انہوں نے پوچھا: یہ رقم کیا تجھ کو کسی ورثہ میں ملی؟ اس نے کہا: نہیں۔ پوچھا: یہ رقم تجھ کو کسی نے عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر کیا تو نے اپنی کوئی جائداد فروخت کی ہے؟ اور یہ اس کی قیمت ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: پھر آخر یہ رقم کہاں سے آئی؟ اس نے جواب دیا: میں نے وہ مکان جس میں رہتا ہوں اسے فروخت کر دیا تا کہ اپنا قرض ادا کروں۔ محمد بن ابی عمیرؒ نے کہا: سنو ذریح محاربی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث مجھ سے بیان کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی شخص قرض کی ادائیگی کے لئے اپنے جائے پیدائش (مکان مسکونہ) سے نہیں نکلے گا۔ لہٰذا اس کو لے جاؤ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر چہ خدا کی قسم میں اس وقت ایک ایک درہم کا محتاج ہوں مگر اس میں سے ایک درہم بھی میری ملکیت میں داخل نہ ہوگا۔

اور ہمارے شیخ محمد بن حسن رضی اللہ عنہ روایت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کا گھر وسیع ہے اور اس کے لئے ایک حصہ رہنے کو کافی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اتنے حصہ میں رہے جتنی اس کو ضرورت ہے اور بقیہ سے اپنا قرض ادا کرے اور اسی طرح اگر کوئی گھر بلا قیمت ملے جو اس کے رہنے کے لئے کافی ہو تو بھی اپنے گھر کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے کوئی اور (چھوٹا) گھر خرید لے اور بقیہ رقم سے اپنا قرض ادا کرے۔ [۱]

(۳۷۱۹) اور یونس بن عبدالرحمٰن نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص پر میرا دس (۱۰) درہم قرض ہے اور بادشاہ وقت نے ان درہموں کو منسوخ کر کے ان کی جگہ پر اس سے اعلیٰ درہم جاری کر دیئے اور آج کل ان سے پہلے درہموں کی قیمت گر گئی تو اب کون سے درہم میرے اس کے اوپر ہیں وہ پہلے دراہم جو بادشاہ نے منسوخ کر دیئے یا وہ دراہم جو بادشاہ نے اب اس کے بدلے جاری کیے ہیں۔ تو آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: تیرے لئے وہی پہلے درہم ہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ ایک حدیث روایت کیا کرتے تھے کہ اس کے لئے وہ درہم ہیں جو لوگوں میں رائج ہیں۔ [۲]

اوپر کی دونوں حدیثیں متفق اور ہم معنی ہیں۔ جب کسی پر معروف سکے قرض ہوں اور جب کسی پر معلوم وزن میں سکے قرض ہوں (گنے ہوئے نہ ہوں) تو اس کے لئے وہی (دینا واجب) ہے جو لوگوں میں رائج ہو۔

باب۔ تجارت اور اس کے آداب اس کی فضیلت اور اس کے لئے فقہی معلومات

(۳۷۲۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تجارت سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے۔ [۳]

(۳۷۲۱) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تجارت کو ترک کرنا عقل زائل کرنا ہے۔

---

[۱] 'تہذیب' ج ۲ ص ۶۲ پر اپنی اسناد سے محمد بن علی بن محبوب نے روایت کی ہے ہارون بن مسلم سے، انہوں نے مسعدہ بن صدقہ سے، انہوں نے کہا: میں نے جعفر بن محمد علیہما السلام سے سنا جیسا کہ ان سے ایک مقروض شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کا ایک گھر میں کچھ حصہ ہے اور وہ وہاں غلہ جمع کیا کرتا کبھی غلہ اس کے کھانے کے لئے کافی ہوتا ہے اور کبھی نہیں یہاں تک کہ اسے قرض لینا پڑتا ہے۔ پس اگر وہ گھر کو بیچ دے اور اپنا قرض ادا کر دے تو اس کے پاس (رہنے کے لئے) گھر نہیں رہے گا۔ فرمایا: اگر وہ گھر اتنا بڑا ہے کہ اس کا کچھ حصہ بیچنے سے اس کا قرض بھی ادا ہو جائے اور جو بچ جائے وہ اس کے اور اس کے عیال کے لئے کافی ہو تو گھر کو بیچ دے ورنہ نہیں۔

[۲] شاید اس کی مراد وہ موثق حدیث ہے جو کلینی نے ج ۵ ص ۲۵۲ پر یونس سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوالحسن رضا علیہ السلام کو لکھا کہ میرے ایک شخص پر تین ہزار درہم قرض ہیں۔ وہ دراہم ان دنوں لوگوں میں رائج تھے۔ لیکن آج کل نہیں۔ تو میں ان ہی پرانے دراہم کو وصول کروں یا وہ دراہم جو آج کل رائج ہیں؟ تو آنجنابؑ نے تحریر فرمایا کہ تم وہی دراہم لو جو ان دنوں رائج ہیں جیسے تم نے اسے دیئے تھے جو اُن دنوں رائج تھے۔

[۳] یہاں عقل سے مراد کمانے کی عقل ہے اور یہی عقلِ معاش ہے۔

(۳۷۲۲) اور معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں بہت دنوں سے بازار نہیں گیا تھا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اپنی عزت کی طرف جاؤ (یعنی وہاں جاؤ جہاں سے تمہاری ساکھ اور عزت بنی ہوئی ہے)۔

(۳۷۲۳) اور روح بن عبدالرحیم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله (ایسے لوگ ہیں جن کو نہ تجارت ہی غافل کرسکتی ہے ذکر خدا سے اور نہ خرید و فروخت) (سورۃ النور۔ آیت۔۳۷)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ تاجر لوگ ہیں جب نماز کا وقت آتا ہے تو تجارت چھوڑ دیتے ہیں اور نماز کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بڑا ہے جو تجارت نہیں کرتے۔

(۳۷۲۴) ہارون بن حمزہ نے علی بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ عمر بن مسلم نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان وہ تجارت چھوڑ کر عبادت میں لگا ہوا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس پر وائے ہو کیا اس کو یہ معلوم نہیں کہ طلب معاش چھوڑنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، اصحاب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ آیت نازل ہوئی: ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب (اور جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کی نجات کی صورت نکال دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو وہم بھی نہ ہوگا) (سورۃ الطلاق آیت ۲۔۳) تو ان میں سے کچھ لوگ دروازے بند کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور بولے کہ بس ہمارے لئے یہی کافی ہو گیا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے ان کو آدمی بھیج کر بلوایا اور پوچھا کہ ایسا تم لوگوں نے کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کے رزق کا ذمہ دار بن گیا تو ہم لوگ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا: جو ایسا کرے گا اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔ تم لوگوں پر روزی تلاش کرنا واجب ہے۔ پھر فرمایا: میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اپنے ربّ کی طرف منہ کر لے اور روزی کی تلاش چھوڑ کر یہ کہے کہ پروردگار مجھے روزی دے۔

(۳۷۲۵) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم لوگ تجارت کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ رزق کے دس حصے ہیں نو حصہ تجارت میں ہے اور ایک حصہ ساری دنیا کے کاروبار میں ہے۔

(۳۷۲۶) اور امیر المومنین نے فرمایا: تم لوگ تجارت کے لئے آگے بڑھو اس لئے کہ یہ (عمل) تم لوگوں کو جو کچھ اور لوگوں کے قبضہ میں ہے ان سب سے بے نیاز اور مستغنی کر دیگا۔ [1]

(۳۷۲۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ تجارت نہ چھوڑو ورنہ بے وقعت اور ہلکے بن جاؤ گے۔ تجارت کرو اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو برکت عطا فرمائے۔ اس حدیث کی روایت شریف بن سابق تفلیسی نے فضل بن ابی قرہ سمندی سے کی ہے۔

(۳۷۲۸) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مسائل تجارت کے جانے بغیر تجارت کرے گا وہ ربا اور سود کی دلدل میں پھنسے گا اور پھر پھنسے گا لہٰذا بازار میں وہی شخص بیٹھے جو خرید و فروخت کے مسائل سمجھتا ہو۔

(۳۷۲۹) (جابر سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا) حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں ہر صبح کو نکلتے [2] اور کوفہ کے ایک ایک بازار کا چکر لگاتے آپؑ کے کاندھے پر ایک دُرّہ ہوتا جس کے دو کنارے ہوتے اور اس کا نام سبیہ تھا (گائے کے چمڑے کا) آپ تمام بازار والوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور انہیں آواز دیتے: "اے تجارت کرنے والو! (اللہ سے ڈرتے رہو) اللہ سے طلب خیر و برکت و سہولت کرتے رہو۔ خریداروں کے قریب رہو۔ حلم و بردباری سے

---

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۹ پر مسند حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

[2] کلینی نے ج ۵ ص ۱۵۱ پر حسن حدیث میں جابر سے اور انہوں نے ابو جعفر حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں... تا آخر حدیث۔

آراستہ رہو۔ ظلم سے دور رہو۔ مظلوموں کے ساتھ انصاف کرو۔ سود اور ربا کے قریب نہ جاؤ۔ ناپ تول کو پورا رکھو اور لوگوں کو ان کی خریدی ہوئی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمین میں اس کی اصلاح و درستی کے بعد فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اسی طرح آپؑ کوفہ کے بازاروں میں پھرتے اس کے بعد واپس آتے اور لوگوں کے مسائل کے لئے بیٹھتے۔

(۳۷۳۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: [1] جو شخص خرید و فروخت کرے وہ پانچ باتیں یاد رکھے اور ان سے پرہیز کرے۔ ورنہ خرید فروخت نہ کرے سود و ربا، قسم کھانا، عیب کا پوشیدہ رکھنا، فروخت کرتے وقت مال کی تعریف اور خریدتے وقت مال کی مذمت۔

(۳۷۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے گروہ تجار اپنے سر اُٹھا کر دیکھو تم لوگوں کے لئے راستہ واضح ہو چکا ہے۔ تم لوگ قیامت کے دن فاجر مبعوث ہو گے سوائے ان تاجروں کے جو سچ بات کہہ دیا کریں۔

(۳۷۳۲) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تاجر فاجر ہے اور فاجر جہنم میں جائے گا سوائے اس تاجر کے جو حق لے اور حق دے۔

(۳۷۳۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے گروہ تجار اپنے اموال کا صدقہ نکال کر حفاظت کرو یہ تمہارے گناہوں کا اور تمہاری ان قسموں کا کفارہ بن جائیگا جو تم لوگ دوران تجارت کھاتے ہو اور تمہاری تجارت تم لوگوں کے لئے پاک ہو جائے گی۔

(۳۷۳۴) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ منبر کوفہ پر فرما رہے تھے: اے گروہ تجار پہلے فقہ پھر تجارت، پہلے فقہ پھر تجارت، خدا کی قسم اس امت میں ربا و سود اس سے بھی زیادہ خفی طور پر رینگتا ہے جتنی خفی طور سے چیونٹی سخت پتھر پر رینگتی ہے (کہ پاؤں کا نشان نظر نہیں آتا)۔ اپنے اموال کی حفاظت صدقے سے کرو۔ تاجر فاجر ہوتا ہے اور فاجر جہنم میں جاتا ہے ماسوائے اس تاجر کے کہ جو حق ہے وہ لے اور جو حق ہے وہ دے۔

(۳۷۳۵) حفص بن بختری نے حسین بن منذر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میری عورت نے مجھے کچھ رقم دی اور کہا کہ اس سے جو چاہو کرو میں نے اس کی رقم سے ایک کنیز خرید لی کیا میں اس سے مجامعت کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں اس نے تو تم کو یہ رقم اس لئے دی ہے کہ تم اس کی آنکھیں ٹھنڈی کرو، تم اس کی آنکھیں جلانا چاہتے ہو۔

(۳۷۳۶) عثمان بن عیسیٰ نے میسر سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے بازار سے فلاں سودا خرید دو اور بازار میں جو مال ہے اس سے بہتر مال میرے پاس موجود ہے۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم کو یقین ہے کہ وہ تمہیں متہم نہیں کرے گا تو اپنے پاس سے دیدو لیکن تمہیں ڈر ہے کہ وہ کہیں تمہیں متہم کرے گا تو اس کے لئے بازار سے خرید دو۔

(۳۷۳۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض انبیاءؑ پر یہ وحی نازل فرمائی کہ تم کریم کے ساتھ کرم کا سلوک کرو۔ سخی اور فیاض سے سخاوت کا برتاؤ کرو۔ حریص و لالچی سے تم بھی لالچیوں کا سلوک کرو اور بد خلق سے منہ پھیر لو۔

(۳۷۳۸) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد کرتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے: نرم مزاجی بھی نفع کی ایک صورت ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے یہ بات اس شخص سے بطور نصیحت کی جس کے پاس مال تھا اور وہ اس کو فروخت کر رہا تھا۔ [2]

(۳۷۳۹) اور حضرت علی علیہ السلام ایک مرتبہ ایک کنیز کی طرف سے ہو کر گزرے جو ایک قصاب سے گوشت خرید رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی کہ مجھے اور دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے قصاب سے فرمایا: اسے دیدو اس میں بڑی برکت ہے۔

---

۱ 'کافی' ج ۵ ص ۱۵۰ پر مسند حدیث میں سکونی سے، انہوں نے حضرت امام جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے جد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۲ کلینی نے ج ۵ ص ۱۵۲ پر اپنی اسناد سے سکونی سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اسے روایت کیا ہے۔

(۳۷۴۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند کرتا ہے جو سہولت کے ساتھ فروخت کرے، سہولت کے ساتھ خریدے۔ سہولت کے ساتھ اپنا قرض ادا کرے اور سہولت کے ساتھ اپنا قرض وصول کرے۔

(۳۷۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی ندامت پر اپنا فروخت شدہ مال واپس لے لے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں کے الزام کو واپس لے لے گا۔ [1]

(۳۷۴۲) حضرت علی علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جس کے ساتھ کچھ مال تھا جو وہ فروخت کرنا چاہتا تھا تو آنجنابؐ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ پہلے بازار جاؤ۔

(۳۷۴۳) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو مال کا مالک ہے اس کو قیمت بتانے کا زیادہ حق ہے۔ [2]

(۳۷۴۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب کے درمیان بھاؤ تاؤ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [3]

(۳۷۴۵) حضرت محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خریدار مول تول اور قیمت گھٹانے کے لئے بات کرے اس میں جی خوش ہوتا ہے اور وہ قیمت زیادہ ہی کیوں نہ دے اس لئے کہ خرید و فروخت کے اندر فریب کھانا نہ قابل تعریف ہے اور نہ اس میں کوئی ثواب ہے۔

(۳۷۴۶) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چار چیزوں میں مول تول اور قیمت گھٹانے کی بات نہ کرو۔ قربانی کے جانور، کفن، غلام کی قیمت اور مکہ معظمہ جانے کا کرایہ۔ [4]

(۳۷۴۷) اور علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام اپنے قہرمان (آمدنی اور اخراجات کے منتظم) سے فرمایا کرتے: جب تم میرے لئے ضروریات حج کے خریدنے کا ارادہ کرو تو خرید لو اور مول تول یا قیمت گھٹانے کی بات نہ کرو اور یہی روایت زیاد قندی نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب: (پوری تول اور کم تول)

(۳۷۴۸) میسر نے حفص سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص کی نیت پوری تول لینے کی ہے مگر جب تولتا ہے تو اچھی تول نہیں تولتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ لوگ جو اس کے اردگرد ہیں وہ کیا کہتے ہیں،؟ میں نے عرض کیا: وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ پورا نہیں تولتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ ان لوگوں میں ہے جن کو تولنا نہیں چاہیے۔

(۳۷۴۹) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے ہاتھ میں ترازو پکڑے ہوئے ہو اور اس کی نیت بھی ہو کہ اپنے لئے پوری پوری تول لے گا (پوری کرتے کرتے) جھکی ہوئی ڈنڈی ہی لے گا اور جو شخص کسی کو دے اور اس کی نیت بھی ہو کہ

---

[1] کلینی نے اس حدیث کو ج ۵ ص ۱۵۳ پر ابوحمزہ سے بیان کیا ہے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے۔

[2] اس حدیث کو 'کافی' میں اپنی اسناد کے ساتھ سکونی سے انہوں نے امام جعفرؑ سے اور آنجنابؑ نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

[3] کافی میں مرفوع سند سے اسے بیان کیا گیا ہے اور کراہت پر محمول کیا گیا ہے۔

[4] مؤلف نے خصال کے چوتھے باب میں مرفوع حدیث سے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور اسے کراہت پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ ایک ایسے شخص سے روایت کی گئی ہے جس کا نام سوادہ تھا اس نے کہا: ہم منٰی میں ایک گروہ تھے تو ہمیں قربانی کا اعزاز حاصل ہوا ہم جانور تلاش کر رہے تھے کہ ہم نے ابوعبداللہؑ کو بکریوں کے ایک ریوڑ کے پاس قیمت کے لئے مول تول کرتے دیکھا اور آنجنابؑ اس پر بہت اصرار کر رہے تھے پس ہم بھی کھڑے دیکھتے رہے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو ہماری طرف تشریف لائے اور فرمایا میرا گمان ہے کہ تمہیں میرے مول تول کرنے پر تعجب ہوا ہے۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: جسے فریب دیا جائے وہ نہ قابلِ تعریف ہوتا ہے اور نہ اس کے لئے کوئی اجر ہے۔

برابر کی ڈنڈی دے تو اس کو کم ہی دے گا۔

(۳۷۵۰) حماد بن بشیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: پوری تول ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ترازو کی زبان ذرا جھکی نہ ہو۔ ۱؎

(۳۷۵۱) اور ایک دوسری حدیث میں ہے پوری تول ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ترازو کا پلڑا ذرا جھکا ہوا نہ ہو۔ ۲؎

(۳۷۵۲) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص سے میں درہم لیتا ہوں ان کو وزن کرتا ہوں پھر ان کو جدا جدا کرتا ہوں تو میرے ہاتھوں میں کچھ فاضل محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا وہ پورا کہنے کے لائق ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں...... فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

باب: بیعانہ

(۳۷۵۳) وہب بن وہب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: بیعانہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ قیمت نقد نہ ہو۔

باب: بازار

(۳۷۵۴) حضرت علی السلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی عامر کا ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آنجنابؐ سے زمین کے بدترین ٹکڑے اور زمین کے بہترین ٹکڑے کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: زمین کے بدترین ٹکڑے بازار ہیں، یہ ابلیس کا میدان ہے۔ یہاں وہ صبح ہی کو اپنا جھنڈا لے کر آجاتا ہے اور اپنی کرسی لگا کر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی ذریت کو ہر طرف پھیلا دیتا ہے۔ کوئی پیمانے سے کم ناپنے میں لگ جاتا ہے، کوئی ترازو سے کم تولنے میں، یا کوئی ہاتھ سے ناپنے میں چوری کرتا ہے، یا کوئی اپنے مال کے متعلق جھوٹ بولتا ہوتا ہے اور وہ (شیطان) کہتا ہے تم لوگ ان آدمیوں کو لے لو۔ ان کا باپ مر گیا مگر تمہارا باپ تو زندہ ہے اور اس طرح وہ مسلسل بازار میں داخل ہونے سے لے کر بازار سے خارج ہونے تک کہتا رہتا ہے۔ پھر فرمایا: زمین کے بہترین ٹکڑے مسجدیں ہیں اور سب سے پسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے ان میں داخل ہوتے ہیں اور سب کے بعد میں نکلتے ہیں۔

(۳۷۵۵) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کے بازار ان کی مسجدوں کے مانند ہیں جو شخص پہلے کسی جگہ آکر بیٹھ گیا وہ رات تک وہاں بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے۔

باب۔ بازاروں میں دعا کا ثواب

(۳۷۵۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو شخص کسی بازار میں داخل ہو یا مسجد کی جماعت میں اور ایک مرتبہ یہ کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْراً، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور اللہ

۱؎ 'کافی' ج ۵ ص ۱۵۹ پر ہے: یہاں تک کہ میزان جھک جائے۔

۲؎ 'کافی' میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے امام جعفرؑ سے روایت کیا گیا ہے۔

سب سے بڑا اور اللہ کی حمد بہت زیادہ اور اللہ کے نام کی تسبیح صبح وشام اور نہیں کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اس اللہ کی دی ہوئی جو سب سے بالاتر اور عظیم تر ہے۔ اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں محمدؐ پر اور ان کی آل پر) تو یہ کہنا اس کے لئے ایک مقبول حج کے برابر ثواب کا باعث ہوگا۔

(۳۷۵۷) عبداللہ بن حماد انصاری سے روایت ہے انہوں نے سدیر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالفضل کیا تمہارے لئے بازار میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں تم بیٹھو اور لوگوں سے خرید وفروخت کرو؟ ان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اچھا یہ جان لو کہ جو بھی شخص صبح وشام اپنے بازار میں اپنی نشست پر جائے اور جس وقت بازار میں قدم رکھے تو یہ کہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْأَلُکَ خَیْرَ ھَا وَ خَیْرَ اَھْلِھَا، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھَاوَشَرِّ اَھْلِھَا (اے اللہ میں تجھ سے اس بازار کی اور بازار والوں کی خیر چاہتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بازار کے شر سے اور اس بازار والوں کے شر سے) تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسے کو متعین کردے گا جو اس کی حفاظت کرے گا اور اس کا محافظ بنا رہے گا جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کہے گا کہ دیکھ میں نے آج کے دن تجھے پناہ دی اس بازار کے شر سے اور اس بازار والوں کے شر سے۔ اور جب بازار میں اپنی نشست پر بیٹھتے وقت یہ کہے: اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ حَلَالًا طَیِّباً، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَظْلَمَ اَوْاُظْلِمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ صَفْقَةٍ خَاسِرَةٍ وَیَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ (میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اے اللہ میں تیری حلال وطیّب بخشش کو تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناکامیاب سودا کرنے سے اور جھوٹی قسم سے) جب وہ یہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس مؤکل فرشتہ سے کہے گا کہ اس کو بشارت دے دو کہ آج تیرے اس بازار میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کا حصہ تجھ سے زیادہ ہو اور عنقریب تیرے پاس وہ حلال وطیّب ومبارک روزی آئے گی جو اللہ نے تیری قسمت میں رکھ دی ہے۔

(۳۷۵۸) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بازاروں میں اللہ کا ذکر کرے گا تو اس بازار میں جتنے عربی وعجمی ہیں اور بولنے والے یا نہ بولنے والے اللہ تعالیٰ ان کی تعداد کے برابر اس کے گناہ بخش دے گا۔

(۳۷۵۹) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص بازاروں میں اللہ کا ذکر کرے گا اللہ تعالیٰ اس بازار میں جتنے لوگ ہیں ان کی تعداد کے برابر اس کے گناہ معاف کردے گا۔

باب:- تجارت کے لئے مال خریدنے کی دعا

(۳۷۶۰) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک نے فرمایا: جب کوئی مال خریدو تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہو اس کے بعد یہ کہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُہٗ اَلْتَمِسُ فِیْہِ مِنْ خَیْرِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ فِیْہِ خَیْراً۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُہٗ اَلْتَمِسُ فِیْہِ مِنْ فَضْلِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ فِیْہِ فَضْلاً، اَللّٰھُمَّ اِنِّی اشْتَرَیْتُہٗ اَلْتَمِسُ فِیْہِ مِنْ رِزْقِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ فِیْہِ رِزْقاً (اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں تیری خیر چاہتا ہوں پس اس میں مجھے خیر عطا کر، اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں تیرا فضل چاہتا ہوں پس تو میرے لئے اس میں اپنا فضل عطا فرما۔ اے اللہ میں نے اس کو خریدا ہے اور میں اس میں تیرا رزق چاہتا ہوں۔ پس تو میرے لئے اس میں رزق عطا فرما) اور ان میں ہر فقرے کو تین بار دہرائے۔

(۳۷۶۱) اور حضرت امام رضا علیہ السلام مال پر ہماری برکت کے لئے کچھ لکھ دیا کرتے تھے۔

باب۔ جانوروں کو خریدتے وقت کی دعا

(۳۷۶۲) عمر بن ابراہیم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جو شخص کوئی جانور خریدے تو اس کے بائیں جانب سے اسکو چارہ کھلائے اور اپنے داہنے ہاتھ سے اس کی چوٹی پکڑے اور اس کے سر پر سورہ فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس و سورہ حشر کی آخری آیت اور بنی اسرائیل کی آخری آیت قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن اور آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کرے تو یہ اس جانور کے لئے تمام آفات سے امان ہے۔

(۳۷۶۳) ابن فضال نے ثعلبہ (بن میمون) سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم کوئی کنیز خریدو تو یہ کہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَشِیْرُکَ وَ اَسْتَخِیْرُکَ (اے اللہ میں تجھ سے مشورہ چاہتا ہوں اور تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں) اور جب تم کوئی سواری کا جانور یا بکری کا بچہ خریدو تو یہ کہو: اَللّٰھُمَّ قَدِّرْلِیْ اَطْوَلَھُنَّ حَیَاۃً وَاَکْثَرَھُنَّ مَنْفَعَۃً، وَخَیْرَھُنَّ عَاقِبَۃً (اے اللہ تو میرے لئے اس کی درازی حیات اور اس کی سب سے زیادہ منفعت اور اس کی خیر و عافیت مقدر فرمادے۔)

باب:۔ خرید و فروخت کرنے میں شرط اور اختیار

(۳۷۶۴) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: تمام جانوروں میں خریدار کے لئے تین دن کی شرط ہے اس مدت کے اندر اس کو اختیار ہے (مال رکھے یا واپس کردے) خواہ اس نے اس کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو۔

(۳۷۶۵) اور آنجناب علیہ السلام [1] نے فرمایا: جو کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی مال خریدے تو خریدار اور بیچنے والے دونوں کو اختیار ہے دونوں کے جدا ہونے تک اور جب جدا ہو گئے تو فروخت حتمی ہو گئی۔

(۳۷۶۶) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے کسی آدمی سے ایک غلام یا ایک جانور خریدا اور ایک یا دو دن کی شرط رکھی اور اسی اثناء میں وہ غلام یا وہ جانور مر گیا یا اس میں عیب یا مرض ظاہر ہو گیا تو یہ کس کے ذمہ ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک وہ مدت پوری نہ ہو جائے اور وہ مال اسکا نہ ہو جائے خریدار کے ذمہ نہ ہوگا۔

(۳۷۶۷) اسحاق بن عمار نے حضرت عبد صالح علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو شخص کوئی مال خریدے اور معاملہ طے کر کے چلا جائے اور تین دن تک نہ آئے تو اس کا یہ معاملہ خرید و فروخت باقی نہیں رہے گا۔

(۳۷۶۸) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: مسلمان اپنی شرطوں پر قائم رہیں سوائے ان شرطوں کے جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں اور جائز نہ ہوں۔

(۳۷۶۹) جمیل نے زرارہ سے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے مال خریدا اور پھر اسی کے پاس وہ مال چھوڑ کر چلا گیا اور کہہ گیا میں ابھی قیمت لاتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ تین دن کے اندر قیمت لاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ بیع کا معاملہ ختم۔

(۳۷۷۰) اور ایک دوسری روایت میں ہے جو ابن فضال سے ہے انہوں نے حسن بن علی بن رباط سے، انہوں نے اس شخص سے [2] جس نے حضرت

[1] 'کافی' میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں حلبی سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

[2] بعض نسخوں میں شخص کے بجائے زرارہ سے ہے اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۳۶ پر اپنی اسناد سے روایت کی ہے اھوازی سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے اس نے حسن بن علی بن رباط سے اور اس نے اس شخص سے جس نے اس سے روایت کی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تین دن کے اندر جانور میں کوئی عیب یا مرض ظاہر ہو جائے تو وہ فروخت کرنے والے کا مال قرار دیا جائے گا۔

اور جو شخص کوئی کنیز خرید لے اور فروخت کرنے والے سے کہے کہ میں اس کی قیمت لاتا ہوں تو اگر وہ ایک مہینہ کے اندر قیمت لائے تو ٹھیک ورنہ بیع کا معاملہ ختم۔ [1]

اور وہ چیزیں جو ایک دن میں خراب ہو جاتی ہیں جیسے سبزیاں، خربوزہ اور پھل وغیرہ تو اس کی مدت دن سے رات تک ہے۔ [2]

باب: بایع اور مشتری کی وہ جدائی وافتراق جس سے بیع پکی اور واجب ہو جاتی ہے خواہ وہ ایجاب وقبول جسمانی ہو یا زبانی

(۳۷۷۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے ایک قطعہ زمین خرید فرمایا جس کو عریض کہا جاتا ہے جب بیع مکمل ہو گئی یعنی ایجاب وقبول ہو گیا تو آپ اٹھے اور چلے میں نے عرض کیا: بابا جان آپؑ نے اٹھ کھڑے ہونے میں تعجیل فرمائی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اے فرزند میں نے چاہا کہ بیع واجب اور پکی ہو جائے۔

(۳۷۷۲) ابوایوب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے کہ میں نے ایک زمین خریدی جب ایجاب وقبول ہو چکا تو اپنی جگہ سے اُٹھا ایک قدم چلا پھر واپس آیا (کیونکہ) میں چاہتا تھا کہ اس افتراق وجدائی سے بیع واجب اور پکی ہو جائے۔

باب: دو آدمیوں کے درمیان شرائطِ معلومہ کے ساتھ مدتِ معلومہ تک کے لئے قبالہ کے احکام

(۳۷۷۳) سعید بن یسار[3] سے روایت کی گئی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ اپنے اطراف کے دیہات والوں میں ملتے جلتے ہیں اور ان کے ہاتھ دس (۱۰) کا سودا بارہ (۱۲) پر اور دس (۱۰) کا سودا تیرہ (۱۳) پر فروخت کرتے ہیں اور قیمت کم وبیش ایک سال تک کے لئے موخر کر دیتے ہیں اور وہ شخص اپنے مکان یا اپنی زمین کا قبالہ ہم لوگوں کے نام لکھ دیتا ہے اس مال کی قیمت کے عوض جو ان لوگوں نے ہم لوگوں سے خریدا ہے ان الفاظ کے ساتھ کہ یہ مال یا یہ زمین میں نے فروخت کر دی ہے اور قیمت وصول پائی ہے اور ہم لوگ اس سے وعدہ کر لیتے ہیں کہ اگر طے شدہ مدتِ معلومہ تک قیمت لائے گا تو ہم لوگ یہ چیز اس کو واپس کر دیں گے اور اگر وہ اس طے شدہ مدت تک رقم نہ لایا تو وہ چیز ہماری ہو جائے گی اس

---

[1] شیخ نے 'تہذیب' میں اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد سے، انہوں نے ابواسحٰق سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے ان کا کہنا ہے کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کنیز خریدتا ہے اور کہتا ہے: میں قیمت لے کر آتا ہوں۔ پس فرمایا: اگر وہ ایک ماہ کے اندر آ گیا تو ٹھیک ورنہ یہ فروخت نہیں ہوئی۔

[2] اگر بیچنے والا اس عہد کا ضامن ہو جائے۔ اور مستند روایت وہ ہے جو شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۲۵ پر اور کلینی نے 'کافی' میں مرسل سند سے ابی عبداللہ اور ابوالحسن علیہما السلام سے کی ہے اس شخص کے بارے میں جو ایسی چیز خریدتا ہے جو ایک ہی دن میں خراب ہو جاتی ہے پھر وہیں چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ اس کی قیمت لے کر آئے، فرمایا: اگر وہ اس وقت اور رات کے درمیان رقم لے کر آ جائے تو ٹھیک ورنہ یہ فروخت نہیں (ہوگی)۔ اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ جو کچھ رات گزرنے پر خراب ہو جاتا ہے تو فروخت کرنے والے کو صبح ہونے تک اس (کے بارے میں عہد) کو توڑنے کا اختیار ہے۔ اور ممکن ہے کہ کہا جائے: روایت کا ظاہر یہ ہے کہ اگر خریدار دن اور رات کے درمیان قیمت لے کر آ جائے جس سے بیچنے والے کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو وہ شے اس (خریدار) کے لئے ہے مگر یہ کہ بیچنے والے نے اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہو۔

[3] کلینی نے ج ۵ ص ۱۷۲ پر صحیح سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے مصنف کا سلسلہ روایت سعید تک صحیح ہے اور وہ صاحب کتاب ہے۔

خرید کے متعلق آپ کی نظر میں کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: میری نظر میں تو یہ ہے کہ اگر وہ وقت کے اندر نہ لائے تو وہ تمہاری ہے اور اگر وقت کے اندر لائے تو تم اس کو واپس کر دو۔

(۳۷۷۴) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک مرد مسلمان کو اپنا گھر فروخت کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور کہا: میں اپنا یہ گھر تمہارے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ بجائے اس کے کہ کسی غیر کا ہو جائے گا میرے نزدیک یہ زیادہ اچھا ہے کہ تمہارا ہو جائے مگر اس شرط پر کہ جب میں ایک سال پر اس کی قیمت لاؤں تو تم مجھے واپس کر دو گے۔ اس نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں اگر تم ایک سال کے اندر اس کی قیمت لاؤ گے تو میں تمہارا گھر تم کو کروں گا۔ میں نے کہا: اب سوال یہ ہے کہ اس مکان کی آمدنی (مکان کا کرایہ یا زمین کی مال گزاری) ایک سال تک کس کی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: خریدار کی، کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اگر وہ مکان جل جاتا تو اس کی ملکیت جل جاتی۔

ہمارے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ثالث کے پاس دو آدمیوں کے درمیان ایک مدت تک کے لئے قبالہ طے پا جائے تو وہ دونوں بالاتفاق ایک تحریر لکھیں جس کی دونوں پابندی کریں اور ثالث پر لازم ہے کہ جن شرائط پر دونوں کا اتفاق ہے اس پر عمل کرے اس سے ہرگز تجاوز نہ کرے اور اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اس تحریر کی واپسی میں تاخیر کرے بلکہ وقت پر اس قبالہ کو اس کے مستحق کے حوالے کر دے۔

اور میں نے آنجناب شیخ (استاد) کو یہ فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے مشائخ (اساتذہ رضی اللہ عنہم) سے سنا ہے وہ حضرات فرمایا کرتے تھے کہ باہمی شرائط و اتفاقات کی پابندی احکام شرعیہ کی طرح لازم اور واجب العمل نہیں ہے اگر ان کو احکام شرعیہ کی طرح واجب العمل سمجھا جائے تو غلط ہوگا۔ ویسے مسلمانوں کو آپس کی ان شرائط کی پابندی لازم ہے جو کتاب خدا کے مطابق ہوں اور جس پر رقم عائد ہے۔ جب وہ رقم کا کچھ حصہ وقت معینہ پر یا اس سے پہلے لے کر آئے پھر وقت معینہ آ جائے اور باقی رقم کسی وجہ سے نہ لا سکے اگر اس کے پاس رقم تھی تو ثالث پر لازم ہے کہ رقم وصول کرنے والے سے اس کی رسید لکھوا کر اس پر اپنی گواہی ثبت کر دے اور اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے تو رہن نامہ لکھوا دے اور اگر رقم وصول کرنے والے کو حکم دے کہ وصول شدہ رقم فروخت کرنے والے کو واپس کر دے تاکہ وہ پوری رقم کا انتظام کر کے لائے اور رہن چھڑا لے تو یہ بہتر ہے علاوہ بریں اگر قبالہ میں کسی اور بات پر اتفاق کا ذکر ہے تو دونوں اس کی پابندی کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب: خرید و فروخت

(۳۷۷۵) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم کوئی ایسی چیز خرید و جو ناپنے یا تولنے کی ہو تو اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کر لو مگر یہ کہ تم اس (خریدار) کو ناپ تول کا اختیار دے دو اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جو ناپ تول کی نہیں تو اس کو فروخت کر لو اس لئے کہ خریدار اس پر قبضہ کرنے کا خود وکیل ہے۔

(۳۷۷۶) عبدالرحمن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر کسی آدمی کا ایک کُر (۳۶۰ صاع) گیہوں باقی تھا اس نے ایک دوسرے آدمی سے ایک کُر گیہوں خرید کر اپنے باقیدار سے کہا کہ جاؤ اپنا پورا پورا گیہوں تلوا لو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۷۷) عبداللہ بن مسکان نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے چند درھموں کا گیہوں خریدا اس میں سے آدھا لے لیا پھر اس وقت آیا جب گیہوں کا نرخ بڑھ گیا تھا یا کم ہو گیا تھا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے خرید کے دن نرخ طے کر لیا تھا تو وہی نرخ اس کا ہے اور اگر طے نہیں کیا تھا تو اس کے لئے اسی دن کا نرخ ہے۔ نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق

فرمایا جس کے پاس دو رنگ کا گیہوں ہے اس میں سے ایک کا نرخ کھل چکا ہے اور دوسرا اس سے اچھے رنگ کا ہے وہ ان دونوں کو مخلوط کر کے ایک نرخ پر بیچنا چاہتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: جب تک وہ بتا نہ دے اس کے لئے جائز نہیں کہ مسلمانوں کو دھوکا دے۔

(۳۷۷۸) اسحاق بن عمار نے ابی عطار دسے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے گیہوں خرید امگر اس کا نرخ بدل گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ وہ اس کو پورا دے جس طرح اگر اس میں نفع ہوتا تو وہ پورا پورا لیتا۔

(۳۷۷۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ اپنے شہر کے پیمانے کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ کے باٹ اور پیمانے سے فروخت کرے۔

(۳۷۸۰) عبدالصمد بن بشیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ محمد بن قاسم گندم فروش نے آنجنابؑ سے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے میں ایک شخص کو ایک معینہ مدت کے وعدہ پر گندم فروخت کرتا ہوں اب جبکہ معینہ مدت پر قیمت لینے کے لئے پہنچتا ہوں تو اس کا نرخ بدلا ہوا ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے میرے پاس درہم نہیں ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر تم اس سے اسی دن کے نرخ پر گیہوں لے لو۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے مگر میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہی گیہوں ہے جو اس نے مجھ سے خریدا تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر اس سے نہ لو جب تک کہ وہ فروخت کر کے تمہیں قیمت نہ دے۔ اس نے عرض کیا: یہ تو آپؑ نے میری ناک رگڑ دی آپؑ نے اجازت دے دی تھی کہ میں رقم کے عوض گیہوں لے لوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: صبر کرو وہ فروخت کر کے تمہیں قیمت ادا کر دے گا۔

(۳۷۸۱) حماد نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کھانے کی چیزیں (مثلاً سبزی ترکاری) خریدیں جن کی قیمت لگنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو پانی سے بھگوئے رکھے اس ارادے سے نہیں کہ اس کا وزن بڑھ جائے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر بغیر بھگوئے ہوئے وہ اچھی نہیں رہ سکتی اور اس کی قیمت لگ نہیں سکتی اور اس کا ارادہ وزن میں زیادتی کا نہیں ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس کا ارادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے اور ملاوٹ کا ہے تو درست نہیں ہے۔

(۳۷۸۲) ابن مسکان نے اسحاق مدائنی سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ اناج خریدنے کے لئے کشتی میں جاتے ہیں اور کشتی والے سے نرخ میں اتار چڑھاؤ کرتے ہیں پھر ان میں سے ایک شخص اس کو خرید لیتا ہے پھر اس سے اور لوگ جتنا چاہتے ہیں طلب کرتے ہیں اور وہ انہیں دیدیتا ہے اور اناج کا مالک ہی لوگوں کو اناج دیتا ہے اور قیمت وصول کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں میری نظر میں وہ بھی خریداروں میں شریک ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اناج کا مالک ایک ناپنے والے کو بلاتا ہے اور پیمانہ بھر بھر کے ناپتا اور ہم لوگوں کو دیتا ہے اور ہمارے ملازمین اس کا حساب رکھتے ہیں۔ اس طرح پیمانے میں کبھی زیادہ ہوتا ہے اور کبھی کم۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی زیادہ غلطی نہیں ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۳) خالد بن حجاج کرخی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کچھ اناج ایک وقت معینہ پر وصول کرنے کے لئے خریدتا ہوں اور خریدنے کے بعد مال پر قبضہ کرنے پر پہلے کچھ تجار مجھ سے خریدنا چاہتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جس طرح وقت معینہ کے لئے تم نے خریدا ہے اس طرح اگر وقت معینہ کے لئے تم بھی فروخت کر دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ وقت معینہ سے پہلے مالک سے لے کر انہیں دو۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جب میں مالک سے اناج لوں تو مالک نے جس پیمانے سے مجھے دیا ہے اسی پیمانے سے میں ان خریداروں کو دوں۔ آپؑ نے فرمایا: اگر یہ خریدار راضی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

آنجنابؑ نے فرمایا: جو اناج تم نے کھلیان یا دیہاتوں سے خریدا ہے اور اس کو اٹھانے سے پہلے تم نے اس کو فروخت کر دیا اگر اس پر کوئی آفت

آجائے تو خریدار صرف اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے گا۔ اور اگر کسی خاص صنف اور قسم کا اناج خریدا جائے اور کسی قریہ یا جگہ کا نام نہ دیا جائے تو فروخت کرنے والے پر لازم ہے کہ اسے وہی دے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک شخص سے اناج خریدتا ہوں اور اس کو تلوانے سے قبل کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں اور اس سے کہہ دیتا ہوں کہ اپنے وکیل کو بھیج دو تا کہ وہ اسے تلوا لے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۴) ابن مسکان نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی سے ایک کیل (پیمانہ) کے برابر اناج خریدا پھر اناج والے نے خریدار سے کہا کہ یہ دوسرا ڈھیر بغیر ناپے ہوئے خرید لو یہ بھی جو تم نے خریدا ہے اس کے برابر ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو بغیر ناپے ہوئے خریدنا درست نہیں ہے۔ نیز آنجنابؑ نے فرمایا: وہ چیز جس کے لین دین میں ناپ تول چلتا ہے اس میں تخمینہ درست نہیں ہے یہ چیز اناج کی فروخت میں مکروہ ہے۔

(۳۷۸۵) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت جو کچھ اناج خریدتا ہے پھر میں اس سے خریدتا ہوں کیا میں اس کے ناپ کو سچ مان لوں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اب اگر تم اس کو فروخت کرو تو ناپ کر فروخت کرو۔

(۳۷۸۶) عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت ہے اس کا بیان کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیمانے اور وزن کے لئے باٹ میں زیادتی کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر برائے نام ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۷) اور جمیل نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کھلیان کا بھوسا فی گُر کے حساب سے خریدا اور قبل اس کے کہ اناج کی ناپ تول ہو وہ بھوسے کو لے کر فروخت کر دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۸۸) جمیل نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی معینہ قریہ کا اناج خریدا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر اس قریہ سے اناج نکلا تو وہ اس کا ہے اور اگر نہیں نکلا تو وہ اس کا قرض رہے گا۔

(۳۷۸۹) ابن ابی عمیر نے حسن بن عطیہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا ہم لوگ کشتیوں سے اناج خریدا کرتے ہیں پھر اس کو ناپتے ہیں تو وہ زیادہ نکلتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اور کبھی کبھی کم بھی تو ہوتا ہوگا۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ کمی کو پورا کر دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تو پھر (زیادہ ہونے کی صورت میں) کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۰) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو پھل خریدتا ہے اور اس کو وصول کرنے سے پہلے ہی فروخت کر دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کو اسی میں نفع ملتا ہے تو فروخت کر دے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنجنابؑ سے کھجور اور انگور اور دوسرے پھلوں کو تین چار سال کے لئے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں اگر اس سال پھل نہیں آیا تو اگلے سال آئے گا۔ اور اگر تم صرف ایک سال کے لئے خرید رہے ہو تو جب تک پھل نہ آجائیں نہ خریدو۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کسی مخصوص جگہ کا پھل خریدتا ہے اور اس جگہ کے سارے پھل تباہ ہو جاتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اسی طرح کا مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوا مدعی اور مدعا علیہ آپس میں بحث کرتے رہے جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ یہ جھگڑنے سے کسی طرح باز نہیں آتے تو آپؐ نے ان لوگوں کو اس طرح کی فروخت سے منع فرمادیا کہ جب تک پھل نہ آجائیں نہ خریدا کرو۔ آپؐ نے اس کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ آپؐ نے اس سے ان لوگوں کے جھگڑے کی وجہ سے منع فرمادیا۔

(۳۷۹۱) حمّاد بن عیسیٰ نے ربعی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو (اپنے باغ کے) پھل فروخت کرتا ہے مگر اس میں چند کیل (پیمانے) کھجور کو مستثنیٰ کر لیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ راوی کا بیان ہے اور آنجنابؑ کے پاس آپؑ کا غلام بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ بھی تو اپنے باغ کا پھل فروخت کیا کرتے ہیں۔ اور اس میں سے چند وسق مستثنیٰ کر لیا کرتے ہیں یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ سن کر غلام کی طرف دیکھا مگر اس کے اس کہنے سے انکار نہیں کیا۔

(۳۷۹۲) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پھلوں کی خرید وفروخت کے متعلق دریافت کیا کہ کیا شگوفوں اور بور آنے سے پہلے اس کا خریدنا درست ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں لیکن یہ کہ اس کے ساتھ کچھ رطب یا کچھ ترکاریاں وغیرہ شامل کر لی جائیں اور کہا جائے کہ میں تم سے یہ رطب اور یہ کھجور کا درخت اور یہ درخت اتنی رقم پر خریدتا ہوں پس اگر ان درختوں میں پھل نہیں آتے تو خریدار کا اصل مال وہ رطب اور وہ ترکاری ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے درختوں کے پتّوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان کو تین مرتبہ یا چار مرتبہ توڑنے کے لئے خریدنا درست ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم درخت پر پتے دیکھ لو تو جتنی مرتبہ کے توڑنے کے لئے چاہو خریدو۔

(۳۷۹۳) قاسم بن محمد نے علی ابن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک باغ خریدا جس میں کھجور اور دوسرے درخت ہیں ان میں کچھ پھلدار ہیں اور کچھ بے پھل کے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر ان میں کچھ پھلدار ہیں تو اس کے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۴) حسن بن علی بن بنت الیاس [1] سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا یہ جائز ہے کہ جب کھجور کے درخت بار آور ہو جائیں تو ان کو فروخت کیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ زھونہ ہو جائیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان زھو کا کیا مطلب ہے؟ آنجناب نے فرمایا: جب تک پھل سرخ و زرد نہ ہو جائے۔

(۳۷۹۵) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں ایک شخص کو بیس (۲۰) دینار بطور قیمت دیتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جب تمہارے درختوں میں پھل آجائیں تو وہ ہمارے ہیں اس قیمت کے بدلے میں اگر تم راضی ہو گئے تو لے لوں گا اور اگر تم راضی نہ ہوگے تو چھوڑ دوں گا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اس کو رقم دیدو اور کوئی شرط نہ عائد کرو۔ میں نے عرض کیا: میں آنجنابؑ پر قربان اس نے تو کچھ نہیں بتایا اس کی نیت تو اللہ ہی جانتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کی یہ نیت نہیں ہے تو پھر یہ درست نہیں ہے۔

(۳۷۹۶) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے کہتا ہے کہ میں ایک چیز خریدتا ہوں اور اس میں جو نفع ہوگا وہ میرے اور تمہارے درمیان ہوگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۷۹۷) میسر سوداگر زطی سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ادھار پر مال خریدتا ہوں ایک شخص آتا ہے اور پوچھتا ہے تمہیں یہ مال کتنے پر ملا؟ تو میں اس پر اپنا نفع رکھ کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ مال اتنے پر ملا۔ آپؑ نے فرمایا: جب تم نفع پر فروخت کر رہے ہو تو ادھار میں جتنا تمہارا حق ہے اتنا ہی اس کا بھی تو ہونا چاہیے۔ یہ سن کر میں نے کہا: انا للہ و انا الیہ راجعون اور عرض

[1] یہ حسن بن علی وشاء ہے، ممدوح ہے اور اس تک روایت کا سلسلہ صحیح ہے۔

کیا پھر میں تو تباہ ہوگیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کس بات سے؟ میں نے عرض کیا: اس لئے کہ روئے زمین پر کوئی کپڑا ایسا نہیں جس کو میں اس کے اندر بتا کر فروخت کروں اور لوگ مجھ سے خرید لیں یعنی خواہ میں اس کی اصل قیمت سے گھٹا کر ہی کیوں نہ مانگوں جب تک اس میں اپنا نفع رکھ کر یہ نہ کہوں کہ یہ اس قیمت کا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آنجنابؑ نے دیکھا کہ یہ شخص پریشان ہے تو آپؑ نے فرمایا: پھر کیوں نہ میں تم پر ایک ایسا در کھول دوں کہ جس سے تم نکل سکو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: تم یہ کہو کہ مجھے اتنے میں ملی ہے اور تمہارے ہاتھ اتنے پر فروخت کرتا ہوں یہ نہ کہو کہ اتنے نفع پر۔

(۳۷۹۸) عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی ہے جس نے میرے آدمی سے کہا کہ میں تم سے مال خریدوں گا اس شرط پر کہ تم ہر کپڑے (کے تھان پر) پر جس کو میں تم سے خریدوں اتنا اتنا فائدہ مجھے دو۔ اور لوگوں کے لئے مال خریدا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں تم سے مال خریدتا ہوں تو تم مجھے بھی فائدہ دو۔ تو آنجنابؑ نے اس کو مکروہ قرار دیا۔

(۳۷۹۹) بشار بن یسار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص جو ادھار پر مال فروخت کرتا ہے کیا وہ شخص جس نے کسی کے ہاتھ مال فروخت کیا وہی مال اس سے خرید لے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے عرض کیا: اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنا مال خود خریدوں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اب تو وہ تیرا مال نہیں نہ تیرا بیل ہے اور نہ تیری بھیڑ۔

(۳۸۰۰) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو اپنے اہل خانہ کے لئے کپڑے خریدتا ہے اور اسے اس شرط پر لیتا ہے کہ اگر اسے پسند نہ آیا تو واپس کردے گا تو دکاندار اس کو نفع بھی دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کو نفع کی خواہش ہے تو اس پر لازم ہے کہ اگر اس کی بیوی واپس کرتی ہے تو وہ کپڑا خود اپنے لئے خرید لے اور دکاندار کو واپس نہ کرے۔

(۳۸۰۱) ابن مسکان نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگ ہروی (ہرات کی) کروی (کروان کی جو طوس کا ایک قریہ ہے) مروزی (مروشاہ جان۔ خراسان کا ایک مشہور شہر) اور قوھی (قوھا، قہستان جو نیشاپور اور ہرات کے درمیان ایک ضلع ہے) کے بنے ہوئے چمڑے کے تھیلے خریدتے ہیں ان میں سے ایک نے دس کپڑے خریدے اس شرط پر کہ وہ ان میں سے چن کرلے گا اور ہر کپڑے کی قیمت پانچ درھم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ تھی۔ آپؑ نے فرمایا: میں اس خرید و فروخت کو پسند نہیں کرتا۔ تمہاری نظر میں اگر اس میں سے صرف پانچ کپڑے اس نے چنے تو کیا باقی کپڑے ایک معیار کے ہوں گے؟ تو آنجنابؑ کے فرزند حضرت اسماعیل نے کہا کہ ان لوگوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ ان میں سے صرف دس کپڑے چن لیں گے بقیہ کو واپس کردیں گے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہیں انہوں نے شرط رکھی تھی کہ اس میں سے صرف اپنی پسند کے کپڑے لیں گے۔ اب اگر انہیں اپنی پسند کے صرف پانچ کپڑے ملے تو کیا بقیہ کپڑے ایک معیار کے ہوں گے، میں اس خرید و فروخت کو پسند نہیں کرتا۔

(۳۸۰۲) ابوالصباح کنانی اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اہلِ بازار سے مال اُٹھاتا ہے اور وہ لوگ اس مال کی قیمت مقرر کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قیمت سے جس قدر زیادہ فروخت کروگے وہ تمہارا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اُن لوگوں کو تو مال نفع پر فروخت نہ کرے۔

(۳۸۰۳) عبیداللہ بن علی حلبی اور محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس کچھ مال مصر سے آیا تو آنجنابؑ نے کھانا تیار کروایا اور اس میں تاجروں کو مدعو کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو دس بارہ پر لیں گے۔ آپ نے فرمایا: پھر یہ کتنا ہوگیا؟ ان لوگوں نے کہا ہر دس ہزار پر دو ہزار۔ آنجنابؑ نے فرمایا: لو یہ مال میں تم لوگوں کے ہاتھ بارہ ہزار پر فروخت کرتا ہوں۔

(۳۸۰۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اورانہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مختلف کپڑوں کا ڈھیر ایک مجموعی قیمت پر خرید تا ہے اس کے بعد وہ اس مجموعی قیمت کو ہر کپڑے پر تقسیم کر دیتا ہے یہاں تک کہ اصل لاگت پر پہنچ جاتا ہے اب وہ ایک ایک کپڑا کچھ نفع کے ساتھ فروخت کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ یہ نہ واضح کرے کہ یہ قیمت اس نے لگائی ہے۔

(۳۸۰۵) عمر بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے ھروی جرابیں کسی قیمت پر مدینے میں فروخت کیں۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو لیکر آپس میں تقسیم کرلیا پھر ان لوگوں نے ایک جراب میں کچھ عیب پایا تو انہوں نے اس کو میرے پاس واپس کر دیا۔ میں نے کہا: اچھا جس قیمت پر میں نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا وہی قیمت تم کو دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: نہیں بلکہ ہم لوگ تو تم سے اس کی موجودہ قیمت لیں گے۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ان لوگوں کو اس کی وہی پرانی قیمت لینا لازم ہے۔

(۳۸۰۶) جمیل بن دراج کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے ہے اورانہوں نے ہمارے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی سے کپڑا خریدا مگر اس میں کوئی عیب پایا گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ کپڑا بعینہ قائم ہے تو وہ اس کے مالک کو واپس کر کے اپنی قیمت لے لے اور اگر وہ سل گیا ہے یا رنگ گیا ہے یا قطع ہو گیا ہے تو وہ عیب کے نقصان کے لئے اس سے رجوع کرے۔

(۳۸۰۷) ابان[1] نے منصور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک ایسی چیز خریدی جو ناپنے کی ہے اور نہ تولنے کی۔ کیا وہ اس کو نفع کے ساتھ اس پر قبضہ کرنے سے پہلے فروخت کر دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس میں ناپ تول نہیں ہوتا تو اس کے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وہ اپنے قبضہ میں لے کر فروخت کرے تو اس کی ذات سب سے زیادہ بری الذمہ ہوگی۔

(۳۸۰۸) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ چند لوگوں نے مشترکہ طور پر کچھ گھر کا سامان خریدا اور ابھی آپس میں تقسیم نہیں کیا ہے تو کیا ان میں سے ایک شخص قبضہ لینے سے پہلے اسے فروخت کر سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں مضائقہ نہیں یہ بمنزلہ اناج کے نہیں اس لئے کہ اناج ناپا تولا جاتا ہے۔

(۳۸۰۹) حماد نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کپڑا خریدا پھر اس نے دکاندار کو واپس کیا تو اس نے قیمت کم کیے بغیر واپس لینے سے انکار کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو قیمت گھٹائے بغیر واپس لینے سے انکار درست نہیں ہے۔ اگر اس نے نادانستہ طور پر اسے لے کر زیادہ قیمت پر فروخت کیا ہے تو اسے واپس لے کر اس کے پہلے مالک کو واپس کر دے۔

(۳۸۱۰) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کاتے ہوئے سوت کو بنے کپڑے کے عوض فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا جب کہ سوت کا وزن کپڑے سے زیادہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۱۱) حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور ان کے علاوہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: دلال کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں وہ آئے دن لوگوں سے چیزیں خریدتا رہتا ہے اور وہ مزدور کے مانند ہے۔

(۳۸۱۲) راوی کا بیان ہے کہ اور میں نے آنجنابؑ سے ایک دلال کے متعلق دریافت کیا[2] کہ وہ اجرت پر خرید و فروخت کرتا ہے اور اس کو رقم اس شرط پر دی گئی کہ تم جو کچھ خریدو گے اس میں سے ہم جو چاہیں گے لے لیں گے اور جو چاہیں گے چھوڑ دیں گے چنانچہ وہ جاتا ہے اور خرید کا مال لاتا ہے اور کہتا ہے

---

[1] ابان سے مراد ابان بن عثمان ہے اس تک سلسلہ صحیح ہوتا ہے اور اس کی روایتیں مقبول ہوتی ہیں اور منصور سے مراد منصور بن حازم ہے، شیخ نے 'تہذیب' میں صحیح حدیث میں اس سے روایت لی ہے۔

[2] اسی طرح روایت کی ہے کلینی نے ج ۵ ص ۱۹۶ پر اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۷ ص ۱۳۳ پر موثق سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے۔

اس میں سے جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

باب: غلام کی خرید وفروخت اور اس کے احکام

(۳۸۱۳) معاویہ بن عمار ا سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یمن سے کچھ قیدی لائے گئے۔ جب وہ مقام جحفہ پہنچے تو ان کا خرچہ ختم ہو گیا اس بنا پر لوگوں نے وہاں ایک کنیز کو فروخت کر دیا۔ اس کنیز کی ماں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنجنابؐ نے اس کی ماں کے رونے کی آواز سنی۔ آپؐ نے پوچھا: یہ کیا ہے، یہ کیوں روتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کو خرچہ کی ضرورت پیش آ گئی تھی اس لئے اس کی لڑکی کو فروخت کر دیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے آدمی بھیجا اس کی لڑکی لائی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: ان دونوں کو ایک ساتھ فروخت کر دو یا ان دونوں کو ایک ساتھ روک لو۔

(۳۸۱۴) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا دو بھائیوں کے متعلق جو دونوں مملوک اور غلام ہیں کیا ان دونوں کو اور عورت اور اس کے لڑکے کو جدا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں یہ حرام ہے مگر یہ کہ وہ سب خود ہی چاہیں۔

(۳۸۱۵) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے معینہ قیمت پر ایک کنیز خریدی اور اس کے مالک کو قیمت ادا کرنے سے پہلے ہی نفع پر اس کو فروخت کر دیا اب اس کا مالک اپنی رقم کے تقاضے کے لئے آیا تو اس شخص نے ان لوگوں سے کہا جن کے ہاتھ میں یہ کنیز فروخت کی تھی کہ میرے اس قرض خواہ کا قرض ادا کر دو میں نے جو تم لوگوں سے نفع لیا تھا وہ تم لوگوں کا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۱۶) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک جانور خریدا مگر اس کے پاس قیمت ادا کرنے کے لئے رقم نہ تھی کہ اتنے میں اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص آ گیا اس نے آواز دی: اے فلاں میری طرف سے قیمت ادا کر دے۔ نفع میں ہم اور تم دونوں بانٹ لیں گے۔ چنانچہ اس نے قیمت ادا کر دی پھر عجب اتفاق کہ اس کے بعد ہی وہ جانور مر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس جانور کی قیمت دونوں کے ذمہ ہے جس طرح اگر نفع ہوتا تو دونوں کو ملتا۔

(۳۸۱۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو غلام کو فروخت کرتا ہے اور اس پر یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ فروخت کرنے والا غلام کوئی سامان وغیرہ لائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ جائز ہے۔

(۳۸۱۸) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص کوئی غلام فروخت کرے اور غلام کے پاس کوئی مال ہو تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا۔ مگر یہ کہ خریدار شرط لگا دے (کہ غلام کا مال بھی اس کا ہوگا)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی کا حکم دیا ہے۔

(۳۸۱۹) اور جمیل بن دراج کی روایت زرارہ سے ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کوئی غلام خریدتا ہے تو غلام کا مال کس کا ہوگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر فروخت کرنے والے کو معلوم ہے کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال خریدار کا ہوگا۔ اور اگر فروخت کرنے والے کو معلوم نہیں ہے تو وہ فروخت کرنے والے کا ہوگا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے موافق ہیں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں اور وہ

ا کلینی نے 'کافی' ج۵ ص۲۱۸ پر صحیح حدیث میں اس کی روایت کی ہے۔

اس طرح کہ اگر کوئی شخص غلام فروخت کرے اور خریدار اس کے مال کی شرط لگا دے تو اگر فروخت کرنے والے کو یہ علم نہ ہو کہ غلام کے پاس مال ہے تو وہ مال فروخت کرنے والے کا ہوگا اور اگر فروخت کرنے والے کو علم ہو کہ غلام کے پاس مال ہے اور اس نے فروخت کرتے وقت اس کو مستثنیٰ نہ کیا ہو تو وہ مال خریدار کا ہوگا۔

(۳۸۲۰) زرارہ سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا کوئی شخص غلام اور اس کا مال خریدے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ میں نے عرض کیا: مگر جس قیمت میں اس نے غلام کو خریدا ہے اس سے زیادہ غلام کے پاس مال ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۲۱) ابان نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کافران ذمی کے مملوکوں کی خریداری کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر یہ مملوک ان کی غلامی کا اقرار کرلیں تو ان سے خریدو اور ان سے نکاح کرو۔

(۳۸۲۲) عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی اور اس سے مجامعت کی تو اس کو پتہ چلا کہ وہ تو حاملہ ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کو واپس کردے اور اس کے ساتھ اس کو کچھ دیدے۔ [1]

(۳۸۲۳) اور عبدالملک بن عمرو کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کنیز حاملہ ہے تو اس کو واپس کردے اور اس کے ساتھ قیمت کے دسویں حصہ کا آدھا بھی واپس کردے۔

(۳۸۲۴) اور محمد بن مسلم کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ وہ کنیز کو واپس کرے اور اس کو لباس پہنائے۔

(۳۸۲۵) اور محمد بن میّسر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام جب مجامعت کرلیا کرتے تو کنیز کو کسی عیب کی بنا پر واپس نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اس عیب کی قیمت کے لئے رجوع کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ اس کنیز کو اس مجامعت کا کوئی معاوضہ دوں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یعنی اس کنیز کو جو حاملہ نہیں اور اگر وہ حاملہ ہے تو واپس کردی جائے گی۔

(۳۸۲۶) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ہے جو لوگوں کے لئے مال کی دلالی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو خرید لو اس میں میرا نصف ہے تو ایک شخص خرید لیتا ہے اور اپنے پاس سے قیمت ادا کردیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے لئے آدھا نفع ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر اس کی قیمت کم ہوگئی تو اس کی کمی میں بھی اس کو کچھ برداشت کرنا پڑے گا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جس طرح وہ نفع لیتا اسی طرح وہ نقصان بھی اُٹھائے۔

(۳۸۲۷) حمزہ بن حمران سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں بازار سے ایک کنیز کے خریدنے کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ کنیز کہتی ہے کہ میں آزاد ہوں (کنیز نہیں ہوں)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم اس کو خرید لو مگر یہ کہ اس کے پاس آزادی کا کوئی ثبوت و گواہ ہو۔

(۳۸۲۸) اور عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے ایک ایسے مملوک کے متعلق دریافت کیا جو دعویٰ کررہا ہے کہ میں آزاد ہوں مگر اس پر کوئی ثبوت اور شہادت پیش نہیں کرتا کیا میں اس کو خریدوں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۲۱۵ پر موثق کی مانند مرسل حدیث میں اسے بیان کیا ہے اور شیخ نے استبصار ج ۳ ص ۸۱ پر اس کی قیمت کے دسویں حصے کا آدھا مراد لیا ہے۔

(۳۸۲۹) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک کنیز کو اس کے مالک کے بیٹے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی میں فروخت کر دیا اور جس نے اس کو خرید لیا تھا اس نے اس سے مجامعت کی اور اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اتنے میں اس کنیز کا پہلا مالک آ گیا اور اس نے اس کے دوسرے مالک سے جھگڑا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ میرے لڑکے نے میری اجازت کے بغیر اس کو فروخت کیا ہے (مجھے واپس کر دو) اس مقدمہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ اس سے وہ کنیز اور اس کا لڑکا لے لیا جائے یہ سن کر جس نے خرید ا تھا وہ فریاد کرنے لگا کہ یہ تو مجھ پر سراسر ظلم ہے۔ آنجناب نے فرمایا: پھر تم بھی اس کے اس لڑکے کو لے لو جس نے تمہارے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا: خدا کی قسم میں تیرے لڑکے کو نہ جانے دوں گا جب تک کہ تو میرا لڑکا مجھے نہ بھیج دے۔ جب اس کنیز کے پہلے مالک نے یہ دیکھا (کہ میرا لڑکا میرے ہاتھ سے جاتا ہے) تو اس نے اپنے لڑکے کو فروخت کی اجازت دیدی (اور مقدمہ اس طرح ختم ہوا)۔

(۳۸۳۰) ابن سنان سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے ایک غلام یا ایک کنیز خریدی اور اس غلام یا کنیز کے بھائی یا بہن یا باپ یا ماں اس شہر میں تھے۔ آنجناب نے فرمایا: اگر یہ بچہ ہے اور کمسن ہے تو اس کو اس شہر سے نہ لیجایا جائے اور اس کو نہ خریدا جائے ہاں اگر اس کی ماں بھی چاہے اور لڑکا بھی چاہے تو اگر تم چاہو تو اسے خرید لو۔

باب: گنتی سے اور تخمینہ سے مبہم شے کی خرید و فروخت

(۳۸۳۱) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب سے اخروٹ کے متعلق دریافت کیا گیا جس کا شمار کرنا ممکن نہیں تو کیا کسی پیمانے سے ناپ کر اس کو شمار کر لیا جائے پھر اسی پیمانے سے بقیہ کو ناپ کر اس کا حساب کر کے عدد معلوم کر لیا جائے؟ آنجناب نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۳۲) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: کھانے کی چیزوں میں سے جس کے لئے پیمانے سے ناپنے یا تولنے کا رواج ہے اس کو تخمینہ سے فروخت کرنا درست نہیں۔ یہ بھی کھانے کی ان چیزوں میں شامل ہے جن کا تخمینہ سے فروخت کرنا مکروہ ہے۔

(۳۸۳۳) عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو درہم دے کر مال خرید رہا ہے مگر اس میں ایک دو سکے ناقص ہیں کیا وہ جس سے خرید رہا ہے اس کو دے اور یہ نہ بتائے کہ یہ ناقص اور کھوٹے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ وہ صحیح سکوں کی طرح ہیں اور وہ اسی طرح رائج ہیں جس طرح ہم لوگوں کے پاس شمار میں رائج ہیں۔

(۳۸۳۴) اور سماعہ نے آنجناب سے دریافت کیا کہ کیا وہ دودھ خریدا جائے جو ابھی تھن میں ہے؟ آنجناب نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تھن میں سے ایک کوزہ دودھ لیا جائے پھر تم کہو کہ میں تم سے دودھ جو کوزے میں ہے اور وہ جو تھن میں ہے اتنی رقم پر خریدتا ہوں۔ تو اگر تھن میں دودھ نہ بھی ہو تو کوزے میں تو دودھ ہے۔

(۳۸۳۵) ابان نے اسماعیل بن فضل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں سے خراج اور ان کے سرداروں سے جزیہ کھجور کے درختوں پر، جھاڑیوں پر، شکارگاہوں پر، مچھلیوں پر، پرندوں پر لیتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ ان میں کچھ ہوگا بھی یا نہیں۔ کیا وہ ان سب کا خراج وصول کرے اور اگر وصول کرے تو کب وصول کرے؟ آنجناب نے فرمایا: جب تم کو علم ہو جائے کہ اس میں ایک شے بھی ہے تو اس کو خرید و یا اس کا مالیانہ قبول کرو۔

(۳۸۳۶) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جو اُس (غیر حاضر) غلام کو خریدتا ہے جو اپنے گھر والوں سے بھاگا ہوا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: اس کے لئے یہ درست نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ملا کر کوئی اور چیز بھی خریدے اور یہ کہے کہ میں تم سے یہ چیز اور تیرے (بھاگے ہوئے) غلام کو اتنی رقم کے بدلے خریدتا ہوں تو اگر غلام ہاتھ بھی نہ آئے تو یہ رقم جو اس نے دی ہے اس کے بدلے میں یہ

چیز ہے۔ ۱

(۳۸۳۷) یعقوب بن شعیب ۲ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر اناج کے چند بورے پیمانوں سے نپے ہوئے میرے قرض تھے تو اس نے مجھے چند بورے بھیجے جن میں سے بعض میں جتنے پیمانے اس پر میرے قرض تھے اس سے بھی کم تھے مگر میں نے اس کو اندازے سے لے لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک آدمی کا ایک سوکُر (ایک وزن کا نام) کھجور قرض تھے اور مقروض کا ایک کھجور کا درخت تھا چنانچہ قرض خواہ اس کے پاس آیا اور بولا: میرے ان کھجوروں کے بدلے میں اپنا یہ درخت دیدو۔ تو گویا آنجنابؑ نے اس بات کو ناپسند اور مکروہ سمجھا۔ ۳

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایسے دو آدمیوں کے متعلق دریافت کیا جن دونوں کی شراکت میں ایک کھجور کا درخت ہے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: خواہ تم اس درخت کو اتنے اتنے کیل و پیمانے کے اندازے پر لے لو اور مجھے اس کا نصف کیل (پیمانہ) دیدو، یا میں اس کو لے لیتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ۴

(۳۸۳۸) جمیل نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کھلیان کا ایک کُر بھوسہ قبل اس کے کہ اس کے دنوائی کر کے اس میں سے اناج نکال لیا جائے ایک معینہ قیمت پر خریدا پھر اس نے بھوسہ لے کر اناج کے تولنے سے پہلے ہی فروخت کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ۵

(۳۸۳۹) عبدالمالک بن عمرو سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تیل کی ایک سو مشکیں (پیپے) خریدتا ہوں اور ایک یا دو مشکیں لے کر اسے وزن کر لیتا ہوں پھر اسی کے حساب سے تمام مشکوں کو خرید لیتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۴۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک شخص کا کسی پر کچھ قرض ہوتا ہے اور مقروض کی اس کے پاس کوئی چیز رہن ہوتی ہے کیا وہ اس رہن کو خرید سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

(۳۸۴۱) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اناج کے تولنے کا رواج ہے اسے اندازے سے لینا درست نہیں۔

(۳۸۴۲) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میرے پاس مُشک کے دو تھیلے ہیں ایک تر ہے اور دوسرا خشک ہے

---

۱ 'کافی' ج ۵ ص ۲۰۹ پر موثق حدیث میں اسے بیان کیا گیا ہے اور اس پر اصحاب کا عمل رہا ہے۔

۲ یعقوب بن شعیب تک سلسلہ صحیح ہے اور وہ ثقہ ہے۔ شیخ نے 'تہذیبین' میں صحیح سند کے ساتھ پہلا سوال روایت کیا ہے اور آخر کے دو سوال 'کافی' کی صحیح حدیث میں مروی ہیں۔

۳ کیونکہ ظاہر ہے کہ جو کھجور اسکے ذمہ تھی اس کے بدلے درخت بیچ دینے میں زیادتی اور نقصان کا احتمال ہے بلکہ برابری کا احتمال تو بہت دور ہے اور یہ حرام نہیں ہے کیونکہ کھجور کا پھل ہمیشہ درخت پر لگتا رہتا ہے اور یہ نہ پیمانہ سے ہوتا ہے اور نہ وزن سے چنانچہ اس کا بیچنا بغیر وزن کیے ہوئے ہوا اور یہ جائز ہے لیکن کیونکہ اس میں ربا کا شبہ ہے اس لئے اس سے کراہت کی۔ (محمد تقی مجلسی)

۴ اس روایت کو 'کافی' ج ۵ ص ۱۹۲ پر بھی بیان کیا گیا ہے۔

۵ یہ حدیث شمار ۳۷۸۷ کے تحت الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ جمیل سے بیان ہو چکی ہے کہ انہوں نے روایت کی آنجناب علیہ السلام سے۔

میں نے تر کو فروخت کرنا شروع کر دیا اور اس کو فروخت کر دیا پھر خشک کو لیا کہ اس کو فروخت کروں مگر تر کے مساوی یا اس سے زیادہ اس کی قیمت نہیں ملتی تو میں نے اس کے متعلق آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کیا میں اس کو تر کرلوں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ تم خریداروں کو آگاہ کردو۔ راوی کا بیان ہے چنانچہ میں نے اس کو تر کیا پھر خریداروں کو آگاہ کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم نے انہیں آگاہ کر دیا پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

(۳۸۴۳) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا ولد الزنا فروخت کیا اور خریدا جا سکتا ہے اور اس سے خدمت لی جاسکتی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اور نکاح بھی کیا جا سکتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں مگر اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

(۳۸۴۴) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے خیانت اور چوری کے مال کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم پہچانتے ہو کہ یہ مال چوری وخیانت کا ہے تو نہیں مگر یہ کہ تم کوئی شے عمال اور کارندوں سے خریدو۔

باب:۔ مضاربہ

(دوسرے کے سرمایہ سے شرکت میں تجارت کرنا)

(۳۸۴۵) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مضاربہ کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص کو مال دیا گیا اور وہ اس کو لے کر ایک جگہ گیا اور اس کو منع کر دیا گیا تھا کہ وہ اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ جائے مگر اس نے کہنا نہ مانا اور دوسری جگہ چلا گیا اور وہاں وہ مال تلف ہو گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تو وہ اس کا ضامن وذمہ دار ہے اور اگر مال سلامت رہا اور نفع ہوا تو نفع دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۳۸۴۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس نے تاجر سے کہا کہ میرے مال کا ضامن تو ہے (مال تلف ہوا یا اس میں گھاٹا ہوا تو تجھ کو دینا پڑے گا) تو اس کے لئے اصل مال کے سوا اور کچھ نہیں، نفع میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(۳۸۴۷) محمد بن قیس سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو ایک ہزار درہم مضاربہ (شرکت میں کاروبار) کے لئے دیئے تو اس نے لاعلمی میں اپنے باپ کو خریدا (جو غلام تھا)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر اس کی قیمت لگوائی جائے گی اگر ایک درہم بھی زائد ہوا تو اس کا باپ آزاد ہو جائے گا اور وہ اس شخص کی رقم کو کام کاج کر کے ادا کرے گا۔

(۳۸۴۸) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس کی کسی دوسرے شخص پر کچھ رقم تھی، اس نے تقاضہ کیا مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا جو قرض ادا کرے تو اس قرض خواہ نے قرضدار سے کہا: اچھا تو پھر یہ میری رقم تمہارے پاس مضاربہ کے لئے رہے گی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک کہ وہ اس سے وصولی نہ کرلے مضاربہ میں دینا درست نہیں۔

(۳۸۴۹) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مضاربہ کرنے والا (جو دوسرے کی رقم سے تجارت کر رہا ہے) جو کچھ سفر میں اس کا خرچ ہوگا وہ تمام مال میں سے محسوب ہوگا لیکن جب اپنے شہر واپس آجائے گا اور یہاں جو کچھ خرچ ہوگا وہ اس کے حصہ میں محسوب ہوگا۔

(۳۸۵۰) اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ جو شخص مر رہا ہے اور اس کے پاس مضاربہ کا مال ہے تو اگر اس نے مرنے سے پہلے نشاندہی کر دی ہے کہ

فلاں کا مال ہے تو وہ اس کا ہوگا اور اگر وہ مر گیا اور اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تو سارے قرض خواہوں کا ہوگا (اور یہ بھی منجملہ ایک قرض خواہ کے ہوگا)۔

(۳۸۵۱) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دو آدمی ایک مال میں شریک ہیں، دونوں نے نفع اُٹھایا اور مال کچھ قرض تھا اور کچھ اصل تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم راس المال مجھے دیدو اور جو کچھ نفع ہے تمہارا ہے اور اس میں جو مال تلف ہوا ہے وہ میرے ذمہ ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں نے آپس میں شرط کی ہے تو کوئی ہرج نہیں اور ان کی یہ شرطیں اگر خدا کے مخالف ہیں تو ان کو کتابِ خدا کے حکم کے مطابق کیا جائے گا۔

(۳۸۵۲) ابن محبوب نے علی بن رباب سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ تم میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کافرِ ذمی کو تجارت میں اپنا شریک بنائے۔ نہ اپنی تجارت میں حصہ دار بنائے، نہ اس کو کوئی امانت سپرد کرے، نہ اس سے خالص دوستی کرے۔

(۳۸۵۳) حسن بن محبوب نے ابی ولاّد سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک بکری ہے جس کا دودھ وہ دوھتا ہے اور روزانہ بہت سا دودھ دیتی ہے۔ اگر اس کو خریدتے وقت کہا جائے کہ پانچ سو رطل (ایک پیمانہ) اتنے اتنے درہم میں اور خریدار اس سے روزانہ اتنے رطل دودھ حاصل کرتا رہے گا یہاں تک کہ جتنی رقم پر اس نے خریدا اس کی اتنی رقم پوری ہو جائے گی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۵۴) حسن بن محبوب نے رفاعہ بردہ فروش سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے ایک کنیز کے خریدنے کے لئے مول تول کیا، اور اس نے میری لگائی ہوئی قیمت پر اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دیا اور میں نے اسی قیمت پر اس کنیز کو لے لیا اور فروخت کرنے والے کے پاس ایک ہزار درہم بھیجے اور کہلایا کہ یہ ایک ہزار درہم ہیں جو میں نے قیمت لگائی تھی۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ ادھر قیمت بھیجنے سے پہلے میں نے اس کنیز کو مس کر لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: میری نظر میں اس کنیز کی از سرِ نو عادلانہ قیمت لگوائی جائے اگر اس کی قیمت اس سے زیادہ لگتی ہے جتنی تم نے اسے بھیجی ہے تو قیمت سے جس قدر کم ہے تم پر اس کا دینا فرض ہے اور اگر اس سے کم لگتی ہے جتنی تم نے اس کو بھیجی ہے تو وہ اس کے لئے ہے [1]۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان لیکن مس کرنے کے بعد میں نے اس میں کوئی عیب پایا؟ آپؑ نے فرمایا: لیکن اب تم کو اس کے واپس کرنے کا حق نہیں اب تم صرف یہ کر سکتے ہو کہ صحیح اور عیب دار کے درمیان قیمت میں جو فرق ہو وہ اس (فروخت کرنے والے) سے لے لو۔

(۳۸۵۵) حسن بن محبوب نے ابراہیم بن زیاد کرخی سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے لئے ایک کنیز خریدی، جب میں ان لوگوں کو اس کی قیمت دینے کے لئے چلا تو آنجنابؑ سے پوچھا کیا میں ان لوگوں سے اس کی قیمت کم کرنے کے لئے کہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خریدنے کے بعد قیمت کم کرانے کو منع کیا ہے۔

(۳۸۵۶) اور ابن محبوب نے ابراہیم کرخی سے یہ بھی روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی سے سو (۱۰۰) دنبیوں کے اون اور ان کے پیٹ میں جو بچے ہیں ان کو اتنے اتنے درہموں میں خریدا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کے پیٹ میں بچے نہ بھی ہوں تو یہ قیمت اُون کی ہوگی۔

(۳۸۵۷) حسن بن محبوب نے زید شحّام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ وہ قصابوں کے شراکت کے حصے ان کے نکلنے سے پہلے خریدتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے کوئی حصہ خرید لیا ہے تو جب حصہ

---

[1] حدیث کی سند صحیح ہے اور کلینی نے ج ۲ ص ۲۰۹ پر صحیح حدیث میں اسے نقل کیا ہے۔

نکل جائے تو اسکو اس پر اختیار ہے۔

(۳۸۵۸) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کیا فرماتے ہیں (اس شخص کے بارے میں) جو اپنے غلام کو ایک ہزار درہم یا اس سے کم یا اس سے زیادہ عطا کرتا ہے اور کہتا ہے میں نے آج تک جب بھی تجھ کو مارا یا ڈرایا دھمکایا ہے وہ تو میرے لئے حلال کردے اور بخش دے۔تو اس غلام نے اس عطیہ کے عوض اس کو بخوشی حلال کردیا اور بخش دیا۔ پھر وہ درہم جو اس کو عطا کیے گئے تھے اس غلام نے ان کو کہیں رکھ دیا اور اسکو مالک نے پالیا۔تو کیا وہ اپنے لئے حلال سمجھتے ہوئے اس کو لے لے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔میں نے عرض کیا: کیوں کیا غلام اور اس کا مال مالک کا نہیں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ وہ نہیں ہے اور فرمایا کہ اس سے یہ کہہ دو کہ یہ غلام کو واپس کردے یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس نے قیامت کے دن سزا اور غلام کی طرف سے قصاص کے ڈر کے مارے اپنی جان چھڑانے کے لئے اس کو فدیہ دیا ہے۔میں نے عرض کیا: تو کیا غلام اس کی زکوٰۃ نکالے گا جب اس پر ایک سال گزر جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ یہ اس رقم سے کوئی کام کرے اور غلام زکوٰۃ کی مد میں کچھ نہیں دے گا۔

(۳۸۵۹) یونس بن یعقوب سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کسی آدمی سے کوئی چیز خریدنے کے بعد بلا جبر واکراہ اس سے کہتا ہے کہ اتنا تم مجھے بخش دو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۶۰) زید شحام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام کی خدمت میں ایک کنیز کو لے کر آیا اور آنجنابؑ کے سامنے پیش کیا۔آنجنابؑ مجھ سے اس کا مول بھاؤ کرنے لگے اور میں بھی آنحضرتؑ سے اتار چڑھاؤ کرنے لگا پھر میں نے اس کنیز کو آپؑ کے ہاتھ فروخت کردیا تو آنجنابؑ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مارا (یعنی سودا پکا ہوگیا) تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان میں نے آپؑ سے اتار چڑھاؤ اس لئے کیا تھا تاکہ دیکھوں کہ اتار چڑھاؤ سزاوار ہے یا نہیں۔اس کے بعد میں نے عرض کیا: لیجئے میں نے آپؑ کے لئے اس میں سے دس دینار کم کردیئے۔آنجنابؑ نے فرمایا: افسوس یہ تم نے سودا طے ہوجانے سے پہلے کیوں نہیں کیا؟ تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نہیں پہنچی کہ کہ سودا ہوجانے کے بعد اس میں کم کرانا حرام ہے؟

(۳۸۶۱) اور روح نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: دس (۱۰) حصوں میں سے نو (۹) حصہ رزق تجارت میں ہے۔[1]

(۳۸۶۲) ابن بکیر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے بیان فرمایا: سمرہ بن جندب کا کھجور کا ایک درخت کسی انصاری کے احاطہ میں پڑ گیا تھا اور اس انصاری کا گھر بھی اسی احاطے میں تھا۔جو راستہ پر تھا اور سمرہ بن جندب جب آیا کرتا تو بے دھڑک اس میں داخل ہوجاتا اور اجازت نہیں لیتا تھا تو اس انصاری نے اس سے کہا کہ تم آتے ہو اور بے دھڑک داخل ہوجاتے ہو اور ہم لوگ ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ہمیں ناگوار ہوتا ہے کہ اس حالت میں ہمیں کوئی دیکھے لہٰذا جب آؤ تو اجازت لے لیا کرو تاکہ ہم لوگ پردہ کرلیا کریں اور پھر اجازت دیں تو تم داخل ہو۔اس نے کہا: میں تو ایسا نہیں کروں گا، وہاں میرا مال ہے میں داخل ہوں گا اور اجازت نہیں لوں گا۔چنانچہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اس کی شکایت کی اور قصہ بیان کیا۔آنحضرتؐ نے سمرہ کے پاس آدمی بھیجا وہ آیا تو آنحضرتؐ نے اس سے کہا: اجازت لے لیا کرو، اس نے انکار کیا اور وہی کہا جو انصاری سے کہا تھا۔آنحضرتؐ نے قیمت کے ساتھ خریدنے کی پیشکش کی اس نے انکار کیا، آنحضرتؐ اس کی قیمت بڑھاتے رہے مگر اس نے فروخت کرنے ہی سے انکار کردیا۔جب آنحضرتؐ نے یہ دیکھا تو فرمایا: تجھے جنت میں کھجور کا ایک درخت بھی ملے گا مگر اس نے اس کو قبول کرنے

[1] شاید یہ روح بن عبدالرحیم ہے۔اور یہ حدیث شمار ۳۷۲۵ کے تحت مع تفصیل گزر چکی ہے۔

سے بھی انکار کردیا تو آنجناب نے انصاری کو حکم دیا کہ اس درخت کو اکھاڑ پھینکو۔ نہ کوئی کسی کو ضرر پہنچائے نہ اسے ضرر اٹھانا پڑے۔

(۳۸۶۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امامین علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شخص چکی پیسنے والے کو گیہوں دیتا ہے اور اس سے طے کرتا ہے کہ ہر دس من گیہوں پر وہ اسے دس من آٹا دے۔ آنجناب نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: ایک شخص تیلی کو تل دیتا ہے اور اس کو ذمہ دار بناتا ہے کہ ہر صاع (ایک وزن) پر اتنے رطل (ایک اور وزن) دے آپ نے فرمایا: نہیں۔ (یعنی اگر وزن میں کمی یا بیشی ہو جائے تو پیسنے والا یا تیلی اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔)

باب:۔ گھاس کا میدان، چراگاہ، زراعت، درخت، زمین، پانی کی نالی، پن گھٹ اور غیر منقولہ جائداد کی خرید و فروخت

(۳۸۶۴) ابان نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک مرتبہ اس سبزہ زار کی فروخت کے متعلق دریافت کیا جس میں پانی بہتا ہو اور آدمی کا مقصد اس کا پانی ہو اور نہر بنا کر اس کا پانی لے جائے اور گھاس وغیرہ کو پہنچائے اور اس سے جس کی چاہے زراعت کرے؟ آنجناب نے فرمایا: جب پانی اس کا ہے تو اس سے جس چیز کی چاہے زراعت کرے اور جس کے ہاتھ چاہے فروخت کرے۔

(۳۸۶۵) اور سماعہ نے آنجناب سے جانوروں کے چارے کا کھیت خریدنے کے لئے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اس کو خریدا مگر چارہ کاٹا نہیں بلکہ اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس میں جو اور گیہوں کی بالیاں پھوٹ آئیں حالانکہ اس نے اس کو جڑ سے خریدا اور اس کے مالکوں پر جو مالگزاری ہوتی ہے وہ کفار عجم کے کاشت کاروں کو ادا کرنی ہوتی ہے؟ آنجناب نے فرمایا: اگر اس نے خرید و فروخت پر یہ شرط کرلی ہے کہ اگر چاہے گا تو چارہ کاٹے گا اور چاہے گا تو بالیوں کے آنے تک چھوڑ دے گا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے لئے جائز نہیں کہ اسے بالیوں کے آنے تک چھوڑ دے۔

(۳۸۶۶) اور سماعہ نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک چراگاہ جانور چرانے کے لئے کم و بیش پچاس (۵۰) درہم پر خریدی اور اس کا ارادہ ہے کہ اس میں ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ داخل کرے جو اس کے ساتھ جانور چراتے ہیں اور ان سے قیمت وصول کرے۔ آنجناب نے فرمایا: جو بھی چاہے قیمت کا کچھ حصہ دے کر اس میں داخل ہو اگر کوئی انچاس (۴۹) درہم دے کر اس میں داخل ہوا اور ایک درہم میں اس کی بکریاں چریں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس کے لئے جائز نہیں کہ پچاس (۵۰) درہم پر وہ چراگاہ فروخت کردے پھر ان لوگوں کے ساتھ اپنی بکریاں بھی چرائے مگر یہ کہ اس نے اس چراگاہ میں کام کیا ہو، کوئی کنواں کھودا ہو یا چراگاہ کے مالکوں کی اجازت سے کوئی نہر نکالی ہو تو اس نے جس قیمت پر خریدا ہے اس سے زائد قیمت پر اگر فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس نے بھی اس کے اندر کام کیا ہے اس بنا پر اس کے لئے درست ہے۔

(۳۸۶۷) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اکیلے چکی کرایہ پر لوں پھر اس کو زیادہ کرایہ پر چلاؤں مگر یہ کہ اس میں کوئی نئی چیز لگائی ہو یا اس پر کوئی لازمی خرچ آتا ہو۔

(۳۸۶۸) اور اسحاق بن عمار کی روایت میں ہے جو انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے آنجناب نے فرمایا: جب تم نے سونا یا چاندی دے کر کوئی زمین لی ہے تو جس قدر تم نے لیا ہے اس سے زیادہ نہ لو اس لئے کہ سونا اور چاندی (جو تم نے دیا) بڑھتے نہیں ہیں منجمد ہیں۔[1]

(۳۸۶۹) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ

[1] مطلب یہ ہے کہ سونا اور چاندی حیوانوں اور زراعت کی طرح نہیں بڑھتے۔

آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ گیہوں اور جَو خرید لیا جائے جب کہ وہ ابھی بویا گیا ہے اور ابھی اس میں بالیاں تک نہیں آئی ہیں، ڈنٹھل ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ اس کے پودے اور ڈنٹھل خرید لیے جائیں جو جانوروں کی چارے کے کام آتے ہیں پھر اگر وہ چاہے تو اس کو بالیاں نکلنے تک چھوڑ دے۔

(۳۸۷۰) سعید بن یسار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کی کچھ لوگوں کے ساتھ ان کی نہر پر پانی پلانے کی باری تھی مگر اب اس کو اس کی ضرورت نہیں رہی کیا وہ فروخت کر دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں وہ چاہے تو درہموں سے فروخت کر دے چاہے تو تھوڑے گیہوں کے بدلے پر فروخت کر دے۔

(۳۸۷۱) سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک سو (۱۰۰) جریب پر اپنے بیج سے گیہوں کاشت کرتا ہے پھر ایک دوسرا شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھ سے نصف بیج اور نصف خرچ اس زمین پر جو تم نے کیا ہے لے لو تا کہ میں تمہارا شریک کاشت بن جاؤں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ۱

(۳۸۷۲) اور انہوں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے جانوروں کے چارے کے لئے کاشت کیا ہوا جَو خریدا مگر اس نے اس کو کاٹا نہیں بلکہ چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس میں بالیاں تک آ گئیں۔ اور اس نے کاشتکار ہاری سے خریدتے وقت شرط کر لی تھی کہ اس پر جو بھی آفت آئے گی وہ کاشتکار ہاری کے ذمہ ہوگی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے کاشتکار سے خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ اگر چاہے گا تو اسے کاٹ لے گا اور نہ چاہے گا تو بالیاں نکلنے کے لئے چھوڑ دے گا تو یہ ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے یہ شرط نہیں کی تھی تو اس کے لئے جائز نہیں کہ بالیاں نکلنے کے لئے چھوڑ دے اور اگر اس نے ایسا کیا تو اس کی مال گزاری اور اس کا خرچ اور اس میں جو کچھ نکلے سب کی ذمہ داری اس پر ہے۔ ۲

اور اگر کوئی شخص کھجور کا درخت کاٹنے کے لئے خریدے اور غائب ہو جائے اور کھجور کو اسی حالت پر چھوڑ جائے اور پھر اس وقت آئے جب کھجور میں پھل آ جائیں تو وہ سارا پھل اس کا ہے مگر یہ کہ کھجور کے مالک نے اس کو سینچا اور اس کی دیکھ بھال کی ہو۔ ۳

اور اگر ایک شخص ایک زمین پر آتا ہے اور زمین کے مالک کی بغیر اجازت اس پر کاشت کرتا ہے اور جب زراعت تیار ہو جاتی ہے تو زمین کا مالک آتا ہے اور کہتا ہے تو نے میری اجازت کے بغیر اس پر کاشت کی اس لئے یہ زراعت میری ہے اور جو کچھ تیرا خرچ ہوا ہے وہ میرے ذمہ ہے تو ایسی صورت میں کاشتکار کی زراعت ہوگی اور زمین کے مالک کے لئے اس زمین کا کرایہ ہوگا۔ ۴

---

۱ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۷۲ پر الفاظ کے فرق کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲ حدیث نمبر ۳۸۶۴ میں یہی بات بیان کی گئی ہے۔

۳ کلینی نے ج ۵ ص ۲۹۷ پر اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۷۴ پر صحیح حدیث میں ہارون بن حمزہ سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے امام جعفرؑ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو کھجور کا درخت کاٹنے کے لئے خریدتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے اور درخت کو بغیر کٹے چھوڑ دیتا ہے اور اس وقت آتا ہے جب کھجور میں پھل آ جاتا ہے۔ فرمایا: پھل اس کے لئے ہے جو چاہے اس سے کرے مگر یہ کہ کھجور کے مالک نے اس کو پانی دیا ہوا اور اس کی دیکھ بھال کی ہو۔ آنجنابؑ نے پانی دینے کی اجرت کا ذکر نہیں کیا۔ شاید اس لئے کہ مالک کو اسے کٹوانا تھا لیکن جب نہیں کٹا تو وہ اسے گویا باقی رکھنے پر راضی ہو گیا اور اصحاب کے درمیان اجر کا استحقاق قائم ہے اس کا ذکر نہ کرنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

۴ اس مضمون کو کلینی نے ج ۵ ص ۲۹۶ پر اور شیخ نے 'تہذیب' میں ج ۲ ص ۱۷۲ پر صحیح سند سے محمد بن حسین بن ابو خطاب سے، انہوں نے محمد بن عبداللہ بن ہلال سے۔ جس کے حالات معلوم نہیں، اس نے عقبہ بن خالد سے روایت کیا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا: ایک شخص ایک زمین پر آتا ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر زراعت کرتا ہے۔ جب زراعت تیار ہو جاتی ہے تو زمین کا مالک آتا ہے اور کہتا ہے: تو نے میری اجازت کے بغیر کاشت کی ہے تو تیری زراعت میری ہے اور تیرے لئے وہ ہے جو تو نے اس خرچ کیا ہے تو کیا یہ اس کے لئے ہے یا نہیں؟ پس فرمایا: کاشت کار کے لئے زراعت ہے اور مالک کے لئے زمین کا کرایہ۔

(۳۸۷۳) محمد بن علی بن محبوب سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت امام فقیہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے عریضہ لکھا اور ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کی پن چکی ایک قریہ کی نہر پر تھی اور وہ قریہ ایک آدمی یا دو آدمیوں کا تھا۔ چنانچہ قریہ کے مالک کا ارادہ ہوا کہ وہ اپنے قریہ تک پانی اس نہر کے علاوہ کسی دوسری نہر سے پہنچائے تاکہ اس کی پن چکی معطل ہو جائے۔ کیا اس کے لئے یہ جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اس معاملے میں نیک سلوک کرے اور اپنے برادر مومن کو نقصان نہ پہنچائے۔

اور ایک ایسے شخص کے متعلق جس کی ایک قریہ میں نالی تھی تو ایک دوسرے شخص نے اس قریہ کے اوپر ایک دوسری نالی کھودنے کا ارادہ کیا تو ان دونوں نالیوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو جو ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائیں۔ زمین سخت ہو یا نرم تو آنجنابؑ کی طرف سے تحریر آئی کہ اتنا فاصلہ ہو کہ ایک سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۸۷۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر زمین نرم ہو تو دو نہروں کے درمیان ایک ہزار ہاتھ کا فاصلہ ہو اور اگر زمین سخت ہے تو پانچ سو ہاتھ کا فاصلہ ہو۔

(۳۸۷۵) اور آنجناب علیہ السلام نے اہل بادیہ کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ وہ فاضل پانی کو نہ روکیں اور فاضل سبزہ زاروں کو فروخت نہ کریں۔

(۳۸۷۶) اور آنجناب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ کنوئیں کی حدود چالیس ہاتھ ہیں اس کے پہلو میں اس کی حد کے اندر کوئی دوسرا کنواں اونٹ یا بکری کے پانی پلانے کے لئے نہ کھودا جائے۔

(۳۸۷۷) محمد بن سنان نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے وادی کے پانی کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: تمام مسلمان پانی اور آگ (جلانے کی لکڑی) اور گھاس کے میدانوں میں شریک ہیں۔

(۳۸۷۸) عمر بن حنظلہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے ایک زمین یہ کہہ کر فروخت کی کہ یہ دس جریب ہے اور خریدار نے اس کو اس کی حد بندیوں کے ساتھ خرید لیا اور قیمت نقد ادا کر دی، خرید و فروخت کا کام مکمل ہو گیا اور دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ مگر جب زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ پانچ جریب نکلی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو اپنی فاضل قیمت کے لئے رجوع کرے یا اگر چاہے تو پوری بیع وشرا کو مسترد کر دے اور اپنی ساری قیمت لے لے لیکن اگر اس زمین کے متصل اس بیچنے والے کی زمینیں ہیں اور وہ اس سے پوری کر دے پھر یہ بیع لازم ہو جائے گی اور اس کو زمین پوری کرنی لازم ہو گی۔ اور اگر اس کی کوئی زمین اس کے سوا نہیں ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ اس زمین کو لے اور فاضل قیمت کے لئے اس سے رجوع کرے اور چاہے تو زمین دے کر اپنی ساری قیمت واپس حاصل کر لے۔

باب :۔ بنجر وافتادہ زمین کو قابل کاشت بنانا

(۳۸۷۹) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یہودیوں اور نصرانیوں کی زمینیں خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خیبر پر چڑھائی کی تو ان لوگوں پر خراج گزاری لگا دی کہ زمین انہی کے قبضے میں رہے گی کہ وہ اس میں زراعت کریں اور اسے آباد رکھیں۔ اور کوئی حرج نہیں اگر تم ان کی زمینوں میں سے کچھ ان سے خرید لو، اور جو کوئی زمین کو زندہ اور قابل کاشت بنائے وہ اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے، وہ اسی کی ہے۔

(۳۸۸۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی درخت لگاتا ہے یا اس وادی کو کھودتا ہے جہاں اس سے پہلے کوئی نہیں پہنچا تھا یا کسی مردہ

زمین کو زندہ کرتا ہے تو یہ اس کے لئے اللہ اور رسول کی طرف سے فیصلہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ا

(۳۸۸۱) حسن بن علی وشاء سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی سے مردہ زمین سو (۱۰۰) کُر پر خریدی کہ وہ اس زمین سے پیداوار کر کے اس کو دیگا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ حرام ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان اگر زمین چند معینہ وزن (کیل) گیہوں وغیرہ دے کر خریدے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۸۲) ابی ربیع شامی ۲ سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اہل سواد (عراق وغیرہ) کی زمین جو بزور طاقت فتح کی گئی ہے کوئی نہ خریدے مگر یہ کہ وہ جو کافر ذمی ہیں اور زمین کا خراج ادا کرتے ہیں اس لئے کہ یہ سب مسلمانوں کا مال غنیمت ہے۔

(۳۸۸۳) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک شخص نے مردہ زمین کو زندہ کیا اس میں نہر کھودی اس میں گھر بنائے اور کھجور اور درخت لگائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ زمین اس کی ہے اور اس کے گھروں کی اجرت ہے اور جو کاشت کیا ہے اگر وہ بارش سے یا وادی کے سیلاب سے یا کسی چشمے سے سیراب ہوتی ہے اس کی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) زکوٰۃ دے گا اور اگر اس نے ڈول اور ڈولچوں سے سینچا ہے تو نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) دے گا۔

(۳۸۸۴) اور سماعہ نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مسلمان یا کسی معاہد کے ساتھ کھیتی کی پھر اس کے جی میں آیا کہ اپنا حصہ فروخت کردے تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو سکوں کے عوض فروخت کردے (اناج کے عوض نہیں) کیونکہ اس کی اصل اناج ہے۔

(۳۸۸۵) اور عبداللہ بن سنان نے آنجنابؑ سے اہلِ خراج (مالگزاری ادا کرنے والوں) کے یہاں قیام کرنے کے متعلق دریافت کیا آنجنابؑ نے فرمایا: تین دن اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے بھی روایت ہے۔ ۳

(۳۸۸۶) علی ابن مہزیار سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابی جعفر ثانی (امام علی نقی) علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کا ایک گھر تھا اور اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی تو اس کا لڑکا دریا میں کہیں غائب ہوگیا۔ اور وہ عورت بھی مرگئی اب اس کی لڑکی نے دعویٰ کیا کہ اس کی ماں نے یہ گھر اس کو دیا ہے اور اس کے سارے حصے فروخت کردیئے ہیں، اس کا صرف ایک حصہ اس کے برادر ایمانی میں سے کسی ایک کے پہلو میں باقی ہے اور لڑکے کے غائب ہونے کی وجہ سے وہ اسے خریدنا نہیں چاہتا اس کو ڈر ہے کہ اس کا خریدنا جائز نہ ہوگا اور لڑکے کی بھی خبر نہیں؟ آنجنابؑ نے دریافت فرمایا: وہ لڑکا کتنے دنوں سے غائب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ بہت دنوں سے غائب ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ اس کی غیبت کا دس سال تک انتظار کرے اس کے بعد خریدے۔

(۳۸۸۷) محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی (امام حسن عسکری) علیہما السلام کو لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے اس کے گھر کا نچلا حصہ تمام حقوق کے ساتھ خریدا جس کے اوپر ایک اور منزل ہے، کیا اوپر کی منزل والا نیچے کی منزل والے کے حقوق میں داخل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

ا کلینی نے جلد ۵ ص ۲۸۰ پر علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور آنجنابؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی روایت کی ہے اور اسی طرح شیخ نے اپنی کتاب میں۔

۲ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۵۸ پر اپنی اسناد کے ساتھ حسن بن محبوب سے، انہوں نے خالد بن جریر سے اور انہوں نے ابی ربیع شامی سے روایت کی ہے اس کا نام خلید بن اوفی ہے اور وہ صاحبِ کتاب ہے۔

۳ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۵۹ پر صحیح حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے لئے وہی ہے جو اس نے جگہ اور حصہ معین کر کے خریدا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۸۸۸) نیز انہوں نے آنجنابؑ سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں سے کہا کہ تم دونوں گواہ رہو کہ میرا پورا گھر جو فلاں جگہ واقع ہے اس کی حدود یہ ہیں اب وہ کُل کا کُل فلاں ابن فلاں کا ہے اور اس گھر میں جو کچھ مال و متاع ساز و سامان ہے وہ سب میرا ہے مگر یہ دونوں گواہ تو نہیں جانتے تھے کہ اس میں کیا کیا سامان ہے (پھر وہ گواہ کیسے بنیں گے)؟ آنجنابؑ نے جواب تحریر فرمایا: وہ تمام مال و متاع جب اس خریدے ہوئے گھر کے احاطے میں ہے تو درست ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۳۸۸۹) اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص کی ملکیت میں کچھ زمین کے قطعات ہیں اور مکہ مکرمہ میں حاضری دینے کا وقت آ گیا وہ قریہ (جس میں قطعات تھے) اس کی منزل سے کئی مراحل پر تھا اس کے لئے وہاں ٹھہرنا ممکن نہ تھا کہ قریہ کے حدود تک آتا تو اس نے اس قریہ کے حدود اربعہ کو پہچنوایا اور گواہوں سے کہا کہ تم لوگ گواہ ہو کہ میں نے فلاں بن فلاں کے ہاتھ پورے قریہ کو فروخت کر دیا جس کی پہلی، دوسری اور تیسری اور چوتھی سرحدیں یہ ہیں حالانکہ اس قریہ میں اس شخص کے محض چند قطعات زمین ہیں تو کیا خریدار کے لئے اس کا خریدنا جائز ہے جب اس کے قریہ میں چند قطعات ہیں اور کہتا ہے کہ کُل قریہ کو فروخت کرتا ہوں؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ جس چیز کا وہ مالک نہیں اس کا فروخت کرنا جائز نہیں فروخت اسی چیز کے لئے ہے جس کا وہ مالک ہے۔

(۳۸۹۰) اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ کسی آدمی نے ایک شخص کو گواہ بنایا کہ اس نے ایک دوسرے آدمی کو اپنی زمین فروخت کر دی اور زمین کے کئی قطعے تھے تو بتاتے وقت اس کے حدود کی شناخت نہیں کرائی اور کہا کہ جب کچھ لوگ تمہارے پاس آئیں گے تو تم گواہی دینا۔ تو کیا یہ گواہی اس کے لئے جائز ہے یا جائز نہیں ہے تو جواب میں تحریر آئی کہ ہاں جائز ہے الحمدللہ۔

(۳۸۹۱) نیز انہوں نے آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ کسی گواہ کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ گواہی دے کسی زمین کی حدود کی جب کہ قریہ کے دوسرے لوگ آئیں اور گواہی دیں کہ اس شخص نے جو زمین فروخت کی ہے اس کی حدود یہ ہیں اب اس گواہ کو جسے صرف قطعہ اراضی کا گواہ بنایا گیا ہے قطعہ اراضی کا حدود اربعہ کا گواہ نہیں بنایا گیا ہے صرف قریہ والوں کے کہنے پر کہ ہم اس کی حدود جانتے ہیں کیا حدود کی گواہی دینا جائز ہے یا نا جائز ہے جب کہ فروخت کرنے والا قریہ والوں سے کہہ چکا ہے جب لوگ تمہارے پاس آئیں تو اس زمین کی چوحدی بتا دینا؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ گواہی نہ دو جب تک کسی شے کا مالک نہ کہے کہ یہ چیز میری ہے۔

(۳۸۹۲) جراح مدائنی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حویلی کے متعلق دریافت کیا جس میں تین گھر ہیں اور اس میں کوئی دروازہ نہیں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: گھروں میں داخلہ کے لئے اذن کی ضرورت ہے [۱] حویلی میں داخلہ کے لئے نہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس دار (حویلی) سے مراد وہ ہے کہ جو غلہ کے لئے ہوتا ہے اور جس میں کرایہ دار بسائے جاتے ہیں یا ویسے ہی رکھ لیے جاتے ہیں ایسی حویلی کے لئے اذن کی ضرورت نہیں بلکہ بیوت (گھروں) کے لئے ہے۔ اور وہ حویلی جو غلہ کے لئے نہیں ہے تو اس میں کسی کا بغیر اذن داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

---

[۱] اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ ہے: یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا۔ (اے ایمان لانے والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک اجازت نہ مل جائے اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام کیا کرو۔ (سورۂ نور آیت ۲۷)

باب:۔کاشتکاری اور مزدوری

(۳۸۹۳) یعقوب بن شعیب سے روایت ہے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی زمین دی جس میں پانی ہے اور کھجوروں کے اور مختلف قسم کے پھلوں کے درخت ہیں اور اس سے کہا کہ اس کی آبیاری کرنا اس کو آباد رکھنا اس میں جو کچھ اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا اس میں سے نصف تمہارا ہوگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

اور راوی مذکورہ کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو ایک غیر آباد زمین دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو آباد (قابل زراعت) کرو تین یا چار یا پانچ سال یا جتنے سال تک تم چاہو اس میں جو پیدا ہو وہ تمہارا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

نیز اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس مالگزاری والی زمین ہے اور اس پر معینہ مالگزاری لگتی ہے اور یہ مالگزاری کبھی بڑھ جاتی ہے کبھی کم ہو جاتی ہے وہ یہ زمین ایک شخص کو اس معاہدہ پر دیتا ہے کہ وہ اس کی مالگزاری ادا کرتا رہے گا نیز دو سو درہم سالانہ اس کو دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۹۴) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زمین کے مالک کی خاطر کچھ زمین (چند سالوں کے لئے) قبالے پٹے اور دیگر شرائط پر لی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں جتنے حجرے ہیں ان کا کرایہ اس کے لئے ہے سوائے ان حجروں کے جو دھقانوں اور کسانوں کے قبضے میں پہلے سے ہیں یا اس نے زمین کے مالکوں سے شرط کر لی ہو کہ وہ دھقانوں کے قبضے میں جو حجرے ہیں ان کا بھی کرایہ وصول کرے گا۔

(۳۸۹۵) شعیب نے ابوبصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم کسی زمین کا قبالہ اور پٹہ ان کے مالکوں کی خوشی کے خاطر سے لو تو اس میں جو کچھ پیدا ہوگا اس کے مالکوں کے حق کو پورا کر کے وہ تمہارا ہے اور یہ کہ اس میں جو کچھ تم مرمت کراؤ یا نئے حجرے بناؤ گے ان کی اجرت تمہارے لئے ہے سوائے ان حجروں کے جو پہلے سے دھقانوں (کسانوں) کے قبضے میں ہیں۔

(۳۸۹۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک زمین ایک ہزار درھم کی اجرت پر لی پھر اس نے اس زمین کا ایک حصہ دو سو درہم میں اجرت پر دے دیا۔ پھر زمین کے مالک نے اس سے کہا: ایسا کرو کہ یہ زمین جو تم نے اجرت پر لی ہم اس میں تمہارے شریک ہو جائیں۔ اس میں جو کچھ خرچ ہوگا وہ ہمارے ذمہ اور اس میں جو پیدا ہوگا وہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہوگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۸۹۷) ابان نے اسماعیل سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کوئی زمین اجرت پر لی اور کہا کہ تم مجھے یہ زمین اتنی رقم میں اجرت پر دو خواہ میں اس میں زراعت کروں یا نہ کروں میں اتنی رقم تمہیں دوں گا۔ مگر اس میں اس نے کوئی زراعت نہیں کی۔ آپؑ نے فرمایا: زمین کے مالک کو حق ہے کہ وہ اپنی رقم لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے اور چاہے تو نہ چھوڑے۔

(۳۸۹۸) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کھجور، گیہوں، جو، اربعاء، نطاف دے کر کوئی زمین پٹہ اور قبالہ پر نہ لو۔ میں نے عرض کیا: اربعا کیا چیز ہے؟ فرمایا: اربعا چھوٹی نہر اور نطاف تھوڑا پانی بلکہ پٹے اور قبالہ پر لو تو سونے اور چاندی پر یا نصف یا ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار پر۔

(۳۸۹۹) محمد بن مسلم [۱] نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر کرایہ پر لیا اس میں باغ بھی ہے تو اس نے باغ میں کھیتی لگائی، اس میں کھجور کے اور مختلف پھلوں کے درخت وغیرہ لگائے اور اس کے لئے صاحب مکان سے حکم حاصل نہیں کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی

[۱] کلینی نے 'کافی' ج ۵ ص ۲۹۷ پر اور شیخ نے 'تہذیب' میں موثق سند سے الفاظ کے معمولی فرق سے اسے روایت کیا ہے۔

اجرت کا حقدار صاحبِ مکان ہے۔ صاحبِ مکان درختوں اور کھیتوں کی قیمت لگوائے گا اور درخت کھیتی لگانے والے کو دیدے گا اگر اس نے اس کی اجازت سے یہ سب لگایا ہے اور اگر اس نے اس کی اجازت نہیں لی تھی تو صاحب مکان اپنا کرایہ وصول کرے اور درخت اور کھیتی لگانے والے کے لئے یہ ہے کہ وہ انہیں اکھاڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔

(۳۹۰۰) ادریس بن زید نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہمارے پاس کچھ کاشت کی زمینیں ہیں ان میں کنواں ہے اور اس پر پانی کھینچنے کے لئے چرخی ہے وہاں چراگاہ بھی ہے اور ہم میں سے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور اونٹ ہیں اور اسے اپنی بھیڑوں اور اونٹوں کے لئے ان چراگاہوں کی ضرورت ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس چراگاہ کو دوسرں سے بچائے اس لئے کہ اس کو ضرورت ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر زمین خود اس کی ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو بچائے اور اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرے۔ میں نے عرض کیا: ایک آدمی چراگاہ فروخت کرتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر زمین خود اس کی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۰۱) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک عجمی مشرک کا شریک کار ہوں۔ میری طرف سے زمین، بیل اور بیج ہوتا ہے اور اس عجمی کی طرف سے دیکھ بھال، کام کاج اور کوشش یہاں تک کہ گیہوں پیدا ہوتا ہے یا جو تو وہ تقسیم ہوتا ہے۔ بادشاہ وقت اپنا حصہ لے لیتا ہے [۱] بقیہ میں سے ایک تہائی عجمی مشرک کا پھر جو باقی بچتا ہے وہ میرا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: اور اگر میں نے جو بیج دیا تھا وہ اس میں لگا کر مجھے دیدے اور بقیہ میں سے تقسیم کرلیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں تم نے اس سے اس شرط پر شرکت کی ہے کہ بیج اور بیل اور زمین تمہاری طرف سے ہوگا اور زراعت کا سارا کام کاج اس کی طرف سے ہوگا۔

(۳۹۰۲) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر، برادر اسحاق بن جریر سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین کو ایک شخص قبالہ اور پٹے پر لینا چاہتا ہے تو قبالہ کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کے مالک سے معینہ رقم پر معینہ سالوں کے لئے قبالہ لے کہ اس کو آباد کرے اور اس کی مالگزاری ادا کرتا رہے اور اگر اس قبالہ میں عجمی کافر ہو تو عجمی کافر اس میں شریک نہیں ہوگا یہ جائز نہیں۔

(۳۹۰۳) حسن بن محبوب نے خالد سے انہوں نے ابی الربیع سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص دھقانوں سے زمین قبالہ پر لیتا ہے اور جتنی رقم پر قبالہ لیتا ہے اس سے زیادہ رقم لے کر لوگوں کو اجرت پر دیتا ہے اور اس میں حکومت وقت کا حصہ بھی رکھتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ زمین نہ اجیر کے مثل ہے اور نہ گھر کے مثل۔ بے شک مزدور کو کم اجرت پر رکھ کر زیادہ اجرت پر اٹھانا یا گھر کم کرایہ پر لے کر زیادہ کرایہ پر اُٹھانا حرام ہے۔

(۳۹۰۴) اور اگر کوئی شخص کوئی گھر دس درہم کرایہ پر لے اور دو تہائی میں خود رہے اور ایک تہائی دس درہم کرایہ پر اُٹھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جتنے کرایہ پر لیا ہے اس سے زیادہ کرایہ پر نہ اُٹھائے۔ [۲]

(۳۹۰۵) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام [۳] سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے خراج کی زمین مقررہ درہموں پر یا مقررہ غلہ پر لی اور اس کا ایک ایک جریب یا ایک ایک ٹکڑا مقررہ رقم یا مقررہ شئے پر اُٹھا دیا چنانچہ حکومت سے جتنے خراج پر اس نے لیا تھا اس سے زیادہ اس کو ملتا ہے اس میں وہ کچھ

۱ 'کافی' ج ۵ ص ۲۶۸ پر ہے 'پس بادشاہ اپنا حصہ لیتا ہے'۔

۲ انہی الفاظ کے ساتھ کلینی نے ج ۵ ص ۲۷۲ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں روایت بیان کی ہے، حلبی سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے اور اس کے آخر میں بڑھایا ہے 'مگر یہ کہ وہ اس میں کوئی کام کرے'۔

۳ کلینی نے اس حدیث کو ج ۵ ص ۲۷۲ پر اسماعیل بن فضل ہاشمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفرؑ سے نقل کیا ہے۔

خرچ بھی نہیں کرتا یا وہ زمین اس طرح اجرت پر دیتا ہے کہ بیج اپنے ذمہ اور اس کا خرچ اپنے ذمہ اس طرح اجرت پر دینے میں اس کا فائدہ ہے اور اسی کے ذمہ زمین کی مرمت بھی ہے تو کیا یہ اس کے لئے جائز ہے یا اس کے لئے جائز نہیں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم نے زمین اجرت پر لی اور اس میں کچھ خرچ یا اس کی مرمت کی تو جو صورت تم نے بیان کی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص ایک زمین سو دینار کرایہ پر لے اس میں کچھ حصہ پچانوے (۹۵) دینار میں کرایہ پر دے دے اور بقیہ کو خود آباد کرے۔ ۱

(۳۹۰۶) ابی الربیع سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ایسا احاطہ جس میں کھجور کے درخت اور دوسرے درخت ہوں ایک سال کے لئے فروخت کرے تو اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک ان میں پھل نہ آجائیں۔ اور جب دو یا تین سال کے لئے فروخت کرے تو اگر ان پر کچھ سبزی آجانے کے بعد فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۰۷) ابی الربیع سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایات کی ہے کہ ایک شخص کسی آدمی کی زمین پر زراعت کرتا ہے اس شرط پر کہ اس کی پیداوار کا ایک تہائی بیل کا ہوگا ایک تہائی بیج کا ہوگا اور ایک تہائی زمین کے مالک کا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ بیل اور بیج کا نام نہ لے بلکہ زمین کے مالک سے یہ کہے کہ میں تمہاری زمین پر زراعت کروں گا اب جو بھی اللہ اس میں پیدا کرے گا اس میں اتنا اتنا تمہارا ہے۔

(۳۹۰۸) ابوالربیع کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو ایک قریہ والوں کے پاس آتا ہے جن پر حکومت وقت نے اس قدر ظلم و زیادتی کی ہے کہ اب وہ زمین کا خراج بھی ادا نہیں کر سکتے اور وہ قریہ ان کے قبضہ میں ہے مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ ان کا ہے یا اس میں غیر کا بھی حصہ ہے چنانچہ لوگوں نے اس کو اس شرط پر اس کے ذمہ کردیا کہ وہ سرکاری خرچ ادا کرے اور ان لوگوں سے محصول وصول کر کے خراج ادا کرے اس طرح اس کو بہت کچھ بچ جاتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر ان لوگوں سے یہ شرط ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۰۹) اور حماد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے خراج ادا کرنے والوں کے ساتھ شرکت میں زراعت کرنے کے متعلق ایک چوتھائی اور ایک تہائی اور نصف پر دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کیا تو وہاں کے یہودیوں کو وہاں کی زمینوں کا نصف پر قبالہ اور پٹہ کردیا۔

(۳۹۱۰) محمد بن خالد نے ابن سیابہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا اور یہ کہا: میں آپؑ پر قربان میں کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ زراعت (کھیتی) کرنا مکروہ ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کھیتی کرو اور باغ لگاؤ خدا کی قسم جو لوگ پیشے اختیار کرتے ہیں ان میں سے کوئی پیشہ اس سے زیادہ حلال اور طیب نہیں۔ خدا کی قسم خروج دجال کے بعد امام قائم علیہ السلام بھی کھیتی کریں گے اور درخت لگائیں گے۔

(۳۹۱۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کہ گیہوں دے کر زمین اجرت پر لے لو پھر اس میں گیہوں کاشت کرو۔

(۳۹۱۲) محمد بن سہل ۲ نے اپنے والد سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص

---

۱ شیخ نے تہذیب، ج ۲ ص ۱۷۳ پر صحیح حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص سو دینار پر ایک زمین کرایہ پر لیتا ہے اور اس کے آدھے کو پچانوے (۹۵) دینار پر کرایہ پر دے دیتا ہے اور جو باقی ہے اسے خود آباد کرتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

۲ محمد بن سہل بن الیسع، امام رضا اور امام محمد تقی علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ مصنف نے انہیں مشائخ (اساتذہ) میں شمار کیا ہے۔ ان کا سلسلہ راویان صحیح ہے۔ نجاشی نے کہا ہے: وہ صاحب کتاب ہیں ایک جماعت ان سے روایت لیتی ہے، جن میں ایک احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری ہیں۔ اور اس قول میں ان پر اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ خاص جماعت قمیین میں سے تھے۔ ان کے والد سہل بن الیسع ثقہ مانے جاتے ہیں۔

کے لئے کسان زعفران کی کاشت کرتا ہے اور ضامن ہوتا ہے کہ جتنی زمین وہ اس کو دے گا اس پر فی جریب اسے اتنے اتنے درہم دیا کرے گا مگر کبھی اس میں کم پیداوار ہوتی ہے اور نقصان ہوتا ہے کبھی زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ آنجناب نے فرمایا: اگر دونوں اس پر راضی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۱۳) علی بن یقطین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جو کسی آدمی سے ایک گھر یا ایک کشتی ایک سال یا اس سے زیادہ یا اس سے کم وقت کے لئے کرایہ پر لیتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: کرایہ پر لینے والے کے لئے لازم ہے کہ جس وقت تک کے لئے اس نے کرایہ پر لیا ہے اس کی پابندی کرے۔ اور کرایہ پر دینے والے کو اختیار ہے کہ اس وقت لے لے یا چاہے تو چھوڑ دے۔

(۳۹۱۴) علی صائغ (سنار) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور یہ عرض کیا کہ میں لوگوں سے کام لیتا ہوں اور دو تہائی پر لڑکوں کو کام دیتا ہوں۔ آنجناب نے فرمایا: درست نہیں جب تک کہ تم بھی ان کے ساتھ ہاتھ نہ بٹاؤ۔ میں نے عرض کیا: ان کے لئے دھات کو پگھلاتا ہوں۔ آنجناب نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۱۵) صفوان بن یحیٰی نے ابو محمد خیاط سے انہوں نے مجمع سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں سلائی کے لئے لوگوں سے کپڑے لیتا ہوں اور دو تہائی پر لڑکوں کو سلنے کے لئے دیتا ہوں۔ آنجناب نے فرمایا: کیا تم اس میں کچھ کام نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ میں ان کو قطع کرتا ہوں اور ان کے لئے سلائی کا دھاگا خریدتا ہوں۔ آنجناب فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۱۶) محمد طیار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں مدینہ میں وارد ہوا اور گھر کرایہ پر لینے کے لئے تلاش کیا چنانچہ ایک گھر میں دو حجرے تھے ان دونوں کے درمیان ایک دروازہ لگا ہوا تھا اس میں ایک عورت رہتی تھی۔ اس نے پوچھا: تم یہ حجرہ کرائے پر لوگے؟ میں نے کہا: مگر ان دونوں کے درمیان ایک دروازہ ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ اس نے کہا: میں دروازہ بند کرلوں گی، چنانچہ میں نے اس حجرے میں اپنا سامان منتقل کیا اور اب اس سے کہا کہ دروازہ بند کرلو اس عورت نے کہا: کیونکہ اس دروازے سے ہوا آتی ہے اسے کھلا ہی چھوڑ دو۔ میں نے کہا: نہیں میں بھی جوان ہوں اور تم بھی جوان ہو دروازہ بند کرلو۔ اس نے کہا: تم اپنے حجرے میں بیٹھو میں تمہارے پاس نہیں آؤں گی اور نہ قریب ہوں گی یہ کہہ کہ اس نے دروازہ بند کرنے سے انکار کردیا تو میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب نے فرمایا: وہاں سے منتقل ہو جاؤ اس لئے کہ جب ایک مرد اور ایک عورت ایک گھر میں تنہا رہیں تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان رہتا ہے۔

(۳۹۱۷) ابو ھمام نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا کہ ایک شخص نے ایک جائداد کچھ دنوں کے لئے اجرت پر لی پھر وہی جائداد اس کے مالک نے جائداد اجرت پر لینے والے کی موجودگی میں کسی اور کے ہاتھ فروخت کردی اور اس نے کوئی تعرض نہیں کیا، وہ حاضر تھا اور اس پر گواہ رہا۔ پھر اس کا خریدار مرگیا اس کے بہت سے ورثا ہیں کیا یہ جائداد میت کی میراث میں پلٹ جائے گی یا جب تک مدت اجازت ختم نہ ہو یہ اجرت پر لینے والے کے قبضہ میں رہے گی؟ آنجناب نے فرمایا: جب تک مدت اجازت ختم نہ ہو یہ اجرت لینے والے کے قبضہ میں رہے گی۔

میں نے اپنے شیخ (استاد) محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز کسی کو اجرت پر دی ہے کیا ایسی صورت میں اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس چیز کو فروخت کردے۔ آنجناب نے فرمایا: اس کے لئے جائز نہیں کہ مدت اجازت ختم ہونے سے پہلے اس کو فروخت کرے مگر یہ کہ وہ خریدار سے شرط کرے اور اجرت پر لینے والے کو مدت اجرت پوری کرنے دے۔

(۳۹۱۸) محمد بن عطیہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کے لئے کھیتی اور زراعت کا پیشہ منتخب فرمایا تا کہ وہ آسمان سے نازل ہونے والی آفات سے مانوس رہیں دل برداشتہ نہ ہوں۔

(۳۹۱۹) حضرت علی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وعلى الله فليتوكل المتوكلون کے متعلق دریافت کیا گیا (اور اللہ پر توکل کرنے والے ہی

بھروسہ کرتے ہیں) (سورہ ابراہیم آیت ۱۲) تو آنجنابؑ نے فرمایا: یہ (متوکلون سے مراد) زراعت کرنے والے ہیں۔

باب:۔ جو شخص کسی شے کے درست کرنے کی اجازت لے اور اس کو خراب کردے تو اس پر کیا ذمہ داری اور ضمانت لازم ہے

(۳۹۲۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو رنگنے کے لئے کپڑا دیا گیا اور اس نے اس کو خراب کردیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہر وہ کاریگر جس کو درست کرنے اور مرمت کرنے کی اجرت دو اور وہ اس کو خراب کردے تو وہ اس کا ضامن اور ذمہ دار ہے۔

(۳۹۲۱) علی بن الحکم نے اسماعیل بن صباح سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو کپڑے دیئے گئے اس نے جلا دیئے یا پھاڑ دیئے کیا اس کا نقصان وہ برداشت کرے گا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اس کے ہاتھ کا قصور ہے اس لئے وہ برداشت کرے گا تم نے اس کو درست کرنے کے لئے دیا تھا خراب کرنے کے لئے نہیں دیا تھا۔

(۳۹۲۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام دھوبی اور سنار کو ضامن ٹھہراتے تھے جو کچھ وہ خراب کیا کرتے تھے اور حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام ان کو معاف کردیا کرتے تھے۔

باب:۔ اس شخص کی ضمانت اور ذمہ داری جو کسی کا سامان لاد کر لیجائے پھر دعویٰ کرے کہ وہ کھو گیا

(۳۹۲۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک اونٹ والا اپنے ساتھ کسی کا تیل لاد کر لیجاتا ہے پھر کہتا ہے کہ وہ جاتا رہا یا راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا تو اگر اس کے پاس عادل گواہ ہیں کہ واقعاً ڈاکہ پڑ گیا یا جاتا رہا تو اس پر کچھ نہیں ورنہ وہ ضامن ہوگا۔

اور ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی کشتی پر کسی آدمی نے اناج لادا اور وہ کم ہوگیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کا ضامن ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ کبھی کبھی زیادہ بھی لاد دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ اس نے زیادہ لادا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ تمہارا ہے۔

(۳۹۲۴) اور آنجنابؑ نے غسال اور سنار کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس میں سے کسی کے پاس سے بھی کوئی شے چوری ہوجائے اور اس کا ثبوت و شہادت نہ پیش کرے جو بتائے کہ اس کے یہاں تھوڑی یا بہت چوری ہوئی ہے (تو وہ ذمہ دار ہے) اور اگر اس نے ایسا کیا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے گواہ اور ثبوت پیش نہیں کیے اور اس کا گمان ہے کہ جس چیز کا دعویٰ کیا گیا ہے خود بخود جاتی رہی تو وہ اس کا ضامن ہے تاوقتیکہ وہ اپنے اس قول پر کوئی ثبوت و گواہ نہ پیش کرے۔[1]

(۳۹۲۵) نیز آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جو ایک معینہ مقام تک کے لئے ایک سواری کا جانور کرایہ پر لیتا ہے اور وہ جانور ضائع ہوجاتا ہے تو اگر یہ شرط ہوگئی تھی تو وہ اس کا ضامن ہے اور اگر وہ جانور کسی وادی میں اتر گیا اور اس نے اس کو باندھ کر نہیں رکھا تو وہ اس کا ضامن ہے اور اگر وہ کنوئیں میں گر گیا تو وہ اس کا ضامن ہے کیونکہ اس نے اس کو باندھ کر نہیں رکھا۔[2]

(۳۹۲۶) اور ایک اونٹ والے کے متعلق روایت کی گئی ہے جس سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا گیا ہے اور اس کے ہاتھ کسی مقام پر تیل بھیجا گیا تو اس کا کہنا ہے کہ تیل کا مشکیزہ پھٹ گیا اور تیل بہہ گیا تو تیل بھیجنے والا اگر چاہے تو تیل وصول کرے اور اس کا کہنا کہ مشکیزہ پھٹ گیا تو اس کی تصدیق بغیر عادل

۱۔ کلینی نے 'کافی' ج ۵ ص ۲۴۳ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حماد سے اور انہوں نے حلبی سے دوسرے الفاظ میں اسے روایت کیا ہے اور اسی طرح شیخ نے 'تہذیب' میں۔

۲۔ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۷۶ پر اپنی اسناد سے احمد بن محمد سے، انہوں نے ایک شخص سے، اس نے ابی مغرا سے اور انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے۔

گواہوں کے نہیں ہوگی۔ ۱

اور اگر کوئی شخص کوئی سواری کا جانور کرایہ پر لے اور اس کے حلق میں ذئبہ (ایک بیماری) ہو جائے اور اس میں وہ مر جائے تو وہ اس کا ضامن ہے مگر یہ کہ وہ مسلمان ہو اور عادل ہو۔

(۳۹۲۷) جعفر بن عثمان ۲ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میرے والد نے ایک اونٹ والے کے ساتھ اپنا کچھ سامان تجارت شام روانہ کیا تو اس نے بتایا کہ اس سامان میں سے کچھ ضائع ہو گیا۔ اس کا تذکرہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: تم اس کو ناقابل اعتبار سمجھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر تم اس کو ضامن نہ ٹھہراؤ۔

(۳۹۲۸) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک دھوبی کو میں نے دھونے کے لئے کپڑا دیا وہ کہتا ہے کہ اس کے تمام مال واسباب کے درمیان سے وہ کپڑا چوری ہو گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس دھوبی پر لازم ہے کہ وہ گواہ اور ثبوت پیش کرے اگر اس کے مال واسباب کے درمیان سے یہ چوری ہوا ہے تو پھر اس پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر اس کے سارے مال واسباب کے ساتھ یہ بھی چوری ہوا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں (یعنی ثبوت وگواہ کی بھی ضرورت نہیں)۔

(۳۹۲۹) عثمان بن زیاد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ہمارا اونٹ والا جو ہمیشہ ہمارا سامان اپنے کرائے کے اونٹ پر لے جایا کرتا تھا اس نے اس بار میرا سامان دوسرے کے اونٹ پر لا د دیا اور وہ ضائع ہو گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو ذمہ دار ٹھہراؤ اور اس سے وصول کرو۔

(۳۹۳۰) اور امیر المومنین علیہ السلام ۳ رنگریز، دھوبی اور سنار کو لوگوں کے سامان کا احتیاطاً ضامن ٹھہراتے تھے اور اگر کوئی سامان ڈوب جاتا یا جل جاتا یا کوئی ایسی آفت آجاتی جس کا فیصلہ ممکن نہ ہو تو پھر ضامن نہیں ٹھہراتے تھے۔ اور اگر کوئی کشتی اپنے پورے سامان کے ساتھ ڈوب جائے تو جو کچھ سامان خود سمندر ساحل پر پھینک دے وہ اس کے مالک کا ہے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے اور جو سامان لوگ غوطہ لگا کر نکالیں اور اس کے مالک نے چھوڑ دیا ہو وہ ان لوگوں کا ہے۔

(۳۹۳۱) ابن مسکان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: سنار، دھوبی اور کپڑا بننے والے کو ضامن نہیں ٹھہرایا جائے گا مگر یہ کہ وہ لوگ ناقابل اعتبار ہوں تو وہ گواہ اور ثبوت لائیں۔ انہیں ڈرا دھمکایا جائے، ان سے حلف لیا جائے شاید ان سے کچھ نکل آئے۔

(۳۹۳۲) اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک حمام والے کو لایا گیا جس کے پاس کپڑے رکھوائے گئے تھے اور وہ گم ہو گئے تو آنجنابؑ نے اس کو ضامن نہیں ٹھہرایا اور فرمایا: وہ تو بس امین تھا۔ ۴

(۳۹۳۳) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک مسلمان کو قیمت کا ضامن ٹھہرایا جس نے ایک نصرانی کے سور کو مار ڈالا تھا۔ ۵

---

۱ کلینی نے ج ۵ ص ۲۴۳ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حماد سے انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کی ہے۔

۲ کافی ج ۵ ص ۲۴۴ پر اس حدیث کا سلسلہ روایت یہ ہے۔ محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے جعفر بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۳ کلینی نے ج ۵ ص ۲۴۲ پر اپنی اسناد سے سکونی سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کی ہے اور اسی طرح شیخ نے 'تہذیب' میں درج کیا ہے۔

۴ کلینی نے ج ۵ ص ۲۴۳ پر سند موثق امام جعفرؑ سے انہوں نے اپنے والد بزرگوار علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام کے پاس حمام والے کو لایا گیا۔۔۔ تا آخر۔ شیخ نے بھی 'تہذیب' میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

۵ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۷۸ پر اپنی اسناد کے ساتھ حسن بن محمد بن سماعہ سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے والدِ بزرگوار علیہما السلام سے یہ روایت نقل کی ہے۔

(۳۹۳۴) ابن مسکان نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، ایک شخص کے متعلق کہ جس نے ایک مزدور کو بوجھ اُٹھانے کے لئے مزدوری پر لیا (لیکن) اس نے جو بوجھ اُٹھایا تو اس کو توڑ دیا یا بہا دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے پوری احتیاط سے اُٹھایا تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر اس نے لاپروائی برتی تو وہ ضامن ہے۔

(۳۹۳۵) ابن ابی نصر نے داؤد بن سرحان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جو اپنے سر پر بوجھ اُٹھائے ہوئے تھا اس سے ایک آدمی ٹکرایا اور وہ مر گیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا تو (فرمایا:) وہ اس کا ضامن ہے۔

(۳۹۳۶) محمد بن علی بن محبوب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت فقیہ (حضرت امام جعفر صادق) علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ ایک شخص نے دھوبی کو ایک کپڑا دھونے کو دیا اس دھوبی نے ایک دوسرے دھوبی کو دھونے کے لئے دے دیا اور وہ کپڑا ضائع ہو گیا تو کیا دھوبی پر لازم ہے کہ اس کو واپس کرے جو اس دھوبی کو دیا ہے اگرچہ وہ دھوبی قابل بھروسہ ہے۔ جواب میں تحریر آئی کہ وہ ضامن ہے مگر یہ کہ وہ باوثوق اور قابل بھروسہ ہو ان شاء اللہ۔

باب:۔ اناج یا جانور وغیرہ کے لئے پیشگی رقم دینا

(۳۹۳۷) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دریافت کیا گیا ایک شخص کے متعلق جس کو میں نے اناج کے لئے پیشگی کچھ درہم دیئے۔ جب میرے اناج لینے کا وقت آیا تو اس نے کچھ درہم دے کر ایک آدمی کو بھیجا اور کہا: اپنا اناج خرید لو اور اپنا حق پورا کر لو۔ آنجنابؑ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس نے یہ کام تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دیا ہے لہٰذا تم خود اس کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تا کہ اپنے اناج کو اپنے قبضہ میں لے لو، اس کی خریداری کی ذمہ داری تمہارے سپرد نہیں ہے۔

(۳۹۳۸) صفوان بن یحییٰ نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے گیہوں یا کھجور کے لئے کسی کو ایک سو درہم پیشگی دیئے جب ادائیگی کا وقت آیا تو وہ کہنے لگا کہ خدا کی قسم میرے پاس (اناج یا کھجور) نصف سے زیادہ نہیں ہے اگر تم چاہو تو یہ نصف لے لو اور نصف رقم واپس لے لو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم اس سے رقم جو تم نے اس کو دی ہے واپس لے لو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس پر میری کچی کھجوروں کی ایک ٹوکری باقی تھی اور اس کے بدلے اب میں اس سے پکی ہوئی کھجوروں کی ایک ٹوکری لیتا ہوں جو وزن میں اس سے کم ہے آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس پر ایک ٹوکری کچی قرض ہو اور میں اس سے ایک ٹوکری خشک کھجوریں لوں جو وزن میں اس میں اس سے زیادہ ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اگر تم دونوں کے درمیان اسی طرح لین دین چلتا رہتا ہو۔ [1]

نیز میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک آدمی پر ایک سو کُر خشک کھجوریں قرض ہیں اور اس کے پاس کھجور کا ایک درخت ہے چنانچہ وہ آکر کہنے لگا کہ میرا تم پر جو قرض ہے اس کے عوض تم مجھے یہ کھجور کا درخت دے دو۔ آنجنابؑ نے گویا اس کو ناپسند فرمایا۔ [2]

نیز اس کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے کسی آدمی پر کئی ٹوکرے رطب یا تمر کے باقی ہیں چنانچہ اس آدمی نے اس کے پاس کچھ دینار بھیجے اور کہلایا کہ اس کے تم رطب یا تمر خرید کر اپنا قرض پورا کر لو۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں جب وہ تم کو امانتدار سمجھتا ہے۔ [3]

---

[1] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۶۳ پر صحیح سند سے اسے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔
[2] کلینی نے ج ۵ ص ۱۹۳ پر ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس کی روایت کی ہے۔ یہ روایت شمار ۳۸۳۷ کے تحت گزر چکی ہے اور اس کی تشریح میں کراہت کی وجہ بھی بتائی گئی ہے۔
[3] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۳۰ پر صحیح حدیث میں راوی سے اور اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(۳۹۳۹) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کو کسی کاشت یا کھجور کے لئے پیشگی رقم نہیں دی گئی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو کیل کہتے ہیں جو معینہ تعداد میں معینہ وقت تک کے لئے ہوتی ہے۔

اور میں نے ۱ آنجنابؑ سے جانوروں اور اناج کے لئے پیشگی رقم دینے کے متعلق اور ایک شخص جو لوگوں کا مال رھن رکھتا ہے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں مگر تم اپنے مال کی تحریری رسید حاصل کرلو۔

(۳۹۴۰) منصور بن حازم ۲ سے روایت کی گئی ہے اس کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے کسی آدمی پر بھیڑوں کی قیمت کے کچھ درہم واجب الادا تھے جن پر اس نے اس سے خریدا تھا چنانچہ طلب گار دیندار کے پاس تقاضا کرنے کے لئے آیا تو دیندار نے اس سے کہا: یہ بھیڑیں تمہارے ہاتھ تمہارے ان درہموں کے عوض فروخت کرتا ہوں جو تمہارے میرے اوپر باقی ہیں اور وہ راضی ہوگیا آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۱) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے ۳ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی شے کی پیشگی قیمت لے لی جیسا کہ لوگ پھلوں کی پیشگی قیمت حاصل کیا کرتے ہیں، مگر اس کے درختوں کے پھل جاتے رہے اور اپنی پیشگی رقم کا پھل حاصل نہ کرسکا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر رقم دینے والا اپنی اصل رقم واپس لے گا یا دوسری فصل کا انتظار کرے گا۔

(۳۹۴۲) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو گیہوں کے لئے پیشگی درہم دے دیئے یہاں تک کہ گیہوں کا موسم آیا مگر اس کے پاس گیہوں پیدا نہیں ہوا اب اس نے اس کے پاس کچھ جانور کچھ غلام اور کچھ سامان پائے کیا اس کے لئے یہ حلال اور جائز ہے کہ گیہوں کے عوض ان میں سے کوئی چیز لے لے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں مگر یہ کہے کہ اتنے اتنے گیہوں کے عوض فلاں فلاں چیز لے رہا ہوں۔ ۴

(۳۹۴۳) حدید بن حکیم سے روایت ہے ۵ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص قصائیوں سے چمڑے خریدتا ہے اور یہ قصائی اس کو روزانہ متعدد چمڑے دیا کرتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۴) ابان نے روایت کی ہے کہ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو پیشگی درہم دیتا ہے کہ وہ اس کو کسی دوسرے ملک میں نقد ادا کریگا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ ۶

---

۱ حدیث کا یہ حصہ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۳۰ پر صحیح حدیث میں عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے۔

۲ یعنی صفوان نے روایت کی منصور بن حازم سے جیسا کہ 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۳۰ کی صحیح حدیث میں ہے۔

۳ صفوان ہی نے روایت کی ہے عبداللہ بن بکیر سے۔ جیسا کہ 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۳۰ پر روایت کی گئی ہے حسین بن سعید سے، انہوں نے صفوان اور محمد بن خالد سے اور انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے۔

۴ کلینی نے ج ۵ ص ۱۸۶ پر اسے صحیح حدیث میں نقل کیا ہے اور اسی طرح شیخ نے تہذیبین میں۔

۵ کلینی نے ج ۵ ص ۲۲۱ پر اسے موثق کی مانند مرسل حدیث میں ابان سے اور انہوں نے حدید سے بیان کیا ہے۔

۶ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۴۸ پر اپنی اسناد سے حسین بن سعید سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابان سے، انہوں نے عبدالرحمان بن ابو عبداللہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جو کسی کو پیشگی رقم دیتا ہے کہ وہ اسے کسی اور سرزمین میں ادا کریا ورا ہم گنے ہوئے ہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۵) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے رہن کے متعلق دریافت کیا کہ ایک شخص گیہوں یا سامان یا جانور کے لئے کچھ پیشگی رقم دیتا ہے تو کوئی چیز رہن رکھ لیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم اس سے اپنی چیزوں کی رسید لکھوالو تو اس طرح کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۴۶) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جانور کے لئے پیشگی رقم دینے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: اگر وہ غلام خریدنے کے لئے پیشگی رقم دے اور سن وسال کی یا کوئی اور شرط رکھ دے اور دینے والا اس شرط سے کم یا اس سے بھی بڑھ کر دے جو ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۴۷) ابان نے یعقوب بن شعیب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کچھ گیہوں چند درہموں میں قرض پر دیئے اور جب ادائیگی کا وقت آیا اور اس نے درہموں کا تقاضا کیا تو خریدار نے کہا: میرے پاس درہم نہیں تم مجھ سے ان ہی درہموں کے گیہوں لے لو۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں مگر اس کے تو درہم ہیں وہ اس سے جو چاہے خریدیگا۔

(۳۹۴۸) عبیداللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے پانچ صاع گیہوں یا جَو کے لئے چند درہم پیشگی ایک وقت معینہ کے لئے دے دیئے اور جس پر گیہوں یا جَو ادا کرنا لازم تھا اس کی مقدرت میں نہ تھا کہ وہ پورا وقت معینہ پر ادا کرے تو خریدار نے چاہا کہ آدھے یا ایک تہائی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ درہموں کا گیہوں لے لے اور باقی اصل رقم لے لے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کو بیس (۲۰) مثقال زعفران یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کے لئے پیشگی کچھ درہم دیئے گئے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اگر زعفران دینے والا اتنی زعفران نہیں دے سکتا تو اس سے نصف یا ایک تہائی یا دو تہائی زعفران لے لے اور اس کے بعد جو درہم اس کے ذمہ باقی رہ جائیں وہ درہم لے لے۔ [1]

(۳۹۴۹) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا [2] کہ ایک شخص کو یکسالہ اور دو سالہ بھیڑوں وغیرہ کے لئے معینہ وقت پر دینے کے لئے پیشگی رقم دے دی گئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں اگر وہ شخص تمام بھیڑیں نہیں دے پاتا تو بھیڑیں لینے والے کو چاہئے کہ وہ اس کی نصف تعداد یا ایک تہائی تعداد یا دو تہائی لے لے اور بقیہ رقم اس سے واپس لے لے اور جن شرائط کی بھیڑیں اس نے چاہی تھیں ان شرائط کے اندر کی ہی لے، اس سے اوپر نہ لے۔ نیز فرمایا کہ چادریں بھی گیہوں وجَو اور زعفران اور بھیڑوں کے مانند ہیں۔

(۳۹۵۰) وشاء [3] نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ گھی خریدنے کے لئے قیمت میں تیل پیشگی دے دے یا تیل خریدنے کے لئے قیمت میں گھی پیشگی دے دے۔

---

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۱۸۶ پر اور شیخ نے 'تہذیب' میں صحیح حدیث میں اسے رقم کیا ہے۔

[2] یعنی حلبی نے کہا: ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ جیسا کہ 'کافی' ج ۵ ص ۲۲۱ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں روایت کی گئی ہے اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۲۷ پر صحیح کی مانند موثق حدیث میں سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔

[3] مصنف نے صحیح سلسلہ روایت لیا ہے حسن بن علی وشاء سے وہ ثقہ ہے اور اسی طرح عبداللہ بن سنان۔ اور شیخ نے 'تہذیب' میں صحیح سند سے اور کلینی نے ج ۵ ص ۱۹۰ پر اچھی سند سے جس میں معلّی بن محمد بصری ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(۳۹۵۱) عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے گوشت کے لئے پیشگی قیمت دینے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے قریب نہ جانا ورنہ وہ کبھی موٹے تازے کا گوشت دے گا کبھی بوڑھے اور کبھی لاغر و کمزور کا بلکہ تم دیکھ بھال کے ہاتھ کے ہاتھ گوشت لو۔ اور میں نے پانی کی مشکوں کے لئے پیشگی قیمت دینے کے لئے دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں اس لئے کہ وہ بہشتی کبھی تم کو تھوڑی خالی مشک دے گا اور کبھی پوری بھری ہوئی بلکہ تم اسے دیکھ بھال کر خریدو یہ تمہارے لئے بھی بہتر ہے اور اس کے لئے بھی۔

(۳۹۵۲) وہب بن وہب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ناپنے والی چیز کے لئے تولنے والی چیز بطور قیمت پیشگی دینے میں اور تولنے والی چیز کے لئے ناپنے والی چیز بطور قیمت پیشگی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۵۳) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: (اناج کے لئے) مقررہ ناپ تول اور مقررہ وقت کے لئے پیشگی قیمت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اناج کو گاہنے یا کھیتی کی کٹائی کے وقت کے لئے پیشگی قیمت نہ دی جائے۔

(۳۹۵۴) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا یہ درست ہے کہ ایسے شخص کو گیہوں کے لئے پیشگی رقم دی جائے جس کے پاس گیہوں ہوں نہ جانور سوائے اس کے جب دینے کا وقت آئے تو وہ خرید کر وعدہ پورا کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب وہ وقت پر وعدہ پورا کرنے کا ضامن ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی نظر میں اس کے لئے یہ جائز ہے وہ کچھ وعدہ پورا کرے اور کچھ موخر کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

(۳۹۵۵) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ادھار پر فروخت کے لئے رہن اور کفیل کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۹۵۶) اور زرارہ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی چیز کے لئے پیشگی قیمت دینے میں کوئی حرج نہیں جب اس کی تفصیل بیان کر دی جائے اور نہ کسی جانور کے لئے پیشگی رقم دینے میں جب کہ یہ کہہ دیا جائے کہ وہ کتنے دانت کا ہو۔

باب: احتکار و سعار

(گراں فروخت کرنے کے لئے) مال روکے رکھنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا اور بھاؤ بڑھا کر مال فروخت

(۳۹۵۷) غیاث بن ابراہیم سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: سوائے گیہوں، جَو، کھجور، منقیٰ، گھی اور تیل کے اور کسی چیز میں احتکار نہیں ہے۔

(۳۹۵۸) اور ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کی طرف سے گزرے [1] تو ان ذخیرہ اندوزوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنے ذخیروں کو بیچ بازار میں نکالو اس طرح کہ لوگ انہیں دیکھیں۔ تو آنجنابؑ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کاش آپؐ ان لوگوں پر کوئی

[1] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۶۲ پر جس سلسلہ سند سے اس حدیث کو بیان کیا ہے اس میں حسین بن عبیداللہ بن ضمرہ کے حالات معلوم نہیں انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے اور اسی طرح 'استبصار' ج ۳ ص ۱۱۴ پر مرقوم ہے۔

نگراں مقرر فرمادیتے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ غضبناک ہوئے ایسے غضبناک کہ آپؐ کے چہرے سے آثارِ غضب ظاہر ہو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں ان پر نگراں مقرر کروں؟ چیزوں کا نرخ اور بھاؤ کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کو ہے وہی جب چاہتا ہے نرخ بڑھا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے گھٹا دیتا ہے۔

(۳۹۵۹) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکرت یعنی ذخیرہ اندوزی کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا کہ حکرت اور ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ تم اناج خرید لو اور شہر میں اس کے علاوہ کہیں یہ اناج نہ ہو اور تم اس کو ذخیرہ کرلو۔ لیکن اگر شہر میں اس کے علاوہ اور بھی اناج اور مال ہے تو کوئی حرج نہیں، اگر تم اپنے سامان تجارت سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی خواہش کرو۔

(۳۹۶۰) صفوان بن یحییٰ نے سلمہ حنّاط (گیہوں فروش) سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ میں نے کہا: گیہوں فروش ہوں کبھی بھاؤ چڑھتا ہے (فروخت کرتا ہوں) کبھی بھاؤ گرتا ہے تو مال روک لیتا ہوں۔ آنجنابؑ نے پوچھا: پھر لوگ اس کے سلسلے میں تمہارے لئے کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ محتکر (ذخیرہ اندوز) ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تمہارے علاوہ کوئی اور یہ گیہوں فروخت کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: (اور بہت سے لوگ فروخت کرتے ہیں) میں تو ہزار حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔ قریش میں ایک شخص تھا جس کو حکیم بن حزام کے نام سے پکارا جاتا تھا اور مدینہ میں جب کوئی اناج آتا تو وہ کُل کا کُل خرید لیا کرتا ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف سے ہو گزرے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اے حکیم بن حزام تم احتکار (ذخیراندوزی) سے پرہیز کرو۔

(۳۹۶۱) نضر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ کچھ تاجر ایک مقام پر پہنچے اور انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ سب کے سب اپنا مال ایک معینہ نرخ پر فروخت کریں گے۔ آنجنابؑ نے ان کے متعلق فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۹۶۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اناج کی ذخیرہ اندوزی وہی کرے گا جو خطا کار ہوگا۔ [1]

(۳۹۶۳) معمر بن خلّاد سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا اناج کا ذخیرہ رکھنا سنت ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: میں ایسا ہی کرتا ہوں یعنی اپنی خوراک بھر بچائے رکھتا ہوں۔

(۳۹۶۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے والا روزی پاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔ [2]

(۳۹۶۵) اور امیر المومنین علیہ السلام نے شہروں میں ذخیرہ اندوزی کو منع فرمایا۔

(۳۹۶۶) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ذخیرہ اندوازی سرسبزی کے دور میں صرف چالیس دن تک اور ذخیرہ اندوزی قحط اور تنگی کے دور میں صرف تین دن تک، پس جو سرسبزی کے دور میں چالیس دن سے زیادہ ذخیرہ اندوزی کرے وہ ملعون ہے۔ اور جو خشک سالی و قحط کے دور میں تین دن سے زیادہ ذخیرہ اندوزی کرے وہ ملعون ہے۔ [3]

---

[1] شیخ نے تہذیبین میں اپنی اسناد سے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے اسماعیل بن ابی زیاد سے انہوں نے امام جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے والد علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔

[2] کلینی نے متعدد اصحاب سے روایت کی ہے انہوں نے سہل سے، انہوں نے جعفر بن محمد اشعری سے انہوں نے ابن قداح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔۔۔

[3] 'کافی' اور 'تہذیبین' میں نوفلی سے اور انہوں نے سکونی سے روایت کی ہے۔

(۳۹۶۷) ابواسحاق نے حارث سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو اناج فروخت کرنے کا پیشہ کرتا ہے اس سے رحمت چھین لی جاتی ہے۔[۱]

(۳۹۶۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے اناج کو پیمانے سے ناپا کرو اس لئے کہ برکت ناپے ہوئے اناج میں ہے۔[۲]

(۳۹۶۹) ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے سامنے چیزوں کی مہنگائی کا ذکر آیا تو آنجنابؑ نے فرمایا کہ چیزوں کی مہنگائی کا مجھ پر کیا اثر اگر کوئی مہنگا بیچتا ہے تو اس کا اثر اس پر، اگر کوئی سستا بیچتا ہے تو اس کا اثر اس پر۔[۳]

(۳۹۷۰) اور حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر چیز مہنگی ہو جائے تو تم لوگ خرید و اس لئے کہ خریداری سے ہی رزق نازل ہوتا ہے۔[۴]

(۳۹۷۱) اور آنجناب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (انی اراکم بخیر) (میں تم لوگوں کو آسودگی میں دیکھ رہا ہوں) (سورۂ ہود آیت ۸۴) کے متعلق فرمایا: (یہ ان لوگوں کے متعلق ہے) جن لوگوں کی چیزوں کا نرخ سستا ہو۔[۵]

(۳۹۷۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپؐ ہم لوگوں کے لئے نرخ معین کر دیا کریں۔ اس لئے کہ نرخ کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی گھٹ جاتا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: میں کبھی اللہ سے اس حال میں ملاقات نہیں کرنا چاہتا کہ جس چیز کے متعلق اس نے مجھ سے نہیں کہا ہے اس میں کوئی نئی بات کروں لہٰذا اللہ کے بندوں کو چھوڑ دو وہ ایک دوسرے سے نفع کھائیں اور اگر تم لوگوں سے کوئی مشورہ چاہے تو اس کو مشورہ دیدو۔[۶]

(۳۹۷۳) اور ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے انہوں نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے نرخ پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے، وہی اس کے معاملہ کو درست کرتا رہتا ہے۔

(۳۹۷۴) ابی الصباح کنانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ابوالصباح آٹا خریدنا ذلت ہے گیہوں خریدنا عزت ہے اور روٹی خریدنا فقر ہے لہٰذا تم لوگ فقر سے اللہ کی پناہ مانگو۔[۷]

---

[۱] شیخ نے 'تہذیب' میں مجہول سند سے اس کی روایت کی ہے۔

[۲] روایت کی ہے کلینی نے علی ابن محمد بن بندار سے، انہوں نے برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ہارون ابن جہم سے، انہوں نے حفص بن عمر سے انہوں نے امام جعفرؑ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے۔

[۳] کلینی اور شیخ نے مرسل سند سے ابی حمزہ سے اسے روایت کیا ہے اور مصنف نے 'توحید' طبع مکتبہ صدوق ص ۳۸۹ پر۔۔۔۔۔

[۴] شیخ نے روایت کی ہے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۱۹ پر اپنی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے علی بن عقبہ سے، انہوں نے کہا: محمد بن ابی خطاب سے جو مُفسد ہو جانے سے پہلے ہمارے اصحاب کے مسائل لے جاتا تھا اور ان کے جواب لاتا تھا اس نے امام جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر چیز مہنگی ہو جائے۔۔۔۔تا آخر حدیث۔ اور آنجنابؑ کا فرمانا کہ خریداری ہی سے رزق نازل ہوتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی قیمت عطا کرتا ہے اگر چہ زیادہ ہو۔

[۵] یعنی سورہ ھود کی آیت ۸۷ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں کہا گیا: ولا تنقص المکیال والمیزان انی اراکم بخیر۔ اور اس حدیث کو روایت کیا ہے کلینی نے ج ۵ ص ۱۶۴ پر بسندِ مرسل مرفوع۔

[۶] مؤلف نے 'توحید' میں مرسل حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔ اور شاید اس سے مراد ہے کہ اگر کوئی پوچھنے والا تم سے موجودہ وقت کے بھاؤ اور تخمینہ کے متعلق پوچھے اور تم سے مشورہ کرے تو اسے نصیحت کرو ورنہ لوگوں کو ان کی غفلتوں اور جہالتوں میں چھوڑ دو کہ ایک دوسرے سے نفع کھائیں۔

[۷] یعنی بندوں کی طرف فقر سے۔ لیکن جو فقر کسی کے نفس میں ہو تو وہ مومن کے لئے زینت ہے اور اگر وہ اللہ کی طرف ہو تو وہ کمالات کا بڑا درجہ ہے۔ (محمد تقی مجلسی)

(۳۹۷۵) اور آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ بیٹھی روٹیاں شمار کر رہی ہیں تو آنجنابؐ نے فرمایا: اے حمیرا تم روٹیاں نہ گنو ورنہ تم کو روٹیاں گن کر دی جائیں گی۔ ۱

(۳۹۷۶) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا: تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو خمیر اور روٹیاں دینے سے منع نہ کرو اس لئے کہ ان دونوں کو منع کرنے سے فقر پیدا ہوتا ہے۔ ۲

(۳۹۷۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے خوشی کی علامت یہ ہے کہ ان کا حاکم عادل ہوتا ہے اور ان کے لئے چیزوں کا نرخ سستا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق سے ناخوشی وناراضگی کی علامت یہ ہے کہ ان کا حاکم ظالم ہوتا ہے اور ان کے لئے چیزوں کا نرخ مہنگا ہوتا ہے۔ ۳

باب:۔ فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان اختلاف کا فیصلہ

(۳۹۷۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۴ کہ ایک شخص کوئی چیز فروخت کر رہا ہے اور خریدار کہتا ہے کہ یہ چیز اتنے کی نہیں اتنے کی ہے یعنی فروخت کرنے والے کی قیمت سے کم قیمت بتاتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ چیز اپنی شکل پر بعینہ قائم ہے تو فروخت کرنے والے سے قسم لے کر اس کی بات مانی جائے گی۔

باب: چیز کو دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور فروخت کرنے والے پر واپس لینا لازم ہے

(۳۹۷۹) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے زمین کے چند قطعات خریدے جہاں وہ برابر آتا جاتا رہتا تھا اور جب اس نے اس کی قیمت ادا کی تو ان قطعات اراضی میں گیا اور تفصیلی وتفتیشی چکر لگایا، واپس آیا تو مالک نے کہا: بولو۔ یہ کچھ نہ بولا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے ننانوے فیصد زمین کے قطعات دیکھ لیے اور ایک فیصد نہیں دیکھا تو اس کو اختیار ہے (دیکھنے کے بعد لے یا نہ لے)۔

(۳۹۸۰) محمد بن ابی عمیر نے میسر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مشک تیل خریدا اور دیکھا تو اس میں تلچھٹ تھی۔ آنجنابؐ نے فرمایا: اگر وہ جانتا ہے کہ اتنی تلچھٹ تیل میں ہوتی ہی ہے تو واپس نہ کرے اور اگر وہ نہیں جانتا کہ یہ تلچھٹ تیل میں ہوتی ہے تو واپس کردے۔

---

۱ روایت کی ہے شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۶۲ پر اپنی اسناد سے احمد بن محمد سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، انہوں نے کنانی سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے۔

۲ 'تہذیب' میں اپنی اسناد سے روایت کی گئی ہے احمد بن محمد سے، انہوں نے بنان بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے سکونی سے۔

۳ روایت کی ہے کلینی نے ج ۵ ص ۱۶۳ پر اور شیخ نے بسند مجہول قاسم بن اسحٰق سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے۔

۴ روایت کی ہے شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۸۰ پر اپنی اسناد سے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے معاویہ بن حکیم سے، انہوں نے بزنطی سے اور انہوں نے ایک شخص سے اور اس نے آنجنابؐ سے۔ اور بزنطی تک سند صحیح ہے۔ وہ ثقہ اور جلیل القدر ہے اصحاب اجماع میں۔

(۳۹۸۱) اور امیر المومنین علیہ السلام ایک مرتبہ کھجور فروشوں کے بازار میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک عورت گریہ کر رہی ہے اور ایک کھجور فروش سے جھگڑ رہی ہے۔ آنجناب نے اس عورت سے پوچھا: کیا بات ہے کیوں رو رہی ہے؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ میں نے اس سے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں تو اس کے نچلے حصہ میں ردی (خراب) کھجوریں تھیں اور میں نے اوپر سے دیکھا تو ایسی نہیں تھیں۔ آنجنابؑ نے کھجور فروش سے کہا کہ اس کو واپس لو۔ اس نے واپس لینے سے انکار کیا۔ آنجنابؑ نے اس سے تین مرتبہ کہا کہ اسے واپس لو مگر اس نے انکار کیا تو آنجنابؑ نے اپنا کوڑا اُٹھایا تب اس نے واپس لے لیا۔ آنجنابؑ کھجوریں ڈھانپ کر رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ ۱

باب: مال کے فروخت کرنے کے لئے آواز (نیلام)

(۳۹۸۲) امیہ بن عمرو نے شعیری سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے بیان فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب منادی ندا کر رہا ہو تو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی قیمت زیادہ بڑھاؤ۔ ہاں جب وہ خاموش ہو جائے تو تمہارے لئے جائز ہے کہ اس کی قیمت بڑھاؤ۔ ندا کے سنتے ہوئے زیادتی حرام ہے اور سکوت جائز ہے۔

باب: گھنے سایہ میں مال فروخت کرنا

(۳۹۸۳) ہشام بن حکم سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں سابری کپڑے گھنی چھاؤں میں فروخت کر رہا تھا کہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی سواری ادھر سے گزری۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اے ہشام گھنی چھاؤں میں مال فروخت کرنا دھوکا اور فریب ہے اور دھوکا اور فریب جائز نہیں۔ ۲

باب: پانی ملے ہوئے دودھ کی فروخت

(۳۹۸۴) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے کے لئے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے۔ ۳

باب: کسی معتمد علیہ کا غبن کرنا

(۳۹۸۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس پر بھروسہ کیا جائے وہی غبن کر بیٹھے تو یہ اس کی حرام کی کمائی ہے اور مومن کا غبن کرنا حرام ہے۔ ۴

(۳۹۸۶) عمرو بن جمیع کی روایت میں ہے، جس کو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جس پر اعتماد کیا گیا ہو اس کا غبن کر لینا ربا (سود) ہے۔

(۳۹۸۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: ۵ جب کوئی شخص کسی آدمی سے کہے کہ آؤ میں تمہیں اچھا سودا کرا دوں تو پھر اس پر نفع لینا حرام ہے۔

۱۔ روایت کی ہے کلینی نے ج ۵ ص ۲۳۰ پر علی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ابراہیم بن اسحٰق خدری سے انہوں نے ابوصادق سے۔

۲۔ سابری کپڑا سابور سے منسوب ہے اور کلینی نے اس حدیث کی روایت ج ۵ ص ۱۶۰ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں کی ہے اور اسی طرح شیخ نے 'تہذیب' میں۔

۳۔ کلینی نے اس کی روایت کی ہے تی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نوفلی سے اور انہوں نے اسماعیل سے۔

۴۔ کلینی نے اس کی روایت کی ہے ج ۵ ص ۱۵۳ پر دو حدیثوں میں میسر اور ابن اسحاق سے اور انہوں نے آنجنابؑ سے۔

۵۔ 'تہذیب' میں اور 'کافی' ج ۵ ص ۱۵۲ پر اسے مرسل مجہول سند سے بیان کیا گیا ہے۔

باب: خرید وفروخت میں دھوکے اور فریب سے باز رہنا اور حسن سلوک کرنا

(۳۹۸۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب عطارہ حولاء سے ارشاد فرمایا: جب تم فروخت کرو تو نیک سلوک کرو، دھوکا اور فریب نہ کرو اس لئے کہ اسی میں پاکیزگی اور مال کی بقا ہے۔ ۱

(۳۹۸۹) نیز آنجنابؐ نے فرمایا: جو کسی مسلمان کو فریب اور دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ۲

(۳۹۹۰) نیز آنجنابؐ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے ساتھ ملاوٹ، دھوکا اور فریب کرے گا اس کا حشر قیامت کے دن یہودیوں کے ساتھ ہوگا اس لئے کہ یہ سب مسلمانوں کو سب سے زیادہ دھوکا اور فریب دینے والے ہیں۔ ۳

باب: تلقی

(شہر سے باہر نکل کر بالا بالا سوداگروں سے ملاقات کر کے سودا کر لینا)

(۳۹۹۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۴ تم میں سے کوئی شخص (غلہ لے کر شہر آنے والوں سے) شہر سے باہر نکل کر ان سے بالا ہی بالا غلہ نہ خریدے اور نہ دیہاتیوں کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے۔ مسلمانوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے کے ذریعہ رزق دیتا ہے۔

(۳۹۹۲) منہال قصاب ۵ سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (شہر سے باہر نکل کر) بھیڑوں کا استقبال کرنے کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: (شہر سے باہر) بھیڑوں سے ملاقات نہ کرو اور اگر ملاقات کرو بھی تو انہیں مت خریدو اور جو جانور (شہر سے باہر) ملاقات کر کے خریدا ہو اس کا گوشت نہ کھاؤ۔ ۶

(۳۹۹۳) روایت کی گئی ہے ۷ کہ تلقی کی حد ایک روحہ (عصر کے بعد غروب آفتاب تک کی مسافت) ہے پس جب وہ چار فرسخ کی حد تک پہنچ گیا تو پھر وہ (تجارت کے سفر کی حد میں یعنی) جلب منفعت کی حد میں ہے۔

---

۱ کلینی نے اس کی روایت کی ہے ج ۵ ص ۱۵۱ پر مسند حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

۲ صدوق نے اس کی روایت کی ہے 'عیون اخبار رضاؑ' کے صفحہ ۱۹۸ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں امام رضا علیہ السلام سے اور آنجنابؐ نے اسے بلند کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک اور اور اس کے آخر میں اضافہ ہے: یا اس کو نقصان پہنچائے یا اسکے ساتھ مکر کرے۔ الفقیہ کی چوتھی جلد میں بھی اس کا ذکر ہے۔

۳ الفقیہ کی چوتھی جلد کے شروع میں رسول اللہؐ کی ممانعت کی حدیث ہے شعیب بن واقد سے، انہوں نے روایت کی ہے حسین بن زید سے، انہوں نے امام صادقؑ سے انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کہ فرمایا: جس نے مسلمان کو خرید یا فروخت میں دھوکا دیا تو وہ ہم میں نہیں اور قیامت کے دن اس کا حشر یہود کے ساتھ ہوگا کیونکہ یہی مسلمانوں کو سب سے زیادہ دھوکا دینے والے ہیں۔ 'عقاب الاعمال' میں بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

۴ کلینی نے ج ۵ ص ۱۶۸ پر ضعیف سند سے عروہ بن عبداللہ سے اور انہوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔

۵ اس حدیث کی روایت کلینی نے ج ۵ ص ۱۶۸ پر صحیح سند کے ساتھ منہال سے کی ہے۔ اور منہال کو راویوں میں شمار نہیں کیا گیا ہاں مصنف نے انہیں مشائخ (اساتذہ) میں شمار کیا ہے اور ان تک سلسلۂ (حدیث) بیان کیا ہے اور علامہ نے اس سلسلہ کی صحت کی گواہی دی ہے۔

۶ بظاہر یہ حرام ہے لیکن حقیقتاً فروخت کی خرابی ہے اور اس کی کراہت مشہور ہے۔

۷ یعنی روایت کی گئی ہے منہال قصاب سے جیسا کہ 'کافی' کی روایت سے ظاہر ہے۔

باب: ربا (سود)

(۳۹۹۴) حسین بن مختار نے ابی بصیر سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک درہم سود اللہ کے نزدیک تیس (۳۰) بار زنا کرنے سے بھی زیادہ گناہ ہے جو سب کا سب محرم عورتوں جیسے خالہ اور پھوپھی سے کیا گیا ہو۔

(۳۹۹۵) اور ہشام بن سالم کی روایت [1] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک درہم سود اللہ کے نزدیک ستر (۷۰) مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ گناہ ہے جو اپنی محرم عورتوں سے کیا جائے۔

(۳۹۹۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سود کھانے والا اور اس کا موکل اور اس کا کاتب اور اس کے دونوں گواہ گناہ کے بوجھ میں سب برابر ہیں۔ [2]

(۳۹۹۷) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود اور اس کے کھانے والے اور اس کے موکل اور اس کے فروخت کرنے والے اور اس کے خریدنے والے اور اس کے کاتب دونوں گواہوں پر لعنت کی ہے۔ [3]

(۳۹۹۸) ابراہیم بن عمر [4] نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق کہ **وما آتیتم من ربًا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ** [تم لوگ جو سود دیتے ہوتا کہ لوگوں کے مال و دولت میں ترقی ہو (تو یاد رہے کہ) ایسا مال خدا کے ہاں پھولتا پھلتا نہیں] (سورہ روم آیت ۳۹) فرمایا: وہ ایک شخص کی طرف تمہارا تحفہ ہے۔ اس غرض سے کہ اس سے بہتر اس کی جانب سے تمہیں بدلہ ملے اور یہ وہ ربا ہے جو حلال ہے اور کھایا جاتا ہے۔ [5]

(۳۹۹۹) عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ چیزیں کہ جن میں ناپ تول رائج ہے ان کے علاوہ کسی میں ربا (سود) نہیں ہوگا۔ [6]

(۴۰۰۰) وہ تمام ربا جسے لوگ جہالت سے کھالیں پھر توبہ کریں تو ان سے قبول کرلیا جائے گا۔ [7]

نیز آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے باپ کے ورثہ میں کوئی مال پائے اور اس کو معلوم ہو کہ اس مال میں سود کا مال بھی ہے لیکن تجارت میں

---

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۴ پر اسے صحیح حدیث میں آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

[2] 'کافی' میں روایت ہے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے روایت کی ہے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی نجران سے، انہوں نے عاصم بن حمید سے، انہوں نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے امام محمد باقرؑ سے کہ فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: سود کھانے والا۔۔۔۔ تا آخر حدیث۔

[3] 'تہذیب' میں روایت کی گئی ہے اپنی اسناد سے حسین بن سعید سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے والدِ گرامی سے، اور انہوں نے علی علیہم السلام سے۔

[4] مصنف کا سلسلہ اس راوی تک صحیح ہے اور وہ ثقہ ہے اور شیخ نے بھی 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۲۲ پر صحیح حدیث میں اسے نقل کیا ہے۔

[5] اس عبارت کی تفصیل ان شاء اللہ اس باب کے آخر میں دی جارہی ہے۔

[6] کلینی نے اسے روایت کیا ہے متعدد افراد سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے ابن بکیر سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے اور اس سلسلہ سند میں تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ابن فضال کے اور یہ حدیث صحیح کی مانند حسن ہے۔ البتہ مصنف کے سلسلہ میں ایک راوی حکم بن مسکین ہے جو موثق نہیں ہے۔

[7] کلینی نے اسے اور اس کے بعد کی روایت کو 'کافی' ج ۵ ص ۱۴۵ پر صحیح سند کے ساتھ حلبی سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا ہے۔

دوسرے میں مخلوط ہو گیا تو وہ اس کے لئے حلال اور پاک ہے اور اگر اس میں سے کسی مال کو الگ پائے اور پہچان لے کہ یہ سود ہے تو اصل لے لے اور سود واپس کردے۔

(۴۰۰۱) نیز فرمایا: جو کوئی شخص زر کثیر سے کاروبار کر رہا ہے اور اس میں سود کی رقم زیادہ لگ گئی مگر اس سے ناواقف تھا بعد میں اس کی معرفت ہوئی اور اب چاہتا ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کرلے۔ تو اب تک جو ہو چکا وہ اس کا ہے اور اب آئندہ جولین دین شروع کرے اس میں سود چھوڑ دے۔

(۴۰۰۲) نیز آنجناب [۱] نے بیان فرمایا: ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے ورثہ میں مال پایا اور مجھے معلوم ہے کہ جس کے ورثہ سے میں نے یہ مال پایا ہے وہ سود لیا کرتا تھا اور مجھے معلوم ہے کہ اس مال میں سود شامل ہے اور مجھے اس کا یقین ہے اور چونکہ مجھے اس کا علم ہے اس لئے اس میں جو حلال ہے اس کے استعمال کا بھی جی نہیں چاہتا۔ میں نے عراق کے فقہا اور حجاز کے فقہا سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں اس کا استعمال حلال نہیں اس لئے کہ اس میں سود شامل ہے تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اگر تم کو معلوم ہے کہ یہ خاص رقم سود کی ہے اور اس سود دینے والے کو جانتے ہو تو اصل رقم لے لو اور بقیہ سود اس کو واپس کردو اور اگر اصل سود مخلوط ہو گیا ہے تو اسے کھاؤ بغیر محنت و مشقت کے تمہیں مل گیا، تمہیں گوارا ہو یہ مال تمہارا ہے اور جو کچھ اس کا مالک کر رہا تھا اس سے تم اجتناب کرو اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سود جو گزر گیا اس کو وضع کردیا تھا اور باقی کو حرام کردیا تھا۔ جو اس سے ناواقف ہو تو اس کی ناواقفیت اس کے لئے حلال قرار دے دیتی ہے جب تک کہ وہ اس سے واقف نہ ہو۔ اور جب اس کو معلوم ہو جائے یہ حرام ہے تو اس کا استعمال اس پر حرام ہوگا اور اگر (معلوم ہو جانے کے بعد) اس نے استعمال کیا تو اس پر اسی طرح عقوبت لازم ہے جس طرح سود لینے والے پر عقوبت لازم ہوتی ہے۔

(۴۰۰۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور کافران حربی کے درمیان کوئی سود نہیں، ہم ان سے سود لیتے ہیں ان کو دیتے نہیں ہیں۔ [۲]

(۴۰۰۴) نیز امام علیہ السلام [۳] نے فرمایا: باپ بیٹے کے درمیان سود نہیں اور مالک اور اس کے غلام کے درمیان بھی کوئی سود نہیں۔

(۴۰۰۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مسلمان اور کافر ذمی کے درمیان سود نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان بھی سود نہیں ہے۔

(۴۰۰۶) عمر بن یزید کھجور فروش سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان لوگوں کا خیال ہے کہ کسی ضرورت مند سے نفع لینا حرام ہے اس کا شمار سود ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھا ہے کہ کوئی امیر ہو یا فقیر اس نے بغیر ضرورت کے کبھی کوئی چیز خریدی ہے؟ اے عمر اللہ تعالیٰ نے فروخت کرنے کو حلال قرار دیا اور سود لینے کو حرام لہٰذا تم نفع لو اور سود نہ لو۔ عرض کیا: سود کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک درہم کے عوض دو درہم (یا) اسی کے مثل لینا۔

(۴۰۰۷) غیاث بن ابراہیم [۴] نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام گوشت فروخت کرنے اور اس کی قیمت جانور کی شکل میں وصول کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

(۴۰۰۸) ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا ' **یمحق اللہ الربو او یربی الصدقات** '

۱۔ کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۵ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

۲۔ کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۷ پر اسے ضعیف سند سے روایت کیا ہے عمرو بن جمیع سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے، انہوں امیر المومنینؑ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے۔

۳۔ کلینی نے سابقہ سند کے ساتھ اس روایت کو امام صادق سے اور انہوں نے امیر المومنین علیہما السلام سے ذکر کیا ہے۔

۴۔ اس تک سلسلہ صحیح ہے وہ موثق (لیکن) بتری ہے اور کلینی نے اس موثق حدیث کو ج ۵ ص ۱۹۱ پر بیان کیا ہے۔

(اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے) (سورہ بقرہ آیت ۲۷۶) مگر میں دیکھتا ہوں کہ جو شخص سود کھاتا ہے اس کا مال اور بڑھتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مٹانے والا درہم سے سود کو کب مٹاتا ہے؟ دین ہی تو اس کو مٹاتا ہے اگر وہ سود سے توبہ کر لے تو اس کا مال جاتا رہے اور وہ فقیر ہو جائے۔ ۱

(۴۰۰۹) ابان نے محمد بن علی حلبی سے اور حماد بن عثمان نے عبید اللہ ابن علی حلبی سے روایات کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مختلف غلے یا مال یا چیزیں جو ایک دوسرے سے بہتر ہوں تو ایک مثل کو دو مثل سے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں نقد ایک ہاتھ سے دے اور دوسرے ہاتھ سے لے اس میں مہلت درست نہیں ہے۔

(۴۰۱۰) جمیل بن دراج نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ اور ایک جانور کے بدلے دو جانور نقد ہاتھ کے ہاتھ خریدنے میں کوئی حرج نہیں اور اسی طرح ایک کپڑے سے دو کپڑے ایک ہاتھ نقد دینے اور ایک سے لینے میں کوئی حرج نہیں اور ایک کپڑا ادھار دے کر اگر اس سے دو کپڑے لینا ہے تو ان دونوں کی صفت معین کرلے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۱۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دو جانوروں کے بدلے ایک جانور کے فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم نے سن مقرر کرلیا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ ۲

(۴۰۱۲) اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام کے بدلے دو غلام اور ایک غلام کے بدلے ایک غلام اور چند درہم لیے جاسکتے ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تمام جانداروں کو اسی طرح لیا جاسکتا ہے۔

(۴۰۱۳) اور سعید بن یسار نے آنجنابؑ سے ایک اونٹ دے کر دو اونٹ نقد اور ادھار کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ان کا سن مقرر کرلو پنجسالہ یا چھ سالہ پھر آنجنابؑ نے مجھے حکم دیا اور میں نے ادھار پر خط کھینچ دیا اس لئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ (ادھار) نہیں۔ اور یہ آنجنابؑ نے تقیہ کے لئے کیا۔

(۴۰۱۴) ابان نے سلمہ سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ۳ نے ایک مرتبہ عراق میں لوگوں کو جوڑا پہنایا اس میں ایک جوڑا بہت اچھا اور نفیس تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: یہ مجھے عنایت ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے انکار کردیا۔ امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: میں اس کے بدلے دو حلے دیتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔ امام حسین علیہ السلام تعداد بڑھاتے ہوئے پانچ تک پہنچے تو ان سے لے لیے اور وہ حلہ ان کو عنایت کردیا۔ اور وہ پانچ حلے اپنی آغوش میں رکھ کر فرمایا: میں نے ایک دے کر پانچ لیے۔

(۴۰۱۵) جمیل نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجنابؑ نے فرمایا: آٹے سے گیہوں اور ستو سے آٹا ہم وزن فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۱۶) اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: گیہوں اور جَو ایک سے دوسری چیز (فروخت کی جاسکتی) ہے البتہ ایک شے دوسری شے سے وزن میں زیادہ نہ ہو۔

---

۱ اس حدیث کی روایت شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۲۴ پر اپنی اسناد سے صفار سے کی ہے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے سماعہ سے اس طرح کہ کہا: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے عرض کی: میں نے سنا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: یمحق اللہ الربا ۔۔۔۔۔ تا آخر حدیث۔

۲ شیخ نے 'تہذیب' میں اپنی اسناد سے اس حدیث کی روایت کی ہے حسین بن سعید سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے زرعہ سے، انہوں نے سماعہ سے کہ کہا: میں نے دو جانوروں کے بدلے ۔۔۔۔۔ تا آخر حدیث۔

۳ 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۵۰ پر اسے صحیح حدیث میں ابان سے اور انہوں نے سلمہ سے روایت کیا ہے۔

(۴۰۱۷) اور سماعہ نے آنجنابؑ سے گیہوں، کھجور اور منقیٰ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: ان میں سے کوئی شے ایک دے کر دو لینا درست نہیں مگر یہ کہ تم اس کی نوعیت بدل دو اور جب تم اس کی نوعیت بدل دو گے تو ایک دے کر دو یا اس سے زائد لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۱۸) محمد بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کی کھجوروں کے ایک ٹوکرے کو خیبر کی کھجوروں کے دو ٹوکروں کے بدلے فروخت کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ مدینہ کی کھجوریں ان دونوں میں نفیس اور بہتر ہیں۔ نیز راوی نے بیان کیا آنجنابؑ نے مکروہ سمجھا اس بات کو کہ خشک کھجوریں ابھی نقد دے کر اس سے رطب (تر) کھجوریں اسی وزن کی ایک مدت بعد لینے کے لئے سودا کیا جائے اس لئے کہ رطب (تر) خشک ہو جائے گا تو اسکا وزن گھٹ جائے گا۔

(۴۰۱۹) اور علی ابن جعفر نے اپنے برادر مکرم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو دس درہم اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کو ہر ماہ دس درہم دیا کرے کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ ۱؎

(۴۰۲۰) داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو بکریاں دے کر ایک بکری اور دو انڈے دے کر ایک انڈہ لینا کیسا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں بشرطیکہ یہ تول کر یا ناپ سے فروخت نہ ہوتی ہوں۔

(۴۰۲۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ چیزیں جو کیل و وزن (ناپ تول) سے فروخت نہیں ہوتیں ان کو ایک دوسرے سے ادل بدل کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۲۲) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے حریر فروخت کرنے کے لئے کہتا ہے حالانکہ میرے پاس ذرا بھی حریر نہیں مگر میں اور وہ نرخ اور وقت کے متعلق گفتگو اور اتار چڑھاؤ کرتے ہیں اور ایک بات پر دونوں متفق ہو جاتے ہیں پھر میں جاتا ہوں اور اس کے لئے حریر خریدتا ہوں اور اس کو بلا بھیجتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تمہارے خیال میں اگر اس کو کہیں حریر مل جائے اور تمہارے والے حریر سے اس کو زیادہ پسند ہو تو وہ تمہارے حریر کو چھوڑ کر اس کو خرید سکے گا یا تم ہی اس خریدار کے علاوہ کسی دوسرے کو فروخت کر دو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۲۳) ابو الصباح کنانی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے ایک سو من پیتل اتنی قیمت پر خرید امگر جس سے خریدا اس کے پاس نہیں ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مقررہ وزن کو پورا کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ ۲؎

(۴۰۲۴) عبدالرحمٰن بن حجاج نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے غلہ خریدتا ہے جو اس کے پاس نہیں ہے اور وہ آج ہی کے دن خریدتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: لیکن ہمارے مخالفین جو ہمارے دیار میں رہتے ہیں وہ تو اس کو فاسد سمجھتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ لوگ بیع سلم (پیشگی قیمت ادا کرنے) کے لئے کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ لوگ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اور ادائیگی کیلئے ایک مدت مقرر کرتے ہیں اور اگر اس کی مدت مقرر نہیں ہے اور فروخت کرنے والے کے پاس مال موجود نہیں ہے تو یہ درست نہیں سمجھتے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی کوئی مدت مقرر نہیں پھر تو اس سے بھی زیادہ درست ہونے کا مستحق ہے۔

آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کسی آدمی سے غلہ خریدے جو فروخت کرنے والے کے پاس موجود نہ ہو، مدت مقررہ کیلئے خریدے یا حال کے لئے جس میں مدت کا ذکر نہ ہو۔ مگر یہ کہ وہ چیز اس وقت پائی نہ جاتی ہو، اس کا موسم ہی نہ ہو جیسے انگور اور خربوزہ وغیرہ تو اس کا حال کے

۱؎ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۲۴ پر اسی حدیث کے ذیل میں بیان کیا ہے۔

۲؎ شیخ نے 'تہذیب' میں اسی حدیث کو زید شحام سے روایت کیا ہے۔

لئے خرید نادرست نہیں۔

(۴۰۲۵) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی شے فروخت کرے اور کہے کہ اس کی قیمت نقد ہاتھ کے ہاتھ اتنی ہے اور ادھار اتنی۔ تو تم جس قیمت پر چاہو خرید لو۔ دونوں میں سودا کرنے کا طریقہ ایک ہے ان دونوں میں جو قیمت کم ہو وہی اس کو لینا چاہیے خواہ ادھار کی کیوں نہ ہو۔

(۴۰۲۶) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام [۱] نے فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو چند آدمیوں نے کہا کہ تم اپنی رقم سے ہم لوگوں کیلئے ایک اونٹ خرید دو ہم لوگ چند دنوں بعد تم کو قیمت سے زیادہ دیں گے اور ان میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ ہو گیا اور اس نے ان لوگوں کے لئے اونٹ خرید لیا۔ تو آنجنابؑ نے منع فرمایا کہ وہ ان لوگوں سے چند دنوں بعد قیمت سے زائد کچھ لے۔

(۴۰۲۷) جمیل بن درّاج نے ایک شخص سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ آپؑ کا بھلا کرے۔ یہ بتائیں کہ ہم لوگ اطراف کے دیہات والوں سے میل جول رکھتے اور انہیں قرض دیا کرتے ہیں وہ اپنے غلے ہم لوگوں کے پاس بھیج دیتے ہیں اور ہم لوگ اجرت (کمیشن) پر اس کو فروخت کر دیتے ہیں اس میں ہم لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس نے آنجنابؑ کو کچھ نہیں بتایا سوائے اس بات کے کہ اگر وہ لوگ ہم لوگوں کے پاس اپنے غلے نہ بھیجیں تو ہم لوگ ان کو قرض نہ دیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ [۲]

(۴۰۲۸) اور ابن مسکان نے حلبی [۳] سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص سفید دراہم شمار کر کے قرض لیتا ہے اور وزن کر کے ادا کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس نے جو کچھ لیا تھا اس سے یہ وزنی ہے اور اس کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ اس کو کچھ زیادہ دے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر زائد کی شرط نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں اگر وہ اپنی پوری رقم دے دے تو بھی ٹھیک ہے۔ [۴]

(۴۰۲۹) اور عبدالرحمٰن بن حجاج نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے درہم قرض لیتا ہے اور مثقال کی شکل میں ادا کرتا ہے یا مثقال قرض لیتا ہے اور درہم میں ادا کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کی کوئی شرط نہیں تھی تو کوئی حرج نہیں یہ اس کا فضل و بخشش ہے۔ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام بھی ملاوٹ کے درہم قرض لیا کرتے تھے اور ادا کرتے وقت ان درہموں میں کچھ خالص اور عمدہ درہم ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: اے فرزند جس سے ہم نے قرض لیا تھا اسکو یہ درہم واپس کر آؤ۔ میں عرض کرتا کہ بابا اس کے سکے تو ملاوٹ کے تھے اور یہ تو اس سے اچھے ہیں۔ تو فرماتے تھے: اے فرزند یہ عطیہ اور بخشش ہے، اس کو دے آؤ۔

(۴۰۳۰) اسحاق بن عمّار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کا کسی آدمی کے پاس کچھ مال رکھا ہوا تھا۔ اس نے اس کو قرض دیدیا اور وہ مال اس آدمی کے پاس رکھے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر گیا مگر اس مال سے مقروض کو منفعت بھی نہیں پہنچی اور وہ شخص اس آدمی سے برابر کچھ نہ کچھ لیتا رہتا مگر یہ کہنا اسکو پسند نہ تھا اس لئے کہ آدمی کو اس مال سے کوئی فائدہ بھی نہیں پہنچ رہا تو کیا اس شخص کو

۱۔ 'کافی' ج۵ ص۲۰۸ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں مروی ہے محمد بن قیس سے، انہوں نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: امیر المومنین نے ایک آدمی کے بارے میں فیصلہ فرمایا۔۔۔۔ تا آخر۔

۲۔ جمیل تک سلسلۂ روایت صحیح ہے اور وہ ثقہ ہے اور ارسال اس کی صحت پر ایک گروہ کے اجماع سے کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ شیخ نے 'تہذیب' ج۲ ص۶۲ پر صحیح حدیث میں جمیل ہی سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

۳۔ کلینی نے ج۵ ص۲۵۳ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حماد سے اور انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے۔

۴۔ یہ دلیل ہے بغیر شرط کے زیادہ لینے کی۔

اس آدمی سے کچھ نہ کچھ لینا جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر شرط نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۳۱) شہاب بن عبدربہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ ایک حاجت مند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر سوال کیا تو آنحضرتؐ نے حاضرین سے خطاب کیا کہ کون ہے جس کے پاس قرض دینے کے لئے کچھ ہو؟ تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا: میرے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا تو اس کو چار ٹوکرے کھجور کے دیدو اور انہوں نے اس سائل کو دے دیئے۔ پھر کچھ دن بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے اپنی کھجور کا تقاضا کیا۔ تو آنجنابؐ نے فرمایا: ہو جائیگی تو دے دوں گا۔ کچھ دن بعد وہ پھر آئے اور تقاضا کیا تو آنجنابؐ نے فرمایا: اچھا ہو جائیگی تو دے دوں گا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ اب بہت ہو چکا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ ہنسے اور مجمع سے پوچھا: تم میں سے کسی کے پاس قرض دینے کو کچھ ہے؟ ایک شخص نے کہا: میرے پاس ہے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا: تمہارے پاس کتنا ہے؟ انہوں نے کہا: جتنا آپؐ چاہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ان کو آٹھ ٹوکرے دے دو۔ ان صاحب نے کہا: مگر میرے تو چار ہی ٹوکرے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: چار ٹوکرے مزید لے لو۔

(۴۰۳۲) محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی سے قرض لیتا ہے اور بطور رہن اس کو ایک غلام یا کوئی برتن یا کوئی لباس دے دیتا ہے۔ اب اس رہن شدہ چیز کی اس کو ضرورت ہوتی ہے وہ اس سے اجازت لیتا ہے تو کیا وہ اس کو اجازت دیدے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کا جی چاہے تو اجازت دیدے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: مگر ہمارے یہاں تو لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ہر وہ قرض کہ جس سے نفع اُٹھایا جائے فاسد ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کیا بہترین قرض وہ نہیں ہے جس سے نفع اُٹھایا جائے؟

(۴۰۳۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کا کسی آدمی پر کچھ درہم مال قرض ہے وہ اس کو کھانے پر مدعو کرتا ہے یا اس کو کوئی ہدیہ پیش کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ [1]

(۴۰۳۴) اور یعقوب بن شعیب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کو ملاوٹ کے درہم دیتا ہے اور پھر اس سے اچھے اور جید درہم لیتا ہے جو اس کو خوشی سے دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور آنجنابؑ نے حضرت علی علیہ السلام کا یہ ارشاد بیان فرمایا کہ ربا (سود) دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سود کھایا جاتا ہے اور ایک سود کھایا نہیں جاتا۔ وہ سود جو کھایا جاتا ہے وہ تمہارا ہدیہ ہے جو تم کسی شخص کو بنظر ثواب دیتے ہو اور وہ اس سے بہتر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وما آتیتم من رباً لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عند اللہ. (اور تم لوگ جو سود دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں ترقی ہو تو ایسا مال خدا کے یہاں پھلتا پھولتا نہیں) (سورۂ روم آیت ۳۹) اور وہ سود جو کھایا نہیں جاتا وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو دس درہم اس شرط پر دے کہ وہ اس سے زیادہ وصول کرے گا۔ یہ وہ سود ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور یہ کہا: **یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ○ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ و ان تبتم فلکم رووس اموالکم لاتَظلِمون ولا تُظلَمون** (اے ایمان والو! خدا سے ڈرو جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار رہو اور اگر تم نے توبہ کر لی تو تمہارے لئے تمہارا اصل مال ہے۔ نہ تم کسی کا زبردستی نقصان کرو اور نہ تم پر زبردستی کی جائے گی) (سورہ بقرآیت نمبر ۲۷۸۔۲۷۹)۔

اس کہنے سے اللہ کا مطلب یہ ہے سود کھانے والا وہ سب واپس کر دے جو اس نے اپنے اصل مال سے زیادہ لیا ہے حتیٰ کہ وہ گوشت بھی جو اس کے جسم پر سود کھانے کی وجہ سے چڑھا ہوا ہے اسے گھٹائے اور جب اس کو توبہ کی توفیق ملے تو پابندی سے حمام جائے تا کہ اس کے بدن سے اس کا وہ گوشت کم ہو۔

[1] شیخ نے تہذیب ج ۲ ص ۶۴ پر امام جعفر علیہ السلام سے ایسی ہی حدیث بیان کی ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنے ساتھی سے کہے کہ تم میرے گھوڑے سے اپنا گھوڑا بدل لو تو میں کچھ اور اس کے علاوہ زائد دیدوں گا تو یہ درست اور جائز نہیں بلکہ یہ کہے کہ تم مجھے اپنا گھوڑا عطا کر دو میں تمہیں اپنا یہ گھوڑا عطا کر دوں گا۔ ۱

باب:۔ مبادلہ وعینت

(اپنی فروخت کی ہوئی چیز کو پھر دوبارہ کم قیمت پر خرید لینا)

(۴۰۳۵) یونس بن عبدالرحمٰن نے متعدد افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو کوئی چیز کسی شرط پر فروخت کرتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ شرط حلال ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۳۶) اور محمد بن اسحاق بن عمار نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کی کسی کے پاس کچھ رقم ہوتی ہے وہ اس کے پاس جاتا ہے اور اس کے ہاتھ ایک سو درہم کی قیمت کا موتی ہزار درہم پر فروخت کرتا ہے اور رقم مذکور کو ایک مدت مقرر تک کے لئے اس پر موخر کر دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، میرے پدر بزرگوار نے بھی مجھے ایسا ہی حکم دیا اور میں نے خود ایسا ہی کیا۔

اور محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

(۴۰۳۷) صفوان جمال (اونٹ والے) ۲ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کے ہاتھ ایک مال فروخت کیا اور قیمت کی ادائیگی کے لئے ایک وقت مقرر ہو گیا۔ جب وہ وقت آ گیا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے اس کی قیمت دیدو اس نے کہا: میرے پاس تو رقم نہیں ہے ایسا کرو کہ جو مال تم نے میرے ہاتھ جتنی قیمت پر فروخت کیا ہے وہی مال اس سے کم قیمت پر تم مجھ سے خرید لو تا کہ میں تمہاری باقی قیمت ادا کر دوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: خرید لو تا کہ وہ تمہاری قیمت ادا کر دے۔

(۴۰۳۸) بکار بن ابی بکر سے روایت ہے جو انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ ایک شخص کی ایک آدمی پر کچھ رقم باقی تھی جب ادائیگی کا وقت آیا تو اس نے کہا: تم کوئی شے میرے ہاتھ فروخت کر دو تا کہ میں اس کو فروخت کر کے جو رقم تمہاری مجھ پر باقی ہے اس کو ادا کر دوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب:۔ صرافہ

(سکوں کی خرید وفروخت اور اس کے مختلف طریقے)

(۴۰۳۹) عمار ساباطی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص درہموں کو دیناروں سے ادھار پر فروخت کرتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۔ اس کی روایت کی ہے شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۵۱ پر صحیح حدیث میں صفوان سے، انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ نیز اس کی روایت کی گئی ہے استبصار ج ۳ ص ۱۰۱ پر بھی۔

۲۔ کلینی نے ج ۵ ص ۲۰۵ پر صحیح حدیث میں صفوان سے، انہوں نے ہارون بن خارجہ سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ شاید کاتب سے ہارون بن خارجہ کا نام لکھنے سے رہ گیا ہے۔

(۴۰۴۰) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: چاندی کو چاندی سے یعنی مثل کو مثل سے اور سونے کو سونے سے یعنی مثل کو مثل سے (خرید اجائے) اس میں نہ زیادہ ہو نہ مہلت (ہاں) زائد دینے والا اور زائد لینے والا جہنم میں (جائیگا)۔ [1]

(۴۰۴۱) ابان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے ایک آدمی پر چند دینار (واجب الادا) ہوتے ہیں وہ اس سے درہم لیتا ہے پھر اس کا نرخ بدل جاتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: اس کے لئے اس دن کا نرخ ہے جس دن اس نے اس سے لیا تھا۔ اگر اس کے پاس درہم ہو اور اس سے دینار لے تو وہ اصل ہی لے اور جب چاہے لے۔

(۴۰۴۲) اور ابن محبوب نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اس کے پاس درہم تھے، میں نے ان کو دیناروں سے خرید لیا پھر میں نے اس کو ایک تھیلی دی جس میں اس کے درہموں سے زیادہ دینار تھے اور میں نے کہا کہ تیرے درہموں کی قیمت کے تیرے اتنے اتنے دینار ہیں اس نے مجھ سے وہ تھیلی لے لی پھر مجھے یہ کہتے ہوئے واپس کی کہ یہ میری امانت ہے تم اپنے پاس رکھ لو۔ آنجناب نے فرمایا: اس تھیلی میں اس کے درہموں کی قیمت کے برابر ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ اہل بجستان میں سے ایک شخص آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم لوگوں کے دیار میں جو درہم ہوتے ہیں ان کو شامیہ کہتے ہیں اور شامیہ دوسرے درہموں سے دو دانق زیادہ ہوتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: کوئی حرج نہیں یہ جائز ہے (ایک دانق درہم کا چھٹا حصہ)۔

(۴۰۴۴) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ صرافوں میں سے دو شخصوں نے مل کر ایک آدمی سے دینار دے کر درہم خریدے تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم میری طرف سے بھی قیمت نقد ادا کر دو اور وہ مالدار تھا چنانچہ اس نے اس کی طرف سے بھی قیمت نقد ادا کر دی پھر اس کے جی میں آیا کہ وہ اپنے ساتھی کا بھی حصہ کچھ نفع دے کر خرید لے کیا یہ درست ہے؟ آنجناب نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۵) عمر بن یزید سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ درہموں کو درہموں سے خریدنا جس کے اندر ایک میں سیسے کی آمیزش ہے برابر وزن دے کر لینا (کیا درست ہے)؟ آنجناب نے فرمایا: کیا کہا؟ پھر سے کہو (تاکہ حاضرین سن لیں)۔ میں نے پھر سے کہا تو آنجناب نے فرمایا: پھر سے کہو۔ میں نے پھر سے کہا تو آنجناب نے فرمایا: میری نظر میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۰۴۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے سکوں کی خرید و فروخت کے متعلق دریافت کیا اور عرض کیا کہ میں اپنے رفقاء کی عجلت کی بنا پر دمشقیہ اور بصریہ پر قادر نہ ہو سکا اور نیشاپور میں دمشقیہ اور بصریہ چلتا ہے۔ آنجناب نے فرمایا: رفقاء سے کیا مراد؟ میں نے عرض کیا: کچھ لوگ جو سفر میں ساتھ ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر سفر کے لئے نکلتے ہیں اور جب وہ دعوت کرتے ہیں تو اکثر دمشقیہ اور بصریہ پر قابو نہیں پاتے اس لئے سابور پہنچ کر ہم نے ان کو ملاوٹ کے سکوں سے فروخت کر دیا تو ایک ہزار دمشقیہ کے بدلے ان لوگوں نے ایک ہزار پچاس ملاوٹ کے سکے دیے۔ آنجناب نے فرمایا: اس میں تو کوئی بھلائی نہیں تم ان سکوں میں زائد کی جگہ سونے کے سکے کیوں نہیں رکھتے؟ میں نے عرض کیا: ایک ہزار دینار دو ہزار درہم سے خریدوں؟ آنجناب نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، میرے پدر بزرگوار نے اہل مدینہ میں جو ہم میں سے تھے یہی جاری فرمایا تھا چنانچہ لوگ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ تو اغیار کہا کرتے تھے کہ یہ حرام سے بچنے کا بہانہ ہے حالانکہ اگر کوئی دینار لاتا تو اس کو ایک ہزار درہم نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی ایک ہزار درہم لاتا تو اس کو ایک ہزار دینار نہیں دیا جاتا۔ نیز آنجناب فرمایا کرتے کہ بڑی اچھی بات ہے کہ انسان حرام سے بچنے کے لئے حلال کی طرف جائے۔

---

[1] اس خبر کی روایت کی ہے شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۴۵ پر اور اس میں 'مہلت' کے بجائے 'نقصان' رقم ہے۔

(۴۰۴۷) صفوان نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر میری رقم تھی مجھے اس نے کچھ دینار اور کچھ درہم دیئے اور جب وہ حساب کرنے کے لئے میرے پاس آیا تو جس دن وہ آیا دینار کے نرخ میں تبدیلی ہو چکی تھی اب میں کس نرخ سے ان کا حساب کروں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس دن کے نرخ سے جس دن اس نے تم کو دیا تھا اس لئے کہ اس دینار کے نفع سے تم نے اس کو روک دیا تھا۔

(۴۰۴۸) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس چاندی کی خریداری کے متعلق دریافت کیا جس میں سیسہ اور پارہ چاندی کے سکے کی شکل میں ہوتا ہے اور جب وہ پگھلایا جاتا ہے تو ہر دس درہموں میں دو تین درہم کم ہو جاتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو سونے سے خریدنا ہی درست ہے۔

(۴۰۴۹) اور اسحاق بن عمار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس صحیح دراہم تھے وہ مجھ سے ملتا ہے اور کہتا ہے کیا تمہارے پاس میرے ایک ہزار صحیح دراہم نہیں ہیں میں کہتا ہوں کہ ہاں تو وہ کہتا ہے کہ اچھا تو پھر ان درہموں کو دیناروں سے اس نرخ پر تبدیل کر کے اپنے پاس میری امانت کے طور پر رکھ لو۔ ایسی صورت میں آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم نے اس دن کے نرخ کی تحقیق کر لی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: مگر میں نے تو ان کو نہ ابھی وزن کیا اور نہ پرکھا یہ تو ابھی میرے اور اس کے درمیان کی گفتگو ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کیا درہم و دینار بھی تمہارے پاس نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب:۔ لقطہ اور گم شدہ چیز

(۴۰۵۰) ابو عبداللہ محمد بن خالد برقی رضی اللہ عنہ نے وہب بن وہب سے انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی کی گم شدہ چیز کو وہی لوگ کھائیں گے جو گمراہ ہوں گے۔

(۴۰۵۱) اور مسعدہ بن زیاد کی روایت میں ہے جو انہوں نے امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: تم لوگ کسی کی گری پڑی ہوئی چیز کو اُٹھانے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ کسی مومن کی گمشدہ چیز ہے اور یہ بھی جہنم کی آگ ہے۔

(۴۰۵۲) اور علی بن جعفر نے اپنے برادر محترم امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا جس کو ایک مرد فقیر نے پایا کہ کیا یہ بھی اس میں بمنزلہ غنی کے ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں (یعنی اس کے لئے بھی ناجائز ہے) اور آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت امام علیؑ ابن الحسینؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ لقطہ (گمشدہ شے) اپنے مالک کی ہے اس کو ہاتھ نہ لگاؤ۔

نیز راوی (علی بن جعفر) کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہیں گرا پڑا ایک درہم یا ایک کپڑا یا ایک جانور پایا تو وہ کیا کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ ایک سال تک لوگوں سے اس کی شناخت کرائے اگر کسی نے نہیں پہچانا تو پھر اپنے مال میں رکھے جب تک اس کا تلاش کرنے والا نہ آ جائے اور وہ اس کو دیدے اور اگر وہ مرنے لگے تو اس کی وصیت کر جائے وہ اس کا ضامن ہے۔

(۴۰۵۳) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر میں ایک دینار پایا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے گھر میں کوئی دوسرا بھی اس کے سوا آتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں بہت لوگ آتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر یہ لقطہ ہے۔

اور میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے صندوق میں ایک دینار پایا۔ آنجنابؑ نے دریافت کیا کہ اس کے صندوق میں اس کے سوا دوسرا

بھی ہاتھ ڈالتا ہے یا اس میں کوئی چیز رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ اسی کا ہے۔ [1]

(۴۰۵۴) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن رجاء خیاط سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام طیب تقی ہادی علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ میں مسجد حرام میں تھا کہ میری نگاہ ایک دینار پر پڑی میں اس کی طرف جھپٹا کہ اسے اُٹھالوں کہ ایک شخص بڑھا اور میں دوسرا ہو گیا اور میں وہاں کے سنگریزے کریدنے لگا کہ اتنے میں ایک اور شخص آ گیا اور اب میں تیسرا ہو گیا بالآخر میں نے اس کو پالیا میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ دینار کس کا ہے مگر کسی نے نہیں پہچانا۔ اب اس کے متعلق آپؑ کا کیا حکم ہے؟ تو آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: تم نے دینار کے متعلق جو کچھ لکھا وہ سمجھ گیا۔ اگر تم محتاج ہو تو اس میں سے ایک تہائی تصدق کر دو اور اگر تم غنی ہو تو کل تصدق کر دو۔

(۴۰۵۵) حسن بن محبوب نے صفوان بن یحییٰ جمال سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کسی کی کوئی گمشدہ چیز پائے اور اس کا اعلان نہ کرے (چھپا ڈالے) پھر وہ چیز اس سے ملے تو وہ چیز اس کے مالک کی ہے اور اسی کی مثل اس مال سے جس نے اس کو چھپا لیا تھا (اور اگر چھپانے والے نے اسے ختم یا ضائع کر دیا ہو اور بعینہ وہ چیز اس کے پاس نہ مل سکے تو) اسی کے مثل اس کے مال سے حاصل کر لی جائے گی۔

(۴۰۵۶) ابی علاء سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہیں کسی کی (گری پڑی) گمشدہ چیز پائی اس نے لوگوں میں اعلان کرایا یہاں تک کہ اس کو ایک سال گزر گیا تو اس نے اس رقم سے ایک کنیز خرید لی اتنے میں مالک اپنی رقم تلاش کرتا ہوا آیا تو دیکھا کہ وہ کنیز جو اس نے اس کے درہموں سے خریدی وہ خود اس کی لڑکی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو صرف اپنے درہم لینے کا حق ہے اس کو لڑکی لینے کا حق نہیں ہے اس لئے کہ یہ لڑکی کسی اور کی کنیز تھی اس نے تو اس سے خریدی ہے۔

(۴۰۵۷) ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ذریح نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ مملوک لقطہ لے سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: مملوک کو لقطہ کا کیا کام، وہ تو خود اپنی کسی چیز کا مالک نہیں۔ مملوک لقطہ کو پیش نہیں کرے گا یہ مرد آزاد کے لئے سزاوار ہے کہ وہ سال بھر تک لوگوں کے سامنے مجمع میں اعلان کرے اگر اس کا طلب گار آئے تو اس کو دیدے ورنہ وہ اس کا مال ہے اور اگر وہ مر گیا تو اس کے لڑکے کو یا جو بھی اس کا وارث ہو اس کی میراث میں ملے گا۔ اور اس کے بعد اگر اس مال کا طلب گار آیا تو یہ ورثاء اس کو دے دیں گے۔

(۴۰۵۸) داؤد بن ابی یزید نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے راستہ میں کسی کا پڑا ہوا لوٹا، جوتا اور کوڑا پایا کیا وہ اس سے فائدہ اُٹھائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے۔

(۴۰۵۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عصا، بورا لٹکانے کی کھونٹی، زمین پر گاڑنے کی میخ، رسی اور اونٹ کے پاؤں باندھنے کا چھنا اور اس کے مشابہہ چیزوں کے لقطے میں کوئی حرج نہیں۔ [2]

(۴۰۶۰) نیز آنجناب علیہ السلام [3] سے صحرا میں گمشدہ بکری کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجنابؑ نے سائل سے فرمایا: وہ تیرے لئے ہے، تیرے بھائی کے لئے ہے یا بھیڑیئے کے لئے ہے۔ اس نے عرض کیا: میں اس کو چھونا نہیں چاہتا۔ اور اس نے گمشدہ اونٹ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے

۱۔ صحیح سند سے کلینی نے ج ۵ ص ۱۳۷ پر یہی روایت کی ہے اور اس پر اصحاب کا فتویٰ ہے۔

۲۔ اسے روایت کیا ہے شیخ نے 'تہذیب' میں اور کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۰ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حماد سے، انہوں نے حریز سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

۳۔ بظاہر جن سے سوال کیا گیا وہ امام جعفر صادقؑ ہیں۔ اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۱۷ پر اپنی اسناد سے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے صحرا میں گم شدہ بکری کے بارے میں دریافت کیا۔۔۔ تا آخر حدیث۔

فرمایا: تیرا اس سے کیا کام، اس کا پیٹ اس کا برتن ہے، اس کا گھر اس کا جوتا ہے اس کی اوجھ اس کی مشک ہے۔ اس کو ویسے ہی چھوڑ دے۔

(۴۰۶۱) حنان بن سدیر سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لقطہ کے متعلق دریافت کیا اور میں سن رہا تھا تو آنجنابؑ نے فرمایا: سال بھر تک اس کا اعلان کرو اگر اس کا مالک آجائے تو (اس کو دے دو) ورنہ تم اس کے زیادہ حق دار ہو (یعنی جو غیر حرم سے ملا ہو)۔

(۴۰۶۲) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنی سواری کا جانور بھٹکنے کی وجہ سے چھوڑ گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے اس کو ایسی جگہ چھوڑا جہاں نہ پانی ہے نہ گھاس تو جس کے ہاتھ آجائے وہ اس کا ہے۔

(۴۰۶۳) وہب بن وہب سے روایت ہے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بھاگے ہوئے غلام اور گمشدہ چیز کے ڈھونڈنے کی اجرت کے متعلق دریافت کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

(۴۰۶۴) حسین بن زید نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی گم شدہ جانور کوئی آدمی پا جائے اور وہ نیت کرے کہ میں اس کو ڈھونڈنے پر اجرت لوں گا اور وہ جانور مر جائے تو پھر وہ اس کا ضامن ہے اور اگر یہ نیت نہ کرے کہ میں ڈھونڈنے پر اجرت لوں گا تو پھر اس میں کوئی ضمانت نہیں ہے۔

(۴۰۶۵) عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ [۱] سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ ایک شخص نے ذبح کرنے کے قابل اونٹ، گائے یا بکری وغیرہ قربانی یا غیر قربانی کے لئے خریدا اور جب اس کو ذبح کیا تو اس کے پیٹ سے ایک تھیلی نکلی جس میں درہم یا دینار یا جواہرات وغیرہ تھے جو منافع بخش تھے تو وہ کس کی ملکیت ہوں گے اور ان کا کیا کیا جائے؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ اس کو فروخت کرنے والے سے شناخت کرائی جائے اگر اس نے شناخت نہیں کیا تو یہ چیز تمہاری ہے اللہ نے تمہیں اس کی روزی بخشی ہے۔

(۴۰۶۶) حجال نے داؤد بن ابی یزید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ میں نے کچھ رقم پائی ہے اور اپنے جی میں خوف زدہ ہوں (کہ کہیں گنہگار نہ ٹھہروں) اگر مجھے اس کا مالک مل جاتا ہے تو اس کو دے کر اپنی جان چھڑاتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: قسم کھاؤ کہ اس کا مالک اگر مل جاتا تو تم اس کو دے دیتے؟ اس نے کہا: ہاں خدا کی قسم۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تو خدا کی قسم اس کا مالک میرے سوا کوئی نہیں ہے۔ اچھا حلف سے کہو کہ اس کا مالک جس کے لئے کہے گا تم اس کو دیدو گے؟ چنانچہ اس نے حلف سے کہا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اچھا تو جاؤ اور اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کردو اور جس سے تم ڈر رہے ہو اس سے امان ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر اس نے اس کو اپنے بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک سال تک اعلان اور شناخت کرانے کے بعد ہوا۔

---

[۱] یعنی عسکری علیہ السلام کیونکہ عبداللہ بن جعفر حمیری آنجناب کے اصحاب میں سے تھے اور وہ قمیین کے استاد تھے اور ثقہ۔ یہ حدیث کافی میں محمد بن یحییٰ سے اور انہوں نے امام عسکریؑ سے روایت کی ہے۔

(۴۰۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لقطہ کے متعلق انسان کے لئے افضل و بہتر یہ ہے کہ اس کو نہ اُٹھائے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے۔ اگر لوگ اس کو جہاں پڑا ہے وہیں چھوڑ دیں تو اس کا مالک خود آ کر اس کو اُٹھالے گا۔ ۱؎

اور اگر لقطہ ایک درہم سے کم ہے تو وہ تمہارا ہے اس کو شناخت کرانے اور اعلان کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۲؎

اور اگر حرم سے ایک دینار پاؤ جو بغیر کھوٹ کے ہو تو وہ تمہارے لئے ہے اس کو شناخت کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۳؎ اور اگر تم کسی جائے پناہ یا صحرا میں کچھ غلہ یا کھانے کی چیز پاؤ تو اپنے دل میں یہ طے کر لو کہ یہ اس کے مالک کا ہے اور اسے کھالو پھر اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو اس کی قیمت دے دو۔ ۴؎ اور اگر تم کوئی لقطہ آباد گھر میں پاؤ تو وہ اس گھر والوں کا ہے اور اگر ویرانہ اور کھنڈر میں ہو تو وہ جس نے پایا اس کا ہے۔ ۵؎

باب:۔ وہ چیز جو لقطہ کے حکم میں آتی ہے۔

(۴۰۶۸) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث نخعی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں میں سے کسی کو چوروں میں سے ایک چور نے درہم یا کوئی دوسری چیز سپرد کی اور چور بھی مسلمان ہے۔ کیا وہ اسے چور کو واپس کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کو واپس نہ کرے بلکہ اگر ممکن ہو تو اس کے مالک کو واپس کرے ورنہ اپنے قبضہ میں رکھے یہ بمنزلہ لقطہ کے ہے جو اس نے پایا ہے اور لوگوں سے اس کی ایک سال تک شناخت کرائے اور اگر مالک مل جائے تو اس کے حوالے کر دے ورنہ وہ اس کی طرف سے تصدق کر دے اور اب اس کے بعد اگر مالک آئے تو اس سے کہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات اختیار کرے ثواب یا اپنا مال۔ اگر وہ ثواب کو اختیار کرتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر مال اختیار کرتا ہے تو اس کو دیدو اور اس کا ثواب تمہارے لئے ہے۔

۱؎ اس کو روایت کیا ہے شیخ نے 'تہذیب' ج۲ ص۱۱۶ پر اپنی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے حسین بن ابی علاء سے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے لقطہ کا ذکر کیا تو فرمایا: اس کی طرف دھیان مت دو کیونکہ اگر لوگ اس کو اسی جگہ چھوڑ دیں گے تو اس کا مالک اسے آکر اٹھالے گا۔

۲؎ اس کو روایت کیا ہے کلینی نے ج۵ ص۱۳۷ پر بسندِ مرسل امام جعفر صادقؑ سے کہ آنجنابؑ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: کم ہو یا زیادہ اس کا اعلان ایک سال تک کراؤ۔ نیز فرمایا: اور اگر ایک درہم سے کم ہو تو اعلان کی ضرورت نہیں۔

۳؎ کلینی نے ج۴ ص۲۳۹ پر مسند حدیث میں فضیل بن غزوان سے روایت کی ہے کہ ہم امام جعفرؑ کے پاس تھے کہ آنجنابؑ سے طیّار نے کہا: میں نے طواف کے دوران ایک دینار پایا جس کے نقش مٹ چکے تھے۔ فرمایا: وہ تمہارے لئے ہے۔

۴؎ کلینی نے ج۶ ص۲۹۷ پر اپنی اسناد سے سکونی سے روایت کی ہے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے کہ امیر المومنینؑ سے پوچھا گیا کہ راہ میں دسترخوان پڑا پایا گیا۔ جس میں بڑی مقدار میں گوشت، روٹیاں، پنیر، انڈے اور چھری تھی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: جو کچھ اس میں ہے اسے کھالو کیونکہ وہ خراب ہو جائے گا اور بچے گا نہیں۔ پھر جب اس کا حقدار آجائے تو اسے اس کی قیمت ادا کردو۔

۵؎ کلینی نے ج۵ ص۱۳۸ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آنجنابؑ سے اس درہم کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ایک گھر میں پایا گیا۔ تو فرمایا: اگر وہ گھر آباد ہے تو ان کا ہے جو وہاں رہتے ہیں اور اگر وہ کھنڈر ہے اور وہاں رہنے والے اسے چھوڑ گئے ہیں تو جس نے وہاں مال پایا اس کا اس پر زیادہ حق ہے۔

باب :۔ ہدیہ

(۴۰۶۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: توارت میں ہے کہ ہدیہ آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے (یعنی ہدیہ دینے والے کے عیوب سے چشم پوشی کی جاتی ہے)۔

(۴۰۷۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ پیش کرو اور آپس میں محبت بڑھاؤ۔ [1]

(۴۰۷۱) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: ہدیہ دلوں سے کینہ اور بغض کو کھینچ کر نکال دیتا ہے۔ [2]

(۴۰۷۲) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: حاجت پیش کرنے سے پہلے ہدیہ بہت اچھی چیز ہے۔

(۴۰۷۳) نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: مجھے پائے کھانے کی دعوت دی جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں اور اگر کوئی مجھے پائے ہدیہ کرتا ہے تو اسے قبول کر لیتا ہوں۔ [3]

(۴۰۷۴) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس برتن میں ہدیہ آئے اس کو جلد ہی واپس کر دو تا کہ ہدیہ متواتر آتا رہے۔

(۴۰۷۵) اور آنجناب علیہ السلام کسی کی بھیجی ہوئی خوشبو اور شیرینی واپس نہیں کرتے تھے۔

(۴۰۷۶) اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ نوروز کا ہدیہ لایا گیا تو آنجنابؑ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یا امیر المومنینؑ آج نوروز ہے آنجنابؑ نے فرمایا: پھر تم لوگ ہمارے لئے ہر روز کو نوروز بنا دو۔

(۴۰۷۷) روایت کی گئی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہمارا نوروز ہر دن ہے۔

(۴۰۷۸) ثویر ابن ابی فاختہ نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسریٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ بھیجا تو آنحضرتؐ نے اسے قبول فرما لیا اور قیصر نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہدیہ بھیجا آنجنابؐ نے اسے قبول فرما لیا اور مختلف سلاطین آنجنابؐ کو ہدیہ بھیجتے تو آنجنابؐ اسے قبول فرما لیا کرتے۔

(۴۰۷۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی عیادت کرو جو تمہاری عیادت نہیں کرتا اور اس کو ہدیہ بھیجو جو تمہیں ہدیہ نہیں بھیجتا۔

(۴۰۸۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہدیہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک بدلے کا ہدیہ، دوسرا کسی سے بنائے رکھنے کا ہدیہ، تیسرے خالصاً لوجہ اللہ ہدیہ۔ [4]

(۴۰۸۱) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس بڑی جائداد ہے۔ مہرجان اور نوروز کے دن لوگ اسے کوئی چیز ہدیہ بھیجتے جو ان پر واجب تو نہیں ہے صرف اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے۔

---

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۴ پر اپنی اسناد کے ساتھ سکونی سے روایت کی ہے، انہوں نے امام جعفرؑ سے اور آنجنابؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اس کے بعد مزید لکھا ہے: تم لوگ ہدیے دو کہ یہ کینوں کو مٹا دیتے ہیں۔

[2] 'کافی' ج ۵ ص ۱۴۳ پر مسند حدیث میں امام باقرؑ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسا فرمایا۔

[3] صحیح بخاری میں ہے: اگر مجھے دستی کی دعوت دی جاتی ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں۔ اور احمد نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ترمذی نے اپنی سنن میں، ان سب نے انس سے جو ان کے نزدیک صحیح السند ہے اس طرح مرقوم ہے: اگر مجھے پائے ہدیہ کیے جاتے ہیں تو میں قبول کر لیتا ہوں اور اگر ان کی دعوت دی جاتی ہے تو میں قبول کر لیتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ پائے سے مراد بکری کے پائے ہیں۔

[4] اس خبر کو کلینی نے اپنی اسناد کے ساتھ ج ۵ ص ۱۴۱ پر سکونی سے اور انہوں نے آنجنابؑ اور انہوں نے نبی صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

آنجنابؑ نے فرمایا: کیا یہ لوگ نماز گزار نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (ہیں)۔ فرمایا: پھر اس کو چاہیئے کہ ان لوگوں کا ہدیہ قبول کرے اور اس کے بدلے میں ان لوگوں کو بھی ہدیہ دے۔

(۴۰۸۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کسی کے پاس کھانے پینے کی چیز کا کوئی ہدیہ۔ یعنی کوئی پھل وغیرہ۔ بھیجا جائے اور اس کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو وہ سب لوگ اس میں شریک ہیں۔ ؎۱

(۴۰۸۳) عیسیٰ بن اعین سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو ہدیہ بھیجا محض اس امید پر کہ وہ اس کا بدلہ دے گا مگر اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا یہاں تک کہ مر گیا۔ اب بھیجنے والے کو وہی اپنا بھیجا ہوا ہدیہ نظر آیا تو کیا وہ اس کو واپس لے سکتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں (بشرطیکہ وہ رشتہ دار نہ ہو)۔

(۴۰۸۴) اسحاق بن عمار سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک مرد فقیر نے میرے پاس کچھ ہدیہ بھیجا اس امید پر کہ میں اپنے پاس سے اس کو کچھ دوں گا لیکن میں نے اس کو لے لیا اور اسے کچھ نہیں دیا کیا یہ میرے لئے حلال ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں یہ تمہارے لئے حلال ہے لیکن تم اس کو دینا نہ ترک کرو۔

(۴۰۸۵) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسے مسئلہ کے متعلق دریافت کیا جس کو مجھ سے محمد بن عبداللہ قمی اشعری نے خط لکھ کر دریافت کیا تھا۔ ؎۲ اس میں پوچھا گیا تھا کہ میری جائدادیں اور قریے ہیں جن میں کئی آتشکدے ہیں جن کے لئے مجوسی لوگ گائے بھیڑیں اور دراہم بطور ہدیہ بھیجا کرتے ہیں۔ کیا قریہ والوں کو جائز ہے کہ یہ ہدیہ لیں؟ واضح ہو کہ ان آتشکدوں کے لئے مہتمم مقرر ہیں جو ان کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ تو حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: اہل قریہ یہ ہدیہ لے لیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب:۔ عاریت

(۴۰۸۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یا حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: عاریت لی ہوئی چیز کی عاریت لینے والے کی کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں جب تک کہ وہ اس کی ضمانت نہ کرے سوائے سونے اور چاندی کی چیزوں کے اس لئے کہ وہ اس کا ضامن ہے خواہ شرط کرے یا نہ کرے۔

نیز فرمایا: جب کوئی شے مالک کی اجازت کے بغیر عاریتاً لی جائے اور وہ ہلاک وتباہ ہو جائے تو عاریتاً لینے والا اس کا ضامن ہے۔ ؎۳

؎۱ کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۴ پر سندِ مرفوع اسے روایت کیا ہے بغیر "یعنی ۔۔۔"

؎۲ کلینی نے ج ۵ ص ۱۴۲ پر عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہ کہا: محمد بن عبداللہ قمی نے ان سے کہا: میری جائدادیں اور قریے ہیں ۔۔۔ تا آخر حدیث۔ معمولی فرق کے ساتھ۔

؎۳ احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عاریتاً لینے والے نے اس چیز کو اصل مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو دیدیا تو پہلا عاریتاً لینے والا نقصان کا ذمہ دار ہوگا، بلکہ دوسرا بھی اگر وہ مال کے متعلق مکمل معلومات رکھتا ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پہلے نے مالک کی اجازت کے بغیر عاریت کی نیت سے لیا ہو اور اس میں نقصان ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا۔

(۴۰۸۷) ابان نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عاریت کے متعلق دریافت کیا کہ ایک انسان عاریتاً کوئی شے لیتا ہے اور وہ ہلاک ہوجاتی ہے یا چرالی جاتی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ شخص امانتدار ہے تو اس کو نقصان برداشت نہیں کرنا ہے۔

(۴۰۸۸) ابان نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کپڑے والوں سے کچھ کپڑے مستعار لیے پھر اس کی نیت خراب ہوئی اور اس نے ان کپڑوں کو رہن رکھدیا تو کپڑے والے اپنے کپڑوں کی طرف آئے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنے کپڑے لے لیں گے۔

(۴۰۸۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفوان بن امیہ جمحی سے ستر (۷۰) حطمیہ [۱] زرہیں مستعار مانگیں اور یہ قبل از اسلام کا زمانہ تھا تو اس نے کہا: اے ابوالقاسم یہ غصب ہے یا عاریت ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں عاریت برائے ادائیگی ہے۔ تو پھر سنت جاری ہوگئی کہ جب شرط کرلی جائے تو وہ ادائیگی کے لئے ہے اور یہی صفوان بن امیہ اپنے اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ مسجد میں سو رہا تھا کہ اس کی چادر چوری ہوگئی اس نے چور کا پیچھا کیا اور اس سے چادر چھینی اور اسے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور اس پر دو عادل گواہ بھی پیش کیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا۔ صفوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ایک ردا کے لئے ہاتھ کاٹا جائے گا۔ میں نے اس کو یہ ردا بخش دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہی تم نے میرے سامنے پیش کرنے سے پہلے کیوں نہیں کردیا۔ پھر آنحضرتؐ نے چور کا ہاتھ کٹوادیا۔ [۲] پس اس وقت سے حد میں یہ سنت جاری ہوگئی کہ جب امام (حاکم) کے سامنے مقدمہ پیش ہوجائے اور دو گواہ گزر جائیں پھر سزا معطل نہیں ہوگی قائم رہے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں یا ان جگہوں میں چوری کرے جہاں بغیر اذان داخل ہوتے ہیں جیسے حمام اور چکی اور سرائے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے لیکن آنحضرتؐ نے جو اس کا ہاتھ کاٹا تو اس لئے کہ اس نے چادر چرائی اور اسے چھپالیا اور اسے چھپانے کی وجہ سے آنحضرتؐ نے اس کا ہاتھ کاٹا اگر چھپایا نہ ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سزا دیتے ہاتھ نہ کاٹتے۔

باب:۔ ودیعت

(۴۰۹۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ودیعت رکھنے والا اور جو اپنا مال ودیعت رکھواتا ہے دونوں امانتدار اور قابل بھروسہ ہونے چاہئیں۔

(۴۰۹۱) نیز راوی کا بیان ہے [۳] ایک ایسے شخص کے متعلق جس کو کسی نے اجرت پر ملازم رکھا اور اسے اپنے مال و متاع پر بٹھادیا تو اس نے چوری کرلی تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ (تو صاحب مال کی طرف سے) امین بنا ہے (اور پھر امانت میں خیانت کی ہے)۔

---

[۱] حطمیہ کی نسبت حطم بن محارب سے ہے جو زرہیں بناتا تھا چنانچہ اسی کی طرف نسبت دیدی گئی۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ نام اس لئے دیا گیا لانها تحطم السيوف [کہ یہ (زرہیں) تلواروں کو توڑ دیتی تھیں]۔

[۲] مولف نے 'خصال' اردو ترجمہ ص ۱۰۶ پر امام صادقؑ سے مرسل حدیث میں اسی طرح بیان کیا ہے۔ وہ (یعنی صفوان) مسجد رسول اللہؐ میں اپنی ردا سر کے نیچے رکھ کر سوئے ہوئے تھے کہ پیشاب لگا اور وہ باہر چلے گئے تو ان کی ردا چوری ہوگئی۔ تو کہنے لگے: کسی نے میری ردا چرائی ہے اور اسے تلاش کرنے نکلے تو چور کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور اسے لیکر نبیؐ کے پاس آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔۔۔ تا آخر حدیث۔

[۳] یا تو یہ سابقہ حدیث کا تتمہ ہے یا اسی سے متعلق ہے۔ شیخ نے اسے 'تہذیب' ج ۲ ص ۱۶۸ پر حلبی سے صحیح حدیث میں نقل کیا ہے۔

(۴۰۹۲) محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام فقیہ (امام ابومحمد عسکری) علیہ السلام کو عریضہ لکھا اور دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کوئی چیز بطور امانت سپرد کی اور کہا کہ اس کو اپنے گھر میں رکھنا یا نہیں کہا مگر اس آدمی نے اپنے پڑوسی کے گھر میں رکھ دیا اور وہ وہاں سے ضائع ہوگئی۔ اس پر کیا واجب ہے۔ جب اس کے کہنے کے خلاف (اس شئے کو) اپنی ملکیت سے باہر کر دیا تھا تو جواب میں تحریر آئی کہ وہ ضامن ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۴۰۹۳) ابن ابی عمیر نے حبیب خثعمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ رقم ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ مالک کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ لیتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس میں سے نہ لے مگر یہ کہ اس کو پورا کرے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس نے عرض کیا کہ جس کی امانت رکھی ہے اگر وہ مل جائے اور اس نے رقم پوری نہ کی ہو اور اس کا اقرار کرے کہ اتنی میرے پاس امانت ہے تو آپؑ کی نظر میں کیا ہے وہ اس رقم میں سے لے سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

(۴۰۹۴) مسمع ابی سیار سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کو میں نے کچھ رقم بطور امانت رکھنے کو دی تھی مگر وہ اس سے مکر گیا اور اس پر حلف اُٹھایا پھر وہ دو سال کے بعد میرے پاس وہ رقم لے کر آیا جس کو میں نے بطور امانت اس کے سپرد کیا تھا اور بولا کہ لیجئے یہ آپ کی رقم اور یہ چار ہزار درہم اس کا نفع ہے۔ آپ کی رقم کے ساتھ یہ نفع بھی آپ ہی کا ہے اور مجھے ادائیگی سے سبکدوش فرمائیں چنانچہ میں نے اپنی رقم تو لے لی مگر نفع کی رقم لینے سے انکار کیا۔ اب میں نے اپنی امانت کی رقم اور نفع کی وہ رقم جس کے لینے سے میں نے انکار کیا ہے دونوں کو روک رکھا ہے تاکہ آپؑ کی رائے معلوم کرلوں۔ لہٰذا آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نصف نفع تم لے لو اور نصف اس کو دیدو اور اس کو سبکدوش کردو اس لئے کہ وہ شخص تائب ہوگیا (واللہ یحب التوابین) (سورۂ بقرہ آیت ۲۲۲) (اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔

(۴۰۹۵) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس ایک ہزار درہم رکھے اور وہ ضائع ہوگئے تو امانت رکھوانے والے نے کہا: وہ تو قرض دی تھی۔ اور جس کے پاس امانت رکھی تھی اس نے کہا: یہ رقم امانت تھی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک وہ اس کا ثبوت اور شاہد پیش نہ کرے کہ یہ رقم واقعی امانت تھی اس وقت تک یہ رقم اس پر واجب و لازم ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے کہ ہمارے مشائخ (اساتذہ) رضی اللہ عنہم کی رائے کہ اس میں ودیعت رکھنے والے کا قول قابل قبول ہے اس لئے کہ وہ امانت دار اور قابل بھروسہ ہے اس پر قسم بھی نہیں ہے۔

(۴۰۹۶) ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے اپنی رقم ایک شخص کے پاس امانت رکھی تھی اس نے اس میں خیانت کرلی اور اب وہ میرے مال سے انکار کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی امانت دار نے تمہاری رقم میں خیانت نہیں کی تم نے ایک خائن اور بے ایمان کو ایماندار سمجھا۔

باب :۔ رہن

(۴۰۹۷) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس کوئی چیز رہن رکھی اور وہ چیز ضائع ہوگئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جس نے یہ مال اپنے پاس رکھا ہے یہ اسی کا مال شمار ہوگا۔ اور مرتہن اس کی طرف اپنے مال کے لئے رجوع کرے گا۔

(۴۰۹۸) اور اسماعیل بن مسلم کی روایت ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے

آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی سواری اگر رہن رکھی ہوئی ہے تو اس کی پشت پر سواری کی جاسکتی ہے اور اس کا خرچ اور چارہ اور گھاس سوار ہونے والے کے ذمہ ہے اور دودھ دینے والا جانور اگر رہن رکھا ہوا ہے تو اسکا دودھ پیا جاسکتا ہے اور جو شخص اس کا دودھ پیئے اس کا خرچ، چارہ، گھاس وغیرہ اس کے ذمہ رہے گا۔

(۴۰۹۹) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک غلام کو رہن رکھتا ہے اور وہ کانا ہو جاتا ہے یا اس کے بدن میں کوئی نقص پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا نقصان کون برداشت کرے گا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کا نقصان اس کا مالک برداشت کرے گا۔ میں نے عرض کیا: مگر لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر تم نے کسی غلام کو رھن رکھا اور وہ بیمار ہو گیا یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی اور اس کے بدن میں کوئی نقص آ گیا تو رہن رکھنے والے شخص کی رقم میں سے اتنی رقم گھٹا دی جائیگی جتنا اس غلام میں نقص آیا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے اگر یہ غلام کسی کو قتل کردے تو اس کا خون بہا کس پر عائد ہوگا کہ اس کا خونبہا تو غلام ہی کی گردن پر ہوگا (جس کو اس کا مالک ادا کرے گا)۔

(۴۱۰۰) حسن بن محبوب نے عباد بن صہیب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شئے ہے جو دو آدمیوں کے قبضہ میں ہے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ میں نے تمہیں بطور امانت سپرد کیا ہے، دوسرا کہتا ہے کہ یہ رہن ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی بات مانی جائے گی جو کہتا ہے کہ یہ میرے پاس رہن ہے جب تک دوسرا گواہوں کے ذریعہ یہ ثابت نہ کردے کہ اس نے اس کو بطور امانت سپرد کیا ہے۔

(۴۱۰۱) حسن بن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی رقم دے کر کسی آدمی سے گھوڑا اور اونٹ رہن لیا کیا اس کو یہ حق ہے کہ ان دونوں پر سواری کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ ان دونوں کو چارہ کھلاتا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ ان دونوں پر سواری بھی کرے اور اگر ان دونوں کو چارہ وہ کھلاتا ہے، جس نے ان دونوں کو اس کے پاس رہن رکھا ہے تو اس کو کوئی حق نہیں کہ ان دونوں پر سواری کرے۔

(۴۱۰۲) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی رقم سے کوئی زمین یا کوئی مکان رہن لیا جن کی پیداوار اور آمدنی کثیر ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جس نے یہ زمین اور یہ مکان اپنی رقم سے رہن لیا اس پر لازم ہے کہ وہ زمین کے مالک اور مکان کے مالک سے حساب کرے اور جو آمدنی اس نے اس سے حاصل کی ہے وہ اپنے قرض میں سے اس کے لئے گھٹا دے۔

(۴۱۰۳) محمد بن حسان نے ابو عمران ارمنی سے انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص مفلس (دیوالیہ) ہو گیا اور اس پر بہت سے لوگوں کا قرض ہے۔ جن میں سے بعض سے تو اس نے کچھ رہن رکھ کر قرض لیا ہے اور بعض کے پاس کچھ رہن نہیں ہے اور وہ شخص مر گیا اور اس کا مال اس کے پورے قرض کا احاطہ نہیں کرتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس نے تمام چیزیں جو رہن وغیرہ چھوڑی ہیں وہ قرض خواہوں پر بقدر حصہ تقسیم کر دی جائیں گی۔

(۴۱۰۴) راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی آدمی کے پاس ایک چیز ایک ہزار درہم پر رھن رکھی جو دو ہزار کی قیمت کی تھی اور وہ ضائع ہو گئی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جتنی رقم پر اس نے رھن رکھا تھا اس سے زائد رقم کے لئے وہ اس سے رجوع کرے گا۔ اور اگر جس رقم پر اس نے رہن رکھا تھا اس سے اس کی قیمت کم تھی تو اسی کمی کے لئے رہن کرنے والے کی طرف رجوع کرے گا اور جس رقم پر اس نے رہن رکھا ہے اس کی قیمت اس

کے برابر ہے تو پھر اسی میں وضع ہو جائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب رہن شدہ چیز مرتہن (رہن لینے والے) کے ضائع کردینے سے ضائع ہو جائے لیکن اگر اس کی حفاظت کے باوجود ضائع ہو جائے یا اس پر غالب آ کر نکل بھاگے تو مرتہن (رھن لینے والا) اپنی رقم کے لئے راہن (رہن رکھنے والے) کی طرف رجوع کرے گا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے:

(۴۱۰۵) جس کی روایت کی ہے علی بن حکم نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجنابؑ نے رہن کے متعلق فرمایا کہ اگر رہن شدہ مرتہن کے پاس ضائع ہو جائے اس کے ہلاک کیے بغیر تو وہ راہن کی طرف رجوع کرے گا اور اپنا حق یعنی رقم اس سے لے گا۔

(۴۱۰۶) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی زمین رہن رکھوائے جس میں پھل ہوں تو وہ پھل بھی اس کی رقم کے حساب میں جائیگا اور اس نے اس زمین میں جو کام کیے ہیں اور خرچ کیا اس کا بھی حساب ہوگا پس اگر اس کی رقم کا حساب پورا ہو جائے تو وہ اس زمین کو اس کے مالک کے حوالے کردے۔

(۴۱۰۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے رھن کے متعلق ارشاد فرمایا جس میں راہن (رہن رکھنے والا) مرتہن (رہن لینے والا) میں اختلاف ہے۔ راہن کہتا ہے کہ رہن اتنے پر رکھا گیا ہے اور مرتہن کہتا ہے کہ اتنے پر اور یہ اس رقم سے زائد ہے تو اب مرتہن کی بات سچ سمجھی جائے گی جب کہ وہ اس چیز کی قیمت کی حد میں ہو اس لئے کہ وہ امین ہے۔

(۴۱۰۸) صفوان بن یحیٰی نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس کوئی چیز رھن رکھی ہے مگر اس کو یاد نہیں کہ وہ کس کی ہے۔[فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ تم اس کو فروخت کرو جب تک اس کا مالک نہ آجائے] میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ لوگوں میں سے کس کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس رھن میں تمہارا نفع ہوگا یا نقصان؟ میں نے عرض کیا: نفع ہو یا نقصان مگر اس کا کروں کیا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس میں نقصان ہے تو وہ زیادہ آسان ہے (اگر کم پر فروخت ہوتا ہے) تو بیچ دو اور جو تمہارا باقی رہتا ہے اس کا ثواب کماؤ۔ اور اگر اس میں نفع ہے (اور زائد پر بکتا ہے) تو یہ تمہارے لئے زیادہ شدید اور مشکل ہے اس کو فروخت کروا اپنی رقم لے کر جو بچ جائے اس کو محفوظ رکھو یہاں تک کہ اس کا مالک خود آجائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب رھن شدہ مال کے مالک کو یہ جانتا ہو اور اسکی تلاش بھی نہ کی ہو۔ لیکن جب وہ مالک کو جانتا ہے تو پھر اس کے لئے فروخت کرنا جائز نہیں، اس کو آجانے دے۔ اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے:

(۴۱۰۹) قاسم بن سلیمان نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے کوئی چیز ایک وقت معینہ تک کے لئے رھن رکھی اور پھر غائب ہوگیا۔ تو کیا اس کے لئے کوئی مدت ہے کہ (اگر اس مدت میں نہ آئے تو) اس کی رھن شدہ چیز فروخت کردی جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں یہاں تک کہ وہ آجائے۔

(۴۱۱۰) ابان نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس دو کنگن رھن کیے اس میں ایک جاتا رہا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اب جو باقی ہے اس میں اپنے حق کے لئے رجوع کرے۔

(۴۱۱۱) نیز آنجنابؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی کے پاس گھر رہن کردیا وہ جل گیا یا منہدم ہوگیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر اس کی رقم مکان کی زمین سے وصول ہوگی۔

(۴۱۱۲) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص کے متعلق جس نے اپنا غلام ایک آدمی کے پاس رہن رکھ دیا اور اس کو جذام ہو گیا یا اس نے اپنی کوئی ادنیٰ چیز اس کے پاس رھن رکھدی اور اس نے نہ پھیلایا، نہ دیکھ بھال کی، نہ اس کو جھاڑا اور اسے کیڑے کھا گئے تو کیا اس کی رقم میں سے اتنا گھٹ جائیگا جتنا کیڑوں نے کھایا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۱۱۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے کسی آدمی کے پاس کوئی چیز رھن رکھی تھی وہ تلف یا گم ہوگئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنے مال کے لئے اس پر دعویٰ کرے گا۔

(۴۱۱۴) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا کہ ایک شخص مر گیا اور اس پر لوگوں کا قرض ہے اور اس نے سوائے رہن کے اور کچھ نہیں چھوڑا جو ایک قرض خواہ کے پاس ہے۔ جس کی قیمت بھی مرتھن کی رقم سے زیادہ نہیں ہے۔ کیا وہ اپنی رقم کے عوض وہ رھن شدہ چیز خود رکھ لے یا تمام قرض خواہ اس میں شریک ہونگے۔ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: تمام قرض خواہ اس رھن شدہ چیز میں برابر کے شریک ہیں ان کے درمیان وہ چیز حسب حصہ تقسیم کردی جائے۔ میں نے آنجناب علیہ السلام کو عریضہ لکھا کہ ایک شخص مر گیا، اس کے بہت سے ورثاء ہیں۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ متوفی پر میری کچھ رقم باقی ہے اور اس کے پاس اس کی کوئی چیز رھن ہے۔ تو آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: اگر متوفی کے اوپر اس کی کچھ رقم اور اس کے خلاف کوئی ثبوت وشاہد نہیں ہے تو اس کے قبضہ میں متوفی کی جو چیز ہے اس سے وہ اپنی رقم لے کر باقی وارثوں کو واپس کردے گا اور چونکہ اس نے خود اقرار کیا کہ متوفی کی کوئی چیز اس کے پاس ہے اس لئے وہ اس سے لے کر اس کے دعویٰ پر یا اس کے خلاف ثبوت وشاہد طلب کیا جائے گا قسم کے بعد اور اگر وہ ثبوت وشاہد نہ پیش کر سکے اور ورثا انکار کریں تو اس کو حق ہے کہ وہ ان ورثاء پر قسم دے اور وہ سب حلف سے کہیں کہ ان کو معلوم نہیں کہ ان کے متوفی پر اس کا کوئی حق ہے۔

(۴۱۱۵) فضالہ نے ابان سے اور انہوں نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی حیوان، کوئی چوپایہ، چاندی یا کوئی اور مال ومتاع رہن ہو اور آگ لگنے یا چوروں سے اس کو گزند پہنچے، اس کا مال تباہ ہو جائے یا اس میں کوئی کمی آجائے مگر مرتھن (رہن لینے والے) کے پاس حادثہ کا کوئی ثبوت وشاہد نہ ہو تو رھن کا فیصلہ کیسے ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مرتھن کا سارا مال چلا جائے کچھ باقی نہ رہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ آنجنابؑ نے (مزید) فرمایا: اگر مرتھن کہے کہ میرے مال کے درمیان سے یہ رھن جاتا رہا اور میرا مال بچ گیا تو اس کو سچ نہیں سمجھا جائیگا۔

(۴۱۱۶) احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی نے داؤد بن حصین سے، انہوں نے ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس دوسرے (شخص) کے دو غلام رہن تھے مگر ان دونوں میں سے ایک مر گیا تو کیا دوسرے میں اس کا حق ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ گھر تھا جو رھن تھا وہ جل گیا تو کیا زمین میں اس کا حق ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: یا سواری کے دو گھوڑے ہیں ایک ان دونوں میں سے مر گیا تو کیا دوسرے میں اس کا حق ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کوئی مال تھا جو عرصہ تک چھوڑ دینے کی وجہ سے تباہ ہو گیا یا کھانے کی کوئی شے تھی جو فاسد گئی یا ایک غلام تھا چیچک نکلنے کی وجہ سے اس کی آنکھیں جاتی رہیں یا کوئی کپڑا تھا جو تہہ کیا ہوا پڑا تھا اس کی دیکھ بھال نہیں کی گئی اس کو پھیلایا نہیں گیا یہاں تک کہ وہ تباہ ہو گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ سب ایک طرح کی چیزیں ہیں اس کا حق اس پر ہے۔

(۴۱۱۷) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کوئی چیز ایک سو درہم پر رہن لی جس کی قیمت تین سو درہم تھی اور اس نے اس کو تباہ وہلاک کردیا کیا وہ اس کے مالک کو دو سو درھم واپس کرے؟ آنجنابؑ

نے فرمایا: ہاں اس لئے کہ اس نے ایسی چیز رھن لی تھی جس میں نفع تھا اور اس نے اس کو ضائع کر دیا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر رھن کا نصف حصہ تباہ ہوا؟ آنجناب نے فرمایا: اس کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ میں نے عرض کیا: پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو زائد واپس کریں گے؟ آنجناب نے فرمایا: ہاں۔

(۳۱۱۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے رھن کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ اگر رھن شدہ چیز مرتہن کی رقم سے زیادہ کی ہے اور وہ ہلاک وضائع ہوگئی تو وہ زائد رھن کرنے والے کو ادا کرے گا اور اگر رہن شدہ چیز مرتہن کی رقم سے کم کی ہے اور وہ ہلاک ہوگئی تو رھن رکھنے والا مرتہن کی رقم میں جتنی کمی ہے اس کو ادا کرے گا اور اگر جتنے پر رھن ہے اس کی قیمت اس کے برابر ہے تو اس پر کچھ واجب الادا نہیں ہے۔

(۳۱۱۹) فضالہ نے ابان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: جب راھن اور مرتہن دونوں آپس میں اختلاف کریں ایک کہے کہ ایک ہزار درہم پر رہن ہے دوسرا کہے کہ ایک سو درہم پر رھن ہے۔ تو ایک ہزار والے سے ثبوت وشاہد طلب کیا جائے گا اگر اس کے پاس کوئی ثبوت وشاہد نہ ہو تو پھر ایک سو والا حلف اُٹھا کر اپنا دعویٰ دہرائے گا اور اگر رہن شدہ مال کی قیمت اس سے کم یا زائد ہے جتنے پر وہ رہن کی گئی ہے اور دونوں آپس میں اختلاف کریں ایک کہے یہ رہن ہے دوسرا کہے کہ یہ ودیعت وامانت ہے تو ودیعت کہنے والے سے ثبوت وشہادت طلب کی جائے گی۔ اگر اس کے پاس کوئی ثبوت وشہادت نہیں ہے تو پھر رہن کہنے والے سے حلف لیا جائے گا۔

(۳۱۲۰) صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کوئی غلام یا کوئی کپڑا یا کوئی زیور یا کوئی اور مال ومتاع رہن کرتا ہے اور مرتہن سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے اس کپڑے کا پہننا حلال ہے، اسے پہنو، اس مال ومتاع سے نفع اُٹھاؤ، اس غلام سے خدمت لو۔ آنجناب نے فرمایا: جب اس نے حلال کر دیا تو اس کے لئے حلال ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ وہ ایسا کرے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص نے کوئی گھر رہن لیا اور اس گھر سے آمدنی ہے تو وہ آمدنی کس کی ہے؟ آنجناب نے فرمایا: گھر کے مالک کی۔ میں نے عرض کیا: اور ایک شخص نے ایک صاف اور مزروعہ زمین رہن لی اور زمین والے نے کہا کہ اس میں تم کھیتی باڑی کرو۔ آنجناب نے فرمایا: حلال ہے، گھر کی طرح نہیں وہ اپنی رقم سے اس میں زراعت کر رہا ہے، وہ حلال ہے جیسا کہ مالک نے اس کو حلال کیا ہے۔ وہ اپنی رقم سے زراعت کرتا ہے اور اسے آباد کرتا ہے۔

(۳۱۲۱) صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن رباح القلاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ہے جس کا بھائی مرگیا اور اس نے ایک صندوق چھوڑا جس میں بہت سے رہن شدہ مال ہیں جن میں بعض پر مالک کا نام ہے اور یہ کہ کتنے پر رہن ہے اور بعض ایسے ہیں کہ جن کا پتہ نہیں چلتا کہ کس کے ہیں اور کتنے پر رہن ہیں تو جس کا مالک معلوم نہیں ہے اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ آنجناب نے فرمایا: وہ ایسا ہے جیسے اس کا ہو۔

(۳۱۲۲) ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ نے موسیٰ بن عمران نخعی سے، انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید نوفلی سے، انہوں نے علی بن سالم سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اس حدیث کے متعلق جو روایت کی گئی ہے کہ جو شخص اپنے برادر مومن کے ساتھ (لین دین میں) اس سے زیادہ رہن پر بھروسہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ آنجناب نے فرمایا: یہ اس وقت کے لئے ہے جب حق ظاہر ہوگا اور ہم اہلبیت میں سے قائم قیام کرے گا۔ میں نے عرض کیا: اور وہ حدیث جو روایت کی گئی ہے کہ کسی مومن سے مومن کا نفع لینا ربا اور سود ہے۔ آنجناب نے فرمایا: یہ بھی اس وقت کے لئے جب حق ظاہر ہوگا اور ہم اہلبیت کا قائم قیام کرے گا۔ لیکن آج کل تو کوئی حرج نہیں اگر ایک مومن دوسرے مومن کو کچھ فروخت کرے اور اس پر نفع لے۔

(۴۶۲۳) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو کسی کے پاس رہن رکھا کیا اب اس سے مجامعت کرنا اُس کے لئے حلال ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے یہاں رہن رکھا وہ اس کے اور اس کی کنیز کے درمیان حائل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر تخلیہ میں اس کو ایسا موقع مل جائے رہن لینے والے اس کو نہ جان سکیں تو آپؑ کی نظر میں کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں میری نظر میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[1]

باب: شکار کیے ہوئے اور ذبح کیے ہوئے جانور

اللہ تعالیٰ کا اس سلسلے میں ارشاد ہے: **یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبات و ماعلمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللّٰہ فکلوا مما امسکن علیکم و اذکروا اسم اللّٰہ علیہ** (سورۂ مائدہ آیت ۴) (اے رسول تم سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیز ان کے لئے حلال کی گئی تم ان سے کہہ دو کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سدھار کھے ہیں اور جو طریقے خدا نے تم کو بتائے ہیں اس میں سے کچھ تم نے ان جانوروں کو سکھایا تو یہ شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑے رکھیں اس کو بے تکلف کھاؤ اور جانور کو چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو۔)

(۴۶۲۴) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے شکاری کتے کے متعلق ارشاد فرمایا: جب اس کا مالک اللہ کا نام لے کر اس کو شکار کے لئے چھوڑے تو اس کو کھاؤ جس کو وہ گرفت میں لے اگر چہ وہ اس کو قتل کر دے اور اگر چہ وہ اس کو کھائے تو اس کے کھانے سے جو باقی بچے اسے تم کھاؤ۔ اور اگر وہ کتا غیر تعلیم یافتہ ہے تو جس وقت تم اس کو روانہ کرو اسی وقت اس کو سکھا دو اور وہ جو شکار پکڑے اس کو کھاؤ اس لئے کہ وہ تعلیم یافتہ ہے اور ماسوا کتے کے جو شکار تیندوا اور شکرا یعنی شکاری پرندہ کرتا ہے اس کو جب تک تم پہنچ کر ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مکلبین (تعلیم یافتہ کتے) کہا ہے لہٰذا کتوں کے سوا کسی کا شکار ایسا نہیں جس کو کھایا جائے جب تک کہ اس تک پہنچ کر اس کو ذبح نہ کر لیا جائے۔

(۴۶۲۵) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہر وہ شکار جس کو اس کتے نے کچھ کھا لیا ہو تو تم کھاؤ خواہ اس نے اس میں سے دو تہائی کیوں نہ کھا لیا ہو۔ تم کھا لو خواہ کتے نے اس میں سے فقط ایک ٹکڑا کیوں نہ چھوڑا ہو۔

(۴۶۲۶) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مجوسی کا کتا ایک مسلمان لیتا ہے اور جس وقت اس کو چھوڑتا ہے تو بسم اللہ کہتا ہے کیا وہ اس شکار کو کھائے جس کو اس نے پکڑا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اس لئے کہ وہ مکلب ہے اور اس پر بسم اللہ کہہ لیا گیا ہے۔

(۴۶۲۷) نضر بن سوید نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کتا شکاری کے ہاتھ سے زبردستی خود کو چھڑا کر بھاگا شکاری نے اس کو شکار پر نہیں بھیجا تھا مگر آگے بڑھ کر اس نے شکار پکڑ لیا اور جب تک شکاری پہنچے اس نے شکار کو قتل بھی کر دیا۔ کیا اس کا گوشت کھایا جائے گا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔ جب وہ شکار کرے اور بسم اللہ کہہ لیا گیا ہو تو کھایا جائے۔ لیکن جب وہ شکار کرے اور بسم اللہ نہ کہا گیا ہو تو نہ کھایا جائے۔ وہ بھی **مما علمتم من الجوارح مکلبین** کے ذیل میں آتا ہے۔

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۲۳۷ پر اسے صحیح حدیث میں روایت کیا ہے اور اسی طرح حلبی نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں ابو عبداللہ علیہ السلام سے، اور ظاہراً بغیر رہن رکھوانے والے کی اجازت کے راہن کے رہن کے تصرف کرنے کے جائز نہ ہونے میں اصحاب کے درمیان اختلاف نہیں ہے، بلکہ بعض اجازت کے باوجود بھی جائز نہ ہونے کے قائل ہیں۔ البتہ معتبر اخبار ظاہراً چھپا کر وطی کے جواز میں ہیں اگر چہ تقیہ کی بنا پر منع کرنے والی احادیث پر اجماع ہو۔ اور 'دروس' میں کہا گیا ہے: حلبی کی روایت میں چھپا کر وطی کرنا جائز ہے اور یہ متروک ہے۔ اور 'مبسوط' میں اس پر اجماع ہے۔ (المراۃ العقول)

(۴۱۲۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے کتے کو شکار پر چھوڑ دے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے تو وہ بھی بمنزلہ اس کے ہے جو ذبح کرے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے اور اس طرح جب کوئی شکار پر تیر چلائے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنا بھول جائے۔

(۴۱۲۹) اور دوسری حدیث میں اس کا حکم یہ ہے کہ کھانے لگے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لے۔

(۴۱۳۰) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیر سے مارے ہوئے شکار کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جب اس کا شکاری دوسرے دن اس کو پائے تو اس میں سے کھائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس شکاری کو معلوم ہو کہ یہی وہ شکار ہے کہ جس کو اس نے تیر سے مارا ہے تو کھائے گا وہ بھی اس وقت جب اس نے تیر چلاتے وقت بسم اللہ کہہ دیا ہو۔

(۴۱۳۱) ابان نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب شکار جال یا پھندے سے پکڑا جائے اور وہ پھندا اس کے کسی حصہ کو کاٹ دے تو وہ حصہ مردار ہے اور اس کے جسم کا جتنا حصہ زندہ ملے اس کو ذبح کرو اور کھالو۔

(۴۱۳۲) ابان بن عثمان نے عیسیٰ قمی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے شکار پر تیر چلایا مگر مجھے یاد نہیں کہ میں نے بسم اللہ کہا تھا یا نہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو کھاؤ کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: میں نے تیر چلایا تو شکار غائب ہو گیا پھر میں نے اپنے تیر کو شکار کے جسم میں پیوست پایا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جس کو کسی درندے نے نہ کھایا ہو اسے کھاؤ اور جسے کسی درندے نے کھایا ہو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۳۳) اور آنجناب علیہ السلام سے محمد بن علی حلبی نے ایسے شکار کے متعلق پوچھا جسے کسی نے تلوار سے مار کر شکار کیا ہو یا اپنے نیزے سے مار کر شکار کیا ہو یا اپنے تیر سے اور اس کو قتل کر دیا ہو اور جب ایسا کیا ہو تو بسم اللہ کہہ لیا ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اسے کھالو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۳۴) ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شکار کو ایک شخص نے تیر مارا مگر اس کا پیکان یعنی لوہے کی نوک اس کو نہیں لگی بلکہ تیر کا درمیانی حصہ اس کو لگا اور وہ قتل ہو گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جو تیر اس کو لگا ہے اگر وہ اسی سے قتل ہوا ہے اور اس کو لگتے دیکھا گیا ہے تو وہ اس کو کھائے۔

(۴۱۳۵) اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ وہ شکار جو معراض (ایک قسم کا تیر جس کے دونوں سرے پتلے اور درمیان میں موٹا ہوتا ہے) سے قتل ہوا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جب کہ وہ اسی کے لئے بنایا گیا ہے۔

(۴۱۳۶) اور حماد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اس شکار کے متعلق جو معراض سے کچھڑ گیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کے پاس سوائے معراض کے اور کوئی تیر نہ تھا اور اللہ کا نام اس پر لے لیا تھا تو جسے شکار کیا ہے اسے کھائے اور اگر اس کے پاس معراض کے علاوہ کوئی اور تیر بھی تھا تو نہیں۔

(۴۱۳۷) اور امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے: اگر اس کا یہی اسلحہ ہے جس کو وہ پھینکتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۳۸) اور دوسری حدیث میں ہے: اگر وہی اس کا تیر ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔[۱]

(۴۱۳۹) نیز روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ تیر شکار کے بدن کو پھاڑ دے تو کھائے اور نہ پھاڑے تو نہ کھائے۔[۲]

۱۔ شاید یہی خبر 'کافی' میں زرارہ اور اسماعیل جعفی سے مروی ہے اور اس میں ہے 'کوئی حرج نہیں اگر وہ تمہارا تیر ہو یا اسی کے لئے بنایا گیا ہو۔

۲۔ کلینی نے ج ۶ ص ۲۱۲ پر صحیح حدیث میں ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس طرح روایت کیا ہے کہ فرمایا: جب اس نے معراض پھینکا اور اس نے (شکار کو) پھاڑ دیا تو کھاؤ اور اگر نہیں

پھاڑااور شبہ ہو تو مت کھاؤ۔

(۴۴۴۰) اور حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کے پاس تیر ہے مگر اس میں لوہا نہیں ہے وہ ایک پوری کی پوری تراشیدہ شاخ ہے۔ اس نے اس کو پھینکا تو وہ طائر کے درمیانی حصہ پر پڑا اور وہ قتل ہوگیا۔ تو خواہ اس سے خون نہ بھی نکلے اور اس کو تیر سمجھا جاتا ہو تو اگر اس پر بسم اللہ کہہ دیا گیا تھا تو کھایا جاسکتا ہے۔

(۴۴۴۱) حماد بن عثمان نے حلبی سے اور حماد بن عیسیٰ نے حریز سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ پتھر یا بندوق سے مارا ہوا شکار کھایا جاسکتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۴۴۲) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شکار کے متعلق فرمایا[۱] جس میں تیر پیوست ہے اور مرا ہوا ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کو کس نے مارا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم لوگ اس کو نہ کھاؤ۔

نیز فرمایا[۲]: جو شخص کسی اسلحہ سے۔ بسم اللہ کہہ کر کسی شکار کو زخمی کردے اور وہ شکار ایک رات یا دو رات کہیں پڑا رہ جائے اور کسی درندے نے اس کو نہ کھایا ہو اور علم ہو کہ اسی کے اسلحہ سے یہ شکار قتل ہوا ہے تو اگر چاہے تو اسے کھائے۔

(۴۴۴۳) اور آنجنابؑ نے پہاڑی بکرے کے متعلق فرمایا: اگر کوئی شخص پہاڑی بکرے کا شکار کرے اور لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں اور شکار کرنے والا انہیں منع کرتا رہے تو کیا اس کے لئے نہی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے متعلق کوئی نہی نہیں اور نہ اس میں کوئی حرج ہے۔

(۴۴۴۴) ابان نے محمد حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی شکار پر تیر چلایا اور اس کو پچھاڑ دیا اتنے میں کچھ لوگ دوڑے اور جلدی سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اسے کھاؤ[۳]۔

(۴۴۴۵) مفضل بن صالح نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرمارہے تھے کہ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام دور بنی امیہ میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ باز اور شکرا جس شکار کو قتل کردے اس کا کھانا حلال ہے آنجنابؑ ان لوگوں سے ڈرتے اور تقیہ کرتے تھے مگر میں ان لوگوں سے نہ ڈرتا ہوں اور نہ تقیہ کرتا ہوں باز اور شکرا جس شکار کو مار ڈالے اور قتل کردے وہ حرام ہے۔

(۴۴۴۶) ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم کسی باز یا شکرے یا عقاب کو کسی چڑیا پر شکار کے لئے چھوڑو اور وہ پہنچ کر اس کو زخمی کردے تو جب تک تم اس چڑیا کو ذبح نہ کرلو نہ کھاؤ۔

---

[۱] کلینی نے ج ۶ ص ۲۱۱ پر صحیح حدیث میں اسے امام باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

[۲] یعنی امام باقر علیہ السلام ہی کا یہ ارشاد ہے 'کافی' ج ۶ ص ۲۱۰ پر اور یہ پچھلی خبر کا تتمہ ہے۔

[۳] کلینی نے ج ۶ ص ۲۱۱ پر روایت کی ہے۔ 'اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا' کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذبح سے پہلے اور مشہور ہے کہ جب سب نے مل کر اسے کاٹا تو یہ ذبح کے حکم میں ہے یا تیر چلانے والے نے اسی طرح اسے کاٹا۔ اور اگر تیر چلانے والے نے اس طرح اسے نہیں کاٹا کہ وہ ذبح کے حکم میں مانا جائے بلکہ اسے زندہ پایا اور اسی جگہ اسے ذبح نہیں کیا بلکہ ذبح سے پہلے اسے لوٹا اور تقسیم کرلیا تو ان کے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے ذبح پر قدرت رکھتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

(۴۱۴۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم نے اپنے کتے کو کسی شکار پر چھوڑا اور اس نے اس کو پکڑ لیا اور تمہارے پاس کوئی اور لوہے کی چھری وغیرہ نہیں ہے کہ اس سے ذبح کرو تو کتے ہی کو چھوڑ دو کہ اس کو قتل کر ڈالے پھر تم اس میں سے کھاؤ۔ ۱

اور اگر تم اپنے کتے کو کسی شکار پر چھوڑ دو اور دوسرا کتا اس میں شریک ہو جائے تو جب تک پہنچ کر اس کو ذبح نہ کر لو نہ کھاؤ۔ ۲

اور اگر کوئی شکار پہاڑ پر ہے اور تم نے اس کو تیر مارا اور وہ وہاں سے گرا اور مر گیا تو اسے نہ کھاؤ۔ اور اگر تم نے تیر مارا اور تمہارا تیر اس کو لگا اور وہ پانی میں گر پڑا اور مر گیا تو اگر اس کا سر پانی سے باہر ہے تو اس کو کھاؤ اور اس کا سر پانی کے اندر ہے تو اسے نہ کھاؤ۔ ۳

اور اگر کوئی طائر اپنی پرواز کا مالک ہے (پر بندھے نہیں ہیں) تو جو اس کو پکڑے وہ اس کا ہے ورنہ وہ لوگوں کو دکھائے جس کا ہے اس کو دیدے۔ ۴

(۴۱۴۸) اور امیر المومنین علیہ السلام نے شہروں میں کبوتر کے شکار کو منع فرمایا ہے اور پہاڑوں پر یا کنوؤں یا جھاڑیوں میں چڑیوں کے بچوں کو ان کے گھونسلوں سے پکڑنا جائز نہیں ہے جب تک وہ چلنے پھرنے نہ لگیں۔

(۴۱۴۹) ابن ابی عمیر نے علی بن رئاب سے، انہوں نے زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتائیں کہ چڑیوں میں سے کونسی چڑیا کھائی جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہر وہ چڑیا جو پروں کو پھڑ پھڑا کر اڑے لیکن وہ نہ کھاؤ جو پروں کو پھیلائے ہوئے اُڑے۔ میں نے عرض کیا: اور انڈے جو جھاڑیوں میں ملتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف برابر ہوں نہ کھاؤ (ہاں) وہ کھاؤ جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں۔ میں نے عرض کیا: اور آبی پرندے؟ آنجناب نے فرمایا: اس میں وہ پرندہ کھاؤ جس کے سنگدانہ ہوتا ہے۔ اور جس کے سنگدانہ نہیں ہوا سے نہ کھاؤ۔

---

۱ یہ روایت ابو بصیر سے نہیں ہے بلکہ مرسل ہے اور کلینی نے 'کافی' میں ج ۶ ص ۲۰۴ پر صحیح حدیث میں جمیل بن دراج سے اس طرح روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو کتے کو شکار پر بھیجتا ہے اور وہ اسے پکڑ لیتا ہے لیکن اس کے پاس چھری نہیں ہے کہ جس سے ذبح کرے تو کیا وہ اسے چھوڑ دے کہ اسے قتل کر دے اور اس میں سے کھائے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

۲ کلینی نے ج ۶ ص ۲۰۳ پر صحیح حدیث میں عبیدہ حذا سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے امام جعفرؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑتا ہے اور چھوڑتے وقت خدا کا نام لیتا ہے۔ فرمایا: جس کو وہ پکڑے ہوئے اس میں سے کھائے جب اس کے مرنے سے پہلے اس تک پہنچ کر اسے ذبح کر دے۔ اور اگر اسے ایک غیر تربیت یافتہ کتے کے ساتھ پائے تو نہ کھائے ۔۔۔ الحدیث۔ اور شیخ نے بھی اسے 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۴۵ پر نقل کیا ہے۔

۳ شیخ نے صحیح حدیث میں حلبی سے اور انہوں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے شکار کو تیر مارا اور وہ پہاڑ یا دیوار پر تھا تو تیر نے اس کو پھاڑ دیا اور وہ مر گیا۔ فرمایا: اس میں سے کھاؤ اور اگر وہ تمہارا تیر کھا کے پانی میں گر مر گیا ہے تو اس میں سے نہ کھاؤ۔ اور 'مقنعہ' میں ہے: اگر شکار پانی میں گر جائے اور مر جائے یا پہاڑ سے گر کر ٹوٹ پھوٹ کر مر جائے تو مت کھاؤ۔

۴ کلینی نے ج ۶ ص ۲۲۲ پر مرسل سند سے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: جب پرندہ اپنی پرواز کا مالک ہو تو اس کے لئے ہے جو اسے پکڑ لے۔ اور صحیح حدیث میں بزنطی نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک پرندہ شکار کیا جو کثیر درہم کے مساوی ہے اور اس کے پر بھی صحیح ہیں اور اسکے مالک کو جانتا ہے یا وہ اس تک آتا ہے اور اسے اتہام لگائے بغیر (اپنا پرندہ) طلب کرتا ہے۔ فرمایا: اس کے لئے اس (پرندہ) سے فائدہ اٹھانا حلال نہیں ہے اسے چاہئے کہ اسے واپس کر دے۔ تو میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: اگر ایسے کو پکڑا جس کے پر آزاد نہیں تھے اور اس کے مالک کا بھی علم نہ تھا؟ فرمایا: وہ اس کے لئے ہے۔

اورایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی پرندہ ایسا ہو کہ جو صف ودف (پر پھیلا کر اڑنا اور پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) دونوں کرتا ہو تو اگر اس کا دف (پر پھڑ پھڑا کر اُڑنا) اس کے صف (پر پھیلا کر اُڑنا) سے زیادہ ہو تو اسے کھاؤ اور اگر اس کا صف (پر پھیلا کر اُڑنا) اس کے دف (پر پھڑ پھڑا کر اڑنا) سے زیادہ ہو تو نہ کھاؤ اور آبی پرندہ وہ کھاؤ جس کے سنگدانہ یا جس کے پاؤں کے اندرونی طرف خار ہو (جیسے انگوٹھا) اور وہ نہ کھاؤ جس کے سنگدانہ یا خار نہیں ہوتا۔

(۴۱۵۰) رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: درندوں میں جن کے دانت نکیلے ہوں اور پرندوں میں جن کے پنجے ہوں وہ حرام ہیں۔ [1]

(۴۱۵۱) صفوان بن یحییٰ نے محمد بن حارث سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے آبی پرندوں کے متعلق دریافت کیا جو مچھلیاں کھاتے ہیں کیا وہ حلال ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کھاؤ۔

(۴۱۵۲) اور کردین مسمعی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حباری پرندے جس کو فارسی میں ھوبرہ کہتے ہیں کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ میرے پاس ہو تو میں اسے اتنا کھاؤں کہ پیٹ بھر جائے۔

(۴۱۵۳) اور زکریا بن آدم نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے مرغابی کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ گوہ غلیظ کے ماسوا کوئی اور چیز چگتی ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۵۴) اور عبداللہ ابن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آبی پرندوں کے انڈوں کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: جو مرغی کے انڈوں کی ساخت کے مانند ہوں انہیں کھاؤ۔

(۴۱۵۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ مچھلی جس کے فلس یعنی چھلکا ہو اسے کھاؤ اور جس کے چھلکا نہ ہو اسے نہ کھاؤ۔ [2]

(۴۱۵۶) حماد نے ابی ایوب سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مچھلی شکار کی اس کو دھاگے میں باندھا اور پانی میں چھوڑ دیا وہ پانی میں مرگئی کیا اسے کھایا جائے؟ فرمایا: نہیں۔

(۴۱۵۷) عبدالرحمٰن بن سیابہ نے آنجنابؑ سے مچھلی کے متعلق دریافت کیا کہ مچھلی کا شکار کیا جائے پھر اس کو کسی چیز میں رکھ کر دوبارہ پانی میں ڈالا جائے اور وہ اس میں مرجائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اسے نہ کھایا جائے اس لئے کہ وہ اس میں مری ہے جس میں اس کی حیات تھی۔

(۴۱۵۸) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک مچھلی پانی سے بلند ہوئی اور اچھل کر خشکی پر آگری پھر مرگئی میں اس کو کھاؤں۔ فرمایا: ہاں۔

(۴۱۵۹) قاسم بن برید نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے پانی میں جال ڈالا پھر اپنے گھر واپس آگیا اور جال کو اسی طرح پڑا رہنے دیا پھر کچھ دیر بعد آیا تو اس میں مچھلیاں تھیں جو قریب قریب مردہ ہو رہی تھی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ تو اس کے ہاتھوں ہوئی ہیں لہٰذا جو اس میں ہیں ان کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۱۶۰) اور ابوالصباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان مچھلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ جنہیں مجوسیوں نے شکار کیا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں شکار کی ہوئی مچھلیاں لی جاسکتی ہیں۔ (اس میں مسلمان ہونے کی قید نہیں)۔

(۴۱۶۱) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: مجوسیوں سے سرکہ کی چٹنی لینے میں کوئی حرج نہیں اور کوئی حرج نہیں ان کی شکار کی ہوئی مچھلیاں لینے میں۔

---

[1] کلینی نے 'کافی' ج ۶ ص ۲۴۵ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حلبی سے، انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور آنجنابؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

[2] کلینی نے ج ۶ ص ۲۱۹ پر امام باقر علیہ السلام سے صحیح حدیث کے ذیل میں اسے روایت کیا ہے۔

(۴۶۶۲) راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سرکنڈوں کی باڑ کے متعلق دریافت کیا جو پانی میں مچھلیوں کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں مچھلیاں داخل ہوتی ہیں اور اس میں سے بعض مر جاتی ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ ۱

(۴۶۶۳) اور حلبی نے آنجنابؑ سے مچھلیوں کے شکار کے متعلق دریافت کیا کہ اگر "بسم اللہ واللہ اکبر" نہ کہا گیا ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

(۴۶۶۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بام مچھلی۔ مار ماہی۔ زمیر مچھلی اور طافی وہ مچھلی ہے جو پانی میں مرنے کے بعد سطح پر چکر کھاتی رہتی ہے مت کھاؤ۔ ۲

اور اگر تم کوئی مچھلی پاؤ اور یہ معلوم نہ ہو کہ مذکی ہے یا غیر مذکی (پانی کے باہر مری ہے یا پانی کے اندر اور اس کا مذکی ہونا یہ ہے کہ وہ پانی سے زندہ نکالی جائے۔ تو حقیقت معلوم کرنے کے لئے) پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی کی سطح پر چت تیرے تو وہ غیر مذکی ہے (پانی میں مری ہے) اور اگر وہ پٹ تیرے تو سمجھ لو کہ مذکی ہے یعنی پانی سے باہر مری ہے۔

اور اسی طرح اگر تم کہیں سے گوشت کا ٹکڑا پاؤ اور معلوم نہ ہو کہ یہ ذبح شدہ جانور کا گوشت ہے یا مردہ جانور کا تو اس میں سے ایک ٹکڑا آگ میں ڈال دو اگر وہ سمٹ جاتا ہے تو ذبح شدہ جانور کا ہے اور اگر ڈھیلا ہو کر پھیل جاتا ہے تو مردہ جانور کا ہے۔ ۳

(۴۶۶۵) اور ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی گئی ہے جو ایک مچھلی پائے اور اسے نہ معلوم ہو کہ یہ کھانے والی ہے یا نہیں تو وہ اس کی دم کی جڑ کو شق کرے اگر سبزی مائل ہے تو کھانے والی چیز نہیں ہے اور اگر سرخی مائل ہے تو وہ کھانے کی ہے۔

اور اگر سانپ مچھلی کو نگل لے پھر اسے اگل دے اور وہ زندہ ہو اور تڑپ رہی ہو تو اگر اس کے چھلکے اتر گئے ہوں تو مت کھاؤ اور اگر نہ اترے ہوں تو کھالو۔ ۴

---

۱ شیخ نے 'استبصار' ج ۴ ص ۶۲ پر اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب فرق نہ کر سکے کہ کونسی پانی میں مری ہے اور کونسی اس میں نہیں مری چنانچہ اس سے جواز نکالا ہے کہ سب کھائی جا سکتی ہیں البتہ اگر فرق کیا جا سکتا ہے تو (ان کا کھانا) ہرگز جائز نہیں ہے۔ اور اس پر عبدالرحمٰن (یا شاید ابن سیابہ) کی صحیح حدیث میں استدلال ہے کہ کہا: میں نے ایک شخص کو حکم دیا کہ امام جعفر علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرے جو مچھلیوں کا شکار کرتا ہے اس حالت میں کہ وہ زندہ تھیں پھر نہیں نکالتا ہے جب ان میں سے کچھ مر چکی ہوتی ہیں۔ فرمایا: جو مر گئیں ان کو مت کھاؤ اس لئے کہ وہ اس (پانی) میں مری ہیں جس میں ان کی حیات ہے۔

۲ شیخ نے 'تہذیب' ج ۹ ص ۳۴۰ پر حسن حدیث میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: بام مچھلی، مار ماہی، اور طافی کتاب علی علیہ السلام میں حرام بتائی گئی ہیں اور کلینی نے ج ۶ ص ۲۲۰ پر موثق حدیث میں آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: مت کھاؤ بام مچھلی، مار ماہی، طافی اور نہ ہی طحال (تلی) کیونکہ وہ خون کا گھر ہے اور شیطان کا مضغہ (گوشت کا لوتھڑا)۔

۳ جیسا کہ کلینی نے 'کافی' ج ۶ ص ۲۶۱ پر اس سند سے جو موثق نہیں ہے شعیب سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے اس شخص کے بارے میں جو ایک قریہ میں پہنچتا ہے اور وہاں گوشت پاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ ذبح شدہ جانور کا ہے یا مردار کا ہے۔ فرمایا: اسے آگ پر ڈالے اگر سکڑ جائے تو ذبح شدہ کا ہے اسے کھالے اور اگر پھیل جائے تو مردار کا ہے نہ کھائے۔

۴ کلینی نے ج ۶ ص ۲۱۸ پر مجہول سند سے ایوب بن اعین سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے آنجنابؑ سے عرض کی: میں آپؑ پر فدا، آپؑ کیا فرماتے ہیں اس بارے میں کہ سانپ نے مچھلی کو نگلا پھر اسے اگل دیا اور مچھلی تڑپ رہی ہے، کیا اسے کھایا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے چھلکے اتر گئے ہوں تو نہ کھاؤ اور اگر نہ اترے ہوں تو کھالو۔

اور شیخ نے 'نہایہ' میں اسکے حلال ہونے کے بارے میں کہا ہے کہ اس کے چھلکے مطلق نہ اترے ہوں۔ اور اس روایت میں اس کا زندہ تڑپتے ہوئے پایا جانا معتبر نہیں ہے اور یہی چیز ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو جوان کے مذہب پر دلالت نہیں کرتی، اور محقق اور ابن ادریس اور تمام متاخرین نے اس کے زندہ پانے کو مشروط کیا ہے کہ یہی مچھلی کے ذبح (وحلال) ہونے کا طریقہ ہے۔ میں کہتا ہوں: شاید اس کے کھانے سے منع جب اس کے چھلکے اتر گئے ہوں، زہر سے محفوظ رہنے کے لئے ہو یا سانپ کے معدہ کی تاثیر اور اس کا مچھلی کے گوشت سے مخلوط ہو جانے کی بنا پر ہو، نہ کہ حلال وحرام، ذبح یا غیر ذبح کے حوالے سے۔ پس اس جہت سے اس سے تمسک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ واللہ اعلم (علی اکبر غفاری)

باب:- جانوروں کو کس چیز سے ذبح کرنا چاہیے

(۴۷۶۶) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے پتھر کے تیز دھار آلے (مروت) بانس اور لکڑی کے متعلق دریافت کیا کہ جب انسان کو چھری نہیں ملتی تو ان سے ذبح کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر گردن کی رگیں کٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۷۶۷) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر لوہے کی چھری میسر نہ ہو اور تیز دھار کے آلے سے ذبح کیا گیا ہو تو اس کے کھانے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔

(۴۷۶۸) فضل اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک مرتبہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری ایک گائے ہم لوگوں پر غالب آگئی تھی اور ہم لوگوں کو مشکل میں ڈال دیا تھا تو ہم لوگوں نے اس کو تلوار سے مارا تو آنحضرتؐ نے ان کو اس کے کھانے کا حکم دیا۔

(۴۷۶۹) صفوان بن یحییٰ نے عیص بن قاسم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک سانڈ شہر کوفہ میں گھس آیا تو لوگ اپنی تلواریں لے کر دوڑے پھر اسے مارا اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنجنابؑ سے دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: فوراً ذبح کرلو اس کا گوشت حلال ہے۔

(۴۷۷۰) ابان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک اونٹ کے متعلق دریافت کیا جو ایک کنویں میں گر گیا تو اس کو دم کی طرف سے ذبح کیا گیا آنجنابؑ نے فرمایا: اگر بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۷۷۱) عمر بن اذینہ نے فضیل [1] سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ذبح کیا تو اس کی چھری آگے بڑھ گئی اور سر ہی کٹ گیا آنجنابؑ نے فرمایا: وہ ذبح شدہ ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۷۷۲) حریز کی روایت میں جو محمد بن مسلم سے ہے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: (ذبح میں) خون نکلے تو کھاؤ۔ [2]

(۴۷۷۳) اور سماعہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ جب خون بہہ جائے تو (کھانے میں) کوئی حرج نہیں۔

(۴۷۷۴) اور ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بکری ہے جو ذبح کی جارہی ہے مگر کوئی حرکت نہیں کرتی اس میں گہرا سرخ رنگ کا خون نکل رہا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اسے نہ کھاؤ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ پاؤں رگڑے یا آنکھوں کو گردش دے تب کھاؤ۔ [3]

---

[1] مصنف کا سلسلہ عمر بن اذینہ تک صحیح ہے اور وہ ثقہ ہے اور فضیل سے مراد فضیل بن یسار ہے۔ جو ثقہ ہے۔'کافی' میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسی حدیث کی صراحت کی گئی ہے۔

[2] یہ روایت 'کافی' ج ۶ ص ۲۳۰ پر اس طرح تمام ہوئی ہے: (روایت کی گئی ہے) علی سے، ان سے بیان کیا ان کے والد نے، ان سے بیان کیا حماد نے، ان سے بیان کیا حریز نے، ان سے محمد بن مسلم نے اس طرح کہا: میں نے امام باقرؑ سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان اللہ کا نام لے کر بکری ذبح کرتا ہے لیکن اس کی چھری حد سے آگے بڑھ جاتی ہے اور سر جدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا: اگر خون نکلے تو کھاؤ۔

[3] شیخ نے 'تہذیب' کی صحیح حدیث میں روایت کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اگر ذبح کے بعد (جانور) حرکت نہ کرے تو (اس کا کھانا) حرام ہے اگرچہ کثیر مقدار میں خون خارج ہو۔

(۴۱۷۵) حمّاد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک پرندہ ذبح کیا اور اس کا سر کٹ گیا کیا اس کا گوشت کھایا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں مگر عمداً سر نہ کاٹے۔

(۴۱۷۶) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: تم لوگ درندوں کا مارا ہوا شکار ہرگز نہ کھاؤ اور نہ لاٹھی سے اور نہ پتھر سے مارا ہوا اور نہ گلا گھونٹ کر مارا ہوا اور نہ بلندی سے گرا ہوا اور نہ کنویں وغیرہ میں گر کر مرا ہوا اور نہ اس جانور کا گوشت جسے کسی دوسرے جانور نے سینگ مار کر گرا دیا ہو سوائے اس وقت کہ جب تم اس وقت پہنچ جاؤ جب وہ زندہ ہو اور تم خود اس کو ذبح کرو۔

(۴۱۷۷) ابان نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسی ذبیحہ کے متعلق فرمایا جو ذبح کی جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہے تو آپؑ نے فرمایا: اگر بچہ تام الخلقت ہے تو اس کو کھاؤ اس لئے کہ اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے اور بچہ تام الخلقت نہیں ہے تو اسے نہ کھاؤ۔

(۴۱۷۸) عمر بن اذینہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اس قول خدا کے متعلق دریافت کیا: **احلت لکم بھیمة الانعام** (سورۂ مائدہ آیت نمبر ۱) (حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے مویشی) آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے مراد جانوروں کے پیٹ کا بچہ ہے جب اس کے بال نکل آئے ہوں تو اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے۔

(۴۱۷۹) کاہلی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے دنبہ کی چکتی کاٹنے کے متعلق سوال کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مال کی اصلاح اور درستی کے لئے ہے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر آنجنابؑ نے فرمایا کہ کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ جو چیز اس سے کاٹ کر جدا کی جائے وہ مردار ہے اس سے نفع حاصل نہیں کیا جائے گا۔

(۴۱۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو جانور نحر کرنے کا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو حرام ہو جائے گا اور جو جانور ذبح کرنے کا ہے اگر اس کو نحر کر دیا جائے تو حرام ہو جائے گا۔ ۱

(۴۱۸۱) صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے کہ مرزبان نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا ولد الزنا کے ذبیحہ کے متعلق جب کہ ہم لوگ جانتے ہیں کہ یہ واقعی ولد الزنا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اور عورت اور نابالغ بچہ (ذبح کر سکتا ہے) جب کہ مجبوری ہو۔

(۴۱۸۲) اور حلبی نے آنجناب علیہ السلام سے مرجی اور حروری کے ذبح کے متعلق دریافت کیا آ آنجنابؑ نے فرمایا: ان کا کھاؤ اور قرار و استقرار رکھو جب تک کہ جو ہونا ہے وہ ہو جائے۔ ۲

۱ یہ حدیث ج ۲ شمار ۳۰۸۲ میں گزر چکی ہے۔ ۲ 'کافی' ج ۶ ص ۲۳۶ پر یہ حدیث دو سندوں سے بیان کی گئی ہے جس میں پہلی صحیح اور دوسری صحیح کی مانند حسن ہے۔ مغرب (یعنی مراکش) میں ایک فرقہ مرجئہ ہے جو اس بات کا یقین نہیں رکھتے کہ گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے کوئی معافی ہے بلکہ ان کے معاملہ کو آخرت کے لئے موخر کرتے ہیں اور مشہور ہے کہ یہ وہ فرقہ ہے جن کا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کوئی نقصان نہیں پہنچاتی، جس طرح کفر کے ساتھ اطاعت کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اور حروریہ خوارج کا ایک فرقہ ہے جو حروراء سے منسوب ہے، جو کوفہ کے نزدیک ایک گاؤں تھا جہاں یہ لوگ پہلی مرتبہ اکٹھا ہوئے تھے۔ اور قِرّو استقِرّ (تشدید کے ساتھ) دو حکم ہیں قرار اور استقرار کے لئے کہ اضطراب نہیں ہونا چاہئے۔ وہ (دونوں فرقے) ظاہراً اسلام پر ہیں اور مسلم کے حکم میں ہیں اور اسی حکم پر استقرار رہنا چاہئے یہاں تک کہ حق کی حکومت ظاہر ہو جائے یا یہ کہ صبر کیا جائے حتیٰ کہ حق ظاہر ہو جائے اور تب اس کے عدمِ جواز کا اعلان ہوگا۔ اور اگر 'اقرو استقر' بغیر تشدید پڑھا جائے تو وہ مہمانی کا کھانا ہے اور شاید اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے کھانے سے کھاؤ اور ان کے مہمان بننے میں ندامت نہ محسوس کرو، ان کی مہمانداری کرو اور اپنے کھانے میں سے انہیں کھلاؤ۔ علامہ مجلسی فرماتے ہیں: ذبح کرنے والے کے ایمان کی شرائط میں علماء نے اختلاف کیا ہے جب وہ اسلام کی حدود سے آگے نکل گیا ہو چنانچہ اکثر کا رجحان اس کے عدمِ اعتماد کی طرف ہے اور اس (مشکل) کو حل کرنے کے لئے اس کے تحقیق شدہ اسلام کے ساتھ اظہارِ شہادتین پر اکتفا کیا گیا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اسکے اعتقاد میں ناصبی جیسی کوئی چیز نہ نکلے۔ چنانچہ قاضی اس نتیجہ پہ پہنچے کہ غیر اہلِ حق کے ذبیحہ (کے حلال ہونے) سے مانع ہوئے اور ابن ادریس نے یہ قید لگائی کہ وہ (ذبح کرنے والا) مومن اور مستضعف ہو جو نہ ہم میں سے ہو اور نہ ہمارے مخالفین میں سے۔ اور ابو الصلاح نے استثنیٰ کیا ہے ایسے مخالف کا جو نص کا انکار کرتا ہو مگر اس کے ذبیحہ سے منع کیا ہے اور علامہ نے ایسے مخالف کے ذبح کی اجازت دی ہے جو اپنے اعتقاد کے حوالے سے مطلقاً غیر ناصبی ہو۔ البتہ اللہ کا نام (ذبح کے موقع پر) لینا واجب ہے اور پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔

(۴۱۸۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور تمام مخالفین کا ذبیحہ نہ کھاؤ جب تک کہ تم یہ نہ سن لو کہ اس نے ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا ہے [1]۔ اور کتاب علی علیہ السلام میں مرقوم ہے کہ مجوسی، نصرانی اور نصاریٰ عرب قربانی کے جانور ذبح نہ کریں۔ نیز فرمایا: اگر وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ کھاؤ۔ [2]

(۴۱۸۴) اور عبد الملک بن عمرو کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ آپؑ نصاریٰ کے ذبیحوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ لوگ تو اپنے ذبیحوں پر مسیح کا نام لیتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ لوگ مسیح سے اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں۔

(۴۱۸۵) ابوبکر حضرمی نے ورد بن زید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھ سے کوئی حدیث بیان فرمائیں اور اسے بول دیں کہ میں لکھ لوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اے اہل کوفہ تم لوگوں کا حافظہ کہاں گیا؟ میں نے عرض کیا: اس لئے کہ کوئی میری بات کو رد نہ کرے۔ اچھا آپؑ ایک مجوسی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو بسم اللہ کہے اور ذبح کرے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اسے کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: ایک مسلمان کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ذبح کرے اور بسم اللہ نہ کہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اسے نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فکلوا مما ذکر اسم اللّٰه علیه** (سورۂ انعام آیت نمبر ۱۱۹) (تو جس ذبیحہ پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہے اس کو کھاؤ) اور فرماتا ہے: **لاتاکلوا مما لم ذکر اسم اللّٰه علیه** (سورۃ انعام آیت ۱۲۰) (جس ذبیح پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس میں سے مت کھاؤ)۔

(۴۱۸۶) اور حسین احمسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اسم ہے کہ سوائے مسلم کے اور کوئی اس پر ایمان نہیں رکھتا۔

(۴۱۸۷) اور حسین بن مختار نے حسین بن عبید اللہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ہم لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں اور غیر مسلم چرواہوں کو بھیڑ بکریوں کی طرف بھیجتے ہیں تو کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی بکری مرنے والی ہوتی ہے یا اسے کوئی گزند پہنچتا ہے تو وہ لوگ اسے ذبح کر دیتے ہیں تو کیا ہم لوگ اس کو کھائیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں بے شک ذبیحہ تو وہ ہے کہ اس پر مسلمانوں کے علاوہ کوئی ایمان نہیں رکھتا۔

---

[1] شیخ نے تہذیبین میں مسند احمد بن یحییٰ خثعمی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے یہودی اور نصرانی کے ذبیحے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: اس میں سے نہ کھاؤ۔ اور صحیح حدیث میں حمران سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: ان کا ذبیحہ مت کھاؤ جب تک سن لو کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے۔ میں نے کہا: (اور) مجوسی؟ فرمایا: ہاں جب اس کو اللہ کا نام لیتے ہوئے سن لو، کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا ہے: **و لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰه علیه** (سورہ انعام آیت ۱۲۱)
اور صحیح حدیث میں حریز نے امام جعفرؑ سے اور زرارہ نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دونوں حضرات نے اہلِ کتاب کے ذبیحوں کے لئے فرمایا: اگر تم ان کی گواہی دو اور سنو کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے تو ان کے ذبیحوں کو کھاؤ اور اگر تم گواہ نہیں ہو تو نہ کھاؤ، اور اگر تمہارے پاس کوئی مسلمان آئے اور بتائے کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا تھا تو کھاؤ۔ اور حسن حدیث میں حریز سے ہے کہ امام جعفرؑ سے یہود و نصاریٰ و مجوس کے ذبیحوں کے لئے سوال کیا گیا تو فرمایا: جب تم انہیں اللہ کا نام لیتے ہوئے سنو یا تمہارے سامنے وہ گواہی دے جس نے انہیں اللہ کا نام لیتے ہوئے سنا ہے تو کھاؤ اور اگر تم نے ان کو نہیں سنا اور نہ تمہارے سامنے ایسے نے گواہی دی جس نے انہیں دیکھا ہے تو ان کے ذبیحے مت کھاؤ۔ 'تہذیب' ج۲ ص ۳۵۵ اور 'استبصار' ج۴ ص ۸۴ تا ۸۶ سے رجوع کریں۔

[2] شیخ نے 'استبصار' ج۴ ص ۸۲ پر سلمہ ابوحفص سے، انہوں نے ابوعبداللہ سے انہوں نے اپنے والد گرامی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری قربانیوں کو یہود و نصاریٰ ذبح نہ کریں سوائے مسلم کے۔ اور صحیح حدیث میں حلبی سے ہے کہ میں نے امام جعفرؑ سے نصاریٰ عرب کے ذبیحوں کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا انہیں کھایا جائے؟ تو فرمایا: علی علیہ السلام نے انکے ذبیحوں اور شکاروں کے کھانے سے منع کیا ہے۔ پس فرمایا: یہودی اور نصرانی تمہاری قربانیوں کو ذبح نہ کریں۔

(۴۱۸۸) فضیل وزرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ان لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بازاروں میں سے گوشت خریدنے کے متعلق دریافت کیا کہ جب یہ نہیں معلوم کہ قصاب لوگ کیا کرتے ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب مسلمانوں کا بازار ہے تو کھاؤ اور اس کے متعلق کسی سے کچھ نہ پوچھو۔

باب: وہ جانور جو قبلہ رُو ذبح نہ ہو یا ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے

(۴۱۸۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس ذبیحے کے متعلق دریافت کیا جو قبلہ رو ذبح نہ ہو تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر عمداً ایسا نہیں کیا ہے تو کھاؤ کوئی حرج نہیں۔ نیز میں نے آنجنابؑ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے جانور ذبح کیا مگر اس پر اللہ کا نام نہیں لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ نام لینا بھول گیا تو جب یاد آجائے نام لے لے اور یہ کہے: بسم اللہِ عَلٰی اَوَّلِہٖ وَ آخِرِہٖ (اول بھی اللہ کا نام اور آخر بھی اللہ کا نام)۔

(۴۱۹۰) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے جانور ذبح کرتے وقت، سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اللّٰہُ اَکْبَرُ یا لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ سب کے سب اللہ کے اسماء ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۱۹۱) اور حمادؔ کی روایت میں ہے جو انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔ راوی کا بیان ہے آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا جو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا کیا اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھایا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اگر اس پر اتہام نہ کہ ہو کہ وہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا اور اس سے پہلے وہ اچھی طرح ذبح کرتا تھا اور گردن کے پیچھے حرام مغز تک چھری نہیں پہنچاتا تھا اور جب تک ذبیحہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کی گردن کو نہیں توڑتا تھا۔

(۴۱۹۲) محمد حلبی سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہیں کہتا اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ۔

(۴۱۹۳) حمادؔ نے حریز سے، انہوں نے محمد مسلم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عورت کے ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر عورتوں کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو تو اس میں جو سب سے زیادہ علم والی ہو وہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہے۔

نیز میں نے بچے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر بچہ سمجھدار ہو اور پانچ بالشت کا ہو اور چھری چلانے کی طاقت رکھتا ہو۔

(۴۱۹۴) اور عمر بن اذینہ کی روایت میں ہے انہوں نے راویوں کے ایک گروہ سے روایت کی اور ان سب نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے عورت کے ذبیحہ کے بارے میں کہ اگر وہ اچھی طرح سے ذبح کرلے اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے تو اس کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسی طرح کسی بچے کا ذبیحہ اور اسی طرح کسی اندھے کا ذبیحہ جب وہ صحیح قبلہ رُو کرکے ذبح کرے۔

(۴۱۹۵) اور ابن مسکان سے روایت ہے جو انہوں نے سلیمان بن خالد سے کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لڑکے اور عورت کے ذبیحہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کھایا جائے؟ تو آنجنابؑ نے فرمایا: عورت اگر مسلمہ ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح بھی کرے تو اس کا ذبح حلال ہے اور لڑکا اگر ذبح کرنے کی قوت رکھتا ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کرے تو اس کا ذبح بھی حلال ہے اور یہ اس وقت کے لئے ہے جب ذبیحہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو اور ان دونوں (عورت اور لڑکے) کے سوا کوئی دوسرا ذبح کرنے والا نہ مل سکے۔

(۴۱۹۶) اور ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام کے پاس ایک کنیز تھی جب آنجنابؑ گوشت کھانے کا ارادہ کرتے تو وہ آنجنابؑ کے لئے ذبح کرتی تھی۔

بکری کا ایک سال کا یا اس کے اندر کا بچہ جس نے خنزیرہ (سوریا) یا عورت کا دودھ پیا ہو

(۴۱۹۷) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بکری کے اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤ جس نے سوریا کا دودھ پیا ہو۔

(۴۱۹۸) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حضرت امام علی بن محمد (امام علی النقی) علیہما السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ ایک عورت نے بکری کے ایک سال کے اندر کی بچی کو اپنا دودھ پلایا یہاں تک کہ اس کا دودھ چھوٹ گیا۔ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: یہ ایک مکروہ فعل ہے مگر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۴۱۹۹) حسن بن محبوب اور محمد بن اسماعیل نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بکری کے نر بچے نے سوریا (خنزیرہ) کا دودھ پیا یہاں تک کہ وہ پل کر جوان ہو گیا تو ایک شخص نے اپنی بکریوں کے ریوڑ کے لئے اسے سانڈ بنالیا اور اس کی نسل نکلی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم اس کی نسل کی بعینہ جانتے ہو تو اس کے قریب نہ جانا اور اگر تم اس کو بعینہ نہیں پہچانتے تو وہ بمنزلہ پنیر کے ہے اسے کھاؤ اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھو۔ ۱

جانوروں کے گوشت میں حلال حرام

(۴۲۰۰) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گھوڑے، بار برداری کے جانور، خچر اور گدھے کے گوشت کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: حلال ہے مگر لوگ ان کو چھوڑ دیتے ہیں (ذبح نہیں کرتے)۔ ۲

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں پالتو گدھے کے گوشت کے لئے منع فرمایا تاکہ وہ پشت ہی ختم نہ ہو جائے جس پر سواری یا بار برداری کی جاسکے۔ اور یہ نہی کراہت تھی تحریمی نہ تھی۔ ۳

اور حمار وحشی (گورخر) کا گوشت کھانے میں اور بارہ سنگھا کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ۴

اور گدھی کا دودھ پینے میں جس سے شیراز بناتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے۔ ۵

---

۱ دلیل ہے کہ حرام جو حلال سے مشتبہ ہو وہ حلال ہے جب تک اس کے متعلق پورا علم نہ ہو جائے۔------ ۲ ان کا کھانا کراہت کے مارے چھوڑ دیتے ہیں۔ برقی نے 'محاسن' ص ۴۷۳ پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ حلال جانور کی پانچ نشانیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے کھر پھٹے ہوئے ہوتے ہیں جب کہ مذکورہ جانوروں کے کھر پھٹے ہوئے نہیں ہوتے چنانچہ کراہت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ (مترجم عفی عنہ)

۳ کلینی نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن مسلم اور زرارہ سے روایت کی ہے کہ دونوں نے امام باقر علیہ السلام سے پالتو گدھے کا گوشت کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز اس سے منع فرمایا تھا اور بیشک یہ اس وقت کھانے سے منع فرمایا تھا کہ یہ انسانوں کی بار برداری کے کام آتے تھے اور بیشک حرام تو وہی ہے جسے اللہ عزوجل نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔------ ۴ برقی نے 'محاسن' ص ۴۷۶ پر اپنے والد سے اور انہوں نے سعد بن سعد اشعری سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے امام رضا علیہ السلام سے امص کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا: وہ کیا ہوتا ہے؟ میں نے اس کی صفات بیان کیں تو فرمایا: کیا وہ بارہ سنگھا نہیں ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: کیا اس کو کم گوشت، رائی اور مصالحہ کے ساتھ کھایا جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۵ 'محاسن' ص ۴۹۴ میں برقی نے اپنے والد سے روایت کی ہے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے صفوان سے، انہوں نے عیص بن قاسم سے، انہوں نے کہا: میں نے امام جعفرؑ سے گدھی کا دودھ پینے کے متعلق دریافت کی تو فرمایا: اسے پیو۔ اور 'محاسن' ہی میں حسن بن مبارک سے ہے اور انہوں نے ابو مریم انصاری سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے امام باقرؑ سے گدھی کا دودھ پینے سے متعلق سوال کیا تو فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز برقی نے روایت کی ہے خلف بن حماد سے انہوں نے یحییٰ بن عبد اللہ سے کہ کہا: ہم امام جعفر علیہ السلام کے پاس تھے کہ ہم تک مسکرات لائے گئے تو آنجنابؑ نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ گدھی کا شیراز ہمارے بیمار کے لئے ہے تو جو چاہے اسے کھائے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ اور انہوں نے روایت کی ہے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عیص بن قاسم سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے کہ کہا: میں نے آنجنابؑ کے ساتھ ناشتہ کیا تو فرمایا: یہ گدھی کا شیراز ہے، ہم نے اسے اپنے مریض کے لئے لیا ہے تو اگر تم اس میں سے کھانا چاہو تو کھاؤ۔

شاید یہاں شیراز سے مراد وہ دہی ہے، جس سے پانی نکال لیا گیا ہو۔ جیسا کہ قاموس میں بتایا گیا ہے۔

اور مسوخات میں سے کسی شے کا کھانا جائز نہیں ہے ۱؎ اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:
بندر، سور، کتا، ہاتھی، بھیڑیا، چوہا، خرگوش، گوہ، مور، شتر مرغ، جونک، بام مچھلی، کیکڑا، کچھوا، چمگادڑ، بقعاء، لومڑی، ریچھ، یربوع (ایک قسم کا چوہا جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں) ساہی یہ سب مسوخات میں سے ہیں ان کا کھانا جائز نہیں ہے۔ ۲؎

(۴۲۰۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جو لوگ مسخ کیے گئے وہ تین دن سے زیادہ باقی نہیں رہے اور یہ جانور اُن کے ہم شکل ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کو منع کر دیا ہے۔

(۴۲۰۲) اور وشاء نے داؤد رقی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ابی الخطاب ۳؎ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے مجھے بُخت (خراسانی اونٹ) اور پاموز ۴؎ کبوتروں کو کھانے سے منع کیا تو آپؑ نے فرمایا: بُخت یعنی خراسانی اونٹ پر سواری میں اس کا دودھ پینے میں اور اس کا گوشت کھانے میں اور پاموز کبوتروں کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اور گوہ اور غلیظ خور جانوروں پر سواری سے اور ان کا دودھ پینے سے منع فرمایا کہ اگر ان کا پسینہ تمہیں لگ جائے تو اسے دھولو۔ ۵؎
اور غلیظ خور اونٹنی کو (استبراء یا پاک کرنے کے لئے) چالیس دن باندھ کر رکھا جائے اس کے بعد اس کا نحر کرنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے ۶؎ اور غلیظ خور گائے کو تیس (۳۰) دن باندھ کر رکھا جائے۔ ۷؎

(۴۲۰۳) اور قاسم بن محمد جوہری کی روایت ہے کہ گائے کو بیس (۲۰) دن باندھ کر رکھا جائے گا اور بکری دس دن باندھ کر رکھی جائے گی اور بطخ تین دن باندھی جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ چھ دن اور مرغی تین دن باندھی جائیگی اور مچھلی جو غلیظ کھاتی ہے وہ ایک دن رات تک (پاک) پانی میں رکھی جائے گی۔

۱؎ 'کافی' ج ۶ ص ۲۴۵ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حسین بن خالد سے (جو ممدوح ہے) مروی ہے کہ کہا: میں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا ہاتھی کا گوشت حلال ہے؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: کس لئے؟ فرمایا: کیونکہ وہ مثلہ ہے اور اللہ عزوجل نے مسوخات کو حرام کر دیا ہے اور ان کا گوشت اور جو صورت میں ان جیسے ہوں۔

۲؎ مولف نے 'خصال'، 'امالی'، اور 'علل الشرائع' میں تمام مسخ شدہ کی روایت کی ہے اور انہیں تیرہ قسم کا بتایا ہے۔ اور علامہ مجلسی نے 'بحار' ج ۱۴ ص ۷۸۷ پر کہا ہے: جان لو کہ کلام اصحاب میں مسوخات منضبط نہیں ہیں بلکہ ان کو روایات سے لیا گیا ہے اور اگرچہ ان میں اکثر میں متفق ہونے میں ضعف ہے پھر بھی جو مجموعی طور پر حاصل ہوئے ہیں وہ تیس قسم کے ہیں، پھر ان کا شمار کیا ہے اور جو متن میں ہے اس پر اضافہ کیا ہے: بچھو، گرگٹ، مینڈک، عظایہ، مکڑی، اژدھا، سانپ، زمیر، مار ماہی، وبر (بلی سے مشابہ نیلے رنگ کا جانور) اور ورل (سوسمار سے مشابہ جانور)۔

۳؎ ابی خطاب سے مراد محمد بن مقلاص اسدی کوفی ہے اور وہ غالی ہے۔

۴؎ پاموز کبوتر وہ ہوتا ہے جس کے پیروں پر بال ہوتے ہیں پاجامہ کی طرح۔

۵؎ تمام نسخوں میں اسی طرح ہے اور شاید یہ کاتبوں کی غلطی سے ہے مناسب یہ ہے کہ یہاں غلیظ خور جانوروں کا گوشت ہونا چاہیئے جیسا کہ کلینی نے ج ۶ ص ۲۵۰ پر صحیح حدیث میں ہشام بن سالم سے، انہوں نے ابی حمزہ سے اور انہوں نے امام صادق سے روایت کی ہے کہ فرمایا: غلیظ خوروں کا گوشت مت کھاؤ اور اگر ان کا پسینہ تمہیں لگ جائے تو اسے دھولو۔

۶؎ جیسا کہ سکونی نے 'کافی' ج ۶ ص ۲۵۱ پر امام جعفرؑ سے روایت کی ہے اور وہاں گندگی کے ازالہ کے لئے اونٹنی کے استبراء کی مدت میں فرق نہیں ہے۔

۷؎ سکونی کی روایت میں 'کافی' میں ہے 'اور گندگی کھانے والی گائے کے لئے بیس دن'۔ جیسا کہ جوہری سے آیا ہے، اور یونس کی امام رضا علیہ السلام کی روایت میں ہے 'گائے (کے لئے) تیس دن' اور اسی طرح مرفوع حدیث میں یعقوب بن یزید سے ہے جو انہوں نے روایت کی ہے امام جعفر علیہ السلام سے اور مسمع کی روایت میں ہے جو انہوں نے آنجنابؑ سے کی ہے۔ اور اکثر کا قول بیس (دن) پر ہے۔ اور شیخ نے 'مبسوط' میں چالیس کہا ہے اور شاید مستند روایت مسمع کی ہے جو کلینی نے نقل کی ہے 'استبصار' ج ۴ ص ۷۷ میں اور اس میں ہے 'اور گندگی کھانے والی گائے کا نہ گوشت کھاؤ اور نہ اس کا دودھ پیو یہاں تک کہ اسے چالیس دن تک پاک غذا کھلائی جائے'۔

(۴۲۰۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہر وہ چیز جو دریا اور سمندر میں ہے اور اس کے مانند خشکی میں بھی ہے اور کھائی جاتی ہے تو اس کا کھانا بھی جائز ہے اور جو چیز کہ خشکی میں ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں اس کے مثل اگر دریا اور سمندر میں ہے تو اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔[۱]

(۴۲۰۵) اور ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: نہ بام مچھلی کھاؤ اور نہ طحال۔

(۴۲۰۶) اور ابن مسکان نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنبہ ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ابلیس آیا اور بولا کہ یہ میرا ہے آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں اس نے کہا: اچھا اس میں سے فلاں فلاں ٹکڑا میرا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔ چنانچہ وہ ایک ایک عضو کا نام لے کر کہتا گیا کہ یہ میرا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام انکار کرتے گئے۔ یہاں تک کہ اس نے طحال کا نام لیا تو آنجنابؑ نے اسے دے دیا کہ یہ شیطان کا لقمہ ہے۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب گوشت کے ساتھ طحال کسی سیخ میں پرو کر بھونا جائے تو جو گوشت طحال کے اوپر ہے وہ کھایا جائے گا اور جو گوشت طحال کے نیچے ہے وہ نہیں کھایا جائے گا اور اس کا جوذاب (ایک طرح کا پکوان) کھایا جائے گا اس لئے کہ طحال ہر ایک جھلی کا پردہ ہے اس میں سے کچھ نکل نہیں سکتا جب تک اس میں سوراخ یا شگاف نہ کیا جائے سوراخ ہوگا تو اس میں عرق بہے گا۔ اور اس طحال کے نیچے جوذاب ہے اسے نہیں کھایا جائے گا۔

اگر تم اس مچھلی کو جس کا کھانا جائز ہے بام یا اس مچھلی کے ساتھ جس کا کھانا جائز نہیں بھوننے کے لئے سیخ میں لگا دو تو جو مچھلی بام یا نا جائز مچھلی کے اوپر سیخ میں ہے اس کا کھانا جائز ہے اور جو بام یا نا جائز مچھلی کے نیچے ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۴۲۰۷) اور محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو خط میں تحریر کیا کہ یہاں ربیثا نامی مچھلی کے متعلق اختلاف ہے (جس پر باریک باریک فلس ہوتے ہیں) آپؑ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو آنجنابؑ نے تحریر فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۰۸) حنان بن سدیر سے روایت کی گئی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ فیض بن مختار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک ربیثا مچھلی ہدیتاً بھیجی اور میں اس وقت آنجنابؑ کے پاس موجود تھا آنجنابؑ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور فرمایا: یہ تو چھلکے دار ہے۔ آنجنابؑ نے اس میں سے ذرا چکھا اور ہم دیکھ رہے تھے۔

(۴۲۰۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جس مردہ مچھلی کو پانی باہر پھینک دے اور تڑپ کر پانی سے باہر نکل آئے (پھر مر جائے) وہ نہیں کھائی جائے گی[۲] وہ متروک ہے۔

(۴۲۱۰) محمد بن یحییٰ خثعمی نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان آپؑ کنعت مچھلی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: مگر اس پر

---

[۱] علامہ مجلسی نے 'بحار' کی ۱۴ویں جلد میں اس کا ذکر یحییٰ بن سعید کی کتاب 'جامع الشرائع' کے حوالے سے کیا ہے اور اس کے بعد کہا: ہم اس حدیث کی طرف تیزی سے نہیں جاتے مگر فاضل مذکور نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس سے پہلے کہا ہے: سوائے مچھلی کے تری کا کوئی جانور حلال نہیں۔

[۲] شیخ نے تہذیبین میں یہاں تک روایت کی ہے اور شاید باقی مصنف کا کلام ہے۔ شیخ کہتے ہیں یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے جو روایت کی گئی ہے جو روایت کی گئی ہے حسین بن سعید سے، انہوں نے عبداللہ بن بحر سے، انہوں نے ایک شخص سے، انہوں نے زرارہ سے کہ کہا: میں نے کہا: ایک مچھلی پانی سے اچھلی اور کنارے پر گر گئی، پس تڑپی یہاں تک کہ مر گئی؟ فرمایا: اسے کھاؤ۔

چنانچہ پہلی حدیث میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو پانی میں مر جائے اور یہ حدیث اس ضمن میں ہے کہ مچھلی پانی سے زندہ نکلی پھر مر گئی۔

چھلکا تو نہیں ہوتا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ مچھلی بدمزاج ہے ہر چیز سے خود کو رگڑتی ہوئی چلتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے دونوں کانوں کی جڑ پر نظر ڈالی تو وہاں اس پر چھلکا پایا۔

(۴۲۱۱) حسن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہر وہ چیز جس میں حلال و حرام دونوں ہوں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے تاابد جب تک کہ تم یہ نہ پہچان لو کہ اس میں سے یہ چیز بعینہ حرام ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

(۴۲۱۲) اور حسن بن علی بن فضال نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خصی (آختہ جانور) کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے کوئی جواب نہیں دیا ۱۔ پھر میں نے یہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۱۳) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: (سنا ہے کہ) ایک بکری کا بچہ کہیں پڑا ہوا تھا اور وہ مردار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اس کے مالک کا کیا نقصان تھا اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتا۔

اس پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابومریم وہ بکری کا بچہ مردار نہ تھا بلکہ بہت لاغر تھا اس کے مالک نے اس کو ذبح کیا (مگر دیکھا کہ اس میں کوئی گوشت نہیں نکلے گا اس لئے) اس کو پھینک دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے مالک کا کیا نقصان تھا اگر وہ اس کے چمڑے سے فائدہ اٹھاتا۔

(۴۲۱۴) اور سعید اعرج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک دیگچی میں بکری کا گوشت تھا اس میں ایک اوقیہ (ایک اونس) خون گر گیا اس کو کھایا جاسکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں کیونکہ آگ خون کو کھا جاتی ہے۔ ۲

(۴۲۱۵) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے بکری کے مردہ بچے کے پیٹ سے نکلے ہوئے پنیر (شرمایہ) کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے عرض کیا: اون، بال اور ہاتھی کے دانت اور وہ انڈہ جو مرغی کے پیٹ سے نکلتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ سب پاک و حلال ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۱۶) اور عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایسے ذبیحہ کے متعلق سوال کیا جو غیر خدا کے لئے ذبح کیا جائے۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ جانور جو کسی بت یا مورتی یا درخت کے لئے ذبح کیا جائے اس کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح حرام کردیا ہے جس طرح مردار اور خون اور سور کے گوشت کو حرام کیا ہے لیکن جو (اسے کھانے پر) بالکل مجبور ہو باغی اور سرکش نہ ہو اور مردار کھالے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

---

۱ کہا گیا کہ جواب نہ دینے کی وجہ اسے مکروہ سمجھنا تھا اور ممکن ہے کہ کراہت کی تخصیص اس لئے ہو کہ اس کے کھانے میں متعدی مرض کا خطرہ ہو۔

۲ اس کے مضمون پر مفید نے اور شیخ نے 'نہایہ' میں عمل کیا ہے۔ اور ابن ادریس اور متاخرین اس طرف گئے ہیں کہ شوربہ کی نجاست باقی رہے گی۔ اور 'مختلف' میں خون کو مچھلی کے خون پر محمول کیا گیا ہے کہ وہ نجس نہیں ہوتا اور اس کی تشبیہ دی گئی ہے اور یہ ظاہر کے خلاف ہے کہ کیسے خون کو آگ کھالے تو وہ پاک ہو جائے گا اگرچہ وہ اپنی ذاتی طہارت سے پاک ہو۔ اور اگر کہا جائے کہ خون طاہر ہے (لیکن) اس کا کھانا حرام ہے تو اس میں بھی شوربہ کے لئے تہلکہ (اور زیاں) ہے۔

آنجنابؑ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے اور ان سے بیان کیا ان کے پدر نامدار علیہ السلام نے اور انہوں نے روایت کی ہے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ اگر ہم ایسے مقام پر ہوں جہاں کچھ کھانے کو نہ ملے تو ہم پر مردار کھانا کب حلال ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تم لوگوں کو صبح کھانے کے لئے دوپہر غذا کے لئے اور رات کھانے کے لئے سبزی، ترکاری پھل پھول تک میسر نہ ہوں تو پھر جو چاہو کھاؤ تمہیں اختیار ہے۔

اور عبدالعظیم کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا: فرزند رسول، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے: فمن اضطر غیر باغ و لا عاد فلا اثم علیہ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۷۳) (پس جو شخص مجبور ہو اور سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اور اس میں سے کچھ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: عادی سے مراد سارق (چور) اور باغی سے مراد وہ ہے جو بلاضرورت شکار کرتا یا صرف لہو لعب اور تفریح کے لئے شکار کرتا ہے اور اپنے اہل وعیال کے لئے شکار لے کر واپس نہیں جاتا تو ان لوگوں کے لئے اگر مجبور بھی ہوں تو مردار کھانا حلال نہیں۔ ان کے لئے لازم ہے حالتِ مجبوری میں بھی جیسا کہ ان دونوں پر حالتِ اختیار میں حرام ہے اور ان کے لئے حالتِ سفر میں بھی روزہ نماز قصر نہیں ہے۔

عبدالعظیم کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے والمنخنقة والموقوذة و المتردیة والنطیحة وما اکل السبع إلّا ما ذکیتم (سورہ مائدہ آیت نمبر ۳) (اور جو مر گیا ہو گلا گھونٹنے سے یا چوٹ سے یا بلندی سے گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندے نے مگر مر جائے مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا) کا مطلب دریافت کیا کہ آنجنابؑ نے فرمایا: منخنقة وہ ہے جس کی گردن درندے نے مروڑی ہو مگر مر جائے اور موقوذة وہ ہے جو بیمار رہا ہو اور بیماری نے اسے پٹخا ہو کہ اس میں کوئی حس وحرکت نہ ہو۔ اور متردیة وہ ہے جو کسی بلندی سے نیچے گرے یا کسی پہاڑی سے گرے یا کسی کوئیں میں گرے اور مر جائے اور نطیحة وہ ہے کہ جس کو کسی دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ مر گیا ہو۔ جس میں سے کسی درندے نے کھایا اور وہ مر گیا ہو اور جو کسی پتھر یا بت کے تھان پر ذبح کیا گیا ہو لیکن یہ کہ کسی نے پہنچ کر اسے ذبح کر لیا ہو اور وہ ذبح ہو گیا ہو۔

میں نے عرض کیا: وان تستقسمو ابالازلام؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ایام جاہلیت میں دس آدمی مل کر ایک اونٹ خریدتے اور اس کو قرعہ کے تیروں سے تقسیم کرتے سات تیروں کا حصہ ہوتا اور تین تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا جن تیروں کا حصہ ہوتا ہے ان کے نام یہ ہیں: فذ، توام، نافس، حِلس، مُسبِل، مُعَلّی، رقیب اور جن تیروں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا ان کے نام یہ ہیں: فسیح، منیح، وغد پھر ان تیروں کو دس آدمیوں کے درمیان گھماتے رہتے وہ تین تیر جن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا وہ جن تین آدمیوں کے نکلتے ان تینوں کو اونٹ کی ایک ایک تہائی قیمت دینی پڑتی پھر اس اونٹ کو نحر کرتے اور وہ سات آدمی جنہوں نے کوئی قیمت نہیں دی وہی اس کو کھاتے اور وہ تین آدمی جنہوں نے اونٹ کی پوری قیمت ادا کی ان کو نہیں کھلاتے۔ مگر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اور چیزیں حرام کیں وہاں اس کو بھی حرام کر دیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم تیروں سے ہرگز تقسیم نہ کرو یہ فسق ہے یعنی حرام ہے۔

اور یہ حدیث ابی الحسین اسدی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت میں ہے جس کی روایت انہوں نے سہل بن زیاد سے انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے اور انہوں نے حضرت ابی جعفر محمد بن علی رضا علیہما السلام سے کی ہے۔

(۴۲۱۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مردار اور خون اور سور کا گوشت کھانے پر مجبور ہو اور وہ اس میں سے کچھ بھی نہ کھائے یہاں تک کہ وہ مر جائے تو وہ کافر ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی کتاب 'نوادر الحکمہ' میں مرقوم ہے۔

(۴۲۱۸) محمد بن عذافر نے اپنے والد سے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مردار اور خون اور سور کے گوشت کو کیوں حرام کر دیا ہے؟ تو آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں اپنے بندوں پر حرام کیں

اس لئے نہیں کہ ان چیزوں سے اس کو نفرت تھی اور ان کے علاوہ وہ تمام چیزیں جو بندوں کے لئے حلال کیں اس لئے نہیں کہ ان تمام چیزوں سے اس کو رغبت تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے لئے فائدہ مند اشیاء کو حلال و مباح کر دیا اور اسے معلوم ہے کہ کون سی چیزیں ان کے لئے مضر ہیں اس لئے ان چیزوں کے کھانے سے ان کو منع کر دیا ہے۔ پھر وہ لوگ جو وقتی طور پر ان کے کھانے کے لیے مجبور ہوں اور بغیر ان کے کھائے ان کا بدن قائم نہ رہ سکے تو انہیں حکم دیا وہ زندہ رہنے کے لئے اس میں سے کھالیں اس سے زیادہ نہیں۔

پھر آنجنابؑ نے فرمایا: لیکن مردار کو جو بھی کھائے گا اس کے بدن میں ضعف آئے گا، اس کی قوت کم ہوتی جائے گی، اس کی نسل منقطع ہو جائے گی اور مردار کھانے والا ناگہانی موت مرے گا۔ اور خون تو اس کے کھانے والے میں پانی (یعنی صفرا) پیدا ہو جاتا ہے اس میں کتے کی طرح دیوانگی آ جاتی ہے، قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور نرم دلی اور مہربانی نہیں رہ جاتی یہاں تک کہ کوئی بعید نہیں جو اپنے گہرے دوست یا اپنے ساتھی پر حملہ کر بیٹھے۔ اور سور کا گوشت تو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو مختلف شکلوں میں مسخ کر دیا جیسے سور، بندر، ریچھ، پھر جو ان کے ہم شکل جانور تھے ان کا کھانا منع کر دیا تاکہ اس سے نفع اُٹھایا جا سکے اور ان کے اس عذاب کو ہلکا اور خفیف نہ سمجھا جائے۔ اور شراب تو اس کے فعل اور اس کے فساد کی وجہ سے اس کو حرام کیا کیونکہ شراب کا عادی شخص بت پرست کے ہے۔ نیز اس سے رعشہ پیدا ہوتا ہے۔ اس میں مروت نہیں رہ جاتی اور حرام کاموں کی بھی جسارت کرنے لگتا ہے۔ جیسے کسی کا خون بہانا اور زنا کرنا، اور جب نشہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس سے کوئی بعید نہیں جو اپنی محرم عورتوں پر دست درازی کر بیٹھے اور یہ نہ سمجھے کہ یہ میری محرم ہیں۔ اور شراب خوری میں سوائے بدی کے اور کسی شے کا اضافہ نہیں ہوتا۔

(۴۲۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بکری (یا بکرے) میں سے دس چیزیں نہیں کھائی جائیں گی۔ مینگنی، خون، حرام مغز، طحال، غدود، آلہ تناسل، انثیین (بیضہ)، رحم، فرج (شرمگاہ) اور گردن کی رگ۔ ۱

(۴۲۲۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مردار جانور کی دس چیزیں حلال و لائق استعمال ہیں: سینگ، کھر، ہڈی، دانت، بکری کے بچے کے پیٹ کا پنیر، دودھ، بال، اون، پرندوں کے پر، انڈا (اور میں نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب 'خصال' کے دسویں باب میں بھی کیا ہے)۔

باب:۔ کافران ذمی کا کھانا ان کے ساتھ کھانا پینا اور ان کے برتن

(۴۲۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا: **وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم** (سورہ مائدہ آیت ۵) (وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے) آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے مراد پھل ہیں۔ ۲

(۴۲۲۲) اور ہشام بن سالم کی روایت میں آنجنابؑ سے ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مسور اور چنا وغیرہ۔ ۳

(۴۲۲۳) سعید اعرج نے آنجنابؑ سے یہودیوں اور نصرانیوں کے جھوٹے کے متعلق دریافت کیا کہ کیا اسے کھایا جائے یا پیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۲۲۴) زرارہ نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے مجوسیوں کے برتنوں کے متعلق فرمایا: اگر تم اس کے استعمال پر مجبور ہو تو اسے پانی سے دھو لیا کرو۔ ۴

---

۱ مصنف نے 'خصال' کے دسویں باب میں صحیح سند سے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ہمارے کچھ راویوں سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اسے بیان کیا ہے۔

۲ پوچھنے والے سماعہ تھے جیسا کہ کلینی نے ج ۶ ص ۲۶۳ پر موثق حدیث میں بیان کیا ہے۔

۳ 'تہذیب' کی صحیح حدیث میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

۴ برقی نے 'محاسن' ص ۵۸۴ پر اسے زرارہ ہی سے روایت کردہ صحیح حدیث میں بیان کیا ہے۔

(۴۲۲۵) اور عیص بن قاسم نے آنجنابؑ سے یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر تمہارے کھانے کی چیزوں میں سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ نیز آنجنابؑ سے مجوسیوں کے ساتھ کھانے پینے کے متعلق دریافت کیا: تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ وضو کرلے (ہاتھ منہ دھولے) تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۲۲۶) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اہل کتاب کے ظروف کے متعلق سوال کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ لوگ ان میں مردار، خون اور سور کا گوشت کھاتے ہوں تو اس میں نہ کھاؤ۔

باب: سور کے بالوں کے استعمال کا جواز

(۴۲۲۷) حنان بن سدیر نے برد اسکاف سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں ایک مرد خزاز (ریشم فروش) ہوں سور کے بالوں کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر اس کے نرم بال لو اور مٹی کے پکے برتن میں رکھ کر اس کے نیچے آگ روشن کرو یہاں تک کہ اس کے چکنائی اور میل دور ہو جائے پھر اس سے کام لو۔

(۴۲۲۸) اور عبداللہ بن مغیرہ کی روایت میں ہے اور انہوں نے برد سے کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان، ہم لوگ سور کے بالوں سے کام کرتے ہیں کبھی کبھی کوئی آدمی بھول جاتا ہے اور وہ اس کو ہاتھ میں لیے ہوئے نماز پڑھ لیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اس کے ہاتھ میں سور کی کوئی چیز ہو۔ نیز فرمایا: تم لوگ اس کو لے کر دھولو کہ ان بالوں پر کوئی چکنائی اور میل وغیرہ نہ رہ جائے۔ اور جس پر چکنائی وغیرہ رہ جائے اسے استعمال نہ کرو اور جس پر چکنائی وغیرہ نہ رہ جائے اس سے کام لیا کرو اور اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو۔

باب: گھر میں بکریاں اور پرندے پالنا

(۴۲۲۹) حسن بن محبوب نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ جس مرد مومن کے گھر ایک دودھ دینے والی بکری ہوگی تو وہ بکری اس گھر والوں کے لئے طہارت اور برکت کی دعا کرے گی۔ اور اگر دو بکریاں ہوئیں تو وہ روزانہ دو مرتبہ طہارت کی دعا کریں گی۔ تو میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے پوچھا: وہ کیسے پاکیزگی کے لئے دعا کریں گی۔ تو فرمایا: وہ کہے گی کہ تم لوگوں پر برکتیں نازل ہوں تم لوگ پاکیزہ رہو اور تمہارا سالن پاک رہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا: قُدِّسْتُم کے معنی؟ آپؑ نے فرمایا: یعنی تم لوگ طاہر ہوئے۔

(۴۲۳۰) اور امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: جن کی تمہارے سپرد ذمہ داری ہے ان کے متعلق اور اپنے اموال میں سے عجم (بے زبانوں) کے متعلق اللہ سے ڈرتے ہو تو آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا: عجم سے کیا مراد ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: بکری اور گائے اور کبوتر اور اس کے مانند اور جانور۔

(۴۲۳۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے وحشت (جی گھبرانے) کی شکایت کی تو آنحضرتؐ نے حکم دیا: ایک جوڑا کبوتر پال لو۔ [1]

(۴۲۳۲) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کبوتر کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ شیاطین کو بھگا دیتی ہے۔ [2]

---

[1] کلینی نے ج ۶ ص ۵۴۶ پر مسند حدیث میں عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اس میں ہے: پس اسے حکم دیا کہ اپنے گھر میں کبوتروں کا جوڑا رکھ لے۔ -- [2] 'کافی' کی مسند حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک کنواں کھودا تو اس میں سے پتھر آنے لگے۔ یہ خبر آنجنابؑ کو دی گئی تو آپؑ وہاں آئے اور اس کنویں پر کھڑے ہو کر کہا: اس کنویں کو مٹی سے بھر دو یہاں کبوتروں کا مسکن بنادو۔ پھر امام جعفرؑ نے فرمایا: بیشک ان کے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ شیاطین کو بھگا دیتی ہے۔

باب:۔ ہڈیوں میں سے گودے کو جھاڑ لینا مکروہ ہے

(۴۲۳۳) علی بن اسباط نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابوحمزہ نے ہم لوگوں کے لئے کھانا تیار کرایا اور اس کے لئے ہم لوگوں کا ایک گروہ مدعو تھا۔ جب ہم لوگ دسترخوان پر بیٹھے تو ابوحمزہ نے دیکھا ایک شخص ہڈیوں میں سے گودا جھاڑ رہا ہے تو انہیں نے چلا کر کہا: ایسا نہ کرو میں نے حضرت امام علی ابن حسین علیہما السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ہڈیوں کے اندر کے گودوں کو خالی نہ کیا کرو کیونکہ وہ حصہ جنوں کا ہے اگر تم نے ایسا کیا تو گھر میں سے وہ چیز جو تمہارے لئے بہتر ہے چلی جائے گی۔

(۴۲۳۴) اور ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ ہم لوگوں تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گوشت (خوروں) کے گھر کو اور چربدار گوشت کو ناپسند کرتا ہے۔امامؑ نے فرمایا: ہم لوگ تو خود گوشت کھاتے اور اسے پسند کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر سے مراد وہ گھر ہے جس میں لوگوں کی غیبت کرکے لوگوں کا گوشت کھایا جاتا ہے۔اور چربدار موٹے گوشت سے مراد وہ (شخص) ہے جس کی چال میں تکبر اور گھمنڈ ہو۔

(۴۲۳۵) حریز نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تازہ اور کچے گوشت (بغیر پکا) کھانے کو منع فرمایا ہے کہ اس کو درندے کھاتے ہیں۔حریز کا بیان ہے کہ جب تک دھوپ یا آگ سے اس میں تغیر نہ آجائے۔

(۴۲۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوؤں میں سے چھوٹے قسم کا کوا جس کو زاغ کہتے ہیں اسے نہ کھایا جائے اور نہ اس کے علاوہ۔اور سانپوں میں سے کسی قسم کا سانپ بھی نہ کھایا جائے۔

(۴۲۳۷) اور حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سانپوں کے قتل کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: خشکی میں جو سانپ بھی پاؤ اسے مار دو سوائے جان (ایک قسم کا سفید سانپ) کے اور گھر میں رہنے والے بہت عمر رسیدہ سانپوں کے مارنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا: قتل کے نتائج واثرات کے ڈر سے انہیں نہ چھوڑو۔اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہود کہا کرتے تھے کہ گھر میں بسنے والے سانپ کو جو قتل کرے گا وہ ایسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ان گھروں میں بسنے والے سانپ کو محض ان کے نتائج واثرات کے خوف سے چھوڑ دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔تم تو ان کو صرف اسی لئے چھوڑ دیتے ہو کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچاتے۔اور فرمایا کہ کبھی کبھی تو تم ان کو سوراخوں میں قتل کر دیتے ہو۔

(۴۲۳۸) موسیٰ بن بکر واسطی نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے کہ گوشت کھانے سے گوشت پیدا ہوتا ہے اور مچھلی سے بدن گھل جاتا ہے اور کدو دماغ میں اضافہ کرتا ہے اور کثرت سے انڈہ کھانے سے لڑکے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔اور مریض کو شہد کے مانند کوئی اور چیز شفا بخش نہیں ہے۔اور جو شخص اپنے پیٹ میں چربی کا ایک لقمہ بھی داخل کرے گا تو اسی کے برابر اس سے مرض پیدا ہوگا۔

باب: چاندی سونے وغیرہ کے برتنوں میں کھانا پینا اور کھانے کے آداب

(۴۲۳۹) سماعہ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: چاندی کے برتن میں پینا جائز نہیں۔

(۴۲۴۰) اور ابان نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: نہ سونے کے برتن میں کھاؤ نہ چاندی کے برتن میں۔

(۴۲۴۱) ثعلبہ نے برید عجلی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ چاندی اور چاندی کا ملمع کیے ہوئے پیالے میں پینے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ نیز آنجنابؑ تیل کے ملمع شدہ برتن سے تیل لگانے اور ملمع شدہ کنگھی کے استعمال کو بھی اس طرح مکروہ جانتے تھے۔ اور اگر تم کو ملمع شدہ پیالے میں پانی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو چاندی کی ملمع شدہ جگہ سے دوسری جگہ اپنے منہ کو بدل لو۔

(۴۲۴۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سونے چاندی کے برتن ان لوگوں کے لئے مال ومتاع ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔[1]

(۴۲۴۳) اور یونس بن یعقوب نے اپنے بھائی یوسف سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک مرتبہ پینے کے لئے پانی طلب کیا تو ایک پیتل کے پیالے میں پانی لایا گیا تو آنجنابؑ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ عبادت گزار لوگ پیتل کے برتن میں پانی پینا مکروہ جانتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: مگر ان سے پوچھو کیا یہ سونا یا چاندی ہے؟

(۴۲۴۴) جراح مدائنی نے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس امر کو مکروہ جانتے تھے کہ کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے پیئے یا کھانا کھائے۔

(۴۲۴۵) عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب بغیر برتن کے پانی میں منہ لگا کر پیتے تھے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: تم لوگ اپنے ہاتھ میں پانی لے کر پیو یہ تمہارے برتنوں سے بہتر ہے۔

(۴۲۴۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دن کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینا رگوں میں دوران خون کو زیادہ کرتا اور بدن کو زیادہ قوی کرتا ہے۔[2]

(۴۲۴۷) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: رات کے وقت کھڑے ہو کر پانی پینے سے زرد پانی (پت) پیدا ہوتا ہے۔[3]

(۴۲۴۸) اور آنجنابؑ سے بعض اصحاب نے ایک سانس میں پانی پینے کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: اگر وہ شخص جس نے تم کو پانی دیا ہے تمہارا غلام ہے تو پھر تین سانس میں پیو اور اگر وہ مرد آزاد ہے تو پھر ایک سانس میں پیو اور یہ حدیث محمد بن یعقوب کلینی کی روایت میں بھی ہے۔

(۴۲۴۹) اور حماد کی روایت میں ہے جس کی روایت انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک سانس میں پانی پینے سے افضل و بہتر ہے کہ آدمی تین سانس میں پانی پیئے۔ اور آنجنابؑ مکروہ جانتے تھے کہ اسے ھیم کے مشابہ کرلیا جائے (اونٹ کی طرح ڈگڈگا کر پیا جائے) میں نے عرض کیا کہ ھیم کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا کہ زبل (اونٹ کا بوجھ) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اونٹ اور روایت کی گئی ہے ھیم سن رسیدہ اونٹنی اور روایت میں ہے کہ ھیم سے مراد وہ چیز ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

(۴۲۵۰) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم راستہ چلتے اور ٹہلتے ہوئے نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔

---

[1] کلینی نے ضعیف علی المشہور سند سے موسیٰ بن بکر سے اور انہوں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ظاہراً ان کا رکھنا ان کے مطلقاً حرام ہونے کی دلیل ہے اگرچہ استعمال میں نہ ہوں۔

[2] کافی میں ہے کہ دن میں کھڑے ہو کر پانی کا پینا بدن کو قوی اور صحت مند بناتا ہے۔

[3] کلینی نے ج۶ ص ۳۸۳ پر اسے مرفوع حدیث کے تحت بیان کیا ہے۔

(۴۲۵۱) عمر بن ابی شعبہ نے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ آنجنابؑ کسی شے پر تکیہ لگا کر کھا رہے ہیں پھر آنجنابؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا: آنحضرتؐ مرتے دم تک کبھی تکیہ لگا کر نہیں کھایا۔ ۱

(۴۲۵۲) حماد بن عثمان نے روایت کی ہے انہوں نے عمر بن ابی شعبہ اور انہوں نے شعبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چارزانو بیٹھ کر کھاتے دیکھا۔

(۴۲۵۳) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دسترخوان بچھایا جاتا ہے تو اس کو چار فرشتے آ کر گھیر لیتے ہیں اور جب بندہ کہتا ہے: بسم اللہ، تو وہ فرشتے شیطان سے کہتے ہیں: اے فاسق تو دور ہو جا ان لوگوں پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا اور جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: الحمدللہ: تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ قوم ہے کہ جس پر اللہ نے نعمتیں نازل کی ہیں اور یہ اپنے پروردگار کا شکر ادا کر رہے ہیں۔اور جب یہ لوگ بسم اللہ نہیں کہتے تو فرشتے شیطان سے کہتے ہیں اے فاسق قریب آ جا اور ان لوگوں کے ساتھ کھانا کھا اور جب دسترخوان اُٹھتا ہے اور یہ لوگ الحمدللہ نہیں کہتے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ قوم ہے جنہیں اللہ نے نعمتیں دیں مگر یہ لوگ اپنے پروردگار کو بھول گئے۔

(۴۲۵۴) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سالار قافلہ سب لوگوں سے پہلے پانی پیتا اور سب کے آخر میں وضو کرتا ہے۔ ۲

(۴۲۵۵) سماعہ بن مہران نے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اے سماعہ کھاتے رہو اور اللہ کی حمد کرتے رہو یہ نہیں کہ کھاتے رہو اور چپ چاپ رہو۔

(۴۲۵۶) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے کھانے پر بسم اللہ کہہ لے تو میں ضامن ہوں کہ اس کو اس کھانے سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوگی تو ابن الکواء ۳ نے کہا کہ اے امیر المومنینؑ میں نے گزشتہ شب کھانا کھایا اور اس پر بسم اللہ بھی کہہ لیا تھا مگر اس کے باوجود مجھے اس کھانے سے اذیت ہوئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اے بیوقوف تو نے کئی قسم کے کھانے کھائے بعض پر تو نے بسم اللہ کہا اور بعض پر نہیں کہا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی ہر رنگ کے کھانے پر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَوَّلِہٖ وَ آخِرِہٖ (اول اور آخر سب پر بسم اللہ) ۴

(۴۲۵۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مجھے کبھی کوئی بدہضمی نہیں ہوئی اس لئے کہ میں جب بھی کھانا شروع کرتا ہوں تو بسم اللہ کہہ

---

۱ صاحب 'محاسن' نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔اور وہاں روایت 'عمر ابن سعید' سے ہے جو صحیح نہیں ہے بلکہ راوی کا اصل نام وہی ہے جو 'الفقیہ' میں تحریر کیا گیا ہے اور شاید امام علیہ السلام کا عمل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے کی صفت کے ذکر کے ساتھ جواز کے بیان کے لئے ہو یا یہ کہ آنجنابؑ معذور ہوں یا شاید آنجنابؑ یہ بتلانا چاہتے ہوں کہ آپؑ نے یہ عمل بسبیلِ استحباب انجام دیا ہے۔

۲ برقی نے 'محاسن' کے ص ۴۵۲ پر اپنے والد سے اور انہوں نے نوفلی سے ان کی اسناد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۳ وہ خوارج میں سے تھا بلکہ ان کا سردار تھا اور ہر معاملہ میں اعتراض کرتا رہتا تھا۔

۴ یہ مضمون ماخوذ ہے اس صحیح روایت سے جو کلینی نے داؤد بن فرقد سے کی ہے کہ کہا: میں نے امام جعفر علیہ السلام سے عرض کی: میں کھانے پر (اللہ کا) نام کیسے لوں؟ فرمایا: جب تمہارے پاس رکابیاں لائی جائیں تو سب پر (اللہ کا) نام لو۔میں نے کہا: اگر میں بھول جاؤں کہ (اللہ کا) نام لینا ہے تو فرمایا: کہو: بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَوَّلِہٖ وَ آخِرِہٖ۔

لیتا ہوں اور جب بھی کھانا سے فارغ ہوتا ہوں تو الحمد للہ کہہ لیتا ہوں۔ ۱

(۴۲۵۸) نیز آنجنابؑ علیہ السلام نے فرمایا: جب پیٹ بھر جاتا ہے تو سرکشی کرنے لگتا ہے۔ ۲

(۴۲۵۹) عمر[و] بن قیس ماصر نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ کے اندر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آنجنابؑ کے سامنے دسترخوان رکھا ہوا تھا اور آپؑ کھانا تناول فرما رہے تھے، میں نے عرض کیا کہ دسترخوان کے آداب کیا ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم اس کو سامنے رکھو تو بسم اللہ کہو اور جب تم اس کو اُٹھاؤ تو الحمد للہ کہو۔ اور اس کے اردگرد کو جھاڑ لو۔ یہ ہیں اس کے آداب پھر میں نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک کوزہ نظر آیا میں نے عرض کیا کہ اس کوزے کے آداب کیا ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تمہارے دونوں لبوں سے متصل ہو تو بسم اللہ کہو اور جب تم اپنے منہ سے ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو اور جہاں رسی بندھی ہوتی ہے (پکڑنے کی جگہ) وہاں پینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ شیطان کی نشست ہے۔ یہ ہیں اس کے آداب۔ ۳

(۴۲۶۰) محمد بن ولید کرمانی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام کے سامنے کھانا کھایا جب کھانے سے فارغ ہوا اور سامنے سے دسترخوان اُٹھ گیا تو غلام بڑھا کہ کھانے کے جو کچھ ٹکڑے ادھر ادھر گرے ہوئے ہیں انہیں اُٹھا لے تو آنجنابؑ نے اس سے کہا کہ صحرا میں جو کچھ ہے اسے وہیں چھوڑ دو خواہ بکری کی ایک ران ہی کیوں نہ ہو اور جو گھر میں ہے اس کو تلاش کر کے چن لو۔

(۴۲۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بنی امیہ کھانا سرکہ سے شروع کرتے اور نمک پر ختم کرتے تھے اور ہم لوگ کھانا نمک سے شروع کر کے سرکہ پر ختم کرتے ہیں۔ ۴

(۴۲۶۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کھانا نمک سے شروع کرو، اگر لوگ جانتے کہ نمک میں کیا ہے تو وہ اسے تریاق مجرب کے طور پر اختیار کر لیتے۔

(۴۲۶۳) حسن بن محبوب ۵ نے وہب بن عبدربہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو خلال کرتے دیکھا اور گھورنے لگا۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلال کیا کرتے تھے حالانکہ ان کے منہ میں خوشبو تھی۔

(۴۲۶۴) ایک دوسری روایت میں ہے کہ مہمان کے حقوق میں سے یہ حق بھی ہے کہ اس کو خلال فراہم کر دیا جائے۔ ۶

---

۱ برقی نے 'محاسن' میں مسند حدیث میں عبداللہ ارجانی سے، انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام بھی فرماتے تھے: مجھے کبھی بدہضمی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔۔ تا آخر حدیث۔

۲ برقی نے 'محاسن' ص ۴۴۶ پر مسند حدیث میں حسین بن مختار سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ نیز کلینی نے بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳ برقی نے 'محاسن' ص ۴۴۸ پر اور کشی نے 'رجال' میں ثویر بن ابی فاختہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

۴ کلینی نے ج ۶ ص ۳۳۰ پر اپنی اسناد سے سلیمان دیلمی سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: بنی اسرائیل سرکہ سے ابتدا کرتے تھے اور اسی پر اختتام کرتے تھے اور ہم نمک سے ابتدا کرتے ہیں اور سرکہ پر ختم کرتے ہیں۔

۵ 'محاسن' کے مطابق یہاں ایک راوی کا نام چھوٹ گیا ہے اور وہ مالک بن عطیہ ہے، جس نے وہب سے روایت کی ہے۔

۶ کلینی نے ج ۶ ص ۲۸۵ پر مسند حدیث میں سلیمان بن حفص سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے اس طرح روایت کی ہے: مہمان کا حق یہ ہے کہ اس کی عزت کی جائے اور یہ کہ اسے خلال فراہم کیا جائے۔ البتہ 'محاسن' میں اسی طرح ہے جیسے (الفقیہ کے) متن میں ہے۔

(۴۲۶۵) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: منہ میں غذا کا وہ حصہ جو تم زبان پھیر کر نکالتے ہو اس کو نگل لو۔ اور جو کچھ تم خلال سے نکالتے ہو اسے پھینک دو۔

(۴۲۶۶) صفوان جمال نے ابی عزّہ خراسانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کھانے سے پہلے وضو اور اس کے بعد وضو یہ دونوں فقر کو دور کرتے ہیں۔

(۴۲۶۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے گھر میں خیر و برکت میں کثرت ہو تو وہ کھانے کے وقت وضو کر لے۔ ۱

(۴۲۶۸) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھوئے وہ وسعت رزق سے زندگی بسر کرے گا اور جسمانی امراض و بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ ۲

(۴۲۶۹) ابی حمزہ ثمالی نے حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام جب کھانا تناول فرماتے تو کہتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ کَفَانَا وَاَیَّدَنَا وَ آوَانَا وَ اَنْعَمَ عَلَیْنَا (اس اللہ کی حمد جس نے ہم لوگوں کو کھانا کھلایا، ہمیں پانی پلایا، ہم لوگوں کے لئے کافی ہوا، ہم لوگوں کی تائید کی، ہم لوگوں کو پناہ دی اور ہم لوگوں پر نعمتیں نازل کیں)۔ افضل یہ ہے کہ یہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (اس اللہ کی حمد جو لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا)۔

(۴۲۷۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے، جس گھر میں سرکہ ہو وہ کبھی فقیر نہ ہوگا۔ ۳

(۴۲۷۱) شعیب نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لہسن، پیاز اور کرّاث (گندنا) کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، کچا ہو یا ہانڈی میں پکا ہو اور اگر لہسن بطور دوا استعمال کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں لیکن جب ایسا ہو تو پھر مسجد نہ جاؤ۔

(۴۲۷۲) عمر بن اذینہ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے لہسن کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بُو کی وجہ سے منع فرمایا ہے۔ جو شخص اس بُری سبزی کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اور جو شخص اس کو کھائے اور مسجد میں نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۲۷۳) ابراہیم کرخی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ دسترخوان کے بارہ خصائل ہیں اور ہر مرد مسلمان پر واجب ہے کہ ان کو جان لے ان میں سے چار فرض ہیں، چار سنت ہیں اور چار آداب ہیں۔ وہ چار جو فرض ہیں وہ حلال و حرام اور نعمت عطا کرنے والے کی معرفت اور جو کچھ مل رہا ہے اس پر راضی اور خوش رہنا اور کھانے کے لئے بسم اللہ کہنا اور کھانے کے بعد شکر خدا ادا کرنا۔ اور سنت یہ ہے کہ کھانے سے پہلے وضو کر لے اور میزبان کے بائیں جانب بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے اور کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لے اور چار آداب یہ ہیں جو اس کے قریب ہو اس میں سے کھائے اور لقمہ چھوٹا اُٹھائے اور لقمہ کو خوب اچھی طرح چبائے اور لوگوں کے منہ کو کم دیکھے۔

---

۱ کلینی اور برقی نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے یہی روایت بیان کی ہے۔

۲ ظاہراً یہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور 'کافی' کی مسند روایت میں ابن قداح نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور 'محاسن' میں آنجنابؑ نے اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳ کلینی نے ج ۶ ص ۳۲۹ پر ام سلمہ سے مسند حدیث کے ذیل میں اس کی روایت کی ہے۔

(۴۲۷۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بوڑھے اور بہت سن رسیدہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ بغیر پیٹ بھرے اور کچھ کھائے نہ سوئے۔ کیونکہ یہ گہری نیند اور اس کی شیرینی کے لئے سب سے اچھی چیز ہے۔[۱]

(۴۲۷۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تعجب ہے کہ جو بیماری کے ڈر سے کھانے میں پرہیز کرتا ہے وہ جہنم کے ڈر سے گناہوں سے کیوں نہیں پرہیز کرتا۔

باب:۔ قسم ونذر اور کفارت

(۴۲۷۶) منصور بن حازم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: دودھ چھڑائی کے بعد کوئی دودھ پلانے کا حکم نہیں۔ اور روزے میں کوئی وصل نہیں (یعنی دو دن کا روزہ درمیان میں بغیر افطار کیے ہوئے) اور احتلام کے بعد کوئی طفولیت (بچپن) نہیں۔ اور ایک دن اور رات کا کوئی روزہ نہیں اور ہجرت کے بعد عربوں کے عادات وخصائل اختیار کرنا نہیں چاہئیں۔ اور فتح مکہ کے بعد جو مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے وہ مہاجر نہیں۔ اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے غلام کو آزاد کرنا نہیں۔ اور لڑکے کے لئے اپنے باپ کے ساتھ، غلام کے لئے اپنے مالک کے ساتھ اور زوجہ کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور گناہ کے کام کے لئے کوئی نذر نہیں اور اپنے رشتہ دار سے قطع تعلق کی قسم کوئی قسم نہیں ہے۔

(۴۲۷۷) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے عہد کیا کہ اگر وہ اپنی بہن سے تا ابد تک بات کرے تو اس کے تمام مال مویشی (خانہ کعبہ کو) ہدیہ ہو جائیں گے۔ اور اس کے تمام غلام آزاد ہو جائیں گے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنی بہن سے بات کرے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے یہ اور اس کے مشابہ تمام باتیں شیطان کی چالیں ہیں۔

(۴۲۷۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص حلفیہ قسم کے ساتھ کسی نیک کام کے لئے کہے اور پھر دیکھے کہ اس سے بھی زیادہ بڑھا ہوا نیک کام ایک اور ہے چنانچہ اس کو بجالائے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔[۲]

(۴۲۷۹) حماد بن عثمان نے محمد بن ابی صباح سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری ماں نے گھر میں جو اس کا حصہ تھا وہ مجھے بخش دیا تو میں نے ان سے کہا: قاضی لوگ اس کو نہیں مانیں گے اس لئے بہتر ہے کہ اس کا میرے نام بیعانہ لکھ دیں تو انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق جو چاہے کرلو۔ اور جو بھی تمہاری نظر میں تمہارے لئے بہتر ہے کرلو میں اس کی توثیق کردوں گی۔ مگر بعض وارثوں نے مجھ سے حلف لینا چاہا کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کردی ہے حالانکہ میں نے ذرا بھی اس کی قیمت نقد نہیں کی ہے اب آپؑ کی کیا رائے ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تم کوئی توریہ کرکے ان لوگوں کے لئے حلف اُٹھالو۔

(۴۲۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے حلف سے کہا: اگر وہ اپنے باپ یا اپنی ماں سے بات کرے تو وہ حج کے لئے احرام باندھ لے گا۔ فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں۔

---

[۱] کلینی نے ولید بن صبیح سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: جو عمر رسیدہ ہو گیا ہو اس کے لئے کم سونے میں خیر نہیں ہے بلکہ پیٹ بھر کر کھانے میں اس کے لئے خیر ہے۔

[۲] کلینی نے صحیح حدیث میں سعید اعرج سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے امام جعفر علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس نے (کسی معاملہ میں) حلفیہ قسم کھائی، بعد میں اس نے دیکھا کہ اس کا ترک کردینا افضل ہے اور اگر ترک نہیں کرے گا تو گناہ میں مبتلا ہو جائے گا تو کیا وہ اسے چھوڑ دے؟ پس فرمایا: کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول نہیں سنا کہ جب اپنی قسم سے بہتر (کوئی امر) دیکھو تو اپنی قسم کو برطرف کردو۔

(۴۲۸۱) اور آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کو غصہ آیا تو اس نے کہا: مجھ پر بیت اللہ الحرام کی طرف پا پیادہ جانا فرض ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے یہ نہیں کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر فرض ہے تو یہ کچھ نہیں ہے۔

(۴۲۸۲) ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اس قول خدا کے متعلق کہ لایؤاخذکم اللّٰہ باللغو فی ایمانکم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۵) (تمہاری لغو قسموں پر اللہ تم سے کوئی مواخذہ نہیں کرے گا) تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم ہے۔

(۴۲۸۳) محمد بن مسلم نے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس سے اس کی عورت نے کہا: تم سے درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لئے مجھے طلاق دے دو۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کو مار لگائے یا اس کو معاف کردے اس کو اختیار ہے۔[1]

(۴۲۸۴) عثمان بن عیسیٰ نے ابوایوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: تم لوگ اللہ تعالیٰ کی سچی یا جھوٹی کوئی قسم نہ کھاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو منع کیا اور ارشاد کیا ہے کہ ولا تجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم (سورہ بقرہ آیت ۲۲۴) (تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کی ڈھال نہ بناؤ)۔

(۴۲۸۵) ابوایوب نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی قسم کھا کر کچھ کہے تو اس کو سچ کردکھائے اور جو سچ نہ کر دکھائے تو وہ اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے اور جس کو اللہ کی قسم دی جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس پر راضی ہوجائے اور جو راضی نہ ہو تو اللہ کی طرف سے کسی شے میں نہیں ہے۔

(۴۲۸۶) اور بکر بن محمد ازدی نے ابوبصیر سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں ہرگز اپنی ناک دیوار پر نہ رگڑوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا کہ اس کو اپنی ناک دیوار پر رگڑنی پڑے گی۔

اور اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں اپنا سر دیوار سے نہیں ٹکراؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط کردے گا جو اس کا سر دیوار سے ٹکرائے گا۔[2]

(۴۲۸۷) اور حماد بن عیسیٰ نے عبداللہ بن میمون سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ بندے کو چاہیے کہ وہ کسی امر کے کرنے کا وعدہ کرے تو اس میں ان شاء اللہ کہہ کر اسے ضرور مستثنیٰ کرلے اور اگر وعدہ پورا کرنا بھول گیا ہے تو چالیس دن تک اسے پورا کردے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چند یہودی حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ سے چند سوالات کیے آنحضرتؐ نے فرمایا: تم لوگ کل آنا میں اس کا جواب تم لوگوں کو دوں گا اور ان شاء اللہ کہہ کر مستثنیٰ نہیں کیا تو حضرت جبریلؑ آپ کے پاس چالس دن تک نہیں آئے پھر آئے تو یہ آیت لے کر ولا تقولن لشیءٍ انی فاعل ذلک غداً الا ان یشاء اللّٰہ واذکر ربک اذانسیت (سورۃ کہف آیت نمبر ۲۳۔۲۴) (تم بغیر ان شاء اللہ کے یہ ہرگز نہ کہو کہ یہ کام کل کروں گا اور جب بھول جاؤ تو اپنے ربّ کو یاد کرو)۔

(۴۲۸۸) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو یہ کہے میں واللہ یہ کام کروں گا اور پھر نہ کرے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس کا کفارہ دس مسکینوں کو ایک ایک مد آٹا یا گیہوں کھلانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور اگر یہ کچھ میسر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھنا ہے۔

---

[1] یعنی اسے دونوں کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار ہے لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ اپنی عورت کے کہنے پر عمل کرے۔

[2] روایت کی ہے حسین بن سعید نے بطائنی سے انہوں نے ابی بصیر سے جیسا کہ نوادر احمد بن عیسیٰ ص ۶۰ پر ہے اور یہ دلیل ہے ایسے امور میں حلف کی کراہت پر۔

(۴۲۸۹) اور ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم لوگ عشر وصول کرنے والوں کی طرف سے اپنے مال مویشی لے کر گزرتے ہیں تو وہ لوگوں سے حلف کا مطالبہ کرتے ہیں اور بغیر اس کے وہ ہم لوگوں کو راستہ نہیں چھوڑتے تو آنجناب نے فرمایا: پھر تم لوگ ان کے لئے حلف سے کہہ دو یہ کھجور اور دودھ کی بالائی سے زیادہ شیریں ہے۔

(۴۲۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تقیہ ہر ضرورت کے موقع پر ہے اور صاحب ضرورت خوب جانتا ہے کہ اس کا موقع کب ہے۔ ۱

(۴۲۹۱) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب نے فرمایا: میری نظر میں اللہ کی قسم کے علاوہ قسم نہیں ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ لَابَلْ شَانِئُکَ (یعنی تیرے دشمنوں کا باپ مرجائے) یہ جاہلیت کی باتیں ہیں۔ اگر لوگ اسی قسم کی قسم کھانے لگے تو اللہ کی قسم متروک ہو جائے گی۔ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ یَا ھَنَّاہُ یَا ھَنَّاہُ تو یہ کسی بھولے ہوئے نام کو یاد کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن لَعَمْرَ اللّٰہِ اور اَیمُ اللّٰہِ تو یہ واقعاً اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔

(۴۲۹۲) اور آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا جس نے بر بنائے تقیہ حلف اُٹھایا تو آنجناب نے فرمایا: اگر تمہیں اپنی جان یا اپنے مال کا ڈر ہو تو حلف اُٹھالو تمہارا یہ حلف تم سے اس خطرے کو دور کر دے گا۔ اور اگر دیکھو کہ تمہارا حلف تم سے کچھ دور نہیں کرے گا تو حلف مت اٹھاؤ۔ ۲

(۴۲۹۳) حلبی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے نذر مانی مگر کسی چیز کا نام نہیں لیا۔ آنجناب نے فرمایا: اگر اس نے کسی چیز کا نام لیا تو وہ وہی چیز نذر کرے اور تم نے کسی چیز کا نام نہیں لیا ہے تو پھر وہ کچھ نہیں ہے اور اگر تم نے یہ کہا ہے لِلّٰہِ عَلَیَّ (یعنی اللہ کے لئے میرے اوپر فرض ہے) تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

(۴۲۹۴) اور آنجناب نے فرمایا: ہر وہ قسم جس میں خوشنودی خدا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو وہ کچھ نہیں ہے، طلاق کا معاملہ ہو یا غلام کی آزادی کا۔ ۳

(۴۲۹۵) اور فرمایا: قسم کے کفارہ میں ایک مد ۴ اور ایک لپ (گیہوں یا آٹا) دیا جائے۔ ۵

(۴۲۹۶) اور ایسے شخص کے متعلق جو عشر وصول کرنے والوں کے سامنے اپنا مال بچانے کیلئے حلف اٹھائے تو آنجناب نے فرمایا: ہاں۔ ۶

(۴۲۹۷) اور میں (حلبی) نے آنجناب سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جو کہے کہ اگر میں نے فلاں عورت اور فلاں عورت کو عاریتاً کوئی چیز دی تو

---

۱ حسین بن سعید نے زرارہ سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ایسا ہی 'نوادر' اور 'بحار' میں ہے۔

۲ کلینی نے ج ۷ ص ۴۶۳ پر قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسماعیل بن مرار سے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے، انہوں نے اماموں علیہما السلام میں سے کسی ایک بزرگوار سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳ کلینی نے صحیح حدیث میں حلبی سے روایت کی ہے۔ ظاہراً قسم میں قربت کی شرط لگائی گئی ہے جو خلاف مشہور ہے مگر یہ کہ اس سے مراد نذر کی قسم ہو کہ اس میں اجماعاً قربت کی شرط ہوتی ہے۔

۴ مد = ۷۵۰ گرام

۵ 'بحار' میں سعید بن عبید اللہ بن علی حلبی نے اس روایت کو امام جعفرؑ سے نقل کیا ہے نیز 'کافی' ج ۷ ص ۴۵۱ کی صحیح حدیث میں اسے حلبی سے اور انہوں نے آنجناب سے قسم کے کفارہ میں بیان کیا ہے کہ دس مساکین کو ایک مد گیہوں یا ایک مد آٹا ایک مٹھی بھر کھانے کو دیا جائے۔ ظاہراً آٹے کے ساتھ مٹھی بھر آٹا اس کے روٹی پکانے کی اجرت کے طور پر دیا جائے گا۔ اور کلینی نے ہی صحیح کی مانند حسن حدیث میں ہشام بن حکم سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے قسم کے کفارہ میں گیہوں کے مد اور ایک مٹھی بھر کا دینے کا حکم دیا تا کہ مٹھی بھر گیہوں پسوائی کی اجرت اور لکڑیوں کے لئے استعمال کیا جاسکے۔

۶ یعنی حلبی نے کہا: میں نے امام جعفر علیہ السلام سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا۔

میرا یہ مال خانہ کعبہ کو ہدیہ ہو جائے۔ مگر اس کی بغیر اجازت اس کے گھر والوں میں سے کسی نے (اس کے مال کو) عاریتاً دیدیا۔ آنجناب نے فرمایا: اس پر کوئی ہدیہ نہیں ہے۔ ہدیہ اس وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے خانہ کعبہ کو نذر کیا جائے تو یہ نذر وہ ہے جس کو پورا کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہے اور اس کے مشابہ جتنی چیزیں ہیں وہ کچھ نہیں ہیں اور کوئی ہدیہ و نذر نہیں جو اللہ کے نام پر نہ ہو۔ [1]

(۴۲۹۸) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ مجھ پر ایک ہزار قربانی فرض ہے ایسی حالت میں کہ حج کے لئے احرام باندھے ہوں گا۔ آنجناب نے فرمایا: یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

اور ایسے شخص کے متعلق جو کہتا ہے کہ وہ حج کے لئے احرام باندھے گا یا یہ کہے کہ میں یہ کھانا خانہ کعبہ کو ہدیہ کروں گا۔ آنجناب نے فرمایا: یہ کچھ نہیں ہے۔ کھانا ہدیہ نہیں کیا جاتا۔ یا وہ اونٹ کو نحر کرنے کے بعد کہے یہ ہدیہ خانہ کعبہ کے لئے ہے اس لئے کہ زندہ جانور ہدیہ کیا جاتا ہے جب وہ گوشت بن گیا تو وہ ہدیہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴۲۹۹) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے متعلق جو کہے کہ نہیں میرے باپ کی قسم۔ آنجناب نے فرمایا: وہ اللہ سے استغفار کرے۔

(۴۳۰۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قسم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شخص پر وہ کام واجب نہیں ہے مگر وہ قسم کھائے کہ میں وہ کام کرونگا یا قسم کھائے اس کے لئے جو اس کام کے لئے لازم ہے اگر وہ کام نہ کرے تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اور دوسری قسم کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ اگر ایک شخص جھوٹی قسم کھائے تو اس کو ثواب ملے گا۔ دوسری یہ کہ اس قسم پر نہ اس کو ثواب ملے گا اور نہ کوئی کفارہ ہو گا۔ تیسری وہ قسم جس پر کوئی کفارہ نہیں ہے بلکہ سزا ہے جہنم میں داخل ہونا ہے۔ اب وہ جس پر آدمی کو اگر جھوٹی قسم کھائے تو ثواب ملتا ہے اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ آدمی کسی مرد مسلم کی جان کی خلاصی یا اس کے مال کی خلاصی کے لئے ظالم کے سامنے جو اس پر ظلم کر رہا ہو یا کسی چور کے سامنے یا اس کے علاوہ کسی اور کے سامنے جھوٹی قسم کھائے۔ اب وہ قسم کہ جس پر نہ کوئی کفارہ لازم آتا ہے اور نہ ثواب ملتا ہے وہ یہ کہ ایک آدمی کسی چیز کی قسم کھائے پھر جس چیز کے لئے قسم کھائی اس سے بہتر اس کو نظر آئے اور جس کی قسم کھائی تھی اس کو ترک کر کے بہتر کو اختیار کر لے۔ اب وہ کہ جس قسم پر آدمی کو عذاب ہو گا اور جہنم میں جانا ہو گا وہ یہ کہ کوئی شخص کسی مرد مسلم کے خلاف یا اس کے حق کے خلاف بر بنائے ظلم جھوٹی قسم کھائے تو یہ جھوٹی قسم اس کے لئے واصل بہ جہنم ہونے کا سبب بنے گی اور دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے اور قسم کے کفارے میں چھوٹے بچوں کو کھانا کھلانا جائز نہیں ہے لیکن ایک بڑے آدمی کے بدلے دو چھوٹے بچوں کو کھلانا جائز ہے۔ [2]

اور جس شخص کو قسم کے کفارے میں کھلانے کے لئے ایک ہی یا دو ہی آدمی ملیں تو ان ہی کو بار بار کھلائے۔ یہاں تک کہ تعداد پوری ہو جائے۔

(۴۳۰۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جھوٹی قسم آبادی کو ویران اور بنجر کر کے چھوڑتی ہے۔

نذر کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص کہے کہ اگر ایسا ایسا ہو گیا تو میں روزہ رکھوں گا یا نماز پڑھوں گا یا تصدق و خیرات کروں گا یا حج کروں گا یا کوئی بھی کار خیر کروں گا اور ایسا ہو گیا تو اس کو اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے۔

لیکن اگر یہ کہے کہ اگر ایسا ایسا ہو گیا تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کے لئے یہ یہ ہے تو یہ نذر واجب ہے اس کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کو پورا کرنا

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۴۴۱ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں آگے آنے والی حدیث کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا ہے اور تہذیب ج ۲ ص ۳۳۳ پر (شیخ نے) اپنی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد سے اور انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے اور اس میں ہے: کوئی ہدیہ اللہ کے ذکر کے بغیر نہیں ہوتا۔

[2] کلینی نے ج ۷ ص ۴۵۳ پر موثق حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: قسم کے کفارہ میں چھوٹے بچوں کو کھلانا جائز نہیں ہے لیکن ایک بڑے کے بدلے دو بچوں کو کھلانا۔ شاید یہ قسم کے کفارہ کے لئے مخصوص ہے ورنہ دیگر کفاروں میں مطلقاً بڑے آدمیوں کو کھانا کھلانا ہے اور اسی طرح کھلانے کی صورت ہے یہ نہیں کہ ان کے سپرد کر دیا جائے۔

واجب ہے۔ اگر اس کے خلاف کیا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کے برابر ہے۔ یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ تم اپنے اہل وعیال کو جو خوراک کھلاتے ہو اس کا اوسط لیکن مسکین کو ایک مد یا ان کو کپڑا پہنانا کہ ہر ایک کو دو کپڑے یا ایک غلام آزاد کرنا اور جس کو یہ کچھ بھی میسر نہ ہو تو تین روزے رکھے، یہ ہے تمہاری قسم کا کفارہ جب بھی تم قسم کھاؤ۔

اور اگر کوئی شخص نذر مانے کہ ہر سنیچر یا اتوار یا تمام دنوں میں سے کسی دن روزہ رکھوں گا اس کا ترک کرنا بغیر کسی سبب کے درست نہیں ہے۔ اور اس کو سفر یا مرض میں روزہ کفارہ درست نہیں مگر یہ کہ اس نے اس کی نیت کر لی ہو۔ اور اگر بلا سبب اس نے افطار کر لیا تو وہ ہر دن کے بدلے دس مسکینوں کو کھانا تصدق کرے۔

اور اگر وہ نذر کرے کہ میں ہمیشہ فلاں دن روزہ رکھا کروں گا اور اس دن عیدِ فطر یا عید الاضحیٰ پڑ جائے یا ایام تشریق ہوں یا اس دن وہ سفر میں ہو یا بیمار پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ ان تمام ایام کا روزہ ساقط کر دیگا اور اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے گا۔ ۱؎

اور اگر کوئی شخص یہ نذر کرے مگر کوئی معینہ کارِ خیر کا نام نہ لے تو اس کو اختیار ہے خواہ کچھ تصدق کرے خواہ وہ دو رکعت نماز پڑھے خواہ ایک دن روزہ رکھے خواہ ایک مسکین کو روٹی کھلائے۔

اور اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ (اگر میرا کام ہو گیا تو) میں مالِ کثیر تصدّق کروں گا اور رقم کی مقدار معین نہ کرے تو کثیر سے مراد اسّی (۸۰) یا اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر: لقد نصر کم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ (سورۃ توبہ آیت ۲۵) (اللہ نے تم لوگوں کی کثیر مواقع پر مدد کی) اور وہ اسّی (۸۰) مواقع تھے۔

اور اگر کوئی شخص نذر کرے کہ وہ ایک دن یا ایک مہینہ روزہ رکھے گا اور دن یا مہینہ کا نام نہ لے اور اس دن یا اس مہینہ میں افطار کرلے تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ اس پر یہ لازم ہے کہ اس کے بدلے دوسرے دن یا دوسرے مہینہ روزے رکھے اپنی نذر کے مطابق اور کسی نہ کسی خاص دن یا خاص مہینہ کے لئے نذر کی تو اس پر واجب ہے کہ وہ اسی خاص دن یا خاص مہینہ میں روزہ رکھے اور اگر اس نے اس دن یا اس مہینہ روزہ نہیں رکھا یا روزہ رکھا مگر توڑ دیا تو اس پر کفارہ لازم ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی خاص دن کیلئے روزہ کی نذر کرے اور اس دن اپنی زوجہ سے مجامعت کرلے تو اس کے بدلے دوسرے دن روزہ رکھے اور ایک مومن غلام کو آزاد کرے۔ ۲؎

اور آزاد کرنے کے لئے اندھا کافی نہیں اور عضو بریدہ اور مشلول اور لنگڑا اور کانا کافی ہے۔ ۳؎

اور اپاہج کافی نہیں ہے اور ظہار کے کفارہ میں اس لڑکے کو آزاد کرنا جائز ہے جو اسلام میں پیدا ہوا ہو۔ ۴؎

۱؎ جیسا کہ قاسم بن ابی قاسم صیقل کے خط میں ہے، جو 'تہذیبین' میں تحریر کیا گیا ہے کہ کہا: میں نے آنجنابؑ کو لکھا: اے میرے سردار! ایک شخص نے نذر مانی کہ جمعہ کے دن ہمیشہ روزہ رکھے گا تو اگر اس دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ پڑ جائے یا وہ سفر میں ہو یا مریض ہو جائے تو کیا اسے روزہ رکھنا ہے یا اس کی قضا کرے؟ اے میرے سردار اسے کیا کرنا چاہئے؟ تو اسے لکھا گیا: کیونکہ خدا نے ان دنوں روزہ اٹھا لیا ہے، اس دن کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھ لے ان شاء اللہ۔ یہی حدیث 'تہذیب' کے باب نذر میں علی بن مہزیار کے خط کے بارے میں نقل کی گئی ہے۔ یہاں ایام تشریق خصوص ہیں اس شخص کے لئے جو مناسکِ حج ادا کر رہا ہو، جیسا کہ احکام حج میں رقم کیا جا چکا۔

۲؎ جیسا کہ 'کافی' ج ۷ ص ۴۵۶ پر موثق حدیث میں علی بن مہزیار کے خط کے ذیل میں مرقوم ہے کہ امام علیہ السلام سے لکھ کر سوال کیا کہ اے میرے سردار ایک شخص نے ایک دن نذر کا روزہ رکھا اور پھر اسی دن اپنی زوجہ سے مباشرت کرلی تو اس پر کیا کفارہ ہے؟ تو آنجنابؑ نے جواباً تحریر کیا: اس دن کے بدلے میں ایک روزہ رکھے اور ایک مومن غلام کو آزاد کرے۔

۳؎ شیخ نے موثق حدیث میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہی مضمون بیان فرمایا اور اسی طرح 'کافی' میں امیر المومنینؑ سے نقل کیا گیا ہے۔

۴؎ جیسا کہ حسین بن سعید کے خط کے جواب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۴۳ پر مرقوم ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ سے بحلف یہ کہے کہ وہ بغیر بتائے ہوئے شہر سے باہر نہیں جائے گا تو جب تک وہ اسے بتا کر نہ جائے اس کا شہر سے باہر نکلنا جائز نہیں اور اگر اسے یہ ڈر ہو کہ وہ باہر نہیں جانے دیگا اور اس کو اور اس کے اہل وعیال کو نقصان پہنچائے گا تو وہ اس پر کوئی شرعی پابندی نہیں ہے۔

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پر کچھ رقم کا دعویٰ کیا اور اس کے پاس کوئی ثبوت وشاہد نہیں ہے اور واقعاً وہ اپنے دعویٰ میں حق پر نہیں ہے تو اگر وہ تیس (۳۰) درہموں کا معاملہ ہے تو دیدے اور حلف نہ اٹھائے اور اگر تیس درہموں سے زائد کا معاملہ ہے تو حلف اٹھالے اور اس کو رقم نہ دے۔ ۱

اور اگر کسی آدمی کے پاس ایک کنیز ہو اور اس کی عورت اس کو بہت ستائے اور اس پر چھاپہ مارے تو وہ شخص اپنی عورت سے کہہ دے کہ یہ کنیز تیرے اوپر صدقہ ہے تو اگر وہ یہ کہے کہ اللہ کے لئے (صدقہ) ہے پھر وہ اس کنیز کے قریب نہ جائے اور اگر اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی کنیز ہے اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔ ۲

(۴۳۰۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس سے بالاتر سمجھے کہ اس کی جھوٹی قسم کھائی جائے تو جو کچھ اس کا نقصان ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اس کو دے گا۔ ۳

(۴۳۰۳) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جو چیز بھی ترک کرے گا وہ اس کی کھوئی ہوئی شئے ہوگی۔

(۴۳۰۴) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پوشدہ طور پر قسم کھائے تو وہ پوشدہ طور پر ہی اس کے ساتھ ان شاء اللہ کہے اور جو شخص علانیہ طور پر قسم کھائے تو وہ اس کے ساتھ علانیہ طور پر ان شاء اللہ کہے۔ ۴

(۴۳۰۵) اور اسماعیل بن سعد نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو قسم کے ساتھ حلف اٹھاتا ہے مگر اس کا ضمیر اس کے خلاف ہے جس کے لئے اس نے حلف اٹھایا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: قسم ضمیر پر ہے۔ یعنی مظلوم کے ضمیر پر۔ ۵

(۴۳۰۶) اور علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو حلف اٹھاتا ہے مگر پھر بھول جاتا ہے کہ اس نے حلف میں کیا کہا تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس پر قائم رہے جو اس کا ارادہ ہے۔

---

۱ کلینی نے ج ۷ ص ۴۳۵ پر محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر کوئی تم پر ایک رقم کا دعویٰ کرے اور وہ تمہارے ذمہ نہ ہو اور وہ چاہے کہ تم حلف اٹھاؤ تو اگر رقم کی مقدار تیس درہم ہو تو رقم اسے دیدو اور اگر تیس درہم سے زیادہ ہو تو حلف اٹھالو اور اسے کچھ نہ دو۔

۲ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۲۳۶ پر صحیح کی مانند مرسل حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی حدیث نقل کی ہے۔

۳ کلینی نے ج ۷ ص ۴۳۴ پر اپنی اسناد سے سکونی سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور آنجنابؑ نے اسے بلند کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔ اور شیخ نے اسے 'تہذیب' میں نقل کیا ہے لیکن وہاں 'جھوٹی قسم' کا لفظ نہیں ہے۔

۴ 'کافی' کی مسند حدیث میں سکونی نے اس کی روایت کی ہے۔

۵ کلینی نے ج ۷ ص ۴۴۴ پر صحیح حدیث میں روایت کی ہے اور 'تہذیب' کی صحیح کی مانند حسن حدیث میں صفوان نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے اور یہ قول 'یعنی مظلوم کے ضمیر پر' مولف کا کلام ہے 'کافی' اور 'تہذیب' میں اس کا وجود نہیں ہے، مولف نے اسے مسعدہ بن صدقہ کی خبر سے اخذ کیا ہے جو 'کافی' میں مروی ہے کہ کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب سوال کیا گیا کہ قسم اٹھاتے ہوئے نیت میں کیا چھپانا جائز ہے؟ تو فرمایا: جو جائز ہے اس وقت اور بعد میں جائز نہیں ہے، پس جو جائز ہے کہ اگر مظلوم ہے تو اس پر حلف نہیں ہے اور قسم کا ارادہ کرے تو وہ اس کی نیت پر ہے اور لیکن اگر ظالم ہے تو قسم مظلوم کی نیت پر ہوگی، اور یہ دلیل ہے کہ دو جھگڑا کرنے والوں میں قسم میں مظلوم کی نیت پر اعتبار کیا جائے گا اور ظالم کے لئے تو ریہ فائدہ نہیں دے گا خواہ حلف اٹھالے۔

(۴۳۰۷) اور روایت کی گئی ہے سعد ابن الحسن سے اور انہوں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک مرتبہ آنجناب ؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے حلف سے کہا کہ وہ اپنا مال اتنی اتنی قیمت پر فروخت نہیں کرے گا مگر پھر اس کے جی میں آیا (بازار کا رنگ اچھا نہیں، بہتر ہے) اسے اسی قیمت پر فروخت کر دوں۔ آنجناب ؑ نے فرمایا: وہ فروخت کر دے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

(۴۳۰۸) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے روایت کی کہ آنجناب ؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص کہے کہ میں حلف سے کہتا ہوں یا قسم کھا کر کہتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں یا اللہ کے حلف ساتھ کہتا ہوں۔

(۴۳۰۹) ابان نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے یہ کہا کہ مجھ پر لازم ہے کہ ایک اونٹ کی قربانی کروں مگر اس نے نام نہیں لیا کہ کہاں قربانی کرے گا۔ آنجناب ؑ نے فرمایا: وہ اونٹ کو منیٰ پر نحر کرے گا اور اس کا گوشت مساکین میں تقسیم کر دے گا۔

(۴۳۱۰) اور روایت کی ہے محمد بن یحییٰ خزاز نے طلحہ بن زید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام قسم توڑنے سے پہلے قسم کے کفارہ میں مساکین کے کھانا کھلانے کو مکروہ جانتے تھے۔

(۴۳۱۱) محمد بن منصور نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے روزے کی نذر کی مگر اب روزہ اس پر گراں ہے۔ آنجناب ؑ نے فرمایا: وہ ہر دن کے عوض ایک مد گیہوں تصدق کرے۔

(۴۳۱۲) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی عورت کے متعلق کہ جو حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی اس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا۔ آنجناب ؑ نے فرمایا: وہ اس کا کفارہ ادا کرے۔

(۴۳۱۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں دین محمدؐ سے بری ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا: تجھ پر ویل ہو اگر تو دین محمدؐ سے بری ہو گیا تو پھر تو کس دین پر رہے گا؟ اور پھر آنحضرتؐ نے اس سے مرتے دم تک بات نہیں کی۔ ۱؎

(۴۳۱۴) محمد بن اسماعیل نے سلام بن سہم شیخ متعبد سے روایت کی ہے۔ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سدیر سے فرماتے ہوئے سنا کہ اے سدیر جو اللہ کا جھوٹا حلف اٹھائے وہ کافر ہو گیا اور جس نے اللہ کا سچا حلف اٹھایا وہ گنہگار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لا تجعلوا اللّٰہ عرضۃ لایمانکم** (تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کے لئے ڈھال نہ بناؤ۔) (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۲۴)۔

(۴۳۱۵) اور عبداللہ بن قاسم نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: غصہ کی حالت میں قسم کوئی قسم نہیں اور نہ قطع رحم کے متعلق قسم کوئی قسم ہے اور نہ کسی جبر کرنے پر قسم کوئی قسم ہے اور نہ کسی کی طرف سے اکراہ پر قسم کوئی قسم ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے، جبر و اکراہ میں کیا فرق ہے؟ آنجناب ؑ نے فرمایا: جبر حاکم وقت کی طرف سے ہوتا ہے اور اکراہ زوجہ و باپ و ماں کی طرف سے اور یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴۳۱۶) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی جھوٹی قسم کھاؤ اور اپنے بھائی کو قتل سے بچاؤ۔ ۲؎

۱؎ کلینی نے ج ۷ ص ۴۳۸ پر مرفوع سند سے اسے بیان کیا ہے۔ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام سے برائت کے حلف کے حرام ہونے کے خلاف نہیں ہے۔ اور کفارہ کے واجب ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ محقق نے 'شرائع' میں کہا ہے: اس پر کفارہ نہیں ہے۔

۲؎ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۳۲ پر اپنی اسناد سے صفار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے، انہوں نے جعفر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے اور انہوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(۴۳۱۷) اور عبداللہ بن جبلہ نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے اوپر روزے کی نذر کرتا ہے مگر اس پر روزہ کی قوت نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ اُس شخص کو جو اس کی جانب سے روزہ رکھے ہر دن کے لئے دو مد دے۔

(۴۳۱۸) محمد بن عبداللہ بن مہران نے علی بن جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو کہتا ہے کہ میں کعبہ کو فلاں فلاں چیز ہدیہ کروں گا لیکن اگر وہ اس چیز پر جسے وہ ہدیہ کرے قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر کیا لازم ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے نذر مانی ہے اور اس پر قدرت نہیں تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس کی ملکیت میں کوئی غلام یا کوئی کنیز ہے یا اسکے مشابہہ کوئی اور چیز ہے تو اس کو فروخت کردے اور اس کی قیمت سے خوشبو وعطر خریدے اور کعبہ کو خوشبو لگائے اور اگر اس کے پاس کوئی سواری ہو تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۳۱۹) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے نذر کی کہ وہ خانہ کعبہ تک پا پیادہ جائے گا مگر وہ گاڑی پر سوار ہو کر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ گاڑی کے اندر ہی کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ وہاں سے گزر جائے۔

(۴۳۲۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یونس بن ظبیان سے ارشاد فرمایا: اے یونس ہم لوگوں سے برأت اور دست برداری کی ہرگز قسم نہ کھانا اس لئے کہ جو ہم لوگوں سے برأت و دست برداری کی سچی یا جھوٹی قسم کھائے گا وہ ہم لوگوں سے بری اور دست بردار ہو جائے گا۔

(۴۳۲۱) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچ یا جھوٹ برأت کا اظہار کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے بری اور لاتعلق ہو جائے گا۔

(۴۳۲۲) اور علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے احکام شرعیہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ہر مذہب کے لوگوں سے وہی حلف اور قسم جائز ہے جس کی وہ قسم کھائیں۔

(۴۳۲۳) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا اس شخص کے لئے جو کسی اہل کتاب سے جبریہ حلف اٹھوائے کہ وہ اس کی کتاب وملت کے مطابق حلف اٹھوائے۔ [1]

(۴۳۲۴) عبداللہ بن مسکان نے بدر بن خلیل [2] سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۴۵۱ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حلبی سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے امام جعفر علیہ السلام سے غیر اقوام کے حلفوں کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: ان سے صرف اللہ عزوجل کے نام پر حلف لو۔ اور موثق حدیث میں آنجناب علیہ السلام سے مروی ہے کہ سماعہ نے کہا: میں نے آنجناب علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے مناسب ہے کہ یہود ونصاریٰ ومجوس میں کسی شخص سے ان کے خداؤں پر حلف لے؟ فرمایا: کسی کے لئے حلف لینا صحیح نہیں ہے سوائے اللہ عزوجل کے نام کے۔ اور صحیح حدیث میں سلیمان بن خالد نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: نہ کوئی یہودی، نہ کوئی نصرانی، نہ کوئی مجوسی بغیر اللہ کے نام کے حلف اٹھائے، کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: فاحکم بینهم بما انزل الله (سورہ مائدہ آیت ۴۸) (اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کے بموجب ان کے مابین فیصلہ کرو)

شاید 'جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے' سے مراد اللہ تعالیٰ کا قول اس شہادت کے بارے میں ہو جو وصیت پر دی جائے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: یا ایها الذین امنوا شهادة بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیة اثنان ذوا عدل منکم او آخران من غیرکم ان انتم ضربتم فی الارض فاصابتکم مصیبة الموت تحبسونهما من بعد الصلوٰة فیقسمان بالله ان ارتبتم (سورہ مائدہ آیت ۱۰۶) (اے ایمان لانے والو! جب تم میں کسی کی موت آجائے تو تمہاری آپس کی شہادت وصیت کے وقت دو کی ہو جو تم میں سے عادل ہوں یا اگر تم سفر میں ہو اور تم پر موت کی مصیبت آپڑے تو وہ غیروں ہی میں سے ہوں انہیں نماز کے بعد تک روکے رکھو اگر تمہیں شک ہوتا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں) 'غیروں میں سے' یعنی جو غیر مسلم ہوں۔

[2] بظاہر یہ بدر بن ولید کوفی ہے، جس سے ابن مسکان نے متعدد روایات لی ہیں۔

دریافت کیا گیا جو قید میں تھا تو اس نے کہا کہ اگر میں اس قید سے رہا ہو گیا تو اللہ کے لئے مجھ پر ایک سال روزہ رکھنا لازم ہو گا۔ تو وہ اس قید سے رہا ہو گیا مگر وہ ڈر رہا ہے کہ اس کے لئے ایک سال تک روزہ رکھنا ممکن نہ ہو گا۔ اب وہ کیا کرے؟ آنجناب نے فرمایا: وہ ایک ماہ تو روزہ رکھے اور دوسرے مہینے میں کچھ دن تو یہ دو ماہ مسلسل روزہ ہو جائے گا پھر وہ روزہ رکھے اور جس دن روزہ نہ رکھے تو اس دن کے عوض ایک مد تصدق کرے اور جس دن وہ روزہ رکھے گا تو وہ اس کے روزے میں شمار ہو گا اس طرح وہ ایک سال کا روزہ تمام کرے۔

(۴۳۲۵) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت ابی جعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس پر کچھ روزے قضا ہیں اب اس کی طرف سے روزہ رکھا جائے یا اس کی طرف سے صدقہ نکال دیا جائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس طرف سے صدقہ دینا افضل ہے۔

(۴۳۲۶) علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے قول خدا: واللیل اذا یغشیٰ. والنھار اذا تجلّی (سورۃ لیل آیت نمبر ۱۔۲) (قسم ہے رات کی جب چھا جائے اور دن کی جب وہ روشن ہو) اور قول خدا: والنجم اذا ھوی (سورۃ نجم آیت ۱) (قسم ہے تارے کی جب گرے) اور اس کے مشابہہ آیات کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھائے لیکن بندوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھائیں۔

باب: کفّارات

(۴۳۲۷) محمد حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: قتل خطا کے کفارہ میں ایک غلام مرد کے آزاد کرنے کے سوا اور کچھ جائز نہیں ہے ہاں ظہار کے کفارہ میں اور قسم کے کفارے میں ایک بچے کو آزاد کرنا جائز ہے۔

(۴۳۲۸) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام ابو ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا غیر اہل ولایت میں سے کسی مردِ ضعیف کو (کچھ) دیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں مگر اہل ولایت میں کسی کو دینا میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ یعنی کفّارے میں۔

(۴۳۲۹) مفضل بن عمر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ قول خدا: فلا اقسم بمواقع النجوم وانه لقسم لو تعلمون عظیم (سورۃ واقعہ آیت نمبر ۷۵۔۷۶) (سو میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے ڈوبنے کی اور یہ بڑی قسم ہے اگر سمجھو) کے متعلق آنجنابؑ نے فرمایا: یہاں مراد ائمہ سے برأت کی قسم کے متعلق ہے کہ آدمی حلف و قسم کے ساتھ براءت کا اظہار کرے یہ اللہ کے نزدیک عظیم ہے اور یہ حدیث نوادر حکمت میں سے ہے۔

(۴۳۳۰) حفص بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کسی شخص کی غیبت کرنے کا کیا کفارہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے طلبِ مغفرت کرو جس طرح تم نے اس کا ذکر کیا ہے۔[1]

(۴۳۳۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہنسنے کا کفارہ یہ ہے کہ یہ کہے: اَللّٰھُمَّ لَا تَمْقُتْنِیْ (میرے اللہ تو مجھ پر غضبناک نہ ہونا)۔

(۴۳۳۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حکومت وقت کی نوکری کا کفارہ برادرانِ ایمانی کی حاجت روائی ہے۔

(۴۳۳۳) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کیا کہ ایک شخص نے حلف کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی براءت کا اظہار کیا پھر اس حلف کو توڑ دیا اب اس کی توبہ اور اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو جواب میں تحریر آئی

[1] یعنی کہو: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ (پروردگار اسے معاف کردے) وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو۔

کہ وہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہو۔

(۴۳۳۴) عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے علی بن محمد بن قتیبہ سے انہوں نے حمدان بن سلیمان سے انہوں نے عبدالسلام بن صالح ھروی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: فرزند رسول ہم لوگوں سے چند راویوں نے آپؑ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں عورت سے مجامعت کرے اس پر تین کفارے ہیں اور ان ہی علیہ السلام سے کچھ لوگوں نے روایت کی ہے کہ ایک کفارہ ہے تو اب کون سی روایت سے ہم حکم اخذ کریں؟۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں سے حکم اخذ کیا جائیگا۔ جب کوئی حرام سے مجامعت یا حرام سے روزہ توڑے ماہ رمضان میں تو اس پر تین کفارے ہیں ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینہ متواتر روزہ رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اس دن کا قضا روزہ رکھے۔ اور اگر اس نے حلال مجامعت کی ہے یا حلال چیز پر روزہ توڑا ہے تو اس پر ایک کفارہ اور اس دن کا قضا روزہ ہے اور اگر اس نے بھول کر ایسا کیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۳۳۵) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کہے لَا وَرَبِّ الْمُصْحَفِ (رب مصحف کے قسم نہیں) [1] تو اس پر ایک کفارہ ہے۔

(۴۳۳۶) حنان بن سدیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: راہ خدا میں قتل اور شہید ہونا ہر گناہ کا کفارہ ہے سوائے قرض کے کہ اس کا سوائے ادائیگی کے اور کوئی کفارہ نہیں یا یہ کہ وہ قرض دینے والا راضی ہو جائے یا اپنا حق اس کو معاف کر دے۔

(۴۳۳۷) جمیل بن صالح سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میرے پاس مدینہ میں ایک کنیز تھی جس کا حیض بند ہو گیا تھا تو میں نے نذر کی کہ اگر حیض جاری ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے لئے نذر ہے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ میرے نذر کرنے سے پہلے اس کو حیض جاری ہو گیا تھا۔ تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا حالانکہ میں مدینہ ہی میں تھا تو آنجنابؑ نے جواب تحریر کیا کہ اگر اس کو تمہاری نذر سے پہلے حیض جاری ہو گیا تھا تو تم پر کوئی نذر نہیں ہے اور اگر نذر کرنے کے بعد اس کو حیض جاری ہوا ہے تو تم پر نذر لازم ہے۔

(۴۳۳۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجالس کا کفارہ یہ ہے کہ تم مجلس سے اٹھتے وقت کہو: سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ. وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (تمہارا پروردگار صاحبِ عزت ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں اور رسولوں پر سلام ہو اور ہر قسم کی حمد کل جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔) (سورۃ صافات آیت نمبر ۱۸۰ تا ۱۸۲)

کتاب النکاح (نکاح کی ابتدا اور اس کی اصل)

(۴۳۳۹) زرارہ بن اعین سے روایت ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت حواؑ کی خلقت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ہمارے یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو حضرت آدمؑ کی پسلیوں میں سے سب سے آخری پسلی سے پیدا کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے زیادہ پاک و بلند تر ہے اور بہت زیادہ بلند تر ہے اس سے جو شخص یہ کہتا ہے۔ کیا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں وہ قدرت نہ تھی کہ وہ حضرت آدمؑ کی پسلی کے بغیر ان کی زوجہ کو پیدا کرتا۔ اس طرح طعن و تشنیع کی گفتگو کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا موقع دیتا ہے کہ وہ سب یہ کہیں کہ جب حضرت حوا ان کی پسلی سے پیدا ہوئی تھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خود اپنی پیدا اور اپنی اولاد سے نکاح کیا تھا تو ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان ان کے متعلق اللہ کا کیا فیصلہ ہو۔

[1] یہاں یہ چھوٹ گیا ہے کہ پھر وہ قسم سے تائب ہو اور یہ 'کافی' اور 'تہذیب' میں موجود ہے، اسے بسندِ حسن روایت کیا گیا ہے نوفلی سے، انہوں نے سکونی سے انہوں نے صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے جدِ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے۔

پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (سنو اصل واقعہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور ملائکہ کو حکم دیا اور ان سب نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو اس کے بعد ان پر غنودگی طاری کردی کہ راحت کرلیں پھر اللہ تعالیٰ نے حواؑ کو پیدا کیا اور ان کو حضرت آدمؑ کے پہلو میں کمر سے متصل لٹا دیا اس لئے تا کہ عورت مرد کی تابع رہے۔ تو حوا کلبلانے لگیں اور ان کی حرکت سے حضرت آدمؑ کی آنکھ کھل گئی تو آواز دی کہ ہٹ جاؤ مگر جب نظر ڈالی تو دیکھا کہ انہی سے مشابہہ اور انہی کی ہم شکل ایک مخلوق ہے فرق یہ ہے کہ عورت ہے۔ تو حضرت آدمؑ نے اپنی زبان میں ان سے بات کی اور انہوں نے حضرت آدمؑ سے بات کی۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا: تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں بھی ایک مخلوق ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق کیا ہے جیسا کہ آپؑ خود دیکھ رہے ہیں۔ تو اس وقت حضرت آدمؑ نے عرض کیا: پروردگار یہ حسین مخلوق کیسی ہے۔ جس کو دیکھ کر میرے دل میں اس سے انس پیدا ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: اے آدمؑ یہ میری کنیز حوا ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ رہے، تمہاری مونس بن جائے، تم سے باتیں کرے اور تمہارے حکم کی تابع رہے۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا: ہاں اے پروردگار اگر تو نے ایسا کر دیا تو میں جب تک زندہ رہوں گا تیری حمد اور تیرا شکر ادا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: اچھا تو پھر میرے پاس تم اس کا پیغام دو اس لئے کہ یہ میری کنیز ہے اور یہ تمہاری زوجہ بننے کے لائق ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے اندر شہوت و خواہش نفس پیدا کردی اور اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ہر شے کی شناخت کا علم دیدیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا: پروردگار میں تیری بارگاہ میں اس کے لئے پیغام دیتا ہوں اب اس سلسلے میں تیری مرضی کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری مرضی یہ ہے کہ اسے میرے دین کی باتوں کی تعلیم دو۔ انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار اگر تیری یہی منشاء اور مرضی ہے تو یہ مجھ پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں یہی میری منشاء ہے اور میں نے اس کا نکاح تم سے کر دیا اب تم اس کو اپنے سے ملا لو۔ آدمؑ نے آواز دی: ادھر میرے پاس آؤ۔ حوّا نے جواب دیا: نہیں بلکہ تم میری طرف آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ تم ہی اٹھ کر اس کی طرف جاؤ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر عورتیں خود مردوں کے پاس جاتیں اور انہیں اپنے نکاح کا پیغام دیتیں۔ تو یہ تھا حضرت حوا صلوات اللہ علیہا کا قصہ۔

اب اللہ تعالیٰ کا یہ قول: **یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ خلق منہا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء** (سورہ نساء آیت نمبر ۱) [اے لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس (کی جنس) سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں]۔ تو روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کی مٹی سے ان کی زوجہ کو خلق کیا اور ان سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔ اور وہ حدیث جس کی روایت کی گئی ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت حوا کو خلق کیا گیا حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے بھی صحیح ہے اور اس کے معنی یہ کہ حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی کے بنانے کے بعد جو مٹی بچ رہی تھی اس سے حضرت حوا پیدا ہوئیں۔

(۴۳۳۰) اور زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت شیثؑ پیدا ہوئے اور ان کا نام ھبۃ اللہ ہے اور زمین پر آدمیوں میں وہ پہلے وصی ہیں جن کو وصی بنایا گیا پھر حضرت شیث کے بعد یافثؑ پیدا ہوئے اور جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی نسل بڑھے جیسا کہ تم لوگ دیکھتے ہو اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم قدرت سے یہ لکھ دیا ہے (طے کر دیا ہے) کہ بہنیں بھائیوں پر حرام ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پنجشنبہ کے دن بعدِ عصر جنت سے ایک حوریہ کو نازل کیا جس کا نام نزلہ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کا نکاح حضرت شیثؑ سے کر دو۔ آپؑ نے اس کا نکاح حضرت شیثؑ سے کر دیا پھر دوسرے دن بعدِ عصر ایک اور حوریہ نازل کی جس کا نام منزلہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو حکم دیا کہ اس کا نکاح یافثؑ سے کر دو۔ چنانچہ آپؑ نے اس کا نکاح یافثؑ سے کر دیا اب شیثؑ کے وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور یافثؑ کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اور جب یہ دونوں بڑے ہو کر سن بلوغ کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ یافثؑ کی لڑکی کا نکاح شیثؑ کے لڑکے سے کر دو چنانچہ آپؑ نے ایسا ہی کیا اور ان ہی دونوں کی نسل سے برگزیدہ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام پیدا ہوئے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بہنوں کا بھائیوں سے نکاح ہوا اس سے خدا کی پناہ۔

(۴۳۴۱) قاسم بن عروہ [۱] نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جنت کی ایک حوریہ نازل فرمائی اور آپ نے اس سے اپنے کسی ایک لڑکے کا نکاح کر دیا اور دوسرے لڑکے کا آنجناب نے بنی جان کی ایک لڑکی سے کیا تو لوگوں میں جو حسن اور خوش خلقی ہے وہ حوریہ کی وجہ سے آئی ہے اور جو بد خلقی ہے وہ بنی جان کی لڑکی کی وجہ سے ہے۔

باب: اقسام نکاح

(۴۳۴۲) محمد بن زیاد سے روایت ہے اور انہوں نے حسین بن زید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آنجناب فرما رہے تھے کہ عورتوں کی شرمگاہیں تین طرح سے حلال ہوتی ہیں ایک وہ جو نکاح میں آئیگی تو میراث پائے گی (یعنی نکاح دائمی سے) دوسرے وہ عورت جو نکاح میں آئیگی مگر میراث نہیں پائے گی (یعنی متعہ سے) تیسرے وہ عورت جو ملکیت میں آئیگی۔

باب: فضیلت نکاح

(۴۳۴۳) عمرو بن شمر نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو کیا امر مانع ہے کہ وہ اپنے لئے ایک اہلیہ منتخب کرے؟ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک ایسا انسان پیدا کرے جو زمین پر لا الہ الا اللہ کا وزن بڑھائے۔

(۴۳۴۴) معمر بن خلاد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے: تین باتیں رسولوں کی سنت ہیں۔ عطر کا استعمال، بال تراشوانا، اور کثرتِ ازدواج۔

(۴۳۴۵) حسن بن علی بن ابی حمزہ [۲] نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی آنجناب نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے شادی کر لی اس نے نصف دین کی حفاظت کر لی اور دوسری حدیث میں کہ اب جو نصف دین باقی ہے اس کے متعلق اللہ سے ڈرتا رہے۔

(۴۳۴۶) اور عبداللہ بن حکم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں جتنی بنائیں (بنیادیں) رکھی گئی اس میں سب سے زیادہ پسندیدہ مجھے نکاح کی بناء ہے؟

(۴۳۴۷) اور علی بن رئاب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم لوگ نکاح کرو (اسے نہ چھوڑو) اس لئے کہ میں کل قیامت کے دن تمام امتوں کے مقابلہ میں تم لوگوں کی کثرت پیش کروں گا یہاں تک کہ جب کوئی اسقاط شدہ بچہ بھی روتا ہوا باب جنت پر پہنچے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ (کیوں روتا ہے) جنت میں داخل ہو جا تو وہ کہے گا کہ نہیں جب تک مجھ سے پہلے میرے والدین جنت میں داخل نہ ہو جائیں۔

(۴۳۴۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ شادی کرو اس لئے کہ یہ تم لوگوں کے لئے سب سے زیادہ رزق کا سبب بنے گا۔ [۳]

---

[۱] یہ مجہول الحال ہے اور مصنف کا سلسلہ اس تک ہارون بن مسلم بن سعد سے ہے جو اگرچہ ثقہ ہے لیکن جبر و تشبیہ کا مذہب رکھتا تھا۔

[۲] حسن بن علی بن ابی حمزہ کا امام صادق علیہ السلام سے بلا واسطہ روایت کرنا بعید ہے، بلکہ غیر معروف ہے البتہ واسطہ برطرف نہیں ہے شاید یہ کلیب بن معاویہ اسدی ہے جیسا کہ 'کافی'، ج ۵ ص ۳۲۹ پر موجود ہے۔

[۳] 'کافی'، ج ۵ ص ۳۲۹ پر سند حدیث کے ذیل میں عبداللہ بن میمون قداح سے، انہوں نے ابو عبداللہ اور انہوں نے اپنے والد علیہما السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت کی ہے۔

باب: غیر شادی شدہ پر شادی شدہ کی فضیلت

(۴۳۴۹) عبد اللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر بن محمد باقر علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: شادی شدہ مرد کی دو رکعت نماز افضل ہے غیر شادی شدہ مرد کی ستر (۷۰) رکعت سے۔

(۴۳۵۰) آنجناب علیہ السلام کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو رکعت نماز جس کو شادی شدہ مرد پڑھتا ہے وہ افضل ہے غیر شادی شدہ مرد کے رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور دن بھر روزے رکھنے سے۔ [1]

(۴۳۵۱) روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے مردوں میں سے سب سے رذیل وہ ہیں جو غیر شادی شدہ فوت ہوئے ہیں۔ [2]

(۴۳۵۲) اور روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اکثر اہل جہنمی غیر شادی شدہ ہونگے۔ [3]

باب: عورتوں سے محبت

(۴۳۵۳) ابو مالک حضرمی نے ابوالعباس سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آنجنابؑ فرمارہے تھے کہ بندہ جس قدر عورتوں سے محبت زیادہ کرے گا اتنا ہی ایمان میں اس کا فضل وشرف زیادہ ہوگا۔

(۴۳۵۴) ابان کی روایت میں ہے کہ جس کو انہوں نے عمر بن یزید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: میرا کہنا تو یہی ہے کہ جس قدر انسان کے ایمان میں زیادتی ہوگی اتنی ہی اس کے اندر عورتوں سے محبت میں زیادتی ہوگی۔

باب: عورتوں میں خیر کی کثرت۔

(۴۳۵۵) ابن فضال سے روایت ہے انہوں نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے اس شخص سے روایت کی ہے جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے کہ سب سے زیادہ خیر عورتوں میں ہے۔ [4]

باب: اس شخص کے متعلق جو فقر و تنگدستی کے خوف سے شادی ترک کردے

(۴۳۵۶) محمد بن عمیر سے روایت ہے، انہوں نے حریز سے، انہوں نے ولید سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فقر و تنگدستی کے خوف سے تزویج ترک کردے تو گویا اس کو اللہ تعالیٰ سے بدگمانی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان یکونو افقرآء یغنھم اللہ من فضلہ (اگر تم لوگ فقیر بھی ہو تو اللہ تعالی اپنے فضل سے تم لوگوں کو غنی کردیگا) (سورۃ نور آیت ۳۲)۔

(۴۳۵۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالی سے پاک و پاکیزہ حالت میں ملاقات کرے تو وہ پھر اپنی کسی زوجہ سے ملاقات کرے اور جس نے فقر و تنگدستی کے خوف سے تزویج و نکاح کو ترک کیا تو اس نے اللہ سے بدگمانی کی۔

---

[1] کلینی نے ج ۵ ص ۳۲۸ پر موثق حدیث کے ذیل میں اسے بیان کیا ہے۔

[2] 'کافی' کی مسند حدیث میں اسے امام جعفر علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

[3] کیونکہ زیادہ تر گناہ شہوت اور غصہ کی وجہ سے انجام پاتے ہیں اور شادی ان دونوں کو توڑ دیتی ہے۔

[4] کیونکہ وہ ولادت کے ذریعہ نوع انسانی کی حفاظت کرتی ہیں، گھر کے معاملات سنوارتی ہیں اور اسی طرح معاش (کے مطابق خرچ کرتی ہیں)۔

باب: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اور صلہء رحم کے لئے شادی کی

(۴۳۵۸) حضرت علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور صلہِ رحم کے لئے نکاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف تاج ملک و کرامت پہنانے کے لئے متوجہ ہوگا۔

باب: بہترین عورت

(۴۳۵۹) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدرِ بزرگوارؑ سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سب سے افضل وہ عورت ہے جس کا چہرہ سب سے پیارا اور خوبصورت او. اس کا مہر سب سے کم ہوگا۔

باب: عورتوں کی قسمیں

(۴۳۶۰) مسعدہ بن زیاد سے روایت ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: عورتوں کی چار قسمیں ہیں اس میں سے کچھ ربیع مربع ہیں کچھ جامعٌ مُجمعٌ ہیں کچھ کَربٌ مُقمعٌ ہیں اور کچھ غُلٌ قَمِلٌ ہیں۔

احمد بن ابی عبداللہ برقی کا قول ہے کہ:

جَامِعٌ مَجْمِعٌ یعنی کثیر الخیر اور زرخیز و شاداب، رَبِیعٌ مُربِعٌ یعنی وہ عورت کہ جس کے بچہ گود میں ہو دوسرا بچہ پیٹ میں اور کَرُبٌ مِقْمِعٌ یعنی اپنے شوہر کے ساتھ بدخلقی کرنے والی اور غُلٌ قَمِلٌ یعنی وہ اپنے شوہر کے لئے ایسی پوستین کا لباس ہے جس میں جوئیں پڑی ہوئی اور وہ اس کو اتار نہ سکتا ہو اور یہ عرب کی ایک مثل ہے۔

(۴۳۶۱) حسن بن محبوب نے داؤد کرخی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میری زوجہ مرگئی جو میرے مزاج کے بالکل موافق تھی اب میرا ارادہ ہے کہ میں دوسری شادی کرلوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: مگر یہ دیکھ کر کرنا کہ تم اپنا دل کہاں رکھ رہے ہو، کس کو اپنے مال میں شریک کررہے ہو اور اپنے دین، اپنی امانت اور اپنے راز پر کس کو مطلع کررہے ہو۔ اگر اس کا کرنا واقعاً لابدی اور ضروری ہو تو ایسی سے کرو جو باکرہ ہو جو خیر اور حسن خلق سے منسوب ہو۔

الا اِنّ النساء خُلِقن شَتّی	فمنهنّ الغنیمة و الغرام
و منهنّ الهِلال اذا تجلّی	لصاحبه و منهنّ الظلام
فمن یظفر بصالحهنّ یسعد	و مَن یغبن فلیس له انتقام

(ترجمہ اشعار)

۱۔ آگاہ ہو کہ عورتیں مختلف قسم کی پیدا کی گئی ہیں اس میں سے کچھ کے ساتھ شادی نفع ہے اور کچھ کے ساتھ نقصان۔

۲۔ ان میں سے کچھ ایسی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہر کے سامنے آجائیں تو معلوم ہو کہ چاند نکل آیا اور کچھ ایسی ہیں کہ اگر اپنے شوہر کے سامنے آجائیں تو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے۔

۳۔ پس جو شخص ایک مرتبہ زن صالحہ سے شادی کرنے میں کامیاب ہوگیا وہ خوش نصیب ہے اور جس کو اس میں دھوکا ہوا تو اس کا تدارک ممکن نہیں۔

اور ان عورتوں کی تین قسمیں ہیں ایک عورت جو بہت بچہ پیدا کرنے والی اور بہت محبت والی ہے۔ وقت پڑنے پر اپنے شوہر کو دنیا و آخرت دونوں میں معین و مددگار ہوتی ہے۔ شوہر کے خلاف زمانے کا ساتھ نہیں دیتی۔ ایک عورت وہ ہے جو بانجھ ہے نہ اس میں حسن و جمال ہے اور نہ اس میں اخلاق،

نیز نیک کاموں میں اپنے شوہر کی مدد نہیں کرتی اور ایک عورت جو بہت شور مچاتی اور لڑتی، جھگڑا کرتی، لوگوں میں گھستی پھرتی اور چغل خوری کرتی ہے اگر اسے زیادہ سے زیادہ بھی دیدو تو اسے کم سمجھتی ہے اور کم کو تو قبول ہی نہیں کرتی۔

باب:۔ عورت کی برکت اور نحوست

(۴۳۶۲) عبداللہ بن بکیر سے روایت ہے جو انہوں نے محمد بن مسلم سے کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا ہلکا پھلکا خرچ ہو اور ولادت آسانی سے ہو۔ اور اس کی نحوست یہ ہے کہ گراں خرچ ہو اور اس کے ہاں ولادت مشکل سے ہو۔

(۴۳۶۳) اور روایت میں ہے کہ عورت کی برکت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو اور اس کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر زیادہ ہو۔

(۴۳۶۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ نیلی آنکھوں والی عورت سے شادی کرو اس میں برکت ہے۔[۱]

باب:۔ عورتوں کے وہ اخلاق وصفات جو پسندیدہ اور قابل تعریف ہیں

(۴۳۶۵) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ نکاح کرو تو اس عورت سے جس کا رنگ گندمی (نہ کالا نہ گورا) ہو، بڑی بڑی سرگین آنکھیں ہوں، بدن کا پچھلا حصہ (سرین) گداز ہو، قد میانہ ہو۔ اگر (نکاح کے بعد) اسے پسند نہ کرو تو اس کا مہر میرے ذمہ ہے۔[۲]

(۴۳۶۶) اور رسول اللہؐ جب کسی عورت سے عقد کا ارادہ کرتے تو اس کے پاس ایک عورت کو بھیجتے اور اس کو ہدایت کرتے کہ تم اس کی گردن کے کنارے کو سونگھو اگر اس کی گردن کا کنارہ طیب ہے تو اس کی خوشبو بھی طیب ہے اور اگر اس کے پاؤں کی دو ہڈیوں کے جوڑ گداز اور پُر گوشت ہیں تو اس کی فرج بھی۔[۳]

منصف علیہ الرحمہ نے فرمایا: 'لیت' یعنی گردن کا کنارہ، 'العرف' اچھی خوشبو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **یدخلھم الجنة عرفھا لھم** (ان لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا جس کی خوشبو ان کے لئے اچھی ہوگی) (سورہ محمد آیت۔۶) اور کہا گیا ہے 'العرف' یعنی اچھی خوشبو والی عود اور 'ورم کعب' پاؤں کے جوڑ پر گوشت ہونا اور 'الکعثب' یعنی فرج، شرمگاہ۔

(۴۳۶۷) اور آنجناب علیہ السلام[۴] نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرنے کا اردہ کرلے تو جس طرح اس کے چہرے کے متعلق پوچھتا ہے اسی طرح اس کے بالوں کے متعلق پوچھ لے اس لئے کہ بال دو (۲) خوبصورتیوں میں سے ایک ہے۔

(۴۳۶۸) نیز آنجناب علیہ السلام[۵] نے فرمایا: تم لوگوں کی بہترین عورتیں وہ ہیں جو بہترین خوشبودار کھانا تیار کرنے والی ہیں[۶]، جن کو اگر تم نے خرچ

---

[۱] 'کافی' ج ۵ ص ۳۳۵ پر (کلینی نے) اپنی اسناد کے ساتھ سکونی سے، انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اور آنجنابؑ نے اسے بلند کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

[۲] کلینی نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے مالک بن اشیم سے، انہوں نے بعض راویوں سے، انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے اور آنجنابؑ نے اس حدیث کو بلند کیا امیر المومنین صلوات اللہ علیہ تک۔ نیز متعدد راویوں نے سہل سے، انہوں نے بکر بن صالح سے، انہوں نے ابن اشیم سے، انہوں نے بعض راویوں سے، انہوں نے صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے مرفوعاً امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

[۳] 'کافی' میں اسے مرفوع حدیث کے تحت ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے۔

[۴] یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ 'نوادر راوندی' ص ۱۳ پر ہے جسے روایت کیا گیا ہے اپنی اسناد سے موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے والد اسماعیل بن موسیٰ سے، انہوں نے اپنے والد ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

[۵] 'کافی' اور 'تہذیب' میں قوی حدیث کے تحت عمرو بن جمیع نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اور آنجنابؑ نے مرفوعاً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

[۶] کلینی نے مرسل سند سے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: تم لوگوں کی بہترین عورتیں ۔۔۔ تا آخر روایت۔

دیا تو وہ اس کو لوگوں کے نیک سلوک میں خرچ کریں گی اور اگر تم نے خرچ روکا تو وہ بھی نیک سلوک سے رک جائیں گی۔ یہ سب اللہ کی کارندہ ہیں اور اللہ کا کارندہ کبھی مایوس نہیں کرتا۔

(۴۳۶۹) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: تمہاری بہترین عورت وہ ہے کہ جس سے تم ناراض ہوئے یا ناراض کیے گئے تو وہ اپنے شوہر سے کہے کہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے جب تک تم مجھ سے راضی وخوشی نہ ہو گے میں پلک جھپکنے تک کے لئے سرمہ نہیں لگاؤں گی۔ [۱]

(۴۳۷۰) اور علی بن رئاب نے ابوحمزہ ثمالی سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہاری عورتوں میں سے سب سے اچھی کون ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ ہمیں بتائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تمہاری عورتوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ بچے پیدا کرنے والی اور زیادہ محبت کرنے والی، پاک دامن، باعفت، اپنے گھر والوں میں باعزت اور اپنے شوہر کی مطیع اور اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرنے والی اور غیروں سے خود کو بچانے والی، اپنے شوہر کی بات ماننے والی، اس کے حکم کی اطاعت کرنے والی ہو اور تنہائی وخلوت میں اس بات پر آمادہ ہونے والی جو وہ چاہتا ہے اور اس سے اس طرح اظہارِ شوق نہ کرے جس طرح مرد اظہارِ شوق کرتے ہیں۔

(۴۳۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [۲] نے ارشاد فرمایا کہ ایک مسلم کو اسلام کے بعد اس سے بہتر اور کوئی فائدہ نہیں ہوا کہ اس کو ایک زنِ مسلمہ ملی کہ جس کو دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے، اس کو حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اس کی غیبت وغیر حاضری میں اپنی ناموس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔

(۴۳۷۲) اور ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری ایک زوجہ ہے کہ جب میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ بڑھ کر مجھے خوش آمدید کہتی ہے اور اس کے پاس سے نکلتا ہوں تو وہ مجھے رخصت کرنے کے لئے کچھ دور ساتھ ساتھ آتی ہے جب مجھے فکرمند دیکھتی ہے تو مجھ سے پوچھتی ہے کہ تمہیں کس بات کی فکر ہے اگر رزق کی فکر ہے تو اس کا کفیل تمہارے سوائے کوئی اور ذات ہے اور اگر تم کو آخرت کے امور کی فکر ہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس فکر کو زیادہ کرے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ کارندے ہوتے اور یہ تمہاری زوجہ بھی ان کارندوں میں سے ہے اور اس کو ایک شہید کے ثواب کا نصف ملے گا۔ [۳]

باب: عورتوں کے قابلِ مذمت اخلاق وصفات

(۴۳۷۳) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مردِ مومن کے دشمنوں میں سے سب سے زیادہ غالب ہو جانے والی دشمن اس کی بُری زوجہ ہے۔

(۴۳۷۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (عورتوں کو خطاب کر کے) فرمایا: میں تم سے زیادہ ضعیف الاعتقاد وناقص العقل اور عقل مندوں کی عقل کو سلب کرنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا۔ [۴]

[۱] یعنی آنکھوں کو سونے کے لئے اس وقت تک بند نہیں کروں گی جب تک تم راضی نہ ہو جاؤ۔

[۲] 'کافی' کی قوی حدیث میں عبداللہ بن میمون قداح سے، انہوں نے ابوعبداللہ سے، آنجنابؑ نے اپنے آباء علیہم السلام سے اور انہوں نے نبی صلوات اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔

[۳] جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ عورت کا جہاد مرد کی اچھی اطاعت کرنا ہے اور یہ کہ عورت کے لئے مرد کا نصف ہے۔

[۴] کلینی اور شیخ نے قوی حدیث میں سلیمان جعفری سے، انہوں نے اس سے جس نے ان سے اس روایت کا ذکر کیا، اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور مرفوعاً نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا۔

(۴۳۷۵) اور آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عورتیں گنگ اور شرمگاہ کی مانند ہیں تم اس شرمگاہ کو گھر رکھ کر چھپاؤ اور اس گنگ کو خاموش رکھ کر پردہ ڈالو۔[1]

(۴۳۷۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو حق ہے وہ عبادت کی جاتی۔[2]

(۴۳۷۷) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے سنا ہے کہ زمانہ کے آخر دور اور قرب قیامت میں کہ جو زمانہ کا بدترین دور ہوگا ایسی عورتیں نمودار ہونگی جن کے چہرے کھلے ہونگے وہ بے پردہ ہونگی، دینی احکام سے آزاد ہو کر گھومتی پھریں گی، فتنوں میں دخیل و شریک ہونگی، خواہشات کی طرف مائل ہونگی، حرام باتوں کو اپنے لئے حلال بنائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلی جائیں گی۔

(۴۳۷۸) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عورتوں کے طرف سے گزر ہوا تو آنحضرتؐ انہیں دیکھ کر ٹھہر گئے اور فرمایا: اے گروہ زنان میں نے تم لوگوں سے زیادہ ناقص العقل اور ناقص الدین، اور صاحبِ عقل کی عقل سلب کرنے والا نہیں دیکھا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے اکثر قیامت کے دن جہنم میں جائینگی لہٰذا جہاں تک ہو سکے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ تو ان میں سے ایک عورت نے کہا: یا رسول اللہ ہم لوگوں کے دین و عقل میں کیا نقص ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: تم لوگوں کے دین میں تو یہ نقص و کمی ہے کہ تم لوگوں کو حیض آتا ہے تو تم سے بعض جب تک اللہ چاہتا ہے رکی رہتی ہو کہ اس وقت نہ روزہ رکھتی ہو اور نہ نماز پڑھتی ہو اور تم لوگوں میں عقل کی کمی اور نقص تو وہ اس طرح کہ ایک عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر ہے۔

(۴۳۷۹) اور رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم[3] نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو یہ بتادوں کہ تمہاری بُری عورتیں کون سی ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تمہاری بری عورتیں وہ ہیں جو اپنے گھر والوں میں ذلیل سمجھی جاتی ہیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ قوت کا مظاہرہ کرتی ہیں، بانجھ اور لاولد ہوتی ہیں، کینہ پرور ہوتی ہیں، برائیوں اور قبیح کاموں سے نہیں بچتیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں ادھر ادھر گھومتی پھرتی ہیں اور شوہر جب آتا ہے تو خود کو اس سے باز رکھتی ہیں، اس کی بات نہیں مانتیں۔ اس کے کہنے پر نہیں چلتیں اور تخلیہ میں ملتی ہیں تو شوہر ان سے اس طرح تمتع کرتا ہے جس طرح سخت اور قابو میں نہ آنے والی سواری پر سواری کی جاتی ہے۔ وہ شوہر کا کوئی عذر قبول نہیں کرتیں اور اس کی کوئی خطا معاف کرنے کو تیار نہیں ہوتیں۔

(۴۳۸۰) ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے[4] تو فرمایا: ایہا الناس تم لوگ گھورے پر اگے ہوئے سبزوں سے بچنا۔ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھورے سے کیا مراد ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ حسین عورتیں جو گندے ماحول میں پیدا ہوئیں اور پلی بڑھی ہیں۔

---

[1] کافی ج ۵ ص ۵۳۵ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں ہشام بن سالم نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور اسے بلند کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

[2] ابن عدی نے 'کامل' میں اپنی اسناد کے ساتھ ضعیف حدیث میں عبداللہ ابن عمر سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور ایسا ہی 'جامع الصغیر' میں ہے۔ اور مناوی نے کہا: کیونکہ وہ عبادات کو باطل کر دینے والی بڑی شہوات میں ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شہوات کے ذکر کی آیات میں اجاگر کیا ہے اس کے قول: من النساء .... کے تحت۔

[3] کلینی نے ج ۵ ص ۳۲۵ پر صحیح حدیث میں جابر بن عبداللہ انصاری سے اور انہوں نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

[4] کلینی اور شیخ نے اپنی اپنی اسناد سے اسے سکونی سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اور آنجنابؑ سے اسے بلند کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

(۴۳۸۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آگاہ رہو کہ سیاہ فام عورت ۱ اگر بچہ پیدا کرنے والی ہے تو وہ میرے لئے زیادہ محبوب ہے اس حسین عورت سے جو بانجھ اور لاولد ہو۔

باب:۔عورتوں کے حق میں وصیت

(۴۳۸۲) سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: دوضعیفوں اور کمزوروں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔اس سے آنجنابؑ نے یتیموں اور عورتوں کو مراد لیا ہے۔ ۲

باب:۔عورتوں سے نکاح کرنا ان کے لئے مال، جمال یا دین کی وجہ سے

(۴۳۸۳) ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح اس کے مال کی وجہ سے یا اس کے جمال کی وجہ سے کرے گا تو کبھی اس کا فائدہ نہیں پائے گا۔اور اگر وہ اس کے دین کی وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو مال و جمال دونوں کا فائدہ دے گا۔

باب:۔شادی کے لئے کفو اور ہمسر ہونا

(۴۳۸۴) محمد بن ولید نے حسین بن بشار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا کہ میرے یہاں (لڑکی کا) پیغام دیا گیا ہے تو آنجنابؑ نے جواب میں تحریر کیا کہ جس نے تمہارے یہاں شادی کا پیغام دیا ہے اگر تم اس کے دین اور اس کی امانت سے مطمئن و راضی ہو تو خواہ وہ کوئی بھی ہو اس سے تم نکاح کر دو اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فساد برپا ہو گا۔

(۴۳۸۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی تم لوگوں جیسا ایک بشر ہوں تم لوگوں کی بیٹیاں لوں گا اور تم لوگوں کو بیٹیاں دوں گا سوائے فاطمہؑ کے اس لئے کہ اس کی شادی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔

(۴۳۸۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ فاطمہؑ کو علی (علیہ السلام) کے لئے پیدا نہ کرتا تو روئے زمین پر فاطمہؑ کا کوئی کفو اور ہمسر نہ ہوتا خواہ آدمؑ ہوں یا ان کے علاوہ کوئی اور۔ ۳

---

۱ یہاں ایسا ہی ہے۔ بظاہر لکھنے میں غلطی ہوئی ہے، بلکہ یہ لفظ 'بدصورت' ہے جیسا کہ کلینی نے ج ۵ ص ۳۳۳ پر صحیح حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: کنواری بچہ پیدا کرنے والی سے شادی کرو اور بانجھ خوبصورت عورت سے شادی مت کرو تا کہ میں قیامت کے دن تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کرسکوں۔اور صحیح حدیث میں عبداللہ بن سنان نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی: اے نبی اللہ میری چچازاد بہن ہے، میں اس کے جمال، حسن اور دین سے راضی ہوں مگر وہ بانجھ ہے۔فرمایا: اس سے شادی نہ کرو۔اور حدیث آگے بڑھی کہ کہا گیا: اگلے روز ایک اور شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اسی کی طرح عرض کی، پس فرمایا: بچے پیدا کرنے والی بدصورت عورت سے شادی کرلو کہ میں قیامت کے دن تمہارے کثرتِ عدد پر فخر کروں گا۔ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اولاد کی قلت کی شکایت کی تو آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم عراق جاؤ تو وہاں کی عورت سے شادی کر لینا اور تم پر کوئی تنگی نہ ہوگی اگر چہ وہ 'سوءاء' ہو۔میں نے عرض کی: میں آپؑ پر قربان یہ 'سوءاء' کیا ہے؟ فرمایا: ایسی عورت جس کی شکل اچھی نہ ہو البتہ کثرت سے اولاد پیدا کرے۔

۲ مولف نے 'خصال' (اردو ترجمہ ص ۴۴ طبع دوم) میں مسند حدیث کے تحت اسے بیان کیا ہے اور یہاں حفاظت، ادب اور تعلیم کی تمام جہات میں ان کے لئے نہایت مبالغہ ظاہر ہوتا ہے۔

۳ شیخ نے 'تہذیب' میں اور کلینی نے 'کافی' ج ۱ ص ۴۶۱ پر یونس بن ظبیان سے اور انہوں نے اسے روایت کیا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۴۳۸۷) اور ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اولادِ علیؑ و جعفرؑ پر نظر ڈالی اور فرمایا: ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔ [1]

(۴۳۸۸) حضرت امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا: تمام مومنین ایک دوسرے کے کفو اور ہمسر ہیں۔ [2]

(۴۳۸۹) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (شادی میں) کفو اور ہمسر ہونا یہ ہے کہ وہ پاک دامن ہو اور اس کے پاس آسودہ حالی ہو۔ [3]

باب:۔ جو شخص شادی کرنے کا ارادہ کرے اور اس کے لئے مستحب دعا و نماز

(۴۳۹۰) مثنیٰ بن ولید حناط نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا: بتاؤ تم میں سے کوئی شخص تزویج و نکاح کرنا چاہے تو وہ کیا کرے؟ میں نے عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان، مجھے نہیں معلوم۔ آنجنابؑ نے فرمایا: (سنو) جب تم میں سے کوئی شخص یہ ارادہ کرے تو دو رکعت نماز پڑھ کر حمدِ الٰہی بجالائے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ التَّزۡوِیۡجَ فَقَدِّرۡ لِیۡ مِنَ النِّسَاءِ اَعَفَّھُنَّ فَرۡجاً، وَاَحۡفَظَھُنَّ لِیۡ فِیۡ نَفۡسِھَا وَمَالِیۡ، وَاَوۡسَعَھُنَّ رِزۡقاً، وَاَعۡظَمَھُنَّ بَرَکَۃً وَقَیِّضۡ لِیۡ مِنۡھَا وَلَداً طَیِّباً تَجۡعَلَہٗ لِیۡ خَلَفاً صَالِحاً فِیۡ حَیَاتِیۡ وَبَعۡدَ مَوۡتِیۡ (پروردگار میرا ارادہ شادی کا ہے تو میرے لئے عورتوں میں سے ایک ایسی عورت مقدر کردے جو سب سے زیادہ پاک دامن ہو اور میرے لئے وہ اپنی ذات کو اور میرے مال کو سب سے زیادہ محفوظ رکھنے والی ہو۔ اور سب سے زیادہ وسعتِ رزق والی اور سب سے بڑی برکت والی ہو اور اس سے میرے لئے پاک طینت بیٹا عطا فرما جو میری زندگی میں اور میری موت کے بعد میرا خلفِ صالح قرار پائے)۔

باب:۔ وہ وقت جس میں تزویج و نکاح مکروہ ہے

(۴۳۹۱) محمد بن حمران نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو شخص قمر در عقرب میں تزویج و نکاح کرے گا وہ کبھی بھلائی نہیں دیکھے گا۔

(۴۳۹۲) روایت کی گئی ہے کہ مہینے کے آخری دنوں (جب چاند نہیں نکلتا) میں تزویج و نکاح مکروہ ہے۔ [4]

باب:۔ ولی و گواہ و خطبہ اور مہر

(۴۳۹۳) علاء نے ابن ابی یعفور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ باکرہ عورتیں جن کے آباء موجود ہیں وہ بغیر اپنے آباء کی اجازت کے نکاح نہ کریں۔

---

[1] 'فقہ الرضا علیہ السلام' میں ہے: ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین کے دونوں بیٹوں حسن وحسین علیہم السلام اور جعفر بن ابوطالبؑ کی لڑکیوں پر نظر ڈالی اور فرمایا: ہمارے لڑکے ہماری لڑکیوں کے لئے ہیں اور ہماری لڑکیاں ہمارے لڑکوں کے لئے۔

[2] 'کافی' ج ۵ ص ۳۳۷ پر اسے مرسل حدیث کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

[3] کلینی نے ج ۵ ص ۳۴۷ پر صحیح حدیث میں ابان بن عثمان سے، انہوں نے ایک راوی سے اور اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

[4] میں نے اس کی سند نہیں پائی ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ ہو جسے کلینی نے قوی حدیث میں سلیمان جعفری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے کہ فرمایا: جو مہینے کی آخری راتوں میں اپنی زوجہ سے ہمبستر ہو وہ اولاد کے سقط ہونے پر تیار ہو جائے۔

(۴۳۹۴) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی لڑکی کے متعلق کہ جس کے باپ نے صغیرسنی (چھوٹی عمر) میں اس کا نکاح کردیا اور پھر وہ مرگیا اور اب یہ لڑکی بڑی ہوگئی ہے اور ابھی تک اس کے شوہر نے اس سے مجامعت نہیں کی ہے۔ وہی نکاح جو اس کے باپ نے کردیا تھا وہی بدستور قائم رہے گا یا اس کا معاملہ اس کے اختیار میں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے باپ نے جو نکاح کیا وہی قائم رہے گا۔

(۴۳۹۵) ابن بکیر نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک لڑکی ہے جس کا باپ چاہتا ہے کہ وہ ایک آدمی سے اس کا نکاح کرے اور اس کا دادا چاہتا ہے کہ دوسرے آدمی سے اس کا نکاح کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کے باپ نے اس سے قبل اس کا نکاح کسی سے نہیں کرایا ہے تو دادا اس کے نکاح کے لئے اولیٰ اور زیادہ حقدار ہے۔

(۴۳۹۶) اور ہشام بن سالم اور محمد بن حکیم کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کسی لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس کے دادا دونوں نے کیا ہے تو وہ دونوں میں سے جس نے پہلے نکاح کیا ہے وہی صحیح ہے۔ اور اگر ان دونوں نے بیک وقت الگ الگ آدمیوں سے نکاح کیا ہے تو دادا کا نکاح اولیٰ ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عورت پر باپ کے علاوہ کسی کی ولایت نہیں ہے جب تک اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوا ہے اور وہ باکرہ ہے اور اگر وہ ثیبہ ہے (اس کا نکاح ہو چکا تھا اور کسی وجہ سے ختم ہوگیا)۔ تو اس عورت کی اجازت کے بغیر اس کے باپ کو بھی اس کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور اگر کسی عورت کا باپ اور دادا دونوں زندہ ہیں تو جب تک باپ زندہ ہے اس کے دادا کو حقِ ولایت حاصل ہے اس لئے کہ وہ اپنے لڑکے کا بھی ولی و مالک ہے اور جب باپ مرجائے اور صرف دادا زندہ رہے تو دادا بھی بغیر عورت کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کرسکتا۔

(۴۳۹۷) حنان بن سدیر نے مسلم بن بشیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کرلیا مگر کسی کو گواہ نہیں بنایا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے اور اللہ کے درمیان تو اس پر کوئی الزام نہیں لیکن اگر کوئی ظالم حاکم اس کو پکڑ لے گا تو اس کو سزا دے گا۔

(۴۳۹۸) عبدالحمید بن عوّاض نے عبدالخالق سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ثیبہ عورت کسی سے نکاح کرسکتی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنی ذات کی خود مالک اور اپنے امور کی خود مختار ہے جس سے چاہے نکاح کرے بشرطیکہ وہ کفو ہو مگر بعد اس کے کہ اس سے قبل ایک مرد سے نکاح ہو چکا ہو (اور یہ دوسرا نکاح ہو)۔

(۴۳۹۹) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنی بہن کا کسی سے نکاح کرے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اپنی بہن سے اجازت لے گا اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کا اقرار ہے اور اگر انکار کرے تو پھر وہ اس کا نکاح نہیں کرے گا۔ اگر وہ کہے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے کردو تو اس سے اس کا نکاح کردے جس سے وہ راضی ہے اور وہ یتیم بچی کہ جس کی کسی نے پرورش کی ہے وہ اس کا نکاح اس سے کرے جس سے وہ راضی ہے۔

(۴۴۰۰) فضیل بن یسار اور محمد بن مسلم اور زرارہ اور برید بن معاویہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: وہ عورت جو بے عقل اور بیوقوف نہیں ہے اور اس سے نکاح کا کوئی متمنی بھی نہیں ہے وہ اگر اپنے نفس کو بغیر ولی کے کسی کے حوالے کردے (یعنی نکاح کرے) تو جائز ہے۔

(۴۴۰۱) اور ابوطالب علیہ السلام نے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ سے پڑھا بعد اس کے کہ وہ آنحضرتؐ کا پیغام حضرت خدیجہؑ کے والد کو دے چکے تھے اور کچھ کہتے ہیں ان کے چچا کو پیغام دیا تھا تو آنجنابؑ نے دروازے کے دونوں بازو تھامے اور

قریش کے لوگوں میں سے جو لوگ وہاں حاضر تھے وہ دیکھ رہے تھے آنجناب نے فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی جعلنا من زرع ابراھیم، و ذریۃ اسماعیل، و جعل لنا بیتاً محجوجاً، و حرماً آمناً، یجبی الیہ ثمرات کل شیء و جعلنا الحکّام علی الناس فی بلد نا الذی نحن فیہ، ثم انّ ابن اخی محمدً بن عبداللّٰہ بن عبدالمطلب لا یوزن برجل من قریش الارجح، ولایقاس باحد منھم اِلاعظم عنہ، وان کان فی المال قُلٌّ فاِنّ المال رزق حائل، و ظلّ زائل، ولہ فی خدیجۃ رغبۃ، ولھافیہ رغبۃ، والصداق ماسالتم عاجلہ و آجلہ من مالی، ولہ خطر عظیم، وشان رفیع، ولسان شافع جسیم،

(حمد اس اللہ کی جس نے ہم لوگوں کو نسل ابراہیمؑ اور ذریت اسماعیلؑ میں قرار دیا اور ہمارے ہی لئے وہ گھر بنایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور حرم بنایا جو جائے امن ہے اور ہر شے کے لئے ثمرات یہاں جمع کیے جاتے ہیں، ہمارے اس شہر میں جس میں ہم رہتے ہیں اس نے ہمیں تمام لوگوں کا حاکم بنایا ہے پھر یہ کہ میرے بھائی کا بیٹا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلبؑ قریش میں سے کسی مرد کے ساتھ تولا جائے یہ اس سے بھاری پڑے گا اور ان میں کسی سے بھی ناپا جائے اس سے بڑا ہو گا اگر چہ وہ مال و دولت میں کم ہے مگر مال تو ایک ایسا رزق ہے جو بدلا کرتا ہے اور ایسا سایہ ہے جو ڈھلتا رہتا ہے اور اس کو خدیجہؑ کے ساتھ عقد میں رغبت ہے اور خدیجہؑ کو اس سے رغبت ہے اور مہر جو تم لوگ طلب کرو معجّل ہو یا موجل (فوری یا بدیر) وہ میرے مال سے ادا ہو گا اور اس کیلئے ایک بڑا مرتبہ اور بلند شان اور شفاعت کے لئے ایک اہم زبان ہے۔) پھر آنجنابؑ نے ان کا نکاح پڑھا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دن حضرت خدیجہؑ کے پاس گئے۔ اور حضرت خدیجہؑ کے پہلے حمل سے جو ولادت ہوئی وہ عبداللہ بن محمد (صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے۔[1]

(۴۴۰۲) اور حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الرضا علیہما السلام نے جب مامون کی لڑکی سے عقد کیا تو یہ خطبہ پڑھا:

الحمد للّٰہ متم النعم برحمتہ، والھادی الی شکرہ بمنّہ، وصلّی اللّٰہ علی محمدً خیر خلقہ، الذی جمع فیہ من الفضل ما فرّقہ فی الرُّسل قبلہ، وجعل تراثہ الی من خصّہ بخلافتہ، وسلّم تسلیما، وھذا امیر المومنین زوّجنی ابنتہ علی مافرض اللّٰہ عزوجل للمسلمات علی المومنین من امساک بمعروف اوتسریح باحسان، وبذلت لھامن الصداق ما بذلہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم لازواجہ و ھو اثنتاعشر قاوقیّۃ ونش وعلی تمام الخمسمائۃ و قد نحلتھا من مالی مائۃ الف، زوجتنی یا امیر المومنین؟

(حمد اس اللہ کی جو اپنی مہربانی سے نعمتوں کو تمام کرنے والا اور اپنے احسان سے شکر کی جانب ہدایت کرنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمت نازل فرمائے اپنی بہترین مخلوق محمدؐ پر جن میں اس نے رسولان ماسبق کے سارے متفرق فضائل جمع فرما دیئے اور ان کی میراث کا حقدار اس کو قرار دیا جسے اس نے آنحضرتؐ کی خلافت و نیابت کے لئے مخصوص کیا اور ان پر اپنی طرف سے سلامتی نازل کرے جو سلامتی نازل کرنے کا حق ہے۔ اور یہ مومنین کے امیر ہیں جو اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کرنا چاہتے ہیں اس فریضہ کی بنا پر جو اللہ تعالیٰ نے مسلم عورتوں پر یہ ارشاد فرما کر فرض کیا ہے کہ فامساک بمعروف اوتسریح باحسان (اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے) (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۹) (شریعت کے مطابق) اور اس کو مہر میں اتنا دیتا ہوں جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو مہر میں دیا تھا اور وہ ساڑھے بارہ اوقیہ ہے اور میرے اوپر پانچ سو عائد ہوتے ہیں اور میں نے اس کو اپنے مال میں سے ایک لاکھ دیئے۔ یا امیر المومنین (اس مہر پر) کیا آپ نے اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کیا؟ مامون نے کہا: ہاں۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: میں نے قبول کیا اور میں بھی اس پر راضی ہوں۔

[1] ابن حزم نے اپنی کتاب بنام جمہرۃ انساب العرب ص ۱۶ پر لکھا ہے: رسول اللہؐ کے پہلے بیٹے ابراہیم اور دوسرے قاسم تھے اور ان کے نام میں اختلاف ہے کچھ کہتے ہیں: طاہر، کچھ کہتے ہیں طیب اور کچھ کہتے ہیں عبداللہ۔

(۴۴۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو وہ اللہ کے نزدیک زانی ہے۔ ۱؎

(۴۴۰۴) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مہر کے متعلق سنت محمدؐیہ پانچ سو (۵۰۰) درہم ہے پس جو شخص سنت سے زائد دے اسے سنت کی طرف واپس کر دیا جائے گا اور اگر کسی نے اس (عورت) کو پانچ سو ایک (۵۰۱) درہم یا اس سے زائد دیئے اور پھر اس سے مجامعت کی تو پھر اس کے بعد اس کے لئے کچھ نہیں ہے وہی ہے جو اس نے مجامعت سے پہلے لے لیا ہے۔ ۲؎

۱؎ کلینی کی صحیح حدیث میں اس طرح ہے: جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور دل میں یہ ٹھانے ہو کہ وہ اس کا مہر ادا نہیں کرے گا تو وہ زنا کا مرتکب ہوگا۔ یعنی سزا کی رُو سے وہ زنا کے مترادف ہے اور اگر اس نے اس کے بعد ادائیگی کر دی تو پھر اس کی نیت پر اس کو سزا نہیں ملے گی۔

۲؎ یہ فتویٰ تقریباً انہی الفاظ سے ہے جسے شیخ نے 'تہذیبین' میں روایت کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے کہ کہا: میں ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنجنابؑ سے عرض کی: مجھے عورت کے مہر کے بارے میں بتایئے جو ایک مومن کے لئے جائز نہیں ہے اور (جو) جائز ہے۔ فرمایا: سنت محمدؐیہ پانچ سو درہم ہے، جس نے اسے بڑھایا اسے سنت کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے پانچ سو درہم سے زیادہ کچھ نہیں ہے، پس اگر اس (عورت) کو پانچ سو درہم اور ایک درہم دیدے یا اس سے زیادہ اور اس سے مجامعت کر لے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: پس اگر اس نے (عورت کو) مجامعت کے بعد طلاق دیدی؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اس (عورت) سے پانچ سو درہم کی شرط تھی، پس اگر اس نے مکمل مہر دینے سے پہلے مجامعت کر لی تو مہر کے لئے خرابی ہے کیونکہ اس کے لئے وہی ہے جو اس نے مجامعت سے پہلے لے لیا پس اگر وہ اس کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد طلب کرے تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور شیخ نے کہا: اس خبر کے شروع میں جو ہے اسے محمد بن سنان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور اس نے مفضل بن عمر سے۔ اور محمد بن سنان بہت ضعیف ہونے سے مطعون ہے اور اس کی روایت پر اختصاص نہیں کیا جاتا اس میں اس کا غیر شرکت نہیں کرتا، اس پر عمل نہیں ہوتا۔

میں (علی اکبر غفاری) کہتا ہوں: یہ خبر سند کے ضعف کے ساتھ معتبر اخبار سے متعارض ہے، مثلاً کنانی کی صحیحہ میں ابو عبداللہ علیہ السلام سے ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے مہر کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ وہ کیا ہو؟ فرمایا: جس پر لوگ تم سے راضی ہو جائیں۔ اور فضیل کی صحیحہ میں آنجنابؑ سے ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے مہر کے بارے میں دریافت کیا گیا، پس فرمایا: وہ (اتنا) ہے جس پر لوگ تم سے راضی ہو جائیں۔ اور ایک دوسری صحیح حدیث میں ابو جعفر علیہ السلام سے ہے: مہر (وہ ہے) جس پر تم دونوں راضی ہو جاؤ، قلیل ہو یا کثیر۔ اور زرارہ کی صحیحہ میں آنجنابؑ ہی سے ہے: مہر ہر وہ شے ہے جس سے لوگ تم سے راضی ہو جائیں، کم ہو یا زیادہ۔ اور صحیحہ وشاء میں رضا علیہ السلام سے ہے: اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اور اسے مہر کی مد میں بیس ہزار دیدیئے اور اس کے باپ کو دس ہزار تو جو مہر دیا ہے وہ جائز ہے اور جو اس کے باپ کو دیا ہے وہ فاسد ہے۔

لیکن 'جو بڑھایا اسے سنت کی طرف پھیر دیا جائے گا' یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے منافی ہے کہ فرمایا: و ان آتیتم احدیھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً (سورۃ النساء ۔ آیت ۲۰) (اور ان میں سے ایک کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ نہ لینا)۔ اور یہ قول: پس اگر اسے (یعنی عورت کو) پانچ سو درہم اور ایک درہم دیدے یا اس سے زیادہ۔۔۔ تا آخر حدیث، یہ محمول ہے جب وہ عورت اس پر راضی ہو جائے۔ ظاہراً یہ اس زمانہ میں متعارف تھا کہ جو مہر لینا چاہتی تھی وہ لے لیتی تھی اور جو اس کا کچھ حصہ نہیں لیتی تھی وہ بقیہ اپنے شوہر کو معاف کر دیتی تھی۔ اگر یہ محمول کرنا صحیح ہے تو ایسا ہی ہوگا مگر یہ کہ یہ ارشاد باری تعالیٰ کے منافی ہے کہ فرمایا: و آتوا النساء صدقاتھن نحلۃ (سورۃ نساء ۔ آیت ۴) (اور عورتوں کو ان کا مہر خدا کا عطیہ سمجھ کر دیدو)۔ اور معتبرہ روایات میں مثلاً حلبی کی حسن یا صحیح میں ابو عبداللہؑ سے مروی ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی زوجہ سے مقاربت کر لی، فرمایا: جب دو ختنے مل جائیں تو مہر اور عدت واجب ہو جاتے ہیں۔ نیز دوسری حسن اور صحیح روایات کہتی ہیں کہ مہر کا استقرار دخول سے واقع ہوتا ہے۔ اور بالجملہ یہ روایت سوائے صدوق کے اور کسی عالم سے نہیں ملتی اور سید مرتضیٰ نے بھی اپنے خط میں اسی مضمون پر فتویٰ دیا ہے جیسا کہ 'انتصار' میں کہا ہے: اور جو امامیہ میں انفرادیت ہے کہ وہ مہر میں پانچ سو درہم سے نہیں بڑھتے جن کی قیمت پچاس دینار ہوتی ہے۔ اب جو اس سے زیادہ ہوا سے سنت کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں سید اس میں صدوق کے صریح فتویٰ کے ساتھ منفرد ہیں جو 'مقنع'، 'ہدایہ' اور 'الفقیہ' میں ہے۔

اور جب عورت نے اپنا مہر مرد پر ادھار چھوڑا ہے تو یہ مہر مرد پر مرد کی زندگی میں اور مرد کے مرنے کے بعد یا عورت کے مرنے کے بعد ادا کرنا واجب ہے اور اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ جس کا مطالبہ عورت نے اپنی زندگی میں نہیں کیا اور اپنے شوہر پر اس کا قرض قرار نہیں دیا اس کے ورثاء کو بھی چاہیئے کہ اس کا مطالبہ نہ کریں اور قبلِ دخول شوہر نے جو کچھ اس کو دیا ہے مہر کے سلسلہ میں وہی اس کا مہر ہے۔ ۱

اور مہر سنت پانچ سو (۵۰۰) درہم اس لئے قرار پایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم قرار دے لیا ہے کہ اگر کوئی شخص مومن سو (۱۰۰) مرتبہ اللّٰہ اکبر سو (۱۰۰) مرتبہ سبحان اللہ سو (۱۰۰) مرتبہ لاالٰہ الااللہ اور سو (۱۰۰) مرتبہ الحمد للّٰہ اور سو (۱۰۰) مرتبہ اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد کہہ کر اَللّٰھُمَّ زَوِّجْنِی مِنَ الْحُورِ الْعِیْنِ (اے اللہ تو میرا نکاح حور عین سے کر دینا) تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح جنت کی کسی حور سے کر دے گا۔ اور (یہ تسبیحات اربعہ اور یہ درود جو سب مل کر پانچ سو ہیں) یہی اس کا مہر ہوگا۔ ۲

اور جب کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح کر دے تو وہ اسکے مہر کو کھا نہیں سکتا۔ ۳

باب:۔ نچھاور اور زفاف

(۴۴۰۵) جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کا عقد حضرت علی علیہ السلام سے کیا تو قریش کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ نے یہ عقد حضرت علی علیہ السلام سے بہت کم مہر پر کر دیا۔ تو رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ عقد نہیں کیا کہ بلکہ جب مجھے شب معراج سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کا عقد علیؑ سے کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے سدرہ کو وحی کی کہ وہ اپنے پھل نچھاور کرے تو اس نے ان پر موتی اور جواہرات نچھاور کیے اور حوریں ان موتیوں اور جواہرات کو ایک دوسرے کو تحفہ میں دیتی ہیں اور اس پر فخر کرتی ہیں اور کہتی ہیں یہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کے نچھاور کے موتی اور جواہرات ہیں۔

جب شب زفاف آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خچر لائے اس پر زین کسی اور فاطمہؑ سے کہا: اس پر سوار ہو جاؤ اور سلمانؓ سے کہا: تم آگے آگے اس کی لجام پکڑ کر چلو۔ پھر پیچھے سے آنحضرتؐ اس کو ہانکتے ہوئے چلے اور ابھی آپ درمیانِ راہ ہی میں تھے کہ ایک شور سنا۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اور حضرت میکائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آ رہے ہیں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا: تم لوگ آج زمین پر کیوں اتر رہے ہو؟ ان سب نے کہا: ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ فاطمہؑ کو ان کے شوہر کے پاس پہنچائیں۔ پھر جبرئیلؑ نے تکبیر کہی، میکائیلؑ نے تکبیر کہی اور ملائکہ نے تکبیر کہی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی۔ پھر اسی شب سے عروسیوں میں تکبیر کہنے کا رواج ہو گیا۔

---

۱ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف مہر کے واجب ہونے کے قائل ہیں جب وہ قرض ہو۔ اور کلینی نے ج ۵ ص ۴۱۳ پر موثق اور صحیح حدیث میں عبدالحمید بن عواض سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کی: میں ایک عورت سے نکاح کرتا ہوں کیا میں اس سے اس بات پر صلح کرلوں کہ اس سے مجامعت کرلوں اور اس کے مہر میں نقد کچھ ادا نہ کروں؟ فرمایا: ہاں البتہ یہ تم پر قرض ہے۔ اور صحیح کی مانند حسن حدیث میں بزنطی سے منقول ہے کہ کہا: میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کی: ایک شخص ایک عورت سے طے شدہ مہر پر نکاح کرتا ہے اور ادائیگی سے قبل ہی مجامعت کر لیتا ہے۔ فرمایا: اس کو تھوڑا یا بہت دیدے مگر یہ کہ بیان کیا ہو کہ اس متاع کو جیسے جیسے موقع ہوگا ادا کرتا رہے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۲ کلینی نے ج ۵ ص ۳۷۶ پر اور شیخ نے تہذیب میں صحیح حدیث میں بزنطی سے اور انہوں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اسی مضمون کی روایت کی ہے۔

۳ شیخ نے تہذیب ج ۷ ص ۲۱ صحیح حدیث میں بزنطی سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن اول علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بیٹی کا نکاح کر دیتا ہے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ اپنی بیٹی کا مہر کھالے؟ فرمایا: نہیں یہ اس کے لئے نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ مہر عورت کا مال ہے اور باپ کو اگرچہ بعض امور میں نکاح کی ولایت حاصل ہے اور بعض میں مہر معاف کر دینے کی، لیکن یہ ولایت اس بات کا سبب نہیں بنتی کہ وہ بیٹی کے مال سے فائدہ اٹھائے۔

(۴۴۰۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: تم لوگ اپنی عروس کو شب کے وقت اس کے شوہر سے ملاؤ اور دن کے وقت لوگوں کو دعوت طعام دو۔

باب:۔ ولیمہ

(۴۴۰۷) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ (۵) مواقع کے سوا کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس وخرس وعذار و وکار ورکاز۔ عرس یعنی شادی، خرس یعنی بچے کی پیدائش۔ عذار یعنی ختنہ۔ وکار یعنی انسان جب گھر بنائے یا خریدے۔ رکاز یعنی جب انسان حج کر کے مکہ سے واپس آئے۔

باب:۔ جب آدمی اپنی زوجہ کو بیاہ کر گھر لائے تو کیا کرے

(۴۴۰۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے صحابی[۱] سے فرمایا کہ جب تم اپنی بیوی کو بیاہ کر گھر لاؤ تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھو اور اسے قبلہ رخ بٹھاؤ اور یہ کہو: اَللّٰهُمَّ بِاَمَانَتِکَ اَخَذْتُهَا وَ بِکَلِمَاتِکَ اِسْتَحْلَلْتُ فُرُجَهَا فَاِنْ قَضَيْتَ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا فَاجْعَلْهُ مُبَارَكًا سَوِيًّا، وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْهِ شِرْكًا وَلَا نَصِيْبًا (پروردگار یہ تیری امانت ہے اور میں نے تیرے سامنے تیرے کلمات کی وجہ سے اس کی شرم گاہ اپنے اوپر حلال کی ہے پس اگر تو اس سے مجھے کوئی اولاد دے تو اس کو مبارک اور متناسب الاعضاء بنا اور اس میں شیطان کو شریک وحصہ دار نہ بنا)۔

باب:۔ وہ اوقات جن میں عورت سے مجامعت مکروہ ہے

(۴۴۰۹) سلیمان بن جعفر جعفری نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص مہینہ کے اندر محاق کے دنوں میں (جن دنوں میں چاند نمودار نہیں ہوتا) اپنی زوجہ سے مجامعت کرے تو اس کو بچہ کے اسقاط کے سپرد کر دے۔

(۴۴۱۰) حسن بن محبوب نے ابی ایوب خزاز سے انہوں نے عمرو بن عثمان سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب سے دریافت کیا گیا کہ کیا ساعتوں میں سے کوئی ساعت ایسی بھی ہے جس میں عورت سے مجامعت مکروہ ہے؟ آنجناب نے فرمایا: ہاں اس شب میں جس میں چاند گہن لگے، اس دن میں جس میں سورج کو گہن لگے اور غروب آفتاب سے شفق کے غائب ہونے تک اور طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب اور سیاہ وسرخ وزرد آندھی کے وقت اور زلزلے کے وقت مجامعت مکروہ ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی زوجہ کے پاس شب بسر کر رہے تھے اور چاند گہن کی شب تھی۔ آپ سے کوئی امر صادر نہیں ہوا تو آپ کی زوجہ محترمہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا یہ سب کچھ کسی ناراضگی اور خفگی کی وجہ سے ہے؟ آنحضرت نے فرمایا: تم پروائے ہو یہ امر آسمان پر حادث ہوا اس کی وجہ سے میں نے مکروہ سمجھا کہ میں لذت یاب ہوں اور کسی چیز میں دخل دوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک عیب گیری ان الفاظ میں کی ہے اور فرمایا ہے: وان یروا کسفا من السمآء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم (سورہ طور آیت ۴۴) (اگر یہ لوگ آسمان سے کسی گرتے ہوئے عذاب کو دیکھیں تو بول اٹھیں گے یہ تو تہہ بہ تہہ بادل ہیں) اور خدا کی یہ حدیث سن کر ان ساعات میں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اگر کوئی شخص مجامعت نہ کرے گا تو (دیگر اوقات میں) اس کی مجامعت سے ایسا لڑکا عطا ہوگا جیسا وہ چاہتا ہے۔

---

[۱] بظاہر یہ صحابی ابوبصیر لیث مرادی ہیں جیسا کہ کلینی نے ج ۵ ص ۵۰۰ پر ان سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے صحیح کی مانند حسن حدیث میں روایت کی ہے۔

(۴۴۶۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم مہینہ کی پہلی تاریخ میں مجامعت نہ کرو اور نہ پندرہویں تاریخ میں اور نہ مہینہ کی آخری تاریخ میں اور جوان تاریخوں میں مجامعت کرے گا تو اس کو اسقاط حمل کے سپرد کردے اور اگر بچہ پورا اور کامل پیدا ہو تو گمانِ غالب ہے کہ وہ مجنون ہوگا۔ کیا تم نہیں دیکھتے مجنون کو اکثر ابتدائی و درمیانی اور آخری تاریخوں میں جنون کا دورہ پڑتا ہے۔ ۱

(۴۴۶۲) نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: شام کے وقت جب آفتاب زرد ہو جائے اور صبح طلوع کے وقت جب آفتاب زرد ہو حالت جنابت میں ہونا مکروہ ہے۔ ۲

(۴۴۶۳) اور محمد بن فیض نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور کہا کہ میں بالکل برہنہ ہو کر مجامعت کرلوں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں اور نہ قبلہ کی طرف رخ کر کے اور نہ قبلہ کی طرف پشت کر کے۔

(۴۴۶۴) نیز فرمایا کہ کشتی میں مجامعت نہ کرو۔ ۳

(۴۴۶۵) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حالت احتلام میں مرد عورت پر سوار نہ ہو جب تک کہ اس احتلام سے جس کو اس نے خواب میں دیکھا ہے غسل نہ کرلے اگر کسی نے ایسا کیا اور لڑکا مجنون پیدا ہوا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کی ملامت نہ کرے۔ ۴

(۴۴۶۶) نیز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حالتِ حیض میں عورت سے جماع کرے اور لڑکا جذامی و مبروص پیدا ہو تو اپنی ذات کے سوا کسی کی ملامت نہ کرے۔ ۵

باب:۔ جماع کے وقت بسم اللہ کہنا

(۴۴۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے پاس جائے تو ذکر خدا (بسم اللہ) کہے۔ اگر بسم اللہ نہ کہے گا تو اس کے نطفہ میں شیطان شریک ہو جائے گا اور اس کی پہچان ہم لوگوں کی محبت اور ہم لوگوں کی دشمنی ہے۔

باب:۔ جس کے پاس جوان عورت ہے اس کو کتنی مدت تک ترک جماع جائز ہے

(۴۴۶۸) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس کے پاس جوان عورت ہے۔ چند ماہ اور ایک سال سے اس کو چھوڑے ہوئے ہے۔ اس سے مقاربت نہیں کرتا اور سوائے اس عورت کو ضرر پہنچانے اور لوگوں کو مصیبت میں ڈالنے کے اس کا کوئی اور ارادہ نہیں تو کیا ایسا شخص گنہگار ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر چار ماہ سے چھوڑے ہوئے ہے تو اس کے بعد وہ گنہگار ہوگا (مگر یہ کہ وہ عورت سے اجازت لے لے)۔

۱ مصنف نے 'علل الشرائع' اور 'عیون اخبار رضاؑ' میں عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے، انہوں نے علی بن محمد عسکری سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے نیز کلینی اور شیخ نے ایسی ہی روایت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے نقل کی ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے وصیت کی ہے۔

۲ اس کتاب کی جلد اول میں حدیث ۱۸۲ کے تحت عبیداللہ حلبی نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: میں خود کو جنب کرنے سے مکروہ سمجھتا ہوں جس وقت (قبل غروب) آفتاب زرد پڑ جائے اور طلوع آفتاب کے وقت جب ابھی آفتاب میں زردی ہو۔ اور جنب ہونے سے مراد جماع کرنا ہے۔

۳ 'تہذیب' اور 'فقہ الرضاؑ' میں اسے مرسل حدیث کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔

۴ برقی نے 'محاسن' میں ص ۳۲۱ پر مسند حدیث کے تحت اس کی روایت کی ہے۔

۵ 'محاسن' ص ۳۲۱ پر مسند حدیث کے تحت بیان کیا گیا ہے جو اس طرح ہے: یقیناً کراہت ہے کہ مرد اپنی عورت سے مشغول ہو جائے جبکہ وہ حائض ہو۔ پس اگر لڑکا جذامی۔۔۔۔ تا آخر حدیث۔ اور مولف نے اسی طرح 'خصال' اور 'علل الشرائع' میں بھی اس کی روایت کی ہے اور یہاں کراہت سے مراد حرمت ہے۔

باب:۔ اللہ تعالیٰ نے کون سا نکاح حلال کیا ہے اور کون سا نکاح حرام

(۴۴۱۹) ابی المغرا نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ عورت جو اعلانیہ زنا کرتی ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے اور وہ مرد جو اعلانیہ زنا کرتا ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے مگر یہ کہ جان لیا جائے کہ وہ توبہ کر چکی ہے یا کر چکا ہے۔

(۴۴۲۰) داؤد بن سرحان نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ الزانی لاینکح الا زانیة اومشرکة والزانیة لاینکحها الازان اومشرک (سورۃ النور آیت ۳) (زنا کرنے والا تو زنا کرنے والی عورت سے اور مشرکہ عورت سے نکاح کرے اور زنا کرنی والی عورتیں زانی اور مشرک ہی سے نکاح کریں گی) آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو زنا کے لئے مشہور ہیں اور وہ مرد جو زنا کاری میں مشہور ہیں اور زنا میں ان کی شہرت ہے اور اسی سے پہچانے جاتے ہیں اور آج کل اس منزل پر وہ لوگ ہیں جن پر زنا کی حد جاری کردی گئی یا وہ لوگ جو زنا کار مشہور ہیں۔ جائز نہیں کہ ان سے نکاح کیا جائے جب تک کہ ان کی توبہ کا علم نہ ہو۔

(۴۴۲۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ عورتیں جن کو مجلس واحد (ایک نشست) میں تین طلاق دی گئی ہے ان کے ساتھ نکاح سے پرہیز کرو اس لئے کہ وہ شوہر دار ہیں۔ [1]

(۴۴۲۲) حفص بن بختری نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایسی عورت سے نکاح کا ارادہ رکھتا ہے جس کو تین طلاق دیدی گئی ہے، اس مسئلہ میں وہ کیا کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دیا جائے یہاں تک اس کو حیض آجائے پھر حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر اس کے شوہر کو بلایا جائے اور اس کے ساتھ دو مرد ہوں پھر اس سے پوچھا جائے کہ تم نے فلاں عورت کو طلاق دی ہے؟ اگر وہ کہے کہ ہاں تو اس عورت کو تین ماہ چھوڑ دیا جائے پھر اس کو اپنے ساتھ نکاح کا پیغام دے۔

(۴۴۲۳) اور ایک حدیث میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں کی تین طلاق تمہارے غیروں کے لئے حلال نہیں اور ان لوگوں کی تین طلاق تم لوگوں کے لئے حلال ہے اس لئے کہ تم لوگ تین طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے اور وہ لوگ اس کو واجب جانتے ہیں۔ [2]

(۴۴۲۴) اور امام علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی قوم کے دین و مذہب پر ہے اس کو اس کے احکام پر عمل لازمی ہے۔ [3]

---

[1] اسے 'خصال' کی مسند حدیث میں روایت کیا گیا ہے اور کلینی نے ج ۵ ص ۴۲۴ پر ضعیف سند سے جیسا کہ شیخ نے علی بن حنظلہ سے اور (ہمارے) اصحاب کا اتفاق ہے کہ ایک لفظ کے ساتھ متعدد طلاق تین طلاق کی طرح ہے، جو مجموعاً واقع نہیں ہوتی۔

[2] شیخ نے 'تہذیبین' میں قوی حدیث میں محمد عبداللہ علوی سے روایت کی ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے تین طلاق یافتہ عورتوں سے نکاح کے بارے میں دریافت کیا تو آنجناب نے فرمایا: تم لوگوں کی تین طلاق ۔۔۔۔۔ تا آخر حدیث۔

[3] مولف کی کتاب 'معانی الاخبار' اردو ترجمہ اشاعتِ سوم ص ۳۱۲ کی مسند حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن طاؤس نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے عرض کیا: میرا ایک بھتیجہ ہے جس سے میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہے۔ وہ شراب پیتا ہے اور کثرت سے طلاق طلاق کہتا رہتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ تمہارے بھائیوں میں سے ہے (یعنی شیعہ ہے) تو (اس پر) کوئی حرج نہیں (یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی) اور اگر وہ ان (اہلِ سنت) میں سے ہے تو تم اپنی بیٹی کو اس سے روکو کیونکہ اس کی (طلاق سے) مراد جدائی ہے۔ راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا: مجھے آپؑ کا فدیہ قرار دیا جائے، کیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نہیں کی گئی کہ آنجنابؑ نے فرمایا: بچو ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق والیوں سے کیونکہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں؟ تو امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے کہ جب تمہارے (مومن) بھائیوں میں (معاملہ) ہو نہ کہ ان لوگوں میں۔ جو کسی قوم کا دین رکھتا ہے اس کے لئے اسی (کے دین) کے احکام لازم ہوں گے۔

(۴۴۲۵) حسن بن محبوب نے معاویہ بن وہب وغیرہ سے جو ہمارے اصحاب میں سے تھے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مومن کسی زن یہودیہ اور نصرانیہ سے نکاح کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس کو زنِ مسلمہ مل رہی تھی تو اسے یہودیہ اور نصرانیہ کا کیا کرنا ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ اس پر فریفتہ ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اچھا اگر اس کو یہی کرنا ہے تو پھر اسے شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے سے روک دے اور اسے یہ بتادے کہ میرے دین میں تجھ سے نکاح کرنا ذلت و توہین کی بات ہے۔

(۴۴۲۶) حسن بن محبوب نے علاء بن رزین سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ مردِ مسلمان ایک زنِ مجوسیہ سے شادی کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن اگر اس کی کوئی کنیز مجوسیہ ہو تو اس سے مجامعت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر اپنا مادہ تولید وقت انزال اس سے ہٹالے اور اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔

(۴۴۲۷) حسن بن محبوب نے سلیمان حمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: تم لوگوں میں جو مردِ مسلمان ہے اس کے لئے کسی زنِ ناصبیہ (دشمنِ اہلبیت) کو اپنی زوجیت میں لینا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اپنی لڑکی کو کسی مردِ ناصبی کی زوجیت میں دینا اور نہ اس کے پاس اپنی لڑکی چھوڑنا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آلِ محمدؐ سے جنگ قائم کرے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس لئے اس سے نکاح حرام ہے۔

(۴۴۲۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے دو قسم کے لوگوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ایک وہ جو ہمارے اہل بیت سے جنگ قائم کریں اور دوسرے وہ جو دین میں غلو کریں اور حد سے آگے نکل جائیں۔

اور جو امیر المومنین علیہ السلام پر لعنت کرنے کو حلال جانتا ہو اور مسلمانوں پر خروج و لشکر کشی کرے انہیں قتل کرے اس سے مناکحت حرام ہے اس لئے کہ اس نے خود اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالا ہے اور جاہل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر مخالف ناصبی ہے حالانکہ ایسا نہیں۔

(۴۴۲۹) اور صفوان نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: شکاک (جنہیں اہل بیتؑ سے عداوت نہیں مگر انہیں شک ہے یقین نہیں آتا کہ اہل بیتؑ پر مظالم ہوئے اگر انہیں یقین آجائے تو حق قبول کرلیں) لوگوں کی بیٹیاں لے لو مگر ان کو اپنی بیٹیاں نہ دو اس لئے کہ عورت اپنے شوہر کے طریقہ کو اختیار کرتی ہے اور مذہب کے اندر اس کے دباؤ میں رہتی ہے۔

(۴۴۳۰) حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے انہوں نے حمران بن اعین سے روایت کی ہے۔ اس کے خاندان کا کوئی فرد تزویج کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اسے کوئی ایسی عورت نہیں ملی جو اسے پسند ہو۔ اس کا تذکرہ راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم ابلہ و سادہ لوح و کم عقل عورتوں کو کہاں چھوڑ گئے جو کچھ جانتی ہی نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کہا جاتا ہے کہ لوگ صرف دو قسم کے ہیں مومن و کافر۔ آپؑ نے فرمایا: پھر وہ کہاں گئے کہ خلطوا عملا صلحا و آخر سیئا (سورۃ توبہ آیت ۱۰۲) (انہوں نے نیک اور بد کام کو ملادیا) جنہوں نے بھلے کام اور برے کام آپس میں مخلوط کرلیے اور وہ لوگ جو حکم الٰہی کی امید رکھتے ہیں یعنی عفو الٰہی کی۔

(۴۴۳۱) یعقوب بن یزید نے حسین بن بشار واسطی سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے میں نے حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام کو عریضہ تحریر کیا کہ میرے ایک قرابتدار نے میری لڑکی سے شادی کا پیغام بھیجا ہے مگر اس کے اخلاق میں برائی ہے۔ آنجنابؑ نے تحریر فرمایا: اگر اس کے اخلاق میں برائی ہے تو اس سے تزویج نہ کرو۔

(۴۴۳۲) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے روایت کی ہے، انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ایک مردِ مسلم کے لئے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنی ماں کی سوت سے نکاح کرے جو اس کے باپ کے علاوہ

کسی اور مرد کے عقد میں رہی ہو۔

(۴۴۳۳) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا کہ جو شراب نوشی میں مبتلا ہوئی اور نشہ کے عالم میں اس نے ایک شخص سے نکاح کر لیا مگر جب نشہ اترا تو نکاح سے منکر ہوگئی مگر بعد میں اس کو یہ گمان ہوا کہ اس نکاح کو مان لینا اس کے لئے لازم ہوگیا لہٰذا وہ شراب نوشی سے باز آئی پھر اس مرد کے ساتھ اسی نکاح پر رہنے لگی۔ سوال یہ ہے کہ یہ اس عورت کے لئے حلال ہے؟ یا نشہ کے عالم میں جو نکاح ہوا ہے وہ فاسد ہے اور اس مرد کا اس عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نشہ اترنے کے بعد جب اس مرد کے پاس رہ گئی تو یہی اس کی رضا ہے۔ میں نے عرض کیا: تو کیا اسی نکاح سے اس عورت کا رہنا جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

(۴۴۳۴) اور عمر بن شمر نے جابر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس قابلہ سے جس نے مولود کو جنوایا ہے کیا اس مولود کو نکاح کرنا حلال ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اور نہ اس کی بیٹی سے، اس لئے کہ وہ بھی اس کی ماں کی مانند ہے۔

(۴۴۳۵) معاویہ بن عمار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر قابلہ صرف بچہ جنوا کر چلی جائے تو ایسی قابلائیں تو بہت سی ہیں (لیکن) جو قابلہ بچہ جنوا کر اس کی پرورش بھی کرے تو وہ اس بچہ پر حرام ہے۔

(۴۴۳۶) اور حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ جو شخص احرام باندھے ہوئے ہو وہ نکاح کر سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ مُحرِم شخص مُحل سے بھی نکاح نہیں کرے گا۔

(۴۴۳۷) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر مُحرِم کسی سے نکاح کرے یا اس سے کوئی نکاح کر دے تو وہ نکاح باطل ہے۔[1]

(۴۴۳۸) اور حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کے پاس ایک کنیز ہے اور وہ اس کنیز کو برہنہ کر کے بہ نظر شہوت اس کے جسم کو دیکھتا ہے۔ کیا یہ کنیز اس شخص کے باپ کے لئے حلال ہے اور اگر باپ ایسا کرتا ہے تو بیٹے کے لئے حلال ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ شخص بہ نظر شہوت اس کنیز کو دیکھے اور جسم کا وہ حصہ دیکھے جس کا دیکھنا دوسرے پر حرام ہے تو وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال نہیں ہے اور اگر بیٹا دیکھے تو باپ کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۴۴۳۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ حذّاء سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ کوئی عورت اپنی پھوپھی پر سوت بن کر نکاح نہیں کرے گی اور نہ اپنی خالہ پر اور نہ اپنی دودھ شریک بہن پر۔ نیز آنجنابؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حمزہؓ کی بیٹی کا ذکر کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حضرت حمزہؓ نے ایک عورت (ثوبیہ) کا دودھ پیا تھا (حضرت حلیمہ کے آنے سے پہلے)۔

(۴۴۴۰) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنی خالہ پر سوت بن کر نکاح نہیں کرے گی مگر خالہ اپنی بہن کی لڑکی پر سوت بن کر نکاح کرے گی۔

---

[1] شاید اس سے مراد صحیح کی مانند وہ حسن حدیث ہے جسے کلینی نے ج ۴ ص ۳۷۲ پر معاویہ بن عمار سے مقطوعاً روایت کیا ہے کہ فرمایا: محرم نہ نکاح کرے گا، اور نہ اس کا نکاح کیا جائے گا اور اگر ایسا ہو تو اس کا نکاح باطل ہے۔ یا جو صحیح کی مانند موثق حدیث میں حسن بن علی سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: محرم نہ نکاح کرے، نہ اس کا نکاح کیا جائے، نہ وہ منگنی کرے، نہ نکاح کی گواہی دے اور اگر ایسا نکاح ہو جائے تو وہ باطل ہے۔

(۴۴۴۱) محمد بن مسلم کی روایت میں ہے جوانہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی اپنی پھوپھی اور خالہ پر سوت بن کر بغیر ان دونوں کی اجازت کے نکاح نہیں کرے گی۔ لیکن پھوپھی اور خالہ اپنے بھائی کی لڑکی یا اپنی بہن کی لڑکی پر سوت بن کر بغیر ان دونوں کی اجازت کے نکاح کرے گی۔

(۴۴۴۲) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص چاہتا ہے کہ کسی عورت سے نکاح کرے کیا وہ (نکاح سے قبل) اس کے بالوں کو دیکھے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ اس کا ارادہ ہے کہ اس کو زیادہ قیمت پر خریدے۔

(۴۴۴۳) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی لڑکی سے اس وقت تک دخول نہ کیا جائے جب تک کہ وہ نو یا دس سال کی نہ ہو جائے۔

(۴۴۴۴) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص کسی عورت سے اس کے نو (۹) سال تک پہنچنے سے پہلے دخول کرے اور اس میں کوئی عیب آجائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔ یہ روایت حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۴۴۵) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کو آزاد کیا اور یہی آزادی اس کے لئے مہر قرار دی (عقد کر لیا) پھر دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی آزادی ہو چکی اب اس کا مالک اس سے نصف قیمت کا مطالبہ کرے گا جس کی ادائیگی کی وہ کوشش کرے گی اور اس لئے اس عورت پر عدہ کوئی نہیں ہے۔

(۴۴۴۶) حسن بن محبوب نے یونس بن یعقوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنی کنیز کو آزاد کیا اور یہی آزادی اس کے لئے مہر قرار دے کر نکاح کر لیا پھر قبل دخول اس کو طلاق دیدی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کنیز اپنی نصف قیمت کی ادائیگی کے لئے کام کاج کرے گی اور اس نے انکار کیا تو ایک دن وہ آزاد رہے گی اور ایک دن اس مالک کی خدمت کرے گی نیز فرمایا: اگر اس کنیز کے کوئی لڑکا ہے اور اس کے پاس مال ہے تو وہ اپنی ماں کی نصف قیمت ادا کرے گا اور وہ کنیز پوری آزاد ہو جائے گی۔

(۴۴۴۷) اور علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز سے کہا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور تیری آزادی کو تیرے لئے مہر قرار دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کنیز تو آزاد ہو گئی اب اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس سے نکاح کرلے اور چاہے نہ کرے اگر وہ اس سے نکاح کرے تو اس شخص کو چاہئے کہ اسے کچھ دے اور اگر وہ شخص یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا اور تیرا مہر تیری آزادی کو قرار دیا تو پھر نکاح ہو گیا اور وہ اسے کچھ نہیں دے گا۔

(۴۴۴۸) ابن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت کے بچہ پیدا ہوا کیا وہ نفاس سے طاہر ہونے سے قبل نکاح کر سکتی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں لیکن اس کے شوہر کے لئے یہ جائز نہیں کہ نفاس سے طاہر ہونے سے پہلے وہ اس سے دخول کرے۔

(۴۴۴۹) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی کی کنیز سے نکاح کیا یہ سمجھ کر کہ یہ آزاد ہے پھر ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا اور اس پر گواہ و ثبوت پیش کیے کہ یہ اس کی کنیز ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنی کنیز کو لے لے گا اور جو بچہ اس سے پیدا ہوا ہے اس کی قیمت وصول کرے گا۔

(۴۴۵۰) جمیل بن دراج کی روایت میں ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی اب کیا اس عورت کی لڑکی اس کے لئے حلال ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ماں اور لڑکی اس سلسلہ میں دونوں برابر

ہیں اگر کسی ایک سے دخول نہیں کیا ہے تو دوسری اس کے لئے حلال ہے۔

(۴۴۵۱) نیز حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمہاری پروردہ (لے پالک) لڑکیاں تم پر حرام ہیں وہ خواہ تمہاری گودی میں پلی ہوں یا نہ پلی ہوں۔

(۴۴۵۲) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کا نکاح ایک عورت سے ہوا عورت کے حکم سے یا خود اس مرد کے حکم سے اور دخول سے قبل ہی وہ مرد مر گیا یا وہ عورت مر گئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت اس سے مالی منفعت اُٹھائیگی اور میراث پائیگی مگر اس کو مہر نہیں ملے گا۔ اور اگر اس مرد کا نکاح اس عورت کے حکم پر ہوا پھر اس مرد نے طلاق دیدی تو عورت کے حکم پر اس کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ نہ ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کا مہر تھا۔

(۴۴۵۳) صفوان بن یحییٰ نے ابی جعفر [ب] مرد عہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مرد نے عورت کے حکم پر اس سے نکاح کرلیا پھر دخول سے پہلے مر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس عورت کے لئے مہر نہ ہوگا مگر میراث ہوگی۔

(۴۴۵۴) علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس سے دخول بھی نہیں کیا تھا کہ دوسری کسی عورت سے زنا کر بیٹھا اس کی کیا سزا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں، اس کا سر مونڈ دیا جائے اور اس کی اس عورت سے اس کو ایک سال تک جدا رکھا جائے۔

(۴۴۵۵) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: میں نے کتاب علی علیہ السلام میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور ابھی اس سے دخول نہ کیا ہو کہ کسی دوسری عورت سے زنا کر بیٹھے تو چونکہ وہ زانی ہے اس لئے اس کی وہ عورت اس پر حلال نہیں۔ ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت کو نصف مہر ادا کرے گا۔

(۴۴۵۶) اور اسماعیل بن ابی زیاد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کوئی عورت اگر اپنے شوہر کے دخول کرنے سے پہلے زنا کی مرتکب ہوجائے تو اس کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا اور اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ جرم اس کی طرف سے ہوا ہے۔

(۴۴۵۷) حسن بن محبوب نے فضل بن یونس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ابھی اس نے اس سے دخول بھی نہیں کیا تھا کہ اس عورت نے زنا کا ارتکاب کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں میں جدائی ڈال دی جائے گی اور عورت پر زنا کی حد جاری ہوگی۔ اور اس کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔

(۴۴۵۸) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کی بہن (سالی) سے حرام کاری کی، کیا اس کی وجہ سے اس کی عورت اس پر حرام ہوجائے گی؟ آپؑ نے فرمایا: حرام کبھی حلال کو فاسد نہیں کرتا اور حلال سے حرام کی درستی و اصلاح ہوجاتی ہے۔

(۴۴۵۹) اور موسیٰ بن بکر کی روایت میں جس کی انہوں نے زرارہ بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی زوجہ کی ماں یا اس کی بیٹی یا اس کی بہن سے زنا کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: فعل حرام کبھی بھی فعل حلال کو حرام نہیں کرے گا، اس کی زوجہ اس کے لئے حلال ہے۔ نیز فرمایا: اگر کوئی شخص ایک عورت سے زنا کرے اس کے بعد اس سے نکاح کرلے (تو اس نکاح میں) کوئی حرج نہیں اور اس کی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کھجور کے درخت سے کھجور چرائی اس کے بعد اس درخت کو خرید لیا اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنے کے بعد اس کی ماں یا اس کی بیٹی یا اس کی بہن سے نکاح کرے تو (اس نکاح میں) کوئی حرج نہیں اور اگر کسی شخص کی زوجیت میں کوئی

عورت ہے اور اس نے اس کی ماں یا اس کی لڑکی سے یا اس کی بہن سے نکاح کر لیا پھر بعد میں اس کو علم ہوا تو آخر والی کو چھوڑ دیگا اور پہلی اس کی زوجہ رہے گی۔ اور اس سے اس وقت تک مقاربت نہیں کرے گا جب تک آخری والی جس کو چھوڑا ہے اس کا رحم پاک صاف نہ ہو جائے اور اگر کسی مرد نے اپنے لڑکے کی زوجہ سے زنا کیا ہے یا اپنے باپ کی زوجہ سے زنا کیا یا اپنے لڑکے کی کنیز سے یا اپنے باپ کی کنیز سے زنا کیا ہے تو نہ وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگی اور نہ وہ کنیز اپنے مالک پر حرام ہوگی۔ اور یہ حرام اس وقت ہوگی جب اس کنیز کے ساتھ حلال حالت میں یہ کیا ہو تو پھر وہ کنیز اس کے لڑکے پر اور اس کے باپ پر تا ابد حلال نہ ہوگی۔ اور جب کسی شخص نے عورت کے ساتھ حلال تزویج و نکاح کیا ہو تو وہ عورت اس کے لڑکے اور اس کے باپ کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۴۴۶۰) اور ابو المغرا نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے عورت سے زنا کیا اب اس کے بعد وہ چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کر لے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر عورت زنا سے توبہ کر لے تو پھر اس کے لئے حلال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیسے معلوم ہو کہ اس نے توبہ کر لی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو حرام کی طرف دعوت دی جائے جس پر وہ تھی اگر وہ انکار کر دے اور اپنے رب سے استغفار کرے تو اس توبہ کی شناخت ہو جائیگی۔

(۴۴۶۱) علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے عراق میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر شام چلا گیا اور وہاں ایک دوسری عورت سے نکاح کیا۔ اتفاق کی بات کہ وہ عراقی عورت کی بہن تھی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس شخص کے اور شامی عورت کے درمیان جدائی ڈال دی جائے اور یہ عراقی عورت سے اس وقت تک مقاربت نہ کرے جب تک کہ شامی عورت کا عدہ ختم نہ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر کوئی شخص ایک عورت سے نکاح کرے پھر اس کے بعد اس کی ماں سے نکاح کرے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ اس کی ماں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکو معاف کرے گا۔ پھر فرمایا: اگر اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ اس کی ماں ہے تو پھر وہ اس سے مقاربت نہ کرے اور نہ اس کی لڑکی سے مقاربت کرے جب تک کہ ماں کے عدہ کی مدت تمام نہ ہو جائے۔ اور جب اس کی عدہ کی مدت تمام ہو جائے تو اس کی لڑکی کا نکاح اسکے لئے حلال ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس کی ماں کے بطن سے لڑکا پیدا ہو جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس شخص کا لڑکا ہوگا اور اس کی میراث پائے گا اور یہ لڑکا اس کی زوجہ کا بھائی ہوگا۔

(۴۴۶۲) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا نکاح اہل بصرہ میں سے بنی تمیم کی کسی عورت سے کر دے مگر اس نے اہل کوفہ میں سے بنی تمیم کی ایک عورت سے کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: چونکہ اس نے حکم کے خلاف کیا لہٰذا وہ عورت کے گھر والوں کو نصف مہر ادا کرے گا اور اس عورت پر کوئی عدہ نہیں ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہ ہوگی۔ تو آنجنابؑ کی مجلس میں جو لوگ موجود تھے ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر اس نے صرف نکاح کا حکم دیا ہو کسی سرزمین یا کسی قبیلہ کا نام نہ لیا ہو پھر حکم دینے والا نکاح کے بعد انکار کر دے کہ اس نے حکم دیا تھا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کیا مامور (یعنی جس کو حکم دیا گیا تھا) کے پاس کوئی ثبوت و شاہد ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ اس کا نکاح کسی عورت سے کر دے (اگر ایسا ہے) تو پھر عورت کا مہر حکم دینے والے پر ہوگا اور اگر اس کے پاس کوئی ثبوت و شاہد نہیں ہے تو پھر مامور پر لازم ہے کہ وہ عورت کا مہر عورت کے گھر والوں کو ادا کرے اور دونوں کے درمیان نہ کوئی میراث ہوگی اور نہ عورت پر کوئی عدہ ہوگا اور اگر اس نے کوئی مہر فرض کیا ہے تو اس کے نصف مہر ہوگا اور اگر اس نے مہر کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا۔

(۴۴۶۳) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک ہی عقد میں دو بہنوں کے ساتھ نکاح کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ شخص ان دونوں میں سے جس کو چاہے روک لے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔ نیز ایسے شخص کے متعلق

فرمایا کہ جس نے ایک ہی عقد میں پانچ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ ان میں سے ایک عورت کو جسے چاہے چھوڑ دے۔

(۴۴۶۴) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جس کے تحت نکاح چار عورتیں تھیں، اس نے ان میں سے ایک عورت کو طلاق دے دی اور مطلقہ کے عدہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے اس نے ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ آنجنابؑ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ آخری عورت اپنے گھر والوں کے پاس واپس جائے جب تک کہ مطلقہ اپنے عدہ کی مدت پوری نہ کرے اور یہ آخری عورت بھی عدہ رکھے اور اگر شوہر نے اس سے دخول کیا ہے تو اس کے لئے اس کا مہر ہے اور اگر ابھی اس نے دخول نہیں کیا تو اس کے لئے نہ کوئی مہر ہے اور نہ کوئی عدہ ہے پھر اگر اس کے گھر والے چاہیں تو عدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد اس شخص سے اس کا عقد کردیں اور چاہیں تو نہ کریں۔

(۴۴۶۵) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف الزّام سے، انہوں نے سنان بن طریف سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس تین ازواج تھیں اس نے ایک اور عورت سے نکاح کرلیا اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا کہ اس کا ارادہ ہوا کہ اپنی ایک کنیز کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ اس عورت کو طلاق دیدے کہ جس سے ابھی دخول نہیں کیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر اس دن کسی دوسری عورت سے نکاح کرلے اور اگر ان تینوں عورتوں میں سے اپنی مدخولہ میں سے کسی ایک کو طلاق دیتا ہے تو اس وقت تک کسی دوسری عورت سے نکاح جائز نہیں جب تک کہ وہ مطلقہ اپنے عدہ کی مدت پوری نہ کرے۔

(۴۴۶۶) محمد بن ابی عمیر نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے نکاح میں تین عورتیں تھیں اب اس نے دو عورتوں سے عقدِ واحد میں اور نکاح کرلیا اور ان میں سے کسی ایک سے دخول کرکے مرگیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں پہلا تھا تو اس کا نکاح جائز ہے اور اس پر عدہ ہے اور اس کے لئے میراث ہے اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں دوسرے نمبر پر لیا گیا تھا تو اس کا نکاح باطل ہے اس کو میراث نہیں ملے گی مگر اس کو عدہ رکھنا ہے۔

(۴۴۶۷) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت اور دو کنیزوں سے عقدِ واحد میں نکاح کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: آزاد عورت کا نکاح تو جائز ہے اور اگر اس کے مہر کی بات ہوئی ہے تو وہ بھی اس کے لئے ہے۔ اب رہ گئیں دونوں کنیزیں تو ان دونوں کا نکاح ایک آزاد عورت کے ساتھ عقدِ واحد میں باطل ہے، ان دونوں کو اس مرد سے جدا کردیا جائے گا۔

(۴۴۶۸) طلحہ بن زید نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی کنیز غصب کرلی جائے پھر اس کی ازالۂ بکارت (زنا بالجبر) کی جائے تو اس غصب کرنے والے پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ واجب ہے اور اگر غصب شدہ عورت آزاد ہے تو غصب کرنے والے پر اس کا مہر واجب ہے۔

(۴۴۶۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص کی کنیز کو غصب کیا تھا اور غصب ہی سے اس کنیز کے بطن سے بچہ پیدا ہوا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کنیز اور اس کا بچہ اس کے مالک کو جس سے غصب کیا گیا واپس کردیا جائے جب کہ غاصب خود اقرار کرتا ہو یا شخص مغصوب (جس کی کنیز غصب کی گئی ہے) کے پاس کوئی ثبوت اور شاہد ہے تو اس کو واپس کردی جائے گی۔

(۴۴۷۰) اور علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ دو آدمیوں نے دو عورتوں سے نکاح کیا مگر اس مرد کی عورت اُس مرد کے پاس پہنچ گئی اور اُس مرد کی عورت اس مرد کے پاس پہنچ گئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت اس مرد کے لئے عدہ رکھے گی اور یہ عورت اس مرد کے لئے عدہ رکھے گی۔ پھر ان دونوں میں سے ہر عورت اپنے مرد کے پاس واپس چلی

جائے گی۔

(۴۴۷۱) جمیل بن صالح نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کی تین باکرہ (کنواری) لڑکیاں تھیں اس آدمی نے ان میں سے ایک لڑکی کا نکاح کیا مگر نہ شوہر کو نام بتایا اور نہ گواہوں کو کہ وہ کس لڑکی کا نکاح کر رہا ہے۔ اور شوہر نے لڑکی کا مہر بھی ادا کر دیا جب لڑکی کا باپ لڑکی کو لے کر شوہر کے پاس پہنچا اور شوہر کو اطلاع پہنچی کہ یہ اس کی سب سے بڑی لڑکی ہے تو شوہر نے لڑکی کے باپ سے کہا: تم نے تو اپنی لڑکیوں میں سے سب سے چھوٹی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح کیا ہے! حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر شوہر نے ان تینوں میں سے سب کو دیکھ لیا تھا اور ان میں سے کسی ایک کا نام باپ کو نہیں بتایا تھا تو اس موقع پر باپ کا قول معتبر ہوگا اور باپ پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اور خدا کے درمیان رکھ کر یہ بتائے کہ کیا وہ لڑکی جس کو وہ شوہر کے حوالے کر رہا ہے نکاح کرتے وقت بھی اس کی نیت یہی تھی اور اگر شوہر نے ان سب لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا اور اس میں سے کسی ایک کا نام نکاح کے وقت اس کو نہیں بتایا گیا تھا تو نکاح باطل ہے۔

(۴۴۷۲) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان دو لڑکیوں کے متعلق فرمایا جو دو بھائیوں کو ہدیہ کی گئیں تو اِس بھائی کی عورت اُس بھائی کے پاس پہنچ گئی اور اس نے دخول کر لیا اور اُس بھائی کی عورت اِس بھائی کے پاس پہنچ گئی اور اس نے اس سے دخول کر لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں پر اس بے حواسی کی بنا پر مہر لازم ہے۔ اور اگر ان دونوں لڑکیوں کے ولی نے عمداً ایسا کیا تو وہ مہر کا تاوان ادا کرے گا۔ اور یہ دونوں بھائی اپنی اپنی عورتوں سے مقاربت اس وقت تک نہیں کریں گے جب تک ان دونوں کے عدہ کی مدت پوری نہ ہو جائے اور جب عدہ کی مدت پوری ہو جائیگی تو یہ دونوں اپنے پہلے شوہروں کے پاس اسی پہلے نکاح پر چلی جائیں گی۔ عرض کیا گیا کہ اور اگر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہ دونوں لڑکیاں مر جائیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر یہ دونوں شوہر ان لڑکیوں کے ورثاء کی طرف نصف مہر کی ادائیگی کے لئے رجوع کریں گے۔ اور یہ دونوں مہر ان دونوں لڑکیوں کا ورثہ قرار پائیں گے۔ عرض کیا گیا: اور یہ دونوں لڑکیاں عدہ میں ہیں کہ اسی اثناء میں وہ دونوں مرد مر جائیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر یہ دونوں لڑکیاں ان دونوں کا ورثہ پائیں گی اور ان کے لئے نصف مہر ہوگا اور پہلے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد دونوں اپنے شوہر کے لئے عدۂ وفات رکھیں گی۔

(۴۴۷۳) اور محمد بن عبدالحمید نے محمد بن شعیب سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے چچا کے پاس ان کی لڑکی کے لئے شادی کا پیغام دیا تو ان کے بعض بھائیوں نے رائے دی کہ جس لڑکی کا پیغام آیا ہے اس کی شادی کردو۔ اور اس شخص نے لڑکی کا نام لکھنے میں غلطی کی اس کا نام فاطمہ تھا اس نے کوئی اور نام لکھ دیا اور اس نام کی اس کے چچا کی کوئی لڑکی نہ تھی۔ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

(۴۴۷۴) اور اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اسلام میں اجرت و مزدوری پر نکاح کرنا حلال نہیں ہے اس طرح کہ کوئی آدمی کہے کہ میں تمہارے پاس فلاں فلاں کام کروں گا اور اس کے عوض تم اپنی بہن یا اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کردو۔ یہ حرام ہے اس لئے کہ یہ تو اس لڑکی کی قیمت ہوگی حالانکہ وہ مہر کی حقدار ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ یہ صرف حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے لئے جائز تھا اس لئے کہ وہ بذریعہ وحی یہ جانتے تھے کہ وہ مدت پوری کرنے سے پہلے مریں گے یا نہیں چنانچہ انہوں نے مدتیں پوری کیں۔

(۴۴۷۵) اور حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے ابوعبیدہ حذاء سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے ایک مرد خصی (جس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہو) سے نکاح کر لیا اور اس کو معلوم ہے کہ یہ خصی ہے؟ آنجنابؑ نے

فرمایا: جائز ہے۔عرض کیا گیا: وہ عورت اس کے ساتھ جب تک اللہ نے چاہا رہی پھر اس مرد خصی نے اس کو طلاق دے دی کیا اس عورت پر عدہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کیا وہ خصی مرد اس عورت سے لذت یاب نہیں ہوا اور وہ عورت اس سے لذت یاب نہیں ہوئی؟ عرض کیا گیا: پھر ان دونوں میں جو اِس کی طرف سے اور اُس کی طرف سے ہوتا ہے تو اس پر غسل ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مرد کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے اور اس سے اس عورت کی منی خارج ہو جاتی ہے تو اس پر غسل ہے۔عرض کیا گیا: جب وہ مردِ خصی اس کو طلاق دیتا ہے تو کیا اس کو حق ہے کہ مہر کے کچھ حصے کے لئے اس عورت کی طرف رجوع کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

(۴۴۷۶) علی بن رئاب نے عبداللہ بن بکیر سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک مردِ خصی نے ایک زنِ مسلمہ کو اپنے فریب میں لا کر اس سے نکاح کر لیا۔آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں کے درمیان اگر عورت چاہے تو جدائی ڈال دی جائے گی اور اس مردِ خصی کے لئے دردِسر پیدا کر دیا جائے گا اور اگر عورت راضی ہو جائے اور اس کے ساتھ رہنے لگے تو عورت کی رضا کے بعد عورت کو اس سے انکار کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۴۴۷۷) صفوان بن یحیٰی نے ابی جریر قمی سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں اپنی ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی کا نکاح اپنے باپ کی طرف سے سوتیلی بہن سے کرا سکتا ہوں۔تو حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خواہ اس کا نکاح اُس سے کرلو خواہ اُس کا نکاح اِس سے کرلو۔

(۴۴۷۸) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے مرد کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت نے اپنا مہر مقرر کیا اور یہ شرط رکھ دی کہ مجامعت اور طلاق دونوں کا اختیار اس عورت کو ہوگا۔آنجنابؑ نے فرمایا: اس عورت نے سنت کے خلاف کیا اور اس حق کی مالک بن گئی جس کی وہ اہل نہیں ہے۔پھر آنجنابؑ نے فرمایا: مرد مہر ادا کرے اور مرد ہی کو اختیارِ مجامعت اور طلاق ہے کہ یہی سنت ہے۔

(۴۴۷۹) اور امیر المومنین علیہ السلام نے دو عورتوں کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ ایک شخص نے ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کیا پھر اسے طلاق دیدی اور ایسی حالت میں کہ وہ حاملہ تھی اس کی بہن سے پیغام دیا اور نکاح کر لیا قبل اس کے کہ مطلقہ سے کوئی بچہ ہو۔تو آنجنابؑ نے حکم دیا کہ وہ اس دوسری عورت کو طلاق دیدے یہاں تک کہ اس پہلی مطلقہ کے یہاں بچہ پیدا ہو پھر اس دوسری کو نکاح کا پیغام دے اور اس کو دو مرتبہ مہر ادا کرے۔

(۴۴۸۰) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ کنیز سے نکاح کی موجودگی پر تم ایک آزاد عورت سے نکاح کرلو مگر ایک آزاد عورت سے نکاح کی موجودگی میں کنیز سے نکاح نہ کرو اور اگر کوئی شخص کنیز کی موجودگی میں آزاد عورت سے نکاح کرے تو جیسا کچھ اپنا مال [1] یا اپنی ذات [2] کو تقسیم کرتا ہے اس میں کنیز کو جو کچھ دیتا ہے اس سے دوگنا آزاد عورت کو دے یعنی کنیز کے لئے اس کے مال یا ذات کا ایک تہائی حصہ ہوگا۔

(۴۴۸۱) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے زنِ مسلمہ کے رہتے ہوئے ایک کافرہ ذمیہ سے شادی کر لی۔آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور مرد کو بارہ اور نصف کوڑے لگائے جائیں گے اگر زنِ مسلمہ اس کے رکھنے پر راضی ہو جائے تو مرد کو ساڑھے بارہ کوڑے لگائے جائیں گے اور ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔میں نے عرض کیا: نصف کوڑا کیسے مارا جائے گا! آنجنابؑ نے فرمایا: کوڑے کو آدھے سے پکڑا جائے گا اور مارا جائے گا۔

---

[1] یعنی نفقہ زوجہ کے حسب مراتب، غالباً یہ کنیز کے (حق کے) ضعف کی بنا پر ہے۔

[2] یعنی اس طرح تقسیم کرے کہ آزاد کے لئے دو راتیں اور کنیز کے لئے ایک رات۔

(۴۴۸۲) حسن بن محبوب نے علاء سے؛ اور ابی ایوب نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: بیرون مدینہ کے رہنے والے دیہاتی سے کسی مہاجرہ عورت کو شادی نہ کرنی چاہیے ورنہ وہ اس کو دار الھجرۃ (مدینہ) سے نکال کر دیہات لے جائے گا۔

(۴۴۸۳) ابن ابی عمیر نے متعدد لوگوں سے اور ان سب نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس عورت موجود ہے اور اس نے دوسری عورت سے بھی نکاح کر لیا تو کیا یہ شخص اس نئی بیوی کو ترجیح دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اگر باکرہ ہے تو سات دن تک اور اگر غیر باکرہ ہے تو تین دن تک۔

(۴۴۸۴) حسن بن محبوب نے ابراہیم کرخی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد کے پاس چار عورتیں ہیں وہ تین عورتوں کے پاس ان کی شبوں میں رہتا ہے تو انہیں مس کرتا اور چھوتا ہے اور جب چوتھی کے پاس اس کی شب میں رہتا ہے تو اسے مس نہیں کرتا کیا یہ کرنے سے اس پر کوئی گناہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس پر فرض یہ ہے کہ وہ اس کے پاس شب بسر کرے اور صبح تک رہے اس پر یہ فرض نہیں کہ وہ اس سے جی نہ چاہتے ہوئے مجامعت بھی کرے۔

(۴۴۸۵) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک مرد کے پاس دو عورتیں ہیں اسے ایک دوسری سے زیادہ محبوب ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو اختیار ہے کہ وہ اس کے پاس تین شبیں بسر کرے اور اس کے پاس ایک شب۔ اور چاہے تو چار عورتیں عقد میں لائے تو اس وقت ہر عورت کے لئے ایک شب ہوگی اور جب تک اس کے پاس چار عورتیں نہیں ہیں اس کو حق ہے کہ وہ کسی عورت کو کسی عورت پر ترجیح دے۔

(۴۴۸۶) اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر تمہارے نکاح میں ایک آزاد عورت ہے تو اس پر کنیز سے دوسرا نکاح نہ کرو اور کنیز پر آزاد عورت کرو اگر کنیز پر آزاد عورت کرو تو آزاد عورت کے لئے دو ثلث اور کنیز کے لئے ایک ثلث (دو تہائی اور ایک تہائی) دو راتیں اور ایک رات۔

(۴۴۸۷) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ضریس کے تحت نکاح حمران کی بیٹی تھی۔ اس نے حمران کی بیٹی سے یہ عہد کیا کہ وہ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد نہ کسی عورت سے شادی کرے گا اور نہ کوئی کنیز رکھے گا۔ اس پر حمران کی بیٹی نے بھی اس بات کا عہد کر لیا کہ وہ بھی ضریس کے بعد کسی سے شادی نہیں کرے گی اور یہ کہ اگر ان دونوں میں سے کسی نے بھی اپنے عہد کی وفا نہ کی تو اس پر حج و قربانی و نذر عائد ہوگی اور ان دونوں کی ملکیت جو کچھ ہے وہ مساکین میں تقسیم ہو جائیگی اور ان دونوں کے غلام آزاد ہو جائیں گے۔ اس معاہدے کے بعد ضریس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے اس کا تذکرہ کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: حمران کی بیٹی کا حق ہے مگر اس کا یہ حق ہم کو اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم حق نہ کہیں، جاؤ نکاح کرو کنیز رکھو، یہ معاہدہ کوئی چیز نہیں۔ چنانچہ ضریس نے اس کے بعد کنیز رکھی اور اس سے اس کی بہت سی اولاد ہوئی۔

(۴۴۸۸) ثعلبہ بن میمون نے عبداللہ بن ہلال سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص ولد الزنا سے نکاح کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے گو یہ ذلت اور بے عزتی کے خوف سے مکروہ ہے۔ لڑکا تو باپ کے صلب سے ہوتا ہے اور عورت تو ظرف ہوتی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: تو پھر آدمی کنیز ولد الزنا کو خرید لے اور اس سے مجامعت کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

(۴۴۸۹) بزنطی نے مشرقی سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن (الرضا) علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک عورت سے مزاح کے طور پر شادی کا پیغام دیا۔ اور اس عورت نے بھی مزاح کے طور پر اس

سے نکاح کر لیا تو عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر کسی مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

(۴۴۹۰) حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ بتائیں کہ غلام کتنے نکاح کر سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: میرے والد کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ دو آزاد عورتوں سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

(۴۴۹۱) اور دوسری حدیث میں ہے غلام دو آزاد عورتوں سے یا چار کنیزوں سے یا دو کنیزوں اور ایک آزاد عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور آزاد مرد چار مسلمان عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ جتنی چاہے کنیزیں رکھے اور جتنا چاہے متعہ کرے۔ اور کوئی حرج نہیں ہے اگر مرد اپنی خلع حاصل کردہ زوجہ کی بہن سے اسی وقت نکاح کرے۔ ۱؎

(۴۴۹۲) حسن بن محبوب نے ابی ولاد حناط سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس کا نکاح مدینہ کی فلاں نامی عورت سے کر دے اور عراق میں فلاں عورت سے کر دے۔ تو مامور (حکم پانے والا) گیا اور اس نے اس کا نکاح مدینے والی سے کر دیا پھر عراق پہنچا تو معلوم ہوا کہ جس نے اس کو حکم دیا تھا وہ مر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس معاملہ کو دیکھا جائے گا کہ مامور نے آمر کا نکاح اس کے مرنے سے پہلے کر دیا تھا اور آمر اس کے بعد مرا ہے تو مہر اس کی میراث میں بطور قرض کے رہے گا۔ اور اگر مامور نے آمر کا نکاح آمر کے مرنے کے بعد پڑھا تو نکاح باطل ہے۔ نہ آمر پر کچھ ہے اور نہ مامور پر کچھ ہے۔

(۴۴۹۳) صفوان بن یحییٰ نے زید بن جہم ہلالی سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کی ایک لڑکی ہے جو کسی دوسرے شوہر سے ہے کیا یہ شخص اپنے لڑکے کا نکاح اس کی بیٹی سے کر لے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ لڑکی اس سے پہلے کسی شوہر سے ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اسی شوہر سے ہے تو نہیں۔

(۴۴۹۴) حسن بن محبوب نے حماد بن ناب سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مشہور باغ قرار دیا جس کی پیداوار بہت کثیر ہے پھر وہ دو سال تک رکا رہا، عورت سے دخول نہیں کیا اور طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ دیکھا جائے گا کہ جس دن اس نے نکاح کیا تھا اس دن اس باغ کے غلہ کی پیداوار کتنی تھی چنانچہ مہر میں اس کی نصف پیداوار دے گا اور نصف باغ بھی دے گا مگر یہ کہ وہ عورت اس کو معاف کر دے اور وہ اس کو قبول کر لے اور دونوں کسی بات پر صلح کر لیں اور وہ اس پر راضی ہو گا تو یہ بات تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

(۴۴۹۵) اسحاق بن عمار نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر اپنا ایک غلام اور اس غلام کی عورت کو قرار دیا چنانچہ اس نے غلام اور اس کی عورت کو اپنی منکوحہ کے وہاں بھیج دیا کچھ دن بعد غلام کی عورت مر گئی اور اس شخص نے بغیر دخول کے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جس دن اس نے نکاح کیا تھا اگر اس دن اس غلام کی قیمت لگا دی گئی تھی تو اب دوبارہ اس کی قیمت لگوائی جائے اور دیکھا جائے کہ پہلی قیمت میں اور دوسری قیمت میں کتنا فرق ہے۔ مع اس فرق کے عورت (غلام کو) اپنے شوہر کو واپس کر دے اور شوہر جو کچھ اس کا مہر بنتا ہے اس کا نصف عورت کو دیدے گا۔

۱؎ یعنی عدت کا انتظار کیے بغیر۔ اور کلینی نے ابی صباح کنانی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کی عورت نے اس سے خلع لے لیا تھا کہ وہ اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کی بہن سے منگنی کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب اسکی عصمت آزاد ہو گئی اور اس کے لئے رجوع کرنا ممکن نہیں تو اس مرد کے لئے حلال ہو گیا کہ اس کی بہن سے منگنی کر لے۔

(۴۴۹۶) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے حمران سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک باکرہ لڑکی سے نکاح کیا جو ابھی نو سال کی پوری نہیں ہوئی تھی جب اس سے دخول کیا تو اس کی شرمگاہ شگافتہ ہو کر پیشاب کا مقام اور حیض کا مقام ایک ہو گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جس وقت اس نے دخول کیا وہ لڑکی (۹) سال کی ہو چکی تھی تو مرد پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر نو سال کی نہیں ہوئی تھی یا نو سال سے ذرا کم تھی جب اس نے دخول کیا اور اس کی شرمگاہ افضا ہو گئی تو اس نے اس لڑکی کو دوسرے شوہروں کے قابل نہیں چھوڑا اسے بیکار اور فاسد کر دیا۔ امام پر لازم ہے کہ اس سے اس کا تاوان دلائے۔ اور اگر وہ اس کو طلاق نہیں دیتا زندگی بھر اپنے پاس رکھتا ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۴۴۹۷) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عزل (وقتِ انزال اپنے عضوِ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال لینا) کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: یہ پانی تو مرد کا حصہ ہے جیسے چاہے خرچ کرے۔

باب: وہ عیوب کہ جن سے نکاح رد کر دیا جاتا ہے

(۴۴۹۸) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: چار عیوب کی وجہ سے عورت واپس کر دی جاتی ہے۔ برص سے، جذام سے، جنون سے اور قرن و عفل سے (قرن یعنی عورت کی شرمگاہ کے منہ پر کوئی غدود جو مانع دخول ہو۔ عفل یعنی عورت کی شرمگاہ کے اندر کوئی گوشت بڑھ گیا ہو جو مانع دخول ہو نیز قرن و عفل تقریباً ایک ہیں) جب تک اس سے مجامعت نہ کی ہو اور جب مجامعت کر لی تو پھر واپس نہیں کی جائے گی۔

(۴۴۹۹) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے ایک قوم کے اندر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ ایک آنکھ کی کانی تھی اور ان لوگوں نے یہ نہیں بتایا تھا۔ اب کیا اس کو حق ہے کہ اس عورت کو واپس کر دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: (وہ واپس نہیں کرے گا) نکاح تو صرف جنون اور جذام اور برص اور عفل سے رد اور واپس ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ کی کیا رائے ہے اگر اس نے اس سے دخول کر لیا ہے تو اب وہ کیا کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: عورت کے لئے مہر ہے اس لئے کہ اس شخص نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا اور اس لڑکی کا ولی جس نے اس کا نکاح کیا ہے نقصان برداشت کرے گا (مہر کے بارے میں)۔

(۴۵۰۰) عبدالحمید نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اندھی، مبروص، جذامی اور لنگڑی عورت رد کر دی جائے گی۔

(۴۵۰۱) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک قوم کے اندر نکاح کیا تو اس کی عورت کانی تھی اور ان لوگوں نے اس کو بتایا نہیں تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت رد نہیں کی جائے گی۔ نکاح برص و جذام و جنون و عفل کی وجہ سے رد ہوتا ہے۔ نیز آنجنابؑ نے فرمایا: مہر اس عورت کا حق ہے اس لئے کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا اور اس لڑکی کا ولی جس نے اس کا نکاح کیا ہے وہ سارے کا سارا نقصان برداشت کرے گا۔

(۴۵۰۲) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اس کی شرمگاہ میں قرن کا عیب پایا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ حاملہ نہ ہوگی، اس کو اس کے گھر والوں کے پاس واپس کر دیا جائے۔ میں نے عرض کیا: لیکن اگر اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مجامعت سے پہلے اس کو معلوم ہوا اور پھر اس نے اس سے مجامعت کی ہو تو گویا وہ اس پر راضی تھا اور اگر مجامعت کے بعد اس کو معلوم ہوا تو چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اس کو آزاد کر دے اور چونکہ اس نے

اس کی شرمگاہ اپنے لئے حلال کی ہے اس لئے جو کچھ اس عورت نے مرد سے لیا ہے وہ اُس کا ہے۔

باب: زن اور شوہر کے درمیان جدائی اور مہر کی طلب

(۴۵۰۳) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا۔ پہلے تو اس کو پسند کیا تھا مگر بعد میں ناپسند کرنے لگا۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو اس سے جدا کرے مگر اس کے داماد نے اس سے انکار کیا اور طلاق دینے کو تیار نہیں ہوا تو اس نے اپنی بیٹی کے مہر میں اس کو گرفتار کیا تاکہ وہ طلاق کے لئے تیار ہو جائے اور باپ کا مقصد صرف اس سے چھٹکارا حاصل کرنا تھا چنانچہ جب مہر میں اس کو گرفتار کیا تو وہ طلاق کے لئے آمادہ ہو گیا۔ آنجنابؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس کی ناپسندیدگی دینی وجہ کی بنا پر ہے تو پھر چھٹکارہ حاصل کر لے اور اگر اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہے تو ایسا نہ کرے۔

باب: اولاد تو ماں اور باپ دونوں کے درمیان ہوتی ہے مگر ان دونوں میں زیادہ حقدار کون ہے

(۴۵۰۴) عباس بن عامر قصبانی نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول والوالدت یرضعن اولادھن حولین کاملین (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳) (مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں گی۔) کے متعلق آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک بچہ دودھ پی رہا ہے وہ ماں اور باپ دونوں کے درمیان برابر ہے اور جب اس نے دودھ چھوڑ دیا تو ماں سے زیادہ اس کا حقدار باپ ہے اور جب باپ مر جائے تو خاندان میں سے زیادہ حقدار ماں ہے اور اگر باپ کو کوئی ایسی عورت مل جائے جو بچہ کو چار درہم میں دودھ پلائے اور ماں یہ کہے کہ میں تو پانچ درہم سے کم میں دودھ نہیں پلاؤں گی تو باپ کو یہ حق ہے کہ وہ بچہ اس سے چھین لے لیکن بہتر اور نرمی کا راستہ ہے کہ وہ اس کو ماں کے ساتھ چھوڑ دے۔

(۴۵۰۵) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث یا اس کے علاوہ کسی اور سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اور ان دونوں کے درمیان ایک بچہ ہے تو اس بچہ کا ان دونوں میں زیادہ حقدار کون ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: عورت جب تک دوسرا نکاح نہ کرے۔

(۴۵۰۶) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے نکاح کرے اور اس سے بچے پیدا ہوں تو یہ آزاد عورت اپنے بچوں کی زیادہ حقدار ہے غلام کے مقابلہ میں اور یہ بچے آزاد ہیں۔ مگر جب وہ مرد آزاد کر دیا جائے تو وہ باپ ہونے کی وجہ سے بچوں کا زیادہ حقدار ہے۔

(۴۵۰۷) عبداللہ بن جعفر حمیری نے ایوب بن نوح سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں آپؑ کے کسی صحابی نے خط لکھا کہ اس کے پاس ایک عورت تھی اس کے بطن سے ایک بچہ ہے اور اس نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے تحریر فرمایا کہ بچہ جب تک سات سال کا نہ ہو جائے عورت اس کی زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ وہ عورت خود چھوڑنا چاہے۔

باب: عمر کی وہ حد کہ جس حد تک بچے پہنچ جائیں تو ان کو ساتھ سلانا اور انہیں گود میں اُٹھانا جائز نہیں اور ان کی خوابگاہوں میں تفریق واجب ہے

(۴۵۰۸) محمد بن یحییٰ خزاز نے غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عورت کا اپنی لڑکی کو ساتھ سلانا جب کہ وہ چھ سال کی ہو جائے یہ بھی زنا کی ایک شاخ ہے۔

(۴۵۰۹) عبداللہ بن یحییٰ کاہلی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ احمد بن نعمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے پاس ایک چھوٹی سی لڑکی ہے میرے اس کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں وہ چھ سال کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو اپنی گود میں نہ بٹھاؤ۔

(۴۵۱۰) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب لڑکا سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھوائی جائے اور جب تک اس کو احتلام نہ ہونے لگے عورت اس سے اپنے بال نہیں ڈھانکے گی۔

(۴۵۱۱) اور روایت کی گئی ہے کہ جب لڑکے چھ سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کرائے جائیں۔[1]

(۴۵۱۲) عبداللہ بن میمون نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: لڑکا اور لڑکا، لڑکا اور لڑکی اور لڑکی اور لڑکی جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر جدا جدا کر دیئے جائیں۔

(۴۵۱۳) اور محمد بن احمد کی روایت میں عبیدی سے ہے، انہوں نے زکریا المومن سے روایت کی ہے، انہوں نے اس روایت کو مرفوع کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب لڑکی چھ (۶) سال کی ہو جائے تو کوئی لڑکا اس کا بوسہ نہ لے اور اور جب لڑکا سات (۷) سال سے اوپر ہو جائے تو کوئی عورت اس کا بوسہ نہ لے۔

باب: الاحصان

(۴۵۱۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا اگر ایک مرد آزاد کے پاس کوئی کنیز ہو تو کیا اس کا شمار محصن (شادی شدہ) میں ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہ کوئی مملوکہ آزاد مرد کو محصن (شادی شدہ) میں شمار کرا سکتی ہے اور نہ کوئی غلام آزاد عورت کو محصنہ (شادی شدہ) میں شمار کرا سکتا ہے مگر ایک نصرانی ایک یہودیہ کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) شمار ہوتا ہے۔ اور ایک یہودی ایک نصرانیہ کی وجہ سے محصن (شادی شدہ) شمار ہوتا ہے۔

(۴۵۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مرتبہ قول خداعزوجل **والمحصنات من النسا** (سورہ نساء آیت ۲۴) (شوہر والی عورتوں پر حرام ہے) کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے مراد شوہر دار عورتیں ہیں۔ میں نے عرض کیا: **والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم** (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵) (اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں پاک دامنیں) آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں۔

باب: شوہر کا حق بیوی پر

(۴۵۱۶) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مرد کا عورت پر کیا حق ہے؟ آنحضرتؐ نے اس سے ارشاد فرمایا: وہ اس کی اطاعت کرے، اسکی نافرمانی نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر میں سے کوئی صدقہ نہ نکالے اور اس کی بغیر اجازت مستحب روزے نہ رکھے اور اگر عورت پالان شتر پر بھی ہو اور مرد چاہے تو اس سے انکار نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اگر اس کی بغیر اجازت گھر سے نکلی تو آسمان کے فرشتے، زمین کے فرشتے، غضب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے جب تک وہ اپنے

---

[1] میں نے اس کی سند نہیں پائی اور مولف نے خصال اردو ترجمہ ص ۲۴۹ پر مسند حدیث میں ابن قداح سے اور انہوں نے امام جعفر ابن محمد سے اور انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: عورتوں اور بچوں کے بستر دس سال کی عمر میں الگ کر دیئے جائیں۔ (علی اکبر غفاری)

گھر پلٹ کر نہ آجائے۔اس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کے والدین کا۔ اس نے عرض کیا: پھر تو جو حق اس کا مجھ پر ہے اس کے مثل میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: نہیں ایک سو (۱۰۰) میں سے ایک بھی نہیں۔اس نے عرض کیا: اچھا تو اب میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتی ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث کیا ہے کہ میں تا ابد اپنی گردن پر کسی مرد کو مسلط نہیں کروں گی۔

(۴۵۱۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: عورت کو اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مالی معاملات کے اندر غلام کے آزاد کرنے، صدقہ دینے، غلام کو مدبر کرنے، کسی کو کوئی ہبہ کرنے اور کوئی نذر کرنے کا کوئی اختیار نہیں سوائے حج زکوٰۃ اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور اپنے قرابتداروں کے ساتھ حسن سلوک کے۔

(۴۵۱۸) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک مرتبہ کسی قوم کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہؐ ہم لوگوں نے دیکھا کہ بعض لوگ بعض لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں نے کسی آدمی کو کسی آدمی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(۴۵۱۹) محمد بن فضیل نے شریس وابشی سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مردوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے اور عورتوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے پس مرد کا جہاد یہ ہے کہ وہ اپنا مال اور اپنی جان راہ خدا میں خرچ کرے یہاں تک کہ راہ خدا میں قتل ہو جائے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے جو اس کو اذیت دیکھنی اور اٹھانی پڑے اور مرد جو اپنی غیرت داری کا مظاہرہ کرتا ہے اس پر صبر کرے۔

(۴۵۲۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مردوں میں نجات پانے والے کم اور عورتوں میں بہت کم اور بہت ہی کم ہیں۔[۱]

(۴۵۲۱) اور ایک حدیث میں ہے کہ عورت کا جہاد اپنے شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزارا کرنا ہے۔[۲]

(۴۵۲۲) محمد بن فضیل نے سعد بن عمر بردہ فروش سے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی عورت اس حالت میں شب بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے کسی حق بات میں ناراض ہو تو جب تک وہ اس کو راضی نہ کرے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۴۵۲۳) سکونی نے روایت کی ہے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے پدر بزرگوار علیہ السلام سے۔آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نکلے تو جب تک وہ واپس نہ آئے اس کا کوئی نان نفقہ نہیں ہے۔

(۴۵۲۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بھی عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لئے اپنے جسم کو خوشبو لگائے گی تو جب تک اس کو دھو نہ ڈالے جیسے وہ غسل جنابت کرتی ہے اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔[۳]

---

[۱] کلینی نے ج ۵ ص ۵۱۵ پر مسند حدیث میں اسے بیان کیا ہے اور آخر میں اضافہ کیا ہے: کیوں یارسول اللہؐ۔ فرمایا: کیونکہ وہ غضب کی کافرات ہیں اور رضا کی مومنات۔یعنی غصہ میں کافرات ہوتی ہیں کہ غصہ کو نہیں پی سکتیں اور اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتیں، پس (اس حالت میں وہ کچھ) بولتی ہیں جو اصطلاحاً ان کے کفر کا موجب ہو جاتا ہے۔یہاں کفر گناہ کے معنی میں ہے۔

[۲] کلینی نے ج ۵ ص ۵۰۷ پر مسند حدیث میں اسے روایت کیا ہے۔اور اچھی طرح سے گزارا کرنے سے مراد شوہر کی اطاعت ہے۔

[۳] کلینی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(۴۵۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے گھر سے نکلے تو اپنے لباس کو خوشبو سے بسائے۔

(۴۵۲۶) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: جو کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ اپنا لباس اتارے یا شوہر کی اجازت کے بغیر اتارے، تو جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آجائے اس پر مسلسل اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی۔

(۴۵۲۷) جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں دیکھی تو اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے۔

باب: عورت کا حق شوہر پر

(۴۵۲۸) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عورت کے متعلق مجھے اتنی باتیں کہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ کھلے عام زنا کے سوا کسی اور صورت میں عورت کو طلاق دینا جائز اور سزاوار نہیں ہے۔

(۴۵۲۹) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت کا حق شوہر پر کیا ہے۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کا پیٹ بھرے اور تن ڈھانکے اور اگر وہ کوئی جہالت کرے تو اس کو معاف کردے۔

(۴۵۳۰) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے (اپنی زوجہ) سارہ کے خُلق کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ عورت پسلی کی ہڈی کے مانند ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر تم اس کی حالت پر چھوڑ دو گے تو اس سے فائدہ اُٹھاؤ گے۔[۱] راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ کس کا قول ہے؟ آنجنابؑ نے اس سوال پر غصہ کرتے ہوئے فرمایا: خدا کی قسم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے۔

(۴۵۳۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا: میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کی ایک عورت تھی جو آنجنابؑ کو اذیت دیا کرتی تھی اور آنجنابؑ اس کو معاف کر دیا کرتے تھے۔[۲]

(۴۵۳۲) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے اس شخص سے کہ جس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آنجنابؑ فرما رہے تھے: جس شخص کے پاس عورت ہو اور وہ اس کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہ دے اور پیٹ بھرنے کے لئے کھانا نہ دے جس سے اس کی پشت سیدھی رہے تو امام کا حق ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دے۔

(۴۵۳۳) ربعی بن عبداللہ اور فضیل بن یسار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا: ومن قدر علیه رزقه فلینفق مماآتاه الله (سورہ الطلاق آیت نمبر ۷) (اور جس کی روزی تنگ ہو تو جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرے)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس پر اتنا خرچ کرے کہ اس کی پشت سیدھی رہے، خمیدہ نہ ہو مع لباس کے ورنہ ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی جائے۔

(۴۵۳۴) ابو صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب عورت نے پانچ وقت کی نماز پڑھی، ماہ رمضان کے روزے رکھے، پروردگار کے گھر کا حج کیا، اپنے شوہر کی اطاعت کی اور حضرت علی علیہ السلام کے حق کو پہچانا تو پھر وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

۱۔ یہاں تک کلینی نے ج ۵ ص ۵۱۳ پر صحیح حدیث میں محمد الواسطی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۲۔ کلینی نے ج ۵ ص ۵۱۱ پر موثق حدیث کے ذیل میں اسے بیان کیا ہے۔

(۴۵۳۵) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں انصار میں سے ایک شخص نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا کہ جب تک میں نہ آؤں گھر سے باہر نہ نکلنا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر اس کا باپ بیمار پڑ گیا تو اس کی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ میرا شوہر باہر گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ میں اپنے گھر سے باہر نہ نکلوں جب تک کہ وہ نہ آجائے اور میرا باپ بیمار ہے کیا آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی عیادت کرلوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: نہیں اپنے گھر میں بیٹھو اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ آنجنابؑ نے بیان فرمایا: پھر اس کا باپ مرگیا تو اس نے پھر آدمی بھیجا اور دریافت کیا کہ رسول اللہؐ میرا باپ مرگیا کیا آپؐ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: نہیں اپنے گھر میں بیٹھو، اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔ آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ پھر وہ شخص (اس کا باپ) دفن ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے پاس آدمی بھیجا اور کہلایا کہ تو نے اپنے شوہر کی اطاعت کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی بخش دیا اور تیرے باپ کو بھی بخش دیا۔

(۴۵۳۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قوا انفسکم و اھلیکم ناراً (سورہ تحریم آیت ۶) (اے ایمان والو اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ان کو کیسے بچایا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو۔ تو عرض کیا گیا کہ ہم لوگ تو انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں مگر وہ اسے قبول نہیں کرتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تم نے انہیں نیکی کا حکم دیا اور انہیں برائی سے منع کیا تو جو تم پر فرض تھا وہ تم نے ادا کردیا۔

(۴۵۳۷) اور عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا کہ بس عورتوں کے دل میں حضرت علی علیہ السلام کی محبت ڈال دو اور انہیں بے عقل چھوڑ دو۔

(۴۵۳۸) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنی عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو، انہیں لکھنا نہ سکھاؤ، انہیں سورہ یوسفؑ نہ پڑھاؤ، انہیں چرخے اور تکلے کی اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔

(۴۵۳۹) ضریس کناسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک عورت کسی ضرورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا: شاید تم بھی مسوفات میں سے ہو؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہؐ مسوفات کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ عورت جس کو اس کا شوہر کسی کام کے لئے آواز دے اور وہ مسلسل ٹال مٹول کرتی رہے یہاں تک کہ اس کے شوہر کو نیند آجائے تو جب تک اس کا شوہر نیند سے بیدار نہ ہو فرشتے مسلسل اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔

(۴۵۴۰) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو اپنے اور اپنی زوجہ کے درمیان اچھے تعلقات رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی اس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔ اور اسے اس کا نگران بنایا ہے۔[1]

(۴۵۴۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے اچھا ہو اور میں اپنی عورتوں کے لئے تم میں سب سے اچھا ہوں۔[2]

۱۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم... الایة

۲۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان کے نزدیک صحیح سند سے ابن عباس سے ان الفاظ سے روایت کی ہے: تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے اچھا ہوں۔ اور ابن عساکر نے تاریخ میں ان کے نزدیک صحیح سند سے حضرت علی علیہ السلام کے حوالے سے اسے تحریر کیا ہے۔ اور تم میں سب سے اچھا سے مراد وہ ہے جو تم میں اپنی عورتوں یا اپنے اہل کے لئے نیکی، فائدہ پہنچانے اور دین و دنیا میں سب سے اچھا ہو۔

باب: عزل

(اپنے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر منی گرا دینا)

(۴۵۴۲) قاسم بن یحییٰ نے اپنے جد حسن بن راشد سے انہوں نے یعقوب جعفی سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے: چھ وجوہ کی بنا پر عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱) وہ عورت جس کے متعلق تمہیں یقین ہو کہ اس سے اولاد پیدا نہ ہوگی۔(۲) بہت سن رسیدہ عورت۔(۳) بدزبان عورت۔(۴) وہ عورت جو فحش گو اور بیوقوف ہو۔(۵) وہ جو اپنے بچے کو دودھ نہیں پلاتی۔(۶) کنیز۔

باب: غیرت

(۴۵۴۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پدرِ بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت ہی غیرت مند تھے اور میں ان سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں۔مومنین میں سے جو غیرت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی ناک رگڑ دیتا ہے۔(ذلیل کر دیتا ہے)۔[۱]

(۴۵۴۴) اور آنجناب علیہ السلام [۲] نے فرمایا کہ غیرت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۴۵۴۵) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت سے محسوس کر لی جاتی ہے لیکن اس کی خوشبو عاق اور دیوث کو محسوس نہیں ہوگی۔تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ دیّوث کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ شخص ہے جس کی بیوی زنا کرتی ہو اور وہ اس کو جانتا ہو۔

(۴۵۴۶) محمد بن فضیل نے شریس واشی سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے مجھ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غیرت عورتوں کے لئے قرار نہیں دی ہے بلکہ غیرت مردوں کے لئے قرار دی ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار آزاد عورتیں حلال کر دی ہیں اور ان کے علاوہ جو اس کی ملکیت میں کنیزیں ہیں (وہ بھی حلال ہیں) مگر عورت کے لئے تنہا اس کا ایک شوہر حلال ہے پس اگر وہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی غیر کو بھی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زانیہ ہوگی اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں سے کچھ عورتیں منکرات اور غلط کاریوں میں ڈوبی رہتی ہیں مگر مومن عورتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

باب: اس عورت کی سزا جو اپنے شوہر پر سحر اور جادو کرے

(۴۵۴۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو جواب دیا جس نے آنحضرتؐ سے کہا تھا کہ میرا شوہر مجھ پر سختی کرتا تھا تو میں نے اس کو اپنے اوپر مہربان ہونے کے لئے ایک سحر و جادو کیا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: افسوس تو نے سارے سمندروں اور ساری مٹی کو گدلا کر دیا، تجھ پر ملائکہ اخیار اور آسمان و زمین کے ملائکہ نے لعنت بھیجی۔آنجنابؑ نے فرمایا: (یہ سُن کر) اس عورت نے دن کو روزہ

---

[۱] کلینی نے ج ۵ ص ۵۳۶ پر صحیح حدیث میں ابن محبوب سے، انہوں نے کئی راویوں سے، انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے اور اس میں ہے: اللہ ناک کاٹ دیتا ہے۔۔۔

[۲] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔اس حدیث کو بیہقی نے 'شعب الایمان' میں سندِ حسن سے ابی سعید خدری سے اور انہوں نے نبی صلوٰت اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ اور اضافہ کیا ہے: اور نفاق سے دوری۔

رکھا، رات بھر کھڑے ہوکر عبادت کرتی رہی، اپنے سر کے بال منڈ وا ڈالے اور کمبل پوش ہوگئی۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا: اس سے اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

باب: کنیزوں کا استبرا (ان کے رحم کو پاک کرنا)

(۴۵۴۸) عبداللہ بن قاسم نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک معتبر شخص سے ایک کنیز خریدی گئی اور مجھے بتایا گیا کہ وہ اسے کبھی مس نہ کرے گا جب تک اس کو حیض نہ آجائے اور حیض سے پاک نہ ہو جائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک اس کنیز کا استبراء ایک حیض سے نہ ہو جائے جائز نہیں کہ اس سے مجامعت کی جائے لیکن اس کی شرمگاہ کو چھوڑ کر سب کچھ جائز ہے۔ وہ لوگ جو کنیزیں خریدتے ہیں اور ان کے استبراء کرانے سے پہلے ہی مجامعت کرتے ہیں وہ خود اپنے مال سے زنا کرتے ہیں۔

(۴۵۴۹) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص کوئی ایسی کنیز جو ابھی بالغ نہیں (یعنی اس کو حیض آنا شروع نہیں ہوا) یا ایسی بڑھیا ہوگئی جس کو اب حیض آنا بند ہوگئے تو اگر اس کو استبراء نہ کرائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۵۵۰) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جس کے مالک نے ابھی اس سے جماع کیا تھا کیا اس کی رحم کا بھی استبرا کیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: ایسی کنیز جس کو حیض نہیں آیا اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کا معاملہ مشکل ہے، اگر وہ اس سے جماع کرتا ہے تو جب تک یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں اس کے اندر انزال نہ کرے۔ میں نے عرض کیا: یہ کتنے دنوں میں ظاہر ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پینتالیس (۴۵) دنوں میں۔

باب: ایک غلام اپنے مالک کی بغیر اجازت نکاح کرتا ہے

(۴۵۵۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے غلام نے اس کی اجازت کے بغیر ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے دخول کیا پھر اس کے بعد اس کی اطلاع اپنے مالک کو دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ اس کے مالک کی مرضی پر ہے چاہے تو دونوں کو جدا کر دے اور چاہے تو ان دونوں کا نکاح جائز قرار دیدے۔ اگر وہ ان دونوں کو جدا کرتا ہے۔ تو عورت کے لئے وہ ہے جتنا غلام نے اس کو مہر میں دے دیا ہے مگر یہ کہ غلام نے اس کو مہر بہت زیادہ نہ دے دیا ہو۔ اور اگر اس نے نکاح کی اجازت دیدی تو وہ دونوں اپنے پہلے نکاح پر رہیں گے (دوسرے نکاح کی ضرورت نہیں)۔ تو میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: پھر وہ غلام اصل نکاح کرنے میں گنہگار رہا؟ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس نے ایک حلال کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی ہے۔ اس نے اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی تو نہیں کی ہے۔ یہ ایسی مجامعت نہیں جس کو اللہ نے حرام کیا ہے زمانہ عدہ میں یا اس طرح کے زمانہ میں۔

(۴۵۵۲) ابان بن عثمان نے روایت کی ہے ایک شخص سے جس کو ابن زیاد طائی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک غلام تھا میں نے اپنے مالکوں کے بغیر اجازت نکاح کیا پھر میرے مالکوں نے مجھے راہ خدا میں آزاد کر دیا کیا میں پھر نکاح کی تجدید کروں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ لوگ جانتے تھے کہ تم نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں وہ لوگ جانتے تھے مگر خاموش رہے اور مجھ سے کچھ نہیں کہا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ ان کی طرف سے اقرار ہے تم اپنے نکاح پر باقی رہو۔

باب: ایک شخص نے ایک کنیز خریدی وہ حاملہ تھی پھر اس نے اس سے مجامعت کی

(۴۵۵۳) محمد بن ابی عمیر نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا

کہ ایک شخص نے ایک کنیز خریدی جو حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر تھا اس کے باجود اس نے اس سے مجامعت کرلی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس نے بہت برا کیا۔ میں نے عرض کیا: اب آپؑ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آنجنابؑ نے پوچھا کہ اس نے عزل کیا تھا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا: آپؑ دونوں صورتوں کے متعلق جواب عطا کریں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے عزل کیا ہے تو اللہ سے ڈرے اور دوبارہ نہ کرے اور اگر اس نے عزل نہیں کیا تو پھر اس کنیز سے جو بچہ پیدا ہوا ہے اس کو فروخت نہ کرے اور نہ اس کو اپنی وراثت دے، بلکہ اس کو آزاد کردے اور اپنے مال میں سے اس کے لئے کچھ حصہ مقرر کردے جس سے وہ زندگی بسر کرے اس لئے کہ اس کے نطفے سے اس نے غذا حاصل کی ہے۔

باب: دومملوکہ بہنوں کا جمع کرنا

(۴۵۵۴) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس دومملوکہ بہنیں ہیں اس نے ایک سے مجامعت کرنے کے بعد دوسری سے بھی مجامعت کرلی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس نے دوسری سے مجامعت کرلی تو پہلی اس پر حرام ہوگئی جب تک کہ یہ دوسری والی مر نہ جائے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ کی کیا رائے ہے اگر وہ اس دوسری کو فروخت کردے تو وہ پہلی اس پر حلال ہوجائے گی؟ آپؑ نے فرمایا: اگر اس دوسری کو اس نے ضرورت کی وجہ سے فروخت کیا ہے اور اس کے دل میں پہلی کا کوئی خیال نہ تھا تو اس طرح میری نظر میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ اس کو اس لئے فروخت کرتا ہے کہ پہلی کی طرف رجوع کرے تو نہیں اس سے کوئی بھلا نہ ہوگا (پہلی بدستور حرام ہے)۔

(۴۵۵۵) اور علی بن رئاب کی روایت میں ہے جو حلبی سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک شخص نے دو بہنوں کو خریدا اس میں ایک سے مجامعت کی پھر دوسری سے مجامعت کی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے لاعلمی سے دوسری سے مجامعت کرلی تو پہلی اس پر حرام ہوگئی۔ اور اگر باوجود علم اس نے دوسری سے مجامعت کی ہے تو اس پر دونوں حرام ہوجائیں گی۔

باب: ایک شخص کا اپنے غلام کا نکاح اپنی کنیز سے کرنے کی صورت

(۴۵۵۶) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے ایک غلام کا اپنی ایک کنیز سے نکاح کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے تجھ سے اپنی فلاں کنیز کا نکاح کردیا اور اس کنیز کو اپنی طرف سے جتنا چاہے دے یا غلام کی طرف سے جو چاہے اور کھانا دینا اور درہم اس کے مثل کچھ دینا ضروری ہے اور کوئی حرج نہیں اگر وہ غلام کو اجازت دیدے کہ وہ اپنی رقم سے اس کنیز کو یا ان کنیزوں کو خریدے جن سے یہ مجامعت کرچکا ہے۔

باب: ایک آزاد عورت کا ایک غلام سے بغیر اس کے مالک کی جازت کے نکاح اور دو آدمیوں کی مشترکہ کنیز سے نکاح کی کراہیت

(۴۵۵۷) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ دو آدمی ہیں جن کے درمیان ایک کنیز مشترکہ ہے ان دونوں نے اس کنیز کا نکاح ایک شخص سے کردیا پھر اس شخص نے ان دونوں شراکت داروں میں سے ایک کا حصہ خرید لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک کا حصہ خریدتے ہی وہ کنیز اس پر حرام ہوگئی اس لئے کہ اس کا فروخت ہونا اس کی طلاق ہے مگر یہ کہ وہ اس کنیز کو مکمل خرید لے۔

(۴۵۵۸) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام

علیہم السلام سے سے روایت کی ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کوئی آزاد عورت اگر کسی غلام سے اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس عورت کی شرمگاہ اس غلام پر حلال ہے اور اس عورت کے لئے کوئی مہر نہیں ہے۔

باب: غلاموں اور کنیزوں کے احکام

(۴۵۵۹) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے داؤد بن فرقد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے سن بلوغ کو پہنچی ہوئی کنیز خریدی اور اس کے پاس چھ مہینے گزر گئے لیکن اس کو حیض نہیں آیا اور وہ حاملہ بھی نہیں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کی ہم سن عورتوں کو حیض آتا ہے اور یہ کبیر سنی کی وجہ سے نہیں ہے تو یہ عیب ہے وہ اس کو واپس کر دے۔

(۴۵۶۰) ابان بن عثمان نے حسن صیقل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا اور میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ایک شخص کے متعلق کہ جس نے ایک کنیز خریدی اور اس کے رحم کو پاک کرنے سے قبل اس سے مجامعت کر لی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس نے جو کیا بُرا کیا وہ اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرے اور دوبارہ ایسا نہ کرے۔ اس نے عرض کیا کہ اگر وہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دے اور وہ بھی بغیر اس کے رحم کا استبراء کیے اس سے مجامعت کرے اور تیسرے کے پاس اس کنیز کا حاملہ ہونا ظاہر ہو؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: لڑکا صاحب بستر (یعنی اس خریدار) کا ہے اور دیگر بدکاروں کے لئے یہ صرف پتھر ہے اور کچھ نہیں ہے۔

(۴۵۶۱) وہب بن وہب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص ضرورت سے زیادہ کنیزیں تحت تصرف رکھے یا کوئی اس کی ضرورت سے زیادہ اس کے تحتِ تصرف میں دیدے اور وہ کنیزیں زنا کریں تو ان کا گناہ اس شخص پر ہوگا۔

(۴۵۶۲) اور ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن زیاد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کنیزوں میں دس حرام ہیں۔ ماں اور بیٹی دونوں جمع نہیں کی جائیں گی اور نہ دو بہنیں جمع کی جائیں گی۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز تمہارے لئے حلال ہے جو تمہارے سوا کسی اور سے حاملہ ہوئی ہے۔ جب تک کہ وضع حمل نہ ہو جائے۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعت کے رشتہ سے تمہاری پھوپھی لگتی ہو۔ اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتہ سے تمہاری خالہ لگتی ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتے سے تمہاری بہن لگتی ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جو رضاعی رشتہ سے تمہارے بھائی کی لڑکی لگتی ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جو شوہر دار ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جو عدہ میں ہو اور نہ تمہاری وہ کنیز جس کی ملکیت میں تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہو۔

(۴۵۶۳) داؤد بن حصین نے ابی العباس بقباق سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کسی کنیز سے اس کے گھر والوں کے علم کے بغیر نکاح کرتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ زنا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فانکحوھن باذن اھلھن** (ان دونوں کے گھر والوں کی اجازت سے نکاح کرو) (سورہ نسا آیت نمبر ۲۵)۔

(۴۵۶۴) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ لڑکا باپ کے مال سے کچھ نہیں لے گا لیکن باپ اپنے بیٹے کے مال میں سے جو چاہے لے لے اور اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنے لڑکے کی کنیز کے ساتھ مجامعت کر لے اگر لڑکے نے اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

(۴۵۶۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی لڑکی کی کنیز سے بغیر اس کی اجازت کے مجامعت کرے۔[1]

(۴۵۶۶) اور عبدالرحمٰن بن حجاج اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی کنیز ہے کیا یہ کنیز اس کے

[1] میں نے اس کی سند نہیں پائی، ممکن ہے اس سے مراد وہ روایت ہو جو کافی ج ۵ ص ۴۷۱ پر حسن بن صدقہ سے مروی ہے۔ (علی اکبر غفاری)

لڑکے کے لئے حلال ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر خود اس شخص نے اس کنیز کے ساتھ جماع یا جماع کے طور پر مباشرت نہ کی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۵۶۷) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کے پاس دو کنیزیں تھیں جو آنجنابؑ کی خدمت کیا کرتی تھیں، آنجنابؑ نے اس میں سے ایک مجھے عطا فرمادی تھی۔

(۴۵۶۸) اور آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک غلام کے لئے کتنی عورتیں رکھنا حلال ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: دو آزاد عورتیں یا چار کنیزیں۔[1]

(۴۵۶۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ جماع کرتا تھا اس نے اس کو فروخت کر دیا پھر وہ آزاد کر دی گئی تو اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی کیا یہ لڑکی اس کے پہلے مالک کے لئے درست ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ لڑکی اس پر حرام ہے۔

(۴۵۷۰) اور آنجنابؑ نے ایک شخص کی کنیز کے لئے جو اس کے ساتھ مجامعت کیا کرتا تھا اور اس کا تین مہینہ کا حمل ساقط ہو گیا، فرمایا: اب وہ کنیز ام ولد ہے۔[2]

(۴۵۷۱) راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آزاد عورت نے ایک غلام سے نکاح کر لیا اس خیال سے کہ یہ آزاد ہے مگر بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ غلام ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت اپنے نفس کی مالک ہے وہ چاہے تو معلوم ہونے کے بعد اس کے ساتھ رہے اور ٹھہرے اور چاہے تو نہ ٹھہرے اور اگر اس غلام نے اس سے دخول کیا ہے تو اس عورت کے لئے اس کا مہر ہے اس لئے کہ اس غلام نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ اور اگر اس نے اس کے ساتھ دخول نہیں کیا ہے تو نکاح باطل ہے اور اگر یہ عورت یہ معلوم ہونے کے بعد کہ یہ عبدِ مملوک ہے اس کے پاس ٹھہری رہی تو پھر یہ غلام اس عورت کے نفس کا زیادہ مالک ہے۔

(۴۵۷۲) حسن بن محبوب نے سعدان بن مسلم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی مملوکہ کا نکاح کسی مرد آزاد سے چار سو درہم مہر پر کر دیا جس میں سے اس نے دو سو (۲۰۰) درہم مہر کے فوراً ادا کر دیئے اور دو سو (۲۰۰) درہم موخر کر دیئے کہ بعد میں ادا کر دیں گے۔ پھر اس کے شوہر نے اس سے دخول کر لیا بعد میں اس کنیز کے مالک نے اس کنیز کو کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اب دو سو (۲۰۰) درہم جو موخر کر دیئے تھے وہ کس کے ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے فروخت کرنے سے پہلے مہر کی بقیہ رقم پوری نہیں لی ہے تو پھر وہ بقیہ رقم مہر نہ اس کی ہے اور نہ کسی غیر کی۔ اور اس کے مالک نے اس کو فروخت کر دیا تو اس کے آزاد شوہر سے اس کی طلاق بائن واقع ہو گئی اگر وہ یہ جانتا تھا کہ کنیز کی فروخت کنیز کے لئے طلاق ہے (اور اس سے پہلے حدیث نمبر ۴۵۵۴ میں آ چکا ہے کہ کنیز کی فروخت کنیز کے لئے طلاق ہے۔)

(۴۵۷۳) حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا غلام بھاگ کر کسی دوسرے دیس میں چلا گیا ہے اور وہاں کے لوگوں سے کہا کہ میں مردِ آزاد ہوں اور میں فلاں کی شاخ سے ہوں چنانچہ اس مقام کے باشندوں میں سے کسی عورت سے شادی کر لی اور اس سے اس کی کئی اولاد پیدا ہوئیں پھر عورت مر گئی اور اس کے شوہر کے ہاتھ اس کے ترکہ میں مال و جائداد آئی۔ پھر اس غلام کا مالک اس دیس میں آیا اور اس نے اپنے غلام کو پکڑا اور اس کے قبضہ میں جو کچھ تھا اس سے لے لیا اور غلام نے اپنی

[1] یہ حدیث نمبر ۴۴۹۱ کے ذیل میں بیان ہو چکی ہے، کلینی نے اسے محمد ابن مسلم سے صحیح حدیث میں امامین علیہما السلام میں سے کسی ایک سے بیان کیا ہے۔

[2] شاید مراد یہ ہے کہ ام الولد ہونے سے اس پر عدت کا حکم نافذ ہو گا اور اگر امہات اولاد کے لئے کسی شے کی وصیت کی ہو گی تو اسی کی مثل اس کے لئے ہو گی (البتہ) اس کی فروخت کی ممانعت نہیں ہے۔ (سلطان)

غلامی کا اس سے اقرار کیا۔

آنجنابؑ نے فرمایا: غلام تو اس کا غلام ہی ہے۔ اب رہے مال و جائداد تو یہ فوت شدہ عورت کی اولاد کے لئے ہے، غلام کبھی آزاد کا وارث نہیں ہوتا۔ میں نے عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان جس دن وہ عورت مری ہے اگر اس کے کوئی لڑکا نہ ہوتا اور نہ کوئی اور وارث تو پھر یہ مال و جائداد جو غلام کے قبضہ میں ہے اور جس کو وہ چھوڑ کر مری ہے یہ سب کس کا ہوتا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ تمام چیزیں جو وہ چھوڑ کر مری امام المسلمین کے لئے مخصوص ہوتیں۔

(۴۵۷۴) حسن بن محبوب نے حکم اعمی سے؛ اور ہشام بن سالم نے عمار ساباطی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو اجازت دے دی کہ وہ ایک آزاد عورت سے نکاح کرے اور اس نے نکاح کرلیا پھر وہ غلام مفرور ہو گیا تو وہ عورت اپنا نان ونفقہ طلب کرنے کے لئے غلام کے مالک کے پاس آئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس عورت کا غلام کے مالک کے ذمہ کچھ نہیں۔ وہ اس کی حفاظت وسرپرستی سے جدا ہوگئی۔ اس لئے کہ غلام کا بھاگنا غلام کی عورت کے لئے طلاق ہے، وہ اسلام سے مرتد ہونے کے بمنزلہ ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر بھاگا ہوا غلام اپنے مالک کے پاس واپس آجائے تو کیا اس کی عورت اس کی طرف پلٹ آئے گی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر عورت نے اپنا عدہ پورا کر کے کسی دوسرے سے نکاح کرلیا ہے تو پھر اس غلام کا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اور اگر ابھی اس نے کسی دوسرے سے نکاح نہیں کیا ہے تو یہ عورت اس غلام کے نکاحِ اول پر باقی ہے۔

(۴۵۷۵) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے اپنے نفس پر اپنے غلام کو قابو دیا کہ اس عورت کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں اور اس غلام کو پچاس (۵۰) کوڑے مارے جائیں اور اس عورت سے اس غلام کو زبردستی فروخت کرا دیا جائے اور اس کے بعد تمام مسلمانوں پر حرام ہے کہ وہ اس عورت کے ہاتھ کوئی جوان غلام فروخت کریں۔

(۴۵۷۶) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق جو دو آدمیوں کی ملکیت میں تھا، ان میں سے ایک نے اس غلام کا نکاح کردیا اور دوسرے مالک کو اس کا علم نہ تھا پھر اس کو بعد میں علم ہو گیا تو کیا اس کو یہ حق ہے کہ (نکاح کو ختم کر کے) ان دونوں کو جدا کردے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو حق ہے کہ جب اس کو علم ہو تو ان دونوں کو جدا کردے اور چاہے تو اس کو اس کے نکاح پر چھوڑ دے اور باقی رکھے۔

(۴۵۷۷) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے غلام کا نکاح ایک آزاد عورت سے ایک سو (۱۰۰) درہم مہر پر کردیا پھر قبل اس کے کہ یہ غلام اس عورت سے دخول کرے اس نے اس غلام کو فروخت کردیا آنجنابؑ نے فرمایا: اس غلام کا مالک اس غلام کی قیمت سے نصف مہر اس عورت کو ادا کرے گا۔ اس لئے کہ یہ بمنزلہ اس قرض کے ہے جو اس غلام نے اپنے مالک کی اجازت سے لیا ہو۔

(۴۵۷۸) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنی کنیز کو اپنے شوہر پر حلال کردیا۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ اس کے لئے ہے۔ راوی نے عرض کیا: اگر اس کو شک ہو کہ اس کی عورت نے مزاح کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کو علم ہو جائے کہ اس کی عورت نے مزاح کیا ہے تو پھر نہیں۔

(۴۵۷۹) جمیل نے فضیل سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان ہمارے بعض اصحاب نے آپؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے برادر مومن کے لئے اپنی کنیز کی شرمگاہ کو حلال کردے تو

وہ اس برادر مومن کے لئے حلال ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اے فضیل۔ میں نے عرض کیا: پھر آپؑ کیا فرماتے ہیں ایک شخص کے متعلق کہ جس کے پاس ایک عمدہ نفس پاکیزہ کنیز ہے اس نے اپنے بھائی کیلئے اس کنیز کی شرمگاہ کو چھوڑ کر اور سب کچھ اس کے لئے حلال کر دیا تو کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کنیز کی بکارت کو توڑے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں اس کے لئے بس اتنا ہی جائز ہے جتنا اس کے بھائی نے اس کے لئے حلال کیا ہے۔ اگر وہ کنیز کی صرف شرمگاہ کو اس کے لئے حلال کیے ہوتا تو اس کی شرمگاہ کے سوا کوئی اور چیز اس کے لئے حلال نہ ہوتی۔ میں نے عرض کیا: مگر اس کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے کہ گو اس نے شرمگاہ کو چھوڑ کر اور ہر بات اس کے لئے حلال کی ہے مگر غلبہ شہوت کی وجہ سے وہ اس کی بکارت توڑ دے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر وہ ایسا کر گزرے تو کیا وہ زانی قرار پائے گا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: زانی نہیں لیکن خائن قرار پائے گا اور اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ وہ مالک کو تاوان ادا کرے گا۔

(۴۵۸۰) حسن بن محبوب نے جمیل بن درّاج سے، انہوں نے ضریس بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے بارے میں روایت کی ہے کہ جس نے اپنے بھائی کے لئے اپنی کنیز کو حلال کر دیا جو اس کے کام کے لئے باہر نکلا کرتی تھی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کنیز اس کے لئے حلال ہے۔ میں نے عرض کیا: آپؑ کی نظر میں کیا ہے اگر اس کنیز کے ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اس لڑکے کو کیا کیا جائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کنیز کے مالک کا ہے مگر یہ کہ وہ حلال کرتے وقت یہ شرط لگا دے کہ میرے نطفہ سے اس کنیز کے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ آزاد ہوگا اگر اس نے ایسا کیا ہے تو وہ لڑکا آزاد ہے۔ میں نے عرض کیا: تو وہ اپنے بھائی کے لڑکے کا مالک بن جائے گا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس لڑکے کے باپ کے پاس رقم ہے تو وہ اس کو قیمت دے کر خرید لے۔

(۴۵۸۱) سلیمان فرّا نے حریز سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے بھائی کے لئے اپنی کنیز کو حلال کر دیا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس کنیز کے کوئی لڑکا پیدا ہو جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ لڑکا اس کے بھائی کے ساتھ ضم کر دیا جائے گا اور وہ کنیز اپنے مالک کو واپس کر دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: مگر اس نے تو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس نے اجازت دی مگر اس کو خیال نہ تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ دونوں مندرجہ بالا حدیثیں باہم متفق ہیں آپس میں مختلف نہیں ہیں اور حریز کی روایت جو زرارہ سے ہے اس میں جو یہ کہا ہے کہ لڑکا اس کے ساتھ ضم ہوگا یعنی قیمت کے ساتھ جب تک کہ یہ شرط نہ کر لی گئی ہو کہ وہ آزاد ہوگا۔

(۴۵۸۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک کنیز دو آدمیوں کے درمیان شراکت میں ہے اور ان دونوں نے اس کو کنیز مدبرہ کر دیا (یعنی جتنی اپنی قیمت ادا کرتی جائے اتنی آزاد ہوتی جائے) پھر اس میں سے ایک نے اپنے شریک کے لئے اس کنیز کی شرمگاہ کو حلال کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کے لئے حلال ہے۔ مگر ان دونوں میں سے جو شریک بھی پہلے مر جائے گا تو مرنے والے کی طرف سے وہ کنیز نصف آزاد ہو جائے گی۔ اور نصف مدبرہ رہ جائے گی۔ میں نے عرض کیا: اب ان دونوں میں سے جو باقی رہ گیا ہے اگر وہ ارادہ کرے کہ اس کنیز کو مس کرے تو کیا اس کے لئے جائز ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن یہ کہ جب اس کا ارادہ ہو تو اس کو پورا آزاد کر دے اور اگر کنیز کی مرضی ہو تو اس سے نکاح کر لے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس کا نصف حصہ آزاد نہیں ہو گیا اور اس نصف کی وہ خود مالک ہے اور نصف دوسرا حصہ اس کا ہے جو ان دونوں مالک میں سے ایک باقی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: پھر اگر وہ اپنی شرمگاہ اپنے مالک کے لئے حلال کر دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ اس کے لئے کیوں جائز نہ ہوگا؟ اس کے لئے اس وقت کیسے جائز ہو گیا جب اس کے دوسرے شریک نے اس کے لئے حلال کر دیا تھا؟ آنجنابؑ نے (مزید) فرمایا: اس لئے کہ عورت اپنی شرمگاہ نہ کسی کو ہبہ کر سکتی ہے اور نہ کسی کو عاریتاً دے سکتی ہے اور

نہ کسی کے لئے حلال کر سکتی ہے۔ لیکن ہاں اب ایک دن خود اس کا ہے اور ایک دن اس کا ہے جس نے اس کو مدبر کیا پس اگر وہ چاہے اس سے نکاح متعہ کرے تو اس دن متعہ کرے جس دن وہ اپنے نفس کی خود مالک ہے تھوڑے مہر پر یا زیادہ مہر پر۔

(۴۵۸۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسے شخص آزاد کے متعلق کہ جس نے ایک قوم کی کنیز سے نکاح کر لیا ہے تو اس کے بچے غلام ہوں گے یا آزاد؟ آنجنابؑ نے فرمایا: آزاد ہوں گے۔ پھر فرمایا: جب ماں باپ میں سے ایک بھی آزاد ہوگا تو بچے آزاد ہوں گے۔

(۴۵۸۴) جمیل بن درّاج نے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کنیز سے نکاح کیا اور بچہ پیدا ہوا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ بچہ اپنے باپ سے ملحق ہوگا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر کوئی غلام کسی آزاد عورت سے نکاح کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اپنی ماں سے ملحق ہوگا۔

باب: ایک کافرِ ذمی ایک کافرہ ذِمیہ سے شادی کرتا ہے، پھر دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں

(۴۵۸۵) رومی بن زرارہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد نصرانی نے ایک زنِ نصرانیہ سے شراب کے تین (۳۰) مٹکوں اور تیس (۳۰) خنزیروں پر نکاح کیا اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا کہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ یہ دیکھے کہ خنزیروں کی قیمت کتنی ہے اور شراب کی قیمت کتنی ہے اور اب قیمت عورت کو بھیج دے پھر اس سے دخول کرے اور وہ اپنے پہلے نکاح پر قائم رہیں گے۔ ؎۱

باب: متعہ

(۴۵۸۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمارے دور کے دوبارہ پلٹنے اور متعہ کے حلال ہونے پر ایمان نہ رکھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۴۵۸۷) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: متعہ صرف اسی شخص کے لئے حلال ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو اور جو اس سے جاہل اور ناواقف ہو اس کے لئے حرام ہے۔

(۴۵۸۸) حسن بن محبوب نے ابان سے، انہوں نے ابی مریم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: متعہ آج سے پہلے جیسا تھا ویسا آج نہیں ہے اس وقت عورتیں اس پر ایمان رکھتی تھیں مگر آج اس پر ایمان نہیں رکھتیں لہٰذا ان عورتوں سے دریافت کر لیا کرو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ کو حلال کیا اور کبھی بھی اس کو حرام نہیں کیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے انتقال فرمایا۔

اور ابن عباس نے (آیہ متعہ کو) اس طرح پڑھا ہے **فما استمتعتم به منهن. الى اجل مسمىٰ. فآتو هن اجو رهن فريضة من اللّٰه** (سورہ نساء آیت ۲۴) ؎۲ (پس اس میں سے جن عورتوں کے ساتھ ایک مدت معینہ تک کے لئے تم متعہ کرو ان کا مہر انہیں دے دو یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے)۔

؎۱ یہ اس وقت ہے جب دونوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا ہو یا شوہر نے پہلے اسلام قبول کیا ہو۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ ملاپ سے پہلے قیمت (مہر) کی ادائیگی واجب ہے۔

؎۲ صحابہ کے ایک گروہ نے جس میں ابی بن کعب، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ ابن مسعود ہیں سے روایت کی گئی ہے کہ وہ اس آیت کو اسی طرح پڑھتے تھے یعنی **الى اجل مسمى** کے اضافہ کے ساتھ اور آیت سے نکاح منقطع مراد لیتے تھے۔

اور میں نے کتاب 'اثبات المتعہ' میں اس کے منکرین پر بہت سے دلائل پیش کردیئے ہیں۔

(۴۵۸۹) اور داؤد بن اسحاق نے محمد بن فیض سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اگر عورت متعہ کو جانتی ہو۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان اگر وہ اس کو نہ جانتی ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر اس کے سامنے پیش کرو اور اس سے کہو اگر وہ قبول کرے تو عقد متعہ کرلو اور اگر انکار کرے، تمہاری بات نہ مانے تو اسے چھوڑ دو۔ اور کواشف، دواعی، بغایا اور ذوات الازواج سے پرہیز کرو۔ میں نے عرض کیا: کواشف کون ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورتیں جو بے حیا و بے شرم ہیں اور ان کے گھر مشہور ہیں اور ان کے پاس لوگ آتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: دواعی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی طرف لوگوں کو دعوت دیتی ہیں اور بدکاری میں مشہور ہیں۔ میں نے عرض کی: اور بغایا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جو زنا میں مشہور ہیں۔ میں نے عرض کیا: اور ذوات الازواج؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورتیں جن کی طلاق غیر سنت طریقہ پر ہوئی ہے۔

(۴۵۹۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کی گئی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک عورت سے متعہ کرتا ہے اور یہ شرط کرتا ہے کہ وہ اس عورت سے (اولاد) پیدا کرنا نہیں چاہے گا۔ پھر وہ عورت اس کے پاس ایک لڑکا لے آئی۔ اس مرد نے انکار کیا اور شدت سے انکار کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس سے انکار کرتا ہے؟ کیوں انکار کرتا ہے کیا اس لئے کہ وہ اس کا برا سمجھتا ہے؟ اس شخص نے کہا: اگر وہ اس کو متہم اور زانیہ سمجھتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر تمہارے لئے یہی درست ہے کہ تم صرف باعفت عورتوں سے متعہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الزانی لاینکح الازانیة اومشرکة و الزانیة لاینکحها الا زان اومشرک وحرم ذلک علی المومنین (سورۃ نور آیت ۳) (زانی نہیں نکاح کرے گا سوائے زانیہ اور مشرکہ کے اور زانیہ سے کوئی نکاح نہیں کرے گا سوائے زانی اور مشرک کے۔ اور یہ مومنین پر حرام ہے)۔

(۴۵۹۱) سعدان نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: زنِ یہودیہ سے نکاح نہیں ہوتا اور نہ زن نصرانیہ سے نکاح ہوگا۔ متعہ کا نکاح ہو یا غیر متعہ کا نکاح۔

(۴۵۹۲) حسن تفلیسی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص زنِ یہودیہ و نصرانیہ سے متعہ کرے؟ تو حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام نے فرمایا: آدمی ایک آزاد مومنہ سے متعہ کرے اور یہ اس سے زیادہ عزت و حرمت کی بات ہے۔

(۴۵۹۳) علی بن رئاب نے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو یہ دریافت کرنے کے لئے خط لکھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا اور اس کی طرف جانے سے پہلے یا اس کی طرف جانے کے بعد متعہ کے ایام اس کو ہبہ کردیئے کیا اس کے لئے جائز ہے کہ ان ہبہ شدہ ایام میں اس کی طرف رجوع کرے؟ تو جواب میں آیا کہ وہ رجوع نہیں کرے گا۔[۱]

(۴۵۹۴) محمد بن یحییٰ الخثعمی نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک لڑکی ہے اس سے کوئی شخص متعہ کرلے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں لیکن کوئی نوعمر لڑکی نہ ہو کہ جس کو دھوکا دے دیا گیا ہو۔ میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے اس کی عمر کی حد کتنی ہو جس تک پہنچ کر یہ سمجھا جائے کہ اس نے دھوکا نہیں کھایا ہے آنجنابؑ نے فرمایا: دس (۱۰) سال کی لڑکی ہو۔

(۴۵۹۵) حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو ایک باکرہ عورت سے متعہ کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس (عورت) کے گھر والوں کے نزدیک معیوب ہے اس لئے مکروہ ہے۔

(۴۵۹۶) ابان نے ابی مریم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کنواری لڑکی جس کا باپ

[۱] یہ دلیل ہے کہ مدت کے ہبہ کرنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، اس میں رجوع نہیں ہے بلکہ یہ بائن ہے اور تزویج جدید کی محتاج ہے۔

موجود ہو اس کے باپ کی اجازت کے بغیر اس سے متعہ نہیں کیا جائے گا۔

(۴۵۹۷) حماد نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس کا شمار چار (نکاحوں) میں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں اور نہ ستر (۷۰) میں (یعنی کوئی حد نہیں)۔

(۴۵۹۸) اور فضیل بن یسار نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: یہ تو ایسے ہے جیسے تمہاری بعض کنیزیں ہوں۔

(۴۵۹۹) صفوان بن یحییٰ نے عمر بن حنظلہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں ایک عورت سے ایک ماہ کے لئے مقرر مہر پر متعہ کرتا ہوں۔ وہ مہینہ میں کچھ دن آئی اور کچھ دن نہیں آئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم اس کے مہر میں سے جتنے دن وہ نہیں آئی روک لو، اس کے ایام حیض چھوڑ کر کیونکہ وہ ایام اس کے ہیں۔

(۴۶۰۰) محمد بن نعمان احول نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم از کم کتنے مہر پر متعہ کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: کم از کم ایک مٹھی گیہوں پر اور اس سے کہے کہ تو مجھ سے اپنے نفس کا عقدِ متعہ کر کتاب خدا اور سنتِ رسول کے مطابق، یہ نکاح زنا نہیں ہوگا اس عہد پر کہ نہ میں تیرا وارث ہوں گا اور نہ تو میری وارث ہوگی اور نہ میں تیرے بچے کا طلب گار رہوں گا ایک معینہ مدت کے لئے اور اگر میرا جی چاہا تو میں اس مدت کو بڑھا لوں گا اور تو بھی بڑھا لینا۔

(۴۶۰۱) جمیل بن صالح نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ متعہ کے متعلق میرے دل میں کچھ شکوک پیدا ہوگئے اس لئے میں نے حلف اُٹھا لیا کہ تا ابد کوئی نکاح متعہ نہیں کروں گا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے حکمِ خدا کی نافرمانی کی تو گنہگار رہو گے۔

(۴۶۰۲) اور یونس بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میں نے ایک عورت سے متعہ کیا تو اس کے گھر والوں کو معلوم ہوگیا اور ان لوگوں نے ایک دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح کر دیا وہ عورت صالح اور نیکوکار ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک متعہ کی مدت اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے وہ اپنے شوہر کو اپنے نفس پر قابو نہ دے۔ میں نے عرض کیا: اس کی مدت تو ایک سال کی ہے اور اس کا شوہر اس مدت تک صبر نہیں کر سکتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کا (عارضی) شوہر اللہ سے ڈرے اور اس عورت پر جتنے ایام (متعہ) باقی رہ گئے وہ اسے بخشش دے اس لئے کہ وہ بیچاری مصیبت میں مبتلا ہے اور یہ دنیا باہمی صلح و سکون کی جگہ ہے اور مومنین تقیہ میں بسر کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اچھا ایامِ متعہ بخش دے اور عدت پوری کر لے تو پھر وہ عورت کیا کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس کا شوہر اس کے پاس آئے تو اس سے کہہ دے: اے جناب میرے گھر والے مجھ پر جھپٹ پڑے مجھ سے اجازت نہیں لی اور بغیر میری اجازت کے میرا نکاح آپ سے کر دیا اور اب میں راضی ہوں آپ آج مجھ سے اپنا صحیح نکاح کر لیں جو میرے اور آپ کے درمیان ہو (کوئی گواہ اور شاہد نہیں ہوگا)۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک عورت متعہ کرتی ہے اور اس کے ایامِ متعہ پورے ہو جاتے ہیں تو عدہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے کسی دوسرے مرد سے نکاح یا متعہ کر سکتی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تجھے اس سے کیا مطلب اس کا گناہ اس عورت پر ہے۔

(۴۶۰۳) اور صالح بن عقبہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ متعہ کرنے والے کے لئے کوئی ثواب ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر متعہ کرنے والا خوشنودیِ خدا اور جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں ان کے خلاف کرنے کے ارادے سے کرے تو ایک کلمہ بھی اس کی زبان سے نہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی اس کے نامہ اعمال میں لکھ دے گا اور جس عورت سے متعہ کیا ہے اس کے طرف ابھی اپنا ہاتھ بھی نہ بڑھائیگا کہ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دے گا اور جب اس کے قریب جائے گا تو

اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔ اور جب غسل (جنابت) کرے گا تو اس کے بال سے جتنے پانی کے قطرے گرے ہیں اتنے گناہ بخش دے گا۔ میں نے عرض کیا: بالوں کی تعداد کے برابر؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں بالوں کی تعداد کے برابر۔

(۴۶۰۴) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج آسمان پر لے جایا گیا تو آنحضرتؐ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام ملے اور کہا کہ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری امت میں جتنے مرد عورتوں سے متعہ کریں گے میں نے انہیں بخش دیا۔

(۴۶۰۵) اور بکر بن محمد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے متعہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: مجھے وہ مرد مسلم ناپسند ہے جو دنیا سے کوچ کرے اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے کسی سنت پر عمل کرنا باقی رہ جائے اور اس نے اسے پورا نہ کیا ہو۔

(۴۶۰۶) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص کے خط میں جو اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو تحریر کیا تھا پڑھا (اس میں دریافت کیا گیا تھا) کہ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک مقررہ مدت کے لئے متعہ کیا جب ان دونوں کے درمیان مقررہ مدت ختم ہو جائے تو کیا اس کے لئے حلال ہے کہ اس کی بہن سے نکاح کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک عدہ کی مدت ختم نہ ہو جائے اس کے لئے حلال نہیں ہے۔

(۴۶۰۷) اور احمد بن محمد بن ابی نصر نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے متعہ کیا تھا کیا اس کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کی لڑکی سے نکاح دائمی کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۶۰۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ متعہ کے عدہ کی مدت پینتالیس (۴۵) دن ہیں اور میں گویا دیکھ رہا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے ہاتھوں پر پینتالیس (۴۵) دن گن رہے تھے اور جب مدت پوری ہو جائے تو بغیر طلاق کے وہ دونوں جدا ہو جائیں گے۔

اور اگر وہ چاہے کہ متعہ کی مدت اور بڑھائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہر کی رقم میں تھوڑا یا زیادہ کچھ اور بڑھائے۔

مہر میں ہر شے ہو سکتی جس پر دونوں راضی ہو جائیں خواہ متعہ ہو خواہ نکاح دائمی۔ اور متعہ میں ان دونوں کے درمیان میراث نہیں ہو گی اگر ان دونوں میں کوئی ایک اس مدت میں مر جائے۔ اور مرد اگر چاہے تو اپنی عورت ہونے کے باوجود متعہ کر سکتا ہے اگرچہ وہ اپنی عزت کے ساتھ اپنے شہر میں مقیم کیوں نہ رہے۔

(۴۶۰۹) صفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد سے متعہ کیا پھر وہ مرد مر گیا تو کیا اس عورت کے لئے عدہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ چار مہینہ دس دن عدہ میں رہے گی اور مدت متعہ پوری ہونے کے بعد وہ مرد زندہ ہے تو پھر وہ ایک حیض اور نصف تک عدہ رکھے گی جیسے کنیز کے اوپر واجب ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ وہ ترک زینت بھی کرے گی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اور اگر وہ اس کے پاس ایک دن یا دو دن میں ایک ساعت ٹھہری تھی تو اس پر عدہ واجب ہے وہ ترک زینت نہیں کرے گی۔

(۴۶۱۰) عمر بن اذینہ نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت نے جس مرد کے ساتھ متعہ کیا ہے اگر وہ مرد مر جائے تو اس عورت کا عدۂ متعہ کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: چار (۴) مہینے دس (۱۰) دن۔ زرارہ کا بیان ہے کہ پھر

آنجنابؑ نے فرمایا: اے زرارہ ہر نکاح میں جب شوہر مر جائے تو عورت خواہ آزاد ہو خواہ کنیز ہو اور نکاح کی کوئی بھی شکل ہو نکاحِ متعہ ہو، نکاحِ دائمی ہو یا کنیز ہو تو اس کا عدہ چار (۴) مہینہ دس (۱۰) دن ہے اور طلاق شدہ عورت کا عدہ تین (۳) ماہ اور کنیز طلاق شدہ کا عدہ جتنا ایک آزاد عورت کا ہے اس کے نصف ہے اور اس طرح متعہ میں کنیز کے مثل عدہ ہے۔

(۴۶۱۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا ۱ کہ زنا میں چار (۴) گواہ کیوں قرار دیئے گئے اور قتل میں صرف دو (۲) گواہ؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے متعہ کو حلال کیا اور اس کے علم میں تھا کہ عنقریب اس کے متعلق ہم لوگوں پر طعن و تشنیع کی جائے گی (اور اس کو زنا کہا جائے گا) اس لئے زنا کے چار (۴) گواہ قرار دیئے تم لوگوں کے تحفظ کے لئے اور اگر یہ نہ ہوتا تو آسانی کے ساتھ تم لوگوں کے خلاف دو گواہ پیدا کر لیے جاتے۔ مگر ایسا کم ہوتا ہے کہ ایک معاملہ کے لئے چار (۴) گواہ جمع ہو جائیں۔

(۴۶۱۲) بکار بن کردم نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص ایک عورت سے ملا اور اس نے کہا کہ تو مجھ سے ایک مہینہ کے لئے نکاح کر لے اور اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا پھر کئی سال بعد اس سے ملاقات کی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس نے مہینہ کا نام لیا تھا تو وہ مہینہ اس کا ہے اور اگر اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کو عورت پر کوئی اختیار نہیں ہے۔

(۴۶۱۳) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک شخص ایک کنیز کے پاس متعہ کرنے کی غرض سے گیا پھر وہ متعہ کا صیغہ پڑھنا بھول گیا اور اس سے مجامعت کرنے لگا کیا اس پر زانی کی حد واجب ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ اب نکاح کے بعد اس سے متمتع ہو اور جو کچھ ہو گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت کرے۔

(۴۶۱۴) علی بن اسباط نے محمد بن عذافر سے اور انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے باکرہ عورت سے متعہ کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو مباح ان (باکرہ عورتوں) کے لئے ہی کیا گیا ہے (کسی اور کے لئے نہیں ہے) خیر اگر کرنا ہے اس کو لوگوں سے چھپا کر کرو اور اس کی عفت اور پاکدامنی کا خیال رکھو (اور صیغہ متعہ پڑھ لو)۔

(۴۶۱۵) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: ایک شخص نے ایک نوجوان کنیز سے نکاح متعہ کیا اس شرط پر کہ وہ اس کی بکارت نہیں توڑے گا پھر اس کنیز نے اس کی اجازت دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس نے اس کی اجازت دے دی تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۶۱۶) اور روایت کی گئی ہے کہ مومن کبھی مکمل نہ ہو گا جب تک کہ وہ کوئی متعہ نہ کرے۔

(۴۶۱۷) حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے عورتوں کی شرمگاہیں تین طرح سے حلال کی ہیں: ایک وہ نکاح جو (ایک دوسرے کا) وارث بنا دے اور یہ قطعی و دائمی ہے اور دوسرا نکاح جس سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہ بنے وہ متعہ ہے اور تیسرا تمہاری کنیزیں۔

(۴۶۱۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کو ناپسند کرتا ہوں کہ وہ مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں میں سے کسی سنت پر عمل کرنا باقی رہ جائے کہ اس نے اس پر عمل نہ کیا ہو۔

میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کوئی متعہ کیا تھا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اور آنجنابؑ نے یہ آیت پڑھی۔

---

۱ علل الشرائع میں مصنف نے روایت کی ہے علی بن ہاشم سے انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک سے اور انہوں نے آنجنابؑ سے۔

واذاسر النبی الی بعض ازواجه حدیثاً. فلمانبات به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض عن بعض. فلمانبا هابه قالت من انباک هذا. قال نبانی العلیم الخبیر ○ان تتوبا الی الله فقدصغت قلوبکما وان تظهرا علیه فان الله هو مولٰه و جبریل وصالح المومنین. والملئکة بعد ذلک ظهیر ○ عسیٰ ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجاً خیراً منکن مسلمت مومنٰت قنتٰت تٰبٰت عٰبدٰت سٰئحت ثیبٰت و ابکارا (سورۂ تحریم آیت نمبر ۳ تا ۵)

[اور پیغمبر نے جب اپنی ایک بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی پھر جب اس نے باوجود ممانعت کے اس بات کی (دوسری کو) خبر دے دی اور خدا نے اس امر کو رسولؐ پر ظاہر کردیا تو رسولؐ نے کچھ قصہ جتا دیا اور بعض قصہ ٹال دیا۔ غرض جب رسولؐ نے اس واقعہ (افشائے راز) کی (دوسری پر) خبر دی تو وہ حیرت سے بول اٹھی کہ آپؐ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟ رسولؐ نے کہا: مجھے واقف کار خبردار خدا نے بتادیا۔ اگر تم دونوں اس حرکت سے توبہ کرو تو خیر کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور اگر تم دونوں رسولؐ کی مخالفت میں ایک دوسرے کی اطاعت کرتی رہو گی تو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ خدا اور جبرائیل اور تمام ایمانداروں میں ایک مرد صالح ان کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ تمام فرشتے مددگار ہیں۔ اگر رسولؐ تم لوگوں کو طلاق دے دیں تو عنقریب ہی ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو اچھی بیویاں عطا کرے گا جو فرمانبردار، ایماندار، خدا اور رسول کی مطیع، گناہوں سے توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ رکھنے والیاں، پہلے بیاہی ہوئی اور کنواریاں ہوں گی] ۔[1]

(۴۶۱۹) عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں پر ہر نشہ آور شے کا پینا حرام کردیا ہے اور اس کے عوض متعہ کو ان کے لئے مباح کردیا ہے۔

باب: نادر احادیث

(۴۶۲۰) اسماعیل بن مسلم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت کو جب حیض آئے تو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی پیشانی کے بال سنوارے اور اپنے بال کاندھے پر لٹکائے۔[2]

(۴۶۲۱) اور آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شلوار پہننے والیوں پر رحم فرمائے۔[3]

(۴۶۲۲) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: جب کوئی عورت کسی مقام پر بیٹھی ہو اور پھر وہاں سے اُٹھ جائے تو کوئی مرد اس مقام پر نہ بیٹھے جب تک وہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔

(۴۶۲۳) محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شہوت کے دس (۱۰) حصے پیدا کیے۔ جس میں نو حصے مردوں میں ودیعت کردیئے اور ایک حصہ عورتوں میں۔

اور یہ بنی ہاشم اور ان کے شیعوں کے لئے ہے اور بنی امیہ کی عورتوں اور ان کے شیعوں کے لئے شہوت کے دس (۱۰) حصوں میں سے نو (۹) حصے عورتوں میں اور ایک حصہ مردوں میں ودیعت کیا۔[4]

---

[1] اس سے ظاہر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ماریہ کو آزاد کردیا تھا اور ان سے نکاح متعہ کرلیا تھا تو یہ بات اپنی کسی بیوی کو چپکے سے بتادی تھی۔

[2] یہ دونوں زینت کے کنائے ہیں اور شاید اس کی وجہ حالت حیض میں مرد کو روکنا ہو کیونکہ اس عمل سے مرد عورت کی طرف راغب ہوتا ہے۔

[3] کیونکہ شلوار پوشیدہ چیز سے سب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔

[4] یہ مصنف کا کلام ہے اور حدیث کا تتمہ نہیں ہے۔ مصنف نے اسے 'وافی' ج ۱۲ ص ۱۷ اسے ابن مسکان کی مرفوع روایت جو انہوں نے امام جعفرؑ سے کی ہے، سے اخذ کیا ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی امیہ کے مَردوں سے شہوت اٹھالی اور اسے ان کی عورتوں میں رکھ دیا اور ان کے شیعوں کے ساتھ بھی یہی کام کیا۔

(۴۶۲۴) جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے عورتوں کے متعلق فرمایا: تنہائی میں آہستہ آہستہ سرگوشی کر کے ان سے مشورہ نہ لو اور قرابتداروں کے سلسلہ میں ان کے کہنے پر نہ چلو۔ عورت بڑی بوڑھی ہو جاتی ہے تو خیر و شر کے دونوں حصوں میں خیر کا حصہ اس سے نکل جاتا ہے اور صرف شر کا حصہ اس میں رہ جاتا ہے۔ اس کا جمال چلا جاتا ہے اور زبان کی تیزی رہ جاتی ہے اس کا رحم بانجھ ہو جاتا ہے۔ اور مرد جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس سے شر کا حصہ نکل جاتا ہے اور خیر کا حصہ رہ جاتا ہے اس کی عقل ثابت رہتی ہے اور اس کی رائے مستحکم ہو جاتی ہے اور اس کی جہالت کم ہو جاتی ہے۔

(۴۶۲۵) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ مرد کہ جس کے امور کی تدبیر عورت کرے ملعون ہے۔ ۱

(۴۶۲۶) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کی رائے کے خلاف کام کرنے میں برکت ہے۔ ۲

(۴۶۲۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کو بلاتے ان سے مشورہ کرتے پھر ان کے مشورے کے خلاف عمل کرتے۔ ۳

(۴۶۲۸) اور آنجنابؑ علیہ السلام نے فرج (شرمگاہ) کو سرج (زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا یعنی عورت گھوڑے کی زین پر سوار نہ ہو۔ ۴

(۴۶۲۹) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: فرج کو سرج پر (عورت کی شرمگاہوں کو زین پر) نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے فسق و فجور میں ہیجان پیدا ہوگا۔ ۵

(۴۶۳۰) فضیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے وہ بات کہی جو عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن اہل جہنم زیادہ تر عورتیں ہوں گی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے جب کہ آخرت میں ایک ایک مرد ایک ایک ہزار دنیا کی عورتوں سے شادی کرے گا اس قصر میں جو صرف ایک موتی سے تراشا گیا ہوگا۔

(۴۶۳۱) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اکثر اہلِ جنت بیچاری کمزور عورتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری جانتا ہوگا اور ان پر رحم کرے گا۔

(۴۶۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی عورتوں کا پچھلا مقام میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔

(۴۶۳۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حیا کے دس (۱۰) حصے ہیں اس میں نو (۹) حصہ عورتوں میں ہیں اور ایک حصہ مردوں میں ہے۔ جب عورت کی ختنہ ہوتی ہیں تو اس کی حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے، جب اس کی شادی ہوتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے، جب اس کی بکارت ٹوٹتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور جب اس کے یہاں ولادت ہوتی ہے تو حیا کا ایک اور حصہ چلا جاتا ہے اور حیا کے صرف پانچ حصے اس کے پاس باقی رہتے ہیں اب اگر وہ بدکاری میں مبتلا ہوگئی تو ساری حیا ختم ہو جاتی ہے اور اگر پاکدامن اور باعفت رہی تو حیا کے یہ پانچ حصے اس کے پاس باقی رہتے ہیں۔

(۴۶۳۴) (سورۂ رحمٰن میں خیرات حسان کا ذکر ہے اس کے متعلق) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خیرات حسان (خوش خلق و خوبصورت عورتیں) اہل دنیا کی عورتیں ہوں گی اور وہ جنت کی حوروں سے زیادہ صاحب جمال ہوں گی۔ اور کوئی حرج نہیں اگر مرد اپنی عورت کو عریاں دیکھ لے۔

۱، ۲، ۳ یہ تینوں حدیثیں 'کافی' ج ۵ ص ۵۱۸ میں بسندِ مرفوع درج ہیں۔

۴، ۵ انہیں 'کافی' ج ۵ ص ۵۱۶ پر مسند احادیث کے تحت لکھا گیا ہے۔

(۴۶۳۵) اور اسحاق بن عمار سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی مملوک (غلام) اپنی مالکہ کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اور اس کی پنڈلیوں کو بھی۔[۱]

(۴۶۳۶) اور محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: کیا ایک مرد خصی (جس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو) کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عورتوں میں جائے اور انہیں وضو کرائے اور ان کے بالوں کو دیکھے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۶۳۷) اور ربعی بن عبداللہ سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی اور ان سے عہد کیا تو آنحضرتؐ نے ایک برتن منگوایا اس میں پانی بھرا پھر اس میں اپنا دست مبارک ڈالا اور نکال لیا پھر عورتوں کو حکم دیا کہ وہ بھی اس میں اپنے ہاتھ ڈالیں اور ڈبائیں۔

نیز آپؐ عورتوں کو پہلے سلام کرتے اور عورتیں انہیں جواب سلام دیتی تھیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی عورتوں کو سلام کیا کرتے تھے اور ان میں جو عورتیں جوان ہوتی تھیں انہیں سلام کرنا ناپسند کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا مجھے ان کی آواز اچھی لگے اور جتنا میں ثواب حاصل کروں اس سے زیادہ مجھے گناہ ملے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: امام علیہ السلام نے اگرچہ اپنی ذات پر رکھ کر کہا ہے مگر درحقیقت یہ دوسروں کے لئے ہے اور آنجنابؑ کا اس سے مقصد لوگوں کو ڈرانا ہے کہ کہیں کوئی یہ گمان نہ کرے کہ آنجنابؑ عورت کی آواز پر فریفتہ ہوگئے ورنہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ائمہ علیہم السلام کا کلام وجوہ اسباب ومحل ومقام کی نسبت سے ہے جن کو علما کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(۴۶۳۸) ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص کسی ایسی عورت سے مصافحہ کرسکتا ہے۔ جو اس کی محرم نہ ہو؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ کپڑے کے پیچھے سے (مصافحہ کرے)۔

(۴۶۳۹) حسن بن محبوب نے عباد بن صہیب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اہل تہامہ واعراب وبدو کافران ذمی اور عجمی کافروں کی عورتوں کے بالوں پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اگر ان کو (بال کھولنے سے) منع بھی کیا جائے تو وہ باز نہیں آئیں گی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اور مجنونہ جس پر جنون چھایا ہوا ہو اس کے بالوں پر یا اس کے جسم پر اگر نظر کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۶۴۰) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورتیں اگر لوگوں کے پاس جائیں تو کیونکر سلام کریں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: عورت کہے گی علیکم السلام اور مرد کہے گا السلام علیکم۔

(۴۶۴۱) ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک ایسی عورت سے نکاح کرلیا جس کا خود شوہر موجود ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کی خبر امام تک نہ پہنچی ہو تو اس مرد پر لازم ہے فوراً اس کو جدا کرنے کے بعد پانچ سیر آٹا تصدق کردے۔

(۴۶۴۲) اور جمیل بن دراج کی روایت میں ایک ایسی عورت کے متعلق ہے جس نے اپنے عدہ میں ہی دوسرا نکاح کرلیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت دونوں کے لئے ایک عدہ رکھے گی اور اگر چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں اس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ آخر کے شوہر کا ہے اور اگر چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا ہے تو وہ پہلے شوہر کا ہے۔

[۱] بظاہر مصنف کا عمل اس خبر کے مطابق ہے لیکن اکثر (فقہاء) نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے اور ممانعت والی احادیث پر عمل کرتے رہے ہیں۔

(۴۶۴۳) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاحِ متعہ کیا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں حاملہ ہوں یا یہ کہا کہ میں تیری رضاعی بہن ہوں یا میں کسی غیر کے عدہ پر ہوں؟ تو آنجنابؑ نے فرمایا: ایسی صورت میں اگر اس نے اس سے دخول اور مجامعت کر لی ہے تو پھر اس کو کوئی مہر وغیرہ نہ دے اور اگر اس نے اس سے مجامعت اور دخول نہیں کیا ہے تو اس سے احتیاط کرے اور اگر اس سے پہلے وہ اس کو نہیں جانتا تھا تو اس سے معلوم کرے۔

(۴۶۴۴) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں سے کہا کہ میں جس عورت سے بھی نکاح کروں گا وہ تیرے مانند مجھ پر حرام ہوگی۔آنجنابؑ نے فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴۶۴۵) حسن بن محبوب نے ابی جمیلہ سے انہوں نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور ابھی یہ اس کے پاس چار ہی مہینہ رہی تھی کہ اس عورت کے ایک بچی پیدا ہوگئی تو مرد نے بچی سے انکار کر دیا اور وہ عورت یہ گمان کرتی ہے کہ وہ اسی سے حاملہ ہوئی اور یہ بچی اسی کی ہے۔آنجنابؑ نے فرمایا: عورت کی بات قبول نہیں کی جائے گی اور اگر یہ مقدمہ حاکم وقت کے پاس پیش ہو تو وہ ان دونوں سے ملاعنت کرائے گا اور ان دونوں کو جدا کر دے گا اور وہ عورت تا ابد اس مرد کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۴۶۴۶) حسن بن محبوب نے محمد بن حکیم سے روایت کی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نکاح ایک اور شخص سے کر دیا اور اس کنیز سے کہہ دیا کہ تیرا شوہر مرجائے تو تُو آزاد ہے۔چنانچہ شوہر مر گیا۔آنجنابؑ نے فرمایا: جب شوہر مر گیا تو وہ آزاد ہوگئی اور وہ اس آزاد عورت کا عدہ رکھے گی جس کا شوہر مر گیا ہو۔اور اس کے لئے اس کی میراث نہ ہوگی اس لئے کہ یہ شوہر کے مرنے سے کے بعد آزاد ہوئی ہے۔ ؎۲

(۴۶۴۷) ابوبصیر سے روایت کی گئی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص ایک گھر میں ایک عورت کے ساتھ پکڑا گیا تو عورت نے اقرار کیا کہ وہ اُس کی عورت ہے اور مرد نے اقرار کیا کہ وہ اس کی زوجہ ہے۔آنجنابؑ نے فرمایا: بہت سے ایسے ہیں کہ اگر میرے پاس لایا جائے تو میں انہیں چھوڑ دوں اور بہت سے ایسے کہ اگر انہیں میرے پاس لایا جائے تو انہیں کوڑے لگواؤں۔

(۴۶۴۸) عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی مملوکہ کنیز سے اپنے غلام کی شادی کر دی تو کیا جس طرح وہ پہلے مالک کی خدمت بجالاتی تھی اب بھی کرتی رہے گی کہ وہ اُس کو بے پردہ دیکھے؟ اور وہ اِس کو بے پردہ دیکھے؟ آنجنابؑ نے اس کو ناپسند کیا اور فرمایا: اسی بنا پر میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے مجھے منع فرمایا کہ میں اپنے کسی غلام کی شادی اپنی کسی کنیز سے کروں۔

؎۱ علامہ مجلسی فرماتے ہیں: یہ اس لئے کہ شوہر کی پہچان کے بعد اس کا یہ قول اس کی قدر و منزلت کے منافی ہے اس کے برخلاف جب اسے جماع سے پہلے اس کی طرف بلایا جار ہا تھا تو اس کے لئے ممکن تھا کہ کہتی: میں تمہیں پہچانتی نہ تھی لیکن اب پہچان گئی ہوں۔

؎۲ یہ شہرت کے خلاف ہے کیونکہ مشہور یہ ہے کہ مملوک جب تقسیم سے پہلے آزاد ہو جائے تو وہ برابر کا شریک ہوگا یعنی میراث کے مرتبہ میں نہ کہ حصے میں۔اور منفرد ہوگا اگر وراثت کے مرتبہ کے لحاظ سے اولیٰ ہو۔اور اگر تقسیم کے بعد آزاد ہو جائے تو اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔اسی طرح وہ لوگ کہتے ہیں جو بیوی اور اس کے علاوہ میں فرق نہیں کرتے اور مخفی نہ رہے کہ یہاں بیوی کی آزادی تقسیم سے قبل ہوئی ہے شوہر کے انتقال کے مقابلہ میں۔

(۴۶۴۹) اور علاء بن رزین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عوام الناس کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: آج کل فی الحال ان کا شمار ان لوگوں میں ہے، جن سے نہ جنگ ہے اور نہ صلح لہٰذا ان کی گم شدہ چیز ان کو واپس کرو اور ان کی امانتیں انہیں پلٹاؤ۔ ان کے خون کی حفاظت کرو۔ ان کے ساتھ نکاح کرو اور ان کی وراثت کو جائز سمجھو۔

(۴۶۵۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کی خوش بختی یہ ہے کہ اس کی لڑکی کو اس کے گھر میں حیض نہ آئے۔ [۱]

(۴۶۵۱) ابن ابی عمیر نے یحییٰ بن عمران سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: شجاعت اہلِ خراسان میں ہے، جماع اہل بربر (سوڈان) میں اور سخاوت وحسد اہل عرب میں ہے۔ اب تم لوگ اپنے نطفے کے لئے جس کا چاہو انتخاب کرو۔

(۴۶۵۲) اور اسماعیل بن ابی زیاد کی روایت ہے کہ حضرت جعفرؑ بن محمدؑ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کے بالوں کی جتنی کثرت ہوگی اتنی اس کی شہوت میں قلت ہوگی۔

(۴۶۵۳) ابراہیم بن ہاشم نے عبدالعزیز بن مہتدی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان میرے بھائی نے انتقال کیا تو میں نے اس کی عورت سے نکاح کر لیا پھر میرے چچا نے آکر یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس سے پوشیدہ طور پر نکاح کر رکھا ہے۔ میں نے عورت سے دریافت کیا تو اس نے سختی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے اور ان کے درمیان کبھی کوئی تعلق نہیں تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تمہارے لئے اِس کا اقرار لازم ہے اور اُن کے لئے اس کا انکار لازم ہے۔

(۴۶۵۴) صالح بن عقبہ نے سلیمان بن صالح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی عورت کی کنیز سے نکاح کر کے اپنی عورت سے التجا کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے حلال کر دے، وہ انکار کرتی ہے تو یہ شخص کہتا ہے کہ اچھا تو پھر تجھے طلاق دے دوں گا اور اس کے ساتھ مجامعت سے اجتناب کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ شخص غاصب ہے وہ اس سے نرمی سے کیوں نہیں کہتا۔

(۴۶۵۵) ابوالعباس؛ اور عبید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک عورت کے متعلق کہ جس کا شوہر مملوک اور غلام تھا۔ تو اس عورت نے وراثت میں اس کو پالیا اور اسے آزاد کر دیا۔ کیا وہ دونوں اپنے سابق نکاح پر رہیں گے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ دونوں از سرِ نو دوسرا نکاح کریں گے۔

(۴۶۵۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مرد کے لئے مستحب ہے کہ رمضان کی پہلی شب میں اپنی اہلیہ سے مجامعت کرے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر: **احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم.** (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷) (تم لوگوں کے لئے رمضان کی شب حلال کر دی گئی ہے کہ اپنی عورت سے رفث کرو) اور رفث سے مراد مجامعت ہے۔

(۴۶۵۷) حریز نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ عورتوں کے لئے مہر چار ہزار درہم کہاں اور کب سے قرار پایا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ام حبیبہ بنت ابی سفیان حبشہ میں تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کا پیغام دیا تو نجاشی نے آنحضرتؐ کی طرف سے انہیں چار ہزار درہم بھیج دیئے تو پھر لوگ یہی لینے لگے مگر اصل مہر تو ساڑھے بارہ اوقیہ (چاندی) ہے۔

(۴۶۵۸) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ایک راستہ سے گزرے تو سرِ راہ ایک نر و مادہ جانور جفتی کھا رہے تھے آپؑ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ تو آنجنابؑ سے عرض کیا گیا: یا امیر المومنین آپؑ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آنجنابؑ نے فرمایا: تم لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو یہ جانور

[۱] کلینی نے ج ۵ ص ۳۳۶ پر اسی طرح حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

کررہے ہیں ویسے ہی تم بھی کرو، یہ شرم کی بات ہے۔ (بلکہ) تم ایسی جگہ چھپ کر کرو کہ جسے کوئی مرد اور کوئی عورت نہ دیکھ سکے۔

(۴۶۵۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی عورت کو دیکھے اور اپنی نگاہ آسمان کی طرف کرے یا نگاہ نیچی کرے تو وہ اپنی نگاہ نہیں پلٹائے گا کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ اس کا نکاح ایک حورعین سے کردے گا۔

(۴۶۶۰) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وہ نظر نہیں پلٹائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایسا ایمان لگادیگا کہ جس کا ذائقہ محسوس کرے گا۔

(۴۶۶۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پہلی نگاہ تیرے لئے جائز ہے، دوسری نگاہ تیرے لئے جائز نہیں گناہ ہے۔ اور تیسری نظر میں ہلاکت ہے۔

(۴۶۶۲) اور سکونی کی روایت میں ہے جو حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے ہے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اگر آدمی اپنی ماں، بہن یا اپنی بیٹی کے بالوں کو دیکھ لے۔

باب: طلب اولاد کے لئے دعا

(۴۶۶۳) حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہما السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم طلب اولاد کے لئے یہ دعا پڑھو: رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي فِي حَيَاتِي وَ يَسْتَغْفِرُلِي بَعْدَ مَوْتِي وَاجْعَلْهُ لِي خَلْقًا سَوِيًّا وَلَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيهِ نَصِيبًا. اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. [اے میرے پالنے والے تو مجھے تنہا (بے اولاد) نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اور تو اپنے پاس سے میرے لئے میرا جانشین بنادے جو میری زندگی میں میرا وارث ہو اور میرے مرنے کے بعد میرے لئے طلب مغفرت کرے اور اس کو میرے لئے صحیح الخلقت پیدا کر اور اس میں شیطان کا کوئی حصہ قرار نہ دے۔ اے اللہ تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس لئے کہ تو ہی مغفرت والا اور رحم کرنے والا ہے]۔

اس دعا کو ستر (۷۰) مرتبہ پڑھے اس لئے کہ اس دعا کو جب بہت کثرت سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ دے گا جس کی وہ تمنا کرے گا۔ مال کی اور اولاد کی اور دنیا و آخرت کی بھلائی کی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: استغفرو اربکم انه کان غفاراً. یرسل السماء علیکم مدراراً ویمدد کم باموال و بنین ویجعل لکم جنات و یجعل لکم انهاراً (تم لوگ اپنے رب سے مغفرت کی دعا مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا اور مال و اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کردے گا) (سورۃ نوحؑ آیت ۱۰، ۱۱)۔

باب: رضاعت

(۴۶۶۴) سماعہ بن مہران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: بچے کو دودھ پلانے کی مدت اکیس (۲۱) مہینہ ہے اس میں کمی بچے پر ظلم ہے۔

(۴۶۶۵) اور سعد بن سعد نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ بچے کو دوسال سے زیادہ دودھ پلایا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: دوسال۔ میں نے عرض کیا اگر دوسال سے زائد دودھ پلایا جائے تو کیا اس سے ماں باپ پر کچھ گناہ ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۶۶۶) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بچے کو کوئی بھی دودھ پلایا جائے وہ ماں کے دودھ سے بڑھ کر برکت والا نہیں ہے۔ [1]

[1] کلینی نے ج ۶ ص ۴۰ پر موثق حدیث میں طلحہ بن زید سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے اور آنجنابؑ نے امام علی صلوات اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

(۴۶۶۷) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ام اسحاق بنت سلیمان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں لڑکوں محمد واسحاق میں سے کسی ایک کو دودھ پلا رہی ہیں تو آنجناب نے فرمایا: اے ام اسحاق تم ان کو ایک ہی پستان سے دودھ نہ پلاؤ بلکہ دونوں پستانوں سے دودھ پلاؤ اس لئے کہ ایک میں غذا ہوتی ہے اور دوسرے میں پانی۔ ۱

(۴۶۶۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ملاحظہ فرمایا ہے کہ "رضاعت سے بھی وہ سب حرام ہے جو نسب سے حرام ہوتا ہے" میرے لئے اس کی تفسیر فرمادیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ عورت کہ جو اپنے شوہر کے دودھ کو کسی دوسری عورت کے بچے کو پلائے خواہ لڑکی کو پلائے یا لڑکے کو پلائے تو یہی وہ رضاعت ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور وہ عورت جو اپنے دوشوہروں کا دودھ پلائے جو اس کا ایک کے بعد دوسرا ہو۔ خواہ لڑکی کو پلائے یا لڑکے کو تو یہ وہ رضاعت نہیں ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رضاعت سے بھی وہ چیز حرام ہے جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہے۔

(۴۶۶۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دودھ چھوٹنے کے بعد کوئی رضاعت نہیں ہے۔ ۲

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ دوسال کامل دودھ پی لے پھر وہ اس کے بعد دوسری عورت کا دودھ جتنا بھی پیئے یہ رضاعت حرام نہیں کرے گی اس لئے کہ یہ رضاعت دودھ چھوٹنے کے بعد ہوئی ہے۔

(۴۶۷۰) اور داؤد بن حصین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دوسال کے بعد بھی اگر بچہ دودھ پیتا رہے تو (صرف) دودھ چھوٹنے سے پہلے کی رضاعت حرام کرتی ہے۔

(۴۶۷۱) ایوب بن نوح سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ علی بن شعیب نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے میرے ایک بچے کو دودھ پلایا، کیا میرے لئے یہ جائز ہے کہ میں اس عورت کی کسی لڑکی سے نکاح کرلوں؟ تو آنجناب نے جواب میں تحریر فرمایا: یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس کی لڑکی تمہاری اولاد کے بمنزلہ ہے۔

(۴۶۷۲) اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت ابی محمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک شخص کے بچے کو دودھ پلایا، کیا اس شخص کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس دودھ پلانے والی عورت کی کسی لڑکی سے نکاح کرے جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۴۶۷۳) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی شخص ایک شیر خوار بچی سے نکاح کرے اور اس کی زوجہ اس شیر خوار بچی کو دودھ پلا دے تو ان دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ ۳

(۴۶۷۴) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کے بطن سے اس شخص کا ایک بچہ پیدا ہوا۔ پھر اس عورت نے اپنا دودھ ایک اور لڑکی کو پلایا کیا اس کے لڑکے کے لئے

---

۱ کلینی نے مسند حدیث میں ولید بن صبیح سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنی والدہ ام اسحٰق بنت سلیمان سے ان کا کہنا ہے: مجھے ابوعبداللہ علیہ السلام نے دیکھا اور میں اس وقت اپنے ایک بیٹے محمد یا اسحٰق کو دودھ پلا رہی تھی تو فرمایا: تا آخر حدیث۔

۲ کلینی نے صحیح حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

۳ یہ دلیل ہے کہ اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں ایک بڑی اور ایک چھوٹی اور بڑی چھوٹی کو دودھ پلا دے تو دونوں کا نکاح فسخ ہو جائے گا یہ اس ممانعت کے تحت ہے کہ ماں اور بیٹی ایک ہی شخص کے نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

جو دوسری بیوی سے ہے یہ جائز ہے کہ وہ اس لڑکی سے نکاح کرے جس کو اس سوتیلی ماں نے دودھ پلایا ہے؟ آنجناب نے فرمایا: نہیں وہ بمنزلہ رضاعی بہن کے ہے اس لئے کہ یہ ایک ہی شوہر کا دودھ ہے۔

(۴۶۷۵) حریز نے فضیل بن یسار سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور کسی کی رضاعت حرام نہیں کرے گی سوائے اس عورت کے جو مجبور ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: مجبور کون ہے؟ آنجناب نے فرمایا: ماں جو پالتی ہے، وہ دایہ اور دودھ پلائی جو اجرت پر رکھی گئی ہو یا وہ کنیز جو (دودھ پلانے کے لئے) خریدی گئی ہو۔

(۴۶۷۶) علاء بن رزین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رضاعت کی وجہ سے حرام نہیں ہوگا لیکن صرف وہ کہ جس نے ایک سال تک ایک چھاتی سے دودھ پیا ہو۔

(۴۶۷۷) عبید بن زرارہ نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے رضاعت کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رضاعت کی وجہ سے کوئی حرام نہیں ہوگا لیکن صرف اس رضاعت سے جب کہ ایک چھاتی سے دو سال تک دودھ پیا ہو۔

(۴۶۷۸) عبداللہ بن زرارہ نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رضاعت سے کوئی حرام نہیں ہوگا لیکن بس اس رضاعت سے جس میں دو (۲) سال کامل دودھ پلایا گیا ہو۔ [۱]

(۴۶۷۹) اور سکونی نے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: تم لوگ اپنی عورتوں کو منع کرو کہ دائیں بائیں اِدھر اُدھر بچوں کو دودھ نہ پلائیں اس لئے کہ وہ بھول جائیں گی (کہ کس کو دودھ پلایا اور کسے نہیں)۔

(۴۶۸۰) فضیل نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ دایہ اور دودھ پلانے والی پر خاص نظر رکھو کہ وہ حسین وصاف ستھری ہو اس لئے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے۔

(۴۶۸۱) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے زنا کیا، کیا اپنے بچے کو اس سے دودھ پلوانا درست ہے؟ آنجناب نے فرمایا: درست نہیں ہے۔ اور نہ اس لڑکی کا دودھ جو زنا سے پیدا ہوئی ہے۔ [۲]

(۴۶۸۲) اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے بچوں کو احمق عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ اس لئے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے اور لڑکا دودھ کی طرف کھنچ جاتا ہے یعنی دایہ کے دودھ کی طرف رعونت اور حماقت میں۔

---

[۱] علماء نے آیت (رضاعت) کے اطلاق میں حرام ہونے کے لئے حدِ رضاعت میں اختلاف کیا ہے اور روایات میں بھی اختلاف ہے کہ کچھ دس مرتبہ دودھ پلانے اور بعض پندرہ مرتبہ دودھ پلانے کو رضاعت قرار دیتی ہیں اور جیسا کہ میں نے ابن جنید سے سمجھا ہے کہ انہوں نے مکمل دودھ پلانے کو رضاعت کا مصداق قرار دیا ہے لیکن یہ اس حرمت کے واقع ہونے کے خلاف نہیں ہے کہ جس سے گوشت پیدا ہو اور ہڈیاں مضبوط ہو جائیں اور کہا گیا کہ اس بارے میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے کہ ایک یا دو مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت قائم نہیں ہوتی۔ یہ رد ہے عامہ کی جو اس تحقیق کے قائل ہیں کہ دودھ پلانے کا عنوان ہی ظاہرِ آیت کے تحت حرمت کا سبب ہے۔

[۲] صحیح حدیث میں اسے 'کافی' ج ۶ ص ۴۴ پر روایت کیا گیا ہے اور ممانعت تنزیہی ہے جسے علماء نے کراہت پر محمول کیا ہے اور اس کے خلاف نہیں ہے کہ زنا سے پیدا ہونے والا دودھ حرمت کا سبب نہیں ہوگا کیونکہ زنا اسے حرام نہیں بناتا اور نہ نسب سے ملحق کرتا ہے۔

(۴۶۸۳) اور ابن مسکان نے حلبی سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے بچے کو ایک یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ دایہ کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کو دودھ پلائے اپنے گھر لیجا کر یا اس کے گھر آ کر۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم یہودیہ اور نصرانیہ سے دودھ پلواؤ مگر اس کو منع کر دو کہ وہ شراب نہیں پیئے گی اور جو چیزیں حلال نہیں مثلاً سور کا گوشت نہیں کھائے گی۔ اور تمہارے بچے کو اپنے گھر نہیں لیجائے گی۔ اور زن زانیہ سے اپنے بچے کو دودھ نہ پلواؤ یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے اور کسی مجوسی عورت سے اپنے بچے کو دودھ نہ پلواؤ لیکن اگر تم مجبور ہو تو اور بات ہے۔

(۴۶۸۴) حریز نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: یہودیہ اور نصرانیہ اور مجوسیہ کا دودھ میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے ولد الزنا کے دودھ سے۔ اور آنجنابؑ ولد الزنا کے دودھ کو ایسی حالت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جب کسی نے کسی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کنیز کے مالک نے اس کے لئے حلال کر دیا ہو۔

(۴۶۸۵) اور محمد بن ابی عمیر نے یونس بن یعقوب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک عورت کا بغیر ولادت کے دودھ بہنے لگا تو اس نے ایک لڑکی اور ایک لڑکے کو دودھ پلایا۔ کیا اس دودھ پلانے اور رضاعت سے وہ ایک دوسرے کے لئے حرام جائیں گے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۶۸۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لڑکے کے حلق میں دودھ ڈالنا بھی بمنزلہ رضاعت کے ہے۔ ۱

(۴۶۸۷) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آزاد عورت کو بچے کے دودھ پلانے پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ اور ام ولد (کنیز) پر جبر کیا جاسکتا ہے۔ ۲

اور جب باپ کو بچہ کے دودھ پلانے کے لئے ایک عورت چار درہم پر ملتی ہے اور ماں کہتی ہے کہ بغیر پانچ درہم کے میں دودھ نہیں پلاؤں گی تو باپ کے لئے یہ جائز ہے کہ اس سے بچہ چھین لے مگر زیادہ بہتر اور زیادہ نرمی اس میں ہے کہ وہ بچہ کو ماں کے پاس چھوڑ دے چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے: وان تعاسر تم فسترضع له اخرىٰ (سورۃ الطلاق آیت ۶) (اگر تمہارا آپس میں کھچاؤ ہو تو اس کو دوسری عورت دودھ پلائے گی۔)

(۴۶۸۸) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک شخص کے متعلق جو مر گیا اور اس نے دودھ پیتا بچہ چھوڑا کہ اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے باپ یا ماں کی میراث میں سے ادا کی جائے گی۔

(۴۶۸۹) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوارؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک شخص نے آ کر عرض کیا: میری کنیز نے میرے ایک بچہ کو دودھ پلایا ہے مگر اب میں اس کنیز کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اچھا تو اس کنیز کا ہاتھ پکڑو اور بازار لے جاؤ اور آواز لگاؤ کہ مجھ سے میرے بیٹے کی ماں کو کون خریدتا ہے۔ ۳

---

۱ یعنی پستان کو چھوئے بغیر۔ یہ خبر حنفی اور شافعی کی موافقت میں تقیہ پر محمول ہے اور دیگر احادیث سے متعارض ہے۔

۲ کلینی نے ج ۶ ص ۴۱ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے روایت کیا ہے۔

۳ اس طرح امیر المومنینؑ نے اس فعل پر اس شخص کی تشنیع کی اور اسے کراہت پر محمول کیا اور یہ اس پر دلیل ہے کہ رضاعت سے جو ام الولد ہو وہ نسب میں بھی ام الولد ہوتی ہے۔

باب: لڑکے کی ولادت کی مبارکباد

(۴۶۹۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ ایک شخص کے وہاں لڑکا پیدا ہوا تو ایک آدمی نے اس کو مبارک باد دی کہ مبارک ہو تیرے گھر ایک شہسوار پیدا ہوا۔ تو حضرت امام حسن ابن علی علیہما السلام نے اس سے کہا: تجھے کیا معلوم کہ یہ شہسوار ہوگا یا پیادہ چلنے والا ہوگا؟ اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان پھر میں کیا کہوں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ کہو کہ عطا کرنے والے کا شکر ادا کرتا ہوں اور یہ عطیہ اللہ مبارک کرے یہ جوان ہو اور اس کی نیکیاں تمہیں میسر آئیں۔ [1]

باب: اولاد کی فضیلت

(۴۶۹۱) سکونی کی روایت میں ہے، اس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صالح اولاد جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔ [2]

(۴۶۹۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی میراث اس کے بندۂ مومن کی طرف سے صالح فرزند ہے جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے۔

(۴۶۹۳) حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی خیر و بھلائی چاہتا ہے تو اس کو موت نہیں دیتا جب تک کہ وہ اپنا خلف و نائب نہ دیکھ لے۔

(۴۶۹۴) اور روایت کی گئی ہے کہ جو شخص بلا خلف و نائب مر جائے تو گویا وہ لوگوں میں تھا ہی نہیں اور جو مر جائے اور اس کا کوئی خلف ہو تو گویا مرا ہی نہیں۔

(۴۶۹۵) اور ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: لڑکیاں نیکیاں اور لڑکے نعمت ہیں، نیکیوں پر ثواب ملے گا اور نعمت پر باز پرس ہوگی۔

(۴۶۹۶) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لڑکی پیدا ہونے کی خوشخبری دی گئی تو آنحضرتؐ نے ایک نظر اپنے اصحاب کے چہروں پر ڈالی تو دیکھا ان پر کراہت کے آثار نمایاں ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟ میں ایک پھول کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور اس کا رزق اللہ پر ہے۔ [3]

(۴۶۹۷) اور حضرت علی علیہ السلام نے بچے کے مریض ہونے کے متعلق فرمایا: یہ اس کے والدین کے لئے کفارہ ہے۔

(۴۶۹۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آدمی پر رحم کرتا ہے اس کے اپنے بچے سے شدید محبت کی وجہ سے۔

(۴۶۹۹) اور عمر بن یزید نے آنجنابؑ سے عرض کیا: میری بہت لڑکیاں ہیں۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: شاید تم ان کی موت کی تمنا رکھتے ہو۔ اگر تم نے ان کی موت کی تمنا کی اور یہ مر گئیں تو قیامت کے دن تم کو کوئی ثواب نہ ملے گا اور جب تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے تو گنہگار رہتے ہوئے ملاقات کرو گے۔

---

[1] 'کافی' ج ۶ ص ۱۷ پر اسے ضعیف حدیث کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

[2] کلینی نے ج ۶ ص ۳ پر اسے ضعیف حدیث کے ذیل میں سکونی سے، انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

[3] کلینی نے قوی حدیث میں جارود بن منذر سے روایت کی ہے کہ کہا: مجھ سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے یہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو تم اس پر غضبناک ہوئے ہو تم پر اس میں کیا (نقصان) ہے۔ تم اس کی خوشبو سونگھو گے اور اس کے رزق کی کفایت ہوگئی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو لڑکیوں کے مشتاق رہتے تھے۔

(۴۷۰۰) حمزہ بن حمران نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا وہاں ایک اور شخص موجود تھا۔ آنے والے نے اسے بتایا کہ تیرے وہاں ولادت ہوئی ہے یہ سن کر اس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تجھے کیا ہوگیا؟ اس نے کہا: ٹھیک ہوں۔ آنجنابؐ نے فرمایا: بات کیا ہے بتاؤ۔ اس نے کہا: جب میں گھر سے نکلا تھا تو میری عورت دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ اب مجھے بتایا گیا کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کو زمین اٹھائے گی، اس پر آسمان سایہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق دے گا۔ وہ تو ایک پھول ہے جس کی خوشبو تو سونگھے گا۔ یہ کہہ کر آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا: سنو جس کے ایک لڑکی ہو وہ بیچارہ مصیبت میں مبتلا ہے اور جس کے دو لڑکیاں ہوں تو اللہ اس کی مدد کرے اور جس کی تین لڑکیاں ہوں اس سے جہاد ساقط اور ہر مکروہ مباح ہے اور جس کے چار لڑکیاں ہوں تو اللہ کے بندو! اس بیچارے کی مدد کرو، اللہ کے بندو! اس کو قرض دو، اے اللہ کے بندو! اس پر مہربانی کرو۔

(۴۷۰۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کر رہا ہو تو اس پر جنت واجب ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ اور دو کی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: دو کی بھی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ ایک کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہاں ایک کی بھی۔

(۴۷۰۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو پھوپھیوں کی پرورش کر رہا ہو تو وہ دونوں اس کو جہنم سے بچالیں گی۔

(۴۷۰۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کسی آدمی کے کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اپنے بازو اس کے سر اور سینہ پر پھیرتا ہے کہتا ہے یہ بیچاری ضعیفہ ہے، ضعف سے پیدا ہوئی ہے۔ اس پر خرچ کرنے والے کی اعانت کی جائے گی۔

(۴۷۰۴) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ تم میں سے کوئی شخص بابِ جنت پر اپنی اسقاط شدہ اور روٹھے بچے سے ملے گا تو جب وہ بچہ اس کو دیکھے گا تو اس کے ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کرے گا اور تم لوگوں میں سے اگر کسی کا بچہ مر جاتا ہے تو اس کو اس کا اجر دیا جاتا ہے اگر اس کے بعد اس کا بچہ باقی رہتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے طلبِ مغفرت کرتا ہے۔

(۴۷۰۵) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بچوں سے محبت کرو اور ان پر مہربانی کرو اور جب تم ان سے کوئی وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو اس لئے کہ ان کی نظر میں صرف یہی ہے کہ ان کی روزی تم دے رہے ہو۔

(۴۷۰۶) رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے بہت سے بچے ہیں مگر ایک ماں کی اولاد نہیں ہیں، کیا وہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ میرے پدر بزرگوار مجھے عبداللہ پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(۴۷۰۷) اور سکونی کی روایت میں ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے دو لڑکے ہیں، اس نے ایک کے بوسے لیے اور دوسرے کو چھوڑ دیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: تم ان دونوں کو مساوی پیار کیوں نہیں کرتے؟

(۴۷۰۸) اور آنحضرتؐ نے فرمایا: عقوق و نافرمانی کے سلسلے میں والدین کے لئے بھی وہی لازم آتا ہے جو لڑکے کو اپنے والدین کے عقوق و نافرمانی کے سلسلے میں لازم آتا ہے۔

(۴۷۰۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کسی شخص کا اپنے بچے سے حسن سلوک ایسا ہی ہے کہ جیسے وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

(۴۷۱۰) اور ایک دوسری حدیث ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی بچہ ہو تو وہ اس کے ساتھ کھیلے کودے۔ [1]

---

[1] 'کافی' ج ۶ ص ۴۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اصبغ نے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: جس کے پاس بچہ ہو تو وہ نیچے اتر آئے یعنی وہی کرے جو بچہ کر رہا ہو۔

(۴۷۱۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کرم ہے کہ اس کا لڑکا اس سے مشابہ ہو۔

(۴۷۱۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اور حضرت آدمؑ کے درمیان ہر شکل وصورت کو جمع کرلیا پھر ان صورتوں میں سے کسی صورت پر ان کو خلق کیا، لہٰذا کوئی شخص اپنے بچے کے لئے یہ نہ کہے کہ یہ نہ میری صورت سے مشابہ ہے اور نہ میرے آباء میں سے کسی کی صورت سے مشابہ ہے۔

باب: نومولود کا عقیقہ و تحنیک (تالو لگانا)، نام رکھنا، کنیت رکھنا، سر کے بال اتارنا، کان چھیدنا اور ختنہ کرنا

(۴۷۱۳) عمر بن یزید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ہر معاملہ عقیقہ پر منحصر ہے اور عقیقہ اضحیہ (عیدالاضحیٰ کی قربانی) سے زیادہ واجب ہے۔ [1]

(۴۷۱۴) اور ابی خدیجہ کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ ہر انسان اپنی فطرت کا قیدی ہے اور ہر مولود عقیقہ کا قیدی ہے۔

(۴۷۱۵) اور عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میرے والد نے میرا عقیقہ کیا بھی تھا یا نہیں۔ تو آنجنابؑ نے مجھے عقیقہ کا حکم دیا اور میں نے اپنا عقیقہ کیا جب کہ میں بوڑھا ہو گیا تھا۔

(۴۷۱۶) اور علی بن حکم کی روایت میں ہے جو انہوں نے علی بن حمزہ سے اور انہوں نے حضرت عبدالصالح علیہ السلام سے کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: عقیقہ واجب ہے جب کسی شخص کے بچہ پیدا ہوا ہو پھر اگر چاہے تو اسی دن اس کا نام رکھے۔ [2]

(۴۷۱۷) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: عقیقہ لازم ہے اس شخص کے لئے جو غنی اور دولتمند ہو اور اگر کوئی فقیر محتاج ہو تو جب خوشحال ہو تو کرے اور اگر کوئی اس پر قادر نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور اگر کسی کا عقیقہ نہیں ہوا اور وہ یوم اضحیٰ قربانی کرے تو یہ قربانی اس عقیقہ کا بدل ہوگا۔ اور ہر مولود عقیقہ میں رھن ہے۔ نیز آنجنابؑ نے عقیقہ کے متعلق فرمایا: عقیقہ میں اس کی طرف سے کوئی بکرا ذبح کیا جائے اور اگر وہ میسر نہ آئے تو جو جانور قربانی میں جائز ہے وہی اس میں بھی جائز ہے ورنہ بکری کا بچہ ہو جو اس سال نومولود سے عمر میں چند ماہ بڑا ہو۔

(۴۷۱۸) اور محمد بن مارد کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: بکری یا گائے یا اونٹ، پھر ساتویں دن مولود کا نام رکھے اور اس کے بال مونڈے اور اس کے بال کے وزن کے برابر سونا یا چاندی تصدق کرے پس اگر مولود لڑکا ہو تو اس کے لئے نر جانور اور اگر لڑکی ہو تو اس کے لئے مادہ جانور عقیقہ کرے۔

---

[1] کلینی نے ج ۲ ص ۲۵ پر روایت کی ہے اور اس میں قیامت کے دن کا ذکر نہیں ہے، اور عقیقہ ذبیحہ ہے جو مولود کے لئے کیا جائے۔

[2] اس کے وقت میں اصحاب کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ وہ ساتواں دن ہے البتہ اس کے حکم میں اختلاف ہے کہ سید اور جنید نے کہا: وہ واجب ہے اور سید نے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے اور مولف اور کلینی سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے، اور شیخ اور ان کے بعد کے علماء اسکے استحباب کی طرف گئے ہیں اور آنجنابؑ کے قول۔ عقیقہ واجب ہے۔ سے مراد سنت موکدہ ہے۔

(۴۷۱۹) اور حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کیا اور تمام آل ابی طالب کو بلایا تو ان لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ احمد کا عقیقہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اس کا نام احمد کیوں رکھا؟ تو جواب دیا: اس لئے کہ اس کی حمد و تعریف تمام آسمان اور زمین والے کریں گے۔ ۱ اور یہ جائز ہے کہ لڑکے کے لئے نر اور لڑکی کے لئے مادہ جانور عقیقہ کرے۔ ۲

اور آنجنابؑ سے روایت ہے کہ لڑکے کے لئے دو (۲) مادہ جانور اور لڑکی کے لئے ایک (۱) مادہ جانور عقیقہ کرے بلکہ اس میں سے جو بھی کرے جائز ہے۔

اور ماں باپ عقیقہ کا گوشت نہ کھائیں مگر یہ ان دونوں کے لئے حرام نہیں ہے اور اگر ماں نے کھایا تو پھر وہ بچے کو دودھ نہ پلائے۔ اور قابلہ کو پچھلی ران دی جائے اور اگر قابلہ خود اس کی ماں یا اس کے عیال میں سے ہے تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور چاہے تو اس کے ایک ایک عضو کو مُسَلَّم تقسیم کر دے اور چاہے تو اس کو پکا کر اس کے ساتھ روٹی یا شوربہ تقسیم کرے اور اہل ولایت کے سوا کسی کو نہ دے۔ ۳

(۴۷۲۰) اور عمار ساباطی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر قابلہ کوئی یہودیہ عورت ہے تو وہ مسلمانوں کا ذبیحہ نہیں کھائے گی۔ اس کو عقیقہ کے جانور کی ایک چوتھائی قیمت دی جائے گی کہ وہ اس سے گوشت وغیرہ خریدے۔

(۴۷۲۱) اور عمار کی روایت میں بھی یہی ہے کہ قابلہ کو اس کا ایک چوتھائی دیا جائے اور اگر کوئی قابلہ نہ ہو تو اس کی ماں کو جو چاہو دے دو اور اس میں سے دس مسلمانوں کو کھلاؤ تو یہ افضل ہے۔

(۴۷۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ پانی اور نمک میں پکانا افضل ہے۔

(۴۷۲۳) عمار ساباطی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے عقیقہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اس کی ہڈیاں توڑی جائیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اس کی ہڈیاں توڑی جائیں اور اس کا گوشت کاٹا جائے اور ذبح کے بعد تو تم جو چاہو کرو۔ ۴

(۴۷۲۴) اور ادریس بن عبداللہ قمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور وہ ساتویں دن مر گیا کیا اس کا عقیقہ کیا جائے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ قبل ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ نہیں کیا جائے گا اور اگر بعد ظہر مرا ہے تو اس کا عقیقہ کیا جائے گا۔ ۵

---

۱ کلینی نے ج ۶ ص ۲۴ پر مسند حدیث میں ابوسائب سے، انہوں نے امام جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے والدِ گرامی علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۲ 'کافی' کی صحیح حدیث میں منصور بن حازم نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: عقیقہ لڑکے اور لڑکی میں یکساں ہے۔ اور سماعہ سے روایت ہے کہ کہا: میں نے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: اس کے لئے نر و مادہ برابر ہیں اور یہی معنی ابن مسکان اور ابوبصیر نے آنجنابؑ سے نقل کیے ہیں۔

۳ 'کافی' ج ۶ ص ۳۲ پر صحیح حدیث میں ابوخدیجہ نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: وہ یا اس کے عیال میں سے کوئی عقیقہ میں سے نہیں کھائے گا۔ فرمایا: قابلہ کے لئے عقیقہ میں تیسرا حصہ ہے اور اگر قابلہ اس شخص کی ماں یا اس کے عیال میں سے ہے تو اس کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہے اور (جانور کے) اعضا کو لے کر پکائے اور تقسیم کر دے اور اہلِ ولایت کے علاوہ کسی اور کو نہ دے۔ اور فرمایا: عقیقہ ہر شخص کھائے سوائے ماں کے۔

۴ اس دلیل سے ہڈیاں توڑنے کا جواز نکلتا ہے اور یہ امام جعفرؑ کے اس قول کے منافی نہیں ہے جو 'کافی' میں کاہلی سے مروی ہے کہ فرمایا: قابلہ کو پاؤں ران کے ساتھ دو اور ہڈی مت توڑو۔ یہاں یہ کراہت پر محمول ہے یا یہ کہ جو کچھ قابلہ کو دیا جائے اس کی ہڈی نہ توڑی جائے۔

۵ کلینی نے ج ۶ ص ۳۹ پر صحیح حدیث میں اس کی روایت کی ہے اور اس پر علماء کا عمل رہا ہے (المرآۃ)

(۴۷۲۵) عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: جب تم عقیقہ کا جانور ذبح کرنے کا ارادہ کرو تو یہ کہو:
يَا قَوْمِ اِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً مُسْلِماً وَمَآاَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لَاشَرِيْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ [۱] مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ. (اے قوم جن چیزوں کو تم نے اللہ کا شریک بنایا ہے میں اس سے بری ہوں میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف موڑ لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا یکسوئی کے ساتھ مسلمان ہو کر اور شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اے اللہ یہ تیرے حکم سے تیرے لئے ہے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے اے اللہ تو اس کو قبول کر فلاں بن فلاں کی طرف سے) اور اس جگہ مولود کا نام لو پھر ذبح کرو۔

(۴۷۲۶) اور ایک دوسری حدیث میں [۲] حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آنجناب نے فرمایا: عقیقہ کے وقت یہ کہا جائے: اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ مَاوَهَبْتَ، وَاَنْتَ اَعْطَيْتَ، اَللّٰهُمَّ فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا عَلٰى سُنَّةِ نَبِيِّكَ (اے اللہ یہ تیری طرف سے ملی ہے اور جو کچھ تو نے عطا کیا ہے وہ تیرے سے ہے۔ اے اللہ تو اس کو قبول فرما ہماری طرف سے اپنے نبی کی سنت کے مطابق) اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہو اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہو اور ذبح کرو اور کہو لَكَ سَفَكْتُ الدِّمَاءَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اخْسَاْعَنَّا الشَّيْطٰنَ الرَّجِيْمِ (تیرے ہی لئے میں نے یہ خون بہایا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور حمد اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اے اللہ تو شیطان رجیم کو ہم لوگوں کی طرف سے مار بھگا)۔

اور ختنہ تو یہ مردوں کے لئے سنت اور عورتوں کے لئے خوبی اور بڑائی ہے [۳]

(۴۷۲۷) غیاث بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر عورت کا ختنہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن مرد کے لئے ضروری ہے۔

(۴۷۲۸) اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے حضرت ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط میں تحریر کیا کہ صالحین علیہما السلام [۴] سے روایت کی گئی ہے کہ (انہوں نے فرمایا:) ساتویں دن اپنی اولاد کا ختنہ کراؤ تاکہ وہ طاہر ہو جائیں اس لئے کہ زمین بغیر ختنہ والے کے پیشاب سے چیخ اٹھتی ہے مگر میں آپ پر قربان میرے شہر میں کوئی اس کا ماہر حجام نہیں اور لوگ ساتویں دن ختنہ نہیں کرتے۔ ہمارے یہاں یہودی حجام ہیں تو کیا یہودی کے لئے مسلمانوں کی اولاد کا ختنہ کرنا جائز ہے؟ آنجناب نے جواب میں تحریر فرمایا: ختنہ ساتویں دن کرو سنت کی مخالفت نہ کرو ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۴۷۲۹) مرازم بن حکیم ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کی کہ لڑکے کا جب ختنہ کیا جائے تو یہ کہا جائے:
اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ سُنَّتُكَ وَسُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَوٰاتُكَ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاتِّبَاعٌ مِنَّا لَكَ وَلِنَبِيِّكَ بِمَشِيَّتِكَ وَبِاِرَادَتِكَ وَقَضَائِكَ لِاَمْرٍ اَرَدْتَهُ وَقَضَاءٍ حَتَمْتَهُ وَاَمْرٍ اَنْفَذْتَهُ فَاَذَقْتَهُ حَرَّ الْحَدِيْدِ فِيْ خِتَانِهٖ وَحِجَامَتِهٖ لِاَمْرٍ اَنْتَ اَعْرَفُ بِهٖ مِنِّيْ، اَللّٰهُمَّ فَطَهِّرْهُ مِنَ الذُّنُوْبِ وَزِدْ فِيْ عُمْرِهٖ، وَادْفَعِ الْآفَاتَ عَنْ بَدَنِهٖ، وَالْاَوْجَاعَ عَنْ جِسْمِهٖ وَزِدْهُ مِنَ الْغِنٰى، وَادْفَعْ عَنْهُ الْفَقْرَ، فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَانَعْلَمُ، (اے اللہ یہ تیری سنت ہے اور تیرے نبی کی سنت ہے ان پر اور ان کی آل پر تیرا درود ہو اور ہماری طرف سے تیری اور تیرے نبی کی اتباع ہے تیری سنت، مشیت اور

---

[۱] 'کافی' میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْ ہے۔

[۲] اس حدیث کو کلینی نے ج ۶ ص ۳۹ پر مسند حدیث کے تحت محمد بن مارد سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

[۳] کلینی نے ج ۶ ص ۳۷ پر مرسل سند سے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: ختنہ مردوں میں سنت ہے اور عورتوں میں خوبی۔

[۴] 'کافی' ج ۶ ص ۳۵ پر تحریر ہے کہ صادقین علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے۔

تیرے ارادے کے مطابق اور جس امر کا تو نے ارادہ کیا ہے اس کے فیصلہ کے مطابق اور تیرے حتمی فیصلہ کے مطابق اور جو حکم تو نے نافذ کیا ہے اس کے مطابق میں اس کو لوہے کی گرمی کا مزا چکھا رہا ہوں اس کا ختنہ اور اس کی حجامت کر کے اور اس کا سبب تو مجھ سے بہتر جانتا ہے اے اللہ اس کو گناہوں سے پاک رکھ اس کی عمر میں زیادتی کر اس کے بدن کو تمام آفات سے اور اس کے جسم سے تمام دکھ درد کو دور رکھ۔ اس کے مال و دولت میں اضافہ کر اس سے فقر و تنگدسی کو دفع کر اس لئے کہ تو ہی جانتا ہے اور میں کچھ نہیں جانتا)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ شخص اپنے لڑکے کے ختنہ کے وقت یہ نہ کہہ پائے تو اس کو چاہیے کہ اس لڑکے کے احتلام ہونے سے پہلے یہ کہہ لے۔ اگر کہے گا تو وہ لڑکا لوہے کی گرمی یعنی قتل وغیرہ سے بچا رہے گا۔ اور مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور ممکن ہو تو پیدا ہوتے وقت فرات کے پانی سے اس کا تالو لگایا جائے۔ [1]

(۴۷۳۰) ہارون بن مسلم سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت صاحبِ دار (صاحب الامر) علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا سر مونڈا اور بال کو درہموں سے وزن کیا اور اس کو تصدق کر دیا۔ آنجناب ؑ نے فرمایا: اس کو سونے اور چاندی کے سوا کسی اور چیز سے وزن کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح سنت جاری ہوئی ہے۔

(۴۷۳۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مولود کے سر کو مونڈنے کا سبب کیا ہے؟ آنجناب ؑ نے فرمایا: تاکہ اس کو رحم کے بالوں سے پاک کر دیا جائے۔ [2]

(۴۷۳۲) اور علی بن جعفر نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے عرض کیا کہ ایک نوزائیدہ بچے کا ساتویں دن سر نہیں مونڈا گیا۔ آنجناب ؑ نے فرمایا: جب ساتواں دن گزر گیا تو اب اس کا سر مونڈنا ضروری نہیں ہے۔ [3]

(۴۷۳۳) اور سکونی کی روایت میں ان کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اے فاطمہ ؑ یہودیوں کے برخلاف حسن و حسین (علیہما السلام) کے دونوں کان چھید دو۔ [4]

باب: مومنین کے اطفال میں سے جو مرتا ہے اس کا حال

(۴۷۳۴) ابوزکریا نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا: جب اطفالِ مومنین میں سے کوئی طفل مرجاتا ہے تو آسمانوں اور زمین میں ایک منادی ندا دیتا ہے: آگاہ ہو فلاں ابن فلاں مر گیا۔ پس اگر اس کے والدین مر گئے ہیں یا اس کے والدین میں سے کوئی ایک مر گیا ہے یا اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک یا اس کے خاندان میں سے کوئی مرد مومن مرا ہوا ہے تو وہ طفل اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کو

---

[1] کلینی نے ج ۶ ص ۲۳ پر اپنی معروف اسناد سے سکونی سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے وہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان دے اور بائیں کان میں اقامت تو یہ اسے شیطان سے محفوظ کر دے گا۔ اور کلینی نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: فرات کے پانی سے نومولود کا تالو لگایا جائے اور اسکے کان میں اقامت کہی جائے۔ ایک دوسری روایت میں ہے 'فرات کے پانی سے اپنی اولاد کا تالو لگاؤ اور تربتِ حسین علیہ السلام سے اور اگر ممکن نہ ہو تو بارش کے پانی سے'۔

[2] مصنف نے 'علل الشرائع' کی صحیح حدیث میں اسے صفوان بن یحییٰ سے انہوں نے اس شخص سے جس نے اسے امامؑ سے روایت کیا ہے۔

[3] کلینی نے اسے صحیح حدیث میں روایت کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس طرح تحریص دلائی گئی ہو کہ یہ کام ساتویں دن ہی کیا جائے۔ (محمد تقی مجلسی)

[4] یاد رہے کہ مصنف علیہ الرحمہ نے عنوان میں نام اور کنیت کا ذکر کیا ہے لیکن اس سلسلے میں کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ اگر آپ ان احادیث سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو 'کافی' ج ۶ ص ۱۸ نیز کتاب الوسائل کے ابواب احکام الاولاد ۲۱ تا ۳۰ سے رجوع کریں۔

کھلائے پلائے ورنہ وہ طفل حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حوالے کر دیا جاتا ہے جب تک کہ اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک یا اس کے خاندان میں سے کوئی ایک نہ آجائے تو پھر وہ معظمہ علیہا السلام (طفل کو) اس کے حوالے کر دیتی ہیں۔

(۴۷۳۵) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب سے، انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ اطفالِ مومنین کا حضرت ابراہیم وحضرت سارا علیہما السلام کو کفیل بناتا ہے وہ دونوں موتیوں کے ایک قصر میں ان اطفال کو جنت کے ایسے درخت سے غذا دیتے ہیں جس کے ایسے پستان ہوتے ہیں جیسے گائے کے پستان ہوں اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ لوگ ان اطفال کو لباس پہنائیں گے، خوشبو لگائیں گے اور انہیں لا کر ان کے آباء کے حوالے کر دیں گے اور وہ جنت میں اپنے آباء کے ساتھ ملوک بن کر رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔ والذین آمنو ا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنابهم ذریتهم (سورۃ طور آیت ۲۱) (اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ان کی اولاد نے بھی ان کا اتباع میں ایمان قبول کیا تو ہم ان سے ان کی اولاد ملحق کر دیں گے)۔

(۴۷۳۶) اور ابوبکر حضرمی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنابهم ذریتهم (سورۃ طور آیت نمبر ۲۱) کے متعلق فرمایا: چونکہ اطفال اپنے آباء کی شفقتوں سے محروم رہے اس لئے ان اطفال کو ان کے آباء سے ملحق کر دیا جائے گا تا کہ ان کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(۴۷۳۷) اور جمیل بن درّاج نے اطفال انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عام لوگوں کے اطفال کی طرح نہیں ہیں۔

(۴۷۳۸) اور آنجنابؑ سے اس نے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا کہ اگر باقی رہتے تو کیا صدیق نبی ہوتے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ باقی رہتے تو اپنے پدر بزرگوار کی شریعت پر چلتے۔

(۴۷۳۹) اور عامر بن عبداللہ کی روایت میں ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر کھجور کا ایک درخت تھا جو اس پر سایہ کرتا جدھر جدھر بھی سورج گردش کرتا اور جب وہ درخت خشک ہو گیا تو ابراہیم کی قبر کا نشان بھی مٹ گیا کسی کو نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہے۔

(۴۷۴۰) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: جب ابراہیم (ابن رسول اللہؐ) کا انتقال ہوا تو وہ اٹھارہ (۱۸) مہینے کے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رضاعت جنت میں پوری کی۔

(۴۷۴۱) اور آنجناب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق: واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیا ناً و کفراً فاردنا ان یبدلھما ربھما خیراً منہ زکوۃ و اقرب رحماً (سورۃ کہف آیت ۸۱-۸۰) (اور وہ لڑکا تو اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے تو ہم کو اندیشہ ہوا ایسا نہ ہو یہ بڑا ہو کر دونوں کو گمراہی اور سرکشی میں مبتلا کر دے تو ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بہتر اولاد دے) آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکے کے بدلے لڑکی دے دی اور اس سے ستر (۷۰) انبیاء پیدا ہوئے۔

باب: کفّار ومشرکین کی اولاد میں سے جو مرجائے اس کا حال

(۴۷۴۲) وہب بن وہب نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مشرکین کی اولاد اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں ہوگی اور مومنین کی اولاد اپنے آباء کے ساتھ جنت میں ہوگی۔ [1]

[1] ابوالبختری وہب بن وہب ضعیف کذاب ہے۔ اور غیر مکلف (جس پر تکلیف شرعی لاگو نہیں ہوتی) کو سزا دینا عقلاً قبیح ہے۔

(۴۷۴۳) جعفر بن بشیر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مشرکین کے ان بچوں کے متعلق دریافت کیا جو معصیت یا طاعت کے ارتکاب سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ بھی کافر ہیں اور اللہ ہی جانتا ہے کہ (اگر زندہ رہتے تو) ان کا کردار کیا ہوتا (چنانچہ) وہ بھی اس جگہ جائیں گے جہاں ان کے آباء کی جگہ ہے۔

(۴۷۴۴) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان (اولاد مشرکین) کے لئے ایک آگ روشن کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا کہ اس میں کود پڑو۔ اگر اس میں کود پڑے تو وہ ان کے لئے سلامتی کے ساتھ سرد ہوجائے گی اور اگر انہوں نے اس میں کودنے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کہ یہ حکم میں نے تم کو دیا اور تم نے میری نافرمانی کی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کرنے کا حکم دے گا۔

(۴۷۴۵) اور حریزؔ کی روایت میں ہے جو انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ سات طرح کے افراد پر اپنی حجت تمام کرے گا۔ اطفال پر۔ وہ لوگ جو دو نبیوں کے درمیانی عرصہ میں مرے ہیں۔ بہت بوڑھے لوگ جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا مگر وہ سمجھ نہ سکے۔ اور ابلہ اور مجنون جو عقل نہیں رکھتا اور بہرا اور گونگا یہ سب اللہ سے بحث و حجت کریں گے (کہ ہم معذور تھے) آنجنابؑ نے فرمایا: اس پر اللہ تعالیٰ ایک نبی کو ان کے پاس بھیجے گا جو ان کے لئے آگ روشن کرے گا اور کہے گا کہ تمہارا رب تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اس آگ میں کود جاؤ اب جو اس میں کود جائے گا اس پر وہ آگ سرد ہوجائے گی اور جس نے انکار کیا اس کو کشاں کشاں کھینچتے ہوئے جہنم کی طرف لیجایا جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں متفق ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور مشرکین و کفار کے بچے اپنے آباء کے ساتھ جہنم میں ہوں گے مگر ان کو اس کی حرارت سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور ان پر رحمت اور مستحکم ہوجائے گی جب قیامت کے دن آگ روشن کرکے ان سے سلامتی کی ضمانت کے ساتھ ان کو حکم دیا جائے گا کہ اس آگ میں کود پڑو پس ان میں سے جو اس میں نہیں کودے گا اور اللہ کے وعدہ کو ایک بات میں سچ نہ سمجھے گا تو وہ اس کے مثل مشاہدہ کریں گے۔

باب: اولاد کی تادیب وآزمائش

(۴۷۴۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنے لڑکے کو چھوڑ دو کہ سات سال تک کھیلے کودے پھر سات سال تک اس کو ادب سکھایا جائے پھر سات سال اپنے ساتھ رکھا جائے پس اگر وہ کامیاب و بامراد ہو تو ٹھیک ورنہ ان لوگوں میں ہوگا کہ جن میں خیر و بھلائی نہیں۔ [۱]

(۴۷۴۷) اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری مدینہ کے اندر انصار کی گلیوں میں گشت لگاتے اور کہا کرتے: علیؑ بہترین بشر ہیں جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے۔ اے گروہِ انصار تم لوگ اپنی اولاد کو حضرت علیؑ کی محبت سکھاؤ جو اس سے انکار کرے تو اس کی ماں کے حال پر نظر ڈالو۔ [۲]

---

[۱] کلینی نے ج ۶ ص ۴۷ پر مرسل سند سے اسے بیان کیا ہے۔

[۲] یعنی اولاد میں جو اس (محبت) کا انکار کرے تو شاید یہ اس کی ماں (کے غلط فعل) کے سبب ہو۔ اور (جابر کے) اس کلام کو عامہ سے کثیر سلسلوں سے بیان کیا گیا ہے مسند احمد ابن حنبل میں 'فردوس الاخبار' میں اور 'مسند فخر خوارزم' وغیرہ میں۔ اور اپنے طریقوں سے حضرت عائشہ سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سات طریقوں سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: اے گروہِ انصار اپنی اولاد کو محبت علیؑ کا ادب سکھاؤ۔ میں کہتا ہوں: مصنف نے اسے 'علل الشرائع' میں بھی نقل کیا ہے۔

(۴۷۴۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنے دل میں ہم لوگوں کی محبت کی ٹھنڈک کو محسوس کرے تو وہ اپنی ماں کو بہت بہت دعا دے کہ اس نے اس کے باپ کی امانت میں خیانت نہیں کی ہے۔ ا

اور عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب کسی لڑکے کے نسب میں شک ہوتا تو اس کے سامنے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت پیش کی جاتی اگر وہ اس کو قبول کرتا تو جس کی طرف وہ منسوب ہے اس کے نسب سے اس کو ملحق کرتے اور اگر وہ انکار کرتا تو اس کی نفی کر دیتے۔

(۴۷۴۹) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: بچے کی سات برس پرورش کرو اور سات برس اس کو ادب سکھاؤ اور تیئیس (۲۳) سال تک اس کا قد بڑھتا ہے اور پینتیس (۳۵) سال تک اس میں عقل بڑھتی ہے اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ تجربہ کی بنا پر ہے۔

(۴۷۵۰) اور حماد بن عیسیٰ کی روایت میں ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا: بچہ ایک سال میں اپنی انگلی سے چار انگل بڑھتا ہے۔ ۲

(۴۷۵۱) اور صالح بن عقبہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام عبد الصالح علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے: بچپن میں لڑکے کی بدمزاجی مستحب ہے تاکہ وہ بڑا ہو کر حلیم اور بردبار بن جائے۔ ۳

(۴۷۵۲) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا: یہ کیا بات ہے، ہم لوگ جتنی اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں وہ بچے ہم لوگوں سے اتنی محبت نہیں کرتے۔ ۴ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ تم سے پیدا ہوئے ہیں تم ان سے پیدا نہیں ہوئے ہو۔ ۵

(۴۷۵۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یتیم کیوں کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس لئے کہ ان پر کسی کی اطاعت فرض نہ ہو۔ ۶

ا مصنف نے 'علل الشرائع' کی قوی حدیث میں اسے مفضل بن عمر سے روایت کیا ہے۔

۲ 'کافی' ج ۶ ص ۴۶ پر مسند حدیث میں حماد بن عیسی سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: بچہ ایک سال۔۔۔ تا آخر حدیث۔

۳ بچے کی بدمزاجی یعنی لاپروائی، کھیل کود کی رغبت، مکتب سے نفرت، غیر سنجیدہ مذاق کہ یہ مستحسن ضرورت ہے کیونکہ یہ صفات اس کے بڑے ہو جانے پر عقل اور زیرکی کی دلیل ہیں۔ اور کہا گیا: مستحب ہونے سے مراد یہ ہے کہ صغرسنی میں اس کے افعال کو مشکل امور پر محمول کیا جائے جو بڑا ہونے پر اس کی بردباری اور عقل مندی کا سبب بنیں۔ 'کافی' میں اس کے بعد اضافہ ہے: پھر فرمایا: اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہیئے۔

۴ یعنی ہم ان کے مرض ان کی موت اور ان کی مصیبتوں پر محزون و مضطرب ہوتے ہیں لیکن وہ ہمارے لئے اتنے محزون نہیں ہوتے۔

۵ مصنف نے 'علل الشرائع' میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں ہشام بن سالم سے اور انہوں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۶ مصنف نے 'علل الشرائع' میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

باب: کتاب الطلاق

واضح ہو کہ طلاق کی کئی قسمیں ہیں اور اس میں سے کوئی طلاق سوائے اس طہر کے جو جماع کے بغیر ہو اور جو شاہدین عادلین کے سامنے ہو، واقع نہ ہوگی۔ اور وہ شخص جس کا طلاق دینے کا ارادہ ہے اس پر جبر و اکراہ نہ کیا گیا ہو۔ ان قسموں میں سے طلاق سنت، طلاق عدت، طلاق غائب، طلاق غلام، طلاق معتوہ یعنی زائل العقل اور وہ طلاق جس میں عورت سے دخول نہیں ہوا ہے اور حاملہ کی طلاق اور اس عورت کو طلاق جس کو ابھی حیض نہیں آیا۔ اور اس عورت کی طلاق جس کو اب حیض آنا بند ہو گیا ہو اور طلاق اخرس یعنی گونگا اور طلاقِ سر ہ اسی میں سے تخییر و مبارات و نشوز و شقاق و خُلع و ایلا و ظہار و لعان و طلاق عبد (غلام) و طلاق مریض و طلاقِ مفقود و خلیہ و بریہ و بتہ و بائین و حرام ۱؎ و حکم عنین ہے۔

باب: طلاق سنت

ائمہ علیہم السلام سے مروی ہے کہ طلاقِ سنت یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اتنا توقف کرے کہ اس کو حیض آئے اور حیض سے پاک ہو جائے پھر جب اس کا اگلا حصہ دخول کے قابل ہو جائے اس کو دو عادل گواہوں کے سامنے مجلسِ واحد میں بہ لفظِ واحد طلاق دے۔ اور اگر طلاق کا گواہ ایک شخص ہو اور دوسرا شخص اس کے بعد گواہ بنے تو وہ طلاق جائز نہیں مگر یہ کہ وہ دونوں مجلس واحد میں گواہ ہوں۔ ۲؎

اور جب اس عورت کے تین طہر گزر جائیں تو پھر وہ اس مرد سے جدا ہو جائے گی۔ پھر جس طرح اور لوگ اس عورت کو نکاح کا پیغام دیں گے اس طرح یہ بھی دوبارہ اس کو نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اور عورت کو اختیار ہے چاہے دوبارہ اس سے نکاح کرے اور چاہے نہ کرے اور اگر اس سے دوبارہ نکاح کرے گا تو اس کو دوبارہ مہر بھی دے گا پس اگر طلاق کا ارادہ کرے تو اس کو طلاقِ سنت دے جس کی کیفیت میں نے بیان کی ہے اور جب طلاقِ سنت دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس کے بعد وہ دوبارہ اس سے نکاح کرے اور طلاقِ سنت کو طلاقِ ہدم بھی کہتے ہیں جب اس کی عدت پوری ہو جائے اور دوبارہ نکاح کرے تو طلاق اول ختم اور منہدم ہو جائے گی۔ ۳؎ اور ہر وہ طلاق جو مخالف سنت ہو باطل ہے اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق سنت دے تو جب تک اس عورت کا عدہ پورا نہ ہو اس اثنا میں اس کا حق ہے کہ رجوع کر سکتا ہے۔ مگر جب عدہ کی مدت ختم ہو جائے تو پھر وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور یہ بھی

۱؎ یعنی کہا جائے کہ تو مجھ پر حرام ہے۔

۲؎ کلینی نے ج۶ ص۷۱ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں بزنطی سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے بغیر جماع کے ایک طہر میں اپنی عورت کی طلاق دی اور اس دن ایک شخص اس بات کا گواہ تھا پھر پانچ دن گزر گئے پھر ایک دوسرا شخص گواہ بنا۔ فرمایا: ان کو حکم دیا گیا ہے کہ جمع ہو کر گواہ بنیں۔

۳؎ ظاہر ہے یہ ان تین طلاقوں کے حساب میں نہیں ہے۔ جس کے بعد مطلقہ حرام ہو جاتی ہے اور محلل کی محتاج ہوتی ہے۔ یہ ابن بکیر کا مذہب ہے جیسا کہ کہا۔ از روئے حکایت: اگر ایسا سو مرتبہ کرے تو اس سے پہلے والا منہدم ہو جائے گا اور عورت بلا محلل حلال رہے گی۔ ہاں اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کی طرف رجوع کیا جائے پھر تین بار طلاق دیدی جائے تو تین طلاق کے بعد بغیر محلل کے حلال نہ ہوگی۔ اور روایت میں جو امام باقرؑ سے بیان کیا گیا ہے مشہور کے خلاف ہے بلکہ اجماع ہے جہاں تین طلاق کے بعد جب عدہ ختم ہو جائے تو محلل کی ضرورت کا حکم دیتے ہیں۔ اور یہ روایت جو ابن بکیر نے نقل کی ہے شاذ ہے۔ اس کے شاذ ہونے کا حکم شہید نے 'مسالک' میں دیا ہے اور کہا ہے: یہ خبر حقیقت سے اعراض پر مبنی ہے۔ اور بظاہر مصنف نے ابن بکیر کا مذہب اختیار کیا ہے لیکن اس سے نقل نہیں کیا۔

نکاح کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا۔ اور طلاق میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے۔ ۱ اور جس نے طلاق سنت دی ہے اس پر عورت کا نفقہ اور سکونت کا انتظام واجب ہے جب تک وہ عدہ میں ہے اور عدہ کی مدت پوری ہونے تک وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ ۲

(۴۷۵۴) اور قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سوائے سنت کے کوئی طلاق نہیں ہے۔ ایک مرتبہ عبداللہ ابن عمر نے ایک مجلس میں تین طلاق دے دی اور اس وقت ان کی عورت حائضہ بھی تھی ۳ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طلاق کو مسترد کر دیا اور فرمایا: جو بات کتاب خدا کے خلاف ہو اس کو کتاب خدا کی طرف پلٹایا جائے۔ ۴

(۴۷۵۵) اور حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھ پر سَوت لاؤں (دوسری عورت سے نکاح کروں) یا تجھے چھوڑ کر میں دوسری عورت کے پاس شب بسر کروں تو تجھے طلاق ہے۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کتاب خدا کے سوا کوئی دوسری شرط کرے تو یہ شرط نہ اس کے خلاف جائز ہے اور نہ اس کے لئے جائز ہے۔ نیز آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا کہ جب تک میری ماں زندہ ہے میں جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے کوئی آزادی نہیں۔

(۴۷۵۶) اور نضر بن سوید کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جس نے اپنی عورت سے کہا: اگر میں تا ابد انگور کا عرق حرام یا حلال پیوں تو تجھے طلاق اور میرے غلام آزاد؟ آنجنابؑ نے فرمایا: حرام کے تو قریب نہ جائے خواہ حلف سے کہا ہو یا نہ کہا ہو لیکن طلا (عرق انگور) تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے وہ اس کو حرام کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **یاایھاالبنی لم تحرم مااحل اللہ لک** (سورۂ تحریم آیت ۱) (اے نبی تم کیوں اسے حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے) تو حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنے کے متعلق قسم جائز نہیں اور نہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کے متعلق۔

---

۱ کلینی نے ج ۷ ص ۳۹۱ پر موثق حدیث میں محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ کہا: فرمایا: چاند کے دیکھنے، اور طلاق (کے بارے) میں عورت کی شہادت جائز نہیں۔ (تا آخرِ حدیث)

۲ کیونکہ اس کی عورت بیوی کے حکم میں ہوگی چنانچہ مرد پر اس کا نفقہ اور سکونت فراہم کرنا واجب ہے اور دونوں کے درمیان (عدۃ کے دوران) میراث بھی ہے۔

۳ حیض کی حالت میں طلاق اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے کہ ارشاد ہے: فطلقو ھنّ لعد تھنّ (سورہ طلاق آیت ۱) جب عورتوں کی طلاق دو تو ان کے عدت کے (یعنی حیض سے پاک ہونے کے) وقت طلاق دو۔

۴ اس حدیث کا مضمون صحیحین میں متواتر ہے۔ مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب طلاق میں حدیث نمبر ۴ میں محمد (ابن اخی زہری) اور اس نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ کہا: ہمیں سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبداللہ ابن عمر نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور وہ اس وقت حائضہ تھی تو اس کا ذکر عمر نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غیظ میں آ گئے اور فرمایا: اس کو حکم دو کہ رجوع کرے یہاں تک کہ اس حیض کے علاوہ جس میں اس نے طلاق دی ہے مستقل دوسرا حیض نہ آ جائے۔ اب اگر طلاق دینا چاہے تو چھونے سے قبل اسے اس حالت میں طلاق دیدے کہ وہ حیض سے پاک ہو۔ یہی طلاق عدہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کے لئے حکم دیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱۳ ح ۱۱۶۳۔ ادارہ اسلامیات۔ لاہور، کراچی۔ پاکستان)

(۴۷۵۷) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے اُٹھ کر کہا کہ میں نے اپنی عورت کو بغیر گواہ کے عدہ کے لئے طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تیری طلاق کوئی طلاق نہیں اپنی زوجہ کے پاس واپس جا۔ ۱ اور جبر واکراہ کے ساتھ زبردستی طلاق واقع نہیں ہوتی ۲ اور نہ نشہ کے عالم میں اور نہ غصہ کی حالت میں، نہ قسم سے طلاق واقع ہوتی ہے۔ ۳

(۴۷۵۸) بکیر بن اعین نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ فرما رہے تھے: جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور اس پر دو عادل گواہ بھی بنا دے عورت کا عدہ شروع کرنے سے پہلے تو پھر اس کے بعد جب تک عورت کا عدہ پورا نہ ہو جائے اس کو طلاق دینا جائز نہیں یا یہ کہ وہ اس کی طرف رجوع کرے۔

(۴۷۵۹) اور امیر المومنین علیہ السلام ۴ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا: امیر المومنین میں نے اپنی عورت کو طلاق دیدی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تیرے پاس اس کے گواہ ہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر دور ہو جا۔

(۴۷۶۰) اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: ۵ اگر میں لوگوں کا والی بنتا تو انہیں طلاق کی تعلیم دیتا اور یہ کہ انہیں طلاق دینا کس طرح سزاوار ہے۔ پھر فرمایا: اگر کوئی شخص پکڑا جاتا کہ اس نے سنت کے خلاف کیا ہے تو میں اس کی پشت پر زدوکوب (مار پیٹ) کرتا۔ اور جو شخص سنت کے علاوہ کسی اور طریقے سے طلاق دے اس کو کتابِ خدا کی طرف پلٹایا جائے اگرچہ اس کی ناک کیوں نہ رگڑی جائے۔

(۴۷۶۱) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے طلاق یافتہ عورت کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں اپنے عدہ کی مدت بسر کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا کہ گھر میں رہے باہر نہ نکلے اور اگر وہ زیارت کا ارادہ کرلے تو نصف شب سے پہلے نکلے اور نصف شب کے بعد واپس آجائے، دن میں نہ نکلے اور جب تک اس کا عدہ پورا نہ ہو جائے اس کو حج کرنا جائز نہیں۔

---

۱ یہ دلیل ہے کہ طلاق میں شرط ہے کہ دو عادل گواہ موجود ہوں اور وہ سنیں۔ اور 'کافی' میں حدیث اس طرح ہے: محمد بن مسلم نے بیان کیا کہ کوفہ میں ایک شخص امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا اور کہا: میں نے اپنی عورت کو اس کے حیض سے پاک ہونے کے بعد طلاق دیدی اُس سے قبل کہ اس سے مجامعت کروں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: کیا دو عادل افراد اس کی گواہی دیں گے جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: واپس جا تیری طلاق کوئی چیز نہیں ہے۔

۲ کلینی نے ج ۶ ص ۱۲۷ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں زرارہ سے اور انہوں نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے زبردستی کی طلاق اور آزادی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: نہ ایسی طلاق طلاق ہوتی ہے اور نہ آزادی آزادی ہوتی ہے۔

۳ کلینی نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں حلبی سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے نشہ کی حالت میں طلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: جائز نہیں ہے نہ اس میں کوئی کرامت ہے۔ اور قوی حدیث میں ابوصباح کنانی نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: نشے کی طلاق کوئی چیز نہیں ہے۔ اور یحییٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفرؑ کو فرماتے ہوئے سنا: کراہت (یا نفرت) سے دی جانے والی طلاق جائز نہیں ہے اور نہ کراہت (یا نفرت) سے آزادی دینا جائز ہے اور نہ قطع رحم میں قسم کھانا جائز ہے اور نہ اللہ کی نافرمانی میں (قسم کھانا) کوئی شے ہے، پس جو کوئی حلف اٹھائے یا اس طرح کی چیزوں میں قسم کھا کر کوئی فعل انجام دے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ نیز فرمایا: اور طلاق نہیں ہے مگر جو طلاق دینا چاہے بغیر کراہت اور بغیر نقصان پہنچائے عدہ اور سنت پر طہر میں بغیر جماع کے مگر دو گواہوں کی موجودگی میں۔ پس جو اس کے خلاف کرے تو اس کی طلاق نہیں ہوگی اور نہ اس کی قسم (قابلِ اعتبار) ہوگی۔ اسے کتاب اللہ عزوجل کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔ (ج ۶ ص ۱۲۷)

۴ کلینی نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسی روایت کے ذیل میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے۔

۵ کلینی نے ج ۶ ص ۵۷ پر موثق سند سے ابوبصیر سے اور انہوں نے امامؑ سے روایت کی ہے۔

(۴۷۶۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا: اتقوا اللّٰہ ربکم لا تخرجو ھن من بیوتھن و لا یخرجن الا ان یاتین بفاحشہ مبیّنۃ (سورہ طلاق آیت نمبر۱) (اپنے پروردگار سے ڈرو اور عدہ کے اندر انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ بھی گھر سے نہ نکلیں مگر جب وہ صریحاً بے حیائی کا کام کریں) آنجنابؑ نے فرمایا: لیکن یہ کہ وہ زنا کریں تو انہیں نکالو اور ان پر حد زنا جاری کرو۔[۱]

(۴۷۶۳) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور وہ اس کو عدت تک کے لئے نفقہ بھی نہیں دیتا وہ عورت محتاج ہے کیا اس کے لئے یہ جائز ہے وہ اپنے گھر سے نکلے اور کام کاج کے لئے دوسری جگہ شب باش ہو۔ تو جواب آیا کہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کے بیان کی صحت کا علم ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب: طلاق عدہ (تین طلاق)

طلاق عدہ (تین طلاق) یہ ہے کہ جب آدمی ارادہ کرے کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے تو وہ اس کو اس طہر کے زمانے میں طلاق دے جس میں اس نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اور دو عادل گواہوں کے سامنے دے پھر اس دن یا اس کے بعد اس کے حائض ہونے سے پہلے اس سے رجوع کرے اور اپنے رجوع ہونے پر کسی کو گواہ بنائے اس کے حائض ہونے تک اور جب وہ حیض سے نکلے تو اس کو دوسری طلاق دے بغیر اس سے مجامعت کیے ہوئے اور اس پر گواہ بنائے پھر اس کے حیض آنے سے پہلے جب چاہے اس سے رجوع کرنے پر گواہ بنائے اور اس سے مجامعت کرے اور اس کے ساتھ رہے دوسرا حیض آنے تک اور جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو اسے تیسری طلاق دے اس کے طہر کی حالت میں بغیر جماع کیے ہوئے اور اس پر گواہ بنائے۔ جب ایسا کرے گا تو وہ عورت اس سے جدا ہوجائے گی۔ اور اس کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے مرد سے وہ عورت نکاح نہ کرے[۲] اور اس کی ادنیٰ مراجعت یہ ہے کہ وہ اسکے بوسے لے یا طلاق سے انکار کرے تو یہ انکار ہی اس کا رجوع کرنا ہے اور بغیر گواہ کے رجوع جائز ہے جس طرح بغیر گواہ کے نکاح جائز ہے۔ مگر بغیر گواہ کے رجوع مکروہ ہے حدود شرعی سے بچنے اور میراث پانے اور حاکم وقت کی وجہ سے۔ اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق عدہ تین مرتبہ ایک کے بعد ایک جیسا کہ میں نے کہا ہے دے اور وہ عورت ایک دوسرے مرد سے نکاح کرے اور دوسرے مرد نے بغیر دخول کیے اس کو طلاق دے دی یا قبل دخول مر گیا تو وہ عورت اس کا عدہ رکھے اور اس کے پہلے شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے نکاح کرے جب تک کہ دوسرا مرد اس سے نکاح کرکے اس سے دخول نہ کرے اور اس سے لطف اندوز نہ ہو پھر اس کو طلاق دیدے یا وہ مر جائے اور وہ عورت اس کا عدہ رکھ لے تو اس وقت اس کا پہلا شوہر چاہے تو اس سے نکاح کرسکتا ہے اور اگر کوئی شخص اس عورت سے متعہ (غیر دائمی نکاح) کرے اور متعہ کی مدت ختم ہوجائے یا وہ مر جائے تو اس کے پہلے شوہر کا اس سے نکاح حلال نہیں ہے جب تک کہ کوئی دوسرا شخص اس سے دائمی نکاح کرکے دخول نہ کرلے اور وہ اسی طرح نکاحِ دائمی میں داخل ہو جس طرح نکاح دائمی سے نکلی تھی پھر وہ مرد اس کو طلاق دے یا وہ مر جائے اور یہ عورت اس کا عدہ رکھ لے اس کے بعد اگر اس کا پہلا شوہر چاہے کہ اس سے نکاح کرے تو کرلے۔ اور اگر کوئی غلام اس سے نکاح کرے تو اس کا شوہروں میں سے شمار ہوگا۔[۳] اور جو شخص اپنی عورت کو طلاق عدہ (تین طلاق) دے

---

[۱] یعنی نہ نکالا جائے مگر صرف حد جاری کرنے کے لئے۔ اس کے بعد اپنے شوہر کے گھر واپس کردی جائے گی۔

[۲] بظاہر مولف پہلی مرتبہ کے رجوع کرنے میں ہم بستری پر اعتبار نہیں کرتے اور یہ مشہور کے خلاف ہے اور انہوں نے طلاق ثانی میں اس کے ذکر پر اکتفا کی ہے اور ان کا کلام زرارہ کی روایت سے اخذ کیا گیا ہے جو انہوں نے امام باقرؑ سے 'کافی' میں کی ہے، اور اس میں ہے: اس سے رجوع اس دن سے ہوگا جس دن وہ پسند کرے یا اس کے بعد اس سے پہلے کہ اس کا حیض جاری ہوجائے اور اس کی رجوع کی شہادت موجود ہو اور اس سے ہم بستری کرے اور اس کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کا حیض جاری ہوجائے پس جب وہ حائض ہو اور اس سے فارغ ہوجائے تو اسے دوسری بار طلاق دیدے، بغیر جماع کیے ہوئے۔ اور اس پر شہادت موجود ہو پھر اس سے رجوع کرلے۔ تا آخر کلام۔ اس طرح جب طلاق عدۃ کی ترتیب ہو اور یہ نو تک پہنچ جائے تو وہ پھر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے گی طلاق سنت کے خلاف جہاں وہ ہمیشہ کے لئے حرام نہیں ہوتی۔

[۳] کلینی نے ج۵ ص۴۲۵ پر ضعیف حدیث میں اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک مرد کے بارے میں دریافت کیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ اب وہ اس سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا جب تک وہ عورت کسی اور سے نکاح نہ کرلے تو اس نے ایک غلام سے شادی کرلی پھر اس نے اسے طلاق دیدی تو کیا اس سے طلاق منہدم ہوگئی؟ فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ کے قول کے بموجب 'حتی تنکح زوجاً' (سورہ بقرہ آیت ۲۳۰) (جب تک وہ کسی اور مرد سے شادی نہ کرے) اور فرمایا: وہ (غلام بھی) شوہروں میں سے ایک ہے۔ اس کی روایت کی ہے محمد بن عیسیٰ نے اپنے نوادر میں احمد بن محمد سے اور وہ بزنطی ہے۔

دے پھر وہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لے اور وہ اس کو طلاق دیدے اس کے بعد اس کا پہلا شوہر اس سے نکاح کرے اور پھر اس کو طلاق عدہ (تین طلاق) دیدے اور وہ عورت کسی مرد سے نکاح کرے اور اس کو طلاق دیدے اور وہی پہلا شوہر اس سے پھر نکاح کرے اور پھر اس کو طلاق عدہ (تین طلاق) دیدے تو اب یہ عورت اس پہلے مرد سے جدا ہو جائے گی اور ان نو طلاقوں کے بعد تا ابد وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی۔

(۴۷٦۴) مفضل بن صالح نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا کہ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱) (اور ان کو ضرر پہنچانے کے لئے نہ روکے رکھو۔) آنجنابؑ نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور عورت کے عدہ کی مدت تقریباً ختم ہونے والی تھی کہ اس نے رجوع کر لیا اور پھر طلاق دیدی۔ اس طرح اس نے تین مرتبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع فرمایا ہے۔

(۴۷٦۵) بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے، انہوں نے حسن بن زیاد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے پھر اس کی طرف رجوع کرے اور اسکو اس کی کوئی ضرورت نہ ہو محض ضرر پہنچانا مقصود ہو اور پھر اس کو طلاق دے تو یہی وہ ضرار ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا مگر یہ کہ طلاق دے اور پھر اگر اس کی طرف رجوع کرے تو اس کو رکھنے کی نیت سے۔

(۴۷٦٦) قاسم بن ربیع صحاف نے روایت کی ہے محمد بن سنان سے کہ حضرت امام ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے چند مسائل دریافت کرنے کے لئے خط لکھا گیا اس کے جواب میں آنجنابؑ نے تحریر فرمایا: تین طلاق کا سبب یہ ہے کہ ایک طلاق سے تین طلاق تک مہلت ہے کہ شاید مرد کو اس عورت سے رغبت پیدا ہو جائے یا مرد کو اگر غصہ ہے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے اور یہ کہ عورتوں کے لئے ایک طرح کی تادیب و تخویف اور ڈانٹ ڈپٹ ہے تاکہ وہ اپنے شوہروں کی نافرمانی سے باز رہیں ورنہ وہ اگر پھر ایسا کریں گی تو مرد سے جدائی کی مستحق قرار پائیں گی۔ لہٰذا ان کو اپنے شوہر کی نافرمانی مناسب نہیں ہے اور نو (۹) طلاقوں کے بعد عورت کا حرام ہونا اس کے لئے کبھی حلال نہ ہونے کا سبب ہے کہ مرد نہ طلاق کو خفیف بات سمجھے نہ عورت کو معمولی سمجھے اور اس لئے تاکہ وہ اپنے امور کو چشم بیدار اور سبق آموز نگاہ سے دیکھے اور سمجھے کہ نو (۹) طلاقوں کے بعد دونوں ایک دوسرے سے ملنے سے مایوس ہو جائیں گے۔

(۴۷٦۷) علی بن حسن بن علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ وہ سبب کیا ہے جس کی بنا پر تین طلاق دی ہوئی عورت اپنے شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ طلاق کی اجازت دی ہے چنانچہ فرماتا ہے: الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) [طلاق (رجعی) دو ہی مرتبہ ہے۔ اس کے بعد یا تو شریعت کے مطابق روک لینا چاہیے یا حسن سلوک سے تیسری مرتبہ بالکل رخصت] یعنی تیسری طلاق اس لئے کہ وہ اس حد میں داخل ہو گیا ہے جسے اللہ پسند نہیں کرتا تو تیسری طلاق کے بعد عورت کو اس پر حرام کر دیا جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شوہر کے نکاح میں نہ جائے تاکہ لوگ طلاق کو ہلکی اور خفیف بات نہ سمجھیں اور اس طرح عورتوں کو ضرر نہ پہنچائیں اور تین طلاق یافتہ عورت اپنے تیسرے حیض کا پہلا قطرہ دیکھے گی تو اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی اور وہ اس وقت تک اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔

(۴۷٦۸) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت جو تین طلاق پا جائے اس کا نفقہ اس کے شوہر پر کچھ نہیں اور نہ اس کی سکونت کی ذمہ داری ہے، یہ تو اس کے لئے ہے جس کی طرف سے اس کے شوہر کو رجعت کا حق ہو۔

باب: طلاق غائب

(۴۷۶۹) حسن بن محبوب نے ابی حمزہ ثمالی سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی سے کہا کہ اے فلاں تم میری عورت کو طلاق لکھ دو یا میرے غلام کو لکھ دو کہ آزاد ہے تو کیا اس کے لکھنے سے اس عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ یا وہ غلام آزاد ہو جائے گا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: طلاق یا آزادی اس وقت تک نہیں ہوگی جب تک کہ وہ طلاق یا آزادی کے ارادے سے اپنی زبان سے نہ کہے یا اپنے ہاتھ سے نہ لکھے اور اس وقت جب مہینوں اور گواہوں کے ساتھ ہو اور وہ شخص اپنی گھر والی سے غائب ہو۔

اور جب شخص غائب کا اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ ہو تو اس کی غائب رہنے کی حد اپنی گھر والی سے کہ اس کو جب چاہے طلاق دیدے پانچ یا چھ مہینے کی ہو اور اوسطاً تین ماہ یا کم از کم ایک ماہ ہو۔ ۱

(۴۷۷۰) چنانچہ صفوان بن یحییٰ نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا: جو غائب طلاق دیتا ہے اس کی کم سے کم غیبت کی حد کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تین مہینے۔

(۴۷۷۱) اور محمد بن ابی حمزہ نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: شخصِ غائب جب اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو وہ اپنی عورت کو ایک ماہ پہلے چھوڑ دے۔

باب: نابالغ لڑکے کی طلاق

(۴۷۷۲) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے لڑکے کی طلاق کے متعلق دریافت کیا جس کو ابھی احتلام نہیں ہوا اور مہر کی رقم موجود ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر طلاق سنت دیتا ہے اور مہر کی رقم اور اس کا حق عورت کو پہنچا دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ جائز ہے۔

باب: معتوہ (ناقص العقل) کی طلاق

(۴۷۷۳) عبدالکریم بن عمرو نے حلبی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے معتوہ (زائل العقل) کی طلاق کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔اور عورت کے متعلق جب کہ وہ ایسی ہو (یعنی معتوہ) تو اس کو فروخت کرنا اور اس کا مہر دینا جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں۔

(۴۷۷۴) حماد بن عیسیٰ نے شعیب سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے معتوہ کی طلاق کے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ جائز ہے تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: احمق و زائل العقل۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی طرف سے اس کا ولی طلاق دے تو جائز ہے اور اگر وہ خود طلاق دے تو نہیں اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے:

(۴۷۷۵) جس کی روایت کی ہے صفوان بن یحییٰ نے ابی خالد قمّاط سے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: ایک شخص ہے جو ایک مرتبہ سمجھ کی بات کرتا ہے اور دوسری مرتبہ سمجھ کر بات نہیں کرتا۔ کیا یہ جائز ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دیدے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو کیا ہو گیا ہے وہ طلاق کیوں نہیں دیتا؟ میں نے عرض کیا: وہ نہیں جانتا کہ طلاق کیا ہے اور اس پر بھروسہ بھی نہیں کہ آج طلاق دے تو دوسرے دن کہے کہ میں نے تو

۱ بظاہر مصنف رحمہ اللہ نے روایتوں کے اجماع سے یہ نتیجہ نکالا ہو کہ ایک مہینہ کافی ہے اور زیادہ کو استحباب پر محمول کیا ہو، اور ممکن ہے کہ اختلاف سے مراد عورتوں کی عادتیں ہوں جیسا کہ بتایا گیا ہے۔

طلاق نہیں دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: میری نظر میں تو وہ یعنی اس کا ولی بمنزلہ امام کے ہے۔

باب: اس عورت کی طلاق جس سے ابھی دخول نہیں کیا گیا ہے اور اس عورت کے لئے حکم جس کا شوہر قبلِ دخول یا بعدِ دخول مر گیا

(۴۷۷۶) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی عورت کو دخول سے پہلے طلاق دیدے تو عورت کے لئے نصف مہر ہے اور اگر مہر کی رقم متعین نہیں ہے تو مالدار اپنی حیثیت کے مطابق اور غریب اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو کچھ دیدے۔ اور اس کے لئے عدہ نہیں وہ اسی وقت جس سے چاہے نکاح کر لے۔

(۴۷۷۷) اور عمرو بن شمر نے جابر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قول خدا کے متعلق دریافت کیا: ثم طلقتمو هن من قبل ان تمسو هن فمالكم عليهن من عدة تعتدونها فمتعو هن وسر حوهن سراحاً جميلاً (سورہ احزاب آیت نمبر ۴۹) [اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تم کو ان پر کوئی حق نہیں کہ ان سے عدہ پورا کراؤ ان کو کچھ (کپڑے روپئے) دے کر بعنوانِ شائستہ رخصت کر دو]۔ آنجنابؑ نے فرمایا: متعوهن یعنی عنوان شائستہ کے ساتھ جس قدر تم ان کو دے سکتے ہو دیدو اور اس لئے کہ وہ دکھ، پریشانی و رنج کے ساتھ جارہی ہیں اور اپنی دشمنوں کے طعن برداشت کریں گی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ خود حیا کرتا ہے اور اہل حیا کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو تم میں سے اپنی عورتوں کا شدید احترام کرے۔

(۴۷۷۸) اور بزنطی کی روایت میں ہے کہ مطلقہ عورت کو فائدہ پہنچانا فریضہ ہے۔ ۱

(۴۷۷۹) اور روایت کی ہے کہ دولتمند شخص اس کو گھر اور خادم دے کر فائدہ پہنچائے گا۔ متوسط الحال لباس سے اور فقیر درہم یا انگوٹھی سے فائدہ پہنچائے گا۔ ۲

(۴۷۸۰) اور روایت کی گئی ہے کہ کم سے کم ایک اوڑھنی یا اس کے مشابہ۔ ۳

(۴۷۸۱) اور حلبی اور ابو بصیر اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول خدا کے متعلق دریافت کیا: وان طلقتمو هن من قبل ان تمسو هن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فر ضتم الا ان يعفون اويعفوا الذى بيده عقدة النكاح (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۷) [اگر تم ان عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دو اور ان کے لئے مہر مقرر کر دیا ہے تو اس مہر کا نصف انہیں دو مگر یہ کہ وہ عورتیں تم کو معاف کر دیں یا وہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں اختیار ہے]۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے مراد باپ یا بھائی یا وہ شخص ہے جس کے لئے وصیت ہوا اور وہ شخص جو عورت کے مالی امور کا نگراں ہے اس کے لئے خرید و فروخت کرتا ہے اور تجارت کرتا ہے اگر اس نے معاف کر دیا تو جائز ہے۔

(۴۷۸۲) اور دوسری حدیث میں ہے کہ کچھ لے اور کچھ چھوڑ دے، اس کو حق نہیں کہ سب کچھ چھوڑ دے۔ ۴

---

۱ 'کافی' ج ۶ ص ۱۰۵ پر قمی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے بزنطی سے بیان کیا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے ذکر کیا ہے کہ مطلقہ کو فائدہ پہنچانا فرض ہے۔ اور وہ جیسا کہ تم دیکھتے ہو موقوف ہے۔ اور جان لو کہ فائدہ اس مطلقہ کو پہنچانا ہے۔ جس سے ابھی دخول نہیں ہوا اور جس پر آیت اور احادیث کی رُو سے مہر واجب نہیں ہوا۔ تو جو اس کے لئے فرض ہے وہ طے شدہ کا نصف ہے۔ اور اگر اس فرض کو ادا کر سکے تو اپنی آسانی کے بقدر اس کو فائدہ پہنچاتے ہوئے طلاق دیدے۔

۲ 'فقہ الرضا علیہ السلام' میں اس کی روایت کی گئی ہے۔

۳ کلینی نے ضعیف علی المشہور حدیث میں ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوجعفر (امام باقر) علیہ السلام سے عرض کی: ہمیں قول اللہ عزوجل 'وللمطلقات متاع بالمعروف حقاً على المتقين' (سورہ بقرہ آیت ۲۴۱) (اور جنہیں طلاق دی گئی ہے انہیں نیکی کے ساتھ نفع پہنچانا پرہیزگاروں کے ذمہ ایک حق ہے) کے بارے میں بتلایئے۔ کہ وہ کون سی چھوٹی سے چھوٹی چیز ہے جو ایک عاجز دے سکے؟ فرمایا: اوڑھنی یا اس کے مشابہ۔

۴ اسے شیخ نے صحیح حدیث میں رفاعہ سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے روایت کیا ہے۔

(۴۷۸۳) اور عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ عورت کا شوہر اس سے دخول کیے بغیر مر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے لئے میراث اور پورا عدہ ہے اور اگر اس کا مہر مقرر ہے تو اس کا نصف ہے اور اگر مہر مقرر نہیں ہے تو پھر مہر میں سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ ۱

جس وقت عورت کا شوہر مر گیا اس کے لئے نہ مکان مسکونہ ہے اور نہ نان ونفقہ ہے۔ ۲

(۴۷۸۴) اور شہاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے عورت سے ایک ہزار درہم مہر پر نکاح کیا اور مہر کی رقم اس کو ادا کر دی مگر اس نے یہ رقم اپنے شوہر کو دے دی اور یہ کہا کہ میں تو بس تم کو چاہتی ہوں۔ مگر اس شخص نے دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی۔ آپ نے فرمایا: وہ پانچ سو درہم عورت کو واپس کر دے۔

(۴۷۸۵) اور علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: عورتوں کو کچھ دینا واجب ہے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ طلاق سے پہلے تم ان کو کچھ ضرور دے دو۔

(۴۷۸۶) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فیصلہ فرمایا ۳ کہ جس کا شوہر اس کو بغیر ہاتھ لگائے مر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ جب تک اپنے شوہر کا عدہ وفات چار ماہ دس دن نہ رکھ لے کسی سے نکاح نہ کرے۔

اور مطلقہ اس دن سے عدہ رکھے گی جس دن اس کے شوہر نے اس کو طلاق دی ہے۔ اور وہ عورت جس کا شوہر مر جائے وہ اس دن سے رکھے گی جس دن عورت کو مرد کے مرنے کی خبر ملے کیونکہ یہ ترک زینت کرے گی اور مطلقہ ترک زینت نہیں کرے گی۔ ۴

(۴۷۸۷) اور محمد بن حسن صفار نے حضرت امام ابی محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک عورت کا شوہر مر گیا اور وہ اس کے عدہ میں ہے اور وہ محتاج ہے، کسی ایسے کو نہیں پاتی جو اس کو خرچ دے اور وہ لوگوں کا کام کاج کرتی ہے۔ کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نکلے اور لوگوں کا کام کرے اور کام کاج کے لئے زمانہ عدہ میں اپنے گھر کو چھوڑ کر کہیں اور شب بسر کرے؟ تو جواب میں تحریر آئی: اس میں ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں ہے۔

(۴۷۸۸) اور عمار ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کا شوہر مر جاتا ہے کیا اسکے لئے یہ حلال ہے کہ اپنے عدہ میں گھر سے نکلے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اور خضاب لگائے، تیل لگائے اور سرمہ لگائے اور کنگھی کرے اور کپڑے رنگے اور رنگا ہوا کپڑا پہنے۔ (لیکن) کسی (ہونے والے) شوہر کی زینت کے لئے نہیں۔

(۴۷۸۹) اور دوسری روایت میں ہے کہ جس عورت کا شوہر مر گیا اس کے عدہ میں اس کے لئے کوئی حرج نہیں اگر وہ حج کرے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جائے۔ ۵

---

۱ کلینی نے ج ۶ ص ۱۲۰ پر موثق حدیث میں اس کی روایت کی ہے۔

۲ اس پر نص کی دلیل کے لئے 'کافی' ج ۶ ص ۱۱۵، ۱۱۶ سے رجوع کیا جائے۔ اس پر فتویٰ ہے اور اگر وہ حاملہ ہو تو اس کو اس کے بچہ کے مال سے نفقہ دیا جائے گا۔

۳ کلینی نے ج ۶ ص ۱۱۹ پر موثق سند سے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۴ کلینی اور شیخ نے صحیح حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ میں سے کسی ایک بزرگوار سے اس شخص کے بارے میں روایت کی ہے جو غائب ہو کر مر جاتا ہے اور اس کے زیر تسلط ایک عورت ہے۔ فرمایا: وہ اس تاریخ سے عدہ رکھے جس تاریخ سے اسے اس کی وفات کا علم ہوا۔ اور صحیح کی مانند حسن حدیث میں زرارہ، محمد بن مسلم اور برید عجلی نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ غائب جو مر جائے اس کی زوجہ کے لئے فرمایا: وہ اس روز سے عدہ رکھے گی جس روز اسے اس کے مرنے کی خبر ملی۔ کیونکہ بے شک یہ اس کے غم کا باعث ہے۔ میں کہتا ہوں: عورت پر اپنے شوہر کی سوگواری یہ ہے کہ اس پر حزن طاری ہو اور وہ لباسِ حُزن پہنے۔

۵ کلینی نے ج ۶ ص ۱۱۶ پر موثق حدیث میں عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

باب: حاملہ کی طلاق

(۴۷۹۰) زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حاملہ عورت کی طلاق ایک ہے۔ جب اس کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جن دیا تو پھر وہ شوہر سے جدا ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: و اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (سورہ طلاق آیت نمبر ۴) بس اگر مرد نے اس کو طلاق دی اور اسی دن اس کے بچہ پیدا ہوگیا یا دوسرے دن تو اس کے عدہ کی مدت پوری ہوگئی۔ اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی مرد سے نکاح کرے لیکن اس کا شوہر اس سے دخول نہ کرے جب تک وہ طاہر نہ ہو جائے۔

اور حاملہ مطلقہ دونوں مدتوں سے سب سے قریبی مدت کے لئے عدہ رکھے گی مگر وضع حمل سے قبل تین مہینے ہوگئے تو اس کا عدہ پورا ہوگیا وہ کسی سے نکاح نہیں کرے گی جب تک وضع حمل نہ ہو جائے اور اگر تین مہینہ پورا ہونے سے قبل ہی بچہ پیدا ہوگیا تو اس کا عدہ کی مدت پوری ہو جائے گی۔

اور وہ حاملہ جس کا شوہر مر جائے وہ دونوں مدتوں میں جو سب سے دور ہے اس میں عدہ رکھے گی یعنی اگر چار ماہ دس روز پورے ہونے سے پہلے اس کے وضع حمل ہوگا تو وہ اپنا عدہ نہیں ختم کرے گی۔ جب تک کہ چار ماہ دس دن پورے نہ ہو جائیں اور اگر چار ماہ دس دن پورے ہوگئے اور ابھی وضع حمل نہیں ہوا تو وہ حمل تک اپنا عدہ ختم نہیں کرے گی۔

(۴۷۹۱) علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حاملہ عورت جسے طلاق ہوگئی ہو اسے وضع حمل تک خرچ دیا جائے گا اور اس کو دودھ پلانے کا زیادہ حق ہے کسی دوسری کے مقابلہ میں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لاتضار والدۃ بولدھا ولا مولود لہ بولدہ وعلی الوارث مثل ذلک (سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳) (نہ ماں کا اس بچہ کی وجہ سے نقصان گوارہ اور نہ اس کی ماں کو۔ اور نہ باپ کا اگر باپ نہ ہو تو اسی طرح اس کے وارث کا بھی) رضایت کے سلسلے میں نہ بچے کو ضرر پہنچایا جائے اور نہ اس کی ماں کو۔ اور اس کو حق نہیں کہ بچے کے دودھ پلانے میں دو سال سے اوپر کے لئے کچھ لے اور جب دودھ چھڑانے کا ارادہ کرے تو اگر دونوں کی رضامندی سے ہو تو بہتر ہے اور فصال ہی فطام ہے یعنی دودھ چھڑانا ہی بچے کا جدا کرنا ہے۔

(۴۷۹۲) محمد بن فضیل نے ابوالصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسی حاملہ عورت کے متعلق جس کا شوہر مر گیا تو جو بچہ اس کے پیٹ میں ہے اس کے حصہ کے مال میں سے اس (بیوہ) کو خرچ دیا جائے گا۔

(۴۷۹۳) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حاملہ بیوہ کو شوہر کے تمام مال میں سے خرچ دیا جائے گا جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہولے۔

اور ہم جس پر فتویٰ دیتے ہیں وہ کنانی کی روایت ہے (جو اوپر بیان ہوئی)۔ از مصنف علیہ الرحمہ۔

(۴۷۹۴) اور محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جو حاملہ تھی اس کا شوہر مر گیا اور چار ماہ دس دن (عدت کی مدت) ختم ہونے سے پہلے اس کے وہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا کہ وہ مرد اس کو چھوڑ دے گا اور اس وقت تک اس سے نکاح کا پیغام نہ دے گا جب تک دو مدتوں سے آخری مدت ختم نہ ہو جائے اس کے بعد اس عورت کے اولیاء اگر اس سے چاہیں تو نکاح کر دیں اور چاہیں تو روک لیں (نکاح نہ کریں) اور جب روک لیں تو اس کا مال اس کو واپس کر دیں۔

(۴۷۹۵) اور عبدالرحمٰن بن حجاج نے حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسی عورت کے متعلق جو حاملہ تھی اور اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی۔ وہ بچہ جنتی ہے اسقاط سے خواہ بچہ پورا ہے یا پورا نہیں ہے یا صرف مضغہ (لوتھڑا) ہے کیا اس کی وجہ سے اس کا عدہ پورا ہوگیا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جو

کچھ بھی جنے اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس کے حمل تھا بچہ پورا ہو یا پورا نہ ہو اس سے اس کا عدہ پورا ہو گیا خواہ مضغہ ہی کیوں نہ سقط ہوا ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت دعویٰ کرے کہ میں حاملہ ہوں تو وہ نو مہینے انتظار کرے اگر بچہ پیدا ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تین ماہ عدہ رکھے پھر وہ مرد سے جدا ہو گی۔

(۴۷۹۶) اور سلمہ بن خطاب نے اسماعیل [بن اسحاق سے، انہوں نے اسماعیل بن] ابان سے، انہوں نے غیاث سے، انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے جدِ نامدار سے، انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ عورت کے حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہوتی ہے (اور بعض نسخوں میں یہ مدت ایک سال ہے اور یہ عامہ کی روایت پر ہے)۔

(۴۷۹۷) اور علی بن حکم نے محمد بن منصور صیقل سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے جب کہ وہ حاملہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ طلاق دیدے۔ میں نے عرض کیا: پھر وہ اپنی عورت کی طرف رجوع کر لیتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ رجوع کرے۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کے جی میں آیا کہ وہ پھر اس کو طلاق دیدے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں جب تک کہ بچہ پیدا نہ ہو جائے۔

(۴۷۹۸) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ایک ایسی عورت کے متعلق جو حاملہ ہے اور اس کا شوہر اس کو طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر طلاق دیتا ہے پھر رجوع کرتا ہے پھر تیسری مرتبہ اس کو طلاق دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اب وہ عورت اس سے بالکل ہی جدا ہو گئی۔ وہ اس کے لئے حلال نہ ہو گی جب تک کہ وہ عورت کسی غیر شخص سے نکاح نہ کرے۔ (اور پھر اس سے بھی طلاق لے لے)۔

باب: اس عورت کی طلاق جو ابھی اس عمر کو نہیں پہنچی کہ اسے حیض آئے اور وہ عورت جو یائسہ ہے (اس کو حیض آنا بند ہو گیا) وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جس کے حمل میں شک ہے

(۴۷۹۹) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے، انہوں نے محمد بن حکیم سے، انہوں نے حضرت امام عبدالصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے عرض کیا کہ ایک نوجوان لڑکی جس کو ابھی حیض نہیں آتا اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کا عدہ تین ماہ ہے۔

(۴۸۰۰) محمد بن حکیم نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اس عورت کے متعلق جو حیض سے مایوس ہو چکی ہے۔ (اتنی بوڑھی ہو چکی ہے کہ اس کو حیض نہیں آئے گا) اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنے شوہر سے بالکل جدا ہو چکی اس کے لئے کوئی عدہ نہیں ہے۔

(۴۸۰۱) حسن بن محبوب نے ابان بن عثمان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت جس کو حیض نہیں آتا (حالانکہ وہ ایسے سن میں ہے جس کو حیض آنا چاہیے) اور وہ عورت جو استحاضہ کے خون سے کبھی پاک نہیں رہتی اور وہ بالغہ لڑکی جو یائسہ ہو گئی ہے (اسے حیض نہیں آتا) ان سب کے عدہ طلاق تین مہینے ہیں اور وہ جس کا حیض استقامت کے ساتھ چل رہا ہے اس کا عدہ طلاق تین حیض ہے۔

(۴۸۰۲) اور جمیل کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق جس نے ایسی لڑکی کو طلاق دے دی جو ابھی بالغ

نہیں ہوئی تھی اور اس سن کی عورتیں حاملہ نہیں ہوتیں مگر اس شخص نے اس سے دخول کیا ہے۔ اور وہ عورت کہ جو یائسہ ہو چکی ہے اور حیض آنا ختم ہو چکا ہو اور اس سن کی عورتیں بچہ پیدا نہیں کرتیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں پر کوئی عدہ نہیں ہے۔

(۴۸۰۳) بزنطی نے مثنی سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجنابؑ سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس کو تین یا چار سال پر حیض آتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ تین مہینہ عدہ رکھے اس کے بعد اگر چاہے تو نکاح کرے۔

(۴۸۰۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ان دونوں علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس عورت کے لئے فرمایا کہ جس کو تین مہینے میں صرف ایک مرتبہ حیض آتا ہے یا سال بھر میں ایک مرتبہ آتا ہے اور وہ عورت جس کو استحاضہ آتا ہے اور وہ جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ کہ جس کو ایک مرتبہ حیض آتا ہے اور ایک مرتبہ حیض نہیں آتا اور وہ کہ جس سے بچہ ہونے کی امید نہیں اور وہ کہ جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو گیا مگر اس کا خیال ہے کہ ابھی یائسہ نہیں ہوئی ہے اور وہ کہ جو اپنے حیض میں زردی دیکھتی ہے اور اس کا حیض بھی مستقیم نہیں ہے تو بیان کیا کہ ان سب کا عدہ طلاق تین مہینے ہے۔

(۴۸۰۵) اور ابن ابی عمیر اور بزنطی دونوں نے جمیل سے انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ دو باتیں ہیں ان دونوں میں جو پہلے سے ہو جائے اس سے وہ مطلقہ جس کو حیض کا شک ہے اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔ اگر اس کے تین مہینے صاف گزر گئے اس میں کوئی خون نہیں آیا تو وہ شوہر سے جدا ہو جائے گی دوسرے یہ کہ اس کے تین حیض گزر گئے مگر دو حیضوں کے درمیان تین مہینے کا فاصلہ نہیں تو وہ حیض آنے پر اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

اور ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ جمیل بن درّاج کا کہنا ہے کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر اس پر تین ماہ گزرنے میں ایک دن باقی رہ جائے اور اس کو حیض آ جائے تو یہ حیض کے حساب سے عدہ رکھے گی مہینہ کے حساب سے عدہ نہیں رکھے گی۔ اور تین مہینے صاف گزر جائیں اور حیض نہ آئے تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔

(۴۸۰۶) اور ابو صباح کنانی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جسے تین سال میں ایک مرتبہ حیض آتا ہے (اگر اسے طلاق ہو جائے تو) عدہ کیسے رکھے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنی پچھلی عادت پر نظر کرے جس میں اسے استقامت کے ساتھ حیض آتا تھا اس تین قروہ (عادت) میں وہ عدہ رکھے گی پھر اگر چاہے تو نکاح کرے۔

(۴۸۰۷) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: وہ یہ دیکھے گی کہ اس کو عادتاً کتنے دن حیض آتا تھا اس سے ایک دن بڑھا دے یا ایک دن گھٹا دے اور اگر اس سے پہلے کبھی حیض نہیں آیا تو وہ اپنی بعض عورتوں کو دیکھی گی اور ان کی عادت کے مطابق عدہ رکھے گی۔

(۴۸۰۸) اور روایت کی ہے کہ جب عورت پچاس (۵۰) سال کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو کوئی سرخی نہیں دیکھتی مگر یہ کہ وہ کوئی قریش کی عورت ہو۔[۱]

باب: گونگے کا طلاق دینا

(۴۸۰۹) احمد بن ابی نصر بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس عورت ہے مگر وہ چپ رہتا ہے بولتا نہیں۔ آنجنابؑ نے دریافت فرمایا: وہ گونگا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں مگر ہم لوگ اس کو اپنی عورت سے نفرت اور ناپسندیدگی کو جانتے ہیں۔ کیا اس کے ولی کے لئے جائز ہے کہ اس کی طرف سے اس کی عورت کو طلاق دیدے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں وہ طلاق نامہ لکھے اور اس پر دو آدمیوں کی گواہی کرائے۔ میں نے عرض

[۱] کلینی نے ج ۳ ص ۱۰۷ پر صحیح حدیث میں ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ایک صحابی سے اور انہوں نے امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

کیا: اللہ آپ کا بھلا کرے وہ نہ لکھنا جانتا ہے اور نہ سنتا ہے تو وہ طلاق کیسے دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ان ہی افعال و حرکات و سکنات کے ذریعہ جن سے اس شخص کی اپنی عورت سے نفرت و کراہت معلوم ہوتی ہے۔

اور میرے والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں مجھے تحریر فرمایا کہ گونگا جب اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس کے سر پر اس کا مقنع ڈال دے اور جب رجوع کرے تو مقنع اس کے سر سے اتار دے تو سمجھ لیا جائے گا کہ وہ اسکے لئے حلال ہوگئی ہے۔ [۱]

باب: پوشیدہ طلاق

(۴۸۱۰) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے چھپ کر کسی عورت سے نکاح کر لیا اور عورت اپنے گھر والوں میں ہے اب چاہتا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیدے مگر اس عورت تک اس کی رسائی نہیں تا کہ اس کے ایام حیض معلوم کر سکے اور نہ یہ کہ اس کے ایام طہر کیا ہیں اور وہ کب طاہر ہوتی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ بھی اس شخص کے مثل ہے جو اپنے اہل سے غائب ہو۔ وہ اس کو چاند اور مہینوں کے حساب سے طلاق دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آپؑ کی کیا رائے ہے وہ کبھی کبھی اس تک پہنچتا ہے اور کبھی کبھی نہیں بھی پہنچتا کہ اس کا حال معلوم کرے پھر وہ اس کو کیسے طلاق دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس کو ایک مہینہ ہو جائے کہ اس تک نہ پہنچ سکے تو مہینہ کی شروع تاریخ کو دو گواہوں کے سامنے اس کو طلاق دیدے اور اس مہینے کو لکھ رکھے جس میں اس نے طلاق دی ہے اور دو گواہوں کی اس پر شہادت ہو پھر جب تین مہینے گزر جائیں گے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اب وہ اگر اس سے نکاح کرنا چاہے تو دوسرے پیغام دینے والوں کے مانند یہ بھی ایک پیغام دینے والا ہوگا اور اس پر اس عورت کے تین ماہ کا نان و نفقہ واجب ہوگا جس میں اس نے عدہ رکھا ہے۔

باب: وہ عورتیں جن کو کسی وقت بھی طلاق دی جاسکتی ہے

(۴۸۱۱) جمیل بن درّاج نے اسماعیل بن جابر جعفی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: پانچ قسم کی عورتوں کو ہر حال میں طلاق دی جاسکتی ہے۔ وہ حاملہ جس کا حمل بالکل واضح ہو۔ اور وہ کہ جس کے شوہر نے اس سے ابھی دخول نہیں کیا ہے۔ اور وہ جس کا شوہر اس سے غائب ہو۔ اور وہ عورت کہ جس کو کبھی حیض نہیں آیا۔ اور وہ کہ جو حیض سے فارغ ہو کر بیٹھی ہے۔

(۴۸۱۲) اور دوسری روایت میں ہے اور وہ جو حیض سے مایوس ہے (یعنی یائسہ ہو چکی ہے)۔ [۲]

باب: تخییر (دو باتوں میں سے ایک اختیار کرنا)

میرے پدر بزرگوار رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا: اے فرزند تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اصل تخییر (طلاق کے اندر) وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خودداری اور استغناء کا حکم دیا ہے۔ اس گفتگو میں جو آنحضرتؐ کی کسی زوجہ نے کی تھی کہ کیا محمدؐ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر وہ ہم لوگوں کو طلاق دے دیں گے تو ہمیں قریش میں سے کوئی کفو و ہمسر ہی نہ ملے گا جو ہم سے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ انتیس (۲۹) شب اپنی عورتوں کے پاس نہ جائیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشربہ ام ابراہیم میں عزلت گزیں ہو گئے پھر یہ آیت نازل ہوئی:

---

[۱] کلینی نے معروف اسناد سے سکونی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: گونگے کی طلاق یہ ہے کہ وہ اپنی عورت کا مقنع اٹھائے اور اسے اس کے سر پر ڈال دے اور اس سے دور ہٹ جائے۔

[۲] شاید دوسری روایت سے مراد اسماعیل جعفی کی روایت ہو یا اس سے مراد حلبی کی روایت ہو جو کافی ج ۶ ص ۷۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

یـا ایھـا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھافتعالین امتعکن و اسرحکن سراحا جمیلاً O وان کنتن تـردن الـلّٰہ ورسولہ والدار الآخرۃ فان اللّٰہ اعدّ للمحسنٰت منکن اجر اً عظیماً (سورۂ احزاب ۲۹۔۲۸) (اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ دو کہ اگر تم فقط دنیاوی زندگی اور اس کی آرائش وزینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم لوگوں کو کچھ ساز وسامان دے دوں اور بہ عنوان شائستہ رخصت کر دوں اور اگر تم لوگ خدا اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کی خواہاں ہو تو اچھی طرح خیال رکھو کہ تم لوگوں میں سے نیکوکار عورتوں کے لئے خدا نے بہت بڑا اجر وثواب مہیا کر رکھا ہے) تو آنحضرتؐ کی عورتوں نے (طلاق کے بدلے) اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور طلاق نہیں چاہی ورنہ طلاق واقع ہو جاتی۔

(۴۸۱۳) اور ابی الصباح کنانی کی روایت میں ہے کہ زینب (زوجہ رسولؐ) نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپؐ عدل نہیں کرتے حالانکہ آپؐ تو اللہ کے رسول ہیں اور حفصہ (بنت عمرؓ خطاب) نے کہا کہ انہوں نے ہمیں طلاق دے دی تو (پرواہ نہیں) ہمیں اپنی قوم کے اندر اپنا ہمسر قریش مل ہی جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے کا سلسلہ انتیس (۲۹) دن تک رکا رہا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: یـا یھـا النبی قل لازواجک ان کـنـتن تردن الحیوٰۃ الدنیا و زینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلاً O وان کنتن تردن اللّٰہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللّٰہ اعـد لـمـحسنٰت منکن اجراً عظیماً تو ان عورتوں نے طلاق کے بدلے اللہ اور اس کے رسول کو قبول کر لیا اور طلاق واقع نہیں ہوئی اگر وہ طلاق قبول کرتیں تو طلاق ہو جاتی۔

(۴۸۱۴) ابن اذینہ نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب عورت کو اختیار دیا جائے یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے بغیر عدہ سے پہلے یا بغیر دو گواہوں کی گواہی کے تو یہ کوئی شے نہیں ہے ہاں عدہ سے پہلے دو گواہوں کے ساتھ عورت کو اختیار دیا جائے یا اس کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک وہ دونوں اس مجلس سے متفرق نہ ہو جائیں اور اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور شوہر کو اس کی طرف رجوع کرنے کا زیادہ حق ہوگا۔ اور اگر یہ شوہر کو اختیار کرے تو پھر طلاق نہ ہوگی۔

(۴۸۱۵) ابن مسکان نے حسن بن زیاد سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: طلاق یہ ہے کہ شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تو ایک بات اختیار کر لے۔ اگر وہ اپنی ذات کو اختیار کرے تو وہ اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی اور اس کا شوہر پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو پھر کچھ نہیں ہے یا شوہر اس سے کہے تجھ کو طلاق۔ اب اس میں سے جو بھی کرے گا وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی۔ اور طلاق وخلع ومبارات وتخییر صرف اس طہر میں ہوگا جو بغیر مجامعت کے ہو اور دو گواہوں کی گواہی کے ساتھ ہو۔

(۴۸۱۶) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس نے اپنی عورت کو یا اس کے باپ یا اس کے بھائی کو یا اس کے ولی کو طلاق کا اختیار دے دیا۔ فرمایا: اگر وہ عورت اس پر راضی ہے۔ تو یہ سب کے سب ایک منزلت کے ہیں۔

(۴۸۱۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں نے تجھے اختیار دیا تو اس نے اٹھنے سے پہلے اپنے نفس کو اختیار کر لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو شوہر کے برخلاف یہ اختیار جائز ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کے لئے کچھ مال ومتاع بھی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: اگر عدہ ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مر جائے تو اس کے لئے میراث بھی ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اور اگر عورت مر جائے تو شوہر کے لئے بھی میراث ہے۔

(۴۸۱۸) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: تمام عورتوں کو تخییر سے کیا کام یہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مخصوص کیا تھا۔

باب: مبارات

(۴۸۱۹) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: مبارات یہ ہے کہ عورت نے اپنے شوہر سے کہا: جو کچھ میرا تیرے ذمہ ہے سب تیرا ہے اور مجھے چھوڑ دے۔ تو اس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا مگر یہ کہ وہ مرد اپنی عورت سے کہہ دے اگر تو نے اس میں سے کسی چیز کی طرف رجوع کیا تو پھر میں تیرے جسم کے مخصوص حصہ کا مالک رہوں گا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مہر سے زیادہ لے بلکہ وہ عورت اس کے مہر سے کم لے اور مبارات میں شوہر کو زوجہ کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

باب: نشوز (نافرمانی)

نشوز (نافرمانی) کبھی کبھی مرد اور عورت دونوں کی طرف سے ہوتی ہے پس وہ نشوز جو مرد کی طرف سے ہوتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وان امرأة خافت من بعلها نشوزاً او اعراضاً فلاجناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحاً والصلح خير** (سورۂ نساء آیت ۱۲۸) [اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی اور بے توجہی سے (طلاق کا) خوف رکھتی ہو تو میاں بیوی کے مابین کسی طرح سے ملاپ کرانے میں دونوں میں سے کسی پر کچھ گناہ نہیں ہے اور صلح تو بہر حال بہتر ہے]۔ اور وہ اس طرح کہ ایک عورت اپنے مرد کے پاس رہتی ہے اور اس کو اچھی نہیں لگتی اور وہ اس کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہے تو بیچاری عورت کہتی ہے کہ مجھے اپنے پاس رہنے دو، مجھے طلاق نہ دو اور تمہارے پشت پر جو بوجھ ہے وہ میں تمہیں چھوڑتی ہوں اور تمہارے لئے اپنا دن اور اپنی رات سب حلال کرتی ہوں تو یہ بات اس کو پسند آتی ہے۔

اس حدیث کی روایت کی ہے مفضل بن صالح نے زید شحام سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

پس اگر مرد کی طرح عورت ناشزہ ہو تو وہ خلع ہے۔ اور جب یہ عورت کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مجامعت کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **واللاتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع و اضربوهن** (سورۃ نساء آیت نمبر ۳۴) [اور وہ عورتیں کہ جن کے ناشزہ اور سرکش ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے تو پہلے انہیں سمجھاؤ اور اس پر نہ مانیں تو تم ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو اور اس پر بھی نہ مانیں تو مارو]۔ اور ہجر کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کی طرف اپنی پشت کرلو اور ضرب کا مطلب یہ کہ مسواک وغیرہ سے مارو ہلکی ضرب[1]۔ **فان اطعنکم فلاتبغوا علیهن سبیلا ان الله کان علیاً کبیراً** (سورہ نساء آیت نمبر ۳۴) (پس اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو تم بھی ان کے نقصان کی راہ نہ ڈھونڈو اور خدا تو یقیناً سب سے بزرگ اور برتر ہے۔)

باب: شقاق

شقاق (نااتفاقی) کبھی میاں بیوی دونوں کی طرف سے ہوتی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وان خفتم شقاق بینهما فابعثوا حکماً من اهله و حکماً من اهلها** (سورۃ نساء آیت نمبر ۳۵) [اور (اے حاکم لوگو!) اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان پوری نااتفاقی کا ڈر ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کردو] پس مرد ایک آدمی کو چنے گا اور عورت ایک آدمی کو چنے گی اور یہ دونوں ان کی جدائی یا صلح پر متفق ہوں گے اگر ان دونوں نے صلح کا فیصلہ کیا تو انہیں میاں بیوی کی اجازت کی ضرورت نہیں اور یہ دونوں میاں بیوی کی جدائی پر متفق ہوں تو میاں بیوی کی اجازت کے بغیر جدائی کا فیصلہ نہ کریں۔

[1] مسواک سے ضرب کی روایت طبرسی رضی اللہ عنہ نے مرسل حدیث میں حضرت امام باقر علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۸۲۰) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا: فابعثوا حکماً من اهل و حکماً من اهلها. تو آنجناب نے فرمایا: حکمین کو اس کا اختیار نہیں کہ بغیر ان دونوں کی اجازت کے دونوں کو جدا کر دیں اور دونوں اس شرط پر حکم بنیں کہ اگر چاہیں تو دونوں کو جمع کر دیں اور چاہیں تو دونوں کو جدا کر دیں تو اگر وہ دونوں کو جمع کر دیں تو جائز اور اگر جدا کر دیں تو جائز۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں اس مقام پر پہنچا تو مجھے ہشام بن حکم کا وہ مناظرہ یاد آیا جو انہوں نے بعض مخالفین سے صفین کے حکمین عمرو بن العاص اور ابوموسیٰ اشعری کے متعلق کیا تھا اور جی چاہا کہ اس کو بیان کر دوں اگر چہ اس بات سے اس کا کوئی رابطہ نہیں۔ مخالف کا دعویٰ تھا کہ حکمین نے چونکہ حکم قبول کر لیا تھا اس لئے ان دونوں گروہ کے درمیان صلح کرانے کا ارادہ تھا۔ ہشام نے کہا: نہیں بلکہ ان کا ارادہ ہی نہ تھا کہ دونوں گروہ میں صلح ہو سکے۔ مخالف نے کہا: یہ بات تم کس دلیل سے اور کہاں سے کہہ رہے ہو؟ ہشام نے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر کہہ رہا ہوں جو اس نے حکمین کے متعلق کہا: " ان یرید ا اصلاحا یوفق اللہ بینهما" (سورہ نسا۔ آیت نمبر ۳۵) (اگر ان دونوں کا صلح کرا دینے کا ارادہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے درمیان صلح کروانے کی توفیق دے گا)۔ مگر چونکہ ان دونوں کا امرِ واحد پر اتفاق نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق نہیں دی اس سے ہم سمجھے کہ ان دونوں حکمین کا صلح کرانے کا ارادہ نہیں تھا۔ محمد ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے یہ روایت کی ہے۔

(۴۸۲۱) قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے روایت کی کہ ان کا بیان ہے۔ حضرت ابوابراہیم علیہ السلام سے ایک مرتبہ دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کے شوہر کی عقل میں نکاح کے بعد ہی فتور آ گیا یا وہ مجنون ہو گیا، آنجناب نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو خود کو اس شوہر سے جدا کر لے۔

(۴۸۲۲) اور ایک دوسری حدیث میں ہے اگر اس کا جنون اس حد کو پہنچ جائے کہ اوقات نماز کو نہ پہچان سکے تو ان دونوں زن و شوہر کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا اور اگر وہ نماز کو پہچانتا ہے تو عورت کو چاہیئے کہ وہ صبر کرے یہ اس کی آزمائش وامتحان کی گھڑی ہے۔

باب: خُلع

(۴۸۲۳) اور علی بن نعمان نے یعقوب بن شعیب سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے خلع کے متعلق فرمایا: جب بیوی اپنے شوہر سے کہے کہ میں تیرے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی، میں تیرے لئے کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرے بستر پر ایسے کو سلاؤں گی جس سے تو نفرت کرے، جب یہ کہے تو مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ اسے خلع دیدے اور اس نے عورت سے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے۔

(۴۸۲۴) اور حماد کی روایت میں ہے جو انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: خلع یافتہ عورت کا عدہ بھی طلاق یافتہ عورت کے عدہ کے برابر ہے اور یہ طلاق کا نام لیے بغیر بھی جائز ہے۔ اور خلع یافتہ کا خلع اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ اپنے شوہر سے یہ نہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تیری کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرا کوئی حکم نہیں مانوں گی، غسل جنابت نہیں کروں گی۔ اور میں تیرے اذن کے بغیر تیرے بستر پر غیروں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دونگی۔ اور اس وقت اس سے کم کہنے پر بھی خلع کی اجازت دیا کرتے تھے۔ پس جب عورت اپنے مرد سے کہے تو مرد نے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے۔ اور یہ خلع اس کا ایک طلاق ہے دو طلاق کا حق ابھی مرد کیلئے باقی ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: مگر یہ سب عورت خود کہے کسی کے سکھانے سے نہ کہے۔

(۴۸۲۵) اور رفاعہ بن موسیٰ نے آنجناب سے خلع یافتہ عورت کے متعلق دریافت کیا کہ اس کے لئے سکونت اور نان ونفقہ ہے؟ آنجناب نے فرمایا: نہ اس کے لئے سکونت ہے اور نہ نان ونفقہ ہے۔ اور دریافت کیا گیا کہ خلع یافتہ عورت کو مالی منفعت دی جائے؟ آنجناب نے فرمایا: نہیں۔

(۴۸۲۶) اور محمد بن حمران کی روایت میں ہے جس کی انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب عورت اپنے مرد سے کہے کہ میں تیرا کوئی حکم نہیں مانوں گی مجملاً کہہ دے یا تفصیل کے ساتھ تو مرد نے جو کچھ عورت سے لیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے اور پھر اس کو عورت کی طرف رجوع کا کوئی حق نہیں۔

اور مرد کے لئے یہ حق ہے کہ عورت سے مہر جو اس نے اس کو دیا اس سے زیادہ لے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر: **فان خفتم الّا یقیما حدود اللّٰہ فلاجناح علیھما فیما افتدت بہ** (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹) [پھر تمہیں اگر یہ خوف ہو کہ یہ دونوں میاں بیوی اللہ کے مقرر کردہ حدود پر قائم نہ رہیں گے تو اگر عورت مرد کو کچھ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے (خلع کرائے) تو اس میں دونوں پر گناہ نہیں ہے]۔ اور مبارات میں اس عورت سے کچھ نہ لیا جائے گا سوائے اس مہر کے جو شوہر نے اس کو دیا ہے کیونکہ خلع یافتہ عورت گفتگو میں حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔

باب: ایلا

(۴۸۲۷) حمّاد نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اپنی عورت کو بغیر قسم کے سال بھر سے چھوڑے ہوئے ہے، اس سے مجامعت نہیں کرتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنی زوجہ کے پاس جائے۔ اور آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی بھی شخص ہو جو اپنی زوجہ سے ایلا کرلے اور ایلا یہ ہے کہ وہ کہے کہ اللہ کی قسم میں تجھ سے مجامعت نہیں کروں گا۔ اور یہ یہ (نہیں کرونگا) اور اللہ کی قسم میں تجھے غیظ و غضب کا نشانہ بناؤں گا چنانچہ وہ اس کو اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا رہا تو اس کے لئے یہ ہے کہ اس کا چار مہینہ تک انتظار کیا جائے گا (کہ ممکن ہے اپنے رویہ میں تبدیلی کرلے) مگر چار ماہ کے بعد اس کو پکڑ کر حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اگر اس نے اپنی زوجہ کی طرف رجوع کرلیا اور اس سے صلح کرلی تو اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے اور اگر اس نے عورت کے ساتھ اپنا رویہ نہ بدلا اور اس کی طرف رجوع نہیں کیا تو اس کو طلاق پر مجبور کیا جائیگا اور یہ طلاق اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک کہ حاکم کے سامنے نہ کھڑا کیا جائے پھر اگر چار مہینہ کے بعد بھی وہ ایسا ہی رہا تو اب اس کو مجبور کیا جائے گا یا تو صلح کرے یا طلاق دے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ فاء (رجوع) کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجامعت کی طرف رجوع کرے ورنہ اس کو باڑے میں قید کردیا جائے گا اور اس کا کھانا پانی بند کردیا جائے گا یہاں تک کہ وہ طلاق دیدے۔ اور یہ بھی روایت کی ہے کہ جب امام المسلمین اس کو طلاق دینے کا حکم دے اور وہ اس سے انکار کرے تو اس کی گردن ماردی جائے اسلئے کہ اس نے امام المسلمین کا حکم ماننے سے انکار کیا۔[۱]

(۴۸۲۸) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ جس کی انہوں نے منصور سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور اس کو چار مہینے ہوگئے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو حاکم کے سامنے کھڑا کردیا جائے اگر وہ طلاق پر راضی ہے تو عورت اس سے جدا ہوجائے گی ورنہ وہ قسم کا کفارہ ادا کرے۔

اور عورت کو اپنے پاس رکھے اور جب تک عورت مرد کی مدخولہ نہ ہو اس وقت تک نہ ظہار ہے اور نہ ایلاء ہے۔[۲]

---

[۱] کلینی اور شیخ نے صحیح حدیث میں خلف بن حمّاد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اسے بلند کیا ابوعبداللہ علیہ السلام تک کہ آنجنابؑ نے ایلاء کرنے والے شخص کے بارے میں فرمایا جو نہ رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو صرف یہ ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے۔

[۲] کلینی نے ج ۶ ص ۱۳۲ پر قوی حدیث میں ابوصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: ایلاء عورت پر واقع نہیں ہوتا جب تک اس کے شوہر نے اس سے جماع نہ کیا ہو۔ اور حسن کی مانند مرسل حدیث میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: ایلاء ہوتا ہی نہیں جب تک دخول نہ ہوچکا ہو۔ اور ابن بصیر نے آنجنابؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: ایلاء واقع نہیں ہوتا جب تک (عورت) مدخولہ نہ ہو۔

باب: ظہار

(۴۸۲۹) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مملک (جس نے ابھی نکاح کیا ہو دخول نہ کیا ہو) نے اپنی عورت سے ظہار کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک مرد اپنی عورت سے دخول نہ کرے تو نہ ظہار ہوگا نہ ایلاء۔

(۴۸۳۰) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ظہار ان ہی شرائط پر ہوگا جن شرائط کے ساتھ طلاق ہوتی ہے۔[۱]

(۴۸۳۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہار کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ظہار ہر محرم عورت کی مثال دینے سے ہوسکتا ہے یعنی ماں یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کی مثال سے۔ اور احتراماً کہنے میں ظہار نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا: پھر ظہار کس طرح ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: مرد اپنی عورت سے کہے جب وہ ایام طہر میں بغیر جماع کے ہو کہ تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جیسے میری ماں یا میری بہن کی پشت اور اس طرح کہنے میں اس کا ارادہ ظہار کا ہو۔

(۴۸۳۲) محمد بن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے اور ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص تھا جس کا نام اوس بن صامت تھا اور اس کے حبالۂ عقد میں ایک عورت تھی جس نام خولہ بنت منذر تھا۔ ایک دن اوس نے خولہ سے کہا: تو مجھ پر ویسی ہی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ اور اس کہنے کے بعد وہ اسی وقت نادم اور شرمندہ ہوا اور اس سے کہا: اے عورت میرا خیال ہے اس کہنے سے تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ چنانچہ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کی: یارسول اللہ میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ تو مجھ پر ویسی ہی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ اور گزشتہ زمانہ میں یہ کہنے سے عورت اپنے شوہر پر حرام ہوجایا کرتی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عورت میرا بھی (دستور عرب کے مطابق) یہی خیال ہے کہ تو اس پر حرام ہوگئی۔ یہ سن کر اس عورت نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا: پروردگار میں تجھ سے اپنے شوہر کی جدائی کی شکایت کرتی ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے محمدؐ! قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاور کما. ان اللہ سمیع بصیر، الذین یظّھرون منکم من نسائھم ما ھن امھا تھم ان امھاتھم اِلّا الّا ئی ولدنھم وانھم لیقولون منکراً من القول و زوراً وانّ اللہ لعفو غفور، پھر اللہ عزوجل نے اس کا کفارہ بتایا پس فرمایا: والذین یظھرون من نسا ئھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذلکم تو عظون بہ واللہ بما تعلمون خبیر، فمن لم یجد فصیام شھر ین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً ○ (سورۂ مجادلہ آیت ۱ تا ۴) [جو عورت (خولہ) اپنے شوہر (اوس) کے بارے میں جھگڑتی اور خدا سے گلے شکوے کرتی ہے خدا نے اس کی بات سن لی اور تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے اور بیشک خدا بڑا سننے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کرتے ہیں (اپنی بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہ دیتے ہیں) وہ کچھ ان کی مائیں نہیں ہوجاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جو ان کو جنتی ہیں اور وہ بیشک ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور خدا بیشک معاف کرنے والا اور بڑا بخشنے والا ہے] پھر اللہ نے اس کے کفارہ کے لئے یہ آیت نازل فرمائی [اور وہ لوگ جو اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھیں پھر اپنی بات واپس لیں تو دونوں کے مجامعت کرنے سے پہلے (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ اس کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور تم لوگ جو کرتے ہو خدا اس سے آگاہ ہے۔ پھر جس کو غلام نہ ملے تو وہ دونوں کی مقاربت سے

[۱] کلینی اور شیخ نے اسے صحیح کی مانند موثق حدیث میں ابن فضال سے، انہوں نے اس شخص سے جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس کی روایت کی ہے۔ اور یہ ان ہی شرائط پر ہوگا جن شرائط کے ساتھ طلاق ہوتی ہے، اس سے مراد ہے کہ جب ارادہ کرے تو مرد غصہ میں نہ ہو، ظہار دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ہو اور عورت بغیر جماع کے طاہر ہو۔

قبل دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے اور جس کو اس کی بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلانا فرض ہے]

اور ظہار دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ یہ مجھ پر ایسی ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت اور خاموش ہو جائے تو اس پر مجامعت سے پہلے کفارہ لازم ہے۔ اور اگر اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کی تو اس پر دو کفارے لازم ہیں (اور دوسرے) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو یہ عورت مجھ پر ایسی ہی ہے جیسی مجھ پر میری ماں کی پشت تو جب یہ شخص وہ کام کر کے مجامعت کرے تو کفارہ لازم ہے کیونکہ اس نے وہ کیا جس پر حلف اٹھایا تھا۔ ا

اور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے پس اگر اس کو غلام نہ ملے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اور اس کی سکت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کہ ہر مسکین کو ایک مد طعام دیا جائے اور اگر اس کو یہ بھی نہ ملے تو اٹھارہ (۱۸) دن کے روزے۔ ۲

(۴۸۳۳) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی کھانا کھلانے کی مقدرت نہیں رکھتا تو جس قدر مقدور میں ہو تصدق کر دے اور غصہ کی حالت میں ظہار نہیں ہوتا اور ظہار اس پر بھی نہیں ہوتا کہ وہ شخص ظہار کے لفظ بولے اور اس کی نیت ظہار کی نہ ہو۔

اور غلام اگر اپنی عورت سے ظہار کرے تو اس پر جتنا مرد آزاد پر روزے واجب ہیں اس کا نصف ہے۔ اس پر نہ غلام کا آزاد کرنا ہے نہ صدقہ۔ اس لئے کہ غلام کا کوئی مال نہیں ہوتا۔ ۳

اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ یہ میری فلاں محرم عورت کے مانند ہے تو یہ ظہار ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت یا میری ماں کا پیٹ یا میری ماں کا جگر یا میری ماں کے پاؤں یا میری ماں کے ٹخنے یا میری ماں کے بال یا جسم کا کوئی حصہ اور اس سے اس کی نیت حرام کرنے کی ہو تو یہ بھی ظہار ہے۔ اسی طرح ابراہیم بن ہاشم نے اپنی نوادرات میں تحریر کیا ہے۔ ۴

ا کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۰ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے عبدالرحمٰن بن حجاج سے اور اس نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ۔

۲ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۲۵۶ پر موثق حدیث میں ابوبصیر سے نقل کیا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جس نے اپنی عورت سے ظہار کیا لیکن کوئی غلام نہیں پاتا جسے آزاد کرے، نہ تصدق کرنے کے لئے اس کے پاس کچھ ہے اور نہ اتنا قوی ہے کہ (ساٹھ) روزے رکھ سکے۔ فرمایا: وہ اٹھارہ دن روزے رکھے۔ ہر دس مساکین کے لئے تین روزے۔

۳ کلینی نے ج ۶ ص ۱۵۶ پر صحیح حدیث میں محمد بن حمران سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے غلام کے بارے میں دریافت کیا کہ اس پر ظہار کا کفارہ ہے؟ فرمایا: اس پر آزاد کا آدھا (یعنی) ایک ماہ کے روزے ہیں اور اس پر کفارہ نہیں ہے صدقہ میں اور نہ غلام کا آزاد کرنا۔

۴ کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۱ پر علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے صالح بن سعید سے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ایک راوی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے: تو میرے لئے میری ماں کی پشت کی طرح یا اس کے پیٹ کی طرح یا اس کے فرج کیا طرح یا اس کی ذات کی طرح یا اس کے ٹخنہ کی طرح ہے۔ تو کیا اس طرح ظہار واقع ہو جائے گا؟ اور کیا اس طرح کہنے والے کے لئے وہی کچھ ہے جو ظہار کرنے والے کے لئے ہے؟ فرمایا: ظہار کرنے والا وہ ہے جو اپنی عورت سے یہ کہہ کر ظہار کرتا ہے کہ وہ اس کی ماں کی طرح یا اس کے جگر کی طرح یا اس کے پیر کی طرح یا اس کے بال کی طرح یا اس کی کسی بھی چیز کی طرح تو یہ اس کے حرام ہونے کا سبب بن جاتی ہے اور اسے کفارہ دینا لازم ہے کم یا زیادہ۔ یا اگر کہا جائے: کسی ذواتِ محارم کی طرح۔ تو کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔

(۴۸۳۴) ابن محبوب نے ابی ایوب خزاز سے، انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا اس کے بعد اس کو طلاق دے دی (ایک طلاق)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب اس نے ایک طلاق دے دی تو ظہار باطل ہو گیا اور طلاق نے ظہار کو منہدم کر دیا۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کو حق ہے کہ عورت کی طرف رجوع کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں یہ اس کی عورت ہے اگر وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس مقاربت سے پہلے اس پر وہ واجب ہے جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہوتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے اور اس کے عدہ کی مدت پوری ہونے دے اور وہ خود اپنے نفس کی مالک بن جائے اس کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرے تو مجامعت سے پہلے اس کے اوپر ظہار (کا کفارہ) لازم آتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں وہ عورت (عدہ کے بعد) اس سے بالکل جدا ہو گئی اور اپنے نفس کی مالک بن گئی۔

میں نے عرض کیا: اگر کسی شخص نے ابھی اپنی عورت کو مس تک نہیں کیا اور اس نے ظہار کر لیا اور بغیر مس کیے چھوڑے رہا لیکن وہ اس کو بغیر مس کیے برہنہ دیکھا کرتا تو کیا اس پر کچھ گناہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ اس کی عورت ہے، اس پر اس سے مجامعت حرام نہیں ہے لیکن اس پر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے وہ کچھ واجب ہے جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہے وہ (بہر حال) اس کی عورت ہے۔

میں نے عرض کیا: اور اگر وہ عورت حاکمِ وقت کے سامنے مقدمہ پیش کرے اور کہے کہ یہ میرا شوہر ہے اس نے مجھ سے ظہار کیا اور مجھے اپنے پاس روکے ہوئے ہے اور مجھ سے مجامعت بھی نہیں کرتا اس ڈر سے کہ جو ایک ظہار کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اس پر واجب ہو جائے گا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کے پاس آزاد کرنے کو غلام نہیں اور نہ اس میں طاقت ہے کہ روزے رکھے یا وہ تصدق کرنے کے لئے بھی کچھ نہیں رکھتا تو حاکم پر یہ لازم نہیں ہے کہ اس پر جبر کرے۔ ہاں اگر اس کے پاس آزاد کرنے کے لئے غلام ہے تو امام پر لازم ہے کہ وہ اس کو آزاد کرنے اور صدقہ پر مجبور کرے مجامعت سے پہلے اور مجامعت کے بعد۔

(۴۸۳۵) ابان نے حسن صیقل سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ظہار کیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر وہ اس کا کفارہ دے۔ میں نے عرض کیا: مگر اس نے کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے مجامعت کر لی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر تو اس نے حدودِ الٰہی میں مداخلت کی وہ اللہ سے مغفرت کا طالب ہو اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے مجامعت سے رُکا رہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ اس ظہار کے لئے ہے جو مشروط ہو لیکن وہ ظہار جس میں کسی بات کی شرط نہیں ہے اس میں اگر ظہار کرنے والا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مجامعت کر لے تو اس پر ایک دوسرا گناہ بھی لازم ہو گیا جیسا کہ میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔ [1]

اور جب ظہار کرنے والا اپنی عورت کو طلاق دیدے تو کفارہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔ مگر جب رجوع کریگا تو اس پر کفارہ لازم ہو گا۔ اور اگر وہ اس کو چھوڑ دے تا کہ اس کی طلاق کا عدہ پورا ہو جائے اور کوئی شخص اس سے نکاح کر لے پھر وہ شخص اس کو طلاق دیدے یا مر جائے۔ پھر پہلا شخص اس سے نکاح کرے تو اس سے دخول کرے تو اس پر کفارہ لازم ہو جائے گا اور کفارۂ ظہار میں ایک لڑکا آزاد کرنا بھی کافی ہے جو اسلام میں پیدا ہوا ہو۔ [2]

[1] کلینی نے ج ۶ ص ۱۵۷ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں زرارہ اور کئی راویوں سے، انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر کفارہ دینے سے پہلے مجامعت کر لے تو اس پر ایک اور کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ [2] کلینی نے ج ۶ ص ۱۵۸ پر صحیح حدیث میں معاویہ بن وہب سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو اپنی عورت سے کہتا ہے کہ اس کی پشت اس کی ماں کی طرح ہے۔ فرمایا: ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ایسا غلام اس کے لئے جائز ہے جو خواہ وہ بچہ ہو جو اسلام میں پیدا ہوا ہو۔ اور 'قرب الاسناد' ص ۱۱۱ پر عبد اللہ بن حسن سے، انہوں نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے ظہار کے کفارہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس میں ایک بچہ آزاد کرنا جائز ہے؟ فرمایا: اگر وہ بچہ اسلام میں پیدا ہوا ہے تو جائز ہے۔

(۴۸۳۶) اور حماد نے حلبی سے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے تین مرتبہ ظہار کیا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تین کفارے ادا کرے۔ میں نے کہا: اگر وہ کفارے ادا کرنے سے پہلے مجامعت کرلے؟ فرمایا: وہ اللہ سے طلب مغفرت کرے اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے مجامعت سے رُکا رہے۔

(۴۸۳۷) اور محمد بن مسلم نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے پانچ مرتبہ ظہار کیا یا اس سے زیادہ مرتبہ تو آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر ظہار کے بدلے میں ایک کفارہ ادا کرے گا۔

(۴۸۳۸) اور جمیل بن درّاج نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ظہار کرنے والے پر کفارہ کب واجب ہوتا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: جب وہ اپنی عورت سے مجامعت کا ارادہ کرے۔ میں نے عرض کیا: وہ اگر مجامعت سے پہلے اس کو طلاق دیدے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اگر وہ کفارہ میں روزے رکھے اور بیمار ہو جائے اور روزہ توڑ دے تو کیا (صحت کے بعد) از سرِ نو روزہ شروع کرے یا وہ جو باقی رہ گیا ہے اس کو تمام کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر وہ ایک ماہ روزہ رکھے پھر بیمار ہو جائے تو از سرِ نو رکھنا شروع کردے گا اور اگر ایک مہینہ سے زیادہ ایک (۱) دن یا دو (۲) دن روزے رکھنے کے بعد افطار کرے تو (از سرِ نو کی ضرورت نہیں) اس پر بنا رکھ کر روزے تمام کرے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اس سلسلہ میں آزاد اور غلام دونوں برابر ہیں بس فرق صرف یہ ہے کہ غلام پر کفارہ آزاد کے کفارے سے نصف ہے۔

(۴۸۳۹) محمد بن مسلم نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: اگر کوئی شخص ماہ شعبان میں ظہار کرلے اور آزاد کرنے کو کچھ نہ پائے؟ تو آپؑ نے فرمایا: پھر وہ انتظار کرے کہ رمضان گزر جائے تو وہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔ اور اگر وہ سفر پر ہو اور ظہار کرلے تو انتظار کرے یہاں تک کہ وطن واپس پہنچے اور اگر کوئی شخص (کفارہ میں) روزے رکھے پھر درمیان میں اس کو کہیں سے مال مل جائے تو وہ اس کو چلاتا رہے جس کی ابتداء کی ہو۔ (یعنی یہ نہیں کہ مال سے غلام خرید کر آزاد کردے اور روزے پورے نہ کرے)۔

(۴۸۴۰) اور سماعہ نے ابوبصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بیان فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ میں نے اپنی عورت سے ظہار کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر جاؤ ایک غلام آزاد کرو۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس غلام نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ اور دو مہینے کے لگاتار روزے رکھو۔ اس نے عرض کیا: مجھ میں قوت نہیں ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کیا: میرے پاس اتنی خوراک بھی نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا میں تمہاری طرف سے تصدق کیے دیتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ نے ساٹھ مسکینوں کے کھانے کے لئے اس کو کھجوریں دے دیں اور کہا: تم اس کو تصدق کرو۔ اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے مجھے نہیں معلوم کہ اس ساری آبادی میں مجھ یا میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی اور کھجوروں کا مستحق ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا تو جاؤ تم بھی کھاؤ اپنے عیال کو بھی کھلاؤ۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ظہار کے سلسلہ میں بہت نادر اور غریب ہے کیونکہ اس مضمون کی حدیث اس شخص کے کفارہ کے بارے میں ہے جو ماہ رمضان میں ایک دن اپنا روزہ توڑ لے۔ [1]

(۴۸۴۱) اور حسن بن علی بن فضال کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے عورت سے کہہ دیا کہ اگر تو حجرے کے دروازے سے باہر نکلے تو میرے لئے تو میری ماں کی پشت کے مانند ہے اور وہ باہر نکلی۔ آنجناب نے فرمایا: تجھ پر کوئی کفارہ ہی نہیں ہے۔

[1] جیسا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے کتاب صوم میں حدیث نمبر ۱۸۸۷ کے تحت درج کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: مگر مجھ میں قوت ہے کہ کفارہ ادا کردوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تجھ پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: مجھ میں اتنی قوت ہے کہ ایک غلام اور دو غلام آزاد کرادوں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: تم پر کفارہ ہی نہیں ہے تم میں قوت ہو یا نہ ہو۔

(۴۸۴۲) اور سکونی نے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی عورت سے ایک ہی جملہ میں ایلاء بھی کیا اور ظہار بھی کیا آنجنابؑ نے فرمایا: اس پر ایک کفارہ ہوگا۔

(۴۸۴۳) عبداللہ بن بکیر نے حمران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تو میرے لئے میری ماں کی پشت کے برابر ہے اور اس سے اس کا ارادہ یہ تھا کہ اپنی عورت کو خوش کردے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عورت سے مجامعت کرے، نہ اس کی عورت پر کوئی کفارہ ہے اور نہ اس پر کوئی کفارہ ہے۔

(۴۸۴۴) ایوب بن نوح نے صفوان سے انہوں نے ابن عیینہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے فرمایا: ظہار کرنے والا اگر ایک مہینہ متواتر روزہ رکھے اور دوسرے مہینہ میں ایک روزہ رکھے تو اس نے دوسرے مہینہ کو ملایا اب اگر چاہے تو ایک ایک دو دو روزے کر کے متفرق روزے پورے کرلے اور اگر چاہے تو ہر دن کے لئے ایک مد طعام کسی مسکین کو دے۔

(۴۸۴۵) زیاد بن منذر نے ابی الورد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ایک سو مرتبہ کہا: تو میری لئے ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ ہر مرتبہ کے لئے ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟ پوچھنے والے نے کہا: نہیں۔ آنجنابؑ نے پوچھا: ایک سو (۱۰۰) مرتبہ ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے؟ راوی نے کہا: نہیں۔ آنجنابؑ نے دریافت کیا: کیا وہ سو مرتبہ دو دو مہینہ لگاتار روزے رکھ سکتا ہے؟ راوی نے کہا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: پھر ان دونوں کو جدا کردیا جائے۔ ۱؎

(۴۸۴۶) اور ابن فضال کی روایت میں ہے جو انہوں نے غیاث سے، انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے۔ آنجنابؑ نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی چار عورتوں سے ظہار کیا فرمایا: اس شخص پر ایک کفارہ ہوگا۔ ۲؎

(۴۸۴۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہ طلاق کے بدلے ظہار ہوگا نہ ظہار کے بدلے طلاق۔

(۴۸۴۸) حسن بن محبوب نے ابی ولادؔ سے، انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: نہ قسم میں ظہار ہوگا، نہ کسی کو ضرر پہنچانے کیلئے ظہار ہوگا، نہ غصہ کی حالت میں ظہار ہوگا اور ظہار صرف زمانۂ طہر میں ہوگا جو بغیر جماع کے ہو۔ اور دو مسلمان گواہوں کے سامنے ہوگا۔

(۴۸۴۹) اور عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ظہار واجب (یقینی) کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: یہ وہ ہے کہ جس آدمی نے بعینہٖ ظہار کا ہی ارادہ کیا ہے۔

(۴۸۵۰) اور سکونی کی روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میرا شوہر میرے لئے ماں کی پشت کے مانند ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں (اس لئے کہ ظہار مرد کا کام ہے عورت کا نہیں)۔

۱؎ یعنی جب کفاروں کی ادائیگی کا امکان نہیں تو حاکم انہیں طلاق سے جدا کردے گا۔

۲؎ شیخ نے اسے جنس واحد پر محمول کیا ہے جب کہ صحیح حدیث میں صفوان نے روایت کی ہے کہ حسین بن مہران نے ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے دریافت کیا اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی چار عورتوں سے ظہار کیا۔ فرمایا: وہ سب کے لئے ایک کفارہ دے گا۔ اور سوال کیا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی اور کنیز سے ظہار کیا اس کے لئے کیا ہے؟ فرمایا: اس پر سب کے لئے ایک ہی کفارہ ہے، غلام آزاد کرے یا دو ماہ متواتر روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(۴۸۵۱) اور اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے ظہار کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس معاملے میں کنیز و آزاد دونوں برابر ہیں۔

(۴۸۵۲) اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مملوک و غلام پر ظہار کا کفارہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس پر آزاد سے نصف کفارہ ہے یعنی ایک ماہ کے روزے (لیکن) اس پر تصدق کرنا یا غلام، آزاد کرنا نہیں ہے۔

(۴۸۵۳) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: ظہار کے کفارے میں ام ولد کا آزاد کر دینا بھی کافی ہے۔

باب: لعان

(۴۸۵۴) احمد بن محمد ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: لعان نہیں واقع ہو سکتا تاوقتیکہ مرد اپنی عورت سے جماع نہ کر چکا ہو۔ [1]

اور لعان اولاد کے انکار کر دینے کے بغیر نہ ہوگا۔ [2]

اور اگر مرد عورت پر جھوٹا الزام لگائے، اسکے بچے سے انکار کرے تو اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر وہ اپنی عورت پر زنا کا الزام لگائے اور کہے کہ میں نے اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ایک آدمی کو مجامعت کرتے خود دیکھا ہے اور اس کی اولاد سے انکار کر دے اور اس پر چار عادل گواہ پیش کرے تو عورت کو رجم کر دیا جائے گا اور اگر چار گواہ نہ پیش کر سکے تو اس کو لعان کرے گا اور اگر وہ لعان کرنے سے انکار کرے تو اس کو افتراء کی حد (سزا) میں اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اس نے لعان کر لیا تو اس پر پھر حد جاری نہ ہوگی۔

(۴۸۵۵) اور بزنطی نے حضرت ابوالحسن امام رضا السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے یہ بتائیں کہ ملاعنت کا کیا طریقہ ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: امام قبلہ کی طرف سے پشت کر کے بیٹھے گا اور مرد کو اپنے دائیں جانب اور عورت اور اس کے بچہ کو اپنے بائیں جانب بٹھائے گا۔

(۴۸۵۶) اور دوسری حدیث میں ہے کہ پھر مرد کھڑا ہوگا اور چار مرتبہ اللہ کا حلف اٹھا کر کہے گا کہ میں نے اس پر جو الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں۔ پھر امام اس سے کہے گا کہ اللہ سے ڈر اس لئے کہ اللہ کی لعنت شدید ہوتی ہے۔ پھر مرد کہے گا کہ اگر اس الزام لگانے میں میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر عورت اٹھے گی اور چار مرتبہ اللہ کے حلف کے ساتھ کہے گی کہ اس شخص نے مجھ پر الزام لگایا ہے وہ جھوٹا ہے تو امام اس عورت سے کہے گا کہ دیکھ اللہ سے ڈر اللہ کا غضب شدید ہوتا ہے۔ پھر عورت کہے گی کہ اگر یہ الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو [3] اگر وہ اس کہنے سے پیچھے ہٹی تو اس کو رجم کیا جائے گا اور اس کو پیچھے کی طرف سے رجم و سنگسار کیا جائے گا سامنے کی طرف سے رجم و سنگسار نہیں کیا جائے گا تا کہ ضرب و رجم اس کے چہرے کو گزند نہ پہنچائے اور اس کے چہرے اور شرم گاہ کو چھوڑ کر اس کے تمام اعضائے جسد پر ضرب لگائی جائے گی۔

---

[1] کافی کی روایت یہیں تک ہے اور بظاہر بقیہ کلام مصنف کا ہے۔ اور لعان میں جماع کی شرط بچے سے انکار کی وجہ سے ہے کیونکہ بچہ جماع سے پہلے قرار نہیں پا سکتا۔

[2] کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۶ پر مسند حدیث میں جمیل بن دراج سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں کسی ایک بزرگوار سے روایت کی ہے کہ فرمایا: لعان واقع نہیں ہوتا جب تک بچہ سے انکار نہ کیا جائے اور فرمایا: جب مرد اپنی عورت پر الزام لگائے گا تو اس کو لعان کرے گا۔

[3] بظاہر یہ روایت بزنطی سے ہے اور احتمال یہ ہے کہ اس کا استنباط اس روایت سے کیا گیا ہو جو اس سے مثنیٰ نے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے کی ہے جو 'کافی' ج ۶ ص ۱۶۲ پر نقل کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں جس میں ارشاد ہے: والذین یرمون ازواجھم (سورہ نور آیت ۶)

اور اگر عورت حاملہ ہے تو اس کو سنگسار نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ اس کہنے سے پیچھے نہ ہٹے تو بھی اس پر سے حد یعنی رجم و سنگ ساری ہٹادی جائے گی۔ اور ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا۔ ۱

پھر اگر کوئی اس کے بچے کو زانیہ کی اولاد کہہ کر پکارے گا تو اس کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔ ۲

اور اگر ملاعنت کے بعد وہ مرد بچے کا دعویٰ کرے تو وہ بچہ اس کی طرف منسوب کر دیا جائے گا مگر وہ عورت اس کی طرف واپس نہ ہوگی پس اگر باپ مرجائے تو بیٹا اس کا وارث ہوگا اور اگر بیٹا مرجائے تو باپ کو میراث نہیں ملے گی بلکہ اس کی میراث اس کی ماں کو ملے گی۔ اور اگر اس کی ماں نہ ہوگی تو میراث اس کے بھائیوں کو ملے گی۔ مگر باپ کی طرف سے رشتہ داروں میں کوئی اس کا وارث نہ ہوگا۔ ۳

اور اگر کوئی اپنی عورت پر اتہام لگائے اور وہ گونگی ہو تو دونوں کو جدا کر دیا جائے گا۔ ۴

اور غلام اگر عورت پر اتہام لگائے تو وہ دونوں بھی اس طرح ملاعنت کریں گے جس طرح دو آزاد مرد اور عورت۔ ۵

---

۱ شیخ نے صحیح کی مانند موثق حدیث میں سماعہ بن مہران سے اور انہوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر عورت حاملہ ہو تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا۔

۲ کلینی نے ج ۷ ص ۲۱۳ پر صحیح حدیث میں محمد بن مسلم اور انہوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے کہا: اگر اس کا باپ اس کی ماں پر الزام لگائے؟ فرمایا: اگر وہ اس (عورت) پر الزام لگائے اور اپنے بچے سے انکار کرے تو دونوں ملاعنت کریں اور اس بچے پر کوئی الزام نہیں جس سے انکار کیا گیا اور وہ دونوں کبھی ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں ہوں گے۔ اور اگر وہ شخص اپنے بیٹے سے کہے اور اس کی ماں زندہ ہو: اے زانیہ کے بیٹے۔ اور اپنے بیٹے سے انکار نہ کرے تو اس پر حد جاری کی جائے اور ان دونوں میں جدائی نہ کی جائے۔ تا آخرِ حدیث۔

۳ کلینی نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں ج ۷ ص ۱۶۰ پر روایت کی ہے اگر مرد نے اپنی عورت پر الزام لگایا ہے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر اس کا بیٹا مرجائے تو اسکی خالائیں اسکی وارث ہوں گی، پس اگر اس کا باپ اس کا دعویٰ کرے تو (بچہ) اس سے ملحق کر دیا جائے گا اور اگر مر گیا تو اس کا بیٹا اس کا وارث ہوگا اور باپ اس کا وارث نہیں ہوگا۔ اور ضعیف علی المشہور روایت میں ابی بصیر سے ہے اور انہوں نے نقل کیا ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہ جس نے اپنی عورت سے ملاعنت کی اور اپنے بیٹے سے انکار کر دیا پھر ملاعنت کے بعد اپنے نفس کو جھٹلایا اور خیال کیا کہ بیٹا اسی کا ہے تو کیا اس کا بیٹا اس کو لوٹا دیا جائے؟ فرمایا: ہاں اسے لوٹا دیا جائے۔ اور وہ اپنے بیٹے کا دعویٰ نہیں کرتا ہے تو اس کے لئے میراث نہیں ہے اور جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو وہ کبھی اس کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ پس آنجنابؑ سے بچے کی وراثت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: اس کی خالائیں۔ میں نے کہا: آپؑ دیکھتے ہیں کہ ماں مرجائے تو لڑکا اس کا وارث ہوتا ہے پھر لڑکا مرجائے تو کون اس کا وارث ہوگا؟ فرمایا: اس کی ماں کا قبیلہ۔ میں نے کہا: تو وہ اپنی خالاؤں کو وارث بنائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ اور عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ کہا: میں نے ابا عبد اللہ علیہ السلام سے ملاعنت کے بیٹے کے متعلق سوال کیا کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: اس کی ماں۔ میں نے کہا: اگر اس کی ماں مرجائے تو کون اس کا وارث ہوگا؟ فرمایا: اس کی خالائیں۔

۴ کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۴ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں حلبی اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے اس مرد کے بارے میں جو اپنی عورت پہ الزام لگائے اور وہ گونگی ہو، فرمایا: ان دونوں کو علیحدہ کر دیا جائے گا۔

۵ کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۶ پر صحیح حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ سے غلام کے اپنی عورت پر الزام لگانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: دونوں ملاعنت کریں گے جس طرح آزاد ملاعنت کرتے ہیں۔

اور لعان ہوگا آزاد مرد اور آزاد عورت کے درمیان، غلام اور آزاد عورت کے درمیان اور آزاد مرد اور کنیز کے درمیان اور غلام اور کنیز کے درمیان اور ایک مسلمان اور زنِ یہودیہ اور زنِ نصرانیہ کے درمیان۔ ۱؎

(۴۸۵۷) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آزاد مرد ایک کنیز کے ساتھ ملاعنت کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اگر اس کنیز کے مالک نے اس مرد آزاد سے اس کا نکاح کر دیا ہو۔

(۴۸۵۸) لیکن حسن بن محبوب کی روایت میں ہے جو انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک آزاد (مرد) کنیز سے ملاعنت نہیں کرے گا اور نہ زنِ ذمیہ سے اور نہ اس سے کہ جس سے اس نے متعہ کیا ہے تو یہاں کنیز سے مراد وہ کنیز ہے جو اس کی ملکیت میں ہو اور اس سے اس نے مجامعت کی ہو اور زنِ ذمیہ سے مراد وہ ہے جو اس کی ملکیت میں ہو مگر مسلمان نہ ہوئی ہو۔ اور تفسیر کرنے والی حدیث مجمل حدیث پر حکم لگاتی ہے۔

اور اگر کوئی مرد اپنی عورت سے ملاعنت کرلے اور وہ حاملہ ہو اور ولادت کے بعد مرد اس کے لڑکے کا دعویٰ کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لڑکا اس کا ہے تو وہ لڑکا اس کو دے دیا جائیگا اور اس پر حد جاری نہ ہوگی اس لئے کہ ملاعنت گزر گئی۔ ۲؎ اس حدیث کی روایت بزنطی نے عبدالکریم سے انہوں نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۴۸۵۹) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی عورت پر اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا پھر اس وقت آیا جب وہ مر چکی تھی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا جائیگا اس سے کہا جائے گا: اگر تو چاہے تو اپنے گناہ کا اقرار کرلے اور تجھ پر اتہام لگانے کی حد جاری کی جائے گی اور تو میراث پائے گا اور اگر تو چاہے تو عورت کے کسی قریب ترین قرابتدار سے ملاعنت کرلے اس صورت میں تجھ کو میراث نہیں ملے گی۔ ۳؎

(۴۸۶۰) حسن بن علی کوفی نے حسین بن سیف سے اور انہوں نے محمد بن سلیمان سے، انہوں نے حضرت ابوجعفر ثانی علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کیا: مولا میں آپؑ پر قربان۔ جب مرد اپنی عورت پر اتہام لگائے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر کیسے ہوگی اور جب مرد کے سوا کوئی اور اس کا باپ، اس کا بھائی یا اس کا لڑکا یا کوئی اجنبی اس عورت پر اتہام لگائے تو وہ اپنے قول پر ثبوت اور گواہ پیش کرے ورنہ اس پر اس اتہام کی حد جاری ہوگی۔

آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی سوال کیا گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا: جب مرد اپنی زوجہ پر تہمت لگائے اور کہے کہ اس کو (زنا کرتے ہوئے) اپنی آنکھ سے دیکھا ہے تو اس کی ایک گواہی چار گواہوں کے برابر ہے۔ جب کہے کہ میں نے اس کو آنکھ سے نہیں

۱؎ کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۴ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں جمیل بن دراج سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ایک آزاد اور کنیز کے درمیان لعان ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور غلام اور آزاد (عورت) کے درمیان اور غلام اور کنیز کے درمیان اور مسلم اور یہودیہ اور نصرانیہ کے درمیان۔ اور وہ دونوں وارث نہیں ہوں گے اور نہ آزاد (مرد) کنیز کا وارث ہوگا اور یہ اکثر کا قول ہے بخلاف ابن جنید اور ایک جماعت کے کہ وہ اس کے اسلام کی شرط لگاتے ہیں۔

۲؎ یہ حدیث 'کافی' میں بھی اسی طرح بیان کی گئی ہے۔

۳؎ شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۰۰ پر اپنی اسناد سے ابوبصیر سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر اس عورت کے قرابت داروں میں سے کوئی اس کی جگہ کھڑا ہو جائے اور مرد پر لعان کرے تو مرد کے لئے میراث نہیں ہے اور اگر ان قرابت داروں میں سے کوئی اس عورت کی نیابت میں کھڑا ہونے سے اعراض کرے تو مرد اپنی عورت کی میراث لے گا۔

دیکھا تو اس سے کہا جائے گا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس پر گواہی پیش کرو یعنی وہ بھی غیر کے بمنزلہ ہے اور یہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے شوہر کے لئے ایسا خلوت کدہ قرار دیا ہے جہاں وہی داخل ہوگا کسی غیر کے لئے داخل ہونا (صحیح) نہیں ہے باپ ہو یا بیٹا۔ اور وہ اس میں رات دن ہر وقت داخل ہو سکتا ہے اور اس کے لئے روا ہے کہ وہ یہ کہے میں نے دیکھا ہے۔ اور اگر کوئی غیر شخص کہے گا کہ میں نے دیکھا ہے تو اس سے کہا جائے گا خلوت کدہ میں تجھ کو کس نے داخل کیا جس میں اکیلے تو نے دیکھا؟ تو اتہام لگاتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ تجھ پر حد جاری کی جائے جو اللہ نے تجھ پر واجب کی ہے۔

(۴۸۶۱) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد بصری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں وہاں موجود تھا کہ ایک عورت سے کس طرح ملاعنت کی جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مسلمانوں میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کی کیا رائے ہے اگر ایک شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ ایک مرد اس کی عورت سے مجامعت کر رہا ہے تو وہ ان دونوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرے؟ آنجنابؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف سے منھ پھیر لیا اور وہ بیچارہ پلٹ گیا اور یہ وہی شخص تھا جس کی عورت کا یہ واقعہ تھا۔ آنجنابؑ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی ان دونوں کے متعلق حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی بھیج کر اس شخص کو بلایا اور کہا: کیا تم نے اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: اچھا جاؤ اور اپنی عورت کو لے کر آؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور اس کے لئے ایک حکم نازل فرمایا ہے۔ وہ شخص گیا اور اپنی عورت کو لے کر حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو کھڑا کر دیا اور شوہر سے کہا: تم چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہو کہ تم نے اس پر جو اتہام لگایا ہے اس میں تم سچے ہو۔ اور اس شخص نے چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا: ٹھہر جاؤ۔ اس کو نصیحت کی اور کہا: اللہ سے ڈرو اس لئے کہ اللہ کی لعنت شدید ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: اچھا پانچویں مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہو اگر تم جھوٹے ہو تو تم پر اللہ کی لعنت اور اس نے گواہی دی۔ آنجنابؑ نے اس کو حکم دیا اور وہ ایک طرف ہو گیا پھر آنحضرتؐ نے عورت سے کہا کہ چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہو کہ تیرے شوہر نے جو تجھ پر الزام لگایا اس اتہام لگانے میں جھوٹا ہے۔ اس نے اللہ کو گواہ بنا کر کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ذرا رک جا اور آپؐ نے اس کو نصیحت کی اور کہا: اللہ سے ڈر، اللہ کا غضب بہت شدید ہوتا ہے۔ پھر آنحضرتؐ نے اس سے کہا: اچھا اب پانچویں مرتبہ اللہ کو گواہ بنا کر تم بھی کہو کہ میرے شوہر نے مجھ پر جو اتہام لگایا ہے اگر اس اتہام لگانے میں وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اور اس نے یہ گواہی بھی دے دی۔ تو رسول اللہؐ نے ان دونوں کو جدا کر دیا اور ان دونوں سے کہا: اب تم دونوں اس ملاعنت کے بعد تا ابد نکاح کر کے بھی جمع نہیں ہو گے۔

باب: غلام کی طلاق

(۴۸۶۲) محمد بن فضیل نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ غلام کی طلاق اس وقت واقع ہوگی جب اس نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا ہو یا کسی دوسری قوم یا قبیلہ کی لڑکی غلام کے نکاح میں ہو۔ اگر اپنے مالک کے یہاں کی پیدا لڑکی سے نکاح کیا ہے تو مالک کو اختیار ہے کہ وہ ان دونوں کو جدا کر دے یا ان دونوں کو جمع کر دے اور اگر چاہے تو اس لڑکی کو اس سے چھین لے بغیر طلاق کے۔

(۴۸۶۳) ابن اذینہ نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دونوں نے ارشاد فرمایا کہ کسی مملوک کی طلاق اور نکاح بغیر اس کے مالک کی اجازت کے جائز نہیں۔ میں نے عرض کیا: اور اگر مالک ہی اس کا نکاح کر دے تو پھر طلاق کس کے اختیار میں ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: مالک کے اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ضرب اللّٰہ مثلاً عبداً مملوکاً لا یقدر علیٰ شی (سورہ نحل آیت نمبر ۷۵) [اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے ایک غلام مملوک کی جو کسی شے پر بھی قدرت نہیں رکھتا] اور ایک شے طلاق بھی ہے۔

(۴۸۶۴) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا

بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کا نکاح ایک آزاد شخص سے یا دوسرے لوگوں کے کسی غلام سے کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اب اس کو حق نہیں ہے کہ اس سے اس کنیز کو چھین لے۔ ہاں اگر وہ اس کو فروخت کر دے تو جس نے خریدا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ اس کو شوہر سے چھین لینا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔

(۴۸۶۵) ابن بکیر نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک نے اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اب تو یہ مالک پر منحصر ہے اگر وہ چاہے تو اس کو اجازت دیدے اور اگر وہ چاہے تو دونوں کو جدا کر دے۔ میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے مگر حکم بن عیتبہ وابراہیم نخعی اور ان دونوں کے اصحاب تو کہتے ہیں کہ اصل نکاح ہی فاسد ہے تو مالک کی اجازت اس کو حلال نہیں کر سکتی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس غلام نے اپنے مالک کی نافرمانی کی ہے اللہ کی تو نافرمانی نہیں کی، اب مالک اجازت دیدے تو جائز ہے۔

(۴۸۶۶) حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ جب ایک آزاد عورت ایک غلام کے عقد میں ہو تو وہ کتنی مرتبہ طلاق دے (کہ وہ اس پر حرام ہو جائے اور محلل کی ضرورت ہو) آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: طلاق اور عدہ تو عورتوں کے اعتبار سے ہے (یعنی آزاد ہے تو تین طلاق اور تین طہر)۔

(۴۸۶۷) حماد بن عثمان نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آزاد عورت کی طلاق جب کہ وہ کسی غلام کے عقد میں ہو تو تین طلاق ہے اور کنیز کی طلاق جب کہ وہ آزاد مرد کے عقد میں ہو تو دو طلاق ہے۔

(۴۸۶۸) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب مرد آزاد ہو اور عورت کنیز ہو تو اس کے لئے دو طلاق اور اگر مرد غلام ہو اور عورت آزاد ہو تو اس کے لئے تین طلاق ہوں گی۔

(۴۸۶۹) فضالہ نے قاسم بن برید سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی مرد آزاد کسی مملوکہ کنیز کو طلاق دے اور وہ کچھ (عرصہ) عدہ میں رہے اتنے میں وہ آزاد کر دی جائے تو وہ مملوکہ ہی کا عدہ رکھے گی۔

(۴۸۷۰) اور سماعہ کی روایت میں ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کنیز کا عدہ جس کو ابھی حیض نہیں آتا پینتالیس (۴۵) راتیں ہیں یعنی جب سے اس کو طلاق دے دی جائے۔

(۴۸۷۱) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کنیز کا عدہ اس کا فروخت ہونا یا اس کے شوہر کا فروخت ہونا ہے۔ نیز ایک شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی کنیز کا نکاح ایک آزاد شخص سے کر دیا اس کے بعد اس کنیز کو فروخت کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ دونوں زن و شوہر کے درمیان جدائی ہے لیکن اگر خریدار چاہے تو ان دونوں کو چھوڑ دے (جدا نہ کرے)۔

(۴۸۷۲) محمد بن فضیل نے ابو الصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب کوئی کنیز فروخت کر دی جائے اور وہ شوہر دار ہو تو جس نے اس کو خریدا ہے اس کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو دونوں کو جدا کر دے اور چاہے تو کنیز کو اس کے شوہر کے ساتھ چھوڑ دے مگر جب اس نے راضی ہونے کے بعد اس کے ساتھ چھوڑ دیا تو اب اس کو اختیار نہیں کہ ان دونوں کو جدا کرے۔ اور غلام فروخت کر دیا جائے تو اب اس کا وہ مالک جس نے اس کو خریدا ہے اگر چاہے تو وہ کرے جو کنیز کے مالک نے کیا ہے یہ اس کا حق ہے اور جب اس نے تسلیم کر لیا اور مان لیا تو پھر مان لینے کے بعد اس کو حق نہیں کہ دونوں کو جدا کر دے۔

(۴۸۷۳) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا باپ مملوک (غلام) تھا۔ اس کے باپ کی عورت ایک کنیز مکاتبہ تھی اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی تھی (اور کچھ باقی تھی) اس مملوک کے بیٹے نے اس سے کہا: میں تیرے مکاتبہ میں مدد کر دوں تاکہ تو اپنا بقایا ادا کر دے مگر اس شرط پر کہ جب یہ بقایا ادا ہونے کے بعد اپنی ذات کی خود مالک بن جائے تو تجھے یہ اختیار نہ ہوگا کہ تو میرے باپ کو چھوڑ دے۔ اس نے کہا: ہاں۔ تو اس نے مکاتبہ کی بقایا رقم دے دی۔ تو اب کیا اس کنیز مکاتبہ کو چھوڑنے کا اختیار ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: اب اس کو کوئی اختیار نہ ہوگا مسلمان اپنی شرائط کا پاس کرتے ہیں۔

(۴۸۷۴) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جب کسی غلام کے عقد میں ایک کنیز ہو اور وہ اس کو ایک طلاق دیدے اس کے بعد دونوں آزاد کر دیئے جائیں تو یہ کنیز اس غلام کے پاس مطلقہ کی حیثیت سے برقرار رہے گی۔

(۴۸۷۵) ابن ابی عمیر نے جمیل سے انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے بارے میں جس کو طلاق دیدی گئی اور عدہ ختم ہونے سے پہلے وہ آزاد کر دی گئی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ تین حیض عدہ رکھے گی اور اگر اس کا شوہر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کا عدہ چار مہینے دس روز ہوگا۔

(۴۸۷۶) حریز بن عبداللہ نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مملوک کنیز ایک غلام کے عقد میں ہے پھر وہ آزاد کر دی جاتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو اپنے شوہر کے ساتھ قیام کرے اور اگر چاہے تو جدا ہو جائے۔

(۴۸۷۷) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کی کنیز کے متعلق فیصلہ فرمایا کہ جس کے اپنے مالک سے بچہ ہوا پھر مالک نے اس کا نکاح اپنے غلام سے کر دیا پھر اس کا مالک مر گیا اور یہ کنیز آزاد ہوگئی اور اس غلام نے اس کنیز سے پھر عقد کر لیا۔ اس کنیز کا لڑکا مالک کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا وہ اس کا وارث بنا اور ترکہ میں غلام بھی اس کی ملکیت میں آیا پھر کچھ دنوں میں وہ لڑکا بھی مر گیا اور لڑکے کی وارث یہ عورت ہوئی اور یہ غلام جو اس کا شوہر تھا اس کی ملکیت میں آیا۔ اب وہ جھگڑتے ہوئے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آئے۔ غلام نے کہا کہ میری زوجہ ہے میں نے اس کو طلاق نہیں دی اور عورت نے کہا: یہ میرا غلام ہے۔ اس نے کبھی مجھ سے مجامعت نہیں کی (پھر شوہر کیسا؟)۔ اس عورت سے پوچھا گیا کہ جب سے یہ تیرا غلام بنا ہے اس نے تجھ سے مجامعت کی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب سے یہ تیرا غلام بنا ہے اگر اس نے تجھ سے مجامعت کی ہوتی تو میں تجھے سزا دیتا۔ جا یہ تیرا غلام ہے اگر چاہے تو اس کو فروخت کر دے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھ، چاہے تو اسے آزاد کر دے۔

باب: طلاقِ مریض

(۴۸۷۸) عبداللہ بن مسکان نے فضل بن عبدالملک بقباق سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی جب کہ وہ مریض تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس مرض میں وہ سال بھر کے اندر مر جائے تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور جس دن اس کو طلاق ہوئی ہے اس دن سے عدہ طلاق رکھے گی اور عدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد وہ نکاح کر لے گی۔ اور ایک سال کے اندر اسی مرض میں مرا ہے تو عورت اس کی میراث پائے گی اور ایک سال گزرنے کے بعد مرا ہے تو عورت کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

(۴۸۷۹) حسن بن محبوب نے ابن بکیر سے انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مریض حالتِ مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: نہیں مگر وہ چاہے تو اسی حالتِ مرض میں نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر اس نے عورت سے دخول کیا تو عورت بھی وارث بنے گی اور اگر اس نے اس سے دخول نہیں کیا تو نکاح باطل ہے۔

(۴۸۸۰) حسن بن محبوب نے ربیع اصم سے انہوں نے ابی عبیدہ حذا اور مالک بن عطیہ سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی مریض بحالتِ مرض اپنی عورت کو طلاق دے اور وہ حالتِ مرض میں اس وقت تک رہے کہ عورت کے عدہ کی مدت ختم ہو جائے اور اس کے بعد وہ اسی مرض کی حالت میں عدہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد مر جائے تو اگر اس عورت نے کوئی دوسرا نکاح نہیں کیا ہے تو وہ اس کی وارث بنے گی اور اگر اس نے دوسرا نکاح کر لیا ہے تو وہ وارث نہیں بنے گی۔

(۴۸۸۱) اور سماعہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی اور وہ عورت کی مدت عدہ ختم ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ عدہِ وفات رکھے گی اور اس کے لئے وراثت ہوگی۔

(۴۸۸۲) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ابان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حالتِ صحت میں اپنی عورت کو دو مرتبہ طلاق دی اور پھر حالتِ مرض میں اس نے اس کو تیسری طلاق دیدی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک وہ حالتِ مرض میں ہے خواہ ایک سال تک کیوں نہ ہو وہ عورت اس کی میراث پائے گی۔

(۴۸۸۳) اور ابن بکیر کی روایت زرارہ سے ہے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: کسی مریض کے لئے یہ جائز نہیں کہ حالتِ مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے مگر اس کے لئے یہ جائز ہے کہ نکاح کرے۔

(۴۸۸۴) اور زرعہ کی روایت میں سماعہ سے ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دیدی جب کہ وہ مریض تھا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک عدہ کی حالت میں ہے وہ وارث رہے گی اور اگر حالتِ اضرار میں طلاق دی ہے تو وہ سال بھر تک وارث رہے گی۔ اور اس کے عدہ کے اندر سال بھر پر ایک دن بھی زائد ہو تو وارث نہ ہوگی۔

(۴۸۸۵) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نزع کے عالم میں ہے اس نے اپنی عورت کو طلاق دیدی کیا یہ طلاق جائز ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اگر وہ مر گیا تو عورت اس کی وارث بنے گی اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔

باب: طلاق مفقود (گم شدہ)

(۴۸۸۶) عمیر بن اذینہ نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص گم ہو گیا ہے، اس کی عورت کیا کرے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ خاموش ہو کر نہ بیٹھ جائے مگر اس کے چھوڑ جانے پر صبر کرے اور اگر وہ اپنا معاملہ والی وحاکم کے سامنے پیش کرے گی تو وہ اس کو چار سال کی مدت دے گا پھر وہ اس گرد ونواح میں خط لکھے گا جہاں وہ گم ہوا ہے اگر وہاں سے اس کے حیات کی خبر آئی تو یہ صبر کرے اور اگر چار سال تک اس کے حیات کی کوئی خبر نہ ملے تو پھر وہ اس کے گم شدہ شوہر کے ولی کو بلائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کیا اس گم شدہ شخص کا کوئی مال ومتاع ہے؟ اگر مال ومتاع ہے تو وہ اس عورت پر خرچ کرے جب تک اس کی موت یا حیات کا علم نہ ہو۔ اور اگر اس گم شدہ شخص کا کوئی مال ومتاع نہیں تو اس کے ولی سے کہا جائے گا کہ تم اس کا خرچہ دو۔ اگر اس نے ایسا کیا تو جب تک وہ خرچہ دے رہا ہے عورت کو دوسرا نکاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ خرچہ دینے سے انکار کرے تو والی وحاکم اس پر جبر کرے گا کہ وہ عورت کو زمانہ طہر میں عدہ رکھنے سے پہلے ایک طلاق دے اور ولی کا یہ طلاق دینا شوہر کا طلاق دینا ہوگا۔ اگر ولی کے طلاق دینے کے دن سے لے کر عدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر آ گیا تو اس کے بیچ میں آئے تو اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی عورت ہے اور وہ اس کے پاس دو طلاق کے بقایا رہے گی۔ اور اگر شوہر کے آنے سے پہلے اور اس کے رجوع کرنے سے پہلے عدہ کی مدت ختم ہوگئی تو پھر وہ عورت نکاح کے لئے حلال ہے (جو چاہے نکاح کرے) اور پہلے شوہر کا اس پر کوئی قابو نہیں ہے۔

(۴۸۸۷) اور دوسری روایت میں ہے اگر شوہر کا کوئی ولی نہ ہو تو والی و حاکم اس کو طلاق دے گا اور پھر اس پر دو عادل گواہوں کو گواہ بنائے گا اور ولی و حاکم کا طلاق دینا ہی شوہر کا طلاق دینا مانا جائے گا۔ اور عورت چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اس کے بعد اگر چاہے تو دوسرا نکاح کسی سے کرے گی۔

(۴۸۸۸) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اور موسیٰ بن بکر نے بھی زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: جب کسی شخص کی موت کی خبر اس کی عورت کو دی جائے یا اس کو یہ اطلاع دی جائے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے اور وہ عدہ رکھے اور عدہ کے بعد کسی شخص سے نکاح کرلے پھر اس کا پہلا شوہر آجائے۔ تو پہلے شوہر کا اس دوسرے شوہر سے زیادہ حق ہے خواہ اس دوسرے شوہر نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اس عورت کو اس دوسرے شوہر سے مہر لینے کا حق ہے اسلئے کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لئے حلال کیا۔ اور عبدالکریم نے اپنی بیان کردہ حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اس کے دوسرے شوہر کو تا ابد اس عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔

(۴۸۸۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے متعلق اس کی زوجہ نے یہ گمان کیا کہ وہ مرگیا یا قتل کردیا گیا ہے تو اس کی عورت نے دوسرا نکاح کرلیا اور اس کی کنیز جو اس کے تحت تصرف تھی اس نے بھی دوسرا عقد کرلیا اور ان دونوں کی ان دوسرے شوہروں سے اولاد بھی پیدا ہوگئی اتنے میں اس عورت کا پہلا شوہر اور اس کنیز کا مالک آگیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اپنی عورت کو لے لے گا وہ اس کا زیادہ حق دار ہے اور اپنی کنیز کو بھی اور اس کے بچے کو لے لے گا یا اگر قیمت پر راضی ہوگا تو قیمت لے لے گا۔

(۴۸۹۰) اور ابراہیم بن عبدالحمید کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے دو گواہوں کے متعلق فرمایا جنہوں نے ایک عورت کے سامنے جاکر گواہی دی کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دیدی ہے تو اس عورت نے دوسرے سے نکاح کرلیا پھر اس کا پہلا شوہر آگیا (جس نے طلاق دینے سے انکار کیا)۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ان دونوں گواہوں کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور وہ شوہر کے لئے مہر ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے پھر عورت عدہ رکھے گی اور اپنے پہلے شوہر کی طرف واپس ہو جائے گی۔

(۴۸۹۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت کو اس کے شوہر کی موت کی خبر سنائی گئی اس نے عدہ وفات رکھا اور دوسرا نکاح کرلیا اتنے میں اس کا پہلا شوہر آگیا اور اس نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور اس دوسرے شوہر نے بھی چھوڑ دیا اب سوال یہ ہے کہ وہ کتنے عدہ رکھے اور لوگوں کے لئے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ تین طہر عدہ رکھے اس لئے کہ اس کا رحم تین طہر میں پاک ہوگا پھر لوگوں کے نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی۔

زرارہ کا بیان کہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ عدہ رکھے گی ہر شوہر کے لئے ایک عدہ مگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے انکار کیا اور فرمایا: وہ صرف تین طہر عدہ رکھ کر سب لوگوں سے نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی۔

باب: خلیہ، بریہ، بتہ، باین، حرام

(۴۸۹۲) حماد بن عثمان نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ تو میری طرف سے خالی ہے یا بری ہے یا منقطع ہے یا حرام ہے۔ تو آنجنابؑ نے فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

(۴۸۹۳) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے محمد بن سماعہ سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجنابؑ سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی عورت سے کہہ دیا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر مجھ کو اس پر قابو

ہوتا تو میں اس کا سر توڑ دیتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ عورت تجھ پر حلال کی ہے پھر اور کون ہے۔ جس نے اس عورت کو تجھ پر حرام کردیا۔ اس نے جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں کہا اور خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لئے حلال کیا ہے وہ حرام ہے، اس پر نہ کوئی طلاق ہے نہ کفارہ ہے۔

میں نے عرض کیا: مگر اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے کہ یا ایھا النبی لم تحرم مااحل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک و اللہ غفور رحیم. قد فرض اللہ لکم تحلہ ایمانکم. (سورہ تحریم آیت ۱-۲) (اے نبیؐ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کردی ہے اس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے کیوں کنارہ کش ہوتے ہو اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے اللہ نے تم لوگوں کے لئے قسموں کو توڑ ڈالنے کا کفارہ مقرر کردیا ہے) تو اللہ نے اس کے لئے ان پر کفارہ مقرر کردیا۔

آنجنابؑ نے فرمایا: آنحضرتؐ نے اپنے اوپر اپنی ایک کنیز ماریہ حرام کرلی تھی اور قسم کھائی تھی کہ آنحضرتؐ اس سے مقاربت نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر قسم کا کفارہ فرض کیا تھا حرام کرنے پر کوئی کفارہ فرض نہیں کیا تھا۔

باب: عِنّین (نامرد) کے لئے حکم

(۴۸۹۴) محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبداللہ بن فضل ہاشمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے یا کسی اور شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی عورت نے دعویٰ کیا کہ وہ نامرد ہے اور وہ شخص اس سے انکار کرتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی قابلہ اس عورت کی شرمگاہ میں خلوق (ایک قسم کا رنگ جو زعفران وغیرہ سے مرکب ہوتا ہے) پھیر دے مگر مرد کو معلوم نہ ہو اور مرد اس سے دخول کرے اور نکالے اگر اس کے آلہ تناسل پر خلوق لگا ہوا ہو تو وہ سچا ہے اور اگر نہ لگے تو وہ سچی ہے یہ جھوٹا ہے۔

(۴۸۹۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے خلاف یہ الزام لگائے کہ وہ نامرد ہے اور شوہر ایسا ہونے سے انکار کرے تو اس مقدمہ کا فیصلہ یہ ہے کہ مرد کو ٹھنڈے پانی میں بٹھا دیا جائے اگر اس کا عضو تناسل ڈھیلا ہی پڑا رہتا ہے تو وہ نامرد ہے اور اگر وہ سکڑ جاتا ہے تو وہ نامرد نہیں ہے۔

(۴۸۹۶) اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو تین دن تک تازہ مچھلی کھلائی جائے پھر اس سے کہا جائے کہ راکھ پر پیشاب کرو اگر اس کا پیشاب راکھ میں سوراخ کردے تو وہ نامرد نہیں اور اگر اس کا پیشاب راکھ میں سوراخ نہ کرے تو پھر وہ نامرد ہے۔

(۴۸۹۷) صفوان بن یحییٰ نے ابان سے، انہوں نے غیاث سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی نامرد کے متعلق یہ علم ہو جائے کہ وہ نامرد ہے عورت کے پاس نہیں جاسکتا ہے تو ان دونوں کو جدا کردیا جائے گا اور اگر ایک مرتبہ بھی اس نے عورت سے مجامعت کرلی ہے تو ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔ اور مرد کو کسی عیب کی بنا پر رد نہیں کیا جائے گا۔

(۴۸۹۸) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر سے اور انہوں نے ابی الربیع شامی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کچھ دن اس کے ساتھ رہا مگر اس سے مجامعت نہیں کرسکا وہ عورت کے وہی اعضاء دیکھتا رہا جن کا دوسروں کو دیکھنا حرام ہے پھر اس نے اس کو طلاق دیدی، کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرے؟ آپؑ نے فرمایا: اس کے لئے جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس نے اس کی ماں کا بہت کچھ دیکھا ہے۔

(۴۸۹۹) اور سکونی کی روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ایک عورت سے ایک مرتبہ مجامعت کرے پھر اس پر ایسا جادو کردیا جائے کہ مجامعت نہ کرسکے تو عورت کو اس سے جدا ہونے کا کوئی اختیار نہیں۔

(۴۹۰۰) اور عمار ساباطی نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ اس پر جادو کر کے ایسا باندھ دیا گیا کہ اپنی عورت سے مجامعت نہیں کر پاتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ دوسری عورت سے بھی مجامعت نہیں کر پاتا تو اس کے پاس اس کی عورت کو روکا نہیں جائے گا مگر یہ کہ وہ خود رکنے پر راضی ہو جائے اور اگر وہ دوسری عورتوں سے مجامعت پر قادر ہے تو اس کے روکنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴۹۰۱) اور ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے۔ جب عورت یہ جان لینے کے بعد اس کا شوہر نامرد ہے اس کے ساتھ قیام کر لے اور اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جائے تو راضی ہونے کے بعد اس عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے۔[۱]

باب: نادر احادیث

(۴۹۰۲) ابوسعید خدری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو نصیحت کی کہ اے علیؑ جب تم خلوت میں عروس کے پاس جاؤ اور بیٹھو تو اس کے موزے اتار دو اور اس کے دونوں پاؤں دھو اور اس کا دھون اپنے گھر کے دروازے سے لے کر مکان کے آخری سرے تک چھڑک دو۔ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گھر سے ستر (۷۰) ہزار قسم کا فقر دور کرے گا۔ اور ستر (۷۰) ہزار قسم کی برکتیں اس میں داخل کر دے گا اور اس پر ستر (۷۰) رحمتیں نازل کرے گا جو عروس کے سر پر منڈلاتی رہیں گی اور تم گھر کے گوشے گوشے میں اس کی برکتیں دیکھ پاؤ گے۔ اور عروس جب تک اس گھر میں ہے جنون و جذام اور برص سے محفوظ رہے گی اور عروس کو منع کر دو کہ وہ اس ہفتہ ان چار چیزوں دودھ، سرکہ، دھنیا اور کھٹے سیب سے پرہیز کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ ان چار چیزوں سے پرہیز کیوں کیا جائے؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اس لئے کہ رحم ان چار چیزوں سے عقیم اور بانجھ ہو جاتا ہے۔ اور ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور بچہ قرار نہیں پاتا اور گھر کے اندر کسی گوشے میں پڑی ہوئی چٹائی اس عورت سے بہتر ہے جس کے بچہ نہ پیدا ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ سرکہ سے کیوں منع کیا جائے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر سرکہ کھانے پر حیض آیا تو مکمل طور پر کبھی وہ حیض سے پاک نہ ہوگی اور دھنیا حیض کو اس کے پیٹ میں بکھیر دے گا اور اس سے ولادت میں سختی ہوگی۔ اور کھٹا سیب اس کے حیض کو قطع کر دے گا اور وہ مرض بن جائے گا۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علیؑ تم اپنی عورت سے مہینہ کی پہلی اور پندرہ اور آخری تاریخ میں مجامعت نہ کرنا کیونکہ اس طرح جنون و جذام اور خبط الحواسی سرعت کے ساتھ اس کی طرف اور اس کے بچے کی طرف پہنچتی ہے۔

اے علیؑ ظہر کے بعد اپنی عورت سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اس وقت کوئی بچہ تم دونوں کے لئے مقدر ہوا تو احول (بھینگا) ہوگا اور انسانوں میں احول کو دیکھ کر شیطان خوش ہوتا ہے۔

اے علیؑ جماع کرتے وقت باتیں نہ کرنا ورنہ اس اثناء میں اگر کوئی بچہ تم دونوں کے لئے مقدر ہوا تو خطرہ ہے کہ وہ گونگا ہو اور جماع کرتے وقت کوئی شخص عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور جماع کرتے وقت نظر نیچی رکھے کیونکہ عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بچے میں اندھا پن پیدا کرتا ہے۔

اے علیؑ تم غیر کی عورت کے تصور میں اپنی عورت سے جماع نہ کرنا ورنہ مجھے ڈر ہے کہ اگر اس دوران تم دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ مخنث یا زنخا یا فاتر العقل ہوگا۔

---

[۱] میں (علی اکبر غفاری) نے اس کی سند نہیں پائی، اور شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۲۳۴ پر وہب بن وہب سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: عورت جس روز دعویٰ کرے کہ اسے خلاصی دلوائی جائے اور دونوں میں جدائی کرا دی جائے تو عنین کو ایک سال تک چھوڑا جائے گا، پس اگر وہ اس کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جاتی ہے پھر اختیار استعمال کرنا چاہتی ہے تو اس کے بعد اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے اور اسے خلاصی کے لئے کوئی اختیار نہیں رہتا۔

اے علیؑ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ بستر پر حالت جنابت میں ہو جائے تو وہ قران کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ ان دونوں پر آسمان سے آگ برسے اور ان دونوں کو جلا کر خاک کر دے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس سے مراد سورہائے عزائم کی تلاوت ہے دوسرے سورے نہیں ہیں۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے مجامعت کرو تو تمہارے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا ہو اور تمہاری عورت کے پاس کپڑے کا ایک الگ ٹکڑا ہو ایک ہی کپڑے سے دونوں مادے کو صاف نہ کریں ورنہ شہوت پر شہوت واقع ہوگی اور اس سے تم دونوں میں عداوت پیدا ہوگی جو جدائی اور طلاق پر ختم ہوگی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے کھڑے کھڑے مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ یہ گدھوں کا کام ہے اگر اس سے تم دونوں کے مقدر میں بچہ پیدا ہوتا ہے تو بستر پر پیشاب کرے گا جس طرح گدھا کہ جہاں ہوتا ہے پیشاب کرتا ہے۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے شب عید قربان مجامعت نہ کرنا اس لئے کہ اگر تم دونوں کے بچہ ہوگا تو اس کی چھ انگلیاں یا چار انگلیاں ہوں گی۔

اے علیؑ تم کسی پھلدار درخت کے نیچے اپنی عورت سے جماع نہ کرنا اس سے تم دونوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ قتال یا جلاد یا ظلم میں مشہور ہوگی۔

اے علیؑ تم سورج کے سامنے اور اس کی روشنی میں اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو مگر یہ کہ تم پردہ ڈال لو جو تم دونوں کو چھپائے رکھے ورنہ اگر تم دونوں سے کوئی بچہ پیدا ہوا تو وہ ہمیشہ سختی اور فقر و فاقہ میں رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کی موت آجائے گی۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے اذان و اقامت کے درمیان مجامعت نہ کرنا ورنہ تم دونوں کے اگر لڑکا پیدا ہوا تو اس کو خون بہانے کا بہت شوق ہوگا۔

اے علیؑ اگر تمہاری عورت حاملہ ہو تو جب تک تم وضو نہ کر لو اس سے مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر تم دونوں کے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو وہ دل کا اندھا اور ہاتھ کا کنجوس ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے نصف ماہِ شعبان میں مجامعت نہ کرنا ورنہ تم دونوں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ منحوس ہوگی اور اس کے چہرے پر نحوست ہوگی۔

اے علیؑ اپنی عورت سے شعبان کے آخر دنوں میں جب اس میں دو (۲) دن باقی رہ جائیں مجامعت نہ کرنا ورنہ اگر تم دونوں کے لڑکا پیدا ہوگا تو عشر وصول کرنے والا یا ظالموں کی مدد کرنے والا ہوگا اور اس کے ہاتھوں لوگوں کا ایک گروہ ہلاک ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے عمارتوں کی چھتوں پر جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ منافق و ریا کار و بدعتی ہوگا۔

اے علیؑ جب تم کسی سفر کے لئے نکلو تو اس شب میں اپنی عورت سے جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر دونوں کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوگا تو وہ اپنا مال ناحق کاموں میں خرچ کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۷) (فضول خرچ لوگ شیاطین کے بھائی بند ہوتے ہیں)۔

اے علیؑ جب تم ایسے سفر پر نکلو تو جس کی مسافت تین دن اور تین رات ہو تو اپنی عورت سے مجامعت نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے کوئی بچہ پیدا ہوگا تو وہ تم پر ہر ظلم کرنے والے کی مدد کرے گا۔

اے علیؑ تم مہینہ کی دوسری تاریخ کی شب میں جماع کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کا بچہ پیدا ہوگا تو وہ اللہ کی کتاب کا حافظ ہوگا اور اللہ نے جو اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے اس پر راضی ہوگا۔

اے علیؑ اگر تم تیسری تاریخ کی شب میں جماع کرو گے اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو اس کو شہادت کے بعد شہادت نصیب ہوگی کہ لا الہ الا اللہ و انّ محمد رسول اللہ کی شہادت کے بعد (تیسری) شہادت کی روزی ملے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو مشرکین کے ساتھ معذّب نہیں کرے گا۔ وہ

پاک نکہت، پاک دہن ہوگا، رحم دل ہوگا، ہاتھ کا سخی ہوگا۔ اس کی زبان غیبت و کذب و بہتان سے پاک ہوگی۔

اے علیؑ اگر تم جمعرات کی شب میں جماع کرو اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہو تو حاکموں میں سے وہ بھی ایک حاکم ہوگا یا عالموں میں سے وہ بھی ایک عالم ہوگا اور اگر جمعرات کے دن زوال کے وقت جب آفتاب ٹھیک آسمان کے بیچوں بیچ ہو تم جماع کرو گے اور تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو اس کے بڑھاپے تک شیطان اس کے قریب نہیں بھٹکے گا اور وہ لوگوں کے امور کا نگران ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو دین و دنیا کی سلامتی عطا فرمائے گا۔

اے علیؑ اگر تم اس سے شب جمعہ میں جماع کرو گے اور تم دونوں کے لئے بچہ مقدر ہوگا تو وہ خطیب، بیباک بولنے والا اور بے دھڑک تقریر کرنے والا ہوگا۔ اور اگر تم جمعہ کے دن بعدِ عصر جماع کرو گے اور تم دونوں کے نصیب میں بچہ ہوگا تو وہ ایک مشہور و معروف عالم ہوگا اور اگر تم شب جمعہ میں بعدِ عشاء جماع کرو گے تو امید ہے کہ جو بچہ پیدا ہوگا تو وہ ان شاء اللہ تعالیٰ ابدال میں سے ہوگا۔

اے علیؑ تم اپنی عورت سے رات کی اول ساعت میں جماع نہ کرو اس لئے کہ اگر تم دونوں کے مقدر میں بچہ ہوگا تو خطرہ ہے کہ وہ ساحر اور جادوگر ہو اور دنیا کو دین پر ترجیح دے۔

اے علیؑ میری ان وصیتوں کو یاد رکھو، جس طرح میں نے جبرائیل علیہ السلام سے سن کر یاد رکھا ہے۔

(۴۹۰۳) اصحاب امیر المومنین علیہ السلام میں سے ایک شخص نے اپنی عورت کی شکایت کی تو آنجنابؑ لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے گروہ مردم! تم لوگ کسی حال میں بھی عورتوں کی اطاعت نہ کرو اور ان کو کسی مال کا امین نہ بناؤ اور انہیں نہ چھوڑو کہ امور عیال کی تدبیر و انصرام خود کریں اس لئے کہ اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو جب بھی چاہیں گی ہلاکتوں میں ڈال دیں گی اور اپنے شوہر کے حکم سے سرتابی کریں گی۔ اس لئے کہ ہم نے ان کو دیکھا ہے کہ اپنی حاجت وضرورت کے وقت ان میں ورع اور تقویٰ نہیں رہ جاتا اور خواہش کے وقت صبر نہیں کرتیں۔ تکبر تو ان کے لئے لازم ہے خواہ وہ بڑی کیوں نہ ہو جائیں اور خود پسندی ان کا لاحقہ ہے خواہ وہ بوڑھی کیوں نہ ہو جائیں۔ اگر ان کو کم دیا جائے تو وہ زیادہ شکر گزار نہ ہوں گی۔ وہ نیکیاں بھول جاتی ہیں، برائیاں یاد رکھتی ہیں۔ وہ بہتان تراشی میں جلدی کرتی ہیں اور سرکشی میں حد سے بڑھ جاتی ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں ان کی دلجوئی اور مدارات کرو اور ان سے اچھی اچھی باتیں کرو، شاید وہ اپنے کردار کو درست کرلیں۔

(۴۹۰۴) اور عبداللہ بن مسکان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھے اچھے اخلاق سے مخصوص کیا ہے ۔ پس تم لوگ اپنی ذات کو آزماؤ۔ اگر وہ اخلاق تم میں ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرو اور اس میں اضافہ کی خواہش کرو۔ پھر آنجنابؑ نے دس اخلاق گنوائے۔ یقین۔ قناعت۔ صبر۔ شکر۔ حلم۔ حسنِ سلوک۔ سخاوت۔ غیرت۔ شجاعت۔ اور مروّت۔

(۴۹۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باقی رہنا تو کسی کو نہیں ہے لیکن اگر انسان اپنی بقاء (درازی عمر) چاہے تو بہت صبح سویرے کچھ کھایا کرے۔ جوتے نئے پہنے۔ ہلکی چادر اوڑھے اور عورتوں سے مجامعت کم کرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلکی چادر سے کیا مراد آپؐ نے فرمایا: ہلکا پھلکا قرض۔

(۴۹۰۶) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنی جگہ سے اُٹھے تو کوئی مرد اس جگہ پر بغیر اس جگہ کے ٹھنڈا ہوئے نہ بیٹھے۔

(۴۹۰۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تین باتیں جسم کو منہدم بلکہ بسا اوقات قتل کر دیتی ہیں۔ بھرے پیٹ پر حمام جانا۔ متلی کے اوپر غشی۔ اور بوڑھی عورت سے نکاح۔

(۴۹۰۸) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: تین باتیں ہیں جس کا انسان عادی ہوگا تو پھر کبھی نہ چھوڑے گا۔ اپنے بال اکھیڑنا، کپڑا اپنی پنڈلیوں تک اُٹھانا، کنیزوں سے نکاح کرنا۔

(۴۹۰۹) آنجنابؑ نے فرمایا: جس شخص کی عورت اسی شہر میں ہو اور وہ اپنا گھر چھوڑ کر دوسری جگہ شب بسر کرے یہ صاحبِ مروت کی موت ہے۔

(۴۹۱۰) فرمایا: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جس کے اہل وعیال تنگی میں بسر کریں۔

(۴۹۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سے بہتر ہوں۔

(۴۹۱۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آدمی کے متعلقین اس کے اسیر وقیدی ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے جو اپنے اسیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۴۹۱۳) اور حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے فرمایا: انسان کے اہل وعیال اس کے اسیر وقیدی ہیں پس جس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں سے نوازے اس کو لازم ہے کہ اپنے قیدیوں کے خرچ میں توسیع کرے اگر ایسا نہیں کرے گا تو زیادہ امکان اس کا ہے کہ وہ نعمت اس سے چھن جائے۔

(۴۹۱۴) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے فرزند اگر تم کو قوی بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تم کو ضعیف وکمزور بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے کمزور بنو۔ اور اگر تم سے ہو سکے تو عورت کو اس کے امور کا مالک نہ بناؤ جو اس کی ذات سے تجاوز کر جائے۔ اس لئے کہ یہ اس کے جمال کو دائم رکھتا ہے، اس کا دل مطمئن رہتا ہے، وہ آسودہ حال رہتی ہے۔ عورت ایک پھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے۔ ہر حال میں اس کی دلجوئی ومدارات کرو اور اچھی طرح میل ملاپ رکھو تا کہ تمہاری زندگی خوشگوار گزرے۔

(۴۹۱۵) خالد بن نجیح نے حضرت امام ابی عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے آنجنابؑ کے سامنے لوگ نحوست کا تذکرہ کر رہے تھے تو آنجنابؑ نے فرمایا: نحوست تین چیزوں میں ہے: عورت میں، سواری میں اور گھر میں۔ عورت میں نحوست اس کا مہر زیادہ ہونا اور شوہر کی نافرمانی ہے، سواری میں نحوست اس کی بدمزاجی اور اپنی پشت پر کسی کو سوار نہ ہونے دینا ہے۔ اور گھر کی نحوست اس کا صحن تنگ ہونا اور اس کے پڑوسیوں کا بُرا ہونا اور اس میں بہت سے عیوب ہوتے ہیں۔

(۴۹۱۶) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی مادر گرامی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا: اے فرزند رات کو زیادہ سونے سے پرہیز کرو اس لئے کہ رات کو زیادہ سونا آدمی کو قیامت کے دن فقیر کر دے گا۔

(۴۹۱۷) سلیمان بن جعفر بصری سے روایت ہے، انہوں نے عبداللہ بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میری امت کے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر چوبیس (۲۴) باتیں مکروہ کی ہیں (۱) نماز میں فعل عبث کرنا۔ (۲) صدقہ دینے میں احسان جتانا۔ (۳) قبروں کے درمیان ہنسنا (۴) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا (۵) عورتوں کی شرمگاہ کو دیکھنا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ (۶) عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنا یہ گونگا پن پیدا کرتا ہے۔ (۷) عشاء سے پہلے سونا۔ (۸) عشا کے بعد باتیں کرنا۔ (۹) بغیر ازار پہنے زیر آسمان نہانا۔ (۱۰) اور مجامعت زیر آسمان۔ (۱۱) بغیر ازار پہنے دریا میں اُترنا۔ اور فرمایا کہ دریا میں ملائکہ آباد اور سکونت پذیر ہیں۔ (۱۲) بغیر آزار پہنے حماموں میں جانا۔ (۱۳) نماز ظہر کے وقت جب تک نماز تمام نہ ہو جائے اذان واقامت کے درمیان کلام کرنا۔ (۱۴) سمندر کے طوفان میں کشتی پر سوار ہونا۔ (۱۵) نیز فرمایا: جو شخص ایسی چھت پر سوئے جو پختہ اور پتھر کی بنی ہوئی نہ ہو میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ (۱۶) کسی شخص کا اکیلے مکان میں سونا۔ (۱۷) کسی مرد کا اپنی عورت سے جماع جب کہ وہ حائض ہو اس لئے کہ اگر اس حالت میں مجامعت کی اور لڑکا

مجذوم یا مبروص پیدا ہوتو اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ (۱۸) آنحضرتؐ نے اس امر کو مکروہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص خواب دیکھے اور احتلام ہو جائے اور غسل سے پہلے اس احتلام کی حالت میں اپنی عورت سے مجامعت کرلے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور لڑکا مجنون پیدا ہوا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ (۱۹) آنحضرتؐ نے مکروہ فرمایا کہ کوئی شخص کسی جذامی سے بات کرے مگر یہ کہ ان کے درمیان گز ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ (۲۰) نیز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (۲۱) آنحضرتؐ نے بہتے ہوئے دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ فرمایا۔ اور اس پھل دار درخت کے نیچے پاخانہ، پیشاب کرنے کو مکروہ فرمایا جس میں پھل اُگے ہوئے ہوں یا کھجور کے درخت کے نیچے جن میں پھل آگئے ہوں۔ (۲۲) آنحضرتؐ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو مکروہ فرمایا۔ (۲۳) آنحضرتؐ نے اندھیرے گھر میں داخل ہونے کو مکروہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے آگے آگے چراغ یا آگ ہو۔ (۲۴) آنحضرتؐ نے نماز میں جائے سجدہ کو پھونکنے کو مکروہ فرمایا۔

(۴۹۱۸) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو جائز نہیں کہ میری اس مسجد میں سے بحالتِ جنابت گزرے سوائے میرے اور علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) کے اور جو میرے اہل بیت ہیں وہ تو مجھ ہی سے ہیں۔ [۱]

(۴۹۱۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے عرض کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ آپؑ نکاح نہیں کرتے؟ آنجنابؑ نے جواب دیا: مجھے نکاح کا کیا کرنا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اس سے آپؑ کی اولاد پیدا ہوگی۔ آنجنابؑ نے فرمایا: مجھے اولاد کا کیا کرنا ہے اگر وہ زندہ رہے تو میرے لئے فتنہ بنیں گے اور اگر مرگئے تو مجھے حزن میں مبتلا کریں گے۔

(۴۹۲۰) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ رَبًّا، وَمِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ ضِیَاعًا، وَمِنْ زَوْجَۃٍ تُشَیِّبُنِي قَبْلَ اَوَانِ مَشِیْبِي، وَمِنْ خَلِیْلٍ مَاکِرٍ عَیْنَاہُ تَرَانِي وَقَلْبُہٗ یَرْعَانِي، اِنْ رَاٰی خَیْرًا دَفَنَہٗ وَ اِنْ رَاٰی شَرًّا اَذَاعَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ وَجَعِ الْبَطْنِ۔ (اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی اولاد سے جو خود میرا پروردگار بننے کی کوشش کرے اور اس مال سے جو غیر اطاعتِ الٰہی میں صرف ہو۔ اور ایسی زوجہ سے جو مجھے بوڑھا ہونے سے پہلے ہی بوڑھا کردے اور اس دوست سے جو مکار ہو جس کی آنکھیں مجھے دیکھتی ہوں اور اس کے دل میں مکر اور دھوکہ ہو۔ اگر میری نیکی دیکھے تو اسے چھپادے اور بدی دیکھے تو اس کو مشتہر کرے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں پیٹ کے درد سے)۔

صُمٌّ اِذَا سَمِعُوْا خَیْرًا ذُکِرْتُ بِہٖ
وَ اِنْ ذُکِرْتُ بِشَرٍّ عِنْدَھُمْ اَذِنُوْا

(جب کہیں میری اچھائیوں کا ذکر ہوتے سنتے ہیں تو بہرے ہو جاتے ہیں اور جب میری برائیوں کا ذکر ہوتا ہے تو خوب سنتے ہیں)

(۴۹۲۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں اس سے کبھی بھلائی کی امید نہ رکھو: جو شخص کسی کے پیٹھ پیچھے اللہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ جو بڑھاپے میں بھی گناہوں اور برائیوں سے نہیں بچتا ہے۔ جو شخص عیب اور برائی سے بچنے میں چست و چالاک نہیں ہے۔

---

[۱] مصنف نے 'عیون' ص ۲۲۱ پر مسند حدیث میں نیز روایت کیا ہے 'علل' میں جو اس کی تائید میں ہے اور محب الدین طبری نے 'ذخائر العقبیٰ' ص ۷۷ پر ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں حالت جنابت میں ہو۔

علی بن منذر نے کہا: میں نے ضرار بن صرد سے کہا: اس حدیث کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا: میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے حلال نہیں کہ حلتِ جنابت میں اس سے گزرے۔ ترمذی نے اسے اپنایا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث حسن ہے۔ اور سلطان العلماء نے کہا: مراد حالتِ جنابت میں گزرنا ہے نہ کہ اس میں جماع کرنا۔ اور فاضل تفریشی نے کہا ہے کہ جنب ہونے سے مطلب ہے کہ حالتِ جنابت میں داخل ہو اور اس میں سے گزر جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مراد مسجد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

(۴۹۲۲) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی زوجہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان کے نیچے سے نکل بھاگتی ہے حالانکہ اگر اس کو کوئی حبشی بھی ملتا تو وہ اس سے چپک جاتی۔ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کے پاس جائے تو چاہیئے کہ تم دونوں کے درمیان پہلے خوش فعلیاں اور ملاعبت ہو، یہ کام کے لئے بہت اچھی بات ہے۔

(۴۹۲۳) سماعہ نے ابی بصیر سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا آنجنابؑ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے لذت کے ننانوے (۹۹) حصہ عورت کو دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو حیا بھی دیدی۔

(۴۹۲۴) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اولاد آدم جو بھی جرم کرے خواہ وہ کسی نبی کا قتل ہو یا انہدامِ خانہ کعبہ جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے قبلہ قرار دیا ہے لیکن وہ اللہ کے نزدیک اپنا پانی بطور حرام کسی عورت کے اندر ڈالنے سے زیادہ بڑا نہیں ہے۔

(۴۹۲۵) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسی جنگ سے واپس ہوئے جس میں مسلمانوں کے بہت سے لوگ کام آگئے تو عورتیں آگے بڑھیں اور انہوں نے اپنے اپنے مقتولین کے لئے دریافت کیا۔ ان میں سے ایک عورت نے آگے بڑھ کر پوچھا: یا رسول اللہ فلاں شخص نے کیا کیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: تیرا کون لگتا ہے؟ عورت نے عرض کیا: وہ میرا بھائی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تو اللہ کا شکر ادا کر اور انا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون پڑھ وہ شہید ہوگیا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ فلاں نے کیا کیا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ تیرا کیا لگتا ہے۔ عرض کیا: میرا شوہر ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ کا شکر کرو اور انا لِلّٰہِ وانا الیہ راجعون پڑھو وہ شہید ہوگیا۔ عورت نے یہ سنتے ہی کہا: ہائے کیا مصیبت آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ گمان نہ تھا کہ عورتیں اپنے شوہروں سے اتنی محبت کرتی ہیں یہاں تک کہ میں نے اس عورت کو دیکھا۔

(۴۹۲۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا بات ہے، ہم لوگ جتنی اپنی اولاد سے محبت کرتے ہیں اتنی ہماری اولاد ہم لوگوں سے نہیں کرتی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ تم سے ہیں اور تم ان سے نہیں ہو۔

(۴۹۲۷) مسعدہ بن صدقہ ربعی نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجنابؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا بات ہے کہ مومن ہر شے سے زیادہ قوی ہوتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس لئے کہ قرآن کی قوت اس کے سینے میں ہوتی ہے اور خاص ایمان اس کے دل میں ہوتا ہے وہ اللہ کا اطاعت گزار بندہ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔

عرض کیا گیا: کیا بات ہے کہ مومن کبھی کبھی زیادہ بخیل وحریص ہو جاتا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس لئے کہ رزق حلال ذریعہ سے کماتا ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ وہ اس کو اپنے سے جدا کرے۔ وہ جانتا ہے کہ اس کے (حلال کمائی کے) مواقع نادر الوجود ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے نفس پر جبر بھی کرے تو بھی وہ اپنے موقف سے نہیں ہٹے گا۔ عرض کیا گیا: کیا بات ہے کہ مومن کبھی کبھی نکاح کا بہت شائق ہوتا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں حرام شرمگاہوں سے آلودہ نہ ہو جائے اور اس کی خواہشات نفس اس کو ادھر اُدھر نہ مائل کریں اور ایسا ویسا نہ کرنے لگے۔ اور جب اس کو حلال مل جاتا ہے تو پھر اس پر اکتفا کرتا ہے اور غیر حلال سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ نیز آنجنابؑ نے فرمایا: مومن کی اصل قوت اس کے قلب میں ہوتی ہے کیا تم لوگ نہیں دیکھتے وہ جسمانی طور پر ضعیف ہوتا ہے مگر اس کے باوجود قائم اللیل اور صائم النہار ہوتا ہے۔

(۴۹۲۸) اور سکونی کی روایت میں جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کسی عورت کے بچہ پیدا ہونے والا ہوتا تو فرمایا کرتے تھے کہ اس حجرے سے (قابلہ کے سوا) تمام عورتوں کو نکال دو ایسا نہ ہو کہ اس کی شرمگاہ پر سب سے پہلے کسی عورت کی نگاہ پڑ جائے۔

(۴۹۲۹) اور حسین بن علوان کی روایت میں عمرو بن خالد سے انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے

حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کا تذکرہ کیا تو ایک عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کیا اس میں عورتوں کا بھی کچھ حصہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہاں عورتوں کے لئے تو حمل سے لے کر وضع حمل تک اور وضع حمل سے لے کر دودھ چھڑائی تک وہ ثواب ہے جو راہ خدا میں کسی سوار کا ہے اور اگر وہ اس درمیان میں ہلاک ہوگئی تو اس کے لئے شہید کی منزلت کے مثل ثواب ہے۔

(۴۹۳۰) اور حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ عورتوں کا ذکر آیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: عورت کو راستہ کے بیچ میں نہیں چلنا چاہیئے بلکہ دیوار کے ساتھ چلنا چاہیئے۔

(۴۹۳۱) اور حفص بن بختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ کسی یہودیہ یا نصرانیہ کے سامنے نقاب اُٹھائیں اس لئے کہ یہ اپنے مردوں سے ان کی شکل وصورت اور وصف بیان کریں گی۔

(۴۹۳۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کسی مردِ احمق کے ساتھ (اپنی لڑکی کا) نکاح کردو لیکن احمق عورتوں سے نکاح نہ کرو اس لئے کہ مردِ احمق تو کبھی نجیب ہوتا بھی ہے مگر احمق عورتیں تو کبھی نجیب نہیں ہوتیں۔

(۴۹۳۳) اور علی بن رئاب نے زرارہ بن اعین سے یا ان کے سوا کسی دوسرے سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں۔ زمین بارش سے۔ عورت مرد سے۔ آنکھیں دیکھنے سے۔ اور عالم علم سے۔

باب: وہ گناہانِ کبیرہ جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید فرمائی ہے

(۴۹۳۴) علی بن حسان واسطی نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن کثیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: گناہانِ کبیرہ سات ہیں (جن کا تذکرہ قران میں) ہم لوگوں کے متعلق نازل کیا گیا مگر ہم ہی لوگوں کے لئے اس کو حلال بنا دیا گیا۔ (۱) خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، (۲) آدمی کا قتل جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، (۳) یتیم کا مال کھانا، (۴) والدین کی نافرمانی، (۵) پاک دامن عورت پر بہتان، (۶) میدان جہاد سے فرار اور (۷) ہم لوگوں کے حق کا انکار۔ اب شرک باللہ تو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے متعلق جو آیات نازل فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا تو لوگوں نے اللہ کو جھٹلایا اور اس کے رسول کو جھٹلایا تو اس طرح لوگوں نے شرک باللہ کیا۔ اور ایسے آدمی کا قتل جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو ان لوگوں نے حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام اور ان کے اصحاب کو قتل کیا۔

اور مالِ یتیم کھانا تو ہم لوگوں کے مالِ فیئے (عطیہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے قرار دیا تھا وہ یہ لوگ لے بھاگے اور اسے ہمارے اغیار کو دے دیا۔

اور والدین کی نافرمانی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا: **النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم و ازواجه امھاتھم** (سورہ احزاب آیت نمبر ۶) (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین سے زیادہ ان کے نفسوں کے مالک ہیں اور ان کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں۔) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اپنی ذرّیت کے متعلق حکم دیا تھا اس کو یہ نہیں مانے اور ام المومنین حضرت خدیجہ صلوات اللہ علیہا کی بھی نافرمانی کی جو انہوں نے اپنی ذریت کے متعلق وصیت میں کہا تھا۔

اور پاک دامن وشریف زادی پر اتہام تو ان لوگوں نے اپنے منبروں پر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر غلط الزام لگایا کہ انہوں نے اپنی میراث اور فدک کا غلط دعویٰ کیا۔

اور جہاد سے فرار تو ان لوگوں نے بلا جبر واکراہ خوشی خوشی امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت کی پھر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کی مدد نہیں کی۔

اور ہم لوگوں کے حق کا انکار تو یہ وہ بات ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں سب اس پر یک زبان ہیں۔

(۴۹۳۵) عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے ابی جعفر محمد بن علی الرضا علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: میں نے اپنے پدرِ بزرگوار موسیٰ بن جعفر صادق علیہما السلام کو سنا وہ فرما رہے تھے: ایک مرتبہ عمرو بن عبید بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام کر کے بیٹھا اور اس آیت کی تلاوت کی: الذین یجتنبون کبائر الاثم (سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۳۷) (وہ لوگ جو گناہان کبیرہ سے اجتناب کرتے ہیں) پھر خاموش ہوگیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: خاموش کیوں ہوگیا (آگے کیوں نہیں پڑھتا)؟ اس نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپؑ کتاب خدا سے گناہانِ کبیرہ بتا دیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اچھا اے عمرو (سنو):

(۱) سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے: ان اللہ لایغفران یشرک بہ (سورہ نسا آیت نمبر ۴۸) (بیشک اللہ اِس کو نہیں بخشتا کہ اُس کا کوئی شریک بنایا جائے) اور فرماتا ہے: من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماواہ النار وماللظٰلمین من انصار (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۷۲) (اور جس نے خدا کے لئے شریک بنایا اس پر خدا نے جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں)۔

(۲) اور اس کے بعد رحمت خدا سے مایوسی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انہ لاییئس من روح اللہ اِلّا القوم الکفرون (سورۃ یوسف آیت نمبر ۸۷) (خدا کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی اور مایوس نہیں ہوتا)۔

(۳) پھر خدا کے داؤ سے نڈر رہنا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فلا یامن مکر اللہ اِلّا القوم الخاسرون (سورۃ اعراف آیت نمبر ۹۹) (خدا کے داؤ سے صرف گھاٹا اُٹھانے والے ہی نڈر ہو بیٹھتے ہیں)۔

(۴) اور منجملہ ان کے عقوقِ والدین ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں عاق کو جبّار شقی فرمایا ہے: وبرابوالدتی ولم یجعلنی جبّاراً شقیاً (سورہ مریم آیت نمبر ۳۲) [اور مجھ کو اپنی والدہ کا فرمابردار بنایا (الحمدللہ) مجھ کو سرکش و نافرمان نہیں بنایا]۔

(۵) اور کسی نفس کا ناحق قتل جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاؤہ جھنم خالداً فیھا و غضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیما (سورۃ نسا۔ آیت نمبر ۹۳) (اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اس پر اللہ نے اپنا غضب نازل کیا ہے اور اس پر لعنت کی ہے اور اس کے لئے بڑا سخت عذاب تیار رکھا ہے۔)

(۶) اور کسی پاک دامن پر بہتان کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنات لعنوا فی الدنیا و الآخرۃ ولھم عذاب عظیم (سورۃ نور آیت نمبر ۲۳) [بیشک جو لوگ پاک دامن بے خبر اور ایماندار عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں خدا کی لعنت ہے اور ان پر بڑا سخت عذاب ہوگا]۔

(۷) اور یتیم کا مال کھانا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنا پر: ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلماً انما یا کلون فی بطونھم ناراً و سیصلون سعیرا (سورۃ نسا۔ آیت نمبر ۱۰) (جو لوگ یتیموں کا مال ناحق چٹ کر جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے بھرتے ہیں اور عنقریب واصل بہ جہنم ہوں گے)۔

(۸) اور جنگ سے فرار اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن یولھم یومئذٍ دبرہ اِلّا متحرفالقتال اومتحیزاً الی فئۃ فقدباء بغضب من اللہ و ماواہ جھنم وبئس المصیر (سورۃ انفال آیت ۱۶) (اس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے پہلو بدلے یا کسی جماعت کے مقابلے کا موقع نکالے ان کے علاوہ جو شخص کفار کی طرف اپنی پشت پھیرے گا وہ ہر پھر کر اللہ کے غضب میں آگیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانہ ہے۔)

(۹) اور سود خوری چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الذین یاکلوالربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من

المس (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۵) (جولوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے لپٹ کر مخبوط الحواس بنادیا ہو۔)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین ○فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ و رسولہ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۸۔۲۷۹) (اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو سود دلوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا اگر تم سچے مومن ہو تو چھوڑ دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار رہو)۔

(۱۰) اور سحر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولقد علموا لمن اشتراہ مالہ فی الآخرۃ من خلاق (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۰۲) (باوجودیکہ وہ یقیناً جان چکے تھے کہ جو شخص ان برائیوں کا خریدار ہوا وہ آخرت میں بے نصیب ہے)۔

(۱۱) اور زنا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ومن یفعل ذلک یلق اثاماً○ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ و یخلد فیہ مھاناً الّا من تاب و آمن (سورۃ فرقان آیت نمبر ۶۹۔۶۸) (اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی سزا بھگتے گا کہ قیامت کے دن اس کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا مگر ہاں جس شخص نے توبہ کر لی)۔

(۱۲) اور عمداً اور بالارادہ کھائی جانے والی جھوٹی قسم اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان الذین یشترون بعھد اللّٰہ وایمانھم ثمناً قلیلاً اولئک لا خلاق لھم فی الآخرۃ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۷۷) (بے شک جو لوگ اپنے عہد اور اپنی قسم کے بدلے تھوڑی قیمت لے لیتے ہیں ان ہی لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے)۔

(۱۳) اور خیانت کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن یغلل یات بما غل یوم القیامۃ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۱) اور جو خیانت کرے گا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن خدا کے سامنے لانی ہوگی۔

(۱۴) اور زکوٰۃ مفروضہ دینے سے انکار کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم وظھور ھم ھذا ماکنز تم لانفسکم فذو قوا ماکنتم تکنزون (سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۵) [جس دن (سونا چاندی کو) جہنم کی آگ میں گرم اور لال کیا جائے گا پھر ان سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشت داغی جائے گی اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم نے اپنے لئے جمع کر کے رکھا تھا اب اپنے کیے کا مزا چکھو]۔

(۱۵)۔(۱۶) اور جھوٹی گواہی اور گواہی کو چھپانا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۸۳) (مسلمانو! تم اس کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار رہوگا)۔

(۱۷) اور شراب نوشی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے برابر فرمایا ہے۔

(۱۸) اور عمداً نماز کا ترک یا جو اللہ نے فرض کیا ہے اس کا ترک اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص نماز کو عمداً ترک کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے۔

(۱۹) عہد شکنی اور وعدہ خلافی۔

(۲۰) قطع رحم۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار (سورۃ رعد آیت نمبر ۲۵) (ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے لعنت ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا برا گھر ہے)۔ آنجناب نے بیان فرمایا: یہ سن کر عمرو بن عبید روتا اور دھاڑیں مارتا ہوا اور یہ کہتا ہوا نکلا کہ واقعاً وہ ہلاک ہے جو اپنی رائے سے کچھ کہے اور علم و فضل میں آپ لوگوں سے جھگڑے۔

(۴۹۳۶) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ وصیت میں ظلم کرنا بھی گناہان کبیرہ میں ہے۔

(۴۹۳۷) اور محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ کہ اللہ تعالیٰ نے قتل نفس کو حرام کر دیا اس لئے کہ اس کے حلال کرنے میں خلق میں فتنہ وفساد اور اس کی فنا ہے اور سارا نظام فاسد ہو جاتا ہے۔

اور والدین کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ نے حرام اس لئے کیا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توقیر اور والدین کے احترام سے خارج ہونا ہے اور کفران نعمت اور شکر کا باطل ہونا ہے جو سبب بنے گا قلت نسل اور انقطاع نسل کا۔ والدین کی نافرمانی ان کے احترام وتوقیر میں کمی ان کے حق کو نہ پہچاننا قطع رحم ہے۔ اور پھر والدین کی طرف سے بھی اولاد میں بے رغبتی ہوگی وہ ان کی تربیت ترک کر دیں گے اس لئے کہ بچے والدین کی نیکیوں کو بھلانے ہوئے ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کر دیا اس لئے کہ اس میں بڑی خرابی اور فساد ہے اس میں آدمیوں کا قتل اور نسب کا ختم ہونا اور بچوں کی تربیت کا ترک ہونا ہے۔ نیز میراث میں خرابی اور اس کے مشابہ طرح طرح کی خرابیوں کا پیدا ہونا ہے۔ اور پاک دامن عورت پر اتہام لگانے کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے حرام قرار دیا ہے کہ اس میں نسب کی خرابی، اولاد سے انکار، وارثت کا باطل ہونا، پرورش کا ترک کرنا اور نیکیوں کا ختم ہو جانا ہے اور اس میں بہت سے گناہان کبیرہ کا ارتکاب اور وہ اسباب ہیں جن سے آدمیوں میں فتنہ وفساد پھیلتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مال یتیم ناجائز طور پر کھانے کو حرام کیا اس لئے کہ اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں سب سے پہلے یہ کہ جب انسان نے کسی یتیم کا مال ناجائز طور پر کھایا تو گویا اس نے اس یتیم کے قتل میں مدد کی اس لئے کہ وہ اس سے مستغنی نہیں ہے، وہ اپنا بوجھ خود نہیں اُٹھا سکتا، وہ اپنی شان وحیثیت کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ نہ اس کے لئے کوئی ایسا ہے جو اس کو سہارا دے جس طرح اس کے والدین اسے سہارا دیتے تھے لہٰذا جب کسی نے اس کا مال کھایا تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور اس کو فقر وفاقہ تک پہنچا دیا پھر اس کو حرام کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سزا بھی رکھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافاً خافوا علیھم فلیتقوا اللہ ولیقولوا قولاً سدیداً (سورہ النساء آیت نمبر ۹) (ان لوگوں کو ڈرنا اور خیال کرنا چاہیے کہ اگر خود وہ لوگ اپنے ننھے ننھے ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو کس قدر ترس آتا پس ان کو غریب بچوں پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیے اور ان سے سیدھی طرح بات کرنی چاہیے) نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اس قول کے بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے مال یتیم کھانے پر دو سزائیں مقرر کی ہیں ایک سزا دنیا میں اور ایک آخرت میں ہے۔ مال یتیم کے کھانے کو حرام کرنے میں یتیم کی بقا اور اس کا خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا اور اس کی آئندہ نسل کی سلامتی پیش نظر ہے تاکہ وہ سب اس مصیبت میں مبتلا نہ ہوں جس میں یہ مبتلا ہو چکا ہے اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سزا کی وعید کی ہے علاوہ بریں اس وجہ سے بھی کہ یتیم جب بڑا ہوگا اور اپنا انتقام چاہے گا تو اس قدر دشمنی، کینہ اور بڑھے گا کہ سب ایک دوسرے کو مٹا دیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ سے فرار کو اس لئے حرام کیا کہ اس میں دین کی توہین اور رسولوں کی اور صاحب عدل ائمہ علیہم السلام کی سُبکی ہے کہ اس نے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد ترک کر دی اور دشمنوں کو جو اقرار ربوبیت کی دعوت دی گئی اس کے انکار پر ان کو سزا دینے میں اظہار عدل وترک جور اور فساد کے ختم کرنے میں ان حضرات کا ساتھ نہیں دیا۔ علاوہ بریں اس فرار سے مسلمانوں پر ان کے دشمنوں کی جرأت بڑھے گی جس کے نتیجے میں گرفتاری اور قتل اور دینِ خدا کا ابطال اور طرح طرح کا فساد رونما ہوگا۔

اور اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بعد دین سے پھر جانے اور انبیاء وحجتہائے الٰہی علیہم السلام کے بوجھ بٹانے کو ترک کر کے دیہاتیوں کے عادات وخصائل اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے اس لئے کہ اس میں بڑی خرابی اور فساد ہے اور صاحب حق کا حق ضائع ہوتا ہے، اس لئے نہیں کہ اس نے دیہات میں سکونت اختیار کی بلکہ اس لئے کہ اگر آدمی کو دین کی کامل معرفت ہو جائے تو پھر اسے جاہلوں کے درمیان سکونت جائز نہیں اور ڈر یہ ہے اور اس امر کا خدشہ ہے کہ وہ علم کو ترک کر بیٹھے اور جاہلوں کی صف میں داخل ہو جائے اور آگے بڑھتا جائے۔

اور سود کے حرام ہونے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس لئے کہ اس میں مال کا نقصان ہے کیونکہ انسان جب ایک درہم کو دو درہموں میں خریدے گا تو ایک درہم تو ایک درہم کی قیمت ہوئی اور دوسرا درہم باطل اور بلا قیمت چلا جاتا ہے تو سود کی خرید و فروخت ہر حال میں نقصان دہ ہے خرید کرنے والے کے لئے بھی اور فروخت کرنے والے کے لئے بھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر سود حرام کر دیا کہ بس مال کا نقصان ہوتا ہے۔ بالکل اس طرح جیسے کسی ناسمجھ کو اس کا مال حوالہ کرنا منع ہے کہ کہیں اس کو ضائع نہ کردے جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہو جائے تو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سود اور سود کی خرید و فروخت اور ایک درہم کو دو درہم پر فروخت کرنا حرام کر دیا ہے اور ان دلیلوں کے بعد سود کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے حکمِ تحریم کا استخفاف ہوتا ہے اور واضح بیان کے بعد سود لینا یا دینا استخفاف حکم باری کے سوا کچھ نہیں ہے اور حکمِ الٰہی کا استخفاف کفر میں داخل ہے۔ اور ادھار اور قرض پر سود کی حرمت شاید اس لئے ہے کہ اس سے حسن سلوک ختم ہو جائے گا، مال کا اتلاف ہوگا، لوگوں کو نفع کی طرف رغبت بڑھے گی اور قرض دینا متروک ہو جائے گا اور قرض دینا خود ایک نیکی اور حسن سلوک ہے اور علاوہ بریں اس سود میں فساد و ظلم و مال کا اتلاف بھی ہے۔

(۴۹۳۸) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے کیا تا کہ لوگ حسن سلوک نہ چھوڑیں۔

(۴۹۳۹) اور محمد بن عطیہ کی روایت زرارہ سے ہے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام اس لئے کیا ہے تا کہ حسنِ سلوک اور نیکی ختم نہ ہو جائے۔

(۴۹۴۰) اور ہشام بن حکم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سود کی حرمت کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اگر سود حلال ہوتا تو لوگ تجارت ترک کر دیتے اور اس کی کسی کو ضرورت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا تو تا کہ لوگ حرام سے بھاگ کر حلال کی طرف جائیں، تجارت کریں، خرید و فروخت کریں اور اس سے لوگوں میں قرض کا لین دین باقی رہے۔

(۴۹۴۱) اور سکونی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنجنابؑ نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان ساحر (جادوگر) کو قتل کر دیا جائے گا اور کافر ساحر کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ گفار کے ساحر کو کیوں قتل نہیں کیا جائے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس لئے کہ شرک سحر سے بڑی چیز ہے اور سحر و شرک قریب قریب برابر ہیں۔

(۴۹۴۲) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب کو اس کے فعل اور اس کے فساد کی وجہ سے حرام کیا۔

(۴۹۴۳) اسماعیل بن مہران سے روایت ہے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے جابرؒ سے، انہوں نے حضرت زینب بنت علی علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ ان معظمہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فدک کے متعلق اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: (لوگو) تم لوگوں کے پاس عہدِ الٰہی (قرآن) ہے جس کو اللہ نے تم لوگوں کے سامنے پیش کر دیا اور بقیہ حجتیں ہیں جن کو اس نے تم لوگوں پر خلیفہ و حاکم بنایا ہے۔ [1] کتاب خدا کہ جس کے بصائر و نظریات بالکل واضح اور جس کے اسرار پوشیدہ نہیں ہیں، جس کے دلائل بالکل روشن اور آشکار ہیں جو ہمیشہ لوگوں کے کانوں پڑتے رہتے ہیں۔ جو اپنے اتباع کرنے والوں کو رضوان الٰہی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور ساتھ چلنے والوں کو منزل نجات تک پہنچاتی ہیں۔ اس میں روشن حجتہائے الٰہی کی وضاحتیں۔ محرمات و منہیات محدودہ (قابل سزا) اور واجبات و مستحبات کا بیان بھی ہے۔ اس کے جملے کافی ہیں، اس میں عطا کردہ رخصتیں (جیسے نماز قصر وغیرہ) اور احکام واجبہ کی بھی نشان دہی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ایمان فرض کیا شرک سے پاک کرنے کے لئے، نماز فرض کی تکبر اور غرور سے بچانے کے لئے، زکوٰۃ فرض کی رزق کی زیادتی

---

[1] شاید عہد سے کتاب اور بقیہ سے عترت مراد ہو جیسا کہ حدیث ثقلین میں بتایا گیا ہے۔

کے لئے، روزہ فرض کیا اخلاص ظاہر کرنے کے لئے اور حج فرض کیا دین کی رفعت کے لئے اور عدل دلوں کی تسکین کے لئے اور اطاعت (خدا اور سول و اولی الامر) ملت کو منظم کرنے کے لئے۔ اور امامت تمام گروہوں کو جمع رکھنے کے لئے اور جہاد اسلام کی عزت وقوت کے لئے اور صبر کامیابی اور نیل و مرام کے لئے اور امر بالمعروف عوام کی اصلاح کے لئے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک اپنی تعداد بڑھانے کے لئے اور قصاص خونریزی سے بچنے کے لئے۔ اور نذر کا پورا کرنا مغفرت کی وسعت کے لئے۔ پوری تول دینا ناپ وتول میں کمی کی مذمت و سرزنش کے لئے۔ [1] اور پاک دامن عورتوں پر بہتان سے اجتناب لعنت سے بچنے کے لئے۔ [2] چوری ترک کرنا پاک دامنی قبول کرنے کے لئے۔ اور مالِ یتیم کے کھانے سے پرہیز ظلم سے بچنے کے لئے اور احکام میں عدل رعایا کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام کیا اپنی خالص ربوبیت کے لئے لہٰذا اللہ نے جو تمہیں کرنے کا حکم دیا ہے اس میں اللہ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور جس کام کے کرنے کو منع کیا ہے اس سے باز رہو۔

یہ ایک طویل خطبہ ہے۔ جس کا بعض حصہ میں نے یہاں بقدرِ حاجت نقل کیا ہے۔

(۴۹۴۴) اور ابی خدیجہ سالم بن مکرم جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول اور اولیا علیہم السلام پر جھوٹ لگانا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔

(۴۹۴۵) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بات میں نے نہیں کہی ہے وہ بات جو شخص میری طرف منسوب کر کے کہے گا وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا۔

(۴۹۴۶) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آنجنابؑ فرما رہے تھے: جو شخص کسی آدمی کو قتل سے بچانے کے لئے امان دے اور پھر خود اس کو قتل کر دے تو وہ قیامت کے دن غداری کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے آئے گا۔

(۴۹۴۷) احمد بن نضر نے عبّاد سے انہوں نے کثیر النّواء سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے گناہان کبیرہ کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: ہر وہ بات جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی وعید کی ہے وہ گناہِ کبیرہ ہے۔

(۴۹۴۸) زرعہ بن محمد حضرمی نے سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یتیم کا مال کھانے پر دو (۲) سزاؤں کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایک سزا جو آخرت میں ملے گی وہ جہنم ہے [3] اور وہ سزا جو دنیا میں ملے گی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں کہا ہے: **وليخش الذين لو تركوا من خلفهم ذرية ضعافاً خافوا عليهم فليتقوا الله و ليقولوا قولاً سديداً** (سورۃ النساء آیت نمبر ۹) [ان لوگوں کو ڈرنا اور خیال کرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے چھوٹے چھوٹے ناتواں بچوں کو چھوڑ جاتے تو کس قدر ترس آتا۔ پس ان کو غریب بچوں

---

[1] جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ ہے: ولا تبخسوا الناس اشياء هم ولا تعثوا في الارض مفسدين (سورہ ہود آیت ۸۵) [اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان مت پہنچاؤ اور زمین میں فساد مت کرو]۔

[2] شاید یہ اشارہ اس قول تعالیٰ کی طرف ہے: ان الذين يرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا في الدنيا والاخرة ولهم عذاب عظيم (سورہ نور آیت ۲۳) [بالتحقیق جو لوگ پاک دامن، بے خبر، ایماندار عورتوں پر عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی]۔

[3] جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ ہے: ان الذين يا كلون اموال اليتامى ظلماً انما يا كلون في بطونهم ناراً وسيصلون سعيرا. (سورہ نساء آیت ۱۰) [بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اس کے سوائے نہیں ہے کہ وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب ہی دہکتی ہوئی آگ میں جائیں گے]۔

پر سختی کرنے میں خدا سے ڈرنا چاہیئے وار ان سے سیدھی بات کرنی چاہیے]۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سلوک یتیموں کے ساتھ کر رہا ہے وہی سلوک اگر اس کے یتیم بچوں کے ساتھ کوئی کرے تو اس کو کیسا لگے گا۔

(۴۹۴۹) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی مومن کو گالی دینا فسق ہے، اس سے قتال کرنا کفر ہے، اس کا گوشت کھانا اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کے مانند ہے۔ [۱]

(۴۹۵۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسکر (نشہ آور) سلائی سے سرمہ لگائے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ میں جہنم کی سلائی پھیر دے گا۔ [۲]

(۴۹۵۱) اور ابن ابی عمیر نے اسماعیل بن سالم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آنجنابؑ سے دریافت کیا: اللہ آپ کا بھلا کرے یہ بتایئے کہ شراب نوشی سب سے بری بات ہے یا ترک نماز؟ آنجنابؑ نے فرمایا: شراب نوشی۔ پھر آنجنابؑ نے پوچھا: تم جانتے ہو ایسا کیوں ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس لئے کہ شراب نوشی اس کو اس حال میں پہنچا دیتی ہے کہ جس سے وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔

(۴۹۵۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دنیا میں شراب (نشہ آور چیز) پینے والے پیاس سے مریں گے۔ پیاسے محشور ہوں گے اور پیاسے ہی جہنم میں داخل کردیئے جائیں گے۔ [۳]

(۴۹۵۳) ابان بن عثمان نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے: جو شخص شراب پیئے اور اس پر نشہ طاری ہو جائے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور اگر ان ایام میں کوئی نماز ترک کردے تو اس پر عذاب دو گنا ہو جائے گا نماز ترک کرنے کی وجہ سے۔

(۴۹۵۴) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کی نماز زمین و آسمان کے درمیان فضا میں روک دی جائے گی پس اگر وہ شراب نوشی سے توبہ کرتا ہے تو اس کو اس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور پھر اس کی طرف سے قبول کرلیا جائے گا۔ [۴]

(۴۹۵۵) ابراہیم بن ہاشم نے عمرو بن عثمان سے، انہوں نے احمد بن اسماعیل کاتب سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد بن علی علیہما السلام مسجد حرام میں تشریف لائے تو لوگ آپس میں کہنے لگے کہ کاش ہم میں سے کوئی جا کر ایک مسئلہ پوچھ آئے بالآخر ان میں سے ایک نوجوان اُٹھ کر آنجنابؑ کی خدمت میں آیا اور بولا: اے چچا سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: شراب نوشی۔ اس نوجوان نے واپس آکر ان لوگوں کو بتایا تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ان کے پاس پھر واپس جاؤ اور یہی پوچھو چنانچہ وہ بار بار آیا اور یہی سوال پوچھا تو آنجنابؑ نے فرمایا: اے بھتیجے میں نے تم سے نہیں کہہ دیا کہ شراب نوشی (سب سے بڑا گناہ) ہے۔ یہ شراب نوشی پینے والے کو زنا، چوری اور آدمی کے قتل میں مبتلا کردیتی ہے جس کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ اور شرک میں مبتلا کردیتی ہے۔ اور شراب کا فعل ہر گناہ پر چھایا ہوا ہے جس طرح اس کا درخت (انگور) تمام درختوں پر چھا جاتا ہے۔

---

[۱] 'کافی' ج ۲ ص ۳۵۹ پر صحیح کی مانند موثق سند سے اسے روایت کیا گیا ہے۔

[۲] 'کافی' ج ۶ ص ۴۱۴ پر سند مرسل اسے روایت کیا گیا ہے۔

[۳] 'کافی' اور 'تہذیب' میں اسے امام جعفر صادقؑ سے روایت کیا گیا ہے۔

[۴] 'کافی' اور 'تہذیب' میں حدیث اس طرح ہے: جب وہ توبہ کرلیتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔

(۴۹۵۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص عمداً خود اپنے کو قتل کرے تو وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائے گا۔ ۱

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیما. و من یفعل ذلک عدواناً وظلماً فسوف نصلیہ ناراً و کان ذلک علی اللّٰہ یسیرا (سورۃ نسا۔ آیت نمبر ۲۹ اور ۳۰) (تم لوگ خود اپنے آپ کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم لوگوں پر رحم کرنے والا ہے اور جو ایسا کرے گا سرکشی یا ظلم کرتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں جلائے گا۔ اور یہ اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔) ۲

(۴۹۵۷) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے۔ ۳

(۴۹۵۸) اور محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: ادنیٰ شرک یہ ہے کہ آدمی کوئی نئی رائے ایجاد کرے اور پھر اسی پر اپنی دوستی اور دشمنی کی بنیاد رکھے۔

(۴۹۵۹) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے ابی حمزہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم سے کم ناصبیت کیا ہے؟ آنجناب نے فرمایا: کم سے کم ناصبیت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک نئی بات ایجاد کرے اور اس بنیاد پر لوگوں سے محبت کرے اور اسی بنیاد پر لوگوں سے دشمنی کرے۔ ۴

(۴۹۶۰) حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی صاحب بدعت کے پاس جائے اور اس کی توقیر اور اس کا احترام کرے تو اس نے اسلام کی عمارت کے ڈھانے کی کوشش کی۔ ۵

(۴۹۶۱) ہشام بن حکم اور ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: ایک شخص نے اگلے زمانے میں حلال طریقہ سے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کر سکا پھر اس نے حرام ذریعہ سے حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کر سکا تو اس کے پاس شیطان آیا اور بولا: اے میاں تم نے بذریعہ حلال دنیا حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کر سکے۔ پھر بذریعہ حرام حاصل کرنے کی کوشش کی مگر حاصل نہ کر سکے کیا اب میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جس سے تمہاری دنیا میں اضافہ ہو اور تمہاری اتباع کرنے والے بھی زیادہ ہو جائیں؟ اس نے کہا: بتاؤ۔ شیطان نے کہا: تم ایک دین ایجاد کرو اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دو۔ تو اس نے ایسا ہی کیا۔ لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اس کے مطیع ہو گئے اور اس نے دنیا کمالی۔ پھر اس نے سوچا کہ یہ میں نے کیا کیا؟ میں نے ایک دین ایجاد کیا اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اب میرے لئے توبہ کی یہی صورت نظر آتی ہے کہ لوگوں کو اپنے خودساختہ دین سے پلٹاؤں۔ یہ سوچ کر وہ اپنے ان اصحاب کے پاس آیا جن کو اس نے اس کی طرف دعوت دی تھی اور انہوں نے اس کی دعوت قبول

۱۔ اس حدیث کو مصنف نے حدود (سزاؤں) کی صحیح حدیث کے تحت ابو ولاد حنّاط سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے روایت کی آنجناب سے اور اسی طرح 'عقاب الاعمال' (اردو ترجمہ ص ۴۲۰) میں درج ہے۔

۲۔ ظاہراً یہ مصنف کا کلام ہے جنہوں نے تائیداً آیت نقل کی ہے اور حدیث کا تتمہ نہیں ہے جیسا کہ کچھ لوگوں نے گمان کیا ہے۔

۳۔ کلینی نے ج ۱ ص ۵۷ پر صحیح حدیث میں عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے اور اس میں ہے: ہر گمراہی آگ میں ہوگی۔ اور اس سے مراد دین میں غلط راستہ نکالنا اور اللہ، اس کے رسولؐ اور ائمہ علیہم السلام پر افتراء باندھنا ہے۔

۴۔ 'نصب' اولیاء حق علیہم السلام سے عداوت کی صفت ہے اور اس کا ادنیٰ شر یہ ہے کہ ایک شخص ان پر ایسی چیز کا افتراء باندھے جو ان کے لئے نہیں ہے اور محبت کرے اس سے جو اس عمل میں اس کے ساتھ ہو اور اسے قبول کرے اور اس سے بغض رکھے جو اسے قبول نہ کرے۔ اور کہا گیا ہے کہ نصب سے مراد ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اصنام اور تماثیل کی عبادت کی جائے۔

۵۔ کلینی نے ج ۱ ص ۵۴ پر مرفوع حدیث میں الفاظ کے اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

کر لی تھی اور ان سے کہنے لگا کہ اے لوگوں میں نے جس دین کی دعوت تم لوگوں کو دی تھی وہ میرا خود ایجاد کردہ تھا اور باطل تھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں تم جھوٹ بولتے ہو یہی دین حق ہے تمہیں اپنے دین میں شک آ گیا ہے اور تم اس سے پھر گئے ہو۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے ایک زنجیر لی اور اس کے لئے ایک میخ زمین میں گاڑ دی پھر وہ زنجیر اپنے گلے میں باندھ لی اور کہا کہ میں اسے اپنے گلے سے اس وقت تک نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ نہ قبول کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں شخص سے جا کر کہہ دو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر تو اپنی سانس منقطع ہونے تک بھی دعا کرتا رہے گا تو میں تیری دعا قبول نہ کروں گا جب تک تو ان لوگوں کو اپنے دین سے نہ پھیرے گا جو تیری دعوت کو قبول کر کے (تیرے دین پر) مر چکے ہیں۔ ۱

(۴۹۶۲) بکر بن محمد ازدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے: شک اور معصیت کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ نہ وہ ہم میں سے ہے اور نہ ہماری طرف پلٹے گا۔

(۴۹۶۳) اور عبداللہ بن میمون نے حضرت امام ابی عبداللہؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: زانی کے انجام کی چھ (۶) حالتیں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں اس کا انجام یہ ہے کہ اس کے چہرے کی رونق اور چمک جاتی رہتی ہے، وہ فقر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جلد ہی فنا ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا انجام پروردگار کی ناراضگی اور بدترین حساب اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہے۔

(۴۹۶۴) محمد بن ابی عمیر نے اسحاق بن ہلال سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا زنا کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں بتائیں۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ ہے کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے بستر پر کسی غیر مرد سے مجامعت کرے اور بچہ ہو تو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دے تو یہی عورت وہ ہوگی جس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا، نہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا، نہ اس کو گناہوں سے پاک کرے گا اور اس کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

(۴۹۶۵) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک مردِ مومن کو قتل کر دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس سے کہا جائے گا کہ تو مر جا لیکن کون سی موت مرنا چاہتا ہے؟ یہودی کی موت مرنا چاہتا ہے یا نصرانی کی موت مرنا چاہتا ہے یا مجوسی کی موت مرنا چاہتا ہے۔

(۴۹۶۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو میری امت میں سے گناہانِ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ۲

(۴۹۶۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہم لوگوں کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہے جو ہمارے شیعوں میں گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور توبہ کرنے والے ہیں تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ماعلی المحسنین من سبیل (سورۃ توبہ آیت نمبر ۹۱) (نیکی کرنے والوں پر الزام کی کوئی سبیل نہیں ہے)۔

---

۱ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس نے انسانوں کو گذشتہ شریعتوں میں گمراہ کر دیا اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: اللہ بدعت ایجاد کرنے والے کی توبہ سے انکار کرتا ہے۔ پوچھا گیا: ایسا کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ اس کا دل (بدعت کی) محبت میں ڈوب جاتا ہے اور اسے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں: یہی میرا مشاہدہ ہمارے زمانہ کے بدعت اور ضلالت ایجاد کرنے والوں کے لئے ہے۔

۲ گویا یہ معتزلہ کے قول کا رد ہے، جو کہتے ہیں کہ قیامت کے روز نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت اہل جنت کے لئے ہوگی تاکہ ان کے درجات بڑھائے جائیں۔ اور بغیر کسی فرق کے ان کی مخالفت ہے۔

(۴۹۶۸) امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: توبہ سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی اور شفیع نہیں ہے۔

(۴۹۶۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا: ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک لمن یشاء (سورۃ نساء آیت نمبر ۴۸) (اللہ اس جرم کو تو البتہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے ہاں اس کے سوا جو گناہ ہو جس کو چاہے معاف کر دے) کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا گناہانِ کبیرہ بھی اللہ کی مشیت میں داخل ہیں؟ آنجناب نے فرمایا: ہاں یہ اس کی مشیت پر ہے اگر چاہے تو اس پر عذاب کرے اور چاہے تو معاف کر دے۔[1]

(۴۹۷۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ان تجتنبوا کبائر ماتنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم وندخلکم مدخلاً کریماً (سورۃ نساء آیت نمبر ۳۱) [جن کاموں میں سے تمہیں منع کیا جاتا ہے اگر تم گناہان کبیرہ سے بچتے رہو تو ہم تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو بھی درگزر کر دیں گے اور تم کو بہت اچھی عزت کی جگہ پہنچا دیں گے]۔

آج ۱۱ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۹۵ء۔ روز چہارشنبہ
الحمدللہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ (جلد سوم) تصنیف شیخ فقیہ محمد بن علی بن بابویہ قمی
(شیخ الصدوق) رضی اللہ عنہ کا اردو ترجمہ تمام ہوا۔
سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)

---

[1] کلینی نے موثق کی مانند حدیث میں سلیمان بن خالد سے اور صحیح ہی کی مانند موثق حدیث میں اسحاق بن عمار سے، اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے اسے روایت کیا ہے۔

شیخ الصدوق

مَنْ لَا يَحْضُرُهُ الْفَقِيهُ

فقہ معصومین علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

۴

AL-KISA
PUBLISHERS

ISBN 978-969-9605-01-7

ISBN 978-969-9605-01-7

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے سورۂ رحمٰن میں ایک جملہ کی تکرار کی ہے اور وہ جملہ ہے ''فَبِاَیِّ اٰلآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن'' (تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد تم لوگ یہ جملہ کہا کرو ''لَابِشَیءٍ مِنَ اٰلآئِکَ رَبِّ اُکَذِّبُ'' (پروردگار ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے)۔

بے شک بندے اس کا شکر ادا کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں جن میں سے ہم کچھ کا ادراک کر سکتے ہیں اور لاتعداد نعمتیں ایسی ہیں جن کا ہم نہ ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا شمار کر سکتے ہیں۔ اپنی بے بسی اور لاچاری کا اظہار کرنا ہی اس کا شکر ادا کرنے کے برابر ہے۔ ان تمام نعمتوں کے علاوہ اکثر اوقات وہ اپنے بندوں سے ایسے ایسے کام لے لیتا ہے جس کے وہ لوگ بظاہر اہل نظر نہیں آتے۔ ایسے ہی لوگوں میں ہمارا شمار پروردگار عالم نے کروادیا۔ ہم لوگ علم اور ثروت کے اعتبار سے خود کو اس اعزاز کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر اس معبودِ برحق نے ہمیں مذہب اثناء عشری کی بنیادی کتب میں ''من لایحضرہ الفقیہ'' کا اردو ترجمہ شائع کرانے کا شرف بخشا۔ اس فضل وکرم کے لئے ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

من لایحضرہ الفقیہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی جلد اوّل کا اردو ترجمہ ۱۹۹۴ء میں اور جلد دوئم کا اردو ترجمہ ۱۹۹۵ء میں جلد سوئم کا ترجمہ ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ اور جلد چہارم کا اردو ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ وہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ اہم اور بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کرانے کی ہمیں سعادت نصیب کرے اور ادارے کے تمام اراکین کو صحتِ کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بے شک کتبِ اربعہ یعنی مذہب حقہ اثنا عشری کی بنیادی کتب میں احادیثِ معصومین علیہم السلام کا بہت بڑا ذخیرہ ہیں۔ ان میں پہلی کتاب ''الکافی'' ہے جسے محمد بن یعقوب کلینی نے آٹھ (۸) جلدوں میں لکھا ہے۔ ان کا سن پیدائش ۲۵۰ھ اور سن وفات ۳۲۸ھ ہے (عمر ۷۸ سال)۔ دوسری کتاب ''من لایحضرہ الفقیہ'' ہے جو جناب شیخ الصدوقؒ نے چار (۴) جلدوں میں لکھی ہے۔ ان کا سن پیدائش ۳۰۶ھ اور سن وفات ۳۸۱ھ ہے (کل عمر ۷۵ سال)۔ تیسری اور چوتھی کتب ''الاستبصار'' اور ''تہذیب الاحکام'' ہیں جو چار (۴) جلدوں میں جناب شیخ طوسی نے لکھی ہیں جن کا سن پیدائش ۳۸۵ھ اور سن وفات ۴۶۰ھ ہے (عمر ۷۵ سال)۔

احادیثِ معصومین علیہم السلام کی تعداد چوالیس ہزار (۴۴۰۰۰) سے زیادہ ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ طرح طرح کے مصائب وآلام برداشت کرنے کے باوجود ائمہ طاہرین علیہم السلام اور معزز محدثین کرام نے (خدا ان کے درجات بلند کرے) اس پُرآشوب اور شدید مخالفانہ دور میں دین کی کتنی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ ہماری کتب اربعہ کے تمام مؤلفین کے اسماءِ گرامی ''محمد'' اور کنیت ''ابو جعفر'' ہے۔

کتب اربعہ کے اردو تراجم نہ ہونے کی وجوہات ہم نے ''من لایحضرہ الفقیہ'' کی جلد اوّل کے ترجمہ کے پیش لفظ میں لکھی تھیں۔

احادیثِ معصومین علیہم السلام ہمارے لئے قرآنِ حکیم کے بعد نص ہیں۔ ان کی اہمیت پر ہم نے اسی کتاب کی دوسری جلد کے اردو ترجمہ کے پیش لفظ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جن کا دہرانا مقصود نہیں ہے۔ صرف یاد دھانی کے لئے درج ذیل اشارے کافی ہیں جو ان اقتباسات کے ماخذ ہیں۔

(۱) الشافی جلد اول صفحہ ۳۴۔ طبع ۱۹۸۶ء (۲) الشافی۔ جلد اوّل صفحہ ۸ طبع ۱۹۸۶ء (۳) الشافی جلد اول صفحہ ۲۵۔ طبع ۱۹۸۶ء (۴) اصول

کافی۔کتاب ایمان والکفر۔باب الشرک (مندرجہ بالا حوالے اردو ترجمہ کی کتب کے ہیں) (۵) روضۃ الکافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۵۔۱۲۶ (۶) احتجاج طبرسی۔ صفحہ ۴۷ (۷) اصول کافی۔کتاب الحجت۔باب فرض اطاعت ائمہ علیہم السلام (یہ حوالے عربی کتب کے ہیں)۔

اگر عوام الناس اقوال معصومین علیہم السلام تک رسائی کر لیتے تو یقیناً اسلام تفرقہ بازی کا شکار نہ ہوتا اور ملت امتِ واحدہ ہوتی۔اب بھی اگر اقوال معصومین علیہم السلام کی جانب عوام متوجہ ہو جائیں تو آپس کے تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔بابِ مدینۃ العلم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی معرفی اپنا فریضہ گردانتے ہوئے مومنین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے مسلمان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مشکل کشاء اور مظہر العجائب مانتے ہیں مگر چند لوگ منبروں سے حضرت علی علیہ السلام کی کچھ اس طرح تصویر پیش کرتے ہیں جو مولائے کائنات کے شایانِ شان نہیں ہے اور ایڑی چوٹی کا زور خلافت میں اول اور چوتھی پوزیشن پر صرف کرتے رہتے ہیں اور یہ بات قطعاً نظر انداز کر دیتے ہیں کہ اس حکومت کی عزت و وقعت خود حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں کیا ہے۔اس سلسلے میں نہج البلاغہ سے ایک قول پیش کیا جا رہا ہے:

عبداللہ ابن عباسؓ سے اپنی پھٹی ہوئی جوتی مرمت کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وَاللّٰہِ لَھِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ اَمْرَتِکُمْ اِلَّا اَنْ اُقِیْمَ حَقّاً اَوْ اَدْفَعَ بَاطِلاً (اے ابن عباس اگر میرے پیش نظر حق کا قیام اور باطل کا مٹانا نہ ہوتا تو تم لوگوں پر حکومت کرنے سے یہ جوتی مجھے کہیں زیادہ عزیز ہوتی۔) (نہج البلاغہ اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین مرحوم صفحہ ۱۵۴)۔

اس جملہ میں جو خاص اعلان ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد ۱۱ سے ۳۶ ہجری تک ۲۵ سال میں باطل قائم ہو کر جڑ پکڑ گیا ہے جس کو اب میں دفع کر کے حق قائم کروں گا۔

مولا علی علیہ السلام کا یہ جملہ: انا النقطۃ تحت الباء (میں بسم اللہ کی ب کے نیچے کا نقطہ ہوں) تو سب کو یاد ہے مگر اس جملے کے ساتھ اور کیا اعلانات تھے وہ یا تو لوگوں کو معلوم نہیں یا عمداً چھپاتے ہیں۔سید محمد صالح کشفی (مرحوم) جو اہلسنّت کے قابل قدر محقق ہیں نے اپنی کتاب ''کوکب دری'' (جو شاہجہاں کے کہنے پر لکھی گئی تھی) کے صفحہ ۳۵ پر ان اعلانات کا یوں انکشاف کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

انا وجہ اللّٰہ، انا جنب اللّٰہ، انا یداللّٰہ، انا عین اللّٰہ، انا القراٰن الناطق، انا البرھان الصادق، انااللوح المحفوظ، انا القلم الاعلیٰ، انا آلم ذلک الکتب، انا کھیٰعص، انا طٰہٰ، انا حاء الحوامیم، انا طاء الطواسین، انا الممدوح فی ھل اتیٰ، وانا النقطۃ تحت الباء. (اس واضح کلام کو ترجمہ کی احتیاج نہیں)۔

اسی کتاب 'کوکب دری' کے صفحہ نمبر ۱۹۳ پر ایک اور حدیث ملاحظہ کیجیے۔ام المومنین عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے سنا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت علی علیہ السلام سے فرماتے تھے: اے علی (علیہ السلام) تمہارے لئے یہ بات کافی ہے کہ تمہارے دوست کے واسطے مرنے کے وقت افسوس اور پریشانی نہیں۔اور قبر میں اس کو کسی قسم کی وحشت اور خوف نہیں۔اور قیامت کے دن اس کو کسی قسم کا اضطرار اور گھبراہٹ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (اے ایمان لانے والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا حکم مانو۔صاحبانِ امر کا حکم مانو جو تم میں سے ہوں۔) (سورہ نساء آیت ۵۹)۔اس حکم کے بعد دین کے معاملے میں قیاس قطعاً حرام ہے۔اس سلسلے میں ہم آپ کی مزید توجہ 'علل الشرائع' کے باب ۵۴ کی طرف مبذول کراتے ہیں۔یہاں اس حدیث کا صرف ایک پیراگراف نقل کر رہے ہیں۔

''اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے امور قیاسات پر محمول نہیں کیے جا سکتے اور جس نے امرِ الٰہی کو قیاس پر محمول کیا وہ خود ہلاک ہوا اور اس نے دوسروں کو ہلاک کیا۔چنانچہ پہلی معصیت اور گناہ ابلیس لعین کی انانیت کی وجہ سے ظہور میں آئی جس وقت اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے لئے سجدے کا حکم دیا تو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ جب میں نے تجھے حکم

دیا تو تجھے سجدہ سے کیا امر مانع ہوا تو اس نے جواب دیا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے پیدا کیا۔ چنانچہ اس کا کہنا کہ 'میں اس سے بہتر ہوں' پہلا کفر تھا۔ اس کے بعد اس کا قیاس کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے۔ اس کہنے پر اللہ نے اسے اپنے دربار سے نکالا، اس پر لعنت کی اور اس کا نام رجیم رکھا۔ میں اللہ عزّ وجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص اپنے دین میں قیاس کرے گا وہ اللہ کے دشمن ابلیس کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگا۔"

ہم ان حضرات کے بے حد ممنون ہیں جنہوں نے ہماری کوتاہیوں اور خامیوں کے ساتھ ہماری ہمت افزائی کرتے ہوئے ہماری کوششوں کو سراہا اور ایسے ایسے القاب وآداب لکھے جن کا ہم خود کو اہل نہیں سمجھتے البتہ دعائیہ کلمات کیلئے ہم ان کے تہہِ دل سے ممنون ہیں۔ بہت سے حضرات نے ہماری شائع کردہ کتب خرید کر طالبان علم، مدرسوں اور لائبریوں کو ہدیہ کیں اس طرح وہ دہرے ثواب کے مستحق بنے۔ ایک تو ان کتب کو خرید کر ترویج اقوالِ معصومین علیہم السلام میں شریک ہوئے دوسرے جب تک ان کتب سے لوگ فیض حاصل کرتے رہیں گے ان کو ثواب ملتا رہے گا۔ گویا انہوں نے اپنے لئے ثواب جاریہ کی بنیاد رکھ لی ہے۔ ہم ان تمام مومنین ومومنات کے بھی شکرگزار ہیں جنہوں نے ہمارے اس کام میں کسی نہ کسی طرح مدد کی ہے۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ وامان میں رکھے ان کے درجات دنیا وآخرت میں بلند کرے اور انہیں سوائے غمِ حسین علیہ السلام کے کوئی اور غم نہ دے۔

من لا یحضرہ الفقیہ کی چاروں جلدوں کا اردو ترجمہ عوام الناس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس میں جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان پر اقوال معصومین علیہم السلام موجود ہیں یعنی احکاماتِ طہارت ونجاست، نماز، وضو، غسلِ جنابت، حیض ونفاس، اذان واقامت، زکوٰۃ، خمس، خراج، جزیہ، قرض، صدقہ، روزہ، فطرہ، اعتکاف، حج، سفر، حقوق، قضا، عدالت، شہادت، حق تلفی، سود، وصیت، وکالت، کفالت، حریت، غلامی، کنیزی، سرپرستی، ولایت، کسب معاش، صنعت وہنرمندی، تجارت، مضاربہ، کاشتکاری، مزدوری، عاریت، ودیعت، رہن، شکار، ذبیحہ، نکاح، مہر، حدود، خونبہا، قتل، قسم، قصاص، دیت، وقف، صدقہ، عطیہ، وارثت، وغیرہ وغیرہ۔

بعض احباب نے ابتدائی تین جلدوں پر یہ اعتراض اُٹھایا تھا کہ ان میں 'علل الشرائع' کی طرح ہر حدیث پر تمام راویوں کے نام کیوں نہیں تو یہ حقیقت ہے کہ ابتدائی جلدوں میں خود جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کا التزام نہیں رکھا لیکن چوتھی جلد کے آخر میں تمام سلسلہ ہائے اسناد کو پیش کر دیا ہے۔ جن کی تعداد چارسو (۴۰۰) سے کچھ کم ہے۔ غالباً یہ اسناد اگر ہر حدیث کے ساتھ تحریر کیے جاتے تو کتاب کی ضخامت میں خاصا اضافہ ہو جاتا۔ اسی لئے مؤلف جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

ہم ہمیشہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان ہر کام میں غلطی کر سکتا ہے کیونکہ وہ غلطی کا پتلا ہے۔ ہم بھی بحیثیت انسان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم سے غلطیاں ہوتی ہیں اور پروردگار ہماری غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔ ہم نے حتی الامکان اس امر کی کوشش کی ہے کہ ان کتب کی اشاعت غلطیوں سے پاک ہو اور پروردگار عالم سے بھی یہی دعا ہے کہ رب العزت ہمارے اس کام کو غلطیوں، کوتاہیوں سے پاک شائع کرا دے۔ اس کے باجود اگر قارئین کرام کو کوئی غلطی اور خامی نظر آئے تو ہماری طرف سے پیشگی معذرت قبول کی جائے اور از راہ کرم اس کی نشاندہی کر دی جائے تا کہ آئندہ اس کا ازالہ آپ کے شکریہ کے ساتھ کیا جا سکے ہم اپنی اس کوشش کو امام العصر علیہ السلام کی بارگاہ میں نذر کرتے ہیں اور ان کے توسط سے پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ کل مومنین ومومنات کو احکاماتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد علیہم السلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے وسیلے سے ہمیں دنیا وآخرت میں صحت وسلامتی عطا فرمائے۔ پروردگار تو ہمیں اس امر کی استطاعت دے کہ ہم غیر معصوم کے احکام کو چھوڑ کر معصومین علیہم السلام کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور جہنم سے نجات حاصل کریں۔

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

احقر
سید اشفاق حسین نقوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ مترجم کے بارے میں

آج سے چند برس پہلے کچھ ہم خیال احباب نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ ہماری اہم کتب کا ترجمہ اردو میں ہونا چاہیے جواب تک نہیں ہوا۔ لہٰذا الکساء پبلیشرز کی بنیاد ڈالی گئی اور عربی زبان سے اردو زبان میں ترجمہ کرنے کے لئے اہل علم حضرات کی تلاش کا کام شروع کیا گیا۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ آسان، عام فہم اور بامحاورہ کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔ اس کو وہی انجام دے سکتا ہے جو دونوں زبانوں پر عبور رکھتا ہو۔ خوش قسمتی سے ہماری رسائی جناب سید حسن امداد صاحب مدظلہ العالی (ممتاز الافاضل) تک ہوگئی جو ایک مستند اور معروف مترجم ہیں۔ اور ہندو پاک کے معروف علمی خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے اپنے خیالات و گذارشات ان کے سامنے رکھے اور درخواست کی کہ اگر آپ مذہب اثناء عشری کی اہم اور بنیادی کتب کا اردو زبان میں ترجمہ کردیں تو قوم پر آپ کا احسان عظیم ہوگا اور تاقیامت اس کا صلہ آپ کو ملتا رہے گا۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ہماری گزارش سن کر کمال شفقت و محبت سے وعدہ فرمایا کہ وہ ہمارے اس کار خیر میں پوری طرح شریک رہیں گے اور حسب وعدہ انہوں نے سب سے پہلے جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق کتاب 'علل الشرائع' کا ترجمہ نہایت عرق ریزی کے ساتھ مکمل کیا جسے ادارہ کی جانب سے ۱۹۹۲ء میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد انہی بزرگ نے "من لا یحضرہ الفقیہ" جو کتب اربعہ میں سے ایک ہے اور چار جلدوں پر مشتمل ہے کا اردو ترجمہ کیا۔ اس وقت اسی کتاب کی چوتھی جلد آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ان چند سالوں میں ہم نے جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی کو بے انتہا مہربان، مشفق، راست گو، بزلہ سنج اور صاف و ستھرے کردار کا مالک پایا۔ حرص و ہوا، مکر و فریب کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ سید حسن امداد صاحب اس قحط الرجال کے زمانے میں مستند صاحبانِ علم میں شمار کیے جاتے ہیں۔ جب پروردگار عالم کسی کے درجات بلند کرنا اور فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو ایسے افراد سے اچھے اور نیک کام کرواتا ہے جو اُن کے لئے نیک نامی، ثواب اور درجات کی بلندی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ جناب سید حسن امداد صاحب کے اعمال کو پروردگار عالم نے شرف قبولیت بخشا اور ان سے ایسا کام لیا جو تاقیامت ثوابِ جاریہ کا باعث ہے۔ چنانچہ وہ کتب جو تقریباً ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے عربی زبان میں موجود مگر محتاج ترجمہ تھیں، پروردگار عالم کو یہ کام جناب سید حسن امداد مدظلہ العالی سے لینا تھا اور یہ سعادت کسی اور کے نصیب میں نہ تھی۔ ہماری دعا ہے کہ معبودِ برحق ان کو صحتِ کلی کے ساتھ طویل عمر عطا کرے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

آباؤ اجداد: سید حسن امداد مدظلہ العالی یکم جولائی ۱۹۱۴ء کو موضع ملناپور، ضلع غازی پور، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ نسلاً اور عقیدتاً جعفری ہیں۔ ان کے خاندان میں ایسی ایسی بزرگ ہستیاں گزری ہیں جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ کا شہرہ اپنے دیار میں دور دور تک تھا۔ آپ کے والد جناب سید علی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ملناپوری۔ پیش نماز و ناظم امور دینیات، کھگڑا اسٹیٹ، ضلع پورنیہ، بہار۔ آپ کے عم بزرگ اور خسرِ معظم سید علی مردان صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ۔ ازرانی پور۔ امام جمعہ و جماعت شیعہ مسجد، شہر غازی پور۔ یوپی۔ آپ کے پھوپھا ایک مشہور طبیب حاذق سید احمد حسین صاحب ملناپور تھے۔ آپ کے خالو حاجی سید علی انصر صاحب کدلی پور۔ بجولی۔ اعظم گڑھ مصنف 'مسائل جعفریہ'، منصرم ریاست پیرپور۔ ضلع فیض آباد تھے۔ آپ کے عم زاد برادر محترم و فاضل جید سید محمد صاحب ازرانی پوری۔ ہیڈ مولوی۔ گیاپور ہائی اسکول۔ بنارس اسٹیٹ۔ بنارس۔ یوپی۔ آپ کے دوسرے عم زاد برادر محترم و استاد جناب سید ابن حسن صاحب ممتاز الافاضل ازرانی پوری۔ ہیڈ مولوی آریہ سماج ہائی اسکول۔ شہر بنارس۔ آپ کے پھوپھی زاد بھائی جناب سید محمد علی حسینی صاحب مدظلہ العالی فاضل ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ و پیش نماز شیعہ مسجد رانی منڈی۔ الہ آباد۔ غرض ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔

آپ کا گھرانہ بہت دولت مند گھرانہ تو نہ تھا مگر بحمد للہ اچھے کھاتے پیتے خوش حال گھرانوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ زمینیں اور باغات وغیرہ کافی تھے۔ اگرچہ مغربی تعلیم آسانی سے حاصل کر سکتے تھے مگر خاندانی ماحول کے مطابق آپ کے والد بزرگوار اعلیٰ اللہ مقامہ نے آپ کو جامع المقدمات' تک خود عربی کی تعلیم دی۔ پھر ۱۹۲۸ء میں (۱۴ سال کی عمر میں) ناظمیہ عربک کالج لکھنؤ میں داخل کرادیا۔ وہاں ۱۹۳۶ء تک آپ نے عالم۔ فاضل قابل۔ اور ممتاز الافاضل کے درجات طے کیے۔ اسی دوران الہ آباد بورڈ لکھنؤ یونیورسٹی سے اردو فارسی اور عربی کی اعلیٰ اسناد بھی حاصل کرلیں۔ بربنائے ضرورت انگریزی میں میٹرک بھی کرلیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اعظم گڑھ کے ایک ہائی اسکول میں بحیثیت اردو ٹیچر ملازمت اختیار کی۔ تقسیم ہند کے بعد وہاں کے حالات نے اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہاں قیام رکھ سکیں تو ۱۹۵۰ء میں وطن چھوڑ کر پاکستان تشریف لائے اور چند ماہ کے اندر محکمہ تعلیم میں بحیثیت معلم السنہ شرقیہ ناظم ہو گئے جہاں سے ۱۹۷۴ء میں ریٹائرڈ ہوئے اور پنشن پائی اور اب گھر پر رہ کر دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

دینی خدمات: ۱۹۷۴ء میں ملازمت سے فراغت کے بعد تعلیم وتدریس کا سلسلہ تو منقطع ہو گیا مگر کتابوں کا ساتھ نہ چھوٹا۔ خاندانی ماحول کا اثر تھا جس کی وجہ سے طبیعت کا رجحان دین ہی کی طرف رہا۔ دینی کتب و رسائل جو عربی و فارسی میں تھے پڑھنے کا شوق رہا۔ ہماری تمام تر اہم اور بنیادی کتبِ احادیث عربی زبان میں ہیں جو عوام الناس کے لئے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ہمارے بزرگ محدثین نے احادیثِ معصومین علیہم السلام جمع کر کے ایک بہت بڑا ذخیرہ چھوڑ کر قوم پر احسان عظیم کیا ہے۔ جناب سید حسن امداد صاحب نے ان کتب میں سے چند کا ترجمہ کیا ہے۔ یوں تو آپ کے تراجم کی فہرست بہت طویل ہے جن میں بیشتر شائع ہو کر عوام الناس تک پہنچ چکی ہیں لیکن بہت سی ابھی تک محروم اشاعت ہیں۔ آپ نے اب تک جن اہم اور ضخیم کتب کے تراجم کیے ہیں اور جو شائع ہو کر عوام تک پہنچ چکے ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بحار الانوار: علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے اسے متعدد جلدوں میں تحریر کیا ہے۔ جس کی گیارہ جلدیں آپ نے ترجمہ کی ہیں۔

۲۔ علل الشرائع: اس کتاب کے مؤلف جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اسے دو جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ اس کا ترجمہ آپ نے کیا ہے۔

۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ: اس کتاب کے بھی مولف شیخ صدوقؒ ہیں جنہوں نے اسے چار جلدوں میں تالیف کیا ہے۔ اس کا ترجمہ بھی موصوف ہی نے کیا ہے۔

شاعری: آپ بحیثیت شاعر ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں عربی شاعری کا لطیف پہلو، دین اور ادب کا پرتو، استعارہ، کنایہ، مجاز و مرسل اور تشبیہ وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ کردار نگاری، زبان کی بندش آپ کے کلام کا نمایاں پہلو ہے۔ آپ کی شاعری مترنم بحروں کا انتخاب ہے۔ شعر گوئی انسان کے محاسن میں سے ایک ہے۔ آپ کی شاعری اور زندگی دونوں اپنے خاندانی ماحول میں پروان چڑھیں اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنی ذاتی پسند و ناپسند کو بالائے طاق رکھا اور قرآن وسنت کی پسند و ناپسند کو اپنایا۔ جن افراد اور ہستیوں کا ذکر اور تعریف اللہ اور اس کے رسولؐ نے کی انہی افراد اور ہستیوں کا ذکر اور تعریف آپ نے بھی کی۔ وہ افراد خیالی نہیں ہیں بلکہ حقیقی انسان ہیں۔ پروردگار نے ان کے کردار کو اسوۂ حسنہ اور ساری انسانیت کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔ آپ نے حکمت وعرفان کے دقیق ترین مسائل پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ مثال کے طور پر دو اشعار پیش کر رہا ہوں۔

وہ خط جو نظر آ نہیں سکتا ہے مگر ہے
جو دیکھ لے اس کو وہ بڑا اہل نظر ہے
وہ خط کہ پتہ جس کا کسی نے بھی نہ پایا
وہ خط کہ جہاں دھوپ سے ٹکراتا ہے سایا

''تقدم ولدی'' ایک بھرپور نظم ہے۔جس کا مرکزی خیال حضرت امام حسین علیہ السلام کا حکم ہے۔اس کے جواز اور پس منظر کی اس سے اچھی عکاسی اردو کے رثائی ادب میں کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہے۔اس میں جتنی گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے وہ صرف شاعر کے بس کی بات نہیں جب تک کہ مقتل پر پوری نظر نہ ہو۔مندرجہ ذیل چند بند پیش کر رہا ہوں جو عجیب و غریب تاثر کے حامل ہیں۔

لو وہ دیکھو صفِ دشمن سے کماں دار بڑھے
دم بدم کرتے ہوئے تیروں کی بوچھار بڑھے
تیغیں تولے ہوئے پیدل بڑھے اسوار بڑھے
سینہ تانے ہوئے اس سمت سے انصار بڑھے
کربلا ہوچکی تیار تقدم ولدی
ان پہ آنچ آئے نہ زنہار تقدم ولدی
وقت یہ وہ ہے کہ تلوار اٹھالیں ہم لوگ
دینِ حق کو کسی صورت سے بچالیں ہم لوگ
کیوں کسی اور پہ اس بار کو ڈالیں ہم لوگ
کیوں نہ یہ معرکہ خود آپ سنبھالیں ہم لوگ
کھینچ کر نیام سے تلوار تقدم ولدی
کربلا ہوچکی تیار تقدم ولدی

یہ نظم ایک مرتبہ علامہ رشید ترابی (مرحوم) مدظلہ العالی کی حیات میں ان کی خطابت سے پہلے نشتر پارک کی نومحرم الحرام کی مجلس میں پڑھی گئی جس نے وہاں قیامت کا سا منظر پیش کر دیا تھا۔اس نظم کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس روز سے نومحرم کو ذاکر کی خطابت سے پہلے اس نظم کے علاوہ کوئی اور کلام نہیں پڑھا جاسکتا مومنین کچھ اور سننے کو تیار نہیں۔

اولاد: پروردگارِ عالم نے اولاد کی دولت سے بھی نوازا۔اللہ تعالیٰ نے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کیں۔خدا کے فضل سے سب کے سب سعادت مند اور لائق ہیں۔سارے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اندرون ملک اور بیرون ملک اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔بلکہ اس وقت تو پوتے، پوتیاں، نواسیاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔آپ نے پاکستان میں کسی قسم کا کوئی کلیم نہ داخل کیا اور نہ حاصل کیا۔اللہ پر بھروسہ کیا جس نے آپ کو ہر طرح کی دولت (عزت، شہرت، سکونِ قلب) سے نوازا۔پروردگارِ عالم نے اپنی دی ہوئی ایک نعمت (سید تنویر احمد) کو واپس لے لیا۔جس کا صدمہ آپ نے حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔افسوس ہے کہ خاموشی سے اتنی عظیم دینی خدمات انجام دینے والی ایسی شخصیت سن ۲۰۱۴ء میں ہم سے بچھڑ گئی۔قارئین کرام سے موصوف کے ایصالِ ثواب کے لئے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی درخواست کی جارہی ہے۔

سید اشفاق حسین نقوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اور اللہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور ان کے تمام پاک و پاکیزہ اہلِ بیت پر

باب:۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند منہیات

(چند امور جن کے نہ کرنے کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت فرمائی)

اس کتاب کے منصف ابوجعفر محمد بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی فقیہ مقیم شہر رے نے بیان کیا کہ

(۴۹۷۱) شعیب بن واقد سے روایت ہے، انہوں نے حسین بن زید سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے، انہوں نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالت جنابت میں کچھ کھانے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے فقر پیدا ہوتا ہے۔ اور دانت سے ناخن کترنے کو اور حمام میں مسواک کرنے کو اور مسجد میں بلغم نکالنے کو منع فرمایا ہے۔ اور چوہے کا جھوٹا کھانے کو منع فرمایا ہے۔ نیز فرمایا کہ مسجد کو گزرگاہ (راستہ) نہ بناؤ جب تک کہ اس میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لو۔ اور پھلدار درخت کے نیچے یا بیچ راستے میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی انسان اپنے بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے یا کسی شئے پر تکیہ لگا کر کھائے۔ اور مقبروں کو پختہ کرنے اور ان میں نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھلے میدان میں غسل کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ لے۔ اور تم میں سے کوئی شخص برتن کے قبضہ سے پانی نہ پیئے اس لئے کہ وہاں گندگی جمع رہتی ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کو منع فرمایا اس لئے کہ اس سے عقل جاتی رہتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے اور کھڑے ہو کر جوتا پہننے کو منع فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص پیشاب کرے اور اس کی شرمگاہ سورج یا چاند کے سامنے کھلی رہے۔ نیز فرمایا کہ جب تم لوگ پائخانہ کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا پشت کر کے نہ بیٹھو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصیبت کے وقت چیخنے چلانے کو منع فرمایا۔ اور مرنے والے کے لئے نوحہ اور بین کرنے اور اسے کان لگا کر سننے کو منع فرمایا اور عورتوں کو جنازے کے پیچھے پیچھے جانے کو منع فرمایا۔

اور کتاب خدا میں سے کوئی چیز تھوک سے مٹانے یا لکھنے کو منع فرمایا۔

اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص عمداً جھوٹا خواب بیان کرے اور فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیگا کہ جَو میں گرہ لگاؤ مگر وہ اس کو گرہ نہ لگا سکے گا اور تصویر بنانے سے بھی منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جاندار کی تصویر بنائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو حکم دے گا کہ اب اس میں روح بھی پھونکو مگر وہ روح نہیں پھونک سکے گا۔

اور کسی جاندار کو آگ میں جلانے سے منع فرمایا اور مُرغ کو برا کہنے اور گالی دینے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ تو نماز کے لئے لوگوں کو جگاتا ہے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلم کی خرید و فروخت میں دخل اندازی کرے اور مجامعت کے وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا اور کہا کہ اس سے

بچہ گونگا پیدا ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کے کوڑے کو دن ہی دن میں نکال دو رات کو نہ رہنے دو اس لئے کہ یہ شیطان کی نشست گاہ ہے۔

اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس طرح شب نہ بسر کرے کہ اس کا ہاتھ میل اور گندگی سے آلودہ ہو۔ اگر کوئی ایسا کرے اور جنون میں مبتلا ہو جائے تو اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔ اور اس بات سے بھی منع کیا کہ کوئی شخص جانوروں کے گوبر اور لید اور ہڈی سے استنجاء کرے۔

اور عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نکلنے کو منع فرمایا اور اگر وہ نکلی تو وہ جب تک گھر واپس نہ آئے آسمان کے تمام فرشتے اور ہر وہ شے جس پر جن وانسان ہو کر گزرتے ہیں اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔ اور اس سے منع کیا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کے لئے بناؤ سنگھار کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ اسے آگ سے جلائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی نامحرم سے پانچ الفاظ سے زیادہ بات کرے وہ بھی اس وقت کہ جب اس سے گفتگو لازم ہو جائے۔ اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ عورت عورت کے ساتھ سوئے اور ان کے درمیان میں کوئی لحاف یا کپڑا نہ ہو۔ اور اس سے بھی منع کیا کہ ایک عورت دوسری عورت سے وہ کچھ بیان کرے جو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تخلیہ میں ہوا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ سے قبلہ رو اور گزر گاہ (چلتے راستہ) کے اوپر مجامعت کرے اور جو ایسا کرے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہے کہ تم اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کر دو میں اپنی بہن کا نکاح تم سے کر دوں گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منجم وحفّار و رمّال کے پاس جانے سے منع فرمایا اور جو شخص ان کے پاس جائے، ان کی باتوں کو سچ سمجھے وہ گویا اس سے کنارہ کش ہو گیا جس کو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرد و شطرنج و کوبہ وعَرطَبہ (طنبور و عود) سے کھیلنے کو منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کرنے اور غیبت سننے سے منع فرمایا اور چغل خوری کرنے اور اس کے سننے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ قتّات یعنی چغل خور جنت میں نہیں جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاسقوں کے کھانے کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹی قسم کھانے سے منع فرمایا اور کہا کہ یہ آبادیوں کو ویران کر کے چھوڑتا ہے اور فرمایا: جو شخص کسی مجبوری کے تحت جھوٹی قسم کے ساتھ حلف اُٹھائے تا کہ ایک مردِ مسلمان کے مال میں کٹوتی ہو جائے تو وہ جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس پر غضبناک ہو گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور اس سے پلٹ جائے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دستر خوان پر بیٹھنے کو منع فرمایا جس پر شراب پی جا رہی ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اس بات سے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو (نہانے کے لئے) حمام میں جانے دے۔ نیز فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بغیر تہبند باندھے حمام میں نہ جائے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گفتگو سے منع فرمایا جو غیر خدا کی طرف دعوت دینے کے لئے ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پیٹنے (یا منہ پر طمانچہ مارنے) کو منع فرمایا۔ اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کو منع فرمایا اور مردوں کے لئے حریر، دیباج وقز کا لباس پہننے کو منع فرمایا۔ لیکن عورتوں کے لئے نہیں۔

اور پھلوں کو فروخت کرنے سے جب تک وہ زرد یا سرخ نہ ہو جائیں منع فرمایا۔ اور محاقلہ یعنی خشک کھجور کو رطب سے اور منقیٰ کو انگور سے اور اس کے مثل جو چیزیں ہیں ان کی فروخت کو منع فرمایا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نرد (آلہ لہو لعب) کی فروخت اور شراب کی خرید اور شراب نوشی کو منع فرمایا اور کہا ہے کہ شراب اور اس کا پودا لگانے والے، اس کا عرق نچوڑنے والے، اس کو پینے والے، اس کو پلانے والے، اس کو فروخت کرنے والے، اس کو اُٹھانے والے اور جس کی طرف اُٹھا کر لے جا رہے ہیں ان سب پر اللہ کی لعنت۔ نیز فرمایا کہ جس نے شراب پی چالیس (۴۰) دن تک اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرے گا اور جو مر گیا اور اس کے پیٹ میں ذرا بھی شراب موجود ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسکو اہل جہنم کی پیپ پلائے گا اور وہ پانی پلائے گا جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہ سے نکل کر جہنم کے دیگچوں میں جمع ہوتا ہے اور اہل جہنم اس کو پیتے ہیں اور جس سے ان کے پیٹ میں جو کچھ ہے اور چمڑا وغیرہ سب پگھل کر بہہ جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے اور جھوٹی گواہی دینے اور سود کا حساب کتاب سمجھنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے سود کھانے والے اور اس کی وکالت کرنے والے اور اس کے تحریر کرنے والے اور اس کے گواہوں پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ ایک چیز کو نقد اور دوسری چیز کو ادھار ایک ساتھ فروخت کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا کہ ایک شے کو یہ کہہ کر فروخت کیا جائے کہ اگر نقد لینا ہے تو اس قیمت پر اور ادھار لینا ہے تو اس قیمت پر یعنی ایک شے کے دو نرخ اور جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اس کے فروخت کرنے کو منع فرمایا اور اس چیز کی فروخت کو بھی منع فرمایا جو ادائیگی کے وقت نہیں پائی جاتی اور کافر ذمی سے مصافحہ کرنے کو منع فرمایا۔

اور اس بات کو بھی منع فرمایا کہ مسجد میں اشعار اور خاص کر گمراہ کن و باطل اشعار پڑھے جائیں اور مسجد میں تلوار کھینچنے کو بھی منع فرمایا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کے مُنہ پر مارنے کو منع فرمایا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے برادرِ مسلم کی شرمگاہ پر نظر ڈالے نیز فرمایا کہ جو شخص اپنے برادرِ مسلم کی شرمگاہ کو غور سے دیکھے گا اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا، پانی اور جائے سجدہ کے پھونکنے کو منع فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کے درمیان اور راستہ پر اور کھلے میدان میں اور اونٹ باندھنے کی جگہ اور پشت خانہ کعبہ پر نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔ اور شہد کی مکھی کے مارنے کو منع فرمایا اور جانوروں کے منہ پر نشان کے لئے داغ لگانے کو منع فرمایا اور منع فرمایا کہ کوئی شخص غیر خدا کی قسم کھائے جو شخص غیر خدا کی قسم کھائے گا اس کی اللہ کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کوئی شخص کتاب خدا کے کسی سورے کی قسم کھائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کے کسی سورے کی قسم کھائے اس پر اس سورہ کی ہر ایک آیت پر ایک کفارہ قسم لازم ہے خواہ کوئی اپنی قسم پر عمل کرے یا نہ کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے کہے کہ تیری جان کی قسم اور فلاں کی جان کی قسم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں حالتِ جنابت میں بیٹھنے کو منع فرمایا اور اس کو بھی منع فرمایا کہ آدھی رات میں اور دن میں برہنہ رہے اور چہار شنبہ اور جمعہ کے دن مجامعت کو منع فرمایا اور جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اس وقت باتیں کرنے کو منع فرمایا پس جو ایسا کرے وہ لغو کرے گا اور جو لغو کرے گا تو اس کا جمعہ نہ ہوگا۔

اور پیتل اور لوہے کی انگوٹھی پہننے کو منع فرمایا اور انگوٹھی پر کسی جانور کے نقش کو بھی منع فرمایا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب اور اس کے ٹھیک سر پر ہونے کے وقت نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چھ دنوں میں روزہ رکھنے کو منع فرمایا: یوم فطر، یوم شک اور یوم نحر اور ایام تشریق (۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح پانی پینے کو منع فرمایا جس طرح جانور پانی پیتے ہیں نیز فرمایا: تم لوگ اپنے ہاتھ سے پانی پیو یہ تمہارا بہترین برتن ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کنویں سے پانی پیا جاتا ہے اس میں تھوکنے سے منع فرمایا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مزدور سے اس وقت تک کام لینے کو منع فرمایا جب تک اس کی اجرت معلوم نہ کر لی جائے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قطع تعلق کو منع فرمایا اور اگر کسی سے یہ کرنا لازمی اور ضروری ہو تو اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ کرے اور اگر کوئی اس سے زیادہ دن قطع تعلق کرے تو اس کے لئے جہنم اولیٰ و بہتر ہے۔ ؎۱

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کو زیادہ سونے پر فروخت کرنے سے منع فرمایا مگر برابر وزن پر کوئی مضائقہ نہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی مدح کرنے کو منع فرمایا اور ارشاد کیا: مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ ؎۲

اور جو شخص کسی ظالم کی طرف سے مقدمہ کا وکیل بنے یا اس کی اعانت کرے تو پھر جب ملک الموت اس کے پاس آئے گا تو کہے گا: تجھے اللہ کی لعنت اور جہنم کی بشارت ہو جو بدترین بازگشت ہے۔ اور فرمایا: جو شخص کسی سلطانِ جابر کی مدح کرے یا کسی لالچ کی بنا پر خود کو سبک بنائے اور اظہارِ فروتنی کرے تو وہ جہنم میں اس کا مصاحب ہوگا۔

اور جو شخص دکھاوے اور شہرت کے لئے عمارت تعمیر کرے تو قیامت کے دن وہ عمارت زمین کے ساتویں طبقہ سے جو بالکل آگ ہی آگ ہوگی اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دی جائے گی پھر اس کو تہہ تک پہنچنے کے لئے روکنے والا کوئی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس نے توبہ کر لی ہو۔ تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دکھاوے اور شہرت کے لئے عمارت کیسے بنائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ضرورت بھر سے زیادہ عمارت اپنے پڑوسیوں پر تفوق جتانے اور بھائیوں پر فخر ومباہات کرنے کے لئے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مزدور کی مزدوری میں ظلم اور ناانصافی سے کام لے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل حبط کر لیگا اور جنت کی خوشبو اس پر حرام ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر سونگھی جاسکتی ہے۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی کی ایک بالشت زمین کی خیانت کرے گا اللہ تعالیٰ زمین کے ساتویں طبقہ سے اُٹھا کر اس کے گلے میں طوق ڈال دے گا اور وہ یہ طوق پہنے ہوئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اسے پلٹا دے۔

اور آگاہ رہو کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو بھلا دے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرے گا کہ پابندِ سلاسل وزنجیر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس پر ہر بھولی ہوئی آیت کی سزا میں ایک سانپ مسلط کر دیگا جو اس کے ساتھ ساتھ جہنم تک پہنچے گا مگر یہ کہ اللہ اس کو معاف کر دے۔

جو شخص قرآن پڑھے اس کے بعد کوئی حرام شے پیئے یا اس پر دنیا کی محبت اور اس کی زینت کو ترجیح دے تو وہ اللہ کی ناراضگی اور غصہ کا مستوجب ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے اور آگاہ ہو کہ اگر وہ بغیر توبہ کیے مر گیا تو قیامت کے دن اس کا ہر عذر باطل کر دیا جائے گا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی یا مجوسی عورت سے زنا کرے خواہ وہ آزاد ہو یا کنیز پھر اس سے توبہ نہ کرے اور مر جائے اور یہ حرکت بار بار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں تین سو (۳۰۰) دروازے کھولے گا جس میں جہنم کے سانپ، بچھو، اژدھے نکل نکل کر تا قیامت اس کو ڈستے رہیں گے اور وہ جلتا رہے گا۔ اور جب وہ قبر سے محشور ہوگا تو اس کی بدبو سے لوگوں کو اذیت ہوگی اور وہ اسی علامت سے پہچانا جائے گا کہ اس نے دارِ دنیا میں کیا کیا تھا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم صادر ہوگا۔

اور باخبر رہو کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کو حرام کیا ہے اور اس کے لئے حدود وسزائیں مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی بھی صاحبِ غیرت نہیں ہے

؎۱ 'کافی' کی صحیح حدیث میں ہشام بن حکم نے روایت کی ہے ابی عبداللہ علیہ السلام سے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: تین (دن) کے اوپر کوئی قطع تعلق نہیں ہے۔

؎۲ 'نہایہ' میں بھی یہ حدیث ان ہی الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔

اور اپنی غیرت کی بنا پر اس نے فحش امور کو حرام کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کو اپنے پڑوسی کے گھر میں جھانکنے کو منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ جو شخص اپنے برادر مسلم کی شرمگاہ کی طرف نظر کرے گا یا اپنی زوجہ کی شرمگاہ کے علاوہ کسی دوسری شرمگاہ کی طرف عمداً نظر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ان منافقین کی صف میں داخل کرے گا جو لوگوں کی شرمگاہوں کی جستجو میں لگے رہتے تھے اور وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک اللہ تعالیٰ اس کو رسوا نہ کر دے مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

اور فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے رزق کی تقسیم پر راضی نہیں اور لمبی چوڑی شکایت کرتا ہے، صبر نہیں کرتا اور جو اللہ نے دیا ہے اس کو کافی نہیں سمجھتا اس کی کوئی نیکی اوپر نہیں جائیگی اور جب اللہ کی بارگاہ میں جائے گا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

اس بات کو بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی چال میں اکڑ اور تکبر دکھائے اور فرمایا: کوئی شخص کپڑا پہنے اور اس پر فخر و تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے کنارے لے جا کر دھنسا دیگا اور وہ قارون کا ساتھی بن جائیگا اس لئے کہ (انسانوں میں) اس نے سب سے پہلے تکبر دکھایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مع اس کے گھر کے زمین میں دھنسا دیا تھا۔ اور جس شخص نے تکبر کیا تو گویا اس نے کبریائی اور جبروت میں اللہ کا مقابلہ کرنا چاہا۔

نیز فرمایا: جس شخص نے عورت کے ساتھ اس کے مہر میں ظلم اور ناانصافی کی تو وہ اللہ کے نزدیک زانی شمار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کہے گا کہ میرے بندے میں نے اپنی کنیز کا نکاح تجھ سے ایک عہد پر کیا تھا مگر تو نے اس عہد کو پورا نہیں کیا اور میری کنیز پر ظلم کیا پھر اس کی نیکیوں میں سے نکال کر اس کی عورت کو جتنا اس کا حق بنتا ہے دیدے گا۔ اسے دینے کے بعد اگر اس کی نیکیوں میں سے کچھ نہیں بچتا تو اس عہد شکنی کی پاداش میں اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم دیدیا جائے گا اس لئے کہ عہد کے لئے بازپرس ہوگی۔

اور گواہی کو چھپانے کے لئے بھی منع فرمایا کہ جو شخص گواہی کو چھپائے گا اللہ اس کا گوشت خود اس کو خلائق کے سامنے کھلائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔: ولا تکتموا الشھاد ومن یکتمھا فانه آثم قلبه والله بما تعملون علیم (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۳) (گواہی کو نہ چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو اللہ بخوبی جانتا ہے)۔

نیز فرمایا: جو شخص اپنے پڑوسی کو اذیت پہنچائے گا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دے گا، اس کی بازگشت جہنم ہوگی جو بدترین بازگشت ہے۔ اور جو شخص پڑوسی کے حق ضائع کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جبرائیل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسیوں کے لئے ہدایت پہنچاتے رہے اور خیال ہوا کہ عنقریب یہ پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث بنا دیں گے۔ اور مسلسل غلاموں کے لئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک کہ خیال ہوا کہ یہ عنقریب کوئی مدت مقرر کر دیں گے کہ اتنی مدت کے بعد وہ آزاد ہوگا۔ اور مسلسل شب کے قیام کے لئے ہدایت لاتے رہے یہاں تک کہ یہ خیال ہوا میری امت کے نیکوکار لوگ رات کو نہ سو پائیں گے۔

آگاہ رہو کہ جس شخص نے کسی مسلمان فقیر کو حقیر و ذلیل کیا اس نے خدا کے حق کو حقیر و ذلیل کیا اور اللہ اس کو قیامت کے دن حقیر و ذلیل کرے گا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرلے۔ نیز فرمایا: جو شخص مسلمان فقیر کی عزت کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اس طرح پیش ہوگا کہ اللہ اس سے راضی وخوش ہوگا۔

اور جسے کسی بدکاری اور شہوت کا موقع پیش آئے اور وہ خدا سے ڈرے اور اس سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔ اور اسے فزع اکبر (قیامت کے دن خوف) سے امان ملے گی اور جس کا اس نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرے گا کہ ولمن خاف مقام ربه جنتان (سورہ رحمٰن آیت ۴۶) (اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لئے دو باغ ہیں)۔

آگاہ رہو کہ جس کے سامنے دنیا اور آخرت دونوں کا موقع پیش آئے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیدے تو جب وہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ

میں پیش ہوگا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں رہے گی جو اس کو جہنم سے بچالے۔ اور جو آخرت کو ترجیح دے اور دنیا کو چھوڑ دے تو اللہ اس سے خوش ہوگا اس کے برے اعمال کو معاف کردے گا۔

اور جو شخص اپنی آنکھوں کو بُری نگاہوں سے بھرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دیگا مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے اور اس سے باز آجائے۔

اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایسی عورت سے ہاتھ ملائے جو اس پر حرام ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہے اور جو حرام کے لئے کسی عورت کے پیچھے لگا تو وہ شیطان کے ساتھ آگ کی زنجیر میں بندھا اور وہ دونوں جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔

اور جو شخص کسی مسلمان کو خرید یا فروخت میں دھوکا دے تو قیامت کے دن اس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا کیونکہ وہ خلق میں سب سے زیادہ مسلمانوں کو دھوکا دینے والے ہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو کوئی چیز عاریت دینے سے منع نہ کرے اور جو شخص اپنے پڑوسی کو (کوئی چیز) عاریت پر دینے سے منع کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اس کے خیر سے روک دے گا اور اس کو اس کے نفس کا ذمہ دار بنادے گا۔ اور جس کو اللہ اس کے نفس کا ذمہ دار بنادیگا اس کا برا حال ہوگا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو اذیت پہنچائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل پر نہ اس کی توبہ قبول کرے گا نہ کوئی کفارہ اور فدیہ، نہ کوئی نیکی، جب تک وہ اپنے شوہر کو راضی اور خوش نہ کرلے خواہ سارے دن روزہ رکھتی رہے اور ساری رات کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہے اور غلام و کنیز آزاد کرے اور راہ خدا میں جہاد کے لئے گھوڑے پر سوار ہی کیوں نہ ہو وہ جہنم میں سب سے پہلے بھیج دی جائے گی اور اسی طرح مرد اگر وہ اپنی عورت کے لئے ظالم ہے۔ آگاہ ہو جو شخص کسی مردِ مسلمان کے رخسار یا منہ پر طمانچہ مارے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی ہڈیوں کے جوڑ جوڑ الگ کردے گا اور زنجیروں میں باندھ کر جہنم میں ڈال دے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرے۔

اور جو شخص شب بسر کرے اور اس کے دل میں اپنے برادرِ مسلم کی طرف سے کچھ برائی ہے تو اس کی شب اللہ کی ناراضگی میں بسر ہوگی اور اسی حالت میں وہ صبح کرے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت سے منع فرمایا کہ جو شخص کسی مردِ مسلم کی غیبت کرے گا (اگر روزہ دار ہے تو) اس کا روزہ باطل ہوجائے گا اور اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ سے سڑے مُردار کی بدبو آتی ہوگی جس سے اہلِ موقف کو اذیت ہوگی اور اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مرگیا تو وہ اس حالت میں مرے گا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وہ اس کو حلال کیے ہوئے ہوگا۔

نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غصہ ضبط کرے جبکہ وہ اس کے اتارنے پر قدرت رکھتا ہو مگر برداشت کرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک شہید کا ثواب دے گا۔ آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مجلس میں اپنے کسی بھائی کی غیبت سنے اور اس کی طرف سے اس کی تردید کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے دنیا اور آخرت کے ستر (۷۰) شر کو رد کردے گا اور جو شخص باوجود قدرت اس کو رد نہ کرے گا اس پر ستر (۷۰) مرتبہ غیبت کرنے والوں کے گناہ کے برابر بوجھ لاد دیا جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیانت سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کے اندر کسی کی امانت میں خیانت کرے اور اس کو اس کے مالک کی طرف واپس نہ کرے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے تو اس کی موت میری ملت کے سوا کسی دوسری ملت پر ہوگی۔ اور جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوگا تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

اور فرمایا: جو کوئی شخص کسی آدمی کے خلاف جھوٹی گواہی دیگا تو وہ منافقین کے ساتھ زبان کے بل جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں لٹکا دیا جائیگا۔ اور جس نے کسی سے خیانت کا مال خریدا یہ جانتے ہوئے کہ یہ خیانت کا مال ہے تو وہ بھی اسی کی مانند ہے جس نے خیانت کی ہے۔

اور جس نے اپنے برادرِ مسلم کے حق میں سے کچھ بھی روکا تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق کی برکت کو حرام کر دیتا ہے مگر یہ کہ وہ اس سے توبہ کرے۔

آگاہ رہو جو شخص کوئی بدکاری کی بات سنے اور اسے افشاء کر دے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے وہ خود اس بدکاری میں شامل ہے اور جس شخص کے پاس کوئی مردِ مسلمان قرض کی حاجت لے آئے اور وہ قرض دینے پر قادر ہو مگر قرض نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو تک حرام کر دے گا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص بدخلق عورت کی بدخلقی پر صبر کرے اور اس پر ثواب کا امیدوار ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکرین کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور جو عورت اپنے شوہر کے ساتھ رفق و نرمی نہ برتے اور اس پر اس قدر بوجھ ڈال دے جس کی وہ قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس عورت کی کوئی نیکی قبول نہ کرے گا اور جب وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے گی تو اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔

آگاہ رہو جس شخص نے اپنے برادرِ مسلم کا اکرام کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا۔

اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص قوم کی نمازِ جماعت کی امامت بغیر ان لوگوں کی مرضی کے کرے۔ نیز فرمایا: جو شخص کسی قوم کی نمازِ جماعت کی امامت ان لوگوں کی مرضی سے کرے اور ان لوگوں کے ساتھ اپنی ادائیگی میں میانہ روی سے کام لے اور قیام و قرأت رکوع و سجود و قعود کے ساتھ اچھی طرح نماز پڑھائے تو ساری جماعت کے برابر اس کو ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے ثواب میں ذرہ برابر بھی کمی نہ ہوگی۔

نیز فرمایا: جو شخص اپنے کسی قرابتدار کے پاس خود بہ نفس نفیس اپنا مال لے کر جائے تا کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کے ہر قدم پر اس کے نامہ اعمال میں چالیس (۴۰) ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چالیس ہزار گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اتنے ہی اس کے درجات بلند کر دیئے جائیں گے اور وہ ایسا ہو گا جیسے وہ ایک سو (۱۰۰) سال اللہ کی عبادت صبر اور احتساب کے ساتھ کرتا رہا ہو۔

اور جو شخص کسی نابینا انسان کی مدد اس کے دنیاوی کاموں میں سے کسی کام میں کرے اور اگر اس کے کام کے لئے چلنا پڑے تو چلا جائے تا کہ اس کا کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نفاق سے برأت اور جہنم سے برأت عطا فرمائے گا اور اس کی دنیاوی حاجتوں میں سے ستر (۷۰) حاجتیں برلائے گا اور جب تک وہ اس کا کام کر کے نہ پلٹے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں غرق رہے گا۔

اور جو شخص ایک دن اور ایک رات بیمار پڑے اور اپنی عیادت کرنے والوں سے اس کی شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ محشور کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ پلِ صراط سے اس طرح گزر جائے گا جس طرح برق چمکتی ہوئی گزرتی ہے اور جو شخص کسی مریض کے لئے دوڑ دھوپ کرے خواہ اس کی ضرورت پوری ہو یا نہ ہو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ تو انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر فدا ہوں اگر چہ وہ مریض اپنے گھر والوں میں سے نہ ہو اور اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرے تو اتنا ہی عظیم ثواب ملے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی مردِ مومن کی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی بہتر (۷۲) تکالیف آخرت کی اور بہتر (۷۲) تکالیف دنیا کی دور کرے گا جس میں کمترین تکلیف درد قولنج ہے۔

اور اگر کوئی شخص کسی صاحب حق کو اس کا حق دینے میں ٹال مٹول کرے حالانکہ اس کو دینے کی قدرت ہو تو اس پر روزانہ گناہ کا دس فیصد بڑھتا جائے گا۔

اور آگاہ ہو اگر کوئی شخص کسی سلطان جائر کے سامنے جلاد (کوڑے باز) بن کر کھڑا رہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کا ایک اژدھا بنادے گا جس کی لمبائی ستر (۷۰) ہاتھ ہوگی اور وہ اس کو اس پر مسلط کردے گا جہنم کی آگ میں جو ایک بُری بازگشت ہے۔

اور جو شخص اپنے کسی بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرے اور پھر اس پر احسان جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل حبط کرلے گا اور اس کے اوپر احسان جتلانے کے گناہ کا بوجھ باقی رہ جائے گا اور یہ سعی مشکور نہ ہوگی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: احسان جتانے والے اور بخیل اور چغلخور پر جنت حرام کردی گئی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

آگاہ رہو کہ جو شخص کچھ صدقہ کرے گا تو اس کے لئے ایک درہم کے عوض جبلِ احد کے برابر نعمتیں ہوں گی اور جو کوئی صدقہ کا مال لے جا کر کسی محتاج کو پہنچائے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا صدقہ نکالنے والے کو ملا ہے اور صدقہ نکالنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اور جو شخص کسی میت کی نمازِ جنازہ پڑھائے گا تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کردے گا اور اگر اس کے دفن تک کھڑا رہے اور اس کی قبر پر مٹی ڈالے تو ہر قدم پر جو اس نے اس سلسلہ میں اُٹھایا ہے ایک قیراط ثواب ملے گا اور ایک قیراط جبلِ احد کے برابر ہوگا۔

آگاہ ہو کہ جس کی آنکھیں خوفِ خدا سے آبدیدہ ہوجائیں تو اس کے آنسوؤں کے ہر قطرے کے عوض جنت کا ایک قصر ہوگا جو موتیوں اور جواہرات سے جڑا ہوگا اور اس میں وہ سامان ہوں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی فردِ بشر کے قلب کے کسی گوشے میں ہوگا۔

آگاہ رہو جو شخص مسجد میں جماعت میں شرکت کی غرض سے جائے گا تو اس کے ہر قدم پر اس کو ستر (۷۰) ہزار نیکیوں کا ثواب ملے گا اور اتنے ہی اس کے درجات بلند کردیئے جائیں گے۔ اور اگر وہ اسی پر عمل کرتے ہوئے مرگیا تو اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) ہزار فرشتوں کو مقرر کردیگا جو اس کی قبر میں اس کے پاس جائیں گے، اسے بشارت دیں گے، تنہائی میں اس کا دل بہلائیں گے، اس کے لئے طلبِ مغفرت کریں گے یہاں تک کہ وہ محشور ہوگا۔

آگاہ رہو کہ جو شخص پورے حساب سے اذان دے اور اس کی نیت صرف خوشنودیِ خدا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس ہزار شہیدوں اور چالیس ہزار صدیقوں کا ثواب عطا کرے گا اور اس کی شفاعت سے میری امت کے چالیس ہزار گنہگار متمتع ہوں گے اور جنت میں جائیں گے۔

آگاہ رہو کہ جب موذن کہتا ہے: اشهد ان لا اله الا الله تو اس پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اُس کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن زیرِ سایہ عرش رہے گا تا اینکہ اللہ تعالیٰ حسابِ خلائق سے فارغ ہوجائے اور اس کے اشهد ان محمداً رسول الله کہنے کا ثواب چالیس ہزار فرشتے لکھتے ہیں۔

اور جو نماز جماعت میں صفِ اول اور پہلی تکبیر کا پابند ہوگا اور کسی مسلمان کو اذیت نہیں دیگا اس کو اللہ تعالیٰ اتنا اجر و ثواب دیگا جتنا دنیا و آخرت کے سارے موذنوں کو دیگا۔

آگاہ ہو جو شخص کسی قوم کا سرخیل و سردار بنا ہوا ہے وہ جب قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے گا تو اس کے دونوں ہاتھ پسِ گردن بندھے ہوئے ہونگے اور اگر اس نے ان لوگوں پر احکام خداوندی جاری کیے تو اس کے ہاتھ اللہ کھول دے گا اور اگر اس نے ان لوگوں پر ظلم کیا تھا تو وہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ بدترین بازگشت ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی گناہ اور بدی کو حقیر اور معمولی نہ سمجھو اگرچہ وہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو۔ اور کسی خیر و نیکی کو کبھی بڑی اور کثیر نہ سمجھو اگرچہ تمہاری نگاہوں میں کتنی ہی بڑی اور کثیر کیوں نہ ہو۔ کیونکہ گناہِ کبیرہ استغفار کے بعد کبیرہ نہیں رہ جاتا اور گناہِ صغیرہ اصرار (بار بار مرتکب ہونے) سے صغیرہ نہیں رہ جاتا۔

شعیب بن واقد کا بیان ہے کہ میں نے حسین بن زید سے اس حدیث کی طوالت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت

جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے ارشاد فرمایا: میں نے اس حدیث کو اس کتاب سے جمع کیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم املا کراتے اور بولتے گئے تھے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام اس کو اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔

باب:۔ جو احادیث عورتوں کی طرف نگاہ کرنے کے متعلق آئی ہیں

(۴۹۷۲) ہشام بن سالم سے روایت ہے اور انہوں نے عقبہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: نگاہ ابلیس کے زہر میں بجھائے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص کسی غیر کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے لئے اسے ترک کرے گا تو اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ ایسا ایمان دے گا جسکا ذائقہ اس کو محسوس ہوگا۔

(۴۹۷۳) ابن ابی عمیر نے کاہلی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر دل میں شہوت کے بیج بو دیتی ہے اور یہی انسان کے فتنہ میں پڑنے کے لئے کافی ہے۔

(۴۹۷۴) اور اصبغ بن نباتہ نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی (علیہ السلام) پہلی نگاہ تمہارے لئے (مباح) ہے اور دوسری تمہارے اوپر (ناجائز) ہے تمہارے لئے (مباح) نہیں ہے۔

(۴۹۷۵) ایک مرتبہ ابو بصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کے سامنے سے ہو کر ایک عورت گزری تو وہ اس کے پچھلے حصہ کی طرف دیکھنے لگا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم لوگوں میں سے کوئی یہ بات پسند کرے گا کہ کوئی شخص تمہاری زوجہ یا تمہاری کسی قرابتدار کو اس طرح دیکھے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر جو بات تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔

(۴۹۷۶) ہشام و حفص اور حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو لوگ عورتوں کے پچھلے حصے کو تاکتے ہیں اسی طرح ان کی اپنی عورتوں کے سلسلہ میں ان کو مطمئن نہیں رہنا چاہیے۔

(۴۹۷۷) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے: **یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین** (سورۃ قصص آیت ۲۶) (اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ آپ جس کو بھی نوکر رکھیں گے ان سب میں بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر حضرت شعیبؑ نے اس لڑکی سے کہا: اے بیٹی یہ مضبوط ہے یہ تو تم نے پتھر کے اٹھانے سے پہچان لیا لیکن امین ہے یہ تم نے کیسے پہچانا؟ تو لڑکی نے جواب دیا: اے ابا میں اس کے آگے آگے چل رہی تھی اس نے کہا: نہیں تم میرے پیچھے پیچھے چلو اگر میں راستہ بھٹکوں تو تم مجھے بتا دینا، میں اس قوم سے ہوں جو عورتوں کے پیچھے کو نہیں دیکھتے۔

(۴۹۷۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو (عورتوں پر) نگاہ شیطان کی طرف سے ہو جاتی ہے پس اگر وہ اس نگاہ سے اپنے دل میں کچھ محسوس کرے تو اپنی عورت کے پاس چلا جائے۔

(۴۹۷۹) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے سامنے ایک کنیز پیش ہوئی تا کہ وہ اس کو خرید لے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ اس کے محاسن کو دیکھے اور جن اعضا کو دیکھنا مناسب نہیں چھو کر دیکھے۔[1]

[1] اس کی سند ضعیف ہے۔ اور چھونے سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے بغیر شہوت کے۔

باب:۔ زنا کے متعلق احادیث

(۴۹۸۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کا قتل اور خانہ کعبہ کا انہدام اور اپنی منی کو کسی عورت کے اندر بطور حرام ڈالنے سے زیادہ بڑا گناہ کوئی نہیں جو انسان کرے گا۔

(۴۹۸۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زنا فقر پیدا کرتا ہے اور آبادیوں کو اجاڑ کر کے چھوڑتا ہے۔

(۴۹۸۲) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: زمین کسی بات پر اپنے رب سے اتنی فریاد نہیں کرتی جتنی ان تین باتوں پر فریاد کرتی ہے: حرام خون جو اس پر بہایا جائے۔ یا اس پر زنا کے بعد غسل کیا جائے یا طلوع آفتاب سے پہلے اس پر سویا جائے۔ ۱

(۴۹۸۳) عبداللہ بن میمون کی روایت میں حضرت جعفر ابن محمد علیہما السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا: اے فرزند زنا ہرگز نہ کرنا اس لئے کہ اگر کوئی چڑا بھی کسی دوسرے چڑے کے جوڑے سے زنا کرتا ہے تو اس کے بال و پر جھڑ جاتے ہیں۔ ۲

(۴۹۸۴) عمرو بن ابی مقدام نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر جو وحی نازل فرمائی اس میں یہ بھی تھا کہ اے موسیٰ بن عمران جس نے زنا کیا اس سے زنا کیا جائے گا خواہ اس کے بعد اس کی نسل میں کیوں نہ کیا جائے، اے موسیٰ بن عمران اگر تم معاف کرو گے تو تمہارے گھر والے معاف کیے جائیں گے۔ اے موسیٰ بن عمران اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گھر والوں میں خیر کی کثرت ہو تو زنا سے پرہیز کرو۔ اے موسیٰ بن عمران جیسا تم کرو گے ویسے ہی کیے جاؤ گے (یعنی ویسا ہی تمہارے ساتھ ہوگا)۔

(۴۹۸۵) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا، نہ ان کو (حساب سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: بوڑھا زنا کار، ظالم بادشاہ اور نادار و مفلس اکڑ کر چلنے والا متکبر۔

(۴۹۸۶) اور ابن مسکان کی روایت میں جو انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تین طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں حساب سے پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک ہوگا: بوڑھا زنا کار، دیوث (جو اپنی بیوی سے زنا کرائے) اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے بستر پر غیر سے ہمبستری کرے۔

(۴۹۸۷) علی بن اسماعیل میثمی نے بشیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری جھوٹی قسم کھائے گا میری رحمت کو نہیں پائے گا اور زنا کار قیامت کے دن میرے قریب نہیں آئے گا۔

(۴۹۸۸) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے والدین سے حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسن سلوک کرے گی۔ تم لوگوں کی عورتوں کو معاف کرو تمہاری عورتیں معاف کی جائیں گی۔ ۳

---

۱ مصنف نے 'خصال' اردو ترجمہ ص ۱۸۶ ابواب ثلاثہ میں مسند حدیث سے سلیمان بن حفص بصری سے انہوں نے صادق علیہ السلام سے اور آنجناب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۲ 'کافی' ج ۵ ص ۵۴۲ پر صحیح کی مانند موثق حدیث میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

۳ 'کافی' ج ۵ ص ۵۵۴ میں اس حدیث کو عبید بن زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

(۴۹۸۹) اور ابراہیم بن ابی بلاد کی روایت میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت تھی جس کے پاس ایک مرد آیا کرتا تھا اور وہ عورت اپنے پاس اس کا آنا ناپسند کرتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے دل میں ایک بات ڈالی اور اس نے اس مرد سے کہا: تم جب بھی میرے پاس آتے ہو اس وقت کوئی مرد تمہاری عورت کے پاس جاتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت اپنی عورت کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کی عورت کے پاس ایک مرد ہے چنانچہ وہ اس کو پکڑ کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لایا اور بولا: یا نبی اللہ مجھ پر وہ مصیبت آئی ہے جو کسی پر نہیں آئی ہوگی۔ آنجناب علیہ السلام نے پوچھا: وہ کیا؟ اس نے عرض کیا: میں نے اس شخص کو اپنی زوجہ کے پاس پایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اس سے کہو: جو جیسا کرتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۴۹۹۰) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب کوئی زنا کار زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے نکل جاتی ہے اور جب طالب عفو ہوتا ہے تو پھر اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔ اور حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو ایمان کی روح اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا پھر اس میں کچھ باقی بھی رہ جاتی ہے یا ساری کی ساری نکل جاتی ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں وہ زنا کر کے کھڑا ہوتا ہے [1] پھر اس میں روح ایمان پلٹ کر آجاتی ہے [2]

کتاب الحدود

باب:۔ زنا کے جرم میں سزا، حدود، رجم اور قتل اور زنا کی ممانعت

(۴۹۹۱) قاسم بن محمد نے عبدالصمد بن بشیر سے، انہوں نے سلیمان بن ہلال سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مولا میں آپ (علیہ السلام) پر قربان! ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف کے اندر سویا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ محرم ہیں؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: کیا کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: ان دونوں کو تیس تیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ دریافت کیا: اگر بدفعلی بھی کی تو؟ فرمایا: اگر سوراخ کے علاوہ کہیں کیا ہے تو حد جاری کی جائے گی اور اگر سوراخ میں کیا ہے تو اسے کھڑا کیا جائے گا پھر تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی اب تلوار جتنا کاٹ سکے کاٹے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یہ تو قتل ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔ میں نے عرض کیا: ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کیا وہ محرم ہیں؟ کہا: نہیں فرمایا:

---

[1] بعض نسخوں میں ہے: جب وہ توبہ کر لیتا ہے۔

[2] رسول اللہ کا قول۔ زانی زنا کرتے ہوئے مومن نہیں رہتا۔ یعنی اس کا ایمان کامل نہیں رہتا کیونکہ وہ کبائر سے اجتناب سے مشروط ہے، پس جب توبہ کرتا ہے تو (ایمان) واپس آجاتا ہے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور علم اور قدرت پر صحیح اعتقاد اور مکمل ایمان اسے ایسا کام کرنے سے روکتا ہے مگر یہ کہ شہوت اس پر غالب آجائے پس وہ اندھا ہو جاتا ہے چنانچہ یہ ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور جب شہوت ختم ہو جاتی ہے تو نادم ہوتا ہے اور جان لیتا ہے کہ یہ فعل قبیح تھا البتہ وہ اس فعل کے (صادر ہونے کے) وقت اس کے قبیح ہونے کا اعتقاد نہ رکھتا تھا۔ اور پہلے معنی ایمان کے لئے توبہ کو لازم قرار دیتے ہیں اور اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے: اگر استغفار کر لیا تو اسے قبول کر لیا جائے گا۔ اور دوسرے معنی اس کے علاوہ پر راجع ہیں اور ممکن ہے کہ کہا جائے: ندامت ہی توبہ ہے اور البتہ وہی حاصل ہے لیکن ان دونوں میں فرق ہے اور اس کی تائید آنجناب کے اس قول سے ہوتی ہے: پس جب کھڑا ہوتا ہے تو اس میں روح ایمان واپس آجاتی ہے۔ (محمد تقی مجلسی)۔

بر بنائے ضرورت و مجبوری سوئی ہیں؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تیس کوڑے اس کو اور تیس کوڑے اس کو لگائے جائیں۔ میں نے عرض کیا: مگر اس نے بدفعلی بھی کی۔ یہ سن کر آنجناب علیہ السلام کو بہت شاق ہوا اور تین مرتبہ اُف اُف اُف کہا پھر فرمایا: حد جاری ہوگی۔

(۴۹۹۲) حماد نے حریز سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک مرد کو ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں سوتے ہوئے پایا تو آنجناب علیہ السلام نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک کم سو (یعنی ننانوے) کوڑے لگائے۔

(۴۹۹۳) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت ایک لحاف میں پائے گئے فرمایا: ان دونوں کو سو، سو کوڑے لگاؤ۔

اس کتاب کے مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث متفق المعانی ہیں۔ جب ایک مرد ایک مرد کے ساتھ یا ایک عورت ایک عورت کے ساتھ یا ایک مرد ایک عورت کے ساتھ ایک لحاف میں پائے جائیں کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ سے تو ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر یہ کسی ضرورت کی بنا پر نہیں ہے اور ان دونوں میں سے کوئی بھی مکروہ حالت میں نہیں ہے تو ان دونوں سے ہر ایک کو بطور سزا تیس تیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر ان دونوں نے زنا کیا ہے اور وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے اور یہ اس وقت کہ جب یہ دونوں زنا کا اقرار کریں یا ان دونوں کے اس فعل پر چار عادل گواہ ہوں۔ اور جب یہ دونوں ایک لحاف میں پائے جائیں اور امام کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں سے وہ کچھ ہوا جو حد جاری ہونے کا سبب بنتا ہے لیکن یہ دونوں اس کا اقرار نہیں کرتے یا ان کی زنا پر چار گواہ نہیں قائم ہوئے تو اس میں سے ایک کوڑا کم کر دیا جائے گا تا کہ یہ حد کے سو (۱۰۰) کوڑے قرار نہ پائیں بلکہ سزا قرار پائیں۔

(۴۹۹۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کسی مرد یا کسی عورت کو اس وقت تک کوڑے نہیں لگائے جائیں گے جب تک کہ دخول و خروج پر چار گواہ نہ ہوں اور فرمایا: میں ان چار گواہوں میں سے پہلا بنوں گا (البتہ) میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان گواہوں میں سے (کوئی پیچھے ہٹنا چاہے) اس خوف سے پیچھے نہ ہٹے کہ اگر پیچھے ہٹا تو اسے کوڑے لگاؤں گا۔

(۴۹۹۵) فضالہ نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ بیان فرما رہے تھے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ سے دریافت کیا کہ اگر آپ اپنی عورت کے شکم پر کسی مرد کو دیکھیں تو بتائیں کہ آپ کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب میں کہا: اس کو تلوار سے قتل کر دوں گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت سرا سے برآمد ہوئے اور دریافت کیا کہ سعد کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ اگر تم اپنی زوجہ کے شکم پر کسی مرد کو پاؤ تو کیا کرو گے؟ میں نے کہا: میں تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اے سعد چار گواہ کیسے؟ سعد نے کہا: یا رسول اللہ میری اپنی آنکھوں کے دیکھنے کے بعد اور اللہ کے علم کے بعد کہ اس نے ایسا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم (یہ چار گواہ) تمہاری آنکھوں کے دیکھنے اور اللہ کے علم کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لئے ایک حد مقرر کی ہے اور جو اس حد سے تجاوز کرے اس کے لئے بھی حد مقرر کر دی ہے۔

(۴۹۹۶) حسن بن محبوب نے ابان سے، انہوں نے حلبی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک زوجہ دار مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اس پر تین مرد اور دو عورتیں گواہ ہیں آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے اوپر رجم (سنگساری) واجب ہے۔ ہاں اگر اس پر دو مرد اور چار عورتیں گواہ ہوں تو ان کی گواہیاں جائز نہ ہوں گی اور اس کو رجم نہ کیا جائے گا۔ اس پر زانی کی حد جاری ہوگی۔

(۴۹۹۷) شعیب نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک شخص نے ایک آدمی کی عورت

سے نکاح کرلیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: عورت کو سنگسار کیا جائے گا اور مرد کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اگر میں جانتا کہ تو نے یہ دیدہ دانستہ کیا ہے تو میں پتھر سے تیرا سر توڑ دیتا۔

(۴۹۹۸) حضرت امیر المومنین شراحہ ہمدانیہ کی طرف سے ہو کر گزرے (جس نے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے زنا کا اقرار کیا تھا اور سنگسار ہو رہی تھی) اور دیکھا کہ اس قدر اژدھام ہے کہ لگتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کر دینگے تو آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا: شراحہ کو میدان سے واپس لاؤ۔ یہاں تک کہ مجمع کم ہو گیا تو دوبارہ نکالی گئی اور دروازہ بند کر دیا گیا اور لوگوں نے اس کو سنگسار کیا اور وہ مرگئی تو حکم دیا کہ دروازہ کھول دو اور اب جو اندر داخل ہوتا وہ اس عورت پر لعنت بھیجتا۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے یہ دیکھا تو منادی سے ندا کرادی: اے لوگو! اس عورت کے متعلق اب اپنی زبان سے کچھ نہ نکالو اس لئے کہ حد جاری اس لئے ہوتی ہے کہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس طرح قرض ادا کرنے کے بعد پھر قرض ادا ہو جاتا ہے (اس کو مقروض نہیں کہا جاتا)۔

(۴۹۹۹) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا[1]: اگر کوئی شخص زنا کرے اور اس کو کوڑے لگائے جائیں تو امام کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کو اس سرزمین سے جس میں کوڑے لگائے گئے دوسرے ملک کی طرف نکال دے۔ ہاں امام پر لازم ہے کہ اس کو اس شہر سے نکال دے جس میں اس کو کوڑے لگائے گئے ہیں۔

(۵۰۰۰) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بوڑھے اور بوڑھیا کو (اگر زنا کریں) کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور وہ رجم بھی کیے جائیں گے۔

بکر (کنوارا) مرد اور باکرہ (کنواری) عورت کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ان کو ایک سال کے لئے شہر بدر کیا جائے گا اور یہ بدری ایک شہر سے دوسرے شہر میں ہوگی۔ چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفے سے نکال کر بصرہ بھیج دیا تھا۔

(۵۰۰۱) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قرآن میں رجم کا حکم ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا: وہ کیسے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: "الشیخ و الشیخة فارجموهما البتة فانهما قضیا الشهوة" (بوڑھے اور بوڑھی دونوں کو رجم و سنگسار کر و البتہ، اس لئے کہ یہ دونوں اپنی خواہشات نفس پوری کر چکے)[2]

(۵۰۰۲) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی عورت کے بطن سے پیدا شدہ لڑکی سے مجامعت کر بیٹھے تو اس پر بھی وہی حد ہے جو زانی پر ہے۔

(۵۰۰۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی کنیز کا نکاح کسی مرد سے کر دیا پھر اس نے اپنی اس کنیز سے مجامعت کی؟ آپؑ نے فرمایا: اس کو (زنا کی) حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۰۴) محمد بن ابی عمیر نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنے ہاتھ سے کسی کنیز کی بکارت توڑ دی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر اس کا مہر لازم ہے اور حد میں کوڑے لگائے جائیں گے۔

---

[1] یعنی ابوعبداللہ علیہ السلام نے جیسا کہ 'کافی' ج ۷ ص ۱۹۷ میں موثق حدیث میں ہے۔

[2] اس کی سند صحیح ہے اور کلینی اور شیخ نے بھی اپنی صحیح حدیث میں اسے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور کہا ہے: اس کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم ثابت ہے بظاہر اس میں جملہ 'جب وہ دونوں زنا کریں' سقط ہو گیا ہے 'بوڑھی' کے بعد۔

(۵۰۰۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ [1]

(۵۰۰۶) اور حلبی کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت ہے جس نے اپنی کنیز مکاتبہ کے ساتھ مجامعت کر لی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کنیز مکاتبہ نے ایک چوتھائی رقم ادا کردی ہے تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر وہ زن دار اور بیوی والا ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا اور اگر اس کنیز نے ابھی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو پھر اس شخص پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۰۰۷) حسن بن محبوب نے محمد بن قاسم سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی طلاق زدہ عوت سے عدہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ہم بستری کرے اس کو حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس مدت عدہ ختم ہونے سے پہلے ہمبستری کی ہے تو یہی اس کا رجوع کرنا ہے۔

(۵۰۰۸) حسن بن محبوب نے ابی ایوب، سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا، دس سال کا ہے اس نے ایک عورت سے زنا کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لڑکے کو حد کی تعداد سے ذرا کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وہ عورت شوہر دار ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ سنگسار نہیں کی جائیگی اس لئے کہ جس سے اس نے مجامعت کرائی ہے وہ بالغ نہیں ہے اگر بالغ ہوتا تو وہ عورت سنگسار ہوتی۔

(۵۰۰۹) اور یونس بن یعقوب کی روایت میں جو ابی مریم سے ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اپنی آخری ملاقات میں دریافت کیا ایک ایسے لڑکے کے متعلق جو ابھی بالغ نہیں ہوا تھا، اس نے ایک عورت سے مجامعت یا زنا کیا۔ اب ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لڑکے کو حد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور عورت کو حد کے پورے کوڑے لگیں گے۔ میں نے عرض کیا: ایک لڑکی ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوئی ہے وہ ایک مرد کے ساتھ پائی گئی کہ وہ اس سے زنا کر رہا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس نابالغ لڑکی کو حد کی تعداد سے کم کوڑے لگائے جائیں گے اور مرد پر پوری تعداد جاری ہوگی۔

(۵۰۱۰) حسن بن محبوب نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ عباد مکی نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری نے مجھ سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت ہے، ان سے دریافت کرو کہ ایک شخص نے زنا کیا جبکہ وہ مریض ہے اگر اس پر حد جاری کی جائے تو ڈر ہے کہ مر جائے، آنجناب علیہ السلام اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان جنابؑ سے دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: یہ مسئلہ تم اپنے دل سے پوچھتے ہو یا کسی انسان نے تم سے یہ کہا ہے کہ یہ مسئلہ پوچھ آؤ؟ میں نے عرض کیا کہ سفیان ثوری نے مجھ سے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ آپ (علیہ السلام) سے پوچھوں۔ آنجناب (علیہ السلام) نے فرمایا: (اچھا سنو) رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس کو مرضِ استسقا تھا، پیٹ پھولا ہوا تھا، رانوں کی رگیں نمایاں تھیں اور اس نے ایک مریضہ عورت سے زنا کیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اور کھجور کی شاخ لائی گئی جس میں سو پتیاں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے مرد کو ایک ضرب لگائی اور اس عورت کو ایک ضرب لگائی اور ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وخذ بیدک ضغثاً فاضرب به ولا تحنث (سورۃ ص آیت ۴۴) [اے ایوب تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک گٹھا لو اور اس سے اپنی بیوی کو مارو اور اپنی قسم میں جھوٹے نہ بنو]۔

---

[1] شیخ نے 'تہذیب' ج ۲ ص ۴۵۸ پر صحیح حدیث میں عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا اور کہا تھا: اسی کوڑے۔ اس سے مراد حدِ قذف ہے۔

(۵۰۱۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص شاخوں کا ایک گٹھا لے یا ایک جڑ جس میں بہت سی شاخیں ہوں اور اس سے ایک ضرب لگائے تو وہ کافی ہے اس کے لئے جس کو وہ جتنی تعداد میں کوڑے لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ۱

(۵۰۱۲) اور عبداللہ بن مغیرہ وصفوان اور ان کے علاوہ کئی ایک کی روایت میں ہے جو ان لوگوں نے مرفوع کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شادی شدہ زانی زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے امام پتھر مارے گا پھر تمام لوگ ماریں گے۔ اور (اگر اس نے اقرار نہیں کیا ہے بلکہ) اس کے زنا پر شہادتیں گزری ہیں تو سب سے پہلے وہ چار گواہ پتھر ماریں گے پھر امام اور پھر تمام لوگ۔

(۵۰۱۳) اور حماد نے حلبی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مرد پر حد میں کوڑے مارے جس نے ایک عورت سے حالتِ نفاس میں اس کے پاک ہونے سے پہلے نکاح کر لیا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر اس نے حالتِ نفاس میں صرف نکاح کیا ہوتا دخول نہ کیا ہوتا تو اس پر حد جاری کرنا واجب نہ ہوتا۔ آنجنابؑ نے اس پر حد اس لئے جاری کی کہ اسی حالت میں اس نے دخول بھی کیا تھا۔

(۵۰۱۴) اور ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مرد کو حد میں کھڑا کر کے تازیانے لگائے جائیں اور عورت کو بٹھا کر ہر عضو پر تازیانہ لگایا جائے مگر چہرہ اور شرمگاہ کو چھوڑ دیا جائے۔

(۵۰۱۵) اور سماعہ کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ زانی کی حد تمام حدوں سے زیادہ شدید ہوگی۔

(۵۰۱۶) بیان کیا مجھ سے طلحہ بن زید نے انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حد میں برہنہ نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کو کھینچا جائے گا نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: زانی کو اسی حالت میں کوڑے لگائے جائیں گے جس حالت میں پکڑا گیا ہے اگر وہ برہنہ پایا گیا تو برہنہ اور اگر اپنا لباس پہنے پایا گیا تو لباس پہنے ہوئے (کوڑے لگائے جائیں گے۔)

(۵۰۱۷) ابن ابی عمیر نے حفص بن بختری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجنابؑ نے ارشاد فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو کسی اور شخص کے بستر پر پایا گیا تھا۔ تو آنجنابؑ نے حکم دیا کہ اس کو بیت الخلاء کی غلاظت میں لتھیڑ دو۔ ۲

(۵۰۱۸) اور علی بن ابی حمزہ نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دن میں کئی مرتبہ زنا کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے ایک ہی عورت سے کئی مرتبہ اس طرح کیا تو اس پر ایک ہی حد ہوگی اور اگر اس نے ایک دن میں یا ایک ہی ساعت میں کئی عورتوں سے زنا کیا ہے تو ہر عورت کے بدلے جس سے زنا کیا ہے ایک حد ہوگی۔

(۵۰۱۹) یونس بن یعقوب نے ابی مریم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے اس کی طرف منہ پھیر لیا پھر وہ پلٹی اور آنجناب علیہ السلام کے منہ کے سامنے آئی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے دوسری طرف منہ پھر لیا پھر وہ آنجناب علیہ السلام کے

۱ یہ مریض کے لئے سزا ہے جیسا کہ دوسری احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲ یہ اس لئے تھا کہ وہ دونوں ایک لحاف میں اپنے کپڑوں میں پائے گئے تھے۔

سامنے آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے اس سے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر وہ سامنے آئی اور اس نے کہا: میں نے زنا کیا ہے تو آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا وہ قید کرلی گئی اور وہ حاملہ تھی تو وضع حمل تک ٹھہرے رہے اس کے بعد آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا اور ایک گڑھا مقام رحبہ میں کھودا گیا اس کو نئے کپڑے پہنائے گئے اور اسے اس گڑھے میں کمر سے چھاتی تک داخل کردیا گیا اور رحبہ کا دروازہ بند کردیا گیا اور آنجناب علیہ السلام نے اس کو ایک پتھر مار کر کہا: اے اللہ میں تیری کتاب کی تصدیق اور تیرے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے (اسے رجم کر رہا ہوں) پھر قنبر کو حکم دیا اس نے بھی ایک پتھر مارا پھر آنجنابؑ گھر میں چلے گئے۔ اور قنبر کو حکم دیا کہ تم اصحاب محمدؐ کو داخلہ کی اجازت دے دو چنانچہ وہ سب لوگ اندر آئے اور ان سب نے ایک ایک پتھر مارا اور کھڑے ہو گئے انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اپنے اپنے پتھر اُٹھا کر دوبارہ ان ہی پتھروں سے ماریں یا نئے پتھروں سے ماریں اور ابھی تک اس میں رمق حیات باقی تھی لوگوں نے قنبر سے کہا: تم جا کر اطلاع دو کہ ہم نے اپنے اپنے پتھروں سے مارا لیکن ابھی اس میں رمق باقی ہے اب ہم لوگ کیا کریں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ اپنے پتھروں سے دوبارہ مارو۔ چنانچہ ان لوگوں نے دوبارا مارا اور وہ مرگئی تو لوگوں نے کہا: اب تو وہ مر بھی گئی، اب کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس کو اس کے وارثوں کے حوالے کردو اور ان سے کہہ دو جس طرح وہ مُردوں کو دفن کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی دفن کردیں۔

(۵۰۲۰) سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے، آپ (علیہ السلام) مجھے پاک کردیں تو آنجناب علیہ السلام نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس سے کہا: بیٹھ جاؤ۔ پھر آنجنابؑ نے مجمع کی طرف رخ کیا اور فرمایا: تم لوگوں میں سے کوئی یہ نہیں کرسکتا کہ اس طرح کی برائیوں کو جس طرح اللہ چھپاتا ہے تم بھی چھپاؤ۔ اتنے میں وہ شخص کھڑا ہوا اور بولا: یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے، آپ (علیہ السلام) مجھے پاک کردیں۔ فرمایا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے کہا: صرف طہارت حاصل کرنے کے لئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: توبہ سے بہتر اور کون سی طہارت ہوسکتی ہے۔ یہ کہہ کر آنجناب علیہ السلام پھر اپنے اصحاب سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں وہ شخص پھر اُٹھا اور بولا: یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے آپؑ مجھے پاک کردیجئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے شخص تو تھوڑا بہت قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا کچھ پڑھو۔ اس نے قرآن پڑھا اور صحیح پڑھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اپنی نماز و زکوٰۃ کے اندر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق تم پر لازم ہیں انہیں جانتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آنجناب علیہ السلام نے مسائل پوچھے اور اس نے صحیح جواب دیئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے شخص تجھے کوئی مرض تو لاحق نہیں یا تیرے سر میں درد یا تیرے بدن میں کوئی شے یا تیرے دل میں کوئی غم تو نہیں ہے؟ اس نے کہا: یا امیرالمومنین اس میں سے کچھ بھی نہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو، واپس جا میں تجھ سے تنہائی میں پوچھوں گا جس طرح اب میں نے سب کے سامنے پوچھا ہے۔ اور اگر تو پھر واپس نہ آیا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراؤں گا۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بالکل صحیح حالت میں ہے اس کو کوئی مرض نہیں یہ خیال غلط ہے۔ چنانچہ وہ شخص دوبارہ آنجناب علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا: یا امیرالمومنین میں نے زنا کیا ہے۔ آپ (علیہ السلام) مجھے پاک کردیجئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو میرے پاس پلٹ کر نہ آتا تو میں تجھے تلاش بھی نہ کراتا لیکن اب میں حکم خدا کو ترک بھی نہ کروں گا جس کا جاری کرنا تجھ پر لازم ہے۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام نے مجمع سے خطاب کیا اور کہا: اے گروہ مردم اس کے رجم کے لئے جو لوگ یہاں موجود ہیں ان کی طرف سے وہی لوگ کافی ہیں جو تم میں سے یہاں موجود ہیں۔ لہٰذا میں تم میں سے ہر ایک کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ کل ہر شخص اپنے عمامہ سے ڈھاٹا باندھ کر اس طرح آئے کہ ایک دوسرے کو نہ پہچان سکے اور تم لوگ میرے پاس اندھیرے میں طلوع فجر سے پہلے آجاؤ تاکہ کوئی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے اور ہم لوگ اس کو نہ دیکھ سکیں اور ہم لوگ اس کو سنگسار کریں گے۔ دوسرے دن جیسا کہ آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا تھا وہ لوگ سپیدۂ سحری کے نمودار ہونے سے پہلے آگئے تو حضرتؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم لوگوں میں سے اس شخص کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس پر اس اس طرح کا حق (حدود رجم کی شکل کا) عائد ہوتا

ہے وہ واپس چلا جائے اس لئے کہ اللہ کا حق وہ طلب نہیں کر سکتا جس پر خود اللہ کا اس طرح کا حق باقی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم یہ سن کر بہت سے لوگ واپس ہو گئے اور ہمیں اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کون کون لوگ تھے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے اس شخص کو چار پتھر مارے اس کے بعد دیگر لوگوں نے پتھر مارے۔

(۵۰۲۱) اور امیر المومنین علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک عورت آئی [1] اور عرض کیا: یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے۔ آپ (علیہ السلام) مجھے پاک کر دیں اللہ آپ (علیہ السلام) کو پاک رکھے۔ اس لئے کہ دنیا کا عذاب زیادہ آسان ہے آخرت کے عذاب سے جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کس چیز سے پاک ہونا چاہتی ہو؟ کہا: زنا سے۔ فرمایا: تو شوہر دار ہے یا غیر شوہر دار۔ عرض کیا: شوہر دار ہوں۔ فرمایا: (جس وقت تو نے زنا کیا تھا) تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا: حاضر تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا انتظار کر تیرے شکم میں جو حمل ہے وہ وضع ہو جائے اس کے بعد آنا۔ جب وہ پلٹ گئی اور اتنی دور چلی گئی کہ آنجناب علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو فرمایا: پروردگار یہ ایک شہادت ہے۔ پھر کچھ دنوں بعد وہ آنجناب علیہ السلام کے پاس آئی اور کہا: وضع حمل ہو چکا آپ (علیہ السلام) مجھے پاک کر دیجئے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے اس سے تجاہلِ عارفانہ (سنی ان سنی) فرمایا اور کہا: میں تجھے پاک کروں اے کنیز خدا مگر کس بات سے؟ اس نے کہا: میں نے زنا کیا تھا اور اب وضع حمل کر چکی لہٰذا مجھے پاک کر دیجئے۔ فرمایا: تو شوہر دار تھی جس وقت تو نے یہ کیا؟ یا غیر شوہر دار تھی۔ اس نے کہا: اس وقت میں شوہر دار تھی۔ فرمایا: اور تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر؟ اس نے کہا: اس وقت میرا شوہر حاضر تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا بچے کو دودھ پلانے تک واپس جا۔ جب وہ پیچھے پلٹی اور اتنی دور گئی کہ وہ آنجناب علیہ السلام کی بات نہ سن سکے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ یہ دو شہادتیں گزر چکیں۔ جب دودھ پلانے کی مدت تمام ہوئی تو وہ پھر آئی اور عرض کیا: یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب تو نے ایسا کیا تھا شوہر دار تھی یا غیر شوہر دار؟ اس نے عرض کیا: اس وقت میں شوہر دار تھی۔ فرمایا: تیرا شوہر غائب تھا یا حاضر۔ اس نے کہا: میرا شوہر حاضر تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اچھا جا بچے کے سمجھدار ہونے تک اس کی کفالت اور دیکھ بھال کرتا کہ وہ خود سے کھانے پینے لگے، کسی چھت سے نہ گرے یا کسی کنوئیں میں نہ گر پڑے۔ چنانچہ وہ روتی ہوئی پلٹی اور جب وہ اتنی دور چلی گئی کہ آنجناب علیہ السلام کی آواز نہ سن سکے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ یہ تین شہادتیں ہو چکیں۔ وہ روتی ہوئی جا رہی تھی کہ عمرو بن حریث سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا: تو کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا: میں امیر المومنین کے پاس آئی تھی اور عرض کیا تھا کہ مجھے پاک کر دیجئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اپنا بچہ سنبھال جب تک کہ وہ خود سے کھانے پینے لگے اور کسی چھت سے نہ گرے اور کسی کنوئیں میں نہ گر جائے اور میں ڈرتی ہوں کہ اس اثناء میں مجھے موت نہ آجائے اور میں پاک نہ ہو سکوں۔ عمرو بن حریث نے کہا: واپس جاؤ میں تمہارے بچے کو پال دوں گا۔ تو وہ واپس آئی اور امیر المومنین علیہ السلام کو عمرو بن حریث کی بات بتائی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عمرو بن حریث تیرے بچے کو کیسے پالے گا؟ اس نے عرض کیا: امیر المومنین اب تو آپ (علیہ السلام) مجھے پاک کر ہی دیں، میں نے زنا کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے جب ایسا کیا تھا شوہر دار تھی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: اور تیرا شوہر اس وقت حاضر تھا یا غائب؟ عرض کیا: حاضر تھا۔ یہ سن کر امیر المومنینؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا: پروردگار یہ چار شہادتیں اس پر ثابت ہو گئیں اور تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کی جو باتیں بتائی ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس شخص نے میری حدود میں سے کسی حد کو معطل کیا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور میری حکومت میں مجھ سے مخالفت کی۔ اے اللہ میں تیری حدود کو معطل کرنے والا نہیں نہ تیری مخالفت اور تجھ سے دشمنی کرنے والا ہوں اور نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا ہوں بلکہ تیرے حکم کی اطاعت کرنے والا اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے والا ہوں۔ تو عمرو بن حریث نے آنجناب علیہ السلام کی طرف دیکھا اور عرض کیا: یا امیر المومنین میں

[1] کافی ج ۷ ص ۱۸۶ میں اس ضعیف حدیث کو صالح بن میثم کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے اور اس نے نقل کیا اپنے والد سے۔

نے اس کے بچے کی کفالت اپنے ذمہ اس لئے لینا چاہی کہ میرا خیال تھا کہ یہ آپ (علیہ السلام) چاہتے ہیں لیکن جب آپ (علیہ السلام) اس کو پسند نہیں کرتے تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو امیر المومنین علیہ السلام نے اللہ کی چار شہادتوں کے بعد فرمایا: ارے تم ذلیل آدمی تم اس کی کفالت کرو گے! پھر آنجناب علیہ السلام اُٹھے، منبر پر تشریف لے گئے اور کہا: اے قنبر! لوگوں کو نمازِ جماعت کے لئے آواز دو۔ چنانچہ لوگ اس قدر جمع ہوئے کہ لوگوں سے مسجد بھر گئی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا امام ظہر کے بعد اس عورت کو لے کر پشتِ کوفہ جائے گا تا کہ اس پر حد جاری کی جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام منبر سے اُتر آئے پھر جب صبح ہوئی تو آنجناب علیہ السلام اس عورت کو لے کر نکلے اور لوگ بھی اپنا بھیس بدلے ہوئے عماموں سے ڈھاٹے باندھے ہوئے اپنے ہاتھوں میں پتھر لیے ہوئے، اپنی رداؤں اور آستینوں کے ساتھ نکلے اور پشتِ کوفہ تک پہنچے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے لئے ایک گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور اس کے اندر کمر تک اس عورت کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام اپنے خچر پر سوار ہوئے اور رکاب میں پاؤں جمایا اور اپنی دونوں کلمہ کی انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں رکھیں اور با آواز بلند پکار کر کہا: ایھا الناس (اے لوگو)! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حکم مجھے دیا کہ جس پر خود اللہ کی طرف سے کوئی حد ہو وہ دوسرے پر جاری نہ کرے لہٰذا اس عورت کی طرح جس پر کوئی حد لازم ہے وہ اس پر حد جاری نہ کرے۔ تو یہ سن کر سارا مجمع واپس چلا گیا اور سوائے امیر المومنین علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے کوئی نہ رہا اور ان ہی تینوں حضرات نے اس پر حد جاری کی اور ان کے ساتھ حد جاری کرنے والا کوئی نہ تھا۔

(۵۰۲۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک شخص حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا روح اللہ میں زنا کر گزرا ہوں مجھے پاک کر دیجئے۔ تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ فلاں شخص کو پاک کرنے کے لئے سب لوگ آ جائیں کوئی نہ باقی رہے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص کو گڑھے میں پہنچایا گیا تو اس نے آواز دی کہ مجھ پر اللہ کی جانب سے حد یعنی سنگساری وہ نہ کرے جس کے ذمہ کسی قسم کی کوئی حد ہو تو سب لوگ واپس چلے گئے۔ صرف حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام رہ گئے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام اس کے قریب گئے اور کہا: اے گنہگار مجھے کوئی نصیحت کر۔ اس نے کہا: اپنے نفس اور اس کی خواہشات کو تنہا نہ چھوڑ ورنہ وہ تجھے ہلاکت میں ڈال دے گا۔ انہوں نے کہا: کوئی مزید نصیحت۔ اس نے کہا: کسی خطا کار کو اس کی خطا پر طعنہ زنی نہ کرنا۔ انہوں نے کہا: کچھ اور۔ اس نے کہا: کبھی غصہ میں نہ آنا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہی نصیحت ہمارے لئے کافی ہے۔

(۵۰۲۳) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جو رجم کے لئے لایا جاتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے (زنا کا) خود اقرار کیا ہے تو واپس نہیں لایا جائے گا اور اگر گواہوں نے گواہی دی تو واپس لایا جائے گا۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کو پتھر کی چوٹ کی تکلیف پہنچ چکی ہے تو گڑھے میں واپس نہیں کیا جائے گا اور اگر اس کو پتھر کی چوٹ نہیں لگی ہے تو اس کو واپس کیا جائے گا۔ یہ حدیث صفوان نے متعدد لوگوں سے اور انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

(۵۰۲۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کے زنا پر تین گواہوں نے گواہی دی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: چوتھا گواہ کہاں ہے؟ ان لوگوں نے کہا: وہ ابھی ابھی آئے گا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان تینوں کو حد میں کوڑے لگاؤ اس لئے کہ حد میں ایک ساعت کے لئے بھی مہلت نہیں ہے۔

(۵۰۲۵) عبداللہ بن سنان نے اسماعیل بن جابر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا: محصن کون ہے؟ اللہ آپ پر رحم کرے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: محصن وہ ہے۔ جس کے لئے صبح و شام (اپنی

عورت کی) فرج دستیاب ہو۔

(۵۰۲۶) اور وہب بن وہب کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے اپنی زوجہ کی کنیز سے مجامعت کی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ تو مرد نے کہا: اس نے مجھ کو بخش دیا تھا۔ مگر عورت نے انکار کردیا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے مرد سے فرمایا: تو اس پر گواہ لا کہ اس نے تجھ کو بخشا ہے ورنہ میں تجھے رجم وسنگسار کروں گا۔ جب عورت نے یہ دیکھا کہ میرا شوہر سنگسار ہوجائے گا تو اس نے کنیز کے بخشنے کا اعتراف کرلیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت پر بہتان کے جرم میں کوڑے لگوائے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح وہب بن وہب کی روایت میں آئی ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن جس حدیث پر میں فتویٰ دیتا ہوں اور اس پر اعتماد کرتا ہوں وہ اس مضمون کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

(۵۰۲۷) جس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے علاء سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی زوجہ کی غلام زادی سے بغیر اس کی اجازت کے مجامعت کرلی تو اس پر وہی ہے جو زانی پر ہے یعنی سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے کسی یہودیہ یا نصرانیہ یا کنیز سے زنا کرلیا تو اس کو رجم وسنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کی زوجیت میں آزاد عورت ہے اور اس نے ایک آزاد عورت سے زنا کیا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

اور فرمایا: جس طرح کسی کے پاس کنیز یا متعہ میں کوئی یہودیہ یا نصرانیہ ہو تو اس کو محصن (صاحبِ زوجہ) نہیں بنائے گا اگر وہ ایک آزاد عورت سے زنا کر بیٹھے۔ اسی طرح اگر کوئی یہودیہ یا نصرانیہ کنیز سے زنا کرے اور اس کے تحت کوئی آزاد عورت ہو تو محصن کی حد نہیں جاری ہوگی۔

(۵۰۲۸) اور محمد بن عمرو بن سعید کی روایت ہے جس کو انہوں نے مرفوع کیا ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور اس نے کہا: یا امیر المومنین میں نے زنا کیا ہے، مجھ پر اللہ کی حد جاری کریں۔ تو انہوں نے اس کو رجم وسنگساری کا حکم دیدیا۔ وہاں حضرت علی علیہ السلام بھی موجود تھے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مگر اس سے یہ تو پوچھو کہ اس نے کیسے زنا کیا؟ حضرت عمر نے اس سے دریافت کیا تو اس نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک صحرا میں تھی کہ مجھے شدید پیاس لگی ناگاہ ایک خیمہ نظر آیا وہاں پہنچی تو اس میں ایک مرد اعرابی ملا۔ میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے پانی دینے سے انکار کیا جب تک کہ میں اس کو اپنے نفس پر قابو نہ دوں۔ میں وہاں سے پلٹ کر بھاگی تو پیاس اور بڑھی اور یہاں تک کہ آنکھیں ڈوبنے لگیں اور زبان سے بات نہیں کی جاتی تھی۔ جب پیاس اس حد کو پہنچی تو میں اس کے پاس گئی اس نے مجھے پانی پلایا اور میرے ساتھ مجامعت کی۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اسی کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ** (سورۃ بقرۃ آیت ۱۷۳) (پھر جو کوئی بے اختیار ہوجائے نہ تو نافرمانی کرے اور نہ زیادتی۔ تو اس پر کچھ گناہ نہیں)۔ وہ مضطر تھی، باغی و عادی نہیں تھی لہٰذا اس کو رہا کردو۔ تو حضرت عمر نے کہا: **لولا علی لھلک عمر** (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا)۔

(۵۰۲۹) ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے لئے گواہیاں گزر چکیں کہ اس نے زنا کیا ہے پھر وہ بھاگ گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے (آئندہ کے لئے) توبہ کرلی تو پھر اس پر کچھ نہیں اور اگر توبہ سے قبل امام کے ہاتھ آگیا تو وہ حد جاری کرے گا اور اگر امام کو معلوم ہوجائے کہ فلاں مقام پر ہے تو آدمی بھیج کر پکڑوا لے گا۔

(۵۰۳۰) اور صفوان کی اور ابن مغیرہ کی روایت میں ہے جس کو انہوں نے بیان کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی محصن (زوجہ دار) مرد زنا کا اقرار کرے تو اس کو سب سے پہلے امام رجم کرے گا اس کے بعد اور لوگ اور اگر اس پر گواہیاں گزری ہیں تو سب

سے پہلے وہ گواہ اس کے بعد امام اور اس کے بعد تمام لوگ رجم کریں گے۔

(۵۰۳۱) حسن بن محبوب نے یزید کناسی سے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے اپنے عدہ کے اندر نکاح کرلیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اپنے شوہر کی موت کے بعد عدہ میں چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے نکاح کرلیا ہے تو اس کو رجم نہیں کیا جائے گا بلکہ سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر اس نے عدہ طلاق کے اندر نکاح کیا جس میں اس کا شوہر رجوع کرسکتا تھا تو اس کو رجم کیا جائے گا۔اور اگر اس نے ایسے عدہ میں نکاح کیا جس میں اس کے شوہر کو رجوع کا حق نہیں ہے تو اس پر زانی غیر محصن کی حد جاری ہوگی۔

اور اگر نصرانی کسی زن مسلمہ سے زنا کرے اور حد جاری کرنے کے لئے پکڑا جائے اور وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو اتنا مارا جائے کہ وہ مرجائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فلما را وا باسنا قالوا آمنا باللّٰہ وحدہ و کفرنا بما کنا بہ مشرکین. فلم یک ینفعھم ایمانھم لمارا وا باسنا سنۃ اللّٰہ التی قد خلت فی عبادہ وخسرھنالک الکافرون** (سورۃ مومن آیت: ۸۴۔۸۵) (جب ان لوگوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جس چیز کو ہم اس کا شریک بتاتے تھے اب ہم ان کو نہیں مانتے۔تو جب ان لوگوں نے ہمارا عذاب آتے دیکھ لیا تو اب ان کا ایمان لانا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا یہ خدا کی عادت ہے جو اپنے بندوں کے بارے میں سدا سے چلی آئی ہے اور کافر لوگ اس وقت گھاٹے میں رہے)۔

مندرجہ بالا جواب حضرت امام علی النقی علیہ السلام نے بھی دیا جبکہ متوکل نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھ کر یہ مسئلہ دریافت کیا تھا۔اسی حدیث کی روایت جعفر بن رزق اللہ نے آنجناب علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۳۲) حسن بن محبوب نے علی رئاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے ایک آزاد عورت سے نکاح کیا پھر وہ آزاد کردیا گیا اور زنا کا مرتکب ہوگیا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ آزاد ہونے کے بعد اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرچکا ہو تو رجم نہیں کیا جائے گا۔میں نے عرض کیا: جب وہ آزاد ہوگیا تو کیا اس کی عورت کو اس سے جدا ہونے کا اختیار ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں وہ اسی کے ساتھ رہنے کو راضی ہو چکی تھی جب کہ وہ غلام تھا۔اور وہ اپنے پہلے نکاح پر باقی رہے گا۔

(۵۰۳۳) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس پر حد جاری ہونا تھی مگر اس کے جسم پر بہت زیادہ پھوڑے پھنسیاں تھیں تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اسے ٹھہراؤ تاکہ اس کے زخم اچھے ہوجائیں، اس کے زخم کو نہ چھیلو ورنہ تم لوگ اسے ماردو گے۔

(۵۰۳۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شوہر دار عورت نے زنا کیا اور حاملہ ہوگئی اور جب بچہ پیدا ہوا تو چھپا کر قتل کردیا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے کیونکہ اس نے زنا کیا۔پھر (۱۰۰) کوڑے مزید لگائے جائیں گے کہ اس نے اپنے بچہ کو قتل کیا۔پھر اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے کہ شوہر دار تھی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت شوہر دار نہیں ہے اس نے زنا کیا اور حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو چھپ چھپا کر اپنے بچہ کو قتل کردیا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے زنا کیا اور مزید سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ اس نے بچے کو قتل کردیا۔

(۵۰۳۵) ابراہیم بن ہاشم نے محمد بن حفص سے انہوں نے عبداللہ یعنی ابن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان دونوں کو کوڑے لگائے جائیں گے پھر ان دونوں کو رجم کیا جائے گا سزا کے طور پر۔ اور اگر مردوں میں سے کوئی ادھیڑ عمر کا شخص زنا کرے اور وہ بیوی والا ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا، کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔ اور اگر کوئی نوجوان زنا کرے تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کردیا جائے گا۔

(۵۰۳۶) اور ابی عبداللہ المومن سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ زنا زیادہ بری بات ہے یا شراب نوشی؟ شراب پر اسی (۸۰) کوڑے اور زنا پر سو (۱۰۰) کوڑے کیوں ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے ابا اسحاق دونوں کی حد ایک ہے لیکن اس کے (بیس کوڑے) زیادہ اس لئے ہیں کہ اس نے اپنے نطفہ کو ضائع کردیا اور جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے رکھنے کا حکم دیا تھا وہاں کے علاوہ دوسری جگہ رکھ دیا۔

(۵۰۳۷) محمد بن اسماعیل نے صالح بن عقبہ سے، انہوں نے ابی شبل [۱] سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مردِ مسلمان نے اپنے بھائی کی کنیز سے زنا کرلیا۔ اس کی توبہ کیا ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کے پاس جائے اور اسے بتائے اور اس سے درخواست کرے کہ وہ اس کے اس فعل کو اس کے لئے حلال کردے اور دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وہ اس کے لئے حلال نہ کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ زانی اور خائن بن کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کی جگہ تو جہنم ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور ہم لوگوں کی شفاعت اے گروہِ شیعہ تم لوگوں کے گناہوں کو رائیگاں کردے گی مگر تم لوگ ہم لوگوں کی شفاعت پر بھروسہ کرکے نہ بیٹھ جاؤ۔ خدا کی قسم جو ایسے جرم کا مرتکب ہوگا وہ جب تک عذاب کا مزہ نہ چکھے گا اور جہنم کے عذاب کو نہ دیکھ لے گا ہم لوگوں کی شفاعت اس کو نہیں نصیب ہوگی۔

(۵۰۳۸) عمار بن موسیٰ ساباطی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے متعلق تین آدمیوں نے گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت سے زنا کیا مگر چوتھے شخص نے گواہی دی کہ اس کو نہیں معلوم کہ اس نے کسی عورت سے زنا کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہ اس کو حد جاری ہوگی اور نہ وہ رجم کیا جائے گا۔ نیز آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شوہر دار عورت حاملہ تھی اس نے زنا کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو ٹھہرائیں گے اس کے پیٹ کا بچہ پیدا ہو جائے اور اپنے بچہ کو دودھ پلالے اس کے بعد اس کو رجم کیا جائے گا۔

(۵۰۳۹) حسن بن محبوب نے ربیع اصم سے، انہوں نے حارث بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی عورت عراق میں ہے اور اس نے حجاز میں زنا کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو زانی کی حد کے سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے اور رجم نہیں کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اپنی زوجہ کے ساتھ ایک شہر میں ہو مگر یہ قید میں ہو اور اس سے نکل کر نہ زوجہ کے پاس جاسکتا ہو اور نہ قید خانہ میں عورت اس کے پاس آسکتی ہو۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنی زوجہ سے غائب کے بمنزلہ ہے، اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

---

[۱] یہ عبداللہ بن سعید اسدی ثقہ ہے۔ (محمد تقی مجلسی)۔

باب:۔ اگر کوئی مسافر مجبوری میں (کہ بیوی یا کنیز نہ ہو) زنا کرے تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا

(۵۰۴۰) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے روایت کی ہے اور وہ مرفوع روایت کرتے ہیں آنجناب علیہ السلام سے کہ فرمایا: حد کے سلسلہ میں سفر کی حالت میں اگر کوئی شخص زنا کرے جبکہ وہ محصن (بیوی والا) ہو تو رجم نہیں کیا جائے گا اور فرمایا: اگر حالتِ سفر میں وہ قصر وافطار کر رہا ہے تو پھر وہ محصن میں شمار نہیں ہوگا۔

(۵۰۴۱) اور طلحہ بن زید کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ زانی پر کوئی دیت وتاوان نہیں ہے اور جس عورت سے زبردستی زنا کیا جائے اس پر کوئی حد نہیں۔

(۵۰۴۲) اور عاصم نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے لیکن ابھی تک اس نے اپنی زوجہ سے دخول نہیں کیا تھا، کیا اس کا شمار محصن میں ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں اور نہ کنیز کے ہونے سے (کوئی محصن ہوگا)۔

(۵۰۴۳) اور رفاعہ بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص قبل اس کے وہ اپنی زوجہ سے دخول کرے زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے کیا اس کو رجم کیا جائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: اگر اپنی زوجہ سے دخول کرنے سے پہلے وہ زنا کرے تو کیا اس کی زوجہ کو اس سے جدا کر دیا جائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس پر حد جاری ہوگی۔

(۵۰۴۴) جمیل نے زرارہ سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی زنِ مسلمہ سے زنا بالجبر کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ قتل کر دیا جائے گا۔

(۵۰۴۵) اور ابن محبوب کی روایت میں ابی ایوب سے، انہوں نے برید سے، انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی سے زنا بالجبر کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ قتل کر دیا جائے گا خواہ محصن (بیوی والا) ہو یا غیر محصن۔

(۵۰۴۶) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابن بکیر کہہ رہا تھا ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کرتے ہوئے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے اور جماع کرے تو تلوار کی ایک ضرب اس کو لگائی جائے گی اب تلوار جس قدر بھی کاٹ دے اور اگر اس محرم عورت نے اس کی متابعت بھی کی ہے (اس کی مرضی بھی شامل ہے) تو اس کو بھی تلوار کی ایک ضرب لگائی جائے گی جہاں تک اس تلوار کی کاٹ پہنچ جائے۔ عرض کیا گیا: ان دونوں کو تلوار کون مارے گا کوئی مدعی تو نہیں ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ مقدمہ امام تک لے جایا گیا تو یہ امام کرے گا۔

(۵۰۴۷) اور جمیل کی روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی عنق (گردن) ماردی جائے گی یا فرمایا: اس کی رقبہ (پس گردن) ماردی جائے گی۔

(۵۰۴۸) اور سکونی کی روایت میں ایک ایسے شخص کا مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا جس نے اپنے باپ کی زوجہ سے مجامعت کر لی تھی تو آنجناب علیہ السلام نے رجم کیا حالانکہ وہ غیر شادی شدہ تھا، محصن نہیں تھا۔ [1]

(۵۰۴۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے ابی عبیدہ سے، اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس پر حد جاری ہونا واجب تھا اور ابھی کوڑے نہیں لگائے گئے تھے کہ مخبوط الحواس ہو گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ صحیح الدماغی

[1] شیخ طوسی نے کہا ہے کہ امام کو اختیار ہے کہ تلوار کی ضرب لگائے یا سنگسار کرے۔

کی حالت میں تھا اور اس نے اپنے اوپر حد واجب کر لی تھی تو اس کی عقل گم ہونے کی کوئی علت نہیں اس پر حد جاری کی جائے گی جس طرح اور جیسے بھی ہو۔

باب:۔ لواطہ اور سحق کی حد (سزا)

(۵۰۵۰) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک مرد نے دوسرے مرد سے بدفعلی کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ محصن (بیوی والا) ہے تو اس پر قتل ہے اور اگر محصن (بیوی والا) نہیں ہے تو اس پر حد ہے۔ میں نے عرض کیا: اور جس نے بدفعلی کرائی ہے اس کے لئے کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہر حال میں قتل ہوگا محصن ہو یا غیر محصن۔

(۵۰۵۱) اور ہشام اور حفص بن بختری سے روایت ہے کہ چند عورتیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں سے کسی ایک عورت نے آنجناب علیہ السلام سے سحق کے متعلق دریافت کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی سزا وہی ہے جو ایک زانی کی سزا ہے۔ اس عورت نے کہا: مگر قرآن میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ہے۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ فرمایا: وہ اصحاب رس ہیں۔

(۵۰۵۲) اور سکونی کی روایت ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کسی کے لئے یہ سزاوار ہوتا کہ وہ دو مرتبہ رجم کیا جائے تو پھر لوطی کو رجم کیا جاتا۔

(۵۰۵۳) عبدالرحمٰن بن ابی ہاشم بجلی نے ابی خدیجہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دو اجنبی عورتوں کا ایک لحاف میں سونا مناسب نہیں ہے مگر یہ کہ ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل ہو۔ اگر یہ دونوں ایسا کریں تو ان دونوں کو منع کیا جائے۔ اگر منع کرنے کے باوجود وہ دونوں ایک لحاف میں پائی جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر تیسری عورت بھی ایک لحاف میں پائی گئی تو حد جاری کی جائے اور ایک لحاف میں چار عورتیں پائی گئیں تو قتل کر دی جائیں گی۔

اور اگر کسی مرد نے اپنی عورت سے جماع کیا اور اس عورت نے مرد کی منی کو اُٹھائے رکھا اور اپنی کنیز سے سُحق کیا اور کنیز حاملہ ہوگئی تو عورت کو رجم کیا جائے گا اور کنیز پر حد جاری کی جائے گی اور بچہ اپنے باپ سے ملحق ہوگا۔ اس حدیث کی روایت علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

باب:۔ زنا کے جرم میں غلاموں کی حد (سزا)

(۵۰۵۴) ابراہیم بن ہاشم نے اصبغ بن اصبغ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان مصری [1] نے روایت کرتے ہوئے مروان بن مسلم سے۔ انہوں نے عبید بن زرارہ یا برید عجلی سے (یہ شک محمد کی طرف سے ہے)، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک غلام نے زنا کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو حد کا نصف (پچاس کوڑے) لگائے جائیں۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس نے دوبارہ ایسا ہی کیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اتنے ہی اور لگائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وہ پھر ایسا ہی کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو نصف حد سے زیادہ نہیں لگایا جائیگا۔ میں نے عرض کیا: مگر کیا اس کے کسی فعل پر اس کو رجم کرنا بھی واجب ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو آٹھویں مرتبہ زنا پر قتل کر دیا جائے گا اگر اس نے آٹھ مرتبہ ایسا کیا۔ میں نے عرض کیا: آزاد اور غلام میں فرق کیوں

[1] شیخ نے 'تہذیب' اور کلینی نے 'کافی' ج ۷ ص ۲۳۵ پر اس سے روایت کی ہے لیکن اسے مصری نہیں بتایا اور نہ ہی کتب رجال میں ایسا ہے۔ حقیقتاً یہ محمد بن سلیمان المصری ہے اور شاید یہ غلطی کاتب سے ہوئی ہے۔

ہے دونوں کا فعل تو ایک ہے۔؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے غلام پر رحم کھایا کہ اس پر غلامی کا پھندا اور مردِ آزاد کے برابر حد جمع ہو جائے۔ پھر فرمایا: آٹھویں مرتبہ قتل کر دینے کے بعد) امام المسلمین پر لازم ہے کہ سہم رقاب سے اس کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۵۰۵۵) حسن بن محبوب نے حارث بن احول [1] سے، انہوں نے برید عجلی سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک کنیز کے لئے جوزنا کرتی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو نصف حد لگائی جائے گی خواہ اس کا کوئی شوہر ہو یا نہ ہو۔

(۵۰۵۶) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد (جو اپنے مالک کے تحتِ تصرف ہو) کی حد بھی کنیز کی حد کے برابر ہے جبکہ اس کے کوئی لڑکا نہ ہو۔

(۵۰۵۷) ابن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسمع ابی سیّار سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ام ولد جو بھی جرم حقوق الناس کے سلسلے میں کرے گی وہ اس کے مالک کے ذمہ ہے اور جو جرم حقوق اللہ کے سلسلہ میں ہے تو وہ اس کے بدن کے ذمہ ہے اور فرمایا: اور اسی پر غلاموں کا بھی قیاس کیا جائے گا اور آزاد اور غلام کے درمیان کوئی قصاص نہیں۔

(۵۰۵۸) ابن محبوب نے عبداللہ بن بکیر سے انہوں نے عنبسہ بن مصعب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میری کنیز زنا کرے تو کیا مجھے حق ہے کہ میں اس پر حد جاری کروں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مگر چھپ چھپا کر، اس لئے کہ میں تمہارے متعلق بادشاہِ وقت سے خائف ہوں۔

(۵۰۵۹) ابراہیم بن ہاشم نے صالح بن سندی سے، انہوں نے حسین بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اس نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز ہے۔ کنیز نے مالک سے کہا کہ میں اپنے مکاتبہ سے جتنی رقم ادا کرتی جاؤں گی اس کے حساب سے اتنی ہی آزاد ہوتی جاؤں گی۔ مالک نے ہاں کہہ دیا اور اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر دی پھر اس کے بعد اس کے مالک نے اس سے جماع بھی کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مالک نے کنیز کو جماع کرنے پر مجبور کیا ہے تو کنیز نے اپنے مکاتبہ کی رقم کا جتنا حصہ ادا کر دیا ہے۔ اس حصہ کے بقدر اس کے مالک پر حد جاری ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے، حد کا اتنا حصہ چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر وہ کنیز خود اس پر راضی تھی تو وہ خود بھی اس حد میں اس کی شریک ہوگی۔

(۵۰۶۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا [2] کہ ایک شخص کو مالِ غنیمت میں ایک کنیز کہیں سے مل گئی اور اس نے تقسیم مالِ غنیمت سے قبل اس سے مجامعت کر لی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے گی۔ اور اس قیمت پر وہ کنیز اس کے حوالے کی جائے گی اور مالِ غنیمت میں سے جو کچھ اس کو ملنے والا ہے اس میں اس کی قیمت گھٹا دی جائے گی اور اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس حد میں جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ بنتا ہے اتنا چھوڑ دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا: وہ کنیز بہ قیمت اس ہی کو کیوں دی جائے دوسری کنیز اس کو کیوں نہ دی جائے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ اس سے اس نے مجامعت کی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کو حمل رہ گیا ہو۔

(۵۰۶۱) سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق دریافت کیا جو کئی آدمیوں میں مشترک تھا۔ ایک نے اپنے حصہ کی حد تک اس کو آزاد کر دیا پھر وہ غلام ایسے جرم کا مرتکب ہوا کہ جس سے اس پر حد (شرعی سزا) لازم آتی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس غلام نے آزاد ہوتے وقت اپنی قیمت طے کرالی تھی جو آزاد کرنے والے کو ادا کر دے گا تو وہ نصف آزاد ہے اور اس پر آزادی کی نصف حد جاری ہوگی اور

[1] غالباً یہ حارث بن محمد بن نعمان احول ہے اس کی کتاب ہے، اس سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جن میں ابن محبوب بھی ہیں۔
[2] کلینی نے صحیح کی مانند اس حسن حدیث کو ج ۷ ص ۱۹۴ پر عمرو بن عثمان سے نقل کیا ہے۔

غلام کی نصف حد جاری ہوگی اور اگر اس نے قیمت طے نہیں کرائی تھی تو وہ غلام ہی ہے اور اس پر غلام کی حد جاری ہوگی۔

(۵۰۶۲) عباد بن کثیر بصری نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: غلام مکاتب اگر زنا کرتے ہیں تو جس قدر انہوں نے اپنی مکاتبت کا ادا کیا ہے اس کے مطابق ان پر آزاد کی حد جاری کی جائے گی اور بقیہ ان پر مملوک (غلام) کی حد جاری ہوگی۔

باب:۔ جانور سے بدفعلی کرنے والے کی حد اور سزا

(۵۰۶۳) حسن بن محبوب نے اسحاق بن جریر سے، انہوں نے سدیر سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی جانور سے بدفعلی کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر زنا کی حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ جانور کے مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اس لئے کہ اس نے اس کے مال کو فاسد کر دیا کہ اس کے کام کا نہیں رہا۔ اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اسے دفن کر دیا جائے گا اگر وہ ان جانوروں سے تھا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ اور اگر وہ ان جانوروں میں سے تھا جو صرف سواری کے کام آتا ہے تو وہ مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس پر حد سے ذرا کم (۹۹) کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کو اس شہر سے نکال کر جس میں اس کے ساتھ بدفعلی کی گئی ہے کسی دوسرے شہر میں جس میں لوگ اس کو پہچان نہ سکیں لے جا کر فروخت کر دیا جائے گا تاکہ لوگ اس جانور کے مالک کو عیب نہ لگائیں۔

باب:۔ زنا اور لواطہ کی طرف دلالی کرنے والے کی حد اور سزا

(۵۰۶۴) ابراہیم بن ہاشم نے صالح بن سندی سے، انہوں نے محمد بن سلیمان بصری سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے بتائیں کہ دلالی کرنے والے کی حد کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دلالی پر تو کوئی حد نہیں کیا اسکو اس کی دلالی پر اجرت نہیں دی جاتی؟ میں نے عرض کیا: میں آنجناب (علیہ السلام) پر قربان! وہ مرد اور عورت کو حرام کام کے لئے جمع کرتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا وہی مرد اور عورت کے حرام کام کے لئے رابطہ ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ ایسا ہی کرتا ہے میں آپ (علیہ السلام) پر قربان۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تین چوتھائی حد یعنی (۷۵) کوڑے لگائے جائیں اور جس شہر میں وہ رہتا ہے اس سے اس کو نکال دیا جائے گا۔

(۵۰۶۵) اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے واصلہ اور موتصلہ پر۔ یعنی زنا کرنے والی اور دلالی کرنے والی پر۔[1]

باب:۔ قذف کی حد (عورت پر زنا کی بہتان لگانے کی سزا)

(۵۰۶۶) علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنی عورت پر زنا کا بہتان لگاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر عورت اس کو معاف کر دے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

---

[1] مولف نے 'معانی الاخبار' (اردو ترجمہ ص ۲۹۹) پر ابراہیم بن زیاد کرخی کی روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے اور اسی کو 'کافی' میں سعد اسکاف کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ اور اس میں 'واصلہ اور مستوصلہ' کہا گیا ہے اور 'کافی' میں سعد اسکاف نے صادق علیہ السلام سے ایسی ہی روایت کی ہے اور اس میں 'واصلہ اور موصولہ' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

(۵۰۶۷) ابن محبوب نے حماد بن زیاد سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جب اس کے پاس اس کی عورت آئی تو اس نے کہا کہ میں نے تجھے باکرہ (کنواری) نہیں پایا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر کوئی حد و سزا نہیں۔

(۵۰۶۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بکارت تو کبھی کبھی بغیر جماع کے بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ کبھی کسی حادثے یا پاؤں پھسلنے یا گر پڑنے سے بھی جاتی رہتی ہے۔[1]

(۵۰۶۹) اور وہب بن وہب کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کوئی حد جاری نہیں کرتے تھے جب تک کہ زنا کا اتہام صراحت کے ساتھ نہ لگایا جائے جیسے: اے زانی یا اے زانیہ کے بچے، یا تو اپنے باپ کی اولاد نہیں ہے (کہہ کر)۔

(۵۰۷۰) حسن بن محبوب نے عبّاد بن صہیب سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی نے ایک مسلمان پر زنا کا بہتان لگایا اور کہا: اے زانی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس مسلمان کے حق میں اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک کم اسی (۷۹) کوڑے اسلام کی حرمت کی بنا پر اور اس کا سر مونڈ کر اسے اس کے اہل مذہب میں پھرایا جائے گا تاکہ آئندہ کوئی اور ایسی جرأت نہ کرے۔

(۵۰۷۱) صفوان نے ابی بکر حضرمی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی پر جاہلیتِ عرب کا افترا اور بہتان لگاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر حد جاری کی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: کیا اس کو حد میں کوڑے مارے جائیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معترض ہے۔

(۵۰۷۲) جعفر بن بشیر نے حسین بن ابی العلاء سے انہوں نے ابی مخلد سرّاج سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو ایسے اشخاص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس میں سے ایک آدمی نے دوسرے کو پاگل کے بچے کہہ کر پکارا تو دوسرے نے جواب میں کہا: بلکہ تو پاگل کا بچہ۔ آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا: تم اپنے ساتھی کو بیس (۲۰) کوڑے لگاؤ اور یہ سن لو کہ تم کو بھی بیس (۲۰) کوڑے لگیں گے۔ پس جب اس نے اس کو کوڑے لگا لیے تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو کوڑا دیا جس نے کوڑے کھائے تھے اور اس نے بھی پہلے والے کو بیس (۲۰) کوڑے لگائے۔ ان دونوں کی بدزبانی پر (یہ سزا دی گئی)۔

(۵۰۷۳) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے عقبہ بن خالد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی عورت سے کہا: اے زانیہ۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو حد کے مطابق کوڑے لگائے جائیں گے اور حد جاری کرنے کے بعد دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا اور اب وہ اس کی عورت نہیں رہے گی۔ اور اگر بغیر کچھ جانے ہوئے محض اس کو غصہ دلانے کے لئے کوئی بات اس کے منہ سے نکل گئی تو ان دونوں کو جدا نہیں کیا جائے گا۔

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۲۱۲ پر حدیث حسن سے زرارہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی عورت سے کہا: میں نے تجھ میں بکارت نہیں پائی۔ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے اس لئے کہ بکارت بغیر جماع کے بھی چلی جاتی ہے۔

(۵۰۷۴) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جب حد میں شاید اور شک وشبہ پیدا ہو جائے تو حد معطل ہو جائے گی۔ [۱]

(۵۰۷۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: گرے پڑے بچے پر بہتان لگانے کی وجہ سے حد جاری کی جائے گی [۲] اور عورت جب اپنے بہرے شوہر پر زنا کا الزام لگائے تو دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ تا ابد حلال نہ ہوگی۔ [۳]

(۵۰۷۶) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی جبکہ وہ گونگی اور بہری ہے، کوئی کچھ بھی کہے وہ نہیں سنتی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر عورت کے پاس گواہیاں ہیں جو امام کے سامنے پیش ہوں تو اس شخص پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے پھر وہ عورت اس شخص پر کبھی حلال نہ ہوگی اور اگر اس عورت کے پاس کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو وہ عورت اس شخص پر حرام نہیں ہے جب تک وہ اس کے ساتھ قیام کرے اور اس کی وجہ سے اس عورت پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۵۰۷۷) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے لڑکے سے اقرار کے بعد انکار کرے تو اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اور لڑکا اس کو لازماً لینا پڑے گا۔

(۵۰۷۸) اور یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے بعض راویانِ حدیث سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہر بالغ شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت اگر کسی چھوٹے یا بڑے مرد یا عورت یا کسی مسلمان آزاد یا غلام پر (زنا کی) افترا لگائے تو اس پر جھوٹے اتہام کی حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر وہ افترا کرنے والا نابالغ ہے تو اس پر تادیب کی حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۷۹) حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مجنون پر حد جاری نہیں کی جائیگی جب تک اس کو جنون سے افاقہ نہ ہو جائے اور نہ بچے پر جب تک وہ سمجھدار اور بالغ نہ ہو جائے اور سوتے ہوئے شخص پر جب تک کہ وہ نیند سے بیدار نہ ہو جائے۔

(۵۰۸۰) حسن بن محبوب نے علاء سے اور ابی ایوب نے محمد بن مسلم سے ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی عورت سے مخاطب ہو کر کہا: اے زانیہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر زنا کا بہتان لگانے پر حد جاری ہوگی۔ لیکن اس کا یہ کہنا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے مگر یہ کہ وہ امام کے سامنے اپنے نفس کے خلاف چار مرتبہ گواہی دے۔

(۵۰۸۱) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے مسمع ابی سیار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے چار شخصوں کے متعلق جنہوں نے ایک عورت کے لئے زنا کی جھوٹی گواہی دی اور ان چاروں میں ایک اس کا شوہر ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان تین گواہوں پر جھوٹے الزام پر کوڑے لگائے جائیں گے اور شوہر اپنی عورت سے ملاعنہ کرے گا۔ اس کے بعد دونوں کو جدا کر دیا جائے گا پھر وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہ ہوگی۔

---

[۱] ممکن ہے کہ یہاں مراد یہ ہو کہ حد جاری کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے یا اس کی طرف اشارہ ہو کہ شبہات کی وجہ سے حد میں تاخیر کی جاسکتی ہے۔ (علی اکبر غفاری)

[۲] اسے کلینی نے ج ۷ ص ۲۰۹ پر صحیح کی مانند حسن حدیث کے تحت ابن محبوب سے، انہوں نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اس طرح فرمایا: گرے پڑے پر بہتان لگانے والے کے لئے حد ہے اور ملاعنت شدہ بچہ پر بہتان لگانے والے کے لئے حد ہے۔

[۳] اسے کلینی نے ج ۶ ص ۱۶۶ اور شیخ نے صحیح حدیث میں ابن محبوب سے، انہوں نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

(۵۰۸۲) اور یہ بھی روایت کی گئی کہ شوہر بھی چار گواہوں میں سے ایک ہوگا۔ ۱

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں متفق المعنی ہیں، مختلف نہیں ہیں اور وہ اس طرح کہ جب چار آدمی ایک عورت کے متعلق زنا کی گواہی دیں اور ان چاروں میں سے ایک شوہر بھی ہو اور اس نے لڑکے سے انکار نہ کیا ہو تو وہ چار گواہوں میں سے ایک ہوگا مگر جب شوہر نے لڑکے سے انکار کیا ہو تو پھر ان تین گواہوں پر حد جاری ہوگی اور شوہر اپنی زوجہ سے ملاعنہ کرلے گا اور ان دونوں کو جدا کردیا جائے گا اور وہ تا ابد اس پر حلال نہ ہوگی اس لئے کہ لعان لڑکے سے انکار کے بغیر نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی غلام کسی آزاد شخص پر زنا کا جھوٹا الزام لگائے تو اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اس لئے کہ یہ حقوق الناس میں سے ہے۔

(۵۰۸۳) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ آنجناب علیہ السلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی ایسا شخص میرے پاس لایا جائے جس نے کسی غلام مردِ مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا ہے اور میں اس کے متعلق نیکی کے سوا کچھ نہ جانتا ہوں تو میں اس کو حد میں کوڑے لگاؤں گا۔ آزاد کی حد سے ایک عدد کم کوڑے۔

(۵۰۸۴) اور حسن بن محبوب نے حماد بن زیاد سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک مردِ مسلمان پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو آزاد مرد کی حد کے برابر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے خواہ اس نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہو یا نہ کی ہو۔ آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا گیا: اگر وہ مکاتب ہے اور اس نے زنا کیا اور ابھی اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا نہیں کی ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ حق اللہ ہے۔ اس کے لئے پچاس کوڑے کم کردیئے جائیں گے اور پچاس لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۵) ابن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۶) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص لڑکے سے انکار کررہا ہے جبکہ وہ اس کا اقرار کرچکا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ لڑکا کسی آزاد عورت سے ہے تو اس کے باپ کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر وہ لڑکا کسی کنیز سے ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ ۲

اور اگر مرد کسی دوسرے مرد سے کہے کہ تو قوم لوط کا عمل کرتا ہے اور مردوں سے نکاح کرتا ہے تو اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ ۳ اور اسی طرح اگر وہ اس سے کہے کہ مروانے والے اے مفعول تو اس کو قاذف (اتہام لگانے والے) کی حد کے مطابق اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔ ۴

---

۱ جیسا کہ 'تہذیب الاحکام' میں زرارہ سے اور انہوں نے دونوں اماموں میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔

۲ سزا پر پچاس کوڑے تقیہ پر محمول ہیں کیونکہ ان میں بعض ایک شخص کے اپنے بیٹے کے یہ کہنے پر کہ 'یہ میرا بیٹا نہیں ہے' بہتان نہیں شمار کرتے، یا اس پر محمول کیا گیا ہے کہ بیٹے سے انکار کی صراحت نہیں کی گئی، اور شیخ نے 'استبصار' میں اس پر محمول کیا ہے کہ یہ راوی کا وہم ہے۔

۳ 'کافی' ج ۷ ص ۲۰۸ پر بسند مجہول امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے جب ایک آدمی ایک اور آدمی پر بہتان لگائے اور کہے: تو قوم لوط کا عمل کرتا ہے، مردوں سے نکاح کرتا ہے۔ فرمایا: اس پر بہتان لگانے والے کی سزا میں اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

۴ 'کافی' میں مجہول سند سے ابی عبداللہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرمایا: علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: جب ایک شخص نے کسی شخص سے کہا: اے مفعول، اے جیپیے سے نکاح کرنے والے۔ تو اس پر بہتان لگانے والے کی حد جاری ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص چند آدمیوں کے ایک گروہ پر زنا کا کلمۂ واحد سے الزام لگائے (کہ ان لوگوں نے زنا کیا) اور ان لوگوں کے نام نہ لے تو اس پر ایک حد ۸۰ (اسّی) کوڑے جاری ہوگی اور اگر اس نے ایک ایک نام لے کر کہا ہے (کہ فلاں، فلاں، فلاں نے زنا کیا ہے) تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک ایک حد جاری ہوگی۔ یہ روایت برید عجلی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے۔[۱] نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اور لوگ (جن پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے) اگر ایک ایک کر کے متفرق آئیں تو ہر ایک کے لئے اس پر ایک حد جاری ہوگی۔ اور اگر سب اجتماعی طور پر ایک ساتھ آئیں تو اس پر ایک حد جاری کی جائے گی۔[۲]

اور اگر ایک شخص نے ایک آدمی پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا اور اس کو حد میں کوڑے مارے گئے اس کے بعد پھر اس نے اس آدمی پر زنا کا جھوٹا الزام لگایا تو اگر وہ یہ کہے کہ میں نے جو الزام لگایا تھا وہ صحیح تھا تو اس کہنے پر اس کو کوڑے نہیں لگیں گے۔ اور اگر کوڑے کھانے کے بعد اس پر زنا کا دوسرا الزام لگایا تو اس پر حد جاری ہوگی اور کوڑے کھانے سے پہلے دس مرتبہ الزام لگائے تو اس پر ایک ہی حد جاری ہوگی۔[۳]

(۵۰۸۷) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس پر کوئی حد نہیں اس کے لئے کوئی حد نہیں یعنی اگر کوئی مجنون کسی شخص پر زنا کا الزام لگائے تو مجنون کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مجنون سے کہے: اے زانی۔ تو اس شخص کے لئے کوئی حد نہیں ہے۔ یہ روایت ابوایوب نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

(۵۰۸۸) ہشام بن سالم نے عمار ساباطی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی آدمی سے کہا: اے زنِ زانیہ کی اولاد۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اُس آدمی کی ماں زندہ ہے اور وہاں موجود ہے پھر وہ اپنا حق طلب کرے تو اس شخص کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور وہ وہاں موجود نہیں ہے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے گا۔ وہ اپنا حق طلب کرے گی اور اگر وہ مر چکی ہے اور اس کے متعلق سوائے خیر و نیکی کے کچھ معلوم نہ ہو تو اس مفتری پر اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۰۸۹) ابوایوب نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک غصب شدہ عورت کے لڑکے کے متعلق دریافت کیا کہ اس پر ایک شخص افترا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے زانیہ کی اولاد۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری رائے میں اس پر حد جاری ہوگی اور اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۰۹۰) ابی ولاّد حنّاط سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی

---

[۱] استبصار ج ۴ ص ۲۲۸ میں حسین بن سعید سے، انہوں نے ابوالحسن شامی سے، انہوں نے برید سے اور انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس شخص کے بارے میں جو تمام قوم پر ایک جملے میں بہتان لگاتا ہے، فرمایا: اگر اس نے ان کے نام نہیں لیے تو اس کے لئے ایک حد ہے اور اگر نام لیے ہیں تو ہر شخص کے بدلے میں ایک حد۔

[۲] کلینی نے ج ۷ ص ۲۱۰ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں جمیل سے اور موثق حدیث میں سماعہ سے اور انہوں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے سوال کیا گیا اس شخص کے بارے جو قوم کے ایک گروہ پر تہمت لگاتا ہے۔ فرمایا: اگر وہ مجموعاً ان پر اتہام لگاتا ہے تو اس پر ایک حد جاری ہوگی، اور اگر الگ الگ الزام لگائے تو ہر فرد کے بدلے میں ایک حد۔

[۳] کلینی نے ج ۷ ص ۲۰۸ پر صحیح حدیث میں، اسی طرح شیخ نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں روایت کی ہے جو کسی شخص پر تہمت لگاتا ہے پس اس کو کوڑے مارے جائیں گے جو تہمت لگانے والے کی سزا ہے۔ فرمایا: اگر وہ کہے جو کچھ میں نے کہا حق تھا تو اس کو کوڑے نہیں مارے جائیں گے اور اگر اس نے کوڑے کھانے کے بعد اس پر زنا کی تہمت لگائی تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر اس نے کوڑے کھانے سے پہلے دس مرتبہ بھی تہمتیں لگائی ہوں تو اس پر ایک ہی حد جاری ہوگی۔

خدمت میں دو آدمی لائے گئے جن میں سے ہر ایک دوسرے پر اتہام لگاتا تھا کہ اس نے مجھ سے بدفعلی کی تو آنجناب علیہ السلام نے ان دونوں پر حد نہیں جاری کی مگر ان کو تعزیر میں کوڑے لگائے۔

باب:۔شراب نوشی پر حد (شرعی سزا) اور گانے اور لہو لعب کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے

(۵۰۹۱) حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اگر کوئی آدمی (نیا نیا) اسلام میں داخل ہو (اور اللہ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا) اقرار کرے پھر شراب پیئے، زنا کرے، سود کھائے اور ابھی اس پر حلال حرام واضح نہ ہوا ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی اگر وہ اس سے واقعاً جاہل تھا مگر یہ کہ اس کے خلاف یہ شہادت گزر جائے کہ اس نے قرآن کے وہ سورے پڑھ لیے تھے جن میں زنا شراب و سود خوری کا ذکر ہے اور اگر وہ اس سے جاہل ثابت ہوا تو اس کو پڑھایا اور بتایا جائے اور اگر وہ اس پڑھانے اور بتانے کے بعد بھی ایسا کرے تو اس کے کوڑے لگائے جائیں گے اور حد جاری کی جائے گی۔

(۵۰۹۲) اور عمرو بن شمر کی روایت میں جابر سے ہے۔انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک مرتبہ نجاشی حارثی شاعر کو لایا گیا کہ اس نے ماہ رمضان میں شراب پی لی ہے تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے پھر اس کو ایک شب قید میں رکھا اور دوسرے دن اس کو بلایا اور اس کو بیس (۲۰) کوڑے لگائے تو اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین (علیہ السلام) مجھے اسّی (۸۰) کوڑے شراب نوشی پہ تو لگا چکے اب یہ بیس (۲۰) کوڑے یہ کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ تیری اس جرأت پر کہ تو نے ماہِ رمضان میں شراب نوشی کی۔

اور جو شخص انگور کی یا کھجور کی نشہ آور شراب پیئے اس کو اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور ہر نشہ آور خواہ کثیر ہو یا قلیل حرام۔ [1] اور جَو کی شراب بھی اسی منزل پر ہے [2]۔ اور نشہ آور شے کے پینے والے کو خواہ وہ انگور کی شراب پیئے یا کھجور کی اسے اسّی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر (کوڑے لگنے کے بعد) دوبارہ پیئے تو قتل کر دیا جائے گا [3]۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ چوتھی مرتبہ قتل کیا جائے گا۔

اور اگر کوئی غلام کوئی نشہ آور شراب پیئے تو اس کو چالیس (۴۰) کوڑے لگائے جائیں گے [4] اور آٹھویں بار اس کو قتل کر دیا جائے گا اور میرے

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۲۱۴ پر موثق حدیث میں اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے شراب کا ایک گھونٹ پیا۔فرمایا: اس کو اسی کوڑے مارے جائیں (کیونکہ) اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ حرام ہے۔

[2] یعنی اس کی بھی قلیل مقدار ہو یا کثیر حد واجب کر دیتی ہے۔شیخ نے مسند حدیث میں حسین قلانسی سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے ابوالحسن الماضی علیہ السلام کو خط لکھ کر جَو کی شراب کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا: اس کے قریب نہ جاؤ کہ یہ بھی نشہ آور ہے۔اور ابی جہم اور ابن فضال نے ابی الحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کہا: آنجنابؑ سے جَو کی شراب کے متعلق پوچھا تو فرمایا: نشہ آور ہے اور نشہ آور شے پینے والے پر حد ہے۔

[3] کلینی نے ج ۷ ص ۲۱۸ پر صحیح حدیث میں سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شراب پیئے اس کو کوڑے مارو اگر پھر پیئے تو کوڑے مارو اور اگر تیسری مرتبہ پیئے تو قتل کر دو۔اور اسی طرح صحیح حدیث میں جمیل بن دراج نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ شراب پینے والے کے بارے میں فرمایا: اسے مارا جائے گا، دہرائے گا تو پھر مارا جائے گا، پھر دہرائے گا تو تیسری بار میں قتل کر دیا جائے گا۔اور جمیل نے کہا ہے: ہمارے کچھ علماء کا کہنا ہے کہ چوتھی بار (ایسا کرنے پر) اسے قتل کر دیا جائے گا۔

[4] مصنف علیہ الرحمہ نے اسے اختیار کیا ہے۔شاید انہوں نے اسے ابی بکر حضرمی کی حسن روایت سے لیا ہے جو 'کافی' اور 'تہذیب' میں منقول ہے کہ کہا: میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام سے اس غلام کے بارے میں دریافت کیا جس نے کسی آزاد پر زنا کی تہمت لگائی۔فرمایا: اسے اسی کوڑے مارے جائیں گے، یہ حقوق الناس میں ہے اور اگر حقوق اللہ میں ہو تو اس پر نصف حد لگائی جاتی۔میں نے عرض کی: حقوق اللہ عزوجل کیا ہے؟ فرمایا: جب زنا کرے یا شراب پیئے تو یہ وہ حق ہے جس پر اسے نصف حد لگائی جائے گی۔

والد رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خط میں مجھے تحریر فرمایا: تمہیں معلوم ہو کہ اصل خمر انگور کی ہوتی ہے۔ جب وہ آگ سے متاثر ہو یا بغیر آگ کے متاثر ہو اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے (یعنی اس میں ابال آجائے) تو وہ خمر یعنی شراب ہے اس کا پینا حلال نہیں ہے جب تک کہ اس کا دو تہائی حصہ جل کر ختم نہ ہو جائے اور ایک تہائی باقی نہ رہ جائے۔ اور اگر وہ آگ کی آنچ دکھائے بغیر نشہ آور ہو جائے تو اسے چھوڑ دو تا کہ وہ بغیر دوسری شے کے ملائے ہوئے خود بخود سرکہ بن جائے۔ اور جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر اس کے بعد بھی وہ تبدیل ہو کر شراب بن جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اگر اس میں نمک وغیرہ ڈال دیا جائے اور اگر سرکہ میں شراب ڈال دی جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ جب تک کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر الگ نہ رکھا جائے تا کہ اس میں ڈالی ہوئی شراب بھی سرکہ نہ بن جائے۔ اور جب سرکہ میں پڑی ہوئی شراب سرکہ بن جائے تو پھر اسے کھایا جائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے خمر (انگور کی شراب) کو معین کر کے حرام کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر شراب کو جو نشہ آور ہو حرام کیا ہے اور خمر اور اس کے پودا لگانے والے، اس کی دیکھ بھال کرنے والے، اس کو اُٹھانے والے، اور جس کے پاس یہ اُٹھا کر لے جایا جائے، اس کو فروخت کرنے والے، اور اس کو خریدنے والے، اس کی قیمت کھانے والے، اس کو نچوڑنے والے، اس کو پلانے والے، اس کو پینے والے ان سب پر لعنت کی ہے۔

اور اس کے پانچ نام ہیں۔

۱۔ عصیر ' یہ انگور سے بنتی ہے۔ ۲۔ 'نقیع ' یہ منقی سے بنتی ہے۔ ۳۔ ' بتع ' یہ شہد سے بنتی ہے۔

۴۔ مرز ' یہ جو سے بنتی ہے۔ ۵۔ 'نبیذ ' یہ کھجور سے بنتی ہے۔

اور شراب ہر بدی کی کنجی ہے۔ اس کا پینے والا بت پرست کی مانند ہے۔ جو اس کو پیئے گا اس کی چالیس (۴۰) دن کی نماز روک رکھی جائے گی۔ اگر اس نے چالیس (۴۰) دن کے اندر توبہ کر لی تو خیر ورنہ توبہ قبول نہ ہوگی اگر اس درمیان میں مرگیا تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ [1]

(۵۰۹۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم لوگ شراب خور کی صحبت میں نہ بیٹھو اس لئے کہ لعنت جب نازل ہوگی تو تمام اہل مجلس پر عام ہوگی۔

اور اس گھر میں نماز جائز نہیں جس کے اندر ایک برتن میں شراب رکھی ہوئی ہو۔ اور اس کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شراب لگی ہوئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پینا حرام کیا ہے۔ اور اس کپڑے میں نماز پڑھنا حرام نہیں کیا جس میں شراب لگی ہو۔ [2]

(۵۰۹۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شارب الخمر (شراب پینے والا) بیمار پڑے تو تم لوگ اس کی عیادت نہ کرو۔ اگر مر جائے تو اس کے ایمان کی گواہی نہ دو، اور اگر وہ کسی امر کی گواہی کے لئے آئے تو اس کی شہادت قبول نہ کرو اور اگر وہ تم لوگوں کے یہاں شادی کا پیغام دے تو اس کے ساتھ اپنی لڑکی نہ بیاہو۔ جس نے اپنی لڑکی کا نکاح شارب الخمر سے کیا اس نے گویا اپنی لڑکی کی زنا کی طرف رہنمائی کی۔ اور جس نے اپنے دین کے مخالف سے اپنی لڑکی کی شادی کی اس نے اپنی لڑکی سے قطعِ رحم کیا۔ اور جس نے کسی شراب خور کے پاس اپنی امانت رکھی اللہ تعالیٰ اس کا ضامن نہیں ہوگا۔

(۵۰۹۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پانچ باتیں پانچ شخصوں سے محال ہیں (۱) حرمت کسی فاسق سے محال ہے۔ (۲) شفقت کسی دشمن سے محال ہے۔ (۳) نصیحت کسی حاسد سے محال ہے۔ (۴) وفا کسی عورت سے محال ہے۔ (۵) ہیبت کسی فقیر سے محال ہے [3] اور غنا ان چیزوں

---

[1] نصوص کے لئے رجوع کریں 'کافی' ج ۶ ص ۳۱۳ تا ۴۱۲ اور 'عقاب الاعمال' اردو ترجمہ ص ۳۴۷۔

[2] کتاب ہذا کی جلد اول حدیث ۱۶۷ سے رجوع کیا جائے۔

[3] مصنف نے اس روایت کو 'خصال' اردو ترجمہ ص ۱۴۲ میں اپنی اسناد کے ساتھ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع کیا ہے امام جعفر صادقؑ تک۔

میں سے ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کا وعدہ فرمایا ہے اور خدائے عزوجل کا ارشاد ہے: ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذ ھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین (سورہ لقمان آیت ۶) (اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ قصے کہانیاں خریدتے ہیں تا کہ بغیر سمجھے بوجھے لوگوں کو خدا کی راہ سے بہکا دیں اور آیاتِ خدا سے مسخرا پن کریں ایسے ہی لوگوں کے لئے بڑا رسوا کرنے والا عذاب ہے)۔[1]

(۵۰۹۶) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا: فاجتنبوا الرجس من الاوثان و اجتنبوا قول الزور (سورہ الحج آیت ۳۰) (تو تم لوگ ناپاک بتوں سے بچے رہو اور لغو باتیں بنانے سے بچو) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: الرجس الاوثان سے مراد شطرنج ہے۔ اور قول زور سے مراد غنا ہے۔[2]

اور نرد شطرنج سے بھی زیادہ شدید ہے اس لئے کہ اس کو لینا کفر، اس سے کھیلنا شرک اور اس کی تعلیم گناہِ کبیرہ ہے اور اس کے کھیلنے والے پر سلام گناہ۔ اس کو الٹنے پلٹنے والا جیسے سور کے گوشت کا الٹنے پلٹنے والا ہے اور اس کی طرف دیکھنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کی شرمگاہ کو دیکھے۔ اور نرد بطور جوئے کے کھیلنے والا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سور کا گوشت کھالے اور اس شخص کی مثال جو نرد کو بغیر جوئے کے کھیلے ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنا ہاتھ سور کے گوشت یا اس کے خون میں رکھ دے اور انگوٹھیوں سے اور چودہ گوٹیوں سے کھیلنا بھی جائز نہیں یہ سب اور اس کے مشابہ جتنی چیزیں ہیں وہ قمار (جوا) ہے یہاں تک کہ لڑکے جو اخروٹ سے کھیلتے ہیں وہ بھی قمار اور جوا ہے۔ اور تم جھانجھ مجیرا بجانے سے بھی پرہیز کرو اس لئے کہ شیطان تمہارے ساتھ رقص کرتا ہے اور فرشتے تم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر میں طنبورہ چالیس دن رکھا رہا اور وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا۔

(۵۰۹۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ملائکہ نفرت کرتے ہیں ہر بازی اور شرط لگانے سے، وہ بازی و شرط لگانے والے پر لعنت بھیجتے ہیں سوائے ٹاپ اور کھر والے جانوروں اور پر و باز و رکھنے والے طائروں اور تیز اندازی پر بازی لگانے کے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید کے مقابلہ پر گھوڑا دوڑایا۔

(۵۰۹۸) چنانچہ روایت کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ پر سبقت دیدی گئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس نے زیادتی کی تھی اور کہا تھا کہ میری پشت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر لازم ہے اگر کوئی شے کسی شے پر تفوق جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلت دیدے گا اور کوئی پہاڑ کسی پہاڑ پر تفوق جتائے گا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں سے جو بھی تفوق جتائے گا اس کو پاش پاش کر دے گا۔

---

[1] کلینی نے ج ۶ ص ۴۳۱ میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں اسے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

[2] کلینی نے ج ۶ ص ۴۳۵ میں زید شحام کی سند سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ عزوجل کے قول: ومن الناس... کے بارے میں سوال کیا۔

(۵۰۹۹) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں سے ایک دوسرے پر للکارنے کو منع فرمایا ہے سوائے کتوں کے۔[1]

(۵۱۰۰) اور ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے ایک خوش الحان کنیز کے خریدنے کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں اگر وہ تمہیں جنت یاد دلائے یعنی قرأت قرآن و زہد اور ان صفات کے ساتھ جن کا شمار غنا میں نہیں ہے لیکن غنا تو یہ ممنوع ہے۔

باب: حد سرقہ (چوری کی سزا)

(۵۱۰۱) حضرت ابوالحسن امام رضا علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بندہ چوری کرتا رہتا ہے مگر جب اس کے ہاتھ کی دیت (خونبہا) پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کر لیتا ہے۔[2]

(۵۱۰۲) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قحط کے سال میں چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی کھانے پینے کی چیزوں کا قحط، دوسری چیزوں کا قحط نہیں۔

(۵۱۰۳) اور غیاث بن ابراہیم کی روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس کوفہ میں ایک آدمی پکڑ کر لایا گیا کہ اس نے کبوتر کی چوری کی ہے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے اور فرمایا: چڑیوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کٹتے۔

(۵۱۰۴) سعد بن طریف نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے، آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے لوہے کی خول اور ڈھال جس کا وزن اڑتیس (۳۸) رطل تھا کی چوری میں چور کے ہاتھ کاٹے۔

(۵۱۰۵) حماد نے حلبی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق جو ایک آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فلاں صاحب نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو فلاں فلاں چیزیں بھیج دیں تو انہوں نے اسے سچا سمجھ کر وہ چیزیں اس کے حوالے کر دیں۔ پھر ان صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کا بھیجا ہوا شخص میرے پاس آیا تھا میں نے اس کے ہاتھ آپ کے پاس فلاں فلاں چیزیں بھیج دی ہیں۔ ان صاحب نے جواب دیا: جی میں نے تو کسی کو آپ کے پاس نہیں بھیجا تھا اور نہ وہ چیزیں ہمارے پاس پہنچیں۔ مگر ان کو (یقین نہیں آیا اور) گمان تھا کہ انہوں نے اس شخص کو بھیجا تھا اور وہ چیزیں بھی ان کو مل گئی ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس امر کا ثبوت مل جائے کہ انہوں نے اسکو نہیں بھیجا تھا تو اس آنے والے کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اور اگر اس کا ثبوت نہ ملے تو وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے اس کو نہیں بھیجا تھا ایسی صورت میں فرستادہ سے اس کا مال ادا کرایا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اگر یہ سمجھا جائے کہ فرستادہ نے ضرورت اور حاجت کی بنا پر ایسا کیا تھا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس لئے کہ اس نے اس شخص کے مال کی چوری کی ہے۔

(۵۱۰۶) اور ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: چور کے ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹے جائیں گے جب تک وہ دو مرتبہ چوری کا اقرار نہ کر لے۔ اور پہلی مرتبہ وہ باز آنے کا وعدہ کرے اور چوری نہ کرنے کی ضمانت دے اور جب تک چوری کے گواہ نہ ہوں چور کے ہاتھ

[1] اسی طرح 'کافی' میں ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے۔ نیز ابوداؤد اور ترمذی نے اپنی سنن میں سندِ حسن کے ساتھ ابن عباس کی حدیث میں شامل کیا ہے۔

[2] 'کافی' ج ۷ ص ۲۶۰ پر سند حسن سے یاسر سے روایت ہے اور انہوں نے ایک نوجوان سے اور اس نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

نہیں کاٹے جائیں گے۔ [1]

(۵۱۰۷) اور سکونی کی روایت میں ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہر وہ مقام کہ جہاں بغیر اجازت داخل ہوا جاتا ہے وہاں اگر کوئی چور چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے یعنی حمام، مسافر خانے، پڑاؤ اور مساجد۔

(۵۱۰۸) اور علاء نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ چوری کرتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ سات سال یا اس سے کم کا ہے تو اسے رفع دفع کر دیا جائے۔ اور اگر سات سال کے بعد وہ پھر چوری کرنے لگے تو اس کی انگلیاں کاٹ دی جائیں گی یا نہیں اس طرح گھس دیا جائے کہ خون نکل آئے اور اس کے بعد چوری کرے تو اس کی انگلیوں میں سے سب سے نچلی انگلی کاٹ دی جائے۔ اس کے بعد اگر پھر چوری کرے اور نو سال کا ہو گیا ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی معینہ حدود میں سے کسی حد کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۰۹) اور امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے چوری کا اقرار کیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس سے پوچھا: تو قرآن، کتابِ خدا میں سے کچھ پڑھ لیتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں سورۃ بقرہ۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تو سورۃ بقرہ کے طفیل میں تیرا ہاتھ تجھے بخشتا ہوں۔ اشعث (جو وہیں موجود تھا) بولا: کیا آپ (علیہ السلام) اللہ کی معینہ حدود میں سے ایک حد کو معطل کر دینگے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تجھے کیا معلوم کہ مسئلہ کیا ہے۔ جب گواہیاں گزر جائیں تو امام کو کوئی حق معاف کرنے کا نہیں لیکن جب مجرم اقرار کرے تو امام کی صوابدید پر ہے کہ اگر چاہے عفو کر دے اور چاہے ہاتھ کاٹ دے۔

(۵۱۱۰) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: درختوں پر لٹکے ہوئے پھلوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے اور نہ درختوں کی گوند کی چوری کرنے میں۔

(۵۱۱۱) محمد بن قیس نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ چند نفر آدمیوں نے ایک اونٹ نحر کیا اور اسے کھا گئے ان سے دریافت کیا گیا کہ تم میں سے نحر کس نے کیا تو سب نے اپنے نفس کے خلاف گواہی دی کہ ہم سب نے نحر کیا اور کسی ایک کو مخصوص نہیں کیا کہ اس نے نحر کیا اور اس نے نہیں۔ تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: ان سب کے داہنے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔

(۵۱۱۲) یونس نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے مالِ غنیمت میں اتنا چرایا کہ جس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ دیکھا جائے گا کہ اس کا مالِ غنیمت میں حصہ کتنا ہے۔ اس نے اپنے حصہ سے کم لیا ہے تو اس کو اسی کے مطابق سزا دی جائے گی اور اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر اس نے اپنے حصہ کے برابر ہی لیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے اپنے حصے سے زائد لیا ہے اور وہ زائد ایک ڈھال کی قیمت کے برابر ہے جو چوتھائی دینار ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۱۳) اور موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کرایہ پر ایک گدھا لیا اور کپڑا فروشوں کے پاس گیا اور ان سے کپڑا خریدا اور گدھا ان لوگوں کے پاس چھوڑ دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: گدھا اس کے مالک کو واپس دے دیا جائے گا اور جو کپڑا لے کر بھاگ گیا ہے اس کا پیچھا کیا جائے گا۔ اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (یہ چوری نہیں بلکہ) خیانت ہے۔

---

[1] 'کافی' ج ۷ ص ۲۱۹ اور 'تہذیبین' میں جمیل کی سند سے اور انہوں نے بعض اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ میں سے ایک سے روایت کی ہے۔

(۵۱۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام جب کوئی شخص اول (پہلی مرتبہ) چوری کرتا تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹتے اور جب دوبارہ چوری کرتا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹتے اور جب تیسری مرتبہ چوری کرتا تو اس کو قید میں ڈال دیتے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیتے تھے۔ [1]

(۵۱۱۵) اور روایت کی گئی ہے کہ اگر وہ قید میں چوری کرتا تو اس کو قتل کر دیتے تھے۔ [2]

(۵۱۱۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کم از کم کتنی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک چوتھائی دینار کی چوری پر۔ [3]

(۵۱۱۷) اور ایک حدیث میں ہے کہ ایک دینار کے پانچویں حصہ کی چوری پر۔ [4]

اور جب چور کسی شخص کے گھر میں داخل ہوا اور کپڑا وغیرہ جمع کرے اور گھر کے اندر مع مال کے پکڑا جائے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ گھر کے مالک کو مال دیدے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر گھر کے دروازے سے مال نکال لے جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنی گلو خلاصی کی کوئی وجہ پیش کرے (مثلاً یہ کہ مالک نے اس سے خود کہا یا میں نے نہیں کسی دوسرے نے نکالا تھا وغیرہ وغیرہ)۔

اور جب امام چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دے اور غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تو جب اس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا تو پھر دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ [5]

(۵۱۱۸) اور حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے چوری کی اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے پھر چوری کی تو اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا گیا اس کے بعد اس نے تیسری جگہ چوری کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام ایسے شخص کو ہمیشہ کے لئے قید میں ڈال دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے کہ ایسے شخص کو بغیر ہاتھ کے چھوڑ دوں جس سے وہ آب دست لیا کرتا ہے۔ اور اس کے پاؤں نہ ہوں جس سے وہ رفع حاجت کے لئے جاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ ہاتھ کاٹتے تھے تو جوڑ سے نیچے سے اور جب پاؤں کاٹتے تھے تو جوڑ سے اور انکی رائے یہ نہ تھی کہ حدود میں کوئی چیز معاف کر دی جائے۔

(۵۱۱۹) اور حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے انہوں نے ابن مسکان سے انہوں نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب چور پر حد جاری کر دی جائے تو اس کو شہر سے نکال کر کسی دوسرے شہر بھیج دیا جائے۔ اور جب کوئی شخص چوری کرے اور پکڑا نہ جائے یہاں تک کہ دوسری مرتبہ پھر چوری کرے تو پکڑا جائے اور گواہ آئیں تو اس کی پہلی چوری کی بھی گواہی دیں اور

---

[1] یہی حدیث نضر بن سوید سے اور انہوں نے قاسم سے 'کافی' ج ۷ ص ۲۲۳ پر ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے۔

[2] 'کافی' اور 'تہذیب الاحکام' میں موثق حدیث میں اسے سماعہ سے روایت کیا گیا ہے۔

[3] کلینی نے ج ۷ ص ۲۲۲ پر محمد بن مسلم سے صحیح حدیث میں اسے روایت کیا ہے۔

[4] 'کافی' میں اس حدیث کو صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن مسلم نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

[5] کلینی نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن قیس سے اور انہوں نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علی علیہ السلام نے ایک شخص کے لئے حکم دیا کہ اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا جائے لیکن اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو پوچھا گیا: ہم نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا ہے تو کیا اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا جائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب بایاں کٹ گیا تو دایاں نہ کاٹا جائے۔

دوسری چوری کی بھی تو پہلی چوری پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور دوسری چوری پر اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ سب گواہوں نے پہلی اور دوسری چوری کی گواہی ایک مقام پر دی قبل اس کے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جاتا اگر یہ گواہ پہلی چوری کی گواہی دیتے اور اس کا ہاتھ کٹ جاتا پھر اس کے بعد دوسری چوری کی گواہی دیتے تو اس کا پاؤں بھی کاٹ دیا جاتا۔

(۵۱۲۰) اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جھپٹا مار کر چھین لینے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور یہی اچکا ہے مگر اس کو تعزیر اور سزا دی جائے گی لیکن جو جھپٹا مار کر لے لے اور اسے چھپالے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اور جو کپڑے اتروالے اور چھین لے اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں اور جیب تراشی پر اگر اس نے قمیض کی اوپری جیب کاٹی ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر قمیض کے نیچے کی یعنی اندر کی جیب کاٹی ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ۱

اور اگر مزدور نے چوری کی تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں اور نہ مہمان کی چوری پر اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے اس لئے کہ یہ دونوں امانت دار ہیں، ان کے سپرد امانت ہے۔ اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر مہمان نے خود کسی اور کو مہمان بلایا ہے اور اس نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ۲

اور اگر کسی مشلول شخص نے چوری کی ہے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا ہر حال میں جیسے بھی ہو اس کا وہ ہاتھ شل ہو یا صحیح ہو۔ اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائیگا اور اگر تیسری مرتبہ چوری کرے گا تو اس کو قید میں ڈال دیا جائے گا اور اس کا خرچ مسلمانوں کے بیت المال سے دیا جائے گا اور لوگوں سے الگ تھلگ کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت حسن بن محبوب نے علاء سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے۔ نیز اس کی روایت حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی کی ہے۔ ۳

اور اگر غلام اپنے مالک کا مال چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اس لئے کہ مالک کے مال نے مالک کے مال کی چوری کی ہے۔ (یعنی غلام اور کنیز بھی مالک کے مال ہیں۔) ۴

(۵۱۲۱) اور گورکن اگر کفن چوری میں مشہور ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائیگا۔ ۵

(۵۱۲۲) اور روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک گورکن کا ہاتھ کاٹا تو آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ آپ (علیہ السلام) مردے

---

۱ کلینی نے ج ۷ ص ۲۲۶ پر موثق کی مانند مرسل حدیث میں عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲ کلینی نے ج ۷ ص ۲۲۷ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن قیس سے اور انہوں نے ابوجعفر (امام باقر) علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اگر مہمان چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر مہمان نے کسی اور کو مہمان بنالیا اور اس نے چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور صحیح حدیث میں سلیمان بن خالد سے مروی ہے کہ کہا: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک مزدور کو مزدوری پر رکھتا ہے اور وہ اس کے گھر میں چوری کر لیتا ہے تو کیا اسکا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ فرمایا: اس کو امانت سونپی گئی تھی، یہ چور نہیں ہے بلکہ خائن ہے۔ اور موثق حدیث میں آنجناب علیہ السلام سے سماعہ کی روایت میں مروی ہے کہ کہا: میں نے آنجنابؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک مزدور کو مزدوری پر رکھا تو اس نے اس کا سامان اٹھالیا اور اس کی چوری کی۔ فرمایا: اسے امانت سونپی گئی تھی، پھر فرمایا: مزدور اور مہمان بچے ہوئے ہیں کہ ان پر چوری کی حد جاری نہیں ہوتی۔

۳ مولف نے 'علل الشرائع' ج ۲ باب ۳۲۵ میں نمبر شمار ۶ کے تحت اپنے استاد محمد بن موسیٰ بن متوکل سے انہوں نے حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن محبوب سے، انہوں نے ابن سنان سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۴ کلینی نے ج ۷ ص ۲۳۴ پر صحیح کی مانند حسن حدیث میں محمد بن قیس سے اور انہوں نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایسا فیصلہ کیا تھا۔

۵ شیخ طوسی نے 'استبصار' کی صحیح حدیث میں اسے فضل سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

کی چوری پر بھی ہاتھ کاٹتے ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس طرح ہم اپنے زندوں کا مال چوری کرنے پر ہاتھ کاٹتے ہیں اسی طرح اپنے مُردوں کا مال چوری کرنے پر بھی ہاتھ کاٹیں گے۔ [۱]

(۵۱۲۳) روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک گور کن کفن چور لایا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے بال پکڑ کر زمین پر گرادیا اور فرمایا: اے اللہ کے بندو! تم لوگ اسے اپنے پاؤں تلے روندو۔ لوگوں نے اسے پاؤں تلے ایسا روندا کہ وہ مر گیا۔ [۲]

اور کسی کا بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح مرتد اگر چوری کرے، بلکہ غلام سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے مالک کے پاس واپس جائے اور مرتد سے کہا جائے گا کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائے پس ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی اس سے انکار کرے تو پہلے چوری میں اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے پھر قتل کر دیا جائے گا۔ [۳]

(۵۱۲۴) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا: انما جزاؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوآ او یصلبوآ او تقطّع ایدیھم وارجلھم من خلاف اوینفوا من الارض (سورہ مائدہ آیت ۳۳) [جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑتے بھڑتے ہیں اور احکام کو نہیں مانتے اور فساد پھیلانے کی غرض سے ملکوں (ملکوں) دوڑتے پھرتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ (چن چن کر) یا تو کاٹ ڈالے جائیں یا انہیں سولی دیدی جائے یا ہیر پھیر کے ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اپنے وطن کی سرزمین سے شہر بدر کر دیا جائے]۔

آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب قتل کریں جنگ نہ کریں اور مال نہ لیں تو قتل کیے جائیں گے۔ اور جب جنگ کریں اور قتل کریں تو قتل کیے جائیں گے اور سولی دیئے جائیں گے۔ اور جب جنگ کریں اور مال لے جائیں اور قتل نہ کریں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے۔ اور جب وہ صرف جنگ کریں نہ قتل کریں اور نہ مال لیں تو انہیں شہر بدر کر دیا جائے گا۔ [۴]

اور مناسب ہے کہ ان کی شہر بدری سولی اور قتل کے مانند ہو اور دونوں پاؤں میں پتھر باندھ کر سمندر میں ڈال دیا جائے۔

(۵۱۲۵) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کو سولی دی جائے اس کو تین دن بعد سولی کے تختہ سے اتارا جائے، اسے غسل دیا جائے اور دفن کر دیا جائے۔ اور یہ جائز نہیں کہ تختہ دار پر تین دن سے زیادہ لٹکایا جائے۔ [۵]

(۵۱۲۶) اور سکونی کی روایت میں ہے جو انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو تین دن تک تختۂ دار پر لٹکا رہنے دیا پھر چوتھے دن تختہ دار سے اتارا اس پر نمازِ جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔

---

۱ شیخ نے اپنی اسناد کے ساتھ صفار سے، انہوں نے خشاب سے، انہوں نے غیاث بن کلوب سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲ کلینی اور شیخ نے صحیح کی مانند حسن حدیث میں ابن ابی عمیر سے، انہوں نے کئی اصحاب سے نقل کیا ہے۔

۳ کلینی نے ج ۷ ص ۲۵۹ پر صحیح حدیث میں ابی عبیدہ سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اسی کے مطابق حدیث نقل کی ہے۔

۴ شیخ نے تہذیب ج ۲ ص ۴۸۱ میں سند سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

۵ 'کافی' اور 'تہذیب' کی قوی حدیث میں سکونی سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا: مصلوب کو تین دن سے زیادہ نہ لٹکایا جائے بلکہ اتار کر دفن کر دیا جائے۔

(۵۱۲۷) اور علی بن رئاب نے ضریس سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص رات کو اسلحہ اُٹھائے نکلے وہ محارب (چوکیدار) ہے مگر یہ کہ وہ مشکوک لوگوں میں سے نہ ہو۔

(۵۱۲۸) صفوان بن یحییٰ نے طلحہ نہدی سے اور انہوں نے سورۃ بن کلیب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی اپنے گھر سے مسجد جانے کے ارادے یا کسی اور کام سے نکلتا ہے کہ ناگاہ ایک شخص سامنے آتا ہے اسے مارتا ہے اور اس کے کپڑے چھین لیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اس کو لوگ علانیہ چھین جھپٹ کہتے ہیں۔ محارب تو مشرکین کے قریوں میں ہوتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دونوں میں کس کی حرمت زیادہ ہے دارالسلام کی یا دار شرک کی؟ میں نے کہا: دارالسلام کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ اس آیت کے اہل ہیں: **انما جزآؤ الذین یحاربون اللہ و رسولہ** تا آخر آیت (سورہ مائدہ آیت ۳۳) (آیت اور اس کا ترجمہ حدیث ۵۱۲۴ میں گزر چکا ہے)۔

(۵۱۲۹) طریف بن سنان ثوری سے روایت کی گئی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت کو چُرایا اور اس کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں چار حدود (شرعی سزائیں) ہیں۔ پہلی یہ کہ اس نے چوری کی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، دوسری یہ کہ اس نے اس سے مجامعت کی اس پر زنا کی حد جاری ہوگی اور جس نے اس کو خریدا ہے اگر اس نے باوجودِ علم اس سے مجامعت کی تو اگر وہ عورت والا ہے تو رجم کیا جائے گا اور اگر عورت والا نہیں ہے تو اس پر حد میں کوڑے لگیں گے اور اگر اس کو علم نہ تھا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر اس عورت سے جبریہ ایسا کیا تو عورت پر کچھ نہیں اور اگر وہ اس کے لئے راضی ہوگئی تھی تو اس پر بھی حد میں کوڑے لگیں گے۔

(۵۱۳۰) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے بتائیں کہ چور کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کیوں کاٹا جاتا ہے دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کیوں نہیں کاٹا جاتا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کتنا اچھا سوال کیا۔ (تو سنو!) اگر دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جائے تو بائیں جانب گر پڑے گا، کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اور جب دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جائے گا تو سیدھا اور معتدل کھڑا ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: وہ کیسے کھڑا ہوگا اس کا پاؤں تو کٹا ہوا ہوگا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پاؤں اس طرح نہیں کٹے گا جس طرح تم سمجھتے ہو، اس کا پاؤں کعب سے کٹے گا قدم (ایڑی وغیرہ) چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ کھڑا ہو اور نماز پڑھے، اللہ کی عبادت کرے۔ میں نے عرض کیا: اور ہاتھ کہاں سے کٹے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چاروں انگلیاں کاٹی جائیں گی، انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا تا کہ وہ نماز میں اس سے سہارا لے اور نماز کے لئے اپنا چہرہ دھولے۔

(۵۱۳۱) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی باغ سے کھجور کا گچھا چرایا جس کی قیمت دو درہم ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۵۱۳۲) علی بن رئاب نے ضریس کناسی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر غلام اپنی پہلی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرے تو اس کا ہاتھ کٹے گا۔ اور کنیز بھی اگر اپنی چوری کا اقرار امام کے سامنے کرے تو اس کا ہاتھ بھی کٹے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غلام جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس سے اس کا ارادہ اپنے مالک کو ضرر پہنچانا ہے تو اگر وہ چوری کا اقرار بھی کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر اس کی چوری کے دو گواہ ہوں تو ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

(۵۱۳۳) اس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرما رہے تھے: جب کوئی مملوک (غلام) اپنی چوری کا خود اقرار کرلے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ہاں اگر دو گواہ اس

کی چوری کی گواہی دیں تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

باب:۔ گونگے، بہرے اور اندھے پر حدود جاری کرنا

(۵۱۳۴) یونس نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے گونگے، بہرے اور اندھے پر حد جاری کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے جو کچھ کیا وہ سمجھ کر کیا اس لئے ان پر حد جاری کی جائے گی۔

باب:۔ سود خور کے لئے حد (سزا) ثبوت و گواہی کے بعد

(۵۱۳۵) اسحاق بن عمار و سماعہ نے ابوبصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ سود خوار کی ثبوت و گواہی کے بعد کیا حد (سزا) ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی تادیب (ڈانٹ پٹ) کی جائے گی اور دوبارہ سود کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی اور اس کے بعد پھر سود کھایا تو قتل کر دیا جائے گا۔

باب:۔ مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی حد (سزا)

(۵۱۳۶) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مردار خون اور سور کا گوشت کھانے والے کی تادیب کی جائے گی اور اس نے پھر کھایا تو پھر تادیب کی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس نے تیسری بار پھر کھایا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تادیب کی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

باب:۔ جس شخص پر کئی حدود (سزائیں) جمع ہو جائیں ان کے متعلق کیا واجب ہے

(۵۱۳۷) علی بن رئاب نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے جس شخص پر کئی حدود جمع ہو جائیں جس میں قتل بھی ہو تو اس پر ان حدود سے شروع کیا جائے گا جو قتل سے کم ہیں اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے گا۔

باب:۔ حدود کے متعلق نادر احادیث

(۵۱۳۸) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حد کون جاری کرے بادشاہ یا قاضی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حد جاری کرنا امام کا کام ہے یا اس شخص کا جس کو امام مقرر کرے۔

(۵۱۳۹) روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے کر آیا اور عرض کیا: امیر المومنینؑ اس آدمی کا گمان ہے کہ اس کو میری ماں کے ساتھ خواب میں احتلام ہوا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: خواب سایہ کے مانند ہے اگر تم چاہو تو میں اس کے سایہ کو کوڑے لگا دوں۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مگر میں اس کو سزا دوں گا تا کہ وہ آئندہ مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچائے۔[1]

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۲۶۳ پر اور شیخ نے 'تہذیب' میں موثق حدیث میں سماعہ سے اسے نقل کیا اور اس کے آخر میں اضافہ کیا ایک دوسری حدیث میں ہے 'اسے تکلیف دہ مار ماری'۔

(۵۱۴۰) اور روایت کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین علیہ السلام کے قریب دولڑکے آئے ان دونوں کے ہاتھ میں دو تختیاں تھیں ان دونوں نے عرض کی: یا امیر المومنین آپ (علیہ السلام) منتخب کریں کہ ہم دونوں میں سے کس کا خط بہتر ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اس معاملہ میں ناانصافی ایسی ہی ہے جیسے احکام میں ناانصافی کی جائے۔ تم دونوں اپنے استادوں کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اگر انہوں نے تم دونوں کو تین مرتبہ سے زیادہ مارا تو قیامت کے دن اس کا قصاص ہوگا۔ ۱؎

(۵۱۴۱) صفوان بن یحییٰ نے یونس سے انہوں نے حضرت ابوالحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارے گناہان کبیرہ کرنے والوں پر جب دو مرتبہ حد جاری ہو جائے تو تیسری مرتبہ اگر وہ لوگ وہی گناہ کبیرہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔

(۵۱۴۲) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص پر ہم نے اللہ کی حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کی دیت (خونبہا) ہم پر نہیں ہوگی اور جس پر ہم نے حقوق الناس کے متعلق حدوں میں سے کوئی حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کی دیت ہم پر ہوگی۔ ۲؎

(۵۱۴۳) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: میری ماں اپنی طرف کسی بڑھنے والے ہاتھ کو نہیں روکتی (ہر ایک سے زنا کراتی رہتی ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کو گھر میں پابند کر دو۔ اس نے کہا: میں نے یہ بھی کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر اس کے پاس جو بھی آئے اس کو روک دو۔ اس نے عرض کیا: میں نے یہ بھی کر لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر اس کو قید کر دو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے محرمات سے بچانے سے بہتر اور کوئی حسن سلوک نہیں ہے جو اس کے ساتھ تم کرو۔

(۵۱۴۴) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حق اللہ کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا کوئی دوسرا معاف نہیں کر سکتا لیکن حقوق الناس کے متعلق جو حدود ہیں اس کو امام کے سوا اگر کوئی معاف کرتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ۳؎

(۵۱۴۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا: اے زانیہ۔ تو عورت نے پلٹ کر کہا: تو تو مجھ سے بھی بڑا زانی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت پر حد جاری ہوگی اس لئے کہ اس نے مرد پر زنا کا الزام لگایا لیکن اسی عورت کا خود اپنے متعلق زنا کا اقرار تو اس پر حد جاری نہ ہوگی جب تک وہ امام کے سامنے چار مرتبہ اس کا اقرار نہ کرے۔

(۵۱۴۶) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی والی وحاکم جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کو دس (۱۰) کوڑے سے زیادہ مارے سوائے حد (شرعی) کے۔ ۴؎

۱؎ کلینی اور شیخ نے سکونی کی حدیث میں اسے دوسرے الفاظ میں نقل کیا ہے۔

۲؎ کلینی نے ج ۷ ص ۲۹۲ پر صحیح حدیث میں اسے حسن بن صالح بن حی ثوری سے نقل کیا ہے۔ یہ زیدی بتری ہے اور موثق نہیں ہے۔

۳؎ بظاہر یہ اس وقت ہے جب معاملہ امام کے سامنے پیش ہونے سے پہلے طے پا جائے۔

۴؎ گویا یہ تادیب کے لئے یا تخفیف میں مبالغہ ہے چنانچہ 'کافی' کی صحیح حدیث میں اسحاق بن عمار سے ہے کہ میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تعزیر کتنی ہو؟ فرمایا: دس کوڑوں سے کچھ زیادہ۔ دس اور بیس کے درمیان۔

اور تادیب کے لئے مملوک کو تین سے پانچ کوڑے لگانے کی اجازت دی گئی ہے [1] اور جو شخص اپنے مملوک پر وہ حد جاری کرے جو اس پر واجب نہیں ہے تو اس کا کفارہ سوائے اس کو آزاد کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ [2]

(۵۱۴۷) اور زیاد بن مروان قندی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اس کا تذکرہ اس سے کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجنابؑ نے فرمایا: قحط کے سال میں کھانے کی چیزوں کی چوری پر مثلاً روٹی اور گوشت اور گکڑی کی چوری پر کسی چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۵۱۴۸) آدم بن اسحاق نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہشام بن عبدالملک کا ایک خط آنجناب علیہ السلام کے پاس آیا ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کرنے کے لئے کہ جس نے ایک عورت کی قبر کھودی اس کا کفن اتار لیا اور اس سے مجامعت کی۔ یہاں لوگ اس کے متعلق اختلاف رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اس کو قتل کردو، ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے آگ میں جلادو۔ تو آنجنابؑ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا: مردہ کی حرمت بھی زندہ کی حرمت کے مانند ہے چونکہ اس نے اس عورت کی قبر کھودی ہے اور اس کا کفن اتارا ہے اس لئے اس پر حد جاری کی جائے گی یعنی ہاتھ کاٹا جائے گا اور اس پر زنا کی حد بھی جاری ہوگی اگر وہ عورت رکھتا ہے تو اس کو رجم کیا جائے گا اور عورت نہیں رکھتا تو اس کو سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں گے۔

(۵۱۴۹) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ شبہ کی وجہ سے حدود کو ہٹادو اور حد میں کوئی سفارش کوئی کفالت اور کوئی قسم نہیں ہے۔ [3]

(۵۱۵۰) اور سکونی کی روایت میں حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے اسے قران پڑھنے کا حکم دیا، اس نے پڑھ دیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کی چادر لی اور اسے دوسرے لوگوں کی چادروں میں رکھ دیا پھر اس سے کہا: تو اس میں سے اپنی چادر چن کر نکال۔ وہ نہیں نکال سکا تو آنجناب علیہ السلام نے اس پر حد جاری کی۔

(۵۱۵۱) اور ابوایوب نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: کتاب علی علیہ السلام میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام تازیانہ لگاتے تھے تو نصف تازیانہ بھی اور اُس کا جزو بھی، یعنی حدود کے اندر جب کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی آتی تھی۔ اور آنجناب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو معطل نہیں کرتے تھے۔ تو آنجناب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ وہ آدھا تازیانہ یا اس کا جزو کیسے لگاتے تھے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ تازیانہ کو درمیان سے پکڑتے اور مارتے یا ایک تہائی سے پکڑتے اور مارتے ان کی عمر اور سن کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے حدود میں سے کسی حد کو باطل نہیں کرتے تھے۔

---

[1] 'کافی' ج ۷ ص ۲۶۸ پر ضعیف حدیث میں حماد بن عثمان سے مروی ہے: میں نے بچے اور غلام کی تادیب کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: پانچ یا چھ اور نرمی کرو۔

[2] کلینی نے ج ۷ ص ۲۶۳ پر صحیح حدیث میں ابی بصیر سے اور انہوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: جس نے غلام کو ایسی حد میں مارا جو اس پر واجب نہ تھی تو اس کی مار کا کفارہ اس کے آزاد کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

[3] ابن عدی نے 'کامل' میں اور اسی کے حوالے سے بیہقی نے سنن میں روایت کی ہے۔ اور اسی حدیث کو کلینی نے اپنی اسناد سے سکونی سے اور انہوں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

(۵۱۵۲) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مرتبہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حدود کی بھی حد مقرر کردی ہے اس سے آگے نہ بڑھو اور فرائض بھی فرض کیے ہیں اس میں کمی نہ کرو۔ اور بہت سی چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے اس لئے نہیں کہ وہ بھول گیا تو تم لوگ اس میں تکلیف نہ کرو یہ تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے اسے قبول کرو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: حلال بھی بیان ہو چکا اور حرام بھی بیان ہو چکا اب ان دونوں کے درمیان شبہات رہ گئے۔ تو اب جس کو گناہ کا شبہ ہو اس کو ترک کرے اور جب اس پر واضح ہو جائے تو اور زیادہ ترک کرے اور گناہوں کی اللہ تعالیٰ نے حد بندی کردی ہے مگر جو اس کے پاس جائے گا تو ممکن ہے اس میں داخل ہو جائے۔

کتاب الدیات (خونبہا)

باب:۔ انسانی اعضاء اور اس کے جوڑوں کا خونبہا اور نطفے اور علقہ اور مضغہ کا خونبہا اور ہڈی اور جان کا خونبہا

(۵۱۵۳) حسن بن علی بن فضال نے ظریف بن ناصح سے، انہوں نے عبداللہ بن ایوب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی حسین رواسی نے روایت کرتے ہوئے ابن ابی عمیر طبیب سے، ان کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے پیش کی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یہ حدیث صحیح ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے عمال کو یہی ہدایت فرماتے تھے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ ہڈی کہ جس میں گودا ہو اس کے لئے ایک فریضہ دیت مقرر ہے جب وہ ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے تو آنجناب علیہ السلام نے اس کا فریضہ دیت چھ (۶) اجزا پر قرار دیا ہے۔ نیز زخموں اور عورت کے پیٹ کے بچے اور پلکوں کی جڑ یا ہاتھ کا لُنجا ہو جانا اور تمام اعضاء اور انگوٹھا ان سب میں سے ہر ایک جز کے لئے چھ فریضہ دیت ہیں۔ جنین (عورت کے پیٹ کے بچے) کے لئے ایک سو (۱۰۰) دینار قرار دیا ہے۔ انسان کی منی جنین بننے تک اس کے پانچ اجزاء ہیں اور جب جنین بن جائے تو اس میں روح داخل ہونے سے پہلے اس کی دیت ایک سو دینار ہے۔

اور نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دی اور وہ اس طرح کہ جب مرد اپنی عورت سے مباشرت کرے اور اپنے نطفہ کو الگ گرادے مگر عورت یہ نہ چاہتی ہو تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کی دیت بیس (۲۰) دینار قرار دی یعنی جنین کی دیت کا پانچواں حصہ اور علقہ کی دیت دو (۲) خمس یعنی چالیس دینار اور یہ حکم عورت کے لئے ہے کہ جب وہ ماری پیٹی جائے اور علقہ گرادے پھر مضغہ کی دیت ساٹھ (۶۰) دینار ہے اگر وہ اس طرح مار پیٹ پر مضغہ گرادے۔

پھر عظم (ہڈی پیدا) ہونے پر اسّی (۸۰) دینار قرار دیا اگر عورت (مار پیٹ پر) گرادے پھر جنین کے لئے سو (۱۰۰) دینار ہے اگر دشمن لوگوں پر حملہ آور ہوں اس طرح عورتوں کے پیٹ سے بچے گر جائیں۔

اور عورتوں پر بھی دیت کے لئے یہی واجب ہے جو وہ خود اپنا بچہ ساقط کردیں یا دوسری عورت مار پیٹ کر گرادے پھر جب بچہ پیدا ہو جائے اور رونے لگے اور کوئی دشمن ان لوگوں پر شب خون مار کر بچوں کو قتل کردے تو ان بچوں کی دیت مقتول لڑکوں کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور مقتولہ لڑکیوں کی اسی حساب سے پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے۔

لیکن اگر کوئی عورت قتل کردی جائے اور وہ پورے دن کی حاملہ ہو اور اس کا بچہ ساقط نہ ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ اس کے شکم میں بچہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اس عورت کے مرنے کے بعد یہ بچہ مرا ہے یا اس سے پہلے تو اس کی دیت کے دو حصے ہوں گے نصف لڑکے کی دیت اور نصف

لڑکی کی دیت۔اور اس عورت کی دیت پوری اور کامل ہوگی۔

اور آنجناب علیہ السلام نے مرد کی منی کے متعلق حکم فرمایا: جب وہ عورت کے ساتھ مباشرت کرے اپنی منی باہر گرادے اور عورت یہ نہ چاہتی ہو تو جنین کے سو(۱۰۰) دینار دیت کے پانچویں کے نصف یعنی دس (۱۰) دینار دیت ہوگی اور اگر اس نے مباشرت میں اندر منی گرائی اور کسی وجہ سے ساقط ہوگئی تو اس کی دیت بیس (۲۰) دینار ہوگی اور جنین اور علقہ کے زخمی ہونے کی دیت وہی قرار دی گئی ہے جو آدمی کے دیت یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے۔اور جنین کے زخمی ہونے کی دیت (۱۰۰) دینار کے حساب سے جو مرد اور عورت کے زخمی ہونے کی دیت ہوتی ہے یعنی پورے سو (۱۰۰) دینار۔

اور آنجناب علیہ السلام نے جسد و بدن کی دیت کے متعلق حکم دیا اور اس کے چھ (۶) اجزا قرار دیئے۔نفس، بصر، سمع، کلام، آواز میں نقص جیسے آواز کا بیٹھ جانا یا ناک میں بولنے لگنا اور ہاتھ اور پاؤں کا شل ہوجانا اس حکم پر قیاس کر کے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ قسم کا بھی حکم دے دیا دیت جس حد تک پہنچے اس کے مطابق۔نفس کی دیت اگر عمداً ہے تو پچاس آدمیوں کی قسم۔اگر خطا ہے تو پچیس (۲۵) آدمیوں کی قسم۔اور جن زخموں کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار پہنچتی ہے اس میں چھ آدمیوں کی قسم اور اگر اس سے کم دیت پہنچتی ہے تو اسی حساب سے چھ آدمیوں کی قسم میں بھی کمی۔اور نفس و سماعت و بصارت اور عقل اور آواز کسی طرح کی خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے اور ہاتھوں اور پاؤں کا نقص یہی آدمی کے چھ اعضاء ہیں جن کی دیت میں قسم ہے۔

نفس کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور ناک کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔اور آواز کے نقص پر خواہ بیٹھ جائے یا ناک میں بولنے لگے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور دونوں ہاتھوں کے مثل لنج ہونے کی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔پوری سماعت کے چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور پوری بصارت چلے جانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔دونوں پاؤں کے مجبور ہوجانے پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔اور دونوں ہونٹ اگر جڑ سے کٹ جائیں ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور پشت اگر اوپر نکل آئے (کبڑی ہوجائے) تو ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور آلہِ تناسل کی دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور زبان اگر جڑ سے کاٹ دی جائے تو ایک ہزار دینار اور دونوں فوطوں کے لئے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔

اور تمام اعضاء کی جراحت کے لئے دیت قرار دی سر اور چہرہ سے لے کر سارے جسم سماعت و بصارت و آواز و عقل، دونوں ہاتھ دونوں پاؤں کٹ جانے، ٹوٹ جانے، پھٹ جانے زخم اور دمبل پھٹ جانے، خون نکل آنے، ہڈی سرک جانے یا اس میں سوراخ ہوجانے ان سب میں سے جو بھی ہوجائے اس پر دیت ہے۔

پس جو ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی کجی اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے اور کوئی ہڈی اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس کی دیت (سابق میں) معلوم ہوچکی اور اگر ہڈی ظاہر ہو مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹے تو اس کے ٹوٹنے کی دیت اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اور ہر ہڈی جو ٹوٹ جائے اس کی دیت سابق میں معلوم ہوئی۔اور ہڈی اپنی جگہ ہو تو اس کی دیت ہڈی ٹوٹنے کی دیت کی نصف ہے۔اور ہڈی ظاہر ہوجانے کی دیت ہڈی ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی ہے جو ان مقامات کی ہو جس کو لباس چھپائے ہوئے ہو کلائی اور انگلیوں کی نہ ہو۔اور وہ زخم جو چھا نہ ہوتا ہو اس کی دیت وہاں کی ہڈی کی دیت کی ایک تہائی ہے۔اور اگر کسی کی کسی ایک آنکھ کو گزند پہنچا ہو تو اس کا اندازہ اس طرح کیا جائے گا کہ اس کی گزند رسیدہ آنکھ پر ایک انڈا باندھ دیا جائے گا۔اور صحیح آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا۔پھر صحیح آنکھ کو چھپا دیا جائے گا اور گزند رسیدہ آنکھ کی منتہائے نظر کو دیکھا جائے گا اور اس کی دیت اس کے حساب سے دی جائے گی اور قسم بھی اسی کے ساتھ چھ اجزاء پر مشتمل ہوگی۔اگر اس کی نظر کا چھٹا حصہ متاثر ہوا ہے تو وہ اکیلا قسم کھائے گا تب اس کو اتنے کی دیت دے دی جائے گی۔اور اگر ایک تہائی بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ خود قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی قسم کھائے گا۔اور نصف بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ بھی قسم کھائے گا اور اس کے ساتھ تین آدمی قسم کھائیں گے اور اگر پانچ حصہ میں سے چار حصہ بصارت متاثر ہوئی ہے تو وہ اور اس کے ساتھ چار آدمی قسم کھا

کر کہیں گے اور اس کی پوری بصارت ہی متاثر ہوئی تو وہ اس کے ساتھ پانچ آدمی قسم کھائیں گے اور یہ ہے قسم آنکھ کے متعلق۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی ایسا نہ ہو جو اس کے ساتھ قسم کھائے اور اس کے کہنے پر کہ کتنی بصارت گئی ہے بھروسہ نہ ہو تو اسی سے کئی بار قسم لی جائے گی۔ اگر اس کا چھٹا بصارت کا دعویٰ ہے تو وہ ایک مرتبہ قسم کھا کر کہے اور ایک حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو دو مرتبہ قسم کھا کر کہے اور نصف جانے کا دعویٰ ہے تو تین مرتبہ قسم کھا کر کہے اور اگر دو (۲) تہائی بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چار مرتبہ قسم کھا کر کہے اور چھ حصوں میں سے پانچ حصہ بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو پانچ مرتبہ قسم کھا کر کہے اور پوری بصارت جانے کا دعویٰ ہے تو چھ مرتبہ قسم کھا کر کہے تو اس کو دیت دیدی جائے گی اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو اس کی دیت کا اتنا ہی حصہ دیا جائے گا جس حصہ تک وہ قسم کھا کر کہتا اور اس کی سچائی پر بھروسہ کیا جائے گا اور والی و حاکم سوال کر کے قسم میں ثبوت دیت و قصاص و خونبہا میں اس کی مدد کرے گا۔

اور اگر اس کی سماعت کو کچھ گزند پہنچا ہے تو اسی طرح اس کے لئے بھی کسی چیز کو کھٹ کھٹایا جائے گا تا کہ اس کی سماعت کی منتہیٰ معلوم ہو جائے اور اسی سے اندازہ کر لیا جائے گا اور اس کے لئے قسم بھی اسی طرح ہوگی کہ اس کی سماعت کتنی کم ہوگئی ہے اور اگر اس کا ڈر ہو کہ وہ جھوٹ کہے گا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ غافل ہو جائے پھر اسے آواز دی جائے گی اگر وہ سن لیتا ہے تو حاکم کے سامنے اس کا مقدمہ دوبارہ پیش ہوگا اور حاکم اپنی رائے پر عمل کرے گا اور جو کچھ اس نے کیا اس میں سے کچھ کم کر دے گا۔

اور اگر ران یا بازو میں کوئی نقص آ گیا ہے تو اس کی صحیح ران یا صحیح بازو کو دھاگے سے ناپا جائے گا۔ اور اس کی نقص شدہ ران یا بازو کی پیائش کی جائے گی اور اس سے معلوم کر لیا جائے گا کہ کتنا نقص آیا ہے اس کے ہاتھ یا اس کی ران میں اور اگر پنڈلی یا کلائی میں کوئی گزند ہے تو ران اور بازو سے اندازہ کر لیا جائے گا اور حاکم اس کی ران اور بازو کو دیکھے گا۔

اور آنجناب علیہ السلام نے ایک شخص کی کنپٹی (آنکھ اور کان کے درمیان) کے متعلق فرمایا: جب وہاں گزند پہنچے اور وہ بغیر مڑے ہوئے ملتفت نہ ہو سکے تو آنجناب علیہ السلام نے نصف دیت یعنی پانچ سو (۵۰۰) دینار کا فیصلہ فرمایا اور اگر اس میں کمی ہے تو اسی حساب سے دیت میں بھی کمی ہوگی۔

اور آنکھ کی اوپر کی پلک پر اگر گزند پہنچے تو فیصلہ فرمایا: اس کی آنکھ کی دیت کی تہائی یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہوگا۔

اور اگر آنکھ کے نیچے کی پلک پر گزند پہنچا ہے اور کٹ گئی ہے تو اس کی دیت آنکھ کی نصف برابر یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہوگی اور اگر ابرو کو نقصان پہنچا ہے جس سے اس کے سارے ابرو کے بال جاتے رہیں تو اس کی دیت آنکھ کی دیت کی نصف ہوگی یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور جس قدر گزند پہنچا ہے اسی کے حساب سے اس میں کمی ہوگی۔

اور اگر روثہ (ناک کا بڑا حصہ) کٹ گیا ہے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یعنی دیت کا نصف ہوگا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: روثہ سے مراد ناک کے نیچے کا نرم حصہ بانسے کو چھوڑ کر ہے۔

اور اس میں کوئی سوراخ ہو جائے اتنا کہ کسی تیر یا کسی نیزے سے بھی بند نہ ہو سکے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر سوراخ ہو مگر اچھا ہو کر درست اور مندمل ہو جائے تو اس کی دیت ناک کے نرم حصہ (روثہ) کی دیت کے پانچویں حصہ کے برابر یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہوگی اب اس میں جتنا گزند رہ گیا ہے اسی کے حساب سے دیت ہوگی۔ اور اگر سوراخ نتھنے میں خیشوم تک ہے (جو دونوں نتھنوں کے درمیان حائل ہے) تو اس کی دیت ناک کے روثہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ یہ نصف ہے اور دونوں نتھنوں کے درمیان کے بانسہ کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر پھینکی ہوئی کوئی چیز ایک نتھنے اور بانسے کو توڑتی ہوئی دوسرے نتھنے تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے۔

اور اگر کسی کا اوپری ہونٹ جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار یعنی نصف دیت ہے اور اب جس قدر اس میں سے کٹے اسی حساب سے اس کی دیت ہوگی۔ اور اگر اوپر کا ہونٹ پھٹ جائے اور دانت ظاہر ہو جائیں پھر اس کی دوا کی جائے اور اچھا ہو جائے اور برابر مندمل ہو جائے تو اس کے زخم کی دیت کا حکم ہونٹ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اس میں سے جو کٹے گا اس کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور شکل قبیح (بھدی) ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہوگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شتر ہونٹ کا نیچے سے پھٹنا ہے خواہ وہ پیدائشی ہو یا کسی چیز سے چوٹ لگی ہو اگر ایسا ہوگا تو اس کو شفہ شتراء (ہونٹ پھٹا) کہا جائے گا۔

اور نیچے کا ہونٹ جب جڑ سے کٹ جائے تو اس کی دیت کامل دیت کی دو تہائی ہوگی یعنی چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اب جس قدر کٹے گا اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی اور اگر پھٹ جائے ایسا کہ دانت ظاہر ہو جائیں پھر اچھا ہو جائے اور زخم مندمل ہو جائے کہ اچھا ہونے کے بعد بھی ظاہر بدشکل ہو جائے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگوں تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نیچے کے ہونٹ کو اوپر کے ہونٹ پر فضیلت دیتے تھے اس لئے کہ یہ دانتوں کے ساتھ پانی اور کھانے کو روکے رکھتا ہے اس لئے اس کی دیت بھی زیادہ رکھی ہے۔

اور رخسار میں اگر اتنا بڑا سوراخ ہو جائے کہ اندر کا منہ نظر آنے لگے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر رخسار کا زخم اچھا ہو کر مندمل اور برابر ہو جائے مگر اس کا نشان ظاہر اور حلیہ بدشکل ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں رخساروں میں سوراخ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار اور یہ اس دیت کا نصف ہے جس میں اندر کا منہ نظر آتا ہے۔

اور اگر کوئی چلایا ہوا تیر اور اس کا پیکان ہڈی میں در آئے اور ٹھڈی تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے جس میں سے پچاس (۵۰) دینار اس کے ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے ہے اور اگر دھنس گیا ٹھڈی تک نہیں پہنچا ہے تو اس کی دیت سو (۱۰۰) دینار ہے اور چہرے میں کسی مقام پر بھی زخم لگے اور ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہوگی اور اگر اس کی شکل بری ہوگئی ہے تو اس شکل بگڑنے کا فدیہ زخم کی دیت کا ایک چوتھائی اور اگر زخم میں ہڈی ظاہر نہیں ہے اور اچھا ہو گیا مگر دونوں رخساروں پر اس کے نشان ہیں تو اس کی دیت دس (۱۰) دینار ہے اور اگر چہرے پر کوئی شگاف ہوا ہے تو اس کی دیت اسّی (۸۰) دینار ہے اور اگر اس میں کچھ گوشت کٹ کے گر گیا ہے مگر ہڈی ظاہر نہیں ہوئی اور ایک درہم یا اس سے کچھ زائد کے برابر ہے تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور زخم اگر جسم کے کسی بھی حصے میں ہے اور ہڈی ظاہر ہوگئی ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور سر کے کسی حصے میں ہے تو پچاس (۵۰) دینار اور اگر وہاں کوئی ہڈی ہٹ گئی ہے تو اس کی دیت ایک سو پچاس (۱۵۰) دینار ہے اور اگر سر کی ہڈی میں کوئی سوراخ ہو جائے جس کو 'مامومہ' کہتے ہیں تو اس کی دیت پوری دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور دانتوں میں ہر دانت کی دیت پچاس (۵۰) دینار قرار دی ہے اور سارے دانتوں کو برابر قرار دیا اور اس سے پہلے ثنیہ (سامنے کے اوپر نیچے کے دو دو دانت) کی دیت پچاس (۵۰) دینار دی گئی تھی اور اس کے علاوہ دانتوں میں رباعیہ (ثنیہ کے بعد والے اوپر نیچے کے دو دو دانت) کی دیت چالیس (۴۰) دینار قرار دی اور پچلی کے دانت تیس (۳۰) دینار اور ڈاڑھ کے دانت کی پچیس (۲۵) دینار اور اگر دانت کے اردگرد سیاہ ہو جائے مگر گرے نہیں تو اس کی دیت بھی گرے ہوئے دانت کی دیت کے برابر پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر شگافتہ ہو جائے مگر گرے نہیں اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے

اوراس میں جس قدر ٹوٹ جائے تو پچاس (۵۰) میں سے اس کے حساب سے دیت ہوگی اور اگر سیاہ ہونے کے بعد گر جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر وہ سیاہ ہو اور پھٹ جائے تو اس کی دیت بارہ (۱۲) دینار اور نصف دینار ہے۔اب جو اس میں سے ٹوٹ جائے تو پچیس (۲۵) دینار میں سے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور ہنسلی کی ہڈی اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی عیب اور بغیر کسی کجی کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ۵/۴ یعنی بتیس (۳۲) دینار ہے اور اگر ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اگر یہ ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ۸/۵ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔اور اگر کوئی ہڈی اپنے مقام سے کھسک جاتی ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی بیس (۲۰) دینار اور اگر اس میں سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار ہے۔

اور مونڈھا اور کندھا اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کاندھے میں شگاف پڑ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی اسّی (۸۰) دینار ہے اور اگر وہ ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوئی ہڈی اپنے مقام سے ہٹ گئی ہے تو اسکی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے۔جس میں سے سو (۱۰۰) دینار ٹوٹنے کے ہیں اور پچاس (۵۰) دینار ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے ہیں اور پچیس (۲۵) ہڈی ظاہر ہونے کے ہیں۔اور اگر سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر کوٹ دیا جائے اور اس کے بعد ناہموار جڑ جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی ہے یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہڈی کا جوڑ جدا ہو گیا ہے تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔

اور بازو اگر ٹوٹنے کے بعد جڑ جائے اور ناہموار نہ جڑے اور بے عیب ہو تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار اور ہڈی کے اپنے مقام سے ہٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی نصف ہوگی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کے اندر سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہوگی۔

اور کہنی اگر ٹوٹ جائے اور ہموار جڑے اس میں کوئی عیب نہ ہو تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ہے اور پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی اسّی (۸۰) دینار اور اگر ہڈی ظاہر ہے تو اس کے ٹوٹنے کی دیت کی چوتھائی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور اگر اپنے مقام سے کوئی ہڈی ہٹ جائے تو اس کی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے۔ٹوٹنے کی وجہ سے (۱۰۰) دینار، ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جانے کی وجہ سے پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی وجہ سے پچیس (۲۵) دینار اور اگر اس میں کوئی سوراخ ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار اور اگر کہنی کچل جائے اور ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کے ایک تہائی کے برابر تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر جوڑ الگ ہو گیا تھا تو اس کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔اور ہاتھ کی دوسری کہنی کے لئے بھی اسی کے برابر دیت ہے۔

اور ساعد (ہاتھ یا کلائی) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری، بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔اگر ہاتھ کی دو ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ

یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور ان دونوں سے اگر گٹے کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر دونوں ٹوٹ جائیں تو سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر کلائی کی دونوں ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت کلائی کی ایک ہڈی کی دیت کا ۲/۵ حصہ یعنی چالیس (۴۰) دینار ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۱/۴ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کی ہڈی ہٹ جانے کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ ہاتھ کی دیت کا ۱/۵ ہے اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی صورت میں اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۱/۴ یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔ اور اس کے اندر گڑھا پڑ جانے کی دیت ہڈی ظاہر ہونے کی دیت کا نصف یعنی ساڑھے بارہ دینار ہے اور سوراخ ہو جانے کی دیت پچاس (۵۰) دینار ہے اور اگر ایسا زخم ہو جائے کہ اچھا نہ ہو رہا ہو تو اس کی دیت کلائی کی دیت کی ایک تہائی تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی (۱/۳) دینار ہے اور یہ اس کی ایک تہائی دیت ہے۔

اور (رُسغ) پنجے اور کلائی کا جوڑ اگر کچل دیا جائے اور ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا ایک تہائی ہے۔ [یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی]

(اور خلیل بن احمد نے کہا ہے کہ رُسغ کلائی اور پنجے کے جوڑ کو کہتے ہیں محمد بن عبداللہ اور تیرانی کی کتاب 'خلق الانسان' میں ہے کہ رسغ ہاتھ کے جوڑ کو کہتے ہیں اور اس کی جمع ارساغ ہے)

اور ہتھیلی ٹوٹ جائے اور پھر ہموار اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور اگر ہتھیلی جدا ہو جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کی ایک تہائی کے برابر یعنی ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۱۶۶-۲/۳) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ہاتھ کے ٹوٹنے کی دیت کے ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے اور ہڈی کی جگہ چھوڑ دینے کی دیت ایک سو اٹھتر (۱۷۸) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دیت کے نصف اور اس کے اندر سوراخ ہو جائے اور بند نہ ہونے کی دیت ہاتھ کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی ایک سو (۱۰۰) دینار اور اگر سوراخ ہو گیا ہے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچیس (۲۵) دینار ہے۔

اور انگلیوں کی دیت اور وہ ہڈی جو ہتھیلی میں انگوٹھے کی ہے اگر قطع ہو جائے تو اس کی دیت ہاتھ کی دیت کی ایک تہائی ایک سو چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا دو تہائی (۱۶۶-۲/۳) ہے اور انگوٹھے کی ہڈی جو ہتھیلی کے اندر ہے جو جڑ جاتی ہے تو اس کی دیت انگوٹھے کی دیت کا پانچواں حصہ تینتیس دینار اور ایک تہائی (۳۳-۱/۳) دینار ہے جب کہ اس کا جوڑ درست و ثابت ہو جائے۔ اور اس کے پھٹنے کی دیت چھبیس (۲۶) دینار اور ایک دینار کی دو تہائی ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے۔ اور اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے اندر سوراخ کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی یعنی ہڈی کے جگہ چھوڑنے کی دیت کا نصف اور ہڈی کے ظاہر ہونے کی دیت ہڈی کے جگہ چھوڑنے کا نصف یعنی آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور اس کے جدا ہونے کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کے اوپر کا جوڑ اگر ٹوٹ جائے پھر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے۔ اور اگر اس میں ہڈی ظاہر ہو گئی ہے تو چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ (۱/۶) اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اس کے اندر شگاف کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت پانچ (۵) دینار اور جو اس میں سے کٹ جائے تو اپنی اہمیت پر اسی حساب سے دیت ہو گی۔

اور دیگر انگلیوں کی دیت تو ہر انگلی کی دیت ہاتھ کی دیت کا چھٹا حصہ یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور انگوٹھے کو چھوڑ کر دیگر چار انگلیوں کی ہر پور کی دیت بیس (۲۰) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہر پور کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہر پور کی جگہ

چھوڑنے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔

اور چار انگلیوں کا ہر جوڑ جو ہتھیلی سے متصل ہے اس کے ٹوٹنے پر سولہ (۱۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی دیت ہے اور ان میں سے ہر پور کے شگاف کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اگر ہتھیلی میں ایسا زخم ہو جو اچھا نہیں ہو رہا ہو تو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اس کے اندر سوراخ ہو جانے پر چار دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ ہے۔ اور جوڑ کے الگ ہو جانے پر پانچ (۵) دینار۔

اور چار انگلیوں میں سے بیچ کی انگلی کا جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دیت پچپن (۵۵) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے ٹوٹ جانے پر گیارہ (۱۱) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔ اور پھٹ جانے پر آٹھ (۸) دینار اور نصف دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ایک تہائی دینار اور اس میں سوراخ ہونے پر دو (۲) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے پر تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔

اور چاروں انگلیوں کا اوپر والا جوڑ اگر کٹ جائے تو ستائیس (۲۷) دینار اور نصف دینار اور ایک دینار کے دسویں حصہ کا ایک چوتھائی اور اس کے ٹوٹنے پر پانچ (۵) دینار اور دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور اس کے اندر سوراخ ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور جوڑ کے جدا ہونے پر ایک دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور ہر انگلی کے ناخن پر پانچ (۵) دینار۔

اور ہتھیلی جب ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور شگاف کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی پانچ حصوں میں سے چار حصے یعنی بتیس (۳۲) دینار ہے اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت بیس (۲۰) دینار ونصف دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی چوتھائی یعنی دس (۱۰) دینار اور اس میں زخم ہونے کی دیت جو اچھا نہ ہو تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔

اور سینہ اگر ٹوٹ دیا جائے اور اس کے دونوں حصے دوہرے ہو جائیں (جھک جائیں) تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ایک طرف کا سینہ دہرا ہوتا ہے تو اس کی دیت دو سو پچاس (۲۵۰) دینار اور اگر سینے کے ساتھ دونوں کاندھے دھرے ہوئے اور جھکتے ہیں تو ان کی دیت ایک ہزار دینار ہے اور اگر سینے کے شق ہونے کے ساتھ اگر ایک بازو دوہرا ہو گیا ہو۔ تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر سینے کی ہڈی ظاہر ہو تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور دونوں کاندھوں اور پشت کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے آدمی ایسا ٹیڑھا ہو جائے کہ ادھر اُدھر نہ گھوم سکے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے اور اگر ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت (۱۰۰) دینار ہے اور ناہموار جڑے تو اس کی دیت ایک ہزار دینار ہے۔

اور پسلیوں میں جو پسلیاں قلب کے پاس ہیں اگر ان میں سے ایک پسلی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی ساڑھے بارہ دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی ساڑھے سات دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کا ایک چوتھائی اور اس میں سوراخ کی دیت بھی اسی کی مانند ہے۔ اور پسلی کی وہ ہڈیاں جو دونوں بازوں سے ملی ہوئی ہیں ان میں سے ہر ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو اس کی دیت دس (۱۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دیت سات (۷) دینار، ہڈی کے جگہ چھوڑ دینے پر پانچ (۵) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی صورت میں اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی ڈھائی دینار اور اگر ان میں سے کسی ہڈی میں سوراخ ہو جائے تو اس کی دیت ڈھائی دینار اور اگر کوئی نیزہ اندر جوف تک پہنچ جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کی تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور اگر دونوں جانب تیر یا

نیزہ سے آر پار سوراخ ہوگیا ہے اور شگاف میں رہ گیا تو اس کی دیت چار سو تینتیس (۴۳۳) دینار اور ایک دینار کا تہائی دینار ہے۔

اور کان اگر کاٹ دیا جائے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار اور جس قدر اس میں سے کٹے اسی کے حساب سے اس کی دیت ہوگی۔

اور سُرین (چوتڑ) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دوسو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر سرین شگافتہ ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار یعنی اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ۴/۵ دینار ہے۔ اور اگر اس کی ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس کی دیت ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کی جگہ چھوڑنے کی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے اس میں ٹوٹنے کی دیت سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے جگہ چھوڑنے کی دیت (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت پچیس (۲۵) دینار ہے اور جوڑ جدا ہونے کی دیت تیس (۳۰) دینار ہے۔ اور اگر دونوں سرین ٹوٹ جائیں اور ناہموار ہو جائیں تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور اگر ران ٹوٹ جائے تو پھر بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دوسو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر ران ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے یعنی نفس کی دیت کا ایک تہائی۔ اور ران کے پھٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار ہے۔ اور اگر اس میں کوئی زخم ہو جائے جو چھانہ ہوتا ہو تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا تہائی یعنی چھیاسٹھ (۶۶) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے۔ اس کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا نصف یعنی دوسو (۲۰۰) دینار ہے اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے۔

اور گھٹنے اگر ٹوٹ جائیں پھر بغیر ناہمواری اور بغیر عیب کے جڑ جائیں تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں یعنی دوسو (۲۰۰) دینار ہے اور اگر وہ پھٹ جائے تو اس کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار۔ اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار ہے اور اس کی ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت ایک سو پچہتر (۱۷۵) دینار ہے اس میں اس کے ٹوٹنے کی دیت سو (۱۰۰) دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑنے کی پچاس (۵۰) دینار اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت (۲۵) دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی (۵۰) دینار ہے اور اگر وہ کوٹ دی جائے اور وہ ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت نفس کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے اور اگر اس کا جوڑ جدا ہو جائے تو اس میں ٹوٹنے کی دیت کے تین اجزا یعنی تیس (۳۰) دینار ہیں۔

اور پنڈلی (ساق) اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر کسی ناہمواری اور بلا کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ یعنی دوسو (۲۰۰) دینار اور اس کے پھٹ جانے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ یعنی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) دینار اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس کی ہڈیوں کی اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دیت اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت کا نصف پچیس (۲۵) دینار اور اس کے کانے ہونے کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کا ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور اس میں ایسا زخم جو چھانہ ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار [1] اور پنڈلی ناہموار ہو جائے تو اس کی دیت جان کی دیت کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس اور ایک دینار کی ایک تہائی ہے۔

[1] 'کافی' میں ہے: اور ایک تہائی دینار۔

اور کعب (یعنی پنڈلی اور پاؤں کا جوڑ یعنی ایڑی) اگر کوٹ دی جائے پھر وہ بغیر کسی ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور قدم اگر ٹوٹ جائے پھر بغیر ناہمواری اور بغیر کسی عیب کے جڑ جائے تو اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی دو سو (۲۰۰) دینار اور اس میں سوراخ کی دیت اس کے ٹوٹنے کی دیت کی ایک چوتھائی یعنی پچاس (۵۰) دینار اور انگلیوں کی وہ ہڈی جو انگوٹھے کے لئے قدم میں ہے اس کی دیت دونوں پاؤں کی دیت کی ایک تہائی یعنی تین سو تینتیس (۳۳۳) دینار اور ایک تہائی دینار ہے۔

اور انگوٹھے کی وہ ہڈی جو قدم سے ملی ہوئی ہے اس کے ٹوٹنے کی دیت انگوٹھے کی دیت کا پانچواں حصہ ہے یعنی چھیاسٹھ (٦٦) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دیت چھبیس (۲٦) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور ہڈی ظاہر ہونے کی دیت آٹھ دینار اور ایک تہائی دینار اور ہڈیوں کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت چھبیس (۲٦) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کا تہائی ہے اور جوڑ چھوڑ دینے کی دیت دس (۱۰) دینار ہے۔

اور انگوٹھے کا اوپر والا دوسرا جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اس کی دیت سولہ (۱٦) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی۔ اور اس کی ہڈی ظاہر ہو جانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی اور جوڑ کے جدا ہونے کی دیت پانچ (۵) دینار ہے۔

اور اس میں سے ہر انگلی کی دیت ایک پاؤں کی دیت کا ایک تہائی یعنی تراسی (۸۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی۔ اور انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کی پوروں کی دیت کے لئے ہر پور کے ٹوٹنے کی دیت سولہ (۱٦) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور ان میں ہر پور کی ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور اس کے پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار۔ اور ان میں سے ہر پور میں سوراخ ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور قدم میں ایسا زخم اور گڑھا جو نہ بھرے اور اچھا نہ ہو اس کی دیت تینتیس (۳۳) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔

اور انگلیوں کے وہ جوڑ جو قدم سے متصل ہیں ان کے ٹوٹنے کی دیت سولہ (۱٦) دینار اور ایک تہائی دینار ہے اور اس کے پھٹ جانے کی دیت تیرہ (۱۳) دینار اور ایک تہائی دینار اور ان میں سے ہر پور کی ہڈی کی اپنی جگہ چھوڑنے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک تہائی دینار اور ہر پور کی ہڈی کے ظاہر ہونے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ۔ اور اس میں سوراخ ہو جانے کی دیت چار (۴) دینار اور ایک دینار کا چھٹا حصہ اور جوڑ کے جدا ہونے کی دیت پانچ (۵) دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کا درمیانی جوڑ اگر کٹ جائے تو اس کی دیت پچپن (۵۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی ہے اور اس کے ٹوٹنے کی دیت گیارہ (۱۱) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس کے پھٹ جانے کی دیت آٹھ (۸) دینار اور ایک دینار کے پانچ (۵) حصوں میں سے چار حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت دو (۲) دینار اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت پانچ (۵) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور جوڑ جدا ہونے کی دیت تین (۳) دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت دو دینار اور دو تہائی دینار ہے۔

اور چاروں انگلیوں کا اوپری جوڑ جس میں ناخن ہوتا ہے اگر کٹ جائے تو اس کی دیت ستائیس (۲۷) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ اور اس کے ٹوٹ جانے کی دیت پانچ (۵) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے۔ اور اس کی ہڈی پھٹ جانے کی دیت

چار (۴) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس کی ہڈی ظاہر ہونے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے اور ہڈی کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی دیت دو (۲) دینار اور ایک دینار کا پانچواں حصہ اور اس میں سوراخ ہونے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کا ایک تہائی ہے۔ اور جوڑ جدا ہو جانے کی دیت ایک (۱) دینار اور ایک دینار کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے اور ہر ناخن کی دیت (۱۰) دینار ہے۔

اور آنجناب علیہ السلام نے فتویٰ دیا کہ مرد کے پستان کے کنارے کی دیت پوری دیت کا آٹھواں حصہ یعنی ایک سو پچیس (۱۲۵) دینار ہے اور مرد کے خصیہ کی دیت پانچ سو (۵۰۰) دینار ہے۔ نیز فرمایا: اگر مرد کو ایسی چوٹ پہنچے کہ اس کے دونوں خصیے پھول جائیں تو اس کی دیت چار سو (۴۰۰) دینار ہے اور اگر دونوں پاؤں کو اتنا چوڑا کر کے چلنے لگے کہ جو چلنا مفید نہ ہو تو اس کی دیت نفس کی دیت کے پانچ حصوں میں سے چار حصہ ہے یعنی آٹھ سو (۸۰۰) دینار ہے اور اگر اس کی وجہ سے پشت کبڑی ہو جائے تو اس وقت پوری دیت یعنی ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے۔

اور ان میں سے ہر شے میں چھ (۶) آدمیوں کی قسم ہے جہاں تک اس کی دیت پہنچے۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر پیٹ روکچل دیا جائے اس طرح کہ اندرونی جلد پھٹ جائے اور ایک بیضہ سُوج جائے تو اس کی دیت دو سو (۲۰۰) دینار یعنی پوری دیت کا پانچواں حصہ ہے۔ اور خنجر یا تیر سے اس کے اطراف کوئی سوراخ ہو جائے تو اس کی دیت پاؤں کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی سو (۱۰۰) دینار۔

نیز فرمایا: اگر کسی شخص کا باپ کسی معاملہ میں اس کو سزا دے اور اس میں عیب پیدا ہو جائے یا کٹ جائے یا کوئی اور چوٹ آجائے تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اس کے لئے دیت ہوگی قصاص نہ ہوگا۔ اور اگر کسی عورت کو اس کا شوہر مارے پیٹے اور اس میں عیب پیدا ہو جائے تو اس کے شوہر کو اس عیب کا تاوان دینا ہوگا اور اس پر کوئی قصاص نہ ہوگا۔

اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی مرد اپنی زوجہ کو ایسی ایڑ لگائے کہ اس کی شرمگاہ سے کوئی ایسی چیز باہر نکل آئے جو مانع مباشرت ہو تو اس عورت کے لئے نصف دیت یعنی دو سو پچاس (۲۵۰) دینار ہے۔

اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی لڑکی کی بکارت اپنی انگلی سے توڑے اور اس کا مثانہ پھٹ جائے کہ وہ پیشاب نہ کر سکے تو اس کے لئے نصف دیت کا ایک تہائی یعنی ایک سو (۱۶۶) چھیاسٹھ دینار اور ایک دینار کا دو تہائی اور اس مرد پر اس لڑکی کو مہر ادا کرنا ہوگا جس قدر اس لڑکی کی قوم کا مہر ہوتا ہے اور ہمارے اکثر اصحاب کی روایت میں ہے کہ اس کو پوری دیت ملے گی۔

باب:۔ ناحق کسی کے خون بہانے یا اس کا مال لینے کی حرمت یا ایسا سلوک جو حلال نہیں اور قتل عمد اور خطا سے توبہ

(۵۱۵۴) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع میں مناسک پورے کر چکے تو مقام منیٰ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو اچھی طرح سنو اور سمجھو اس لئے کہ کیا پتہ اس سال کے بعد اس مقام پر شاید میں تم لوگوں سے ملاقات نہ کر سکوں۔ پھر فرمایا: اچھا بتاؤ سب سے زیادہ حرمت کا کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: آج کا دن۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے دریافت کیا: اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ مہینہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا: اور سب سے زیادہ حرمت کا کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ شہر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تم لوگوں کی جان اور تم لوگوں کا مال بھی تم لوگوں کے لئے اسی طرح حرمت رکھتا ہے جس طرح تم لوگوں کے لئے آج کا دن، تم لوگوں کے لئے یہ مہینہ، تم لوگوں کے لئے یہ شہر حرمت رکھتا ہے۔ اور اس دن تک کے لئے جس دن تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچو گے اور وہ تم لوگوں سے تمہارے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ بتاؤ کیا میں نے اللہ کا حکم تم لوگوں تک پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پروردگار تو بھی گواہ رہنا اور (اے لوگو

سنو) جس کسی کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو وہ امانت اس کو دیدے اس لئے کہ کسی مرد کا خون بہانا کسی کے لئے حلال نہیں اور نہ اس کا مال بغیر اس کی مرضی کے لینا لہٰذا تم لوگ اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرنا۔ اور میرے بعد تم لوگ پھر پلٹ کر کافر نہ ہو جانا۔

(۵۱۵۵) محمد بن ابی عمیر نے منصور بزرج سے، انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے، انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ہاتھوں کے بل بوتے پر غرور کر کے کسی کا خون نہ بہاؤ اس لئے کہ اس کے لئے بھی اللہ کے پاس ایک قاتل ہے جس کو موت نہیں آئے گی۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ وہ قاتل کون ہے؟ جس کو موت نہیں آئے گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: جہنم۔

(۵۱۵۶) ہشام بن سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرد مومن کو اس کے دین میں وسعت اور کشادگی ملتی ہے جب تک وہ کسی کا ناحق اور حرام خون نہ بہائے۔ نیز فرمایا: کسی مومن کو عمداً قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی۔

(۵۱۵۷) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ حساب میں مشغول ہوں گے کہ اتنے میں ایک آدمی ایک شخص کے پاس آئے گا اور اس کو خون میں لتھیڑ دے گا۔ وہ پوچھے گا کہ اے بندۂ خدا میرا تیرا کیا جھگڑا؟ وہ کہے گا کہ فلاں دن تو نے میرے خلاف ایک جملہ کہا تھا اسی پر میں قتل کر دیا گیا۔

(۵۱۵۸) اور علاء کی روایت میں ثمالی سے ہے کہ انہوں نے کہا: اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ایک کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ کے کوڑے مارے گا۔

(۵۱۵۹) اور جمیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے اس شخص پر جو مدینہ میں کوئی حادثہ کرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے۔ میں نے پوچھا کہ وہ حادثہ کیا ہے؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قتل۔

(۵۱۶۰) اور ابن ابی عمیر نے متعدد افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے خلاف آدھے فقرہ سے بھی اعانت کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔

(۵۱۶۱) ابان نے ابی اسحاق ابراہیم صیقل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے پرتلہ میں ایک صحیفہ پایا گیا جس میں تحریر تھا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ سرکش اور نافرمان وہ شخص شمار ہوگا جو اس کو قتل کردے جو اس کو قتل نہ کرنا چاہتا ہو، اس کو مارے جو اس کو مارنا نہ چاہتا ہو اور جو اپنے موالیوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولّا رکھتا ہو تو وہ اس چیز کا منکر اور کافر ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ اور جو شخص کوئی حادثہ کر بیٹھے یا کسی حادثہ کرنے والے کو پناہ دے اللہ تعالیٰ اس کے کسی صرف وعدل کو قیامت کے دن قبول نہ کرے گا۔ پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرتؐ کے اس قول: **من تولیٰ غیر موالیہ** (جو اپنے موالیوں کو چھوڑ کر کسی اور سے تولّا رکھے) کا کیا مطلب ہے؟ میں نے دریافت کیا: اس کا کیا مطلب ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد اپنے اہلِ دین ہیں (اور ایک نسخہ میں اہل دین کی جگہ اہل بیت ہے)۔

امام باقر علیہ السلام کے اس قول میں صرف سے مراد توبہ ہے اور امام جعفر علیہ السلام کے قول کے مطابق عدل سے مراد فدیہ اور بدلہ ہے۔

(۵۱۶۲) حنان بن سدیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق روایت کی ہے: **انہ من قتل نفساً بغیر نفس اوفساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً** (سورۃ مائدہ آیت ۳۲) (کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو ایسا ہے گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا)۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جہنم کی ایک وادی ہے کہ اگر کوئی شخص تمام انسانوں کو قتل کردے تو

وہ اس میں رہے گا اور اگر کوئی شخص ایک آدمی کو بھی قتل کر دے تو وہ بھی اس میں رہے گا۔

(۵۱۶۳) اور روایت کی گئی ہے کہ جہنم میں ایک ایسی جگہ بنائی گئی ہے کہ وہاں کے رہنے والوں پر شدتِ عذاب کی انتہا ہوگی اور اگر کوئی تمام انسانوں کو قتل کر دے تو وہ اس جگہ ڈال دیا جائے گا۔ تو عرض کیا گیا کہ اور اگر کوئی (ایک کے بعد) دوسرے کو بھی قتل کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس پر دو گنا عذاب ہوگا۔ [1]

(۵۱۶۴) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایسے موقع پر میں ہوں تو مال کو چھوڑ دوں گا اور اس سے جنگ و مقابلہ نہ کروں گا۔

(۵۱۶۵) ابن ابی عمیر نے محسن بن احمد سے انہوں نے عیسیٰ ضعیف سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کر دیا اب اس کے لئے توبہ کی کیا صورت ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (اس کے وارثوں کو) اپنے نفس پر قدرت دے۔ میں نے عرض کیا: مگر وہ ڈرتا ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کر دیں گے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کو خونبہا اور دیت دیدے۔ میں نے عرض کیا: مگر وہ ڈرتا ہے کہ اگر اس نے یہ کیا تو ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا (کہ میں قاتل ہوں)، تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر کوئی عورت ان کی زوجیت میں دیدے۔ میں نے عرض کیا: مگر اس کو ڈر ہے کہ کہیں وہ عورت لوگوں کو اس پر مطلع نہ کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ دیت کو نظر میں رکھے اور دیت کی رقم ایک تھیلی میں ڈالے اور نماز کے اوقات کو دیکھتا رہے اس وقت تھیلی ان کے گھر میں ڈال آئے۔

(۵۱۶۶) حسن بن محبوب نے ابی ولاّد حنّاط سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنے آپ کو عمداً قتل (خودکشی) کرے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔

(۵۱۶۷) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان اور ابن بکیر سے اور ان دونوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو عمداً قتل کر دے تو کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اس کو اس کے ایمان کی بنا پر قتل کیا ہے تو اس کے لئے کوئی توبہ نہیں ہے اور اگر اس نے غصہ میں آکر قتل کیا ہے یا دنیاوی معاملات میں کسی سبب سے قتل کیا ہے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ اس کا قصاص دیا جائے اور اگر اس قتل کا کسی کو علم نہ ہو تو قاتل خود مقتول کے ورثا کے پاس جائے اور ان کے سامنے قتل کا اعتراف کرے اگر وہ لوگ اس کو معاف کر دیں اور قتل نہ کریں تو ان کو اس کی دیت (خون بہا) دے، ایک غلام آزاد کرے، دو مہینے متواتر روزے رکھے اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لئے۔

(۵۱۶۸) ابن ابی عمیر نے سعید ازرق سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو ایک مردِ مومن کو قتل کر دیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس سے کہا جائے گا کہ تو کونسی موت مرنا چاہتا ہے اگر تو چاہے تو یہودی کی موت اگر چاہے تو نصرانی کی موت اور اگر چاہے تو مجوسی کی موت۔

(۵۱۶۹) جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے خون کا فیصلہ کرے گا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں لڑکے (ہابیل اور قابیل) کھڑے ہوں گے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر وہ لوگ جو ان دونوں کے قریبی عہد (زمانے) کے ہیں جن کے خون کا مقدمہ ہے یہاں تک کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا باقی نہ رہے گا۔

---

[1] کلینی نے اسے صحیح کی مانند حسن حدیث میں ج ۷ ص ۲۷۱ پر بیان کیا ہے۔

یہاں تک کہ مقتول اپنے قاتل کے ساتھ آئے گا اس کے چہرے سے خون ٹپک رہا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ تو نے اس کو قتل کیا اور قاتل اللہ کے سامنے کوئی بات نہ چھپا سکے گا۔

(۵۱۷۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی کے غلام کو عمداً قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کی قیمت کا تاوان ادا کرے گا اور اس کی سخت پٹائی کی جائے گی۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے خود اپنے غلام کو قتل کر دیا۔: وہ ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے متواتر روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا۔

(۵۱۷۱) عثمان بن عیسیٰ اور زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے کسی مردِ مومن کو عمداً قتل کر دیا کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ جب تک وہ اس کی دیت اس کے وارثوں کو ادا نہ کرے اور ایک غلام آزاد نہ کرے اور دو مہینہ متواتر روزہ نہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ و استغفار نہ کرے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ میں نے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان، اگر اس کے پاس کوئی مال نہ ہو جس سے وہ اس کی دیت ادا کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ مسلمانوں سے بھیک مانگ کر اس کے گھر والوں کو اس کی دیت ادا کرے۔

(۵۱۷۲) قاسم بن محمد جوہری نے کلیب اسدی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ماہِ حرام میں قتل کر دیا جاتا ہے اس کی دیت کیا ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک پوری دیت اور ایک تہائی دیت۔

(۵۱۷۳) محمد بن ابی عمیر نے منصور بن یونس سے، انہوں نے ابی حمزہ سے، انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں سے تشریف لائے تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جہینہ (ایک جگہ کا نام) میں ایک مقتول پڑا ہوا ہے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ اُٹھ کھڑے ہوئے، ان کی مسجد میں پہنچے اور لوگ اس کے متعلق سن سنا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اس شخص کو کس نے قتل کیا؟ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم لوگ نہیں جانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کا ایک مقتول مسلمانوں کے سامنے ہو اور مسلمان یہ کہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کس نے قتل کیا ہے! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر تمام اہل آسمان اور تمام اہل زمین جمع ہو جائیں اور ایک مردِ مسلمان کے قتل میں شریک ہوں یا اس کے قتل پر راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ناک کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ یا فرمایا: ان کے منہ کے بل۔

(۵۱۷۴) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا: ومن یقتل مومنا متعمداً فجزآءہ جہنم (سورۃ نساء آیت ۹۳) (جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے)۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کو اس کے دین کے معاملہ پر قتل کرے تو یہ عمداً قتل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا ہے اور اس کے لئے بڑا عذاب فراہم ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر ایک شخص کا ایک شخص سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے اور وہ تلوار نکال کر اس کو مار دے اور اس کو قتل کر دے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ قتل عمد نہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔

(۵۱۷۵) حماد بن عیسیٰ نے ابی سفاتج سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا: ومن یقتل

مومنا متعمدا فجزآء وہ جھنم ۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ اس کو اس کی سزا دے تو جزا جہنم ہے اور اگر کسی کی شفاعت سے اس کو بخش دے تو یہ اور بات ہے۔

(۵۱۷۶) اور ابراہیم بن ابی البلاد کی روایت میں اس شخص سے ہے جس نے ان سے یہ روایت بیان کی اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک راست گو عورت تھی جس کو اُمّ قُتّان کہا جاتا تھا اصحابِ امیر المومنینؑ میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا تو اسے کچھ فکر مند پایا تو پوچھا کہ کیا بات ہے تم مجھے کچھ فکرمند سی نظر آرہی ہو؟ اس نے کہا: میں نے اپنی مالکہ کو دفن کیا تو زمین نے اس کو دو مرتبہ باہر پھینک دیا۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ وہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: زمین تو یہودی اور نصرانی کو بھی قبول کر لیتی ہے، اس کو کیا ہوا ہے سوائے اس کے کہ وہ عذابِ الٰہی میں مبتلا ہے۔ پھر فرمایا: اگر کسی مردِ مسلمان کے قبر کی مٹی لے کر اس کی قبر پر ڈال دی جائے تو وہ اپنی قبر میں قرار پا جائے گی۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں یہ سن کر اُمّ قُتّان کے پاس آیا اور اس سے یہ بیان کیا تو اس نے ایک مردِ مسلمان کی قبر کی مٹی لی اور اپنی مالکہ کی قبر پر ڈال دی تو وہ اپنی قبر میں قرار پا گئی۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: تمہاری مالکہ کرتی کیا تھی؟ اس نے کہا: وہ مردوں کی بڑی شوقین تھی، جب اس کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اپنے بچہ کو تنور میں ڈال دیا کرتی تھی۔

(۵۱۷۷) علی بن حکم نے فضیل بن سعدان سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے پرتلہ میں ایک صحیفہ تھا جس میں تحریر تھا کہ اللہ اور ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت اس شخص پر جو ایسے آدمی کو قتل کر دے جو اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اس آدمی کو مارے جو اس کے مارنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، یا دین میں کوئی نئی بات ایجاد کرے، یا ایجاد کرنے والے کو پناہ دے اور خدائے بزرگ و برتر کا انکار کرنا ہے حسب سے انکار کرنا خواہ پستی کی وجہ سے کیوں نہ ہو۔

باب: قسامت (قسم)

(۵۱۷۸) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے ابی بصیر سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کے برعکس تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے لئے دیا ہے۔ تم لوگوں کے مالی مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے کہ ثبوت اور گواہی مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ کے ذمہ۔ اور تم لوگوں کے خون کے مقدمات کے متعلق یہ حکم دیا ہے کہ قسم مدعی کے ذمہ ہے اور صفائی کا ثبوت اور گواہی مدعا علیہ کے ذمہ ہے تاکہ ایک مردِ مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔

(۵۱۷۹) منصور بن یونس نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ عیسیٰ بن موسیٰ نے مجھ سے دریافت کیا اور ابن شبرمہ بھی اس کے ساتھ تھا کہ ایک مقتول کسی قوم کی سرزمین و سرحد میں پایا جاتا ہے۔ تو میں نے ان سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ انصار نے خیبر کی نہروں میں سے ایک نہر پر ایک شخص کو مقتول پایا تو انصار نے کہا کہ یہودیوں نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا: کیا تم لوگوں کے پاس اس کا کوئی ثبوت و گواہی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تم لوگ قسم کھا کر یہ کہہ سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: جس چیز کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں اس کے متعلق کیسے قسم کھائیں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مگر یہودی تو قسم کھاتے ہیں۔ انصار نے کہا: یہودی ہمارے مقتول کے لئے قسم کھاتے ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاس سے اس مقتول کا خونبہا ادا کر دیا۔ ابن شبرمہ نے کہا: اچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خون بہا ادا نہ کرتے تو اس وقت کے لئے آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے تھی؟ تو میں نے کہا: جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اس کے متعلق تو میں کچھ نہ کہوں گا اگر آپ کچھ نہ کرتے تو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر قسم کس پر ہوتی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مقتول کے وارثوں پر۔

(۵۱۸۰) محمد بن سہل نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے بعض شیوخ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ان ہی لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے مرگیا۔ یا ایک شخص کسی قبیلہ میں یا لوگوں کے گھر پر مردہ پایا گیا تو ان لوگوں پر اس کے وارثوں نے دعویٰ کردیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں پر قصاص نہیں ہے مگر اس کا خون بھی ضائع نہیں کیا جائے گا۔ ان لوگوں پر اس کی دیت لازم ہے۔

(۵۱۸۱) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قسم اس لئے قرار دی گئی ہے کہ جو شخص بدی میں مشہور ہے اور اس پر عداوت کا اتہام ہے اس پر دباؤ پڑے اور اگر لوگ اس کے خلاف گواہی دیں تو ان کی شہادت کو جائز سمجھا جائے۔

(۵۱۸۲) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قسم کے متعلق دریافت کیا کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہی سے ہوگئی تھی جب فتح خیبر کے بعد انصار میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے چھوٹ گیا تو لوگ اس کی تلاش میں نکلے تو اس کو اپنے خون میں لتھڑا ہوا مقتول پایا۔ تو انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ہمارے ساتھی کو یہودیوں نے قتل کردیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر تم میں پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر گواہی دیں کہ اس کو یہودیوں نے قتل کیا ہے۔ انصار نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم لوگ اس بات کی قسم کھائیں جس کو ہم لوگوں نے دیکھا نہیں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودی قسم کھائیں گے (کہ ہم نے قتل نہیں کیا)۔ انصار نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کی قسم کو سچا کون سمجھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر میں تمہارے آدمی کی دیت ادا کروں گا۔

میں نے عرض کیا: پھر اس میں کیسے فیصلہ ہوگا؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خون کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے وہ حکم دیا ہے جو حقوق الناس میں سے کسی شے کے لئے نہیں دیا۔ اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی پر دس ہزار درہم یا اس سے کم وبیش کا دعویٰ کرے تو مدعی پر قسم نہیں ہے بلکہ مدعاعلیہ پر قسم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی قوم پر خون کا دعویٰ کرے کہ ان لوگوں نے قتل کیا ہے تو قسم مدعی پر ہے مدعاعلیہ کے سامنے۔ اور مدعی کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ پچاس (۵۰) آدمیوں کو پیش کرے جو قسم کھا کر یہ کہیں کہ فلاں نے فلاں کو قتل کیا ہے تو جس کے خلاف حلف کے ساتھ قتل کے جرم کی گواہی ہے اس کو مدعی کے حوالہ کردیا جائے گا۔ اب وہ لوگ چاہیں تو اس کو معاف کردیں اور چاہیں تو قتل کردیں اور چاہیں دیت قبول کرلیں۔ اور اگر مدعی کی طرف سے لوگ قسم نہ کھائیں تو مدعاعلیہ پر لازم ہے کہ ان میں سے پچاس (۵۰) آدمی قسم کھا کر کہیں کہ ہم لوگوں نے نہ قتل کیا ہے اور نہ قاتل کو جانتے ہیں اگر یہ لوگ ایسا کریں گے تو اس قریہ کے لوگ جس میں یہ مقتول پایا گیا ہے اس کی دیت ادا کریں گے۔ اور وہ مقتول صحرا میں پایا گیا ہے تو اس کی دیت بیت المال سے دی جائے گی۔ اس لئے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ کسی مردِ مسلمان کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۱۸۳) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک قریہ یا دو قریوں کے درمیان ایک آدمی مقتول پایا جاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی پیمائش کی جائے گی وہ جس قریہ سے زیادہ قریب ہوگا وہ اس کا ضامن ہوگا۔

(۵۱۸۴) زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قسم لوگوں کے احتیاط کے لئے ہے تاکہ جب کبھی کوئی فاسق کسی شخص کو دھوکا دے کر ایسی جگہ قتل کرنے کا ارادہ کرے جس کو کوئی نہ دیکھ سکے تو اس سے ڈرے (کہ قسم کھانی پڑے گی) اور وہ قتل سے باز رہے۔

باب:۔وہ شخص جو کسی کو زخمی یا قتل کردے تو اس پر کوئی دیت لازم نہ ہو

(۵۱۸۵) حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنی ازواج کے) کسی حجرے میں تھے کہ ایک شخص نے دروازے کے شگاف سے جھانکا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں گیہوں پیٹ کر صاف کرنے کی ایک لکڑی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر قریب ہوتا تو اسی سے تیری آنکھ پھوڑ دیتا۔

(۵۱۸۶) قاسم بن محمد جوہری نے علی ابن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص لوگوں کے گھر میں جھانکتا تھا تاکہ ان کی عورتوں کو دیکھے تو ان لوگوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا یا زخمی کر دیا یا اس کی آنکھ پھوڑ دی۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں ایک شخص دروازہ کے شگاف سے جھانک رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نیزہ لے کر آئے تاکہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں وہ بھاگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی: اے خبیث ٹھہر میں اس سے تیری آنکھ پھوڑ دوں۔

(۵۱۸۷) اور حضرت امام محمد باقر وامام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا: جو قصاص میں قتل ہوا اس کی کوئی دیت نہیں۔[۱]

(۵۱۸۸) ہشام بن سالم نے سلمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس نے پہلے حملہ کیا پھر اس پر حملہ کر دیا گیا تو اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے۔

(۵۱۸۹) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ایک ایسے شخص کے متعلق کہ وہ کسی آدمی پر گر جاتا ہے اور آدمی مر جاتا ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۱۹۰) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں کچھ لڑکے اپنی پگڑیوں یا رومالوں سے کوڑے (گوپھن) بنا کر کھیل رہے تھے ان میں سے ایک نے اپنے کوڑے سے اپنے ساتھی کو مارا تو اس کے آگے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔یہ مقدمہ امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو مارنے والے نے گواہیاں پیش کیں کہ اس نے مارتے وقت کہہ دیا تھا کہ خبردار بچو۔تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے قصاص کو معاف کر دیا کہ جس نے یہ کہہ دیا کہ خبردار۔اس کا عذر قابل قبول ہے۔

(۵۱۹۱) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک عورت پر حرام کاری کی نیت سے جھپٹا تو اس عورت نے ایک پتھر کھینچ کر مارا جو اس کو لگا اور وہ مر گیا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت پر کچھ (دیت یا قصاص) نہیں ہے۔یہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے۔یہ مقدمہ اگر امام عادل کے سامنے پیش ہوگا تو وہ (ثبوت وگواہ کے بعد) اس کے خون کو رائیگاں کر دے گا۔

(۵۱۹۲) حماد نے حلبی سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی شخص کسی آدمی کی طرف اس کے مارنے کے لئے بڑھے اور وہ آدمی اپنا دفاع کرے اور وہ شخص زخمی یا قتل ہو جائے تو اس آدمی پر کچھ نہیں ہے۔

---

[۱] کلینی نے ج ۷ ص ۲۹۱ اور شیخ نے 'تہذیب' کی صحیح کی مانند حسن حدیث میں ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا: تم میں کا جو شخص قصاص میں قتل کیا جائے اس کے لئے کوئی دیت نہیں ہے۔اور شیخ نے صحیح حدیث میں محمد بن مسلم سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں کسی ایک بزرگوار سے روایت کی ہے کہ فرمایا: جو قصاص میں مقتول ہوا اس کے لئے دیت نہیں ہے۔

(۵۱۹۳) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی پاگل اور مجنون کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس مجنون نے اس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اپنا دفاع کیا اور اسے قتل کر دیا تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت ہے۔ اور اس مجنون کے وارثوں کو بیت المال مسلمین میں سے اس کی دیت دی جائے گی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر اس مجنون کے حملہ کیے بغیر اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے اس کے لئے کوئی قصاص نہیں ہے اور میری رائے یہ ہے کہ قاتل مجنون کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور توبہ کرے۔

(۵۱۹۴) جعفر بن بشیر نے معلّیٰ ابی عثمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص پر ایک گھوڑا چڑھ دوڑا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسے اپنے سموں کے نیچے لے لے۔ وہ شخص اس سے ڈرا اور اس نے گھوڑے کو ڈانٹا تو وہ مع اپنے سوار کے بدکا کہ سوار کو گرا دیا اور سوار زخمی وغیرہ ہو گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں اس نے تو اپنے بچاؤ کے لئے اس کو ڈانٹا تھا یہ اس کی مجبوری تھی (اس پر کوئی قصاص و دیت نہیں)۔

(۵۱۹۵) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مومن کی عورت دوسرے مومن پر حرام ہے۔ نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں جھانکے تو اس کی دونوں آنکھیں پھوڑنا اس حالت میں اس مومن پر حلال ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی مومن کے گھر میں بلا اجازت گھس آئے تو اس حالت میں اس کا خون اس مومن پر ادر جو شخص کسی نبی مرسل کی نبوت سے انکار کرے اور اسے جھٹلائے تو اس کا خون مباح ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کی رائے میں جو شخص آپ لوگوں میں سے کسی امام سے انکار کرے اس کا کیا حال ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص کسی امام سے انکار کرے اس نے اللہ سے برأت کر دی، وہ اس سے بری اور اس کے دین سے بری ہے، وہ کافر ہے اور اسلام سے مرتد ہے کیونکہ امام اللہ کی طرف سے ہے اس کا دین اللہ کا دین ہے اور جو اللہ کے دین سے برأت کرے وہ کافر ہے اور اس کا خون اس وقت میں مباح ہے لیکن یہ کہ وہ اپنے عقیدہ کی طرف پلٹ آئے اور جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے۔ نیز فرمایا: جو شخص کسی مومن پر ٹوٹ پڑے اسے جان سے مارنے یا اس کا مال لوٹنے کے ارادے سے تو اس وقت اس مومن کے لئے اس کا خون مباح ہے۔

(۵۱۹۶) ابن فضّال نے ابن بکیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کے اوپر گر پڑا تا کہ اس کو قتل کر دے مگر اوپر والا ہی مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نیچے والے پر کچھ نہیں ہے۔

باب:۔ قصاص اور دیت کی رقم

(۵۱۹۷) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص ڈنڈے سے پیٹا گیا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا گیا جب تک وہ مر نہیں گیا۔ کیا قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ مگر قاتل کو (ورثاء کے ظلم کا نشانہ بننے کے لئے) نہ چھوڑا جائے کہ قاتل کے ناک کان کاٹیں یا کوئی اور حرکت کریں بلکہ اس کو جلد تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔

(۵۱۹۸) فضل بن عبدالملک نے آنجناب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی کو لوہے سے مارے تو یہ قتل عمداً ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اس قتلِ خطاء کے لئے جس میں دیت اور کفارہ ہے کیا وہ شخص ذمہ دار ہے جو کسی کو مارتا ہے مگر قتل کا عمداً ارادہ نہیں کرتا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: پھر اگر کوئی شخص کوئی چیز پھینکے اور کسی کو لگ

جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ قتل خطا ہے اس میں کوئی شک نہیں اس پر دیت اور کفارہ ہے۔

(۵۱۹۹) نضر نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ اگر کوڑا مار کر یا پتھر مار کر یا ڈنڈے مار کر کسی کو قتل کیا جائے تو یہ قتلِ خطا بہت مشابہہ بقتلِ عمد ہے اور اس کی دیت بھی غلیظ اور گہری ہوگی یعنی ایک سو (۱۰۰) اونٹ جس میں چالیس (۴۰) ثنیہ اور بازل کے درمیان یعنی چھ (۶) اور آٹھ (۸) سال کے درمیان کی حاملہ اونٹنیاں اور تیس (۳۰) عدد حقہ اور تیس ابنۃ لبون (دودھ پیتی ہوئی اونٹ کی بچیاں) اور قتل خطا میں تیس (۳۰) عدد حقہ اور تیس (۳۰) ابنۃ لبون اور بیس (۲۰) مخاض (دودھ میں مبتلا اونٹنیاں) اور بیس (۲۰) اونٹ کے نر دودھ پیتے بچے۔ اور ہر اونٹ کی قیمت چاندی کے سکوں میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) درہم یا دس (۱۰) دینار۔ اور بکریوں میں ہر ایک اونٹ کی قیمت (کے بدلے) بیس (۲۰) بکریاں۔

(۵۲۰۰) معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قتلِ عمد کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک سو (۱۰۰) نر اونٹ جو پانچ سال پورے کر کے چھٹے سال میں داخل ہوئے ہوں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر ایک اونٹ کے بدلے بیس (۲۰) عدد بکرے۔

(۵۲۰۱) حسن بن محبوب نے خضر صیرفی سے، انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا ابھی اس پر حد جاری نہیں ہوئی اور نہ ابھی صحیح شہادت پیش ہوئی تھی کہ وہ پاگل ہو گیا اور اس کی عقل جاتی رہی۔ پھر اس کے پاگل ہونے کے بعد دوسرے لوگوں نے گواہی دی کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ لوگ یہ گواہی دیں کہ جس وقت اس نے قتل کیا تھا وہ صحیح الذہن تھا، اس کی عقل میں کوئی خرابی اور فساد نہ تھا تو وہ قتل کیا جائے گا اور اگر یہ گواہی نہ دیں تو اگر قاتل کے پاس مال ہو تو اس میں مقتول کے وارثوں کو اس کی دیت ادا کر دی جائے گی اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو تو مسلمانوں کے بیت المال سے اس کی دیت ادا کی جائے گی اور مردِ مسلم کا خون رائیگاں نہیں کیا جائے گا۔

(۵۲۰۲) اور سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ دودھ پلانے والی اجرت پر رکھی اور اپنا لڑکا اس کے حوالہ کر دیا۔ وہ لڑکا اس دایہ کے پاس رہا پھر دایہ چلی گئی اور اس نے دوسری جگہ مزدوری تھام لی اس لڑکے کو لے کر غائب ہو گئی۔ نہیں معلوم کہ اس نے لڑکے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اس کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۰۳) حسن بن محبوب نے حسن بن حیؑ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کہیں مقتول پایا گیا اتنے میں دو شخص مقتول کے وارثوں کے پاس آئے۔ ایک نے کہا کہ میں نے اس کو عمداً قتل کیا ہے۔ دوسرے نے کہا: میں نے اس کو خطاً قتل کیا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے وارث نے قتل عمد کا دعویٰ کرنے والے سے دیت حاصل کر لی ہے تو قتلِ خطا کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے قتل خطا کا دعویٰ کرنے والے سے دیت وصول کر لی ہے تو پھر قتلِ عمد کا دعویٰ کرنے والے پر کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۰۴) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو کہتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ زمانۂ جاہلیت میں دیت سو (۱۰۰) اونٹ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا پھر آنحضرتؐ نے دیت میں گائے دینے والوں پر دو سو گائیں فرض کیں اور بکریوں کی شکل میں دینے والوں پر ایک ہزار بکریاں اور حلّوں کی شکل میں دیت دینے والوں پر ایک سو حلّے فرض کیے۔ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ابن ابی لیلیٰ نے جس کی روایت کی تھی اس کو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ دیت ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار ہے اور ہر ایک دینار کی قیمت دس (۱۰) درہم ہے۔ سونے کا کام کرنے والوں پر ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار۔ چاندی کا کام کرنے والوں پر دس ہزار درہم۔ شہر والوں کے لئے دس ہزار۔ دیہات والوں کے لئے دیت ایک سو (۱۰۰) اونٹ اور اہل

اطراف کے لئے دوسو (۲۰۰) گائیں یا ایک ہزار (۱۰۰۰) بکریاں۔

(۵۲۰۵) اور کلیب بن معاویہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ جو شخص ماہِ حرام میں کسی کو قتل کرے اس پر ایک دیت اور ایک دیت کی تہائی واجب الادا ہے۔

(۵۲۰۶) ابان نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ اگر کوئی شخص ماہِ حرام میں کسی کو قتل کرے تو وہ حرام کے مہینوں میں دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔

(۵۲۰۷) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک مردِ مسلمان کو قتل کر دیا لیکن اس مقتول کا مسلمانوں میں کوئی والی و وارث نہیں ہے۔ اگر ہیں تو وہ کافران ذمی ہیں جو اس کے قرابتدار ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امام پر لازم ہے کہ وہ اس کے خاندان والوں میں سے جو اس کے قرابتدار ہیں، ان پر اسلام پیش کرے ان میں سے جو بھی اسلام لائے وہ اس کا والی و وارث ہے۔ قاتل اس کے حوالے کر دیا جائے گا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے معاف کر دے اور چاہے دیت وصول کرے۔ اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لایا تو پھر امام اس کا والی ہوگا وہ چاہے تو اس کو قتل کرے اور چاہے اس کی دیت وصول کر کے مسلمانوں کے بیت المال میں ڈال دے۔ اس لئے کہ اگر اس مقتول کے ذمہ کوئی تاوان ہے تو وہ امام کے ذمہ ہے لہٰذا اس کی دیت بھی وہی وصول کرے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر امام اس کو معاف کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ حق تو سارے مسلمانوں کا ہے امام اس کو معاف نہیں کرے گا۔ وہ یا تو اس کو قتل کر دے گا یا دیت لے لے گا۔

(۵۲۰۸) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک آدمی کو دھکا دیا تو وہ دوسرے آدمی پر گرا اور وہ مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دیت اس آدمی پر ہے جو اس پر گرا ہے اور وہ مر گیا ہے وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کرے گا۔ نیز فرمایا: اور وہ جس کو دھکا دیا ہے وہ دھکا دینے والے سے دیت وصول کرے گا۔ اور اگر اسے کوئی گزند پہنچا ہے تو وہ اس کی دیت بھی دھکا دینے والے سے وصول کرے گا۔

(۵۲۰۹) ابن محبوب نے ابی ولّاد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے تھے کہ قتل خطا کی دیت کا مطالبہ تین سالوں میں ہوگا اور قتلِ عمد کا مطالبہ ایک سال میں کیا جائے گا۔

(۵۲۱۰) جعفر بن بشیر نے معلّی ابی عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے قول خدا: فمن تصدّق به فهو كفارة له (سورۃ مائدہ آیت ۴۵) (جو مظلوم ظالم کو معاف کر دے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا) کے بارے میں دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے گناہوں کا کفارہ اسی قدر ہوگا جتنا اس نے قتل عمد کو معاف کیا ہے۔ [1]

اور قتلِ عمد کے اندر آدمی کے بدلے آدمی قتل ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ اس کو معاف کر دے یا دیت قبول کر لے اور قتلِ عمد سے شدید مشابہت میں تینتیس (۳۳) عدد حقّہ (تین سالہ اونٹ) اور چونتیس (۳۴) عدد جذعہ (دو سالہ اونٹ) اور تینتیس (۳۳) عدد ثنیہ خلفہ (چھ سالہ) اونٹنیاں جو نر کی تلاش میں ہوں۔ اور قتل خطائے مغلظ میں بکریاں دینی ہیں تو ایک ہزار بکرے، اگر اونٹ نہ مل سکیں۔

---

[1] چنانچہ اگر مطلقاً معاف کر دیا ہے تو اس کے تمام گناہوں کا یا ان میں سے زیادہ تر کا کفارہ ہو جائے گا، اور اگر قصاص معاف کر دیا ہے اور دیت پر راضی ہو گیا ہے تو اسی کے بقدر، اور اگر اس (دیت) میں کا کچھ حصہ چھوڑ دیا ہے تو جتنا چھوڑ دیا ہے اسی کے بقدر۔

(۵۲۱۱) ابن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے حریز سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا یہ مقدمہ والی و حاکم کے سامنے پیش کیا گیا تو حاکم نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقتول کے ورثاء کے حوالے کر دیا تو کچھ لوگ جھپٹے اور قاتل کو مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ جو لوگ اس مقتول کے وارثوں سے چھڑا لے گئے ان کو اس وقت تک قید میں رکھا جائے جب تک وہ قاتل کو پیش نہ کریں۔ تو عرض کیا گیا کہ اگر یہ لوگ قید میں ہوں اور قاتل مر جائے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر قاتل مر جائے تو پھر ان لوگوں پر دیت ہے جو وہ مقتول کے وارثوں کو ادا کریں گے۔

(۵۲۱۲) ہشام بن سالم نے زیاد بن سوقہ سے اور انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) قتلِ عمد اور قتلِ خطا اور جراحتوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قتلِ خطاء قتلِ عمد کے مانند نہیں۔ قتلِ عمد (کے بدلے) میں قتل ہے اور جراحتوں میں قصاص اور قتلِ خطا اور جراحتوں میں دیت ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے حکم اگر خطا قاتل کی ہے یا خطا جارح (زخمی کرنے والے) کی اور وہ بدوی ہے تو وہ خطا جو اس بدوی نے کی ہے اس کی دیت اس کے سرپرستوں پر ہے ان بدووں کی طرف سے۔ اور اگر جارح کسی قریہ کا رہنے والا ہے تو اس نے جو خطا کی ہے اس کی دیت اس کے ان سرپرستوں پر ہے۔ جو قریہ کے رہنے والے ہیں۔

(۵۲۱۳) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے زرارہ سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے۔ جس نے ایک مردِ آزاد کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دو اور اس نے اس کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے قتل کا حکم دیا ہے اس کو تا عمر قید کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس میں مر جائے۔

(۵۲۱۴) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ ماں کی وراثت نہیں پائے گا اور اس کے قتل کے جرم میں قتل ہوگا ذلت کے ساتھ اور میرا تو خیال یہ ہے کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ نہیں بنے گا۔

(۵۲۱۵) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو حرام مہینوں میں خطا قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر دیت اور حرام مہینوں میں دو ماہ تک متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔ میں نے عرض کیا: مگر اس میں تو ایام عید اور ایامِ تشریق بھی آئیں گے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مگر وہ اس میں بھی روزے رکھے گا اس لئے کہ اس کی ادائیگی اس پر لازم ہے۔

(۵۲۱۶) ابان کی روایت جو زرارہ سے ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر پوری دیت اور ایک دیت کی ایک تہائی لازم ہے۔

(۵۲۱۷) ظریف بن ناصح نے علی ابن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کو مٹی کا برتن یا پختہ اینٹ مارے اور وہ مر جائے تو اس کا یہ قتل عمداً ہوگا۔

(۵۲۱۸) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم اور متعدد اشخاص سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت پر مرد نے سختی کا برتاؤ کیا اور اب اس کا خیال ہے کہ وہ عورت اس کے اس سخت برتاؤ سے مر گئی۔ آنجناب علیہ

السلام نے فرمایا: اس کی دیت کامل ہوگی مگر مرد قتل نہیں کیا جائے گا۔ [1]

(۵۲۱۹) ابراہیم بن ہاشم کی نوادر میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے عورت کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا یا عورت نے مرد کے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا اس طرح ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں پر کچھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ حالت امن میں تھے۔ اگر ان پر الزام لگایا جائے تو ان کے لئے لازم ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہمارا مقصد (فریق مخالف کو) قتل کرنے کا نہیں تھا۔

(۵۲۲۰) داؤد بن سرحان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ان دو شخصوں کے متعلق جنہوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مقتول کے ورثا چاہیں کہ ان کی دیت ادا کر کے ان دونوں کو قتل کریں تو وہ قتل کر لیں۔ [2]

(۵۲۲۱) اور سماعہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا: فمن عفی له من اخيه شیٔ فاتباع بالمعروف (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) [پس جس قاتل کو اس کے (ایمانی) بھائی طالبِ قصاص کی طرف کر دیا جائے تو اسے بھی اسی کے قدم بہ قدم نیکی کرنا اور خوشی سے خون بہا ادا کرنا چاہیے] اس آیت میں شے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: وہ شخص ہے جو دیت قبول کرے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جو اس کا حق ہے اسے خوش اسلوبی سے وصول کرے اس کو پریشان نہ کرے۔ اور جس پر ادا کرنا لازم ہے اس کے لئے حکم ہے اس کے ساتھ ظلم نہ کرے اور اگر آسانی کے ساتھ ادا کر سکتا ہے تو نیکی کے ساتھ ادا کر دے۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: فمن اعتدی بعد ذلک فله عذاب اليم (سورۃ بقرہ آیت ۱۷۸) (اب اس کے بعد جو بھی زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے)۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو دیت قبول کر لیتا ہے پھر مصالحت کر لیتا ہے اور اس کے بعد اگر قاتل کو مثلہ کر دیتا ہے یعنی ناک کان کاٹ لیتا ہے یا قتل کر دیتا ہے تو اس کے لئے اللہ عزّ وجلّ نے عذابِ الیم کا وعدہ کیا ہے۔

(۵۲۲۲) داؤد بن سرحان نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے سر پر کوئی سامان اُٹھائے ہوئے تھا وہ ایک انسان سے ٹکرایا اور وہ مر گیا یا اس میں سے کچھ سامان ٹوٹ گیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ اس کا امانت دار اور ضامن ہے۔

(۵۲۲۳) محمد بن اسلم نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ کہا: میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کی: میں آپؑ پر قربان! ایک آدمی نے کسی آدمی کو عمداً یا خطاً قتل کر دیا جس کے ذمہ قرض اور مال ہے تو اس کے ورثاء چاہتے ہیں کہ قاتل کے لئے اس کا خون معاف کر دیں۔ فرمایا: اگر اس کا خون معاف کر دیں تو وہی اس کے قرض کے ضامن ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وہ اسے قتل کرنا چاہیں؟ فرمایا: اگر عمداً قتل کیا ہے تو اس کے قاتل کو قتل کر دیا جائے گا اور امام اس کی طرف سے قرض ادا کرے گا مقروضوں کے سہم میں سے۔ میں نے عرض کیا: اگر اس نے عمداً قتل کیا اور اس کے ورثاء نے اس کے قاتل سے دیت پر مصالحت کر لی تو قرض کی ادائیگی کس کے ذمہ ہوگی؟ دیت لینے والے ورثاء پر یا امام المسلمین پر؟ فرمایا: بلکہ اس کا قرض اس دیت سے ادا کیا جائے گا جس پر ورثاء نے مصالحت کی ہے کیونکہ وہی دوسروں سے زیادہ دیت کے حق دار ہیں۔

(۵۲۲۴) اور ابن بکیر کی روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وہ شخص جو کسی آدمی کو چھوٹی یا بڑی چیز سے عمداً قتل کرے تو اس پر قصاص (یعنی قتل) لازم ہے۔

---

[1] کیونکہ اس کا مقصد قتل کرنا نہیں تھا۔

[2] یہ دلیل ہے ایک کے بدلے دو کے قتل کے جواز میں، بعد اس کے کہ فاضل دیت کو رد کر دیا گیا ہو۔ (محمد تقی مجلسی)

(۵۲۲۵) بزنطی نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کے سر پر ڈنڈا مارا تو اس کی زبان بھاری ہوگئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے سامنے حروف تہجی پیش کیے جائیں گے۔ جس حرف کو فصاحت کی زبان سے ادا کر سکے اس پر کچھ نہیں اور جس حرف کو وہ فصاحت سے ادا نہ کر سکے اس پر اس کو دیت دینا لازم ہے اور وہ اٹھائیس (۲۸) حروف ہیں۔

باب۔: وہ شخص جس کی خطا بھی عمد ہے

(۵۲۲۶) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک نابالغ لڑکے اور ایک عورت نے مل کر ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کی اور بے سمجھ لڑکے کی خطا بھی عمد ہے [۱]۔ اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو دونوں کو قتل کر دیں اور لڑکے کے ورثا کو پانچ ہزار درہم واپس کریں اور اگر لڑکے کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کریں۔ اور عورت لڑکے کے ورثا کو ایک چوتھائی دیت دے گی اور اگر مقتول کے ورثاء عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کر دیں اور لڑکا عورت کے وارثوں کو ایک چوتھائی دیت دے۔ اور اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو دیت لے لیں ایسی صورت میں لڑکے پر نصف دیت اور عورت پر نصف دیت ہوگی۔

(۵۲۲۷) ابن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے ضریس کناسی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام اور ایک عورت نے مل کر ایک شخص کو خطاً قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کی خطا اور غلام کی خطا بھی عمد کے مانند ہے پس اگر مقتول کے ورثاء چاہیں کہ دونوں کو قتل کریں تو دونوں کو قتل کر دیں۔ اور فرمایا: اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں۔ اور اگر چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو اسے قتل کر دیں اور غلام کو لے لیں تو ایسا کریں۔ لیکن اگر غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زائد ہے تو پانچ ہزار سے جو زائد ہے وہ غلام کے مالک کو ادا کریں اور غلام کو لے لیں یا یہ کہ اس غلام کا مالک اس کی دیت دیدے اور غلام کی قیمت پانچ ہزار درہم سے کم ہے تو پھر ان کے لئے غلام کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

(۵۲۲۸) ابو اسامہ نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو عمداً قتل کر دیا تو اس کے متعلق آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مقتول کے گھر والے چاہیں کہ عورت کو قتل کریں تو قتل کر دیں۔ جو جرم کرتا ہے اس کی سزا اس کی ذات ہی کے لئے ہوتی ہے۔

(۵۲۲۹) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے لڑکے اور ایک مرد کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ دونوں ایک شخص کے قتل پر مجتمع ہوئے اور اسے قتل کر دیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو جائے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس کے لئے قصاص دیا جائے گا لیکن اگر وہ پانچ بالشت کا نہیں ہوا ہے تو دیت کا فیصلہ ہوگا۔

[۱] مخفی نہ رہے کہ یہ شہرت کے نہیں بلکہ اجماع کے مخالف ہے اور احتمال یہ ہے کہ ان دونوں کی خطا سے مراد یہ ہو کہ جو کچھ ان سے صادر ہوا وہ ان کی عقلوں کے نقص کی بناء پر تھا اصطلاحاً خطا کی بنا پر نہیں۔ اور بے سمجھ لڑکے سے مراد وہ جوان ہے جو بالغ ہو کر کمالِ عقل تک نہ پہنچا ہو۔ (المرآۃ)

باب:۔ وہ شخص جس کا عمد بھی خطا ہے

(۵۲۳۰) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے عمار ساباطی سے، انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک اندھے نے عمداً ایک صحیح سالم شخص کی آنکھ پھوڑ دی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! اندھے آدمی کا عمد بھی خطا کے مانند ہے۔ اس میں اس کے مال سے دیت دی جائے گی، اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو اس کی دیت امام پر لازم ہے اور ایک مسلمان کا حق رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۲۳۱) اسماعیل بن ابی زیاد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک مجنون شخص نے عمداً ایک آدمی کو قتل کر دیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس مجنون کی قوم پر دیت قرار دے دی اور مجنون کی عمد و خطا دونوں کو برابر قرار دیا۔

باب:۔ وہ شخص جس نے حرم کی حد سے باہر کوئی جرم کیا اور بھاگ کر حرم میں پناہ لی

(۵۲۳۲) ابن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے حرم کے باہر جرم کیا پھر بھاگ کر حرم میں پناہ لے لی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی مگر اس کو نہ کھانا دیا جائے گا اور نہ پانی۔ نہ اس سے بات کی جائے گی نہ اس سے خرید و فروخت۔ جب ایسا کیا جائے گا تو ہوسکتا ہے کہ وہ حرم سے باہر نکل آئے اور اس پر حد جاری کی جائے۔ اور اگر کوئی شخص حرم کے اندر جرم کرے تو حرم کے اندر ہی اس پر حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ اس نے خود حرم کا احترام نہیں کیا۔

باب:۔ اس شخص کے لئے حکم جس کو دو آدمیوں یا اس سے زائد نے قتل کر دیا اور قوم ایک کے قتل پر مجتمع ہو جائے

(۵۲۳۳) قاسم بن محمد نے ابان سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: کہ دس (۱۰) آدمیوں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کر دیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو ان سارے دس (۱۰) آدمیوں کو قتل کر دیں۔ اور دیت کے نو حصوں کا نقصان اُٹھائیں۔ اور اگر چاہیں تو ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اسے قتل کر لیں اور باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر ایک دیت کا دسواں حصہ مقتول کے وارثوں کو ادا کر دے۔ اور فرمایا: پھر والی و حاکم ان نو (۹) آدمیوں کو سزا دے گا اور انہیں قید کر دے گا۔

(۵۲۳۴) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دو ایسے آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جن میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قاتل کو قتل کیا جائے گا اور دوسرے کو قید کر دیا جائے گا کہ وہ اسی قید میں مرجائے جس طرح اس نے اس شخص کو مرتے دم تک پکڑے رکھا۔

(۵۲۳۵) اور آنجناب علیہ السلام نے ان دس (۱۰) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جنہوں نے مشترکہ طور پر ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مقتول کے ورثاء ان میں سے ایک آدمی کو چن لیں اور اگر چاہیں تو اسے قتل کر لیں اور مقتول کے ورثاء باقی نو (۹) آدمیوں میں سے ہر آدمی سے دسویں حصہ کا مطالبہ کریں۔[1]

---

[1] اس کو روایت کیا ہے کلینی نے صحیح حدیث میں ج ۷ صفحہ ۲۸۳ پر حلبی سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۵۲۳۶) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان چھ (۶) آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو پانی میں اترے ان میں سے ایک آدمی غرق ہو گیا تو ان میں سے تین آدمیوں نے دو آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان دونوں نے اس کو ڈبویا ہے اور ان دو آدمیوں نے ان تین آدمیوں کے خلاف گواہی دی کہ ان تینوں نے اس کو ڈبویا ہے تو آنجناب علیہ السلام نے ان سب پر دیت کو لازم کر دیا۔ دو آدمیوں پر دیت کے پانچ حصوں میں سے تین حصہ اس لئے کہ ان کے خلاف تین آدمیوں نے گواہی اور تین آدمیوں پر دیت کے پانچ حصوں میں سے دو حصے اس لئے کہ ان کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی ہے۔

(۵۲۳۷) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان چار آدمیوں کے متعلق فیصلہ فرمایا جو شیر کے شکار کے گڑھے میں جھانک رہے تھے کہ ان میں سے ایک گرنے لگا تو اس نے دوسرے کو پکڑ لیا اور دوسرا گرنے لگا تو اس نے تیسرے کو پکڑ لیا اور تیسرا گرنے لگا تو اس نے چوتھے کو پکڑ لیا۔ یہاں تک کہ ایک نے دوسرے کو شیر پر گرا لیا۔ آنجناب علیہ السلام نے پہلے کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ یہ تو شیر کا شکار ہو گا اس کے ورثاء کو دیت کا ایک تہائی ادا کریں۔ دوسرے کے ورثاء تیسرے کے ورثاء کو دیت کا دو تہائی ادا کریں اور تیسرے کے ورثاء چوتھے کے ورثاء کو پوری دیت ادا کریں۔

(۵۲۳۸) عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی گئی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں بیت الحرام کے پاس مشاہدہ کر رہا تھا کہ ایک شخص ابو جعفر دوانیقی کو پکار کر کہہ رہا تھا (جب کہ وہ طواف میں مصروف تھا) کہ اے امیر المومنین! یہ دو آدمی میرے بھائی کو رات کے وقت اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر وہ واپس نہیں آیا اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میرے بھائی کے ساتھ ان دونوں نے کیا کیا؟ دوانیقی نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ ان دونوں نے جواب دیا: امیر المومنین ہم دونوں نے اس سے بات کی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔ دوانیقی نے کہا: اچھا تم دونوں کل اسی مقام پر بعد نمازِ عصر مجھ سے ملو اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا جب کہ وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا کہ اے جعفر تم ان لوگوں کا فیصلہ کرو۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں تم خود ان کا فیصلہ کر لو۔ دوانیقی نے کہا: تم کو میرے حق کی قسم تم ان کا فیصلہ کرو۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دوسرے روز بوقتِ عصر تشریف لائے تو آنجناب علیہ السلام کے لئے نئے سرکنڈوں کا ایک مصلیٰ ڈالا گیا اور آنجناب علیہ السلام اس پر بیٹھ گئے۔ پھر مدعی و مدعا علیہ آئے اور وہ آنجنابؑ کے سامنے بیٹھے۔ آنجنابؑ نے مدعی سے کہا: بولو تم کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا: فرزند رسول! یہ دونوں رات کو میرے بھائی کے پاس آئے اور اس کو اس کے گھر سے بلا کر لے گئے پھر خدا کی قسم وہ واپس نہیں آیا۔ اور خدا کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ ان دونوں نے میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تم دونوں کیا کہتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: فرزند رسول! ہم دونوں نے اس سے بات کی پھر وہ اپنے گھر واپس چلا گیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے غلام لکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو کسی کے گھر جائے اور اس کو اس کے گھر سے اپنے ساتھ لے جائے تو وہ اس کا ضامن ہے جب تک کہ وہ گواہیاں نہ پیش کرے کہ اس نے اس کو اس کے گھر واپس کر دیا ہے۔ اے غلام اس ایک کو ان دونوں میں سے الگ لے جا اور اس کی گردن مار دے۔ اس نے عرض کیا: فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کو قتل نہیں کیا، بس میں اس کو پکڑے ہوئے تھا کہ یہ آیا اور اس نے اس کو چھری مار کر قتل کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں، اے غلام اس دوسرے کو لے جا اور اس کی گردن مار دے۔ اس نے عرض کیا: فرزند رسول! میں نے اس کو مارا پیٹا نہیں بس ایک وار میں میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ پس (امام علیہ السلام نے) مقتول کے بھائی کو حکم دیا۔ اس نے اس کی گردن ماری۔ پھر دوسرے کے لئے حکم دیا اس کے دونوں پہلوؤں پر ضرب لگائی گئی پھر اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دیا اور اس کے محضر نامہ پر لکھ دیا کہ یہ تاعمر قید رہے گا اور ہر سال اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۲۳۹) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک گروہ تھا جو شراب پی کر نشہ میں آتا تھا اور ان کے پاس چھریاں ہوتی تھیں جس سے وہ ایک دوسرے کو زخمی کرتے تھے۔ لوگوں نے یہ مقدمہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو

آنجناب علیہ السلام نے ان سب کو قید کر دیا۔ ان میں سے دو مر گئے اور دو زندہ رہے تو مقتولین کے ورثاء نے آ کر عرض کیا: یا امیر المومنین ان دونوں سے ہمارے دونوں آدمیوں کے خون کا بدلہ (قصاص) دلوائیں۔ آنجناب علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا: تم لوگوں کی اس میں کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا: ہماری رائے تو یہ ہے ان دونوں سے قصاص ہونا چاہیے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہوسکتا ہے وہ دونوں ہی مر گئے ہوں جنہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا ہو۔ لوگوں نے کہا: اس کا تو پتہ نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں ان مقتولین کی دیت چاروں قبیلوں پر رکھتا ہوں۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے مقتولین کی دیت میں سے مجروحین کی دیت نکال لی۔

(۵۲۴۰) اور امیر المومنین علیہ السلام سے مرفوع روایت کی گئی ہے تین آدمیوں کے متعلق کہ ان میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے اس کو قتل کر دیا اور تیسرا رکھوالی کرتا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے رکھوالی کرنے والے کے لئے حکم دیا کہ لوہے کی گرم سلاخ سے اس کی آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ جس نے اس کو پکڑے رکھا اس کے لئے حکم دیا: اس کو قید میں ڈال دیا جائے تا کہ قید میں مرجائے۔ اور جس نے قتل کیا تھا اس کو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

(۵۲۴۱) اور آنجناب علیہ السلام نے فیصلہ دیا ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ فلاں آدمی کو قتل کر دے کہ غلام تو اس کی تلوار اس کے کوڑے کے مانند ہی ہے۔ غلام کے مالک کو قتل کیا جائے اور غلام کو مرتے دم تک قید میں ڈال دیا جائے۔

باب: عورتوں اور مردوں کے درمیان جراحت وقتل

(۵۲۴۲) عبدالرحمٰن بن حجاج نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کا کیا حکم ہے اس شخص کے متعلق جس نے عورت کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کاٹ دی اس کی دیت کتنی ہوگی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دس (۱۰) اونٹ۔ میں نے عرض کیا: اور اگر دو انگلیاں کاٹے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر بیس (۲۰)۔ میں عرض کیا: اور اگر تین انگلیاں کاٹے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تیس (۳۰)۔ میں نے عرض کیا: اور اگر چار انگلیاں کاٹے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر بیس (۲۰)۔ میں نے عرض کیا: سبحان اللہ تین انگلیاں کاٹے تو تیس (۳۰) اور چار انگلیاں کاٹے تو بیس (۲۰)؟ یہ بات جب میں عراق میں تھا تو ہم لوگوں کے پاس پہنچی تھی تو اس شخص سے ہم نے برأت کا اظہار کیا تھا اور ہم لوگوں نے کہا تھا یہ کسی شیطان کا قول ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے ابان! ٹھہر و جلدی نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ عورت مرد کے ساتھ دیت میں تین (۳) تک برابر کی شریک ہوتی ہے اور جب تین (۳) سے آگے تک پہنچ گئے تو عورت کی دیت گھٹے گی اور نصف پر آجائے گی۔ اے ابان! تم نے یہ بات ہم سے اپنے قیاس سے لی ہے اور سنت میں قیاس دین کو مٹا دیتا ہے۔

(۵۲۴۳) جمیل اور محمد بن حمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا عورت اور مرد کے درمیان قصاص ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا:۔ ہاں زخموں میں قصاص ہے جب تک زخم تین (۳) تک پہنچے دونوں کی دیت برابر ہے اور جب تین (۳) کی تعداد سے آگے بڑھے گی تو مرد کی دیت اوپر جائیگی اور عورت کی دیت نیچی ہو جائے گی۔

(۵۲۴۴) ابو بصیر نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک مرد نے عورت کو قتل کر دیا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کے گھر والے اگر چاہیں کہ مرد کو قتل کر دیں تو اس کی نصف دیت دے کر قتل کریں ورنہ پوری دیت قبول کریں۔

(۵۲۴۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے اپنے شوہر کو عمداً قتل کر دیا: اگر مرد کے گھر والے عورت کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کر دیں، اور جو بھی جرم کرتا ہے وہ اپنے نفس سے زیادہ نہیں کرتا۔[۱]

[۱] کلینی اور شیخ نے صحیح حدیث میں اسے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

(۵۲۴۶) محمد بن سہل بن یسع نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن مہران سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت حاملہ تھی کہ اس کے یہاں ایک چور آیا اور اس پر جھپٹ پڑا اور اس کے شکم میں جو بچہ تھا اس کو قتل کر دیا پھر وہ عورت اس چور پر جھپٹی اور اسے قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت نے جو اس چور کو قتل کیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس کے بچے کی دیت مقتول چور کے خاندان والے ادا کریں گے۔

باب: ایک شخص اپنے بیٹے یا باپ یا ماں کو قتل کر دیتا ہے

(۵۲۴۷) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزة سے، انہوں نے ابی بصیر سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کے بدلے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور بیٹا اگر اپنے باپ کو قتل کر دے تو اس کے بدلے میں بیٹا قتل کر دیا جائے گا اور اگر دو (رشتہ دار) آدمیوں میں سے ایک آدمی دوسرے کو قتل کر دے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے۔

(۵۲۴۸) محمد بن قیس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی ماں کو قتل کر دیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اس کو خطاً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا حصہ ہے اور اگر عمداً قتل کیا ہے تو اس کی میراث میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

(۵۲۴۹) عمر بن شمر نے جابر سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو اپنے بیٹے یا اپنے غلام کو قتل کر دیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا لیکن اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی اور اپنی جائے پیدائش (یعنی وطن) سے نکالا جائے گا۔

(۵۲۵۰) علی بن رئاب نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنی ماں کی میراث نہیں پائے گا اور اس کے بدلے قتل کیا جائے گا اور انتہائی ذلیل ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا قتل بھی اس کے گناہ کا کفارہ بنے گا۔

باب: ایک مسلمان کسی کافر ذمی یا غلام یا غلام مدبر یا غلام مکاتب کو قتل کر دیتا ہے یا وہ لوگ اس کو قتل کر دیتے ہیں

(۵۲۵۱) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کسی مسلمان کو کسی ذمی کے قتل کرنے یا زخمی کرنے کے جرم میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس مسلمان سے اس ذمی کے لئے تاوان لیا جائے گا جس قدر اس نے اس ذمی کے ساتھ زیادتی کی ہے ذمی کی دیت کے مقدار میں یعنی آٹھ سو (۸۰۰) درہم۔

(۵۲۵۲) ابن مسکان نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی و نصرانی اور مجوسی کی دیت (خون بہا) کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب برابر ہیں آٹھ سو۔ آٹھ سو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان! اگر یہ مسلمانوں کے ملک میں فواحش کا ارتکاب کرتے ہوئے پکڑے جائیں تو کیا ان پر حد جاری ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں پر بھی مسلمانوں کے احکام جاری ہوں گے۔

(۵۲۵۳) ابن ابی عمیر نے سماعہ بن مہران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید کو بحرین بھیجا، جب وہاں انہیں یہود و نصاریٰ و مجوس کے خونی مقدمات کا سابقہ پڑا تو انہوں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا کہ میرے سامنے قوم یہود ونصاریٰ کے خون کے مقدمات آئے تو میں نے آٹھ آٹھ سو دیت کا فیصلہ دیا لیکن قوم مجوس کے خونی مقدمات آئے تو ان کے متعلق تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے کوئی ہدایت نہیں فرمائی تھی (میں ان کے متعلق کیا کروں)، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خط لکھا کہ ان کی دیت بھی یہود ونصاریٰ کی دیت کے مانند ہے اور فرمایا: وہ بھی اہل کتاب ہیں۔

(۵۲۵۴) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ضریس کناسی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا مگر جب وہ پکڑا گیا تو مسلمان ہوگیا کیا اب اس کے بدلہ میں اس کو قتل کروں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ عرض کیا گیا: اور اگر وہ اسلام نہ لائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کیا جائے۔ اگر وہ لوگ چاہیں تو اسے قتل کریں، چاہیں تو معاف کر دیں، چاہیں تو غلام بنائیں اور اگر اس کا کوئی ذاتی مال ہے تو اس کے مال کو مقتول کے وارثوں کو دیدیا جائے گا۔

(۵۲۵۵) قاسم بن محمد نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہود ونصاریٰ کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اور مجوسی کی دیت آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لیکن یہ کہ مجوسیوں کی بھی ایک کتاب ہے جس کو جاماسف کہتے ہیں۔

(۵۲۵۶) اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ یہودی اور نصرانی اور مجوسی کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہے اس لئے کہ یہ سب اہل کتاب ہیں۔[1]

(۵۲۵۷) عبداللہ بن مغیرہ نے منصور سے، انہوں نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہودی ونصرانی اور مجوسی کی دیت بھی وہی ہے جو مسلمانوں کی دیت ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ احادیث حالات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہیں ایک حالت کے لئے مختلف نہیں ہیں۔ جب تک یہودی اور نصرانی اور مجوسی اس معاہدہ پر قائم رہیں کہ وہ ظاہرہ شراب نہ پئیں گے، زنا نہ کریں گے، سود خوری نہ کریں گے، مردار اور سور کا گوشت نہ کھائیں گے، بہنوں سے نکاح نہ کریں گے اور ماہ رمضان میں دن کے وقت ظاہرہ طور پر اکل وشرب (کھانا پینا) نہ کریں گے، مسلمانوں کی مسجدوں پر چڑھنے سے اجتناب کریں گے، رات کو مسلمانوں کی آبادی سے ہٹ کر نکلنے کا راستہ استعمال کریں گے اور خرید وفروخت اور دیگر ضروریات کے لئے دن کو جائیں گے تو اس کے باوجود جو شخص ان میں ایک کو بھی قتل کرے گا اس پر چار ہزار (۴۰۰۰) درہم (دیت) ہوگا۔ اور ہمارے مخالفین نے حدیث کے ظاہر کو لے لیا اور ان لوگوں کی ذمہ داری قبول کر لی اور ان شرائط پر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ کار بند رہیں اور عہد کو نہ توڑیں اور جزیہ دینے کا اقرار کریں اور اسے ادا کرتے رہیں تو جو شخص ان میں سے کسی کو خطا بھی قتل کرے گا اس پر ایک مسلمان کے برابر دیت ہوگی۔ اور اس کی تصدیق درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

(۵۲۵۸) جس کی روایت کی ہے۔ حسین بن سعید نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے زرارہ سے، اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جن کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے ان کی دیت کامل ہوگی۔ زرارہ کہتے ہیں یہی وہ بات ہے جسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی ذمہ داری کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو شخص امام کے حکم کے خلاف ان میں سے کسی ایک کو عمداً قتل کرے تو اس کے لئے قتل (ہونا) ہے۔ یہ ذمی کی حرمت کی وجہ سے نہیں بلکہ امام المسلمین کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے ہے۔

[1] میں نے اس کی سند نہیں پائی، شاید یہ روایت ابن ابی عمیر سے آئی ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵۲۵۳ میں اسی معنی میں نقل کیا گیا ہے اور وہ اظہر ہے۔ (علی اکبر غفاری)۔

(۵۲۵۹) جیسا کہ روایت کی ہے علی بن حکم نے ابی المغرا سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان کسی نصرانی کو قتل کر دے اور نصرانی کے گھر والے اس کو قتل کرنا چاہیں تو قتل کر لیں مگر دونوں دیتوں میں جو فرق ہے اسے ادا کریں۔

اور اسی طرح اگر ایک مسلمان ان لوگوں کے قتل کا عادی ہو گیا ہے تو وہ قتل کر دیا جائے امام کے حکم کے خلاف کرنے کی وجہ سے خواہ وہ لوگ مسلمانوں سے کھلم کھلا دشمنی اور دھوکہ فریب کیوں نہ کرتے ہوں۔

(۵۲۶۰) اور علی بن حکم نے ابان سے اور انہوں نے اسماعیل بن فضل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مجوس و یہود و نصاریٰ کے خون کے متعلق دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کو قتل کر دے تو اس پر کچھ ہے جب کہ یہ لوگ مسلمانوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں اور ان سے کھلی دشمنی کا اظہار کرتے ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ وہ ان لوگوں کے قتل کا عادی ہو۔ نیز میں نے آنجناب سے ایک ایسے مسلمان کے متعلق دریافت کیا جو ذمیوں اور اہل کتاب کے ہاتھوں قتل ہو گیا جب کہ اس نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ وہ اس کا عادی ہو تو اس کو نہ چھوڑا جائے کہ ان لوگوں کو قتل کرے پس ذلت کے ساتھ قتل کیا جائے۔

اور جب یہود و نصاریٰ اور مجوس ان شرائط کی پابندی نہ کریں جن پر ان سے عہد کیا گیا اور جن کا میں نے اوپر ذکر کر دیا ہے تو اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک کو قتل کر دیا تو اس پر آٹھ سو (۸۰۰) درہم دیت ہو گی اور ان کے بدلے کوئی مسلمان قتل یا زخمی نہیں کیا جائے گا جیسا کہ میں نے اس باب کی ابتدا میں لکھ دیا ہے اور اس کے علاوہ اور صورتوں میں امام کے خلاف اور اس کے حکم کو نہ ماننا یہ دونوں اس کے قتل کا سبب بنیں گے جیسا کہ ایلاء کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ جب چار ماہ بعد ٹھہرے اور امام اس کو حکم دے کہ یا کفارہ دے کر عورت کی طرف رجوع کرے یا اس کو طلاق دیدے اور نہ وہ کفارہ ادا کر کے رجوع کرے اور نہ طلاق دے تو چونکہ اس نے مسلمان کے امام کا حکم نہیں مانا اس لئے اس کی گردن ماردی جائے گی۔

(۵۲۶۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ہمارے ذمیوں کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی تو جب ان ذمیوں کو اذیت دینا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا ہے تو پھر ان لوگوں کا قتل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا سبب کیسے نہ ہو گا؟

اور اس سے نبی صلی علیہ وآلہ وسلم کا مطلب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سے تھا کہ جب میرے ذمیوں کو جو اذیت دے گا وہ مجھے اذیت دے گا اور اپنے ظلم سے باز نہ آئے گا تو پھر جو شخص میری بیٹی جو اکلوتی ہے اور میرا ایک جز ہے اور تمام اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہے اس کو اذیت پہنچانا میری اذیت کا سبب کیسے نہ بنے گا؟ اسی کی مطابقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس (میری دختر) کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی، جس نے اس کو غضبناک اور ناراض کیا اس نے مجھ کو غضبناک و ناراض کیا، جس نے اس کو خوش و مسرور کیا اس نے مجھ کو خوش و مسرور کیا۔

(۵۲۶۲) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے، اور انہوں نے برید عجلی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مسلمان نے ایک نصرانی کی آنکھ پھوڑ دی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ذمی کی آنکھ کی دیت چار سو (۴۰۰) درہم ہے۔ یہ اس کے لئے ہے اس کی جان کی دیت آٹھ سو (۸۰۰) درہم ہے۔

(۵۲۶۳) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی آزاد شخص کو غلام نے قتل کیا ہے تو غلام کو قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر کسی آزاد شخص نے غلام کو قتل کیا ہے تو آزاد شخص قتل نہیں کیا جائے گا اور وہ اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو ضرب شدید لگائی جائے گی تاکہ دوبارہ ایسا نہ کرے۔

(۵۲۶۴) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق جس

نے اپنے مملوک کو عمداً قتل کر دیا فرمایا: مجھے تعجب ہے۔ وہ ایک غلام آزاد کرے، دو مہینے پے در پے روزے رکھے، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ پھر اس کے بعد اس کی توبہ ہوگی۔

(۵۲۶۵) حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے مملوک کو مارا اور وہ اس کی مار سے مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ ایک غلام آزاد کرے۔

(۵۲۶۶) یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک غلام ایک آزاد شخص کو قتل کر دے تو یہ مقتول کے گھر والوں پر ہے کہ وہ چاہیں تو اسے قتل کر دیں اور چاہیں تو اسے اپنا غلام بنا کر رکھیں۔

(۵۲۶۷) اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلام مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو قتل کر دیا گیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حساب کیا جائے گا جتنی رقم اس نے ادا کر دی ہے اتنی اس کی آزادی کی دیت ہوگی اور جتنا حصہ ادا نہیں کیا ہے اتنے حصہ کی غلام کی دیت ہوگی اور غلام کے گھر والے سوائے اس کی جان کے اور کوئی نقصان نہیں اُٹھائیں گے۔

(۵۲۶۸) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے غلام کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک مردِ آزاد کو زخمی کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مردِ آزاد چاہے تو اس سے قصاص لے لے اور اگر چاہے تو وہ غلام کو لے لے اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے بقدر ہے اور اگر زخم کی دیت اس کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس کا مالک اس کی دیت ادا کرے اور اگر مالک دیت ادا کرنے سے انکار کرے تو اس آزاد مجروح شخص کے لئے زخم کی دیت کے بقدر غلام میں اس کا حق ہے اور باقی مالک کا ہے۔ غلام فروخت کر دیا جائے گا اور شخص مجروح اپنا حق لے کر باقی اس کے مالک کو دیدے گا۔

(۵۲۶۹) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عبدی سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک غلام کا ایسا سر پھاڑا کہ ہڈی ظاہر ہوگئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر غلام کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

(۵۲۷۰) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے غلام کے متعلق کہ جس نے دو آدمیوں کو مجروح کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ان کے زخموں کی دیت غلام کی قیمت کے برابر ہے تو وہ ان دونوں آدمیوں کا ہے۔ عرض کیا گیا: اور اگر اس غلام نے ایک شخص کو صبح کے وقت زخمی کیا اور دوسرے کو دن کے آخری حصے میں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ابھی حاکم وقت نے پہلے زخمی کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے تو پھر یہ دونوں کا ہے اور اگر والی و حاکم نے مجروح اول کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اس کے جرم کے عوض اس کے حوالے کر دیا اور اس کے بعد اس نے جرم کیا تو اس کا یہ جرم دوسرے شخص کے ذمہ ہوگا۔

(۵۲۷۱) علی بن رئاب نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی آزاد شخص کسی غلام کو قتل کر دے تو مالک کو اس کی قیمت ادا کرے گا اور اس کو تادیبی سزا دی جائے گی۔ عرض کیا گیا: اگر اس غلام کی قیمت بیس (۲۰) ہزار ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آزاد کی دیت سے غلام کی قیمت تجاوز نہیں کرے گی۔

(۵۲۷۲) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے: غلاموں کا زخم بھی قیمت میں آزاد لوگوں کے زخم کے مانند ہے۔

(۵۲۷۳) ابن محبوب نے ابو محمد وابشی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کچھ لوگوں نے کسی کے غلام پر ایسے جرم کا دعویٰ کیا کہ (اس کی دیت) اس کی قیمت پر احاطہ کر لیتی ہے اور غلام اس کا اقرار کر لیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام

نے فرمایا: غلام کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مالک کے خلاف اقرار کرے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اگر وہ لوگ اپنے دعویٰ پر گواہ و ثبوت پیش کریں تو پھر وہ لوگ غلام کو لے لیں گے یا پھر اس کا مالک ان لوگوں کو اس کی دیت ادا کرے گا۔

(۵۲۷۴) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مدبر نے عمداً ایک آزاد مرد کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے عوض وہ قتل کر دیا جائے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس نے خطاً قتل کیا ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ مقتول کے وارثوں کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ وہ ان لوگوں کا غلام ہوگا اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو اپنا غلام بنائے رکھیں اور اگر چاہیں تو اس کو فروخت کر دیں اور انہیں اس کے قتل کا حق نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اے ابو محمد! مدبر مملوک ہوتا ہے۔

(۵۲۷۵) ابن محبوب نے ابی ایوب سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے خطاً ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے مالک نے مکاتب بناتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ اگر وہ رقم کی ادائیگی سے عاجز رہا تو پھر غلامی کی طرف پلٹ آئے گا تو بمنزلہ مملوک کے ہے، اس کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اگر وہ لوگ چاہیں تو اس کو غلام بنا کر رکھیں اور اگر چاہیں تو اسے فروخت کر دیں۔ اور اگر اس کے مالک نے مکاتبت کرتے وقت یہ شرط نہیں رکھی تھی اور اس نے مکاتبت کی رقم کا کچھ حصہ ادا کر دیا تھا تو حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی مکاتبت کی رقم جس قدر ادا کر چکا ہے وہ اتنا حصہ آزاد ہے اور امام پر لازم ہے کہ مقتول کے وارثوں کو جس قدر حصہ ادا کر کے وہ آزاد ہوا ہے وہ امام ادا کرے اور کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے۔[1] اور میری نظر میں یہ ہے کہ مکاتبت کا جتنا حصہ اس نے ادا نہیں کیا اتنا حصہ وہ مقتول کے وارثوں کا غلام رہے گا اور وہ اس سے خدمت لیتے رہیں گے۔ ان کو فروخت کرنے کا حق نہیں ہے۔

(۵۲۷۶) اور ابن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنے غلام کو ایک سواری پر سوار کیا اور اس نے ایک آدمی کو کچل دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ نقصان اس کا مالک بھرے گا۔

(۵۲۷۷) اور ابن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابی ورد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام کو خطاً قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہیں کرے گی۔ میں نے عرض کیا: غلام تو مر گیا اب اس کی قیمت کون لگائے گا؟ فرمایا: اگر اس کے مالک کے پاس گواہ ہیں کہ قتل کے دن اس کی قیمت اتنی تھی تو اس کا قاتل اس کے لئے گرفتار ہوگا۔ اور اگر مالک کے پاس گواہ و شاہد نہ ہوں تو جس نے اس کو قتل کیا ہے اس کے حلفیہ بیان پر قیمت کا تعین ہوگا وہ چار مرتبہ اللہ کو گواہ کر کے کہے گا اس کی قیمت اس سے زیادہ نہ تھی جتنی میں نے قیمت لگائی ہے اگر وہ اس حلف سے انکار کرے تو یہ حلف غلام کے مالک پر پلٹ جائے گا۔ اور مالک کو وہ رقم دے دی جائے گی جس پر اس نے حلف اُٹھایا ہے مگر اس کی قیمت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم سے تجاوز نہ کرے گی۔ اور اگر وہ غلام مومن تھا تو اس کا قاتل اس کو پوری قیمت ادا کرے گا نیز ایک غلام آزاد کرے گا اور دو مہینے پے در پے روزہ رکھے گا اور ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے گا۔

(۵۲۷۸) ابن محبوب نے ابی ولاد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غلام مکاتب نے کسی آزاد مرد پر کسی جرم کا ارتکاب کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اپنے مکاتبہ میں کچھ رقم ادا کر دی ہے تو اس رقم سے بقدر اس کے جرم کے اس مرد آزاد کو یہ دیدی جائے گی اور اگر وہ رقم اس کے جرم کے برابر نہیں ہے تو جس نے اس کو مکاتب کیا ہے اس سے وہ رقم لی جائے گی۔

---

[1] کیونکہ جب اس کا کوئی وارث نہ ہو، نہ اس کے گناہ کا ذمہ دار تو آنجنابؑ ہی اس کے وارث ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: اور اگر اس نے کسی غلام پر اس جرم کا ارتکاب کیا ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اتنی ہی اس غلام کے مالک کو وہ رقم دیدی جائے گی جس کو اس مکاتب نے زخمی کیا ہے اور مکاتب اور غلام کے درمیان کوئی قصاص نہیں ہوگا جبکہ اس مکاتب نے اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کردی ہو اور اگر اس نے اپنے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے تو اس سے اس غلام کے لئے قصاص لیا جائے گا یا یہ کہ اس مکاتب کا مالک اس کا تاوان برداشت کرے گا۔ اس لئے کہ جب تک اس نے مکاتبہ کی کوئی رقم ادا نہیں کی ہے وہ اس کا غلام ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور زنِ مکاتبہ کی اولاد اپنی ماں کے مانند ہے۔ اگر وہ کنیز ہے تو وہ بھی غلام اور اگر وہ آزاد ہوئی ہے تو یہ بھی آزاد۔

باب:۔ نفس کی دیت کے علاوہ پوری دیت اور نصف دیت کہاں کہاں لازم ہے

(۵۲۷۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کسی لڑکے کا عضو تناسل کاٹنے پر پوری دیت اور کسی عنین (نامرد) کے عضو تناسل کاٹنے پر بھی پوری دیت ہے۔

(۵۲۸۰) اور عبداللہ بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو ایسا مارا کہ اس کی آنکھ کی روشنی کم ہوگئی۔ آنجناب علیہ السلام نے اس کے ہم سن چند آدمی بلوائے اور انہیں کوئی چیز دکھائی پھر دیکھا کہ اس شخص کی بصارت کتنی کم ہوئی ہے پھر جتنی اس کی روشنی کم ہوئی اسی کے حساب سے اس کو دیت دلوائی۔

(۵۲۸۱) موسیٰ بن بکر نے حضرت امام عبد الصالح علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک آدمی کو ڈنڈے سے مارا اور ڈنڈا اس وقت تک نہیں روکا جب تک وہ مر نہ گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو مقتول کے ورثاء کے حوالے کردیا جائے لیکن اسے نہ چھوڑا جائے کہ وہ لوگ طرح طرح سے مارنے کا لطف اُٹھائیں بلکہ اس پر تلوار کا وار کیا جائیگا۔

(۵۲۸۲) ابن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاتھ کی دیت پچاس (۵۰) اونٹ ہے اگر پورا ہاتھ کٹ کے الگ نہ ہو تو اس کے علاوہ جو زخم آئے ہوں تو اس کا فیصلہ تم میں سے صاحبان عدل کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے جو احکامات نازل کیے ہیں اس کے مطابق جو لوگ فیصلہ نہ کریں گے تو وہی کافر ہیں۔

(۵۲۸۳) محمد بن قیس نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک بزرگوار سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے ایک آدمی کی آنکھ پھوڑی، اس کی ناک اور کان کاٹے پھر اسے قتل کردیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ان سب کو کاٹ کر جدا کردیا تو اس کا اس سے قصاص لیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کیا جائے۔ اور اگر اس نے اس پر صرف ضرب لگائی ہے اور اس سے ان میں سے کوئی چیز کٹ گئی تو پھر اس کی صرف گردن ماری جائے گی قصاص نہیں لیا جائیگا۔

(۵۲۸۴) ابن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: گونگے کی زبان، اندھے کی آنکھ اور مردِ خصی و آزاد کے عضو تناسل اور اس کے دونوں بیضوں کی دیت ایک تہائی ہے اور کسی لڑکے کے عضو تناسل کی دیت کامل ہوگی۔

(۵۲۸۵) ابن محبوب نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس کو پاخانہ اور پیشاب کے مقام کے درمیان ایسی ضرب لگائی گئی کہ اب نہ اس کا پاخانہ رکتا ہے اور نہ پیشاب۔ کہ اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۸۶) ابن محبوب نے جمیل بن صالح سے اور انہوں نے ابی عبیدہ حذا سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر خیمہ کی لکڑی سے ایک ایسی ضرب لگائی کہ اس کا سر پھٹ گیا اور چوٹ اس کے دماغ تک پہنچی جس سے اس کی عقل جاتی رہی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مضروب شخص نہ نماز کو سمجھتا ہے نہ یہ کہ اس نے کیا کہا اور اس سے کیا کہا گیا تو ایک سال انتظار کیا جائے۔ اگر اس کے دوران وہ مر گیا تو مارنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر وہ اس اثنا میں نہیں مرا اور اس کی عقل نہیں پلٹی تو مارنے والے کے مال سے اس کی عقل جانے کی دیت لی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر اس کا سر پھٹنے کے متعلق آپ (علیہ السلام) کے نزدیک کچھ ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ اس لئے کہ اس نے صرف ایک ضرب لگائی اور اس کی ایک ضرب نے دو گزند پہنچائے اس لئے دو گزندوں کی کڑی سزا اس کے لئے پوری دیت ہے اور اگر وہ دو دو ضربیں لگاتا اور دو گزند پہنچاتا تو اس کا ایک جرم شمار ہوتا خواہ وہ ضربیں کسی طرح بھی ہوتیں مگر یہ کہ اس میں اس کی موت واقع ہو جاتی تو مارنے والے سے پہلی ضرب کا قصاص لیا جاتا اور دوسری کو چھوڑ دیا جاتا۔ اور اگر وہ تین ضربیں یکے بعد دیگرے لگاتا اور تین چوٹیں پہنچاتا تو یہ اس کا ایک ہی جرم لازم آتا خواہ وہ تین چوٹیں کسی طرح بھی لگتیں جب تک کہ اس میں موت نہ واقع ہو جاتی تو اس سے قصاص لیا جاتا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر وہ دس (۱۰) ضربیں لگاتا تو وہ سب ایک جرم شمار ہوتا جب تک کہ اس سے موت نہ واقع ہو جاتی۔

(۵۲۸۷) ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حبیب سجستانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ کاٹ دیئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کا دایاں ہاتھ پہلے آدمی کے داہنے ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا پھر اس کا بایاں ہاتھ دوسرے آدمی کے داہنے ہاتھ کے عوض کاٹا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: مگر امیر المومنین علیہ السلام تو داہنے ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹتے تھے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ ایسا اس وقت کرتے جب حقوق اللہ کے لئے لازم ہوتا مگر اے حبیب! حقوق الناس میں قصاص میں ہاتھ کے بدلے ہاتھ اس سے لیے جائیں گے اگر کاٹنے والے کے ہاتھ ہوں۔ اور پاؤں اس وقت جب کاٹنے والے کے دونوں ہاتھ نہ ہوں۔ میں نے عرض کیا: اس کے پاؤں چھوڑ دیئے جائیں اور اس پر دیت کیوں لازم ہو جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر دیت اس وقت لازم ہوگی جب کاٹنے والا کسی کا ہاتھ کاٹے اور اگر کاٹنے والے کے نہ دونوں ہاتھ ہوں اور نہ دونوں پاؤں تو اس وقت اس پر دیت لازم ہوگی اس لئے کہ اس کے پاس وہ چیز نہیں جس سے قصاص لیا جائے۔

(۵۲۸۸) ابن ابی عمیر نے قاسم بن عروہ سے، انہوں نے ابن بکیر سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک ہاتھ کے قطع ہونے میں نصف دیت اور دونوں ہاتھ کے قطع میں پوری دیت اور اسی طرح دونوں پاؤں کے قطع ہونے میں۔ اور عضو تناسل کے لئے جب حشفہ یا اس کے اوپر سے کٹے تو دیت ہے اور ناک کے لئے جب اس کا اگلا نرم حصہ یعنی مارن کٹے تو اس میں دیت ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے ابن اعرابی کی کتاب 'صفت خلق انسان' میں دیکھا ہے کہ مارن جو غضروف سے نرم ہو اور غضروف ہڈی کے مانند ایک سفید اور نرم شے ہے جو مارن ہوتی ہے اور مارن سب کی سب غضروف ہوتی ہے اور دونوں لبوں کی پوری دیت ہے اور دونوں آنکھوں کی دیت پوری اور ان میں سے ایک کی نصف دیت ہے۔

(۵۲۸۹) ابن محبوب نے ابی جمیلہ سے، انہوں نے ابان بن تغلب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نیچے کے لب کی دیت چھ ہزار (۶۰۰۰) اور اوپر کے لب کی دیت چار ہزار (۴۰۰۰) ہے اس لئے کہ نیچے کا لب پانی کو سنبھالے رکھتا ہے۔

(۵۲۹۰) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کی ایک آنکھ پر چوٹ لگ گئی تھی کہ ایک شتر مرغ کا انڈہ لیا جائے اور اس کو دور لے جایا جائے اور اس کو صحیح آنکھ سے اتنی دور لے جائے کہ وہ نہ دیکھ سکے تا کہ اس کی نظر کی انتہا معلوم ہو جائے پھر اس کی چوٹ کھائی آنکھ کی نظر کی انتہا معلوم کی جائے اور اسی حساب سے اس کی دیت دی جائے۔

(۵۲۹۱) ابن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ عضو جو انسان میں دو دو ہیں اس کی دیت پوری ہوگی اور ان میں سے ایک کی دیت نصف ہوگی۔ اور جو عضو انسان میں ایک ہے اس کی دیت پوری ہوگی۔

(۵۲۹۲) ابن محبوب نے عبدالوہاب بن صباح سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس کے کان میں درد محسوس ہوا تو اس نے دعویٰ کیا کہ میرے ایک کان کی سماعت میں کچھ نقص آگیا ہے، فرمایا: جس کان میں چوٹ لگی اس کو خوب اچھی طرح باندھ کر بند کر دیا جائے اور صحیح کان کو کھلا رہنے دیا جائے اور اس کے منہ کے آگے گھنٹی بجائی جائے اور اس سے کہا جائے کہ سنو اور جہاں سے گھنٹی کی آواز اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگا دیا جائے اور پھر اس گھنٹی کو اس کے پس پشت لے جا کر بجایا جائے اور جہاں سے گھنٹی کی آواز نہ سنے وہاں نشان لگا دیا جائے۔ پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو وہ صحیح کہتا ہے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے دائیں جانب جایا جائے اور بجائی جائے اور جہاں اس کو آواز اس کی سنائی نہ دے وہاں نشان لگایا جائے پھر اس گھنٹی کو لے کر اس کے بائیں جانب جایا جائے اور بجایا جائے جہاں سے اس کی آواز کا اس کو نہ سنائی دے وہاں نشان لگایا جائے پھر ان دونوں کے فاصلے کی پیمائش کی جائے اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہے تو سمجھا جائے کہ وہ سچ کہتا ہے پھر اس کے متاثرہ کان کی پٹی کھول دی جائے اور اس کے دوسرے کان کو پٹی باندھ کر خوب اچھی طرح بند کر دیا جائے پھر اس کے سامنے سے گھنٹی بجائی جائے اور جہاں سے آواز سنائی نہ دے وہاں نشان بنا دیا جائے پھر اسی طرح صحیح کان کی مرتبہ۔ پھر صحیح کان اور متاثرہ کا فرق معلوم کیا جائے اسی کے حساب سے دیت کی قیمت لگائی جائے۔

(۵۲۹۳) ابن محبوب نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن زیاد سے، اور انہوں نے سلیمان بن خالد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے کان کی ایک ہڈی میں گزند پہنچائی تو اس نے دعویٰ کیا کہ اس کی ساری سماعت جاتی رہی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو ایک سال کا وقت دیا جائے گا اور اس پر دو عادل شخص دیدبان مقرر کر دیئے جائیں اگر وہ دونوں آکر گواہی دیں کہ وہ سنتا اور جواب دیتا ہے تو پھر اس کو دیت کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر وہ دونوں اس کا پتہ نہیں چلا سکے تو پھر خود اس مدعی سے حلف لے کر دیت دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: اور اگر وہ دیت ملنے کے بعد سننے لگے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا کر دی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے اس سے نظر نہیں آتا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو بھی ایک سال دیا جائے گا اور ایک سال کے بعد اس سے حلف لیا جائے گا کہ اسے نظر نہیں آتا پھر اس کی دیت اس کو دیدی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس کے بعد وہ دیکھنے لگے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے اس کو عطا کر دی ہے۔

(۵۲۹۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کا فیصلہ ہے کہ جب ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی پوری دیت ہے۔

(۵۲۹۵) اور ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے کولہے کی ہڈی ٹوٹ جائے اور وہ اپنا کولہا نہ سنبھال سکے تو اس کی دیت کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی پوری

دیت ہے۔ نیز راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کم سن لڑکی سے مجامعت کر بیٹھا اور اس کی شرمگاہ پھٹ گئی اور جب وہ اس منزل پر آئے گی تو اس کے بچہ نہ ہوگا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے کامل دیت ہے۔

(۵۲۹۶) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک کم سن لڑکی سے شادی کر کے اس سے مجامعت کی اور اس کی شرمگاہ کو پھاڑ دیا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جب تک وہ زندہ ہے اس کا نان ونفقہ اس پر لازم ہے۔

(۵۲۹۷) سکونی کی روایت میں ہے کہ اس کا بیان ہے امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس دن بادل چھائے ہوئے ہوں اس دن آنکھ (کی بینائی) کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

باب:۔ انگلیوں دانتوں اور ہڈیوں کی دیت

(۵۲۹۸) عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے انگلیوں کے متعلق دریافت کیا کہ کیا ان میں سے بعض بعض پر دیت کے لئے فضیلت رکھتی ہیں؟ آنجنابؑ نے فرمایا: وہ سب دیت میں برابر ہیں۔

(۵۲۹۹) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر دانت اور ہاتھ عمداً توڑ دیئے جائیں تو ان دونوں کی دیت ہے یا قصاص؟ آپؑ نے فرمایا: قصاص۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اور اگر لوگ اس کی دیت دوگنی کر دیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جس پر راضی کرلیں وہ اس کے لئے ہے۔

(۵۳۰۰) اور ابن بکیر کی روایت میں زرارہ سے ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے انگلی کے متعلق فرمایا: اگر انگلی جڑ سے کاٹ دی جائے یا شل یعنی بے جان کردی جائے تو اس کی دیت دس (۱۰) اونٹ ہے۔

(۵۳۰۱) اور جمیل کی روایت ہمارے بعض اصحاب سے ہے، انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے آنجناب علیہ السلام نے بچے کے دانت کے متعلق کہ کسی شخص نے مارا اور وہ ٹوٹ گیا پھر دوسرا دانت اُگ آیا فرمایا: اس میں قصاص نہیں ہے دیت ہے۔ اور ایسے شخص کے متعلق آنجناب علیہ السلام نے فرمایا جس کا ہاتھ ٹوٹ گیا پھر اچھا ہو گیا: اس کا قصاص نہیں دیت ہے۔ اور جمیل نے دریافت کیا کہ بچے کے دانت اور ہاتھ توڑنے کی کیا دیت ہے؟ آنجنابؑ نے فرمایا: تھوڑی بہت۔ آنجناب علیہ السلام نے اس میں معینہ رقم نہیں بتائی۔

(۵۳۰۲) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں دیت میں سب برابر ہیں۔ اور دانت کے متعلق فرمایا: اگر اس پر مارا گیا ہو تو اس کو ایک سال تک دیکھا جائے اگر وہ گر جاتا ہے تو مارنے والا پانچ سو (۵۰۰) درہم دیت دے گا اور گرا نہیں بلکہ سیاہ پڑ گیا تو اس کی دو تہائی دیت دے گا۔

(۵۳۰۳) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ان دانتوں کے متعلق فرمایا جن پر دیت تقسیم ہوتی ہے کہ وہ اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں سولہ دانت منہ کے پچھلے حصہ میں ہیں اور بارہ (۱۲) دانت منہ کے اگلے حصہ میں ہیں۔ اگلے دانتوں میں سے ہر دانت کی دیت جبکہ وہ ٹوٹ کر گر پڑے تو پچاس (۵۰) دینار ہے اس طرح (بارہ دانتوں کے) چھ سو (۶۰۰) دینار ہوئے اور پچھلے حصے کے دانت جب ٹوٹ کر گر پڑیں تو اگلے دانت کی نصف دیت ہے یعنی پچیس (۲۵) دینار تو اس طرح سے چار سو (۴۰۰) دینار ہوئے اور یہ سب مل کر ایک ہزار دینار ہوئے۔ اب اگر کسی کے منہ میں اس سے کم ہیں تو ان کی کوئی دیت نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہیں تو اس کی کوئی دیت نہیں۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر سارے دانت ٹوٹ جائیں تو اصل خلقت کے دانت جو اٹھائیس (۲۸) عدد ہیں ان کے علاوہ جو زائد ہیں ان کی کوئی دیت نہ ہوگی مگر زائد انفرادی طور پر اکیلے ٹوٹ جائیں تو اس کی دیت اس اصلی دانت سے جو اس سے ملا ہوا ہے کی دیت کا ایک تہائی ہوگا۔

(۵۳۰۴) ابن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ پر مارا تو اس کے گٹے کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ آنجناب نے فرمایا: اگر ہتھیلی خشک ہو جائے یا ہتھیلی کی انگلیاں شل اور بے جان ہو جائیں تو اس میں ہاتھ کی دیت کا دو تہائی ہے اور فرمایا: اگر بعض انگلیاں بے جان ہو جائیں اور بعض باقی رہیں تو ہر وہ انگلی جو شل اور بے جان ہوئی ہے اس کی دیت دو تہائی ہے۔ نیز فرمایا: یہی حکم پنڈلی اور پاؤں کا بھی ہے جب پاؤں کی انگلیاں شل اور بے جان ہو جائیں۔

(۵۳۰۵) اور محمد بن یحیٰی خزاز نے غیاث بن ابراہیم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر زائد انگلی کٹ جائے تو اس کی دیت صحیح انگلی کی دیت کا ایک تہائی ہے۔

(۵۳۰۶) ابن محبوب نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے انگلیوں کے زخموں کے متعلق فیصلہ فرمایا: اگر ہڈی ظاہر ہو جائے تو اس انگلی کی دیت کا دسواں حصہ بشرطیکہ مجروح کا قصاص لینے کا ارادہ نہ ہو۔

(۵۳۰۷) اور ابن محبوب نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے زیاد بن سوقہ سے اور انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ (علیہ السلام) کا بھلا کرے، آدمیوں کے منہ میں بتیس (۳۲) دانت ہوتے ہیں اور بعض کے اٹھائیس (۲۸) تو دانتوں کی دیت کتنے پر تقسیم کی جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اصل خلقت کے تو صرف اٹھائیس (۲۸) دانت ہیں بارہ دانت منہ کے اگلے حصہ میں اور سولہ (۱۶) دانت اس کے پچھلے حصے میں تو ان ہی پر دانتوں کی دیت تقسیم کی جائے گی۔ اگلے حصے کے دانتوں پر دانت اگر ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہے تو اس کی دیت پانچ سو (۵۰۰) درہم ہے اور یہ بارہ (۱۲) دانت ہیں اور ان سب کی دیت چھ ہزار (۶۰۰۰) درہم ہوئے اور ڈاڑھ کی دیت اگر وہ ٹوٹ جائے اور باقی نہ رہ جائے تو اس کی دیت پچیس (۲۵) درہم ہے اور یہ سولہ (۱۶) دانت ہیں اس طرح ان سب کے چار ہزار (۴۰۰۰) درہم ہوئے لہٰذا اگلے پچھلے تمام دانتوں کی مجموعی دیت دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم ہوئی۔ اور اتنے ہی دانت وضع کیے گئے ہیں۔ اٹھائیس (۲۸) سے جو دانت زیادہ ہیں ان کی کوئی دیت نہیں ہے اور جو اس سے کم ہیں ان کی بھی کوئی دیت نہیں ہے۔ اسی طرح کا لکھا ہوا میں نے امیر المومنین علیہ السلام کی کتاب میں پایا ہے۔

حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: دیت تو آج کل سے پہلے اونٹوں، گایوں اور بھیڑ، بکریوں کی شکل میں لی جاتی تھی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اسلام سے پہلے صحراؤں اور دیہاتوں میں یہی ہوتا تھا مگر جب اسلام کا ظہور ہوا اور لوگوں میں سکوں کی کثرت ہوگئی تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو سکوں میں تقسیم فرما دیا۔ حکم کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے جو لوگ آج کل صحراؤں اور بیابانوں میں رہتے ہیں ان سے دیت کیا لی جائے سکہ یا اونٹ؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اونٹ بھی سکہ ہی کے مانند ہے بلکہ یہ تو دیت میں سکہ سے بھی بہتر ہے۔ وہ لوگ دیت خطا میں ایک سو (۱۰۰) اونٹ لیا کرتے تھے فی اونٹ ایک سو (۱۰۰) درہم کے حساب سے اس طرح دس ہزار (۱۰۰۰۰) درہم ہو جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا: وہ اونٹ کس سن کے ہوتے تھے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ سب ایک سال کے نر اونٹ ہوتے تھے۔

باب: ایک شخص قتل ہوتا ہے تو اس کے بعض ورثا معاف کرنا چاہتے ہیں، بعض قصاص لینا چاہتے ہیں اور بعض دیت

(۵۳۰۸) جمیل بن درّاج کی روایت میں ہے، ان کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا ایک ایسے شخص کے متعلق جو قتل ہوا اور اس کے دو (۲) وراث ہیں ایک نے قاتل کو معاف کر دیا اور دوسرا چاہتا ہے کہ وہ قاتل کو قتل کرے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ قتل کرے مگر قصاص میں جو قتل ہوگا اس کے وارثوں کو نصف دیت دے۔

(۵۳۰۹) حسن بن محبوب نے ابی ولاّ د حنّاط سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی قتل کر دیا گیا اس کے (وارثوں میں) باپ، ماں اور لڑکا ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرا (یعنی باپ) کہتا ہے کہ میں اسے معاف کرتا ہوں۔ تیسرا (یعنی ماں) کہتی ہے کہ میں دیت لوں گی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لڑکے کو چاہیے کہ وہ مقتول کی ماں کو دیت کا چھٹا حصہ دے اور قاتل کے وارثوں کو دیت کا چھٹا حصہ باپ کا حق دے جس نے معاف کر دیا ہے۔

(۵۳۱۰) اور حسن بن محبوب نے ابی ولاّ د سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اس کی اولادیں ہیں کچھ چھوٹی اور کچھ بڑی۔ آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے اگر بڑی اولادیں اس کو معاف کر دیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ قاتل قتل نہیں ہوگا مگر بڑی اولادوں کو اپنا حصہ معاف کرنا جائز ہے۔ جب اس کی چھوٹی اولادیں بڑی ہوں گی تو ان کو حق ہے کہ دیت میں سے اپنے حق کا مطالبہ کریں۔

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ اگر وارثوں میں سے ایک بھی خون معاف کر دے تو پھر قصاص نہیں رہ جائے گا۔[1]

باب: عاقلہ
یعنی قاتل کے اہل خاندان سے دیت کی وصولی

(۵۳۱۱) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سلمہ بن کہیل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک آدمی کو خطاً قتل کر دیا تھا تو آنجناب علیہ السلام نے اس سے پوچھا: تمہارے خاندان والے اور تمہارے قرابتدار کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا: اس شہر میں میرا کوئی خاندان والا اور کوئی قرابتدار نہیں ہے۔ فرمایا: تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے عرض کیا: میں موصل کا رہنے والا ہوں، میں وہیں پیدا ہوا، میرے قرابتدار اور خاندان والے وہیں ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے معلوم کیا تو کوفہ میں اس کا کوئی قرابتدار اور کوئی خاندان والا نہ تھا پھر موصل میں اپنے عامل کو خط لکھا: اما بعد فلاں بن فلاں جس کا حلیہ یہ ہے

---

[1] اس سے مراد وہ ہے جو کلینی نے ج ۷ ص ۳۵۸ پر صحیح حدیث میں عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے دریافت کیا اس شخص کے بارے میں جس نے دو آدمیوں کو عمداً قتل کر دیا اور ان دونوں کے ورثاء ہیں۔ اب ایک کے ورثاء معاف کر رہے ہیں لیکن دوسرے کے ورثاء نہیں۔ فرمایا: جنہوں نے معاف نہیں کیا ہے وہ اسے قتل کر دیں اور اگر دیت لینا چاہیں تو لے لیں۔

عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے ابی عبداللہ علیہ السلام سے عرض کی: دو آدمیوں نے ایک آدمی کو عمداً قتل کر دیا جس کے دو وارث ہیں تو وارثوں میں سے ایک نے معاف کر دیا۔ فرمایا: جب کچھ وارثوں نے معاف کر دیا تو ان دونوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اور ان دونوں سے دیت کی رقم اس قدر گھٹا دی جائے گی جس قدر معاف کرنے والوں کا حصہ ہے اور باقیوں کو جنہوں نے معاف نہیں کیا ہے دونوں کے اموال میں سے دیا جائے گا۔

نے مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کو خطاً قتل کر دیا ہے اور اس کا بیان ہے کہ میں موصل کا رہنے والا ہوں اا اور وہاں اس کے قرابتدار اور اہل خانہ ہیں۔ اس کو میں اپنے قاصد فلاں بن فلاں کے ساتھ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جس کا حلیہ یہ ہے جب یہ دونوں ان شاء اللہ پہنچیں اور میرا خط پڑھو تو اس کی تفتیش احوال کرو اور یہ معلوم کرو کہ مسلمانوں میں سے اس کے قرابتدار کون ہیں جن میں وہ پیدا ہوا ہے۔ جب تمہیں اس کے مسلمان قرابتدار مل جائیں تو انہیں اپنے پاس جمع کرو پھر ان میں دیکھو کہ کون کون از روئے قرآن اس کی وراثت پائے گا اور محجوب نہیں ہوگا۔ تو ان سب پر دیت لازم کرو اور ان سے تین (۳) سال میں وصول کرو۔ اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا نہ ہو کہ جس کا سہم کتابِ خدا میں نہ رکھا گیا ہو اور اس کے اقرباءِ نسب میں برابر ہوں تو اس کی دیت سارے قرابتداروں پر تقسیم کرو۔ باپ کی طرف سے قرابتداروں پر بھی اور ماں کی طرف سے قرابتداروں پر بھی۔ ماں کی طرف سے قرابتداروں پر دیت کا ایک تہائی اور اگر ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار نہ ہو تو باپ کی طرف سے جتنے مسلمان مرد اور بالغ ہوں ان پر تقسیم کر دو۔ اور ان سے تین (۳) سالوں کے اندر یہ دیت وصول کرو اور اگر نہ اس کے باپ کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو اور نہ ماں کی طرف سے کوئی قرابتدار ہو تو یہ دیت تمام اہلِ موصل پر تقسیم کر دو جن میں وہ پیدا ہوا ہے اور نشو و نما پائی ہے اور اس میں ان لوگوں کے سوا کسی غیر اہلِ شہر کو شامل نہ کرو اور ان سے تین (۳) سال کے اندر دیت وصول کرو، ہر ایک سال میں ایک تہائی تا کہ وہ تین (۳) سال میں ان شاء اللہ پوری ہو جائے اور اگر فلاں بن فلاں کا اہل موصل میں کوئی قرابتدار نہ ہو اور نہ وہ موصل کا رہنے والا ہو وہ جھوٹ کہتا ہو تو اس کو میرے قاصد کے ساتھ ان شاء اللہ واپس کر دو اس لئے کہ پھر میں اس کا ولی ہوں اور میں اس کی طرف سے اس کی دیت ادا کروں گا اور ایک مسلمان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

(۵۳۱۲) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کافرانِ ذمّی کے درمیان اگر وہ ایک دوسرے کو قتل یا زخمی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں کہ ان کی دیت ان کے اموال سے وصول کی جائے گی اور ان کا کوئی مال نہیں تو ان کی دیت امام المسلمین کی طرف آئے گی اس لئے کہ یہ لوگ اس کو جزیہ ادا کرتے ہیں جس طرح ایک غلام کے جرم کا تاوان اس کا مالک ادا کرتا ہے۔ نیز فرمایا: یہ کافر ان ذمی بھی امام المسلمین کے غلام ہیں، ان میں سے جو بھی اسلام لایا وہ آزاد ہو گیا۔

(۵۳۱۳) حسن بن محبوب نے ایوب سے انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی پاگل یا مجنون عمداً یا خطاً کوئی جرم کر دیتا تو حضرت علی علیہ السلام اس کی دیت اس کے اہل خاندان پر عائد کرتے تھے۔

(۵۳۱۴) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اہل خاندان صرف اس کی دیت کے ضامن ہوں گے [1] جس پر گواہیاں گزر جائیں اور کوئی شخص اگر اعتراف کرے تو خاص اسی کے مال سے دیت عائد ہوگی اور اہل خاندان سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

(۵۳۱۵) حسن بن محبوب نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی عمداً جرم کرے یا جرم کا اقرار کرے یا صلح کرے تو اہل خاندان پر اس کی دیت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

(۵۳۱۶) علاء نے محمد حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کدال سے مارا تو اس کی آنکھیں نکل کر چہرے پر لٹک آئیں تب مضروب (جس کو مارا گیا) ضارب (مارنے والا) پر جھپٹا اور اسے قتل کر دیا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں نے حد سے تجاوز کیا۔ میری رائے نہیں ہے کہ جس نے قتل کیا ہے اس سے قصاص لیا جائے اس لئے کہ اس نے جس وقت اس کو قتل کیا وہ اندھا ہو چکا تھا اور اندھے کا جرم خطا میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے خاندان والوں پر لازم ہے کہ اس کی دیت تین (۳) سال میں

[1] 'تہذیبین' میں محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے ابی جوزاء سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام کی اسناد سے روایت کی ہے۔ اور اس میں ہے کہ فرمایا: دیت کی ضمانت نہیں ہوگی مگر یہ کہ گواہیاں گزر جائیں۔۔۔۔ تا آخر۔

ادا کریں ہر سال دیت کا ایک حصہ اور اگر اس اندھے کا کوئی کنبہ اور خاندان نہیں ہے تو اس کی دیت اس اندھے کے مال میں سے تین (۳) سال میں وصول کی جائے اور وہ اندھا اپنی آنکھوں کی دیت ضارب کے ورثاء سے وصول کرے۔

باب:۔ ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری ہے اس کے متعلق روایت

(۵۳۶۷) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور اس وقت میں وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو مارا تو اب اس کا پیشاب نہیں رکتا مسلسل جاری رہتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کا پیشاب رات تک جاری رہتا ہے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر دوپہر تک جاری رہتا ہے تو اس پر دیت کا دو تہائی اور اگر دن بلند ہونے تک تو ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۶۸) غیاث بن ابراہیم نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس کو کسی نے مارا تو اس کو سلسل البول (پیشاب کا نہ رکنا) ہو گیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے لئے کامل دیت کا حکم دیا۔

باب:۔ نطفہ اور علقہ اور مضغہ و عظم (ہڈی) اور جنین (بچۂ شکم) کی دیت

(۵۳۶۹) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے صالح بن عقبہ سے، انہوں نے سلیمان بن صالح سے، اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: نطفہ کی دیت بیس (۲۰) دینار ہے، علقہ کی چالیس (۴۰) دینار اور مضغہ کی ساٹھ (۶۰) دینار اور عظم یعنی ہڈی کے اسی (۸۰) دینار اور اگر اس ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو سو (۱۰۰) دینار پھر ولادت تک یہی سو (۱۰۰) دینار ہیں اور جب ولادت ہو گئی تو اس کی دیت کامل ہے۔

(۵۳۷۰) محمد بن اسماعیل نے یونس شیبانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: اگر نطفہ میں سے ایک قطرہ خون نکل آئے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر نطفہ کی دیت کا دسواں حصہ یعنی بائیس (۲۲) دینار ہے۔ میں نے عرض کیا: دو قطرے خون نکل آئے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر چوبیس (۲۴) دینار۔ عرض کیا: اور اگر تین (۳) قطرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر چھبیس (۲۶) دینار۔ عرض کیا: اور اگر چار (۴) قطرے ٹپک پڑیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اٹھائیس (۲۸) دینار اور پانچ قطروں پر تیس (۳۰) دینار پھر اگر نصف سے زائد آ گیا تو انہی قطروں کے حساب سے یہاں تک کہ وہ علقہ ہو جائے۔ اور جب علقہ ہو جائے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے۔

(۵۳۷۱) محمد بن اسماعیل نے ابو شبل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں حاضر تھا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یونس شیبانی کو دیتیں بتا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر نطفہ خون آلود خارج ہوا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو وہ علقہ بن گیا۔ اگر خون صاف ہے تو اس کی دیت چالیس (۴۰) دینار ہے اور اگر خون سیاہ ہے تو اس پر کوئی دیت نہیں سوائے سزا اور تعزیر کے اس لئے کہ جو خون صاف ہے وہ بچے کے لئے ہے اور جو خون کالا ہے وہ کہیں اور اندر سے ہے۔

ابو شبل نے کہا کہ علقہ میں کبھی گوشت کی رگوں کے مانند کچھ ہوتا ہے۔؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی دیت بیالیس (۴۲) دینار یعنی دسواں حصہ ہے میں نے عرض کیا: چالیس کا دسواں حصہ تو چار ہے؟ آنجناب علیہ لسلام نے فرمایا: مضغہ کا دسواں حصہ ہے اس لئے کہ اس میں سے

دسواں حصہ چلا گیا اور جس قدر اس میں سے جائے گا دیت بھی بڑھے گی یہاں تک کہ ساٹھ (۶۰) تک پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا: میں نے دیکھا ہے کہ مضغہ میں ایک گرہ ہوتی ہے خشک ہڈی کے مانند۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہی وہ ہڈی جس سے ابتدا ہوتی ہے۔ اس کی دیت چار (۴) دینار ہے اگر اس سے زیادہ ہے اس پر چار (۴) زیادہ ہوتے جائیں گے یہاں تک کے اسّی (۸۰) تک پہنچ جائے اور اسی طرح جب ہڈی پر گوشت چڑھ جائے تو اس کی دیت بھی ایسی ہی ہوگی۔ میں نے عرض کیا: اگر کوئی عورت کو مُکا مارے اور پیٹ کا بچہ گر جائے اور اس کو نہیں معلوم کہ وہ زندہ گرایا مردہ۔ آنجنابؑ نے فرمایا: افسوس اے ابوشبل جب پانچ مہینے گزر جاتے ہیں تو اس میں حیات آجاتی ہے اور وہ پوری دیت کا مستوجب ہوتا ہے۔

(۵۳۲۲) اور محمد بن ابی عمیر کی روایت میں محمد بن ابی حمزہ سے ہے اور انہوں نے داؤد بن فرقد سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک اعرابی کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے ڈرایا دھمکایا تو میرے پیٹ کا بچہ گر گیا۔ اعرابی نے کہا: گرتے وقت رویا نہ تھا وہ زندہ نہ تھا اور اس طرح پر کوئی دیت نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہا: اے بات بنانے والے خاموش رہ! تجھ پر لڑکا ہو یا لڑکی ایک غرّہ لازم ہے۔ [1]

(۵۳۲۳) جمیل بن درّاج نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: غرّہ سو (۱۰۰) دینار کا ہوتا ہے اور دس (۱۰) کا بھی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پچاس (۵۰) کا۔ [2]

(۵۳۲۴) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے انہوں نے ابی عبیدہ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق روایت کی ہے۔ وہ حاملہ تھی اس نے کوئی دوا پی لی تا کہ بچہ ساقط ہو جائے اور بچہ ساقط ہو گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کی ہڈی بن چکی ہے اور اس پر گوشت چڑھ چکا ہے اور کان اور آنکھ نمودار ہو چکے ہیں تو اس عورت پر پوری دیت ہے جو وہ اسکے باپ کو ادا کرے گی۔ اور فرمایا: اگر وہ محض علقہ یا مضغہ ہے تو اس پر چالیس (۴۰) دینار ہے۔ یا ایک غرّہ ہے جو اس کے باپ کو دے گی میں نے عرض کیا: اور وہ عورت اپنے بچے کی میراث نہیں پائے گی اس کی دیت میں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ اس نے اس کو قتل کیا ہے۔

(۵۳۲۵) حسن بن محبوب نے نعیم بن ابراہیم سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے کسی قوم کی کنیز کے پیٹ کے بچے کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ بچہ پیٹ میں مر گیا تو اس کے مارنے کے بعد اس پر اس کی دیت اس کنیز کی قیمت کے دسویں حصہ کا نصف ہے اور اگر اس نے اس کنیز کو مارا اور بچہ مر گیا تو اس پر اس کنیز کی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

(۵۳۲۶) اور سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنی لڑکی کو مارا جو حاملہ تھی چنانچہ بچہ مردہ ساقط ہوا تو اس عورت کے شوہر نے اس پر دعویٰ کر دیا تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کچھ دیت ہے اور اس میں میراث میں کچھ میرا حصہ ہے تو اپنی میراث اپنے باپ کو دیتی ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس عورت نے اپنے باپ کو دیدیا ہے تو اس کے باپ کے لئے جائز ہے۔

(۵۳۲۷) حسین بن سعید نے محمد بن فضیل سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک چور ایک عورت کے پاس آیا وہ حاملہ تھی وہ اس پر جھپٹ پڑا تو اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ ساقط ہو گیا۔ اتنے میں عورت اس پر جھپٹی اور اس نے اس چور کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چور کا خون رائیگاں گیا (اسکی کوئی دیت نہ ہوگی) اور اس مقتول چور پر اس کے بچے کی دیت لازم ہے۔

---

[1] غرّہ اس بندہ کو کہتے ہیں جس کی دیت مکمل دیت کا دسواں حصہ ہو یعنی ایک سو دینار۔

[2] علقہ اور مضغہ کی درمیانی حالت پر محمول کیا گیا ہے اور تخییر اظہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب:۔ایک مسلمان ارضِ شرک میں رہتا تھا اسے مسلمانوں نے قتل کردیا اور امام کو بعد میں اطلاع ملی اس کے لئے حکم

(۵۳۲۸) ابن ابی عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو مشرکین کے ملک میں رہتا تھا اور مسلمانوں نے اس کو قتل کردیا جس کا علم امام کو بعد میں ہوا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی جگہ ایک مومن بندہ آزاد کردیا جائے۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے: فان کان من قوم عدو لکم وھو مومن فتحریر رقبۃ مومنۃ (سورۂ نساء آیت ۹۲) (پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی۔)

باب:۔ایک شخص نے ایک آدمی کے پیٹ کو کچل دیا اور اس کے کپڑوں میں پاخانہ نکل آیا

(۵۳۲۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس نے ایک آدمی کے پیٹ کو ایسا کچلا کہ اس کے کپڑوں میں پاخانہ نکل آیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ بھی اس کے پیٹ کو ایسا کچلے کہ اسکے پاخانہ نکلے یا وہ ایک تہائی دیت ادا کرے۔

باب:۔ایک شخص نے عورت کے ساتھ مجامعت میں زیادتی کی (یعنی آگے کے بدلے پیچھے دخول کیا) اور وہ اس پر اتنا ڈٹا کہ وہ مرگئی

(۵۳۳۰) حسن بن محبوب نے حارث بن محمد سے، انہوں نے زید سے، اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی عورت کے دُبر میں مجامعت کی اور اس پر ایسا ڈٹا رہا کہ وہ عورت اس کی وجہ سے مرگئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر پوری دیت ہے۔

باب:۔گونگے کی زبان کی دیت

(۵۳۳۱) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ آل زرارہ کے کسی شخص نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک گونگے آدمی کی زبان کاٹ دی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ ماں کے پیٹ ہی سے گونگا پیدا ہوا تھا تو اس پر زبان کی پوری دیت ہے اور اگر وہ باتیں کرتا تھا مگر کسی تکلیف یا کسی آفت کی وجہ سے وہ گونگا ہوگیا تو جس نے اس کی زبان کاٹی ہے اس پر زبان کی ایک تہائی دیت ہے۔

باب:۔افضاء (عورت کی شرمگاہ پھاڑ دینے) پر کیا واجب ہے

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک عورت جس کا افضاء کیا گیا اس کی دیت کا حکم دیا۔[۱]

(۵۳۳۲) 'نوادر الحکمت'[۲] میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس کی عورت نے اس کی کنیز کا اپنے

---

[۱] بظاہر یہ سکونی کی خبر میں ہے جو 'تہذیب' ج ۲ ص ۵۱۵ پر مروی ہے کہ علی علیہ السلام کے سامنے دو کنیزوں کا تذکرہ کیا گیا جو حمام میں داخل ہوئیں اور ایک نے دوسرے کا افضاء اپنی انگلی سے کردیا تو آنجنابؑ نے اس کی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

[۲] 'نوادر الحکمت' محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی تصنیف ہے۔شیخ وغیرہ نے اس پر نص کیا ہے اور علمائے قم نے اسے صحیح اور غلط کا ملغوبہ بتایا ہے۔

ہاتھوں سے افضاء کر دیا تو آنجناب علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کنیز کی قیمت لگوائی جائے کہ صحیح ہونے پر اس کی قیمت کیا تھی اور اب افضاء کیے جانے پر اس کی قیمت کیا ہے اور صحیح اور عیب کے درمیان جو فرق ہے اس کا اس عورت سے تاوان دلایا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس کنیز کو اپنے پاس رکھے اس لئے کہ وہ مردوں کے قابل نہیں رہی۔

باب:۔اس شخص پر کیا عائد ہوگا جس نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سارے بال جھڑ گئے

(۵۳۳۳) جعفر بن بشیر نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے سلیمان بن خالد سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا اور اس کے سر کے بال ایسے جھڑے کہ اب وہ کبھی نہ اگیں گے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر کامل دیت ہے۔

(۵۳۳۴) اور سلمہ بن تمام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے سر پر شوربہ سے بھری ہوئی دیگچی الٹ دی جس سے اس کے سارے بال جھڑ گئے۔وہ دونوں جھگڑتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کے پاس گئے۔آنجناب علیہ السلام نے اس کو سال بھر کا وقت دیا مگر بال نہ اگے تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو دیت کا حکم دیا۔

باب:۔کسی کی ڈاڑھی کے بال اگر کوئی شخص مونڈے تو اس پر کیا عائد ہوگا

(۵۳۳۵) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: اگر کسی کی ڈاڑھی کو کوئی شخص مونڈ دے اور پھر نہ اگے تو اس پر پوری دیت ہے اور اگر اُگ آئے تو پھر ایک تہائی دیت ہے۔

باب:۔جو شخص اپنی زوجہ کی فرج (شرمگاہ) کاٹ دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۶) حسن بن محبوب نے عبدالرحمٰن بن سیابہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی فرج کاٹ دے تو میں اس عورت کو اس کی دیت دلواؤں گا اور وہ اس کو اس کی دیت نہ دے اور وہ عورت مطالبہ کرے تو عورت اس کی شرمگاہ کاٹے گی۔

باب:۔جو شخص عورت کی شرمگاہ پر لات مارے اور عورت کا خیال ہو کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا تو اس شخص پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۳۷) حسن بن محبوب نے اپنے بعض راویوں سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے ایک عورت کی شرمگاہ پر لات ماری۔عورت کا خیال ہے کہ اب اس کو حیض نہیں آئے گا حالانکہ اس سے پہلے اس کو حیض عادت کے مطابق ٹھیک ٹھیک آتا تھا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ ایک سال تک انتظار کرے۔اگر اس کو حیض پھر سے آئے تو ٹھیک ورنہ اس عورت کے حیض کی خرابی اور اس کے رحم کے بانجھ ہو جانے کی بنا پر اس شخص کو ایک تہائی دیت دینی پڑے گی۔

(۵۳۳۸) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر

علیہ السلام سے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے ایک شخص نے ایک جوان عورت کے پیٹ پر مارا اور اس کا رحم بانجھ ہوگیا اور اس کے حیض میں خرابی پیدا ہوگئی اور اس نے یہ بیان کیا کہ اس کو حیض آنا بند ہوگیا ہے۔ اس سے پہلے اس کو عادت کے مطابق برابر حیض آتا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک سال تک انتظار کرے۔ اگر اس کا رحم ٹھیک ہو جائے اور اسے اس کی عادت کے مطابق حیض آنے لگے تو ٹھیک ورنہ اس عورت سے حلف لینے کے بعد اس کو مارنے والے سے اس عورت کی حیض کی خرابی اور رحم کے بانجھ ہونے کی وجہ سے دیت کا ایک تہائی دلوایا جائے۔

باب:۔ انگلیوں کے جوڑ کی دیت

(۵۳۳۹) سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام انگوٹھے کو چھوڑ کر دوسری انگلیوں کے ہر جوڑ کے لئے اس انگلی کی دیت کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ اور انگوٹھے کے ہر جوڑ کے لئے انگوٹھے کی دیت کا نصف اس لئے کہ اس میں دو ہی جوڑ ہوتے ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دیت کو عَقل (اونٹ) باندھنا اس لئے کہتے ہیں کہ پہلے دیت میں اونٹ دیئے جاتے تھے اور وہ لے جا کر مقتول کے ورثاء کے صحن میں باندھ دیا کرتے تھے۔

باب:۔ انسان کے دونوں بیضوں کی دیت

(۵۳۴۰) محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری کی روایت میں ہے، انہوں نے روایت کی ہے محمد بن ہارون سے، انہوں نے ابی یحییٰ واسطی سے، انہوں نے اس روایت کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بچہ بائیں بیضہ سے ہوتا ہے اگر وہ کٹ جائے تو اس کی دو تہائی دیت ہے اور دائیں کی ایک تہائی ہے۔

باب:۔ ایک غلام، ایک آزاد مرد، ایک آزاد عورت اور ایک غلام مکاتب چاروں نے مل کر ایک آدمی کو قتل کیا اس کے متعلق حکم

(۵۳۴۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ان چار اشخاص کے متعلق جنہوں نے ایک آدمی کو قتل کیا۔ اُن میں ایک غلام ہے، ایک مرد آزاد ہے، ایک آزاد عورت ہے اور ایک غلام مکاتب ہے جس نے اپنے مکاتبہ کی نصف رقم ادا کر دی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان سب پر دیت ہے۔ آزاد مرد پر ایک چوتھائی دیت، آزاد عورت پر ایک چوتھائی اور غلام کے لئے یہ ہے کہ اس کے مالک کو اختیار دیا جائیگا کہ اس کی طرف سے دیت ادا کرے یا غلام کو مکمل (مقتول کے ورثاء کے) حوالے کر دے۔ اور مقتول کے گھر والے کوئی نقصان نہ اُٹھائیں۔ اور غلام مکاتب پر چوتھائی اس کے مال سے اس کو مکاتب بنانے والے پر نصف چوتھائی اس لئے کہ اس نے نصف ہی آزاد کیا ہے۔

یہ حدیث محمد بن احمد کی کتاب (نوادر) میں ہے، وہ اس کی روایت کرتے ہیں ابراہیم بن ہاشم سے وہ اپنے اسناد کے ساتھ اوپر لے گئے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک۔

باب:۔ وہ شخص جو اپنے غلام کو اتنی سزا دے کہ وہ مر جائے اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۴۲) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کو پیش کیا گیا جس نے اپنے غلام کو اتنی سزا دی کہ وہ مر گیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو سزا کے طور پر سو (۱۰۰) کوڑے لگائے، اس کو قید کر دیا اور غلام کی قیمت کا جرمانہ لگایا اور اس کو تصدق کر دیا۔

باب:۔ ولد الزنا کی دیت

(۵۳۴۳) جعفر بن بشیر کی روایت میں ہے جو انہوں نے اپنے بعض راویوں سے کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولد الزنا کی دیت کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آٹھ سو (۸۰۰) درہم یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت کی مانند۔

باب:۔ جو شخص اپنی زمین پر یا کسی غیر کی زمین پر کنواں وغیرہ کھود لے اور اس میں کوئی انسان گر کر ہلاک ہو جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۴۴) زرعہ اور عثمان بن عیسیٰ نے سماعہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے مکان یا اپنی زمین پر کنواں کھودتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی ملکیت میں کنواں وغیرہ کھودتا ہے تو اس پر کوئی ذمہ داری اور ضمانت نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص راستے پر یا غیر کی ملکیت میں کھودے تو وہ ضامن ہے اگر کوئی اس میں گر جائے۔

(۵۳۴۵) یونس بن عبدالرحمٰن نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جسور (پل تعمیر کرنے والے) کے متعلق دریافت کیا کہ وہ وہاں کے باشندوں کا ضامن ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

(۵۳۴۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے راستہ پر نالہ نکالے یا بیت الخلاء بنائے یا کوئی میخ اور کھونٹا گاڑے یا جانور باندھے یا کنواں کھودے اور اس میں کوئی چیز گر کر ہلاک ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے۔[1]

(۵۳۴۷) محمد بن عبداللہ بن ہلال نے عقبہ بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی ہے کہ معدن جُبار ہے، کنواں جُبار اور عجماء جُبار ہے۔

عجماء یعنی بے زبان وحشی جانور اور جُبار یعنی وہ نقصان جس کا کوئی تاوان اور معاوضہ نہیں۔

(۵۳۴۸) وہیب بن حفص نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکا لوگوں کے گھروں میں کھیلنے کے لئے گیا اور ان کے کنوئیں میں گر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ متہم اور بدنام ہیں تو ضامن ہیں۔

(۵۳۴۹) حسین بن سعید نے علی بن نعمان سے اور انہوں نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے راستے پر کوئی مضرت رساں چیز (جیسے پھسلنے والی) ڈال دے یا گڑھا کھودے اور اگر کسی کو اس سے گزند پہنچے تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔

(۵۳۵۰) حماد نے حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کسی ایسی چیز کے متعلق جو راستہ پر ڈال دی جائے جس سے سواری بھڑکے اور اپنے مالک کو زخمی کر دے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ شے جو مسلمانوں کے راستے پر مضرت رساں ہے اس سے اگر کسی کو گزند پہنچے تو اس کا ڈالنے یا بنانے والا ذمہ دار ہے۔

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۳۵۰ پر اور شیخ نے 'تہذیب' میں اپنی اپنی اسناد سے سکونی سے روایت کی ہے۔

باب:۔ اگر کوئی سواری کسی آدمی کو اپنے پچھلے یا اگلے پاؤں سے گزند پہنچادے تو اس کے لئے کیا لازم ہے

(۵۳۵۱) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص اپنی سواری پر مسلمانوں کے راستہ سے گزر رہا تھا کہ اس کی سواری نے کسی شخص کو اپنے پچھلے پاؤں سے گزند پہنچایا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کی سواری نے پچھلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچایا تو اس پر کوئی تاوان نہیں لیکن اگر اگلے پاؤں سے کسی کو گزند پہنچایا تو البتہ اس پر تاوان ہے اس لئے کہ سواری کا پچھلا پاؤں سوار کے پیچھے ہے اگر وہ اس پر سوار ہے اور اگر وہ سواری کے آگے آگے اس کو کھینچتے ہوئے لے کر چل رہا ہے تو بفضل خدا سواری کا اگلا پاؤں اس کے قابو میں ہے یہ جہاں چاہے گا جانور اپنا پاؤں وہاں رکھے گا۔

(۵۳۵۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو کسی سواری پر بٹھایا اور اس نے کسی آدمی کو کچل دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا تاوان اس کے مالک پر ہے۔

(۵۳۵۳) یونس بن عبدالرحمن نے روایت کی اور اس کو اوپر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے گئے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چوپایہ اور جانور جبکہ وہ چھوڑا ہوا سانڈ بن گیا تو وہ اپنے چھوڑنے والے سے تاوان نہیں دلائے گا۔

(۵۳۵۴) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام سواری کو آگے سے لے کر چلنے والے (قائد)، پیچھے سے ہانکنے والے (سائق) اور اس کی پشت پر سوار سب کو ضامن ٹھہراتے تھے۔

(۵۳۵۵) ایک سواری پر دو آدمی سوار تھے کہ سواری نے ایک شخص کو مار دیا یا زخمی کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: وہ دونوں برابر برابر اس کا تاوان برداشت کریں گے۔

(۵۳۵۶) غیاث بن ابراہیم کی روایت ہے۔ انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام اگر سواری نے اگلے پاؤں سے کسی کو کچلا ہے تو سوار کو ذمہ دار ٹھہراتے تھے اور اگر سواری نے پچھلے پاؤں سے کسی کو مارا ہے تو سوار کو ذمہ دار نہیں ٹھہراتے تھے مگر یہ کہ کوئی آدمی پیچھے سے اس کو مارے اور وہ پاؤں چلادے تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔

باب:۔ دو آدمیوں نے مل کر ایک شخص کا ہاتھ کاٹ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۵۷) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے انہوں نے مریم انصاری سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے دو شخصوں کے بارے میں جنہوں نے مل کر ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مجروح چاہتا ہے کہ دونوں کے ہاتھ کاٹے تو ان دونوں کو ایک ہاتھ کی دیت ادا کر کے ان دونوں پر تقسیم کر دے پھر دونوں کے ہاتھ کاٹے۔ اور اگر وہ چاہے تو ان دونوں سے اپنے ہاتھ کی دیت وصول کرے۔ اور اگر وہ ایک شخص کا ہاتھ کاٹتا ہے تو جس کا ہاتھ نہیں کٹتا ہے وہ اس شخص کو جس کا ہاتھ کٹتا ہے اسے ہاتھ کی ایک چوتھائی دیت ادا کرے۔

باب:۔ وہ شخص جس نے کسی میت کا سر کاٹا اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۵۸) حسین بن خالد نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اس کی ماں کو مارا جائے اور بچہ اس کے قبل کہ اس میں روح پڑے ماں کے پیٹ سے ساقط ہو جائے تو اس کی دیت ایک سو (۱۰۰) دینار ہے اور یہ

بچے کے وارثوں کے لئے ہے۔ اور اگر کسی میت کا سر کاٹ دیا جائے اور پیٹ چاک کر دیا جائے تو اس کی دیت اس کے وارثوں کے لئے نہیں ہے۔ یہ اس میت کے لئے ہے جس کا سر کاٹا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں تھا اس سے آئندہ نفع کی امید تھی، جب یہ چلا گیا تو نفع کی امید بھی جاتی رہی۔ میت کو جب اس کی وفات کے بعد مثلہ کیا گیا (سر وغیرہ کاٹا گیا) تو اس، مثلہ کی دیت خود اس میت کے لئے ہے کسی دوسرے کے لئے نہیں ہے۔ اس کی طرف سے حج کرایا جائے گا یا دوسرے کار خیر کیے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا: مگر وہ میت کے پاس اس لئے گیا تھا کہ اس کو غسل دینے کے لئے کنواں یا گڑھا کھودے مگر جس چیز سے وہ اپنے سامنے کھود رہا ہے اس کے ہاتھ سے وہ کدال پھسل کر میت پر جا لگا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تو اس پر کیا لازم آتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو خطا اور غلطی سے ہے اس پر اس کا کفارہ لازم ہے۔ وہ غلام آزاد کرے یا پے در پے مسلسل دو ماہ روزہ رکھے یا ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو ایک ایک مدٗ صدقہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مد کے برابر دے۔

(۵۳۵۹) اور محمد بن ابی عمیر کی (کتاب) 'نوادر' میں ہے کہ حضرت امام جعفر صدق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میت کا سر کاٹنا زندہ شخص کے سر کاٹنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔

(۵۳۶۰) اور عبداللہ بن مسکان کی روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے ایک میت کا سر کاٹا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر دیت لازم ہے۔ اس شخص کی حرمت مرنے کے بعد بھی اتنی ہے جتنی اس کی زندگی میں تھی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں مختلف نہیں ہیں اس لئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک جس وقت اس نے میت کا سر قلم کیا ایسی حالت میں تھا کہ اس کو موقع ملتا تو اس کی زندگی میں اس کا سر قلم کر لیتا اسی وجہ سے اس پر کامل دیت ہے اور جب کہ اس نے اس کی زندگی میں قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر سو (۱۰۰) دینار شکم مادر میں بچہ کی دیت ہے۔

(۵۳۶۱) ابی جمیلہ سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک میت کا سر کاٹ لیا گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (کاٹنے والے پر) دیت لازم ہے۔ میں نے عرض کیا: مگر اس کی دیت کون وصول کرے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امام، یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اگر اس کا دایاں ہاتھ یا اس کے اعضاء میں سے کوئی شے کاٹی جائے تو اس کی بھی دیت امام کے لئے ہوگی۔

باب:۔ اس طمانچہ کے لئے حکم جس سے چہرہ سیاہ یا ہرا یا سرخ پڑ جائے

(۵۳۶۲) حسن بن محبوب نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے ایک آدمی کے چہرے پر طمانچہ مارا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر چہرہ سیاہ پڑ گیا تو اس پر چھ (۶) دینار ہے اگر ہرا ہو گیا ہے تو تین (۳) دینار اور اگر سرخ ہو گیا ہے تو ایک (۱) دینار اور نصف ہے اور بدن پر جہاں کہیں (ایسی صورت حال) ہو تو اس کے نصف ہے۔

باب:۔ اس شخص پر کیا لازم ہے جو ایک آدمی کے پاس گیا وہ سو رہا تھا جب وہ اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اس کو قتل کر دیا

(۵۳۶۳) حسین بن خالد نے حضرت امام ابوالحسن اول علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے پاس آیا وہ سویا ہوا تھا جب اس کی پشت پر پہنچا تو وہ جاگ گیا اور اس نے اپنی چھری سے اس (آنے والے) کو قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر نہ کوئی دیت ہے نہ قصاص۔ [1]

باب:۔ تین آدمی ایک دیوار کے گرانے میں شریک تھے اور وہ دیوار ان میں سے ایک پر گر گئی اور وہ مر گیا

(۵۳۶۴) محمد بن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے مقدمہ کا فیصلہ فرمایا جس میں ایک دیوار کے گرانے میں تین آدمی شریک تھے۔ وہ دیوار اُن میں سے کسی ایک پر گر پڑی اور وہ مر گیا تو آنجناب علیہ السلام نے وہ دونوں جو باقی رہ گئے تھے ان کو اس کی دیت کا ذمہ دار ٹھہرایا اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کا ضامن ہے۔

باب:۔ ایک آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اور اس پر قرض ہے

(۵۳۶۵) محمد بن اسلم جبلی نے یونس بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور اس پر قرض ہے، اس کے پاس کوئی مال بھی نہیں تو کیا اس کے وارثوں کو حق ہے کہ اس کا خون معاف کر دیں جبکہ اس پر قرض ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قرض خواہ بھی تو قاتل کے مقابلہ میں ایک فریق ہے اگر اس کے وارثوں نے قاتل کو اس کا خون معاف کر دیا ہے تو وہ قرض خواہوں کے ضامن ہیں ورنہ نہیں۔

باب:۔ اس دایہ اور دودھ پلائی کی ضمانت جو بچے پر کروٹ لیکر الٹ پڑے اور وہ مر جائے یا بچے کو کسی دوسری دایہ کے حوالے کر دے اور وہ اسے لیکر بھاگ جائے

(۵۳۶۶) محمد بن احمد بن یحیٰی بن عمران اشعری نے محمد بن ناجیہ سے، انہوں نے محمد بن علی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن سالم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس قوم کی دایہ ان کے بچے کو قتل کر دے اس طرح کہ وہ سو رہی ہو اور کروٹ لے کر بچے پر الٹ پڑے اور بچہ مر جائے تو اس دایہ پر اس بچے کی دیت خود اس کے مال سے ہے بالخصوص اگر وہ عزت و فخر کے لئے دایہ بنی ہے لیکن اگر وہ فقر و تنگدستی کی وجہ سے دایہ بنی تو اس کی دیت اس کے خاندان والوں پر ہے۔

---

[1] اسے کلینی نے ج ۷ ص ۲۹۳ پر اور شیخ طوسی نے 'تہذیب الاحکام' ج ۲ ص ۵۰۴ میں صحیح کی مانند حسن حدیث میں حسین بن خالد سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور ممکن ہے حسین (بن خالد) نے ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کیا ہو لیکن ظاہراً یہ سہو ہے۔ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خود کو بچانے کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

(۵۳۶۷) ہشام بن سالم نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک دایہ اجرت پر رکھی اور بچہ اس کے حوالے کر دیا جو اس کے پاس رہا۔ پھر وہ دایہ کہیں چلی گئی اور کسی اور کے وہاں اجرت پر دایہ گیری کرنے لگی اور اس کا بچہ لیکر غائب ہو گئی اب نہیں معلوم کہ اس نے بچے کے ساتھ کیا کیا اور دایہ سے بدلہ نہیں لیا جاتا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر کامل دیت ہے۔

اور اسی کے مثل روایت کی ہے علی بن نعمان نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ نیز اسی کے مثل روایت کی ہے حمادؔ نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

(۵۳۶۸) حمادؔ نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایک دایہ کو اجرت پر رکھا اور اپنا بچہ اس کو دیدیا۔ وہ دایہ اس کو لیکر کئی برس تک غائب رہی پھر بچے کو لیکر آئی تو بچے کی ماں کو خیال ہوا کہ وہ بچے کو نہیں پہچانتی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے وہ اس بچے کو قبول کرلیں اس لئے کہ دایہ امین ہوتی ہے۔

باب:۔ اگر کسی شخص کا کتا کسی کو کاٹ لے تو کتے والے کی کیا ذمہ داری ہے

(۵۳۶۹) حسین بن علوان نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام کتے کے مالک کو اس وقت ضامن ٹھہراتے جب اس کا کتا دن کے وقت کسی کو کاٹتا۔ اور اگر رات کو کاٹتا تو اسے ضامن نہیں ٹھہراتے تھے۔

اور اگر تم کسی قوم کے گھر میں اس کی اجازت سے داخل ہو اور ان کا کتا تمہیں کاٹ لے تو وہ لوگ اس کے ضامن ہیں اور اگر تم ان کی اجازت کے بغیر داخل ہوئے ہو تو وہ لوگ اس کے ضامن نہیں ہیں۔[1]

باب:۔ ایک ام ولد نے اپنے مالک کو عمداً یا خطاً قتل کر دیا

(۵۳۷۰) وہب بن وہب نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی ام ولد (وہ کنیز جس سے مالک کا کوئی لڑکا ہو) اپنے مالک کو خطاً قتل کر دے تو وہ آزاد ہے اس پر کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اگر اس نے اس کو عمداً قتل کیا ہے تو اس کے عوض میں وہ قتل کی جائے گی۔

باب:۔ اگر کوئی شخص کسی قوم کے گھر میں آگ لگا دے اور گھر اور اس کے رہنے والے جل جائیں تو اس کی کیا سزا ہے

(۵۳۷۱) سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک قوم کے گھر میں آگ لگا دی جس سے گھر جل گیا اس کے گھر والے جل گئے اور ان کا مال ومتاع جل گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس سے گھر اور مال ومتاع کا تاوان وصول کیا جائے اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے۔

---

[1] حضرت علی علیہ السلام نے ایسا فیصلہ کیا تھا جیسا کہ تہذیب ج ۲ ص ۵۰۹ پر زید کی روایت میں ہے۔

باب:۔ اگر کسی شخص کا بختی (خراسانی اونٹ) بدمستی میں کسی کو مار دے تو اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۷۲) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک بختی (خراسانی اونٹ) بدمست ہو کر گھر سے نکلا اور اس نے کسی کو مار دیا۔ اتنے میں اس مقتول شخص کا بھائی آ گیا اور اس اونٹ پر تلوار کا وار کیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بختی کا مالک دیت کا ضامن ہے اور وہ اپنے بختی کی قیمت (بھی) وصول کرے گا۔

باب:۔ قصاص کو زندہ رکھنے کیلئے کیا لازم ہے

(۵۳۷۳) علی بن حکم نے ابان احمری سے، انہوں نے ابی بصیر یحییٰ بن ابی القاسم اسدی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ وفات قریب آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دنیا کی طرف واپسی کی خواہش ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ میں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوبارہ یہی پوچھا آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: نہیں۔ بلکہ میں اپنے رفیقِ اعلیٰ سے ملنے کا خواہشمند ہوں۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کہ بہت سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع تھے: ایھا الناس (سنو) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ میری سنت کے بعد کوئی سنت ہوگی لہٰذا اس کے بعد جو کوئی اس کا دعویٰ کرے گا اور (میری سنت میں) بدعت کرے گا وہ جہنم میں جائے گا تم لوگ اسے قتل کر دینا۔ اور جو کوئی اس کی اتباع کرے وہ بھی جہنمی ہے۔ اے لوگو! قصاص کو زندہ رکھنا اور صاحبِ حق کیلئے حق کو زندہ رکھنا، اسے چھوڑ کر متفرق نہ ہو جانا، اس کی ولایت کو تسلیم کرنا، اس کی بات ماننا اور سلامت رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ لکھ دیا ہے (اپنے لئے یہ طے کر لیا ہے) کہ میں غالب رہوں گا اور میرے سارے رسول غالب رہتے ہیں۔ بیشک اللہ بڑی قوت وطاقت والا ہے۔

باب:۔ ایک چور زبردستی ایک عورت کی شرمگاہ پر قابض ہوتا ہے اور اس کے بچے کو قتل کر دیتا ہے

(۵۳۷۴) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک چور ایک عورت کے گھر میں داخل ہوا تا کہ اس کا مال ومتاع چوری کرے۔ جب اس نے اس کا کپڑا لتا جمع کر لیا تو اس کی نیت میں فتور آیا اور عورت کی عزت پر حملہ آور ہوا اتنے میں اس کا بچہ جاگ گیا تو چور نے اس کو اپنی کلہاڑی سے قتل کر دیا۔ جب سب سے فارغ ہوا تو وہ جمع کیا ہوا کپڑا لتا سب اٹھایا اور جانے لگا تو عورت نے کلہاڑی سے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ دوسرے دن اس چور کے ورثاء آئے اور خون بہا کے طالب ہوئے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جو چور کا خون بہا طلب کرتے ہوئے آئے ہیں وہ اس بچے کی دیت کے ضامن ہیں اور اس عورت پر اس چور کے قتل کا کوئی مواخذہ نہیں اس لئے کہ وہ چور تھا۔

(۵۳۷۵) محمد بن فضیل نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک چور کے متعلق دریافت کیا کہ وہ ایک عورت کے گھر میں داخل ہوا جو حاملہ تھی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے قتل کر دیا تو عورت نے ایک چھری اٹھائی اور اسے مار کر اسے قتل کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس چور کا خون رائیگاں گیا۔

(۵۳۷۶) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ایک شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو ایک عورت کے نفس کو حرام کے لئے ورغلا رہا تھا تو عورت نے اس کو ایک پتھر کھینچ کر ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت پر اس کا مواخذہ نہیں۔ یہ معاملہ اس کے اور خدا کے درمیان ہے اگر وہ امام عادل کے سامنے پیش کی جائے گی تو اس مرد کا خون رائیگاں ہوگا۔

(۵۳۷۷) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ ایک شخص ایک عورت کو غصب کرلیتا ہے (یعنی اس کی شرمگاہ کو غصب کرلیتا ہے)۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ قتل کردیا جائے گا۔

باب:۔ایک عورت اپنے شوہر کے گھر میں کسی شخص کو داخل کرلیتی ہے تو اس کا شوہر اس شخص کو قتل کردیتا ہے پھر عورت اپنے شوہر کو قتل کردیتی ہے اس پر کیا لازم آتا ہے

(۵۳۷۸) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا جب ملاپ کی شب آئی تو عورت نے اپنے دوست مرد کو کمرۂ عروسی میں بلالیا اور جب اس کا شوہر اپنی زوجہ سے ملنے گیا تو عورت کے دوست نے اس پر حملہ کردیا۔ دونوں میں گھر کے اندر رہاتھاپائی ہونے لگی بالآخر اس کے شوہر نے اس کے دوست کو قتل کردیا۔اب عورت اٹھی اور اس نے اپنے دوست کا بدلہ لینے کے لئے اپنے شوہر کو قتل کردیا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ عورت اپنے دوست کی دیت کی ضامن ہے اور شوہر کو قتل کرنے کی وجہ سے وہ قتل کردی جائے گی۔

باب:۔جو شخص عیدوں کی بھیڑ بھاڑ میں یا عرفہ میں یا کسی کنوئیں یا کسی پُل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا ہے

(۵۳۷۹) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔انہوں نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص جمعہ یا عید یا عرفہ کے اژدھام میں یا کسی کنوئیں یا پُل پر مرجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ اسے کس نے قتل کیا تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

باب:۔ایک شخص قتل ہوتا ہے اور اس کے اعضاء متفرق مقامات پر پائے جاتے ہیں

(۵۳۸۰) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے،انہوں نے فضل بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ایک ایسے شخص کے متعلق جو قتل کردیا جاتا ہے اور اس کا سر ایک قبیلہ میں ملتا ہے اور بدن کا درمیانی حصہ اور سینہ اور اس کے دنوں ہاتھ دوسرے قبیلہ میں اور باقی نچلا حصہ تیسرے قبیلہ میں ملتا ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی دیت ان لوگوں پر ہوگی جن کے قبیلہ میں اس کا درمیانی حصہ اور سینہ اور دونوں ہاتھ ملے ہیں اور اسی پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

(۵۳۸۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص قتل کردیا گیا اور اس کے اعضاء متفرق جگہ پائے گئے تو اس پر کیسے نماز پڑھی جائے گی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نماز اس حصہ پر پڑھی جائے گی جس میں اس کا قلب ہے۔

باب:۔شجاج (زخمی) اور اس کے مختلف نام

اصمعی کا قول ہے کہ اول شجاج حارصہ ہے یہ وہ ہے جو جلد چھیل دے یعنی پھاڑ دے اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ دھوبی نے کپڑے حرص کردیئے یعنی پھاڑ دیئے پھر باضعہ ہے اور یہ وہ ہے جو جلد کے بعد گوشت کو پھاڑ دے۔پھر متلاحمہ اور یہ وہ ہے جو گوشت میں داخل ہوجائے مگر سمحاق تک نہ پہنچے پھر سمحاق ہے اور یہ گوشت اور ہڈی کے درمیان ایک باریک سا چھلکا (جھلی) ہے اور ہر باریک چھلکے کو سمحاق کہتے ہیں اور اسی بنا پر کہا گیا ہے آسمان پر بادلوں

کے سماحیق ہیں۔ اور بکری کے اوپر چربی کے سمحاق ہیں۔ پھر موضحہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی واضح اور ظاہر ہو، پھر ہاشمہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی ٹوٹ جائے۔ پھر مُنقِلہ ہے اور یہ وہ ہے جس میں ہڈی کا فراش نکل آئے اور ہڈی کا فراش وہ ہے جو ہڈی کا ایک چھلکا سا گوشت کے علاوہ ہوتا ہے اور اسی بناء پر نابغہ کا قول ہے: ویتبعھم منھا فراش الحواجب. پھر مامومہ اور یہ زخم ہے جو ام راس تک پہنچتا ہے اور یہ وہ جلد ہے جو دماغ کے اوپر ہوتی ہے اور زخموں اور جراحتوں میں سے ایک جائفہ اور یہ وہ ہے جو جوف جسد تک پہنچتا ہے اور سر میں دماغ تک۔

باب:۔ وہ شخص جو کسی آدمی کو قتل کر کے بھاگ جائے اس کے لئے کیا حکم ہے

(۵۳۸۲) حسن بن علی بن فضال نے ظریف بن ناصح سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو عمداً کسی آدمی کو قتل کر کے فرار ہو گیا، گرفتار نہیں ہوا اور مر بھی گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے پاس مال ہے تو (دیت) اس میں سے لی جائے ورنہ اس کے قریب ترین رشتہ دار سے لی جائے۔

(۵۳۸۳) حسن بن علی بن فضال نے ابن بکیر سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو پکڑا گیا اور اس پر بہت سے حدود اور سزائیں (لازم) ہیں جن میں سے ایک قتل بھی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام ایسے (مجرم) پر تمام حدود پہلے جاری کرتے تھے پھر اسے قتل کرتے تھے تو تم حضرت علی علیہ السلام کے خلاف نہ کرو۔

باب:۔ سر کے زخموں اور جراحتوں کی دیت

(۵۳۸۴) قاسم بن محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ موضحہ زخم کی دیت پانچ (۵) اونٹ۔ سمحاق جو موضحہ کے علاوہ ہے اس کی دیت چار (۴) اونٹ مُنقِلہ کی پندرہ (۱۵) اونٹ اور جائفہ کی دیت کا تہائی یعنی تینتیس (۳۳) اونٹ اور مامومہ کی ایک تہائی دیت ہے۔

(۵۳۸۵) اور ابن مغیرہ کی روایت میں عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: باضعہ کی دیت تین (۳) اونٹ ہے۔

(۵۳۸۶) حسن بن محبوب نے صالح بن رزین سے، اور انہوں نے ذریح محاربی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو زخم موضحہ لگایا اور اسی مقام پر اس کو دوسرے شخص نے زخم دامیہ لگایا اور وہ آدمی مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں شخصوں پر ان کے اموال سے نصف نصف دیت لازم ہے۔

(۵۳۸۷) ابن محبوب نے حسن بن حیٔ سے، اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا سر کا زخم اور موضحہ ویسا ہی ہے جیسا چہرے کا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چہرے اور سر کا زخم اور موضحہ دیت میں دونوں برابر ہیں کیونکہ چہرہ سر ہی کا ایک حصہ ہے اور جسم کی کسی جگہ کا زخم اس کے مانند نہیں ہے۔

(۵۳۸۸) اور ابان کی روایت میں ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جائفہ جو جوف یعنی اندرونی حصہ میں پڑ جاتا ہے اس کا قصاص جائفہ والے کو لینے کا حق نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ اور مُنقِلہ جس میں سر کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں اس میں بھی کوئی قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو اور مامومہ کی ایک تہائی دیت ہے اس میں قصاص نہیں مگر یہ کہ یہی فیصلہ ہو۔ (قصاص کا مطلب ہے کہ مجرم کے ساتھ ویسا سلوک نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے دیت وصول کی جائے گی۔ واللہ واعلم)

(۵۳۸۹) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ہاشمہ میں دس (۱۰) اونٹ کی دیت کا فیصلہ فرمایا۔

(۵۳۹۰) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک شخص کو ایسا زخمی کیا کہ اس کی ہڈی واضح اور ظاہر ہوگئی پھر اس کو دوسرے نے بھی زخمی کر دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی دیت دونوں کے درمیان (نصف نصف) ہے۔

باب:۔ دیتوں کے متعلق نادر احادیث

(۵۳۹۱) عمر بن عثمان نے ابی جمیلہ سے، انہوں نے سعد اسکاف سے، اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ ایک لڑکی دوسری لڑکی پر سوار ہوئی تو ایک اور لڑکی نے نیچے والی لڑکی کے گدگدی کر دی وہ بدک کر اچھل پڑی تو اوپر والی لڑکی جو سوار تھی وہ گر پڑی اور مر گئی تو حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: گدگدی کرنے والی اور بدک کر اچھلنے والی لڑکی دونوں نصف نصف اس کی دیت ادا کریں گی۔

(۵۳۹۲) اور وہب بن وہب سے روایت ہے، انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص دوست قوم میں سے کسی کو قتل کر دے تو اس کو لازم ہے کہ جو کچھ اس پر عائد ہوتا ہے اس پر ان لوگوں سے مصالحت کرلے اس لئے کہ اس کے لئے یہ حساب بہت ہلکا ہے۔

(۵۳۹۳) عبداللہ بن سنان نے ثمالی سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: اگر کوئی شخص کسی آدمی کو کوڑا مارے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ کا کوڑا لگائے گا۔

(۵۳۹۴) اور ابن فضال کی روایت میں ان کے بعض اصحاب سے ہے۔ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: شکاری کتے کی دیت چالیس (۴۰) درہم ہے اور مویشیوں کے کتے کی دیت بیس (۲۰) اور اس کتے کی دیت جو نہ شکار کا ہو اور نہ مویشیوں کا ایک ٹوکری مٹی ہے قاتل کو چاہیے کہ وہ دے اور کتے کے مالک کو چاہیے کہ اسے قبول کرے۔ (مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی دیت نہیں)۔

(۵۳۹۵) محمد بن سنان نے ابی الجارود سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خچر تھا وہ جس کے کھیت میں پڑ جاتا اسے کوئی نہیں ہنکاتا تھا۔ چنانچہ وہ بنی مدلج کے ایک آدمی کے گنے کے کھیت میں پڑ گیا تو اس نے اپنا تیر کمان میں جوڑ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے کہا: خدا کی قسم میں تجھے نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تو اس کی دیت ادا نہ کر دے، چنانچہ اس نے چھ سو (۶۰۰) درہم ادا کیے۔ بظاہر یہ خچر کی دیت ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کی قیمت ہو۔

(۵۳۹۶) اور جمیل بن دراج نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کا ہاتھ توڑ دیا پھر وہ ہاتھ اچھا ہوگیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں قصاص نہیں وہ دیت دے گا۔

(۵۳۹۷) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین رواسی سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: ایک عورت حمل سے ڈرتی ہے کیا وہ کوئی دوا پی لے کہ جو کچھ اس کے پیٹ میں ہے وہ گر جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا:: مگر وہ تو ابھی نطفہ ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سب سے پہلے تو نطفہ ہی خلق ہوتا ہے۔

(۵۳۹۸) حسین بن سعید نے فضالہ سے، انہوں نے داؤد بن فرقد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: داؤد بن علی (بن عبداللہ بن عباس امیر مدینہ) نے مجھ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک آدمی کے گھر آتا تھا اس آدمی نے منع کیا کہ وہ اس کے گھر نہ آیا کرے مگر اس نے بات ماننے سے انکار کیا تو وہ سلطانِ وقت کے پاس گیا۔ سلطانِ وقت نے کہا: اگر وہ ایسا کرے تو اس کو قتل کر دو چنانچہ اس نے اس کو قتل کر دیا، آپ (علیہ السلام) کی اس میں کیا رائے ہے؟ فرمایا: میری رائے میں اس کو قتل نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ اگر یہ بات قائم رہی تو

ہر آدمی اپنے دشمن کے لئے اگر چاہے تو یہ کہے کہ وہ میرے گھر آیا تھا میں نے اس کو قتل کر دیا۔

(۵۳۹۹) محمد بن احمد بن یحییٰ نے علی بن اسماعیل سے، انہوں نے احمد بن نضر سے، انہوں نے حصین بن عمرو سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ ابن ابی الحسین نے اپنی عورت کے شکم پر ایک آدمی کو سوار دیکھا تو اسے قتل کر دیا اب اس مقدمہ کا فیصلہ قاضیوں کے لئے مشکل نظر آرہا ہے لہٰذا حضرت علی علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرو تو ابوموسیٰ نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم یہ واقعہ تو یہاں یعنی کوفہ میں بلکہ اس کے اطراف میں کہیں نہیں ہوا اور نہ یہ معاملہ ہمارے سامنے پیش ہوا پھر یہ مقدمہ تیرے پاس کہاں سے آ گیا؟ تو اس نے بتایا کہ مجھے معاویہ نے خط میں لکھا کہ ابن ابی الحسین نے ایک شخص کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھا تو اسے قتل کر دیا اب قاضیوں کے لئے اس معاملہ کا فیصلہ مشکل ہو گیا، اس معاملہ میں آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں ابوالحسن ہوں اگر چار گواہوں کے ساتھ آ کر گواہی گزرے تو ٹھیک ورنہ سب کچھ اس کے حق میں دیدیا جائے گا۔

(۵۴۰۰) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل سے، انہوں نے ہمارے اصحاب سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مقتول کا وارث مرجائے تو اس کی جگہ وارث کا لڑکا خون کے مطالبے کے لئے کھڑا ہوگا۔

(۵۴۰۱) محمد بن قیس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنینؑ نے فیصلہ فرمایا: اگر گھوڑے کی آنکھ پھوٹ جائے تو جس دن اس کی آنکھ پھوٹی اس دن اس کی قیمت کی ایک چوتھائی کی رقم دیت ہوگی۔

(۵۴۰۲) اور امیر المومنین علیہ السلام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ ایک اونٹ میں چار آدمی شریک تھے اور اس میں سے ایک آدمی نے اس اونٹ کو اپنے پاس باندھا تو اونٹ چلا اور اپنے پاؤں کے چھنے کے ساتھ اچھل کود کرنے لگا اور پھسل کر گر پڑا اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی تو جس نے اس کو اپنے پاس باندھا تھا اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ہمارے اونٹ کا نقصان ہم لوگوں کو دو۔ تو آنجناب علیہ السلام نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا: تم لوگ اس کا نقصان اس کو دو اس لئے کہ اس نے تو اپنا حصہ باندھ لیا تھا تم لوگوں کا حصہ اس کے حصہ کو بھی لے گیا۔

(۵۴۰۳) محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے وہ اپنے اسناد کے ساتھ اس روایت کو اوپر لے گئے مامون تک کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو کنوئیں میں گرا دیا اور وہ مر گیا تو مامون نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اس شخص نے کہا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے آواز سنی الغوث الغوث (مدد کو پہنچو) تو میں نہایت تیزی کے ساتھ اپنے گھر سے دوڑا میرے ساتھ میری تلوار بھی تھی چنانچہ میں اس آدمی کی طرف سے ہو کر گزرا وہ کنوئیں کے کنارے کھڑا ہوا تھا میرا دھکا اس کو لگا اور وہ کنوئیں میں گر گیا۔ مامون نے فقہاء سے اس کے متعلق دریافت کیا تو بعض نے کہا کہ اس سے قصاص لیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے کیا جائے تو اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس کے متعلق خط لکھ کر دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی دیت ان آواز دینے والوں پر ہے جنہوں نے الغوث الغوث کی آواز دی تھی۔ تو فقہاء نے اس کو عجیب سمجھا اور مامون سے کہا: آپ ان سے دریافت کریں کہ یہ فتویٰ انہوں نے کہاں سے دیا۔ مامون نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ہوا پر دعویٰ دائر کیا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر تھی کہ ہوا نے مجھ کو دھکا دیا اور میں گر گئی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ ہوا نے جواب دیا: یا نبی اللہ بنی فلاں کی کشتی سمندر میں تھی اور کشتی والے ڈوبنے والے تھے تو میں اس عورت کی طرف سے ہو کر گزری اور میں اس وقت بہت عجلت میں تھی تو اس عورت کو دھکا لگا اور یہ گر گئی اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: اس عورت کے ہاتھ کی دیت کشتی والوں پر ہے۔

(۵۴۰۴) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے کہ عمر بن خطابؓ کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا کہ اس نے فلاں شخص کے بھائی کو قتل کر دیا ہے تو انہوں

نے اسے مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیا کہ لے جا اسے قتل کر دے تو اس کو قتل کرنے کے لئے ایک تلوار ماری اور اس کے اعزا اس کو گھر اُٹھا لے گئے اور دیکھا کہ اس میں کچھ کچھ جان باقی ہے چنانچہ ان لوگوں نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا اور گھر سے باہر نکلا تو مقتولِ اوّل کے بھائی نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ تو میرے بھائی کا قاتل ہے اور مجھے حق ہے کہ تجھے قتل کر دوں۔ اس نے جواب دیا کہ تم تو مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکے اور عمرؓ کے پاس گیا تو انہوں نے اس کو پھر سے قتل کا حکم دیدیا اور وہ وہاں سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ اے لوگو خدا کی قسم یہ مجھے ایک مرتبہ قتل کر چکا ہے تو لوگ اس کو حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے پاس لائے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے قتل میں جلدی نہ کرو، میں ابھی تم لوگوں کے پاس آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ عمرؓ کے پاس گئے اور کہا کہ اس کا فیصلہ تو یہ نہیں ہے۔ عمرؓ نے پوچھا: پھر کیا ہے اے ابوالحسن؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ پہلے مقتول اوّل کے بھائی سے اپنا بدلہ تو لے لے جو اس نے اس کے ساتھ کیا ہے پھر اس کے بعد وہ اس کو بھائی کے بدلے قتل کرے۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر وہ بدلہ لیتا ہے تو میری جان چلی جائے گی اس لئے اس کو معاف کیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا۔

باب:۔ وصیت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے

(۵۴۰۵) حسن بن محبوب نے مقاتل بن سلیمان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سردارِ انبیاء ہوں اور میرا وصی سردارِ اوصیاء ہے اور اس کے اوصیاء سردارانِ اوصیاء ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کی کہ وہ ان کے لئے ایک صالح وصی قرار دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے انبیاء کو نبوت سے سرفراز کیا پھر اپنی مخلوقات میں سے چند لوگوں کو منتخب کیا اور ان میں سے جو سب سے بہتر تھے انہیں اوصیا قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم تم شیثؑ کو اپنا وصی بناؤ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شیثؑ کو اپنا وصی بنایا اور وہی ہبۃ اللہ بن آدمؑ ہیں اور شیثؑ نے اپنے فرزند شبانؑ کو اپنا وصی بنایا اور یہی اس نزلہ حوریہ کے بیٹے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے فرزند شیثؑ سے کر دیا تھا۔ اور شبانؑ نے محلثؑ کو اپنا وصی بنایا پھر محلثؑ نے محوقؑ کو اپنا وصی بنایا اور محوقؑ نے غثمیشاؑ کو وصی بنایا اور غثمیشاؑ نے اخنوخؑ کو وصی بنایا اور یہی ادریس پیغمبر علیہ السلام ہیں۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام نے ناحورؑ کو وصی بنایا اور ناحورؑ نے اپنی وصیت حضرت نوح علیہ السلام کے حوالہ کی اور نوح علیہ السلام نے سامؑ کو وصی بنایا، سامؑ نے عثامرؑ کو انہوں نے برغیثاشاؑ کو اور برغیثاشاؑ نے یافثؑ کو اور یافثؑ نے بَرّہؑ کو اور بَرّہؑ نے جفسیّہؑ کو اور جفسیّہؑ نے عمرانؑ کو اور عمرانؑ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عہدِ وصیت سپرد کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور حضرت اسماعیلؑ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بثریا علیہ السلام کو اور بثریا علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو وصایت سپرد کی۔ اور موسیٰ بن عمرانؑ نے یوشع بن نونؑ کو اور یوشع بن نونؑ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمانؑ کو اور حضرت سلیمانؑ نے آصفؑ بن برخیا کو اور آصفؑ بن برخیا نے حضرت زکریاؑ کو اور حضرت زکریاؑ نے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو، حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ نے شمعونؑ بن حمون صفا کو، شمعونؑ نے حضرت یحییٰؑ بن زکریاؑ کو، یحییٰؑ بن زکریاؑ نے منذرؑ کو اور منذرؑ نے سلیمہؑ کو اور سلیمہؑ نے بردہؑ کو اپنا وصی بنایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور بردہؑ نے یہ وصیت میرے حوالہ کی اور اے علیؑ وہ وصایت میں تمہیں دے رہا ہوں اور تم یہ وصایت اپنے وصی کو دو گے اور تمہارا وصی اپنے اور اوصیاء کو دے گا جو تمہاری اولاد میں ایک کے بعد دوسرا ہوگا۔ یہاں تک کہ تمہارے بعد جو روئے زمین میں سب سے بہتر ہوگا اس کو یہ وصایت دی جائے گی اور سنو کہ امت تم سے انکار کرے گی اور تم پر اختلاف شدید رکھے گی مگر جو تم پر ثابت قدم ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ میرے ساتھ مقیم ہے اور تم کو چھوڑنے والا جہنم میں ہوگا اور جہنم کافروں کی بازگشت

ہے۔

اور بہت سی احادیث قوی اسناد کے ساتھ وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم خدا سے اپنا وصی بنایا حضرت علی ابن ابی طالب کو، حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے اپنا وصی بنایا حضرت امام حسن علیہ السلام کو اور امام حسن علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا امام حسین علیہ السلام کو اور امام حسین علیہ السلام نے اپنا وصی بنایا حضرت علیؑ ابن الحسین علیہ السلام کو اور حضرت علیؑ ابن الحسینؑ نے اپنا وصی بنایا حضرت محمدؑ بن علیؑ باقر کو اور حضرت محمدؑ بن علیؑ باقرؑ نے اپنا وصی بنایا حضرت جعفرؑ بن محمدؑ الصادق کو اور حضرت جعفرؑ بن محمدؑ الصادق نے اپنا وصی بنایا حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو اور حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضاؑ کو اور حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضاؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت محمدؑ بن علیؑ کو اور محمدؑ بن علیؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت علیؑ بن محمدؑ کو اور علیؑ بن محمدؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حسنؑ ابن علیؑ کو اور حضرت حسنؑ بن علیؑ نے اپنا وصی بنایا اپنے فرزند حضرت حجۃ اللہ القائم بالحق کو کہ اگر دنیا کے وجود کو صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دیگا کہ اس میں وہ دنیا کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ صلوات اللّٰہ علیه وعلی آبائه الطاهرین.

(۵۴۰۶) یونس بن عبدالرحمٰن نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی صحف ابراہیمؑ میں ماحی ہے اور موسیٰؑ کی تورات میں حاد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی انجیل میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور فرقان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ ماحی سے کیا مراد ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اصنام کو محو کرنے والا۔ اوثان واز لام اور خدائے رحمٰن کے سوا جن جن چیزوں کی پرستش کی جاتی ہے اس کو مٹانے والا۔ پھر عرض کیا گیا: کہ حاد سے کیا مراد ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے دین سے دشمنی کرے گا اس کا دشمن ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا دور۔ پھر عرض کیا گیا: احمد کا کیا مطلب ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اپنے اقوال وافعال سے اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کرنے والا۔ عرض کیا گیا: اور محمدؐ کے کیا معنی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے تمام انبیاء اور اس کے تمام رسول اور ان کی تمام امتیں ان کی تعریف کرتی ہیں اور ان پر درود بھیجتی ہیں۔ اور آنجنابؐ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہوا محمد رسول اللہؐ ہے اور آپؐ یمنی کنٹوپ اور کان والا خود جنگوں میں پہنا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے پاس ایک برچھی تھی جس پر آپ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے اور دونوں عیدوں کے موقع پر نکالتے اور اس کو لے کر خطبہ دیتے اور آپؐ کا طویل عصا تھا جس نام ممشوق تھا اور آپؐ کے پاس بالوں کا ایک بڑا خیمہ تھا جس کا نام کن تھا اور آپؐ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام السعۃ تھا اور آپؐ کے پاس ایک اور بڑا پیالہ تھا جس کا نام ری تھا اور آپؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز تھا اور دوسرے کا نام سکب تھا۔ اور آپؐ کے پاس دو خچر تھے ایک کو دلدل کہا جاتا اور دوسرے کو شہباء۔ آپؐ کے پاس دو ناقے تھے ایک کو عضباء اور دوسرے کو جدعاء کہا جاتا۔ آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں ایک کا نام ذوالفقار تھا دوسری کا نام عون تھا۔ آپؐ کے پاس دوسری دو اور تلواریں تھیں ایک کا نام مخذم تھا اور دوسری کا رسوم تھا۔ آپؐ کے پاس ایک گدھا تھا جس کا نام یعفور تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک زرہ تھی جس کا نام ذات الفضول تھا جس کی تین چاندی کی کڑیاں تھیں ایک کڑی آپؐ کے سامنے کی طرف اور دو کڑیاں پیچھے کی طرف۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک جھنڈا تھا جس کا نام عقاب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر آپؐ سامان لادتے تھے جس کو دیباج کہا جاتا تھا۔ آپؐ کے پاس ایک علم (جھنڈا) تھا جس کا نام معلوم تھا۔ آپ کے پاس ایک مغفر (یعنی خود) تھا جس کا نام اسعد تھا۔ آپؐ نے وقتِ وفات یہ تمام چیزیں حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کر دی تھیں اور اپنی انگوٹھی اتار کر حضرت علی علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے بتایا کہ آپؐ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے قبضہ میں سے میں نے ایک صحیفہ پایا جس میں تین فقرے لکھے ہوئے تھے: جو تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے ملتے رہو۔ سچ بات کہو خواہ تمہارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

جو تمہارے ساتھ برا سلوک کرے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(۵۴۰۷) معلّی بن محمد بصری نے جعفر بن سلیمان سے، انہوں نے عبداللہ بن حکم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی (علیہ السلام) میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ اوران کی زوجہ فاطمہ (علیہا السلام) تمام عالم کی عورتوں کی سردار میری دختر ہے اور حسن (علیہ السلام) وحسین (علیہ السلام) جوانانِ اہل جنت کے سردار، یہ دونوں میرے فرزند ہیں۔ جس نے ان سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ جس نے ان لوگوں پر ظلم کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ جس نے ان لوگوں سے نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی۔ اللہ اس سے میل ملاپ رکھے جو ان لوگوں سے میل ملاپ رکھے، اللہ اس شخص سے قطع تعلق کرے جو ان لوگوں سے قطع تعلق کرے، اللہ اس کی مدد کرے جو ان لوگوں کی مدد کرے، اللہ اس کی مدد نہ کرے جو ان لوگوں کی مدد نہ کرے۔ پروردگارا گر تیرے انبیاء اور رسولوں میں سے کسی کے ثقل اور اہل بیتؑ ہوئے ہیں تو علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ میرے اہل بیت اور میرے ثقل ہیں تو ان لوگوں سے ہر طرح کی پلیدگی کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

(۵۴۰۸) ابن عباسؓ سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرماتے تھے: اے علی (علیہ السلام) تم میرے وصی ہو، میں نے اپنے ربّ کے حکم سے تم کو اپنا وصی بنایا ہے اور تم میرے خلیفہ ہو میں نے اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اے علی (علیہ السلام) تم ہی وہ ہو کہ میرے بعد میری امت والے جن باتوں میں اختلاف کریں گے اس کی تم وضاحت کرو گے۔ ان میں تم میرے قائم مقام ہو تمہارا حکم میرا حکم ہے تمہاری اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ تمہاری نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔

(۵۴۰۹) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے، انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید، سے انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی القاسم سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد بارہ (۱۲) ائمہ ہوں گے جن میں سب سے اول (حضرت) علیؑ ابن ابی طالب اور سب سے آخری قائمؑ ہوں گے یہی لوگ میرے خلفاء، میرے اوصیاء، میرے اولیاء اور میرے بعد میری امت پر اللہ کی حجت ہوں گے۔ ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان سے انکار کرنے والا کافر ہوگا۔

(۵۴۱۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں اور میں ان سب کا سردار اور ان سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب سے زیادہ مکرم ہوں۔ اور ہر نبی کا ایک وصی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کو وصی بناتا ہے اور میرے وصی علیؑ ابن ابی طالبؑ ان سب کے سردار اور سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم ہیں۔

(۵۴۱۱) حسن بن محبوب نے ابی الجارود سے، انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے سامنے ایک لوح (تختی) رکھی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ اس میں اوصیاء کے اسماء لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے شمار کیا تو وہ بارہ عدد تھے۔ ان میں سے ایک قائمؑ اور ان میں سے تین محمد اور چار علی علیہم السلام تھے۔

میں نے اپنی کتاب 'کمال الدین و تمام النعمة فی اثبات الغیبة و کشف الحیرة' میں اسی موضوع پر بہت سی احادیث صحیح السند تحریر کردی ہیں یہاں ان میں سے کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے اس لئے کہ میں نے اس کتاب کو صرف فقہ کے لئے رکھا ہے اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے

والا ہے اور ثواب حاصل کرنے میں معین و مددگار ہے۔

باب:۔اللہ تعالیٰ یہ احسان کرتا ہے کہ اپنے بندے پر وفات کے وقت اس کی آنکھ کان اور عقل کو واپس کر دیتا ہے تا کہ وہ وصیت کر لے

(۵۴۴۲) محمد بن ابی عمیر نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس بھی مرنے والے کا وقتِ وفات قریب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھ اس کے کان اور اس کی عقل اس کو واپس کر دیتا ہے تا کہ وہ وصیت کر لے۔اب یہ اس کا کام ہے کہ وصیت کرلے یا چھوڑ دے۔یہی وہ راحت ہے جس کو موت کی راحت کہتے ہیں پس یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

باب:۔وصیت ترک کرنے والے پر اللہ کی حجت

(۵۴۴۳) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے زکریا مومن سے، انہوں نے علی بن ابی نعیم سے، انہوں نے ابی حمزہ سے اور انہوں نے بعض ائمہ علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: اے ابن آدم میں نے تجھ پر تین مہربانیاں کیں۔میں نے تیرے وہ گناہ چھپائے کہ اگر تیرے گھر والوں کو معلوم ہو جاتے تو وہ تجھے دفن بھی نہ کرتے۔اور میں نے تیرے رزق میں وسعت اور کشادگی دی۔پھر میں نے تجھ سے قرض مانگا مگر تو نے کوئی عمل خیر نہیں کیا۔اور میں نے تیری موت کے وقت تجھے مہلت دی کہ تو اپنے ایک تہائی مال کے لئے کارِ خیر کی وصیت کرلے مگر تو نے اس وقت بھی کارِ خیر نہیں کیا۔

باب:۔وصیت ہر مسلمان پر فرض ولازم ہے

(۵۴۴۴) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ آنجناب علیہ السلام سے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آنجنابؑ نے فرمایا: یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۵۴۴۵) علاء نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: وصیت فرض ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وصیت کی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ وصیت کرے۔[1]

باب:۔زکوٰۃ میں جو کمی رہ جاتی ہے اس کی تکمیل وصیت سے ہوتی ہے

(۵۴۴۶) مسعدہ بن صدقہ ربعی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے: زکوٰۃ میں جو نقص رہ جاتا ہے وصیت اس کو پورا کر دیتی ہے۔

---

[1] یعنی ان ترک خیر الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف و کان ذلک حقاً علی المتقین (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۰) [اگر وہ مال چھوڑے تو اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں مناسب وصیت کر دے۔خدا سے ڈرنے والوں کے لئے (یہ بھی) ایک حق ہے] تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے بتوسط اپنے آباؤ اجداد کے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنی موت کے قریب اپنے ایسے اقرباء کے لئے جن کو کوئی ورثہ نہ پہنچے گا کوئی وصیت نہ کی تو اس نے اپنے اعمال کا خاتمہ نافرمانی پر کیا۔چند حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی وصیت کا اختیار ایک تہائی مال متروکہ تک میں ہے۔

باب:۔اس شخص کا ثواب جو وصیت کرے اور ان میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے

(۵۴۱۷) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب کا ارشاد ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص وصیت کرے اور اس میں کسی کے ساتھ ناانصافی اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اپنی زندگی میں تصدق کیا ہو۔

باب:۔اس شخص کے متعلق جو اپنے ان قرباء کے لئے کوئی وصیت نہیں کرتے جو اس کے مال میں میراث پانے والے نہیں ہیں، کم کیلئے وصیت یا زیادہ کے لئے

(۵۴۱۸) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے، انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: جو شخص اپنی موت کے وقت اپنے صاحبان قرابت کے لئے کوئی وصیت نہ کرے[۱] اس کا عمل گناہ پر ختم ہوگا۔

باب:۔جو شخص موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کر سکا

(۵۴۱۹) عباس بن عامر نے ابان سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی موت کے وقت اچھی طرح وصیت نہ کرے سمجھ لو کہ اس کی مروت اور اس کی عقل میں نقص تھا۔ نیز فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت علی ابن حسین علیہما السلام کو وصیت کی اور حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے محمد بن علی الباقر علیہما السلام کو وصیت کی۔

باب:۔اس شخص کا ثواب جس کا خاتمہ اچھے قول یا اچھے عمل پر ہو

(۵۴۲۰) احمد بن نضر خزاز نے عمرو بن شمر سے، انہوں نے جابر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس شخص کا خاتمہ لا الہ الا اللّٰہ کے ساتھ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جس شخص کا خاتمہ دن کو روزہ رکھے ہوئے ہو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کا خاتمہ صدقہ پر ہو جس سے وہ خدا کی خوشنودی چاہتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

باب:۔وارثوں کو ضرر پہنچانے کے متعلق جو کچھ حدیث میں ہے

(۵۴۲۱) عبداللہ بن مغیرہ نے سکونی سے، انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ وہ مال میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا جس سے میری اولاد کو ضرر پہنچے یا ان سے غفلت کا باعث ہو۔

---

[۱] 'تہذیب' ج ۲ ص ۳۸۲ پر یہی روایت ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے 'جو اس کے وارث نہ ہوں' اور یہ مصنف رحمہ اللہ کے عنوان کے موافق ہے شاید کاتب سے چھوٹ گیا ہے۔

باب:۔ وصیت میں عدل اور جور (ظلم)

(۵۴۴۲) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ سے، انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو وصیت میں عدل سے کام لے گا وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے زندگی میں صدقہ دیا ہو اور جس نے اس میں ناانصافی اور جور سے کام لیا تو قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچے گا تو وہ اس کی طرف رخ نہ کرے گا۔

باب:۔ گناہان کبیرہ کے متعلق وصیت میں ظلم و جور

(۵۴۴۳) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ سے، انہوں نے حضرت جعفرؑ بن محمدؑ سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ وصیت میں ظلم و ناانصافی گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔

باب:۔ کس مقدار میں وصیت کرنا مستحب ہے

(۵۴۴۴) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے: وصیت مال کے پانچویں حصہ میں ہونی چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بھی پانچواں حصہ ہی پسند فرمایا ہے۔ نیز فرمایا: پانچویں حصہ میں وصیت میانہ روی ہے اور چوتھے حصہ میں قابل برداشت ہے تیسرے حصہ میں ظلم ہے۔

(۵۴۴۵) حمادؔ بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر رہا ہے یعنی حالت احتضار میں ہے۔ اب اس کو اپنے مال میں (وصیت کرنے کا) کتنا حق ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ایک تہائی مال اور عورت کو بھی اتنا ہی۔

(۵۴۴۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں اپنے مال کے پانچویں حصہ کیلئے وصیت کروں تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں چوتھائی کے لئے وصیت کروں اور چوتھے حصے کے لئے وصیت کرنا میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے، بجائے اس کے کہ میں تیسرے حصے کیلئے وصیت کروں۔ اور جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور مبالغہ سے کام لیا۔ اور فرمایا: جس نے ایک تہائی کے لئے وصیت کی اس نے کچھ نہیں چھوڑا وہ آخری حد کو پہنچ گیا۔

(۵۴۴۷) اور حسن بن علی نے حمادؔ بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: جس نے ایک تہائی کیلئے وصیت کی اس نے اپنے وارثوں کو ضرر پہنچایا اور پانچویں حصے کے لئے وصیت کرنا افضل و بہتر ہے تیسرے حصے کے لئے وصیت کرنے سے۔ اور فرمایا: جس نے تیسرے حصے کیلئے وصیت کی اس نے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔

باب:۔ میت کو اپنے مال میں سے کتنا حق (وصیت) ہے اور وصیت کو نیکی کی طرف پلٹانے کے لئے لازم ہے

(۵۴۴۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مر گیا اور اس نے سارے مال یا اکثر مال کے لئے وصیت کر دی۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وصیت معروف و نیکی کی طرف پلٹا دی جائے اور اہل میراث کو میراث دی جائے۔

(۵۴۲۹) ابن ابی عمیر نے مرازم سے، انہوں نے عمار ساباطی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: مرنے والے کا اپنے مال پر سب سے زیادہ حق ہے جب تک کہ اس کی روح اس سے مفارقت نہ کر جائے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: اور اگر وہ (وصیت میں) حد سے تجاوز کرے تو اس کے لئے ایک تہائی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

(۵۴۳۰) ہارون بن مسلم نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے، انہوں نے امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص مر گیا، اس کی چھوٹی بچی تھی اور چھ عدد غلام تھے مرتے وقت اس نے ان سب کو آزاد کر دیا اور ان غلاموں کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی مال نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: پھر تم لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ لوگوں نے کہا: لوگوں نے اس کو دفن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں اس کو اہل اسلام کے ساتھ ہرگز دفن نہ کرتا کیونکہ اس نے اپنی اولاد کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لئے چھوڑ دیا۔

(۵۴۳۱) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: براء بن معرور انصاری مدینہ میں پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ براء کا وقت وفات آیا تو اس نے وصیت کی کہ میرا رخ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے اور اس نے اپنے مال میں سے ایک تہائی کی وصیت کی تو اس سے یہ سنت جاری ہو گئی۔

(۵۴۳۲) احمد بن محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط میں لکھا کہ درّہ بنت مقاتل نے وفات پائی اور فلاں موضع میں زمین کے قطعات چھوڑے اس میں سے ایک تہائی سے زیادہ ہمارے سردار کے لئے وصیت کی گئی ہے اور ہم لوگ اس کے وصی ہیں۔ ہم لوگوں کا جی تو یہی چاہتا ہے کہ سب ہمارے سردار کا ہو جائے پس اگر حکم ہو کہ ہم لوگ بعینہ اس کی وصیت پر عمل کریں تو ہم لوگ اسی پر عمل کریں گے اور اس کی وصیت کو چھوڑ کر کوئی اور حکم ہو تو لوگ ان شاء اللہ اس پر عمل کریں گے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے خط لکھا کہ اس کو اپنے ترکہ میں ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہاں اگر تم لوگ خود وارث ہو اور دینا چاہتے ہو تو یہ تم لوگوں کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ جائز ہے۔

(۵۴۳۳) اور صفوان نے مرازم سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جو حالت مرض میں کسی کو کوئی شے دیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اس شے کو اپنے سے جدا کر دیا ہے تو جائز ہے اور اگر اس نے اس کے لئے وصیت کی ہے (جدا نہیں کیا ہے) تو وہ بھی ایک تہائی میں ہو گی۔

باب :۔ وصیت نامہ

(۵۴۳۴) علی بن ابراہیم بن ہاشم نے علی بن اسحاق سے، انہوں نے حسن بن حازم کلبی سے جو ہشام بن سالم کی بہن کا لڑکا ہے، اس نے سلیمان بن جعفر سے جو جعفری نہیں ہے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص موت کے وقت اچھی وصیت نہ کرے اس کی مروت اور عقل میں نقص ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مرنے والا کس طرح وصیت کرے؟؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اس کی وفات کا وقت قریب ہو اور سب لوگ جمع ہوں تو یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ الْبَعْثَ حَقٌّ، وَالْحِسَابَ حَقٌّ، وَالصِّرَاطَ حَقٌّ، وَالْقَدَرَ وَالْمِيْزَانَ حَقٌّ، وَاَنَّ الدِّيْنَ كَمَا وَصَفْتَ وَاَنَّ الْاِسْلَامَ كَمَا شَرَعْتَ، وَاَنَّ الْقَوْلَ كَمَا حَدَّثْتَ، وَاَنَّ الْقُرْآنَ كَمَا اَنْزَلْتَ، وَاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ، جَزَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا عَنَّا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَحَيَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ بِالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ يَا عُدَّتِيْ عِنْدَ كُرْبَتِيْ، وَيَا صَاحِبِيْ عِنْدَ شِدَّتِيْ، وَيَا وَلِيَّ نِعْمَتِيْ اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ آبَائِيْ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ اَقْرَبُ مِنَ الشَّرِّ وَاَبْعَدُ مِنَ الْخَيْرِ، فَآنِسْ فِي الْقَبْرِ وَحْشَتِيْ وَاجْعَلْ لِيْ عَهْدًا يَوْمَ اَلْقَاكَ مَنْشُوْرًا.

(اے اللہ! اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے اور ظاہر و باطن کے جاننے والے، اے رحمٰن و رحیم۔ اے اللہ میں تجھ سے اس دار دنیا میں عہد کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے، تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم حق ہے اور حشر و نشر حق ہے اور حساب حق ہے صراط حق ہے اور قدر و میزان حق ہے اور دین وہی ہے جیسا کہ تو نے بیان کیا اور اسلام وہی ہے جیسی کہ تو نے تشریح کی اور بات وہی ہے جو تو نے بتائی اور قران وہی ہے جیسا تو نے نازل فرمایا۔ بیشک تو ہی اللہ ہے جو بالکل حق اور واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین جزاء عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کو تحفہ سلام پہنچائے۔ اے اللہ! اے میرے کرب و مصیبت میں گرفتار ہوتے وقت میرے لئے ذخیرہ اور اے میری تکلیف اور شدت میں میرا ساتھ دینے والے، اے اللہ مجھے طرح طرح کی نعمت دینے والے۔ اے میرے اللہ اور میرے باپ دادا کے اللہ تو چشم زدن کے لئے بھی مجھے اپنے سے جدا نہ کر اس لئے کہ اگر تو نے مجھے اپنے سے جدا کیا تو میں برائی سے زیادہ قریب اور اچھائی سے زیادہ دور ہو جاؤں گا۔ پس تو قبر میں گھبراہٹ کے وقت میرا جی بہلانا اور میں تیری بارگاہ میں جس دن حاضر ہوں تو اس دن میرے عہد و پیمان کو کھلا رکھنا۔)

پھر اپنی حاجتوں کیلئے وصیت کرے۔ اور اس وصیت کی تصدیق قران میں اس سورہ کے اندر ہے جس میں حضرت مریمؑ کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے اندر: لایملکون الشفاعة الامن اتخذ عندالرحمن عهدا (شفاعت کے مالک اور کوئی نہ ہونگے بس صرف وہ لوگ ہونگے جو اللہ کی بارگاہ سے عہد و پیمان لیے ہوئے ہونگے۔) (سورہ مریم آیت ۸۷) تو یہ میت کا عہد نامہ ہے اور وصیت ہر مسلمان پر فرض ہے اور اس پر یہ بھی لازم ہے کہ اس وصیت کو محفوظ رکھے اور اس کی تعلیم دے۔ اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مجھے اس کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اس کا علم دیا گیا۔

(۵۴۳۵) حسین بن سعید نے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے حسین علوان نے، انہوں نے روایت کی عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علی (علیہ السلام) میں خود تمہارے لئے تم کو چند باتیں بتاتا ہوں ان کو یاد رکھنا۔ پھر فرمایا: اے اللہ اس کی مدد کرنا۔ پہلی بات سچائی ہے پس کبھی تمہارے منہ سے کوئی جھوٹی بات نہ نکلے۔ دوسری بات پرہیز گاری ہے زنہار کبھی خیانت کی جرأت بھی نہ کرنا۔ تیسرے خوف خدا ہے تم اس طرح ڈرو جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ چوتھے کثرت گریہ ہے اللہ کے خوف سے تمہارے ہر قطرہ اشک سے تمہارے لئے جنت میں ایک گھر بنے گا۔ پانچویں اپنے دین کے لئے تم اپنا خون اور اپنا مال خرچ کرو۔ چھٹے تم میری نماز، میرے روزہ اور میرے صدقہ میں میری سنت کو اختیار کیے رہنا۔ اور نماز تو یہ پچاس رکعت ہے اور روزہ تو ہر ماہ تین دن ہے۔ مہینہ کے اول پنجشنبہ کو، وسط چہار شنبہ کو اور آخری پنجشنبہ کو۔ اور صدقہ تو یہ تمہاری کوشش ہے، اتنا صدقہ دو کہ لوگ کہیں کہ تم نے اسراف کیا

حالانکہ تم اسراف سے کام نہ لو گے۔ اور تم پر نمازِ شب لازم ہے۔ تم پر نمازِ شب لازم ہے اور تم پر نمازِ زوال لازم ہے ۱؎ اور تم پر ہر حال میں قرآن کی تلاوت لازم ہے اور تم پر نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا اور واپس لٹکانا لازم ہے اور تم پر ہر نماز کے لئے وضو میں مسواک لازم ہے، تم پر حسن اخلاق لازم ہے اور تم پر بداخلاقی سے اجتناب لازم ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اپنے نفس کے سوا کسی اور کو برا نہ کہو۔

(۵۴۳۶) سُلَیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے موقع پر میں شاہد بنا جس وقت وہ اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرما رہے تھے اور آنجنابؑ نے اپنی وصیت پر امام حسینؑ و محمدؒ (حنفیہ) اور اپنی تمام اولاد اور اپنے اہل بیتؑ کے اکابر اور شیعوں کو بھی شاہد بنایا۔ پھر آنجنابؑ نے اپنی تحریریں اور اسلحے ان کے حوالے کر دیئے۔ پھر فرمایا: اے فرزند مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں تم کو اپنا وصی بناؤں اور تمہیں اپنی تحریریں اور اسلحے حوالے کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی تحریریں اور اسلحے میرے حوالے کیے اور مجھے حکم دیا تھا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہارا وقتِ وفات قریب ہو تو یہ ساری چیزیں اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے حوالے کر دو۔ اس کے بعد آنجنابؑ اپنے فرزند حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اسے اپنے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ کے حوالے کرو۔ پھر آنجناب علیہ السلام ان کے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے ۲؎ اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اپنی وصیت اپنے فرزند محمدؑ بن علیؑ کے حوالے کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور میری طرف کا ان کو سلام پہنچا دینا۔

پھر آنجناب علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اے فرزند تم ولی امر اور میرے خون کے وارث ہو اگر تم عفو کر دو تو تمہیں اس کا حق ہے اور اگر تم قتل کر دو تو ایک ضرب کی جگہ صرف ایک ضرب اس سے تجاوز نہ کرنا پھر فرمایا کہ لکھو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو علیؑ ابن ابی طالبؑ نے کی ہے۔ وہ وصیت کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام ادیان پر غالب آئے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔ پھر میری نماز، میری عبادت، میری حیات، میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ پھر میں تم کو وصیت کرتا ہوں اے حسن (علیہ السلام) نیز اپنی تمام اولاد اور اپنے اہل بیت اور مومنین میں سے ان تمام لوگوں کو جن کے پاس میری یہ تحریر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں وہ تم لوگوں کا رب ہے اور تم لوگوں کو موت آئے تو مسلمان ہونے کی حالت میں۔ اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو، آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور یاد کرو اس بخشش کو جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر کی ہے جب تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ صلح و صفائی سے رہنا افضل ہے عام طور پر نماز اور روزہ سے۔ اور آپس میں بغض و عداوت دین کی بیخ کنی اور آپس میں فتنہ و فساد کا سبب ہے اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔

تم لوگ اپنے رشتہ داروں کو دیکھتے رہو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔ اللہ تم لوگوں کے حساب کو آسان کر دے گا۔ اور اللہ کا واسطہ تم لوگوں کو یتیموں کے بارے میں ان کے منہ سے رونے کی آواز بلند نہ ہونے دینا اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہوں۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایک یتیم کو پالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔ جس طرح یتیم کا مال کھانے والے پر جہنم واجب کر دیتا ہے۔

۱؎ اس سے مراد نمازِ اوابین ہے ظہر سے پہلے آٹھ رکعت۔

۲؎ اس وقت آنجنابؑ کی عمر دو سال تھی کیونکہ آپؑ کا سنِ پیدائش ۳۸ھ ہے اور امیر المومنینؑ کا سن شہادت چالیس ہجری ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں تمہارا غیر تم پر سبقت حاصل نہ کر جائے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے پڑوسیوں کے بارے میں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نے ان کے متعلق وصیت فرمائی ہے۔

اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے رب کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم لوگ باقی ہو اس کو خالی نہ چھوڑنا اگر اس کو چھوڑا تو پہچانے نہ جاؤ گے اور جو شخص اس کے حج کا قصد کرے گا تو اس کا ادنیٰ ثواب یہ ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

اور خدا کے لئے نماز کا خیال رکھنا اس لئے کہ یہ بہترین عمل ہے اور تمہارے دین کا ستون ہے۔

اور خدا کے لئے زکوٰۃ کا خیال رکھنا اس لئے کہ یہ تمہارے ربّ کی آتشِ غضب کو بجھا دیتی ہے۔

اور خدا کے لئے ماہِ رمضان کے روزوں کا خیال رکھنا اس لئے کہ اس ماہ کا روزہ جہنم کے لئے سپر (ڈھال) ہے۔

اور خدا کے لئے فقراء و مساکین کا خیال رکھنا اور انہیں اپنی معیشت میں شریک رکھنا۔

اور خدا کے لئے اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کرنا اس لئے کہ راہ خدا میں جہاد صرف دو شخص کرتے ہیں ایک امام اور دوسرے وہ جو امام کی اطاعت اور اس کی پیروی کرتا ہے۔

اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کا خیال رکھنا اپنے سامنے ان پر ظلم نہ ہونے دینا بشرطیکہ تم لوگ ان کے دفیعہ پر قادر ہو۔

اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اصحاب کا خیال رکھنا جنہوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے وصیت فرمائی ہے اور ان میں سے جو بدعت کرنے والے ہیں ان پر اور بدعت کرنے والے کو پناہ دینے والے پر لعنت کی ہے۔

اور خدا کے لئے عورتوں کا خیال رکھنا اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں۔ ان کے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے سے ہرگز نہ ڈرنا اور جو لوگ تمہارے بدخواہ ہوں اور تم لوگوں سے بغاوت کریں تو ان کے مقابلہ میں تم لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے۔

لوگوں سے اچھی بات کرنا جیسا کہ اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑنا ورنہ تم لوگوں پر والی وحاکم ایسے لوگوں بناؤں گا جو تم سے شریر و بد ہیں۔ پھر اگر تم لوگ ان سے نجات کی دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔

اے فرزند تم لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے تحفہ و ہدیہ دیتے دلاتے اور حسن سلوک کرتے کراتے رہو۔ اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنے، منہ پھرانے، متفرق ہونے سے پرہیز کرو۔

اللہ تعالیٰ تم اہل بیتؑ کی حفاظت کرے اور تم میں تمہارا نبی تمہارا محافظ ہے اور میں تم سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم سب کو آخری سلام کرتا ہوں۔

اس کے بعد آنجناب علیہ السلام مسلسل لا الہ الا اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ ماہِ رمضان ۴۰ھ کے عشرہ آخر یعنی اکیس تاریخ کی شب جمعہ آنجناب علیہ السلام نے وفات پائی۔

باب:۔ وصیت پر لوگوں کو گواہ بنانا

(۵۴۳۷) محمد بن فضیل نے ابی صباح کنانی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا قول خدا: یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضرا حد کم الموت حین الوصیۃ اثنان ذواعدل منکم او آخران من غیر کم (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۰۶) [اے ایمان والوں جب تم میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہو تو وصیت کے وقت تم (مومنوں) میں سے دو عادلوں کی گواہی ہونی ضروری ہے اور تم اتفاقاً کہیں سفر پر ہو اور سفر میں تم کو موت کا سامنا ہو تو بھی دو گواہ غیر مومن ہی سہی] کے متعلق دریافت کیا کہ آخران من غیر کم سے کون مراد ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور دونوں کافر ہوں۔ میں نے دریافت کیا: ذواعدل منکم سے کون مراد ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ دونوں مسلمان ہوں۔

(۵۴۳۸) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے روایت کی ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو ایک مرد کے مرنے کے وقت اکیلی تھی اس کے ساتھ کوئی مرد نہ تھا کیا مرنے والا اس سے وصیت کر سکتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی پوری وصیت میں سے ایک چوتھائی پر عمل کیا جائے گا۔ [1]

(۵۴۳۹) یونس بن عبدالرحمٰن نے یحیٰی بن محمد سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قول خدا: یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا حضرا حد کم الموت حین الوصیۃ اثنان ذواعدل منکم او آخران من غیر کم (سورۃ مائدہ آیت ۱۰۶) کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ دونوں جو تم میں سے ہوں اس سے مراد مسلمان ہیں اور وہ دونوں جو تمہارے غیر سے ہوں اس سے مراد اہلِ کتاب ہیں۔ اور اگر تم لوگ اہلِ کتاب کو نہ پاسکو تو مجوس میں سے ہوں اس لئے کہ جزیہ کے معاملہ میں اہلِ کتاب ہی کا طریقہ اختیار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص عالمِ مسافرت میں مرنے لگے اور اس کو وہاں کوئی مسلمان نہ ملے تو اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنائے اور ان کو بعدِ عصر تک روکا جائے اور ان کی گواہی میں کوئی شبہ ہو تو وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس گواہی کے عوض کوئی قیمت نہیں لیں گے۔ ہم جس کی گواہی دیتے ہیں خواہ ہمارا عزیز ہی کیوں نہ ہو ہم خدالگتی گواہی نہ چھپائیں گے، اگر ایسا کریں گے تو ہم بیشک گنہگار ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ان دونوں کی گواہی میں مرنے والے کے وارثوں کو شبہ ہو۔ پس اگر بعد میں معلوم ہو کہ ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان کو ان دونوں کی گواہی کو توڑنے کا کوئی حق نہیں جب تک کہ ان دونوں کی جگہ دو اور گواہ نہ کھڑے ہو جائیں اور وہ دونوں اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم دونوں کی گواہی ان دونوں گواہوں کے مقابلہ میں بالکل سچ ہے اگر ہم نے اس میں کوئی کم وبیش کیا ہو تو پھر ظالموں میں سے شمار ہوں گے۔ جب وہ لوگ ایسا کریں تو پہلے دونوں گواہوں کی گواہی باطل ہو جائے گی اور آخر کے دونوں گواہوں کی گواہی جائز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذلک ادنیٰ ان یاتوا بالشھادۃ علیٰ وجھھآ او یخافوا ان تردایمان بعد ایمانھم (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۰۸) (اس طرح زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ لوگ ٹھیک ٹھیک گواہی دینگے اور ڈریں گے کہ کہیں پہلے دونوں کے بعد ہماری گواہی بھی رد نہ کردی جائے۔)

باب:۔ میت کے ترکہ میں سے جو چیز پہلے شروع کی جائے

(۵۴۴۰) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پہلی چیز جو میت کے مال سے شروع کی جائے وہ اس کا کفن ہے، پھر قرض ہے، پھر وصیت ہے، پھر میراث ہے۔

(۵۴۴۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا:

---

[1] 'کافی' ج ۷ ص ۴ پر ہے کہ فرمایا: جو وصیت ہوئی ہے اس کی چوتھائی پر عمل کیا جائے گا اس (عورت) کی گواہی کے حساب سے۔

امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے: قرض وصیت سے پہلے، پھر قرض کے بعد وصیت، پھر وصیت کے بعد میراث اس لئے کہ بہترین فیصلہ کتاب خدا کا ہے من بعد وصیة یوصیٰ بھا او دین (سورۃ نساء آیت نمبر ۱۲) (بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض)۔

(۵۴۳۲) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کفن تمام مال میں سے ہوگا۔

(۵۴۳۳) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت اگر مرجائے تو اس کا کفن شوہر کے مال میں سے ہوگا۔ ۱

باب:۔ایک شخص مرجاتا ہے اور اس پر قرض اس کے کفن کی قیمت کے برابر ہے

(۵۴۳۴) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جو مر گیا اور اس پر قرض اتنا ہی ہے جتنی اس کے کفن کی قیمت ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کچھ لوگوں سے اجر و ثواب لینے کے لئے کہا جائے گا، وہ لوگ اسے کفن دیدیں گے اور جو کچھ اس نے اپنے کفن کی قیمت چھوڑی ہے اس سے اس کا قرض ادا کر دیا جائے گا۔

باب: وارث کے لئے وصیت

(۵۴۳۵) ابن بکیر نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے وارث کے لئے وصیت کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ جائز ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ان ترک خیراً الوصیة للوالدین و الا قربین (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال تو اچھی وصیت کرے اپنے ماں باپ کے واسطے اور رشتہ داروں کے لئے۔)

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وہ حدیث جس میں کہا گیا ہے کہ وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں وہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کسی وارث کے لئے وصیت نہیں ہوگی جس طرح غیر وارث کے لئے بھی وصیت ایک تہائی سے زائد نہیں ہے۔

(۵۴۳۶) عبداللہ بن محمد حجال سے، انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے اور انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کسی اولاد کو کسی (دوسری اولاد) سے زیادہ دیتا ہے۔ آنجنابؑ نے فرمایا: ہاں اور اپنی عورتوں کو بھی (بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے)۔ ۲

باب: وصیت کے قبول کرنے سے انکار

(۵۴۳۷) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو وصیت کرے اور وہ آدمی غائب ہو تو اس آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اس کی وصیت رد کر دے ہاں جس آدمی کو وصیت کی جائے اور وہ شہر میں موجود ہو تو اس کو اختیار ہے چاہے قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے۔

(۵۴۳۸) ربعی نے فضیل بن یسار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے کہ جس کو وصیت کی گئی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کو یہ وصیت شہر سے بھیجی گئی ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کو رد کر دے ہاں اگر وہ شہر میں موجود ہے اور اس میں دوسرا شخص وصیت کے لئے مل جاتا ہے تو اس کو اختیار ہے۔

---

۱ شیخ نے تہذیب ج ۲ ص ۳۸۲ پر صحیح کی مانند قوی حدیث میں سکونی سے یہی روایت نقل کی ہے۔

۲ کافی میں بھی صحیح سند سے یہی روایت ہے جو دلیل ہے کہ وراثت میں ایک وارث پر دوسرے وارث کو فضیلت دی جا سکتی ہے اور اسی طرح منکوحہ عورتوں میں بھی۔

(۵۴۴۹) سہل بن زیاد نے علی بن ریان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو اس کے باپ نے اپنی وصیت کو قبول کرنے کی دعوت دی، کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ اس کی وصیت کو قبول کرنے سے منع کردے تو آنجناب علیہ السلام کی طرف تحریر آئی کہ اس کو منع کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵۴۵۰) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جو ایک آدمی کو وصیت کرتا ہے اور وہ آدمی اس وصیت کے قبول کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس حال میں مایوس نہ کرے۔ اس میں دیت کو مطلقاً رد کرنے کی کراہت ہے۔ خاص کر جب کسی اور کو نہیں پاتا یا کسی اور پر اعتماد نہیں کرتا۔

(۵۴۵۱) علی بن حکم نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے منصور بن حازم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے بھائی کو وصیت کرے اور وہ غائب ہو تو اس کے بھائی کو جائز نہیں کہ وہ اس کی وصیت کو رد کردے۔ اس لئے کہ اگر وہ موجود ہوتا اور قبول کرنے سے انکار کردیتا تو وہ کوئی اور دوسرا شخص تلاش کرلیتا۔

باب:۔ عمر کی وہ حد کہ جس پر لڑکا پہنچ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے

(۵۴۵۲) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب لڑکا دس سال کا ہوجائے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۴۵۳) صفوان بن یحییٰ نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب لڑکے کی عمر دس سال پر پہنچ جائے تو اس کو جائز ہے کہ اپنے مال میں سے کسی کو آزاد کرے اور جو چاہے تصدق کرے اور ایک حد معروف حق تک وصیت کرے تو وہ جائز ہے۔

(۵۴۵۴) محمد بن ابی عمیر نے ابی المغرا سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب لڑکا دس سال کی عمر کو پہنچ جائے اور اپنے مال میں سے ایک تہائی کے لئے اور حق کام کے لئے وصیت کرے تو اس کی وصیت جائز ہے اور جب سات سال کا ہو اور اپنے تھوڑے سے مال کے لئے وصیت کرے حق کے لئے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(۵۴۵۵) اور علی بن الحکم نے داؤد بن نعمان سے، انہوں نے ابی ایوب سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے: جب کسی لڑکے کا وقت وفات قریب ہو اور وصیت کرے ابھی بالغ نہ ہوا ہو تو اس کی وصیت اپنے قرابتداروں کے لئے جائز ہے لیکن غربا کے لئے جائز نہیں ہے۔

باب:۔ کتابت اور اشارے سے وصیت

(۵۴۵۶) عبدالصمد بن محمد نے حنان بن سدیر سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان کہ میں محمد بن علی ابن حنفیہ کے پاس اس وقت گیا جب ان کی زبان بند ہو چکی تھی تو میں نے انہیں وصیت کا حکم دیا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے ایک طشت کا حکم دیا اور اس میں ریت بھر کر رکھ دی اور کہا اس میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیں تو انہوں نے ریت میں اپنی وصیت لکھ دی، اور میں نے اس کو ایک صحیفہ پر نقل کرلیا۔

(۵۴۵۷) محمد بن احمد اشعری نے سندی بن محمد سے، انہوں نے یونس بن یعقوب سے، انہوں نے ابی مریم سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی

ہے کہ امامہ بنت ابی العاص جن کی ماں زینب بنت رسولؐ تھیں اور جو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے تحت (عقد میں) آ گئی تھیں اور حضرت علی علیہ السلام کے بعد مغیرہ بن نوفل نے ان سے عقد کر لیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امامہ کو ایک ایسا شدید درد لاحق ہوا کہ ان کی زبان بند ہو گئی تو ان کے پاس حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام فرزندان علی علیہ السلام تشریف لائے وہ بات نہیں کر سکتی تھیں تو وہ دونوں حضرات ان سے کہنے لگے اور مغیرہ کو یہ بات ناپسند تھی، ان دونوں حضرات نے کہا: کیا تم نے فلاں اور اس کی اہلیہ کو آزاد کیا؟ تو انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں۔ اسی طرح دیگر باتوں کے لئے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہنے لگیں کہ ہاں۔ وہ ٹھیک سے بات نہیں کر سکتی تھیں اس لئے ان کو اس کی اجازت دی گئی۔

(۵۴۵۸) ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے ہاتھ سے تحریر لکھی اور اپنے وارثوں کو یہ نہیں بتایا کہ یہ میری وصیت ہے اور یہ بھی نہیں کہا کہ میں نے وصیت کر دی ہے بلکہ جو کچھ وصیت کرنے کا ارادہ تھا اسے ایک تحریر میں قلمبند کر لیا تھا۔ کیا اس کے وارثوں پر واجب ہے کہ اس پر عمل کریں جو خود اس کے قلم سے اس تحریر میں قلمبند ہے، اس میں اس نے اپنے ورثاء کو کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: اگر اس کی اولاد ہے تو وہ لوگ اپنے باپ کی تحریر میں جو کچھ ہے اس سب پر عمل کریں کار خیر کے متعلق یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق۔

باب:۔ اپنی وصیت سے پھر جانا

(۵۴۵۹) حسن بن علی بن فضال نے علی بن عقبہ سے، انہوں نے برید عجلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اس پر نظر ثانی کر لے اور جب تک وہ زندہ ہے اپنی وصیت میں ترمیم کرے۔

(۵۴۶۰) محمد بن ابی عمیر نے بکیر بن اعین سے اور انہوں نے عبید بن زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرما رہے تھے کہ وصیت کرنے والے کو یہ حق ہے کہ اپنی وصیت میں ترمیم و تنسیخ کرے خواہ صحت میں ہو خواہ حالتِ مرض میں۔

(۵۴۶۱) یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا کہ غلامِ مدبر کو بھی ایک ثلث وصیت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک وہ آدمی مرا نہیں اس کو حق ہے کہ اپنی وصیت کو توڑ دے اور اس میں زیادہ کر دے یا کم کر دے۔

(۵۴۶۲) اور یونس بن عبدالرحمٰن نے اپنے اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت امام علی ابن الحسین علیہما السلام نے فرمایا: آدمی چاہے تو اپنی وصیت میں تبدیلی کر لے، جس کو ملکیت میں رکھنے کی وصیت کی ہے اس کو آزاد کرنے کی وصیت کر دے اور جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی ہے اس کو وہ نظر ثانی کر سکتا ہے۔

باب:۔ وہ شخص جس نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی اس کے ورثاء گواہ تھے انہوں نے اجازت دیدی۔ کیا ان ورثاء کو حق ہے اس کے مرنے کے بعد اس وصیت کو توڑ دیں

(۵۴۶۳) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے وصیت کی اور اس کے ورثاء گواہ تھے۔ ان لوگوں نے اجازت دیدی مگر جب وہ مر گیا تو ان ورثاء نے اس وصیت کو توڑ دیا۔ کیا ان کو حق

ہے کہ وہ اس وصیت کو رد کردیں جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان کو اس کا حق نہیں جب مرنے والے کی زندگی میں ان لوگوں نے اقرار کرلیا تھا۔ ان پر یہ وصیت واجب ہے۔

اور صفوان بن یحییٰ نے بھی منصور بن حازم سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

باب:۔ وصیت کا نافذ کرنا واجب اور اس میں تبدیلی منع ہے

(۵۴۶۴) حماد بن عیسیٰ نے حریز سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی فی سبیل اللہ وصیت کردی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو دیدو جس کے لئے اس نے وصیت کی ہے خواہ وہ یہودی ہو خواہ نصرانی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فمن بدله بعد ماسمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۱۸۱) (پس اس وصیت کو سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں)۔

اس کتاب کے مصنف علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک تہائی مال۔

(۵۴۶۵) سہل بن زیاد نے محمد بن ولید سے اور انہوں نے یونس بن یعقوب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص ہمدان میں تھا اس کو بتایا گیا کہ تیرا باپ مرگیا، اس کو اس کا پتہ نہ تھا۔ اس نے ایک وصیت کی ہے اور وصیت یہ کی ہے کہ کچھ فی سبیل اللہ دیدیا جائے۔ تو اس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا اور بتایا گیا کہ اس کو پتہ نہ تھا اور اس نے مرتے دم وصیت کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص مجھے وصیت کرے کہ میں اس کا مال کسی یہودی یا نصرانی کو دیدوں تو میں ان کو دیدوں گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن بدله بعد ماسمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه ٥ لہٰذا دوسروں کی طرف دیکھو کہ اس طرح کا کون نکلتا ہے اور اس کے پاس بھیج دو۔

(۵۴۶۶) ابی طالب عبداللہ بن صلت قمی سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ خلیل بن ہاشم نے جو اس وقت والی نیشاپور تھا ذی الریاستین کو خط لکھا کہ مجوسیوں میں سے ایک شخص مرگیا، اس نے اپنے مال میں سے کچھ فقراء کو دینے کی وصیت کی تو جس کو وصیت کی تھی وہ مال لے کر نیشاپور آیا اور مسلمان فقراء کو دے گیا۔ خلیل نے ذی الریاستین کو اس کے متعلق خط لکھا، تو اس نے مامون سے دریافت کیا تو اس نے کہا: میرے پاس اس کا حل نہیں۔ اس نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا تو امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: مجوسی مسلمان فقراء کے لئے کبھی وصیت نہیں کرے گا لیکن اب مناسب یہ ہے کہ مال صدقہ میں سے اسی مقدار میں مال لے کر مجوسی فقراء کو واپس کردیا جائے۔

باب:۔ انسان کے اندر جب تک ذرا سی بھی روح ہے وہ اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے

(۵۴۶۷) ثعلبہ بن میمون نے ابی الحسن ساباطی سے، انہوں نے عمار بن موسیٰ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آنجناب علیہ السلام فرماتے تھے کہ صاحب مال اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر ذرا سی بھی روح ہے وہ اس کو جہاں چاہے استعمال کرے۔

(۵۴۶۸) عبداللہ بن جبلہ نے سماعہ سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص کے لڑکا موجود ہے۔ کیا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنا مال اپنے قرابتداروں میں جس کے لئے چاہے قرار دیدے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کا مال ہے اپنی موت تک اسے جہاں چاہے استعمال کرے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس سے آنجناب علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ وہ اپنی حیات میں اپنے مال میں سے جس قدر چاہے کسی کو

دیدے یا کُل کا کُل کسی کو ہبہ کردے اور جس کو ہبہ کیا ہے اس کے سپرد کردے لیکن اگر وصیت کرتا ہے تو اس کو حق نہیں کہ ایک تہائی سے زیادہ کے لئے وصیت کرے اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۴۶۹) جس کی روایت صفوان نے مرازم سے کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو اپنے مرض کی حالت میں کسی کو کچھ دیدیتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ چیز اپنے سے جدا کر دیتا ہے تو پھر جائز ہے اور اگر وصیت کرتا ہے تو پھر ایک تہائی کے اندر سے۔

(۵۴۷۰) لیکن علی بن اسباط کی حدیث جو ثعلبہ سے ہے اور انہوں نے ابوالحسن عمرو بن شدّاد ازدی سے، انہوں نے عمار بن موسیٰ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے جب تک اس کے اندر روح ہے اگر وہ اپنے کل مال کے لئے وصیت کرے تو اس کے لئے جائز ہے۔

اس سے آنجناب علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب اس کا کوئی وارث نہ ہو، نہ قریب اور نہ بعید تو وہ اپنے کل مال کی وصیت کرے جس کے لئے چاہے اور جب اس کا کوئی وارث ہو خواہ قریب ہو خواہ بعید تو اس کو ایک تہائی سے زائد کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے ایک تہائی سے زائد کے لئے وصیت کی تو وہ ایک تہائی کی طرف واپس کر دی جائے گی۔ اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۴۷۱) جس کی روایت اسماعیل بن ابی زیاد سکونی نے کی ہے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام سے ایک مرتبہ ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو مر رہا ہے اس کا نہ کوئی وارث ہے اور نہ کوئی قبیلہ ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنے مال کے لئے جسے چاہے وصیت کرے مسلمین و مساکین و ابن السبیل میں سے۔

اور یہ حدیث مفسر ہے اور مفسر مجمل کی وضاحت کرتی ہے۔

باب:۔ جو شخص عمداً خودکشی کرے اس کی وصیت

(۵۴۷۲) حسن بن محبوب نے ابی ولّاد سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا: جو شخص عمداً خودکشی کرے وہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس میں ہمیشہ رہے گا۔ تو عرض کیا گیا: آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے اگر وہ کوئی وصیت کرنے کے بعد عمداً اسی وقت خودکشی کرلے تو کیا اس کی وصیت کا نفاذ کیا جائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے وصیت کی تھی قبل اس کے کہ اس کے دل میں خودکشی کے لئے اپنے کو زخمی کرنے یا کوئی کام کرنے کا خیال پیدا ہو تو اس کی وصیت نافذ کر دی جائے گی ایک تہائی مال میں اور اگر اس نے خود کو زخمی کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے بعد وصیت کی ہو شاید وہ مر جائے تو اس کی وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

باب:۔ دو آدمیوں کو وصیت کی جاتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک ترکہ میں سے نصف لے کر جدا ہو جاتا ہے

(۵۴۷۳) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو عریضہ لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصیت کی۔ اب ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی یہ جائز ہے کہ نصف ترکہ لے کر الگ ہو جائے اور دوسرا بھی نصف ترکہ لے کر الگ ہو جائے؟ تو جواب میں امام علیہ السلام کی طرف سے تحریر آئی کہ ان دونوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ مرنے والے کی مخالفت کریں (بلکہ) وہ دونوں اس حکم کے مطابق عمل کریں جو ان کو دیا گیا ہے ان شاء اللہ۔

اور آنجناب علیہ السلام کی یہ تحریر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے۔

(۵۴۷۴) اور محمد بن یعقوب کلینی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب میں احمد بن محمد سے، انہوں نے علی بن حسن میثمی سے، انہوں نے اپنے دونوں برادران محمد اور احمد سے، ان دونوں نے اپنے والد سے، انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے اور انہوں نے برید بن معاویہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص مر گیا اور دو آدمیوں کو وصیت کر گیا تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کے متروکہ میں سے آدھا تم لے لو اور آدھا مجھے دے دو تو اس نے اس سے انکار کیا تو ان لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے یہ جائز ہے۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں اس حدیث کی روشنی میں فتویٰ نہیں دیتا بلکہ اس تحریر کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہوں جو حضرت امام حسن بن علی عسکری علیہما السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے اور اگر یہ دونوں صحیح ہوں تو دوسرے آدمی کے قول کے مطابق لینا درست ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روایت کے کئی وجوہ اور معانی ہوتے ہیں اور ہر امام اپنے زمانہ اور اس کے احکام سے زیادہ واقف ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

باب:۔ اپنے مال میں سے تھوڑی شئے یا ایک سہم یا ایک جزو یا کثیر کے لئے وصیت

(۵۴۷۵) ابان بن تغلب نے علی ابن الحسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے اپنے مال میں سے تھوڑی سی شئے کے لئے وصیت کی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کتاب علی علیہ السلام میں تھوڑی سی شے سے مراد چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

(۵۴۷۶) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک سہم کی وصیت کی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سہم آٹھ میں سے ایک ہے (یعنی ۱/۸) اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناپر: **انما الصدقات للفقراء والمساکین والعٰملین علیها والمولفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین و فی سبیل اللّٰه و ابن السبیل** (سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۰) (زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں کا اور جن کے دل پرچانا منظور ہے۔ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان بھریں اور اللہ کے راستہ میں اور راہ کے مسافر کو)۔

(۵۴۷۷) نیز یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ سہم چھ میں سے ایک ہے۔ (۱/۶)

اس کتاب کے منصف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب زکوٰۃ کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی جائے گی تو سہم آٹھ میں سے ایک ہوگا اور جب میراث کے سہام میں سے ایک سہم کے لئے وصیت کی جائے گی تو سہم چھ میں سے ایک ہوگا اور یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں مختلف نہیں ہیں اس لئے وصیت کرنے والے کی خواہش پر وصیت کا نفاذ ہوگا۔

(۵۴۷۸) حسن بن علی بن فضال نے ثعلبہ بن میمون سے اور انہوں نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جزو کی وصیت کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جزو دس میں سے ایک ہوتا ہے۔ (یعنی ۱/۱۰) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ثم اجعل علی کل جبل منهن جزاً** ○ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۶۰) (پھر ہر پہاڑ پر ایک جزو رکھ دو) اور پہاڑ دس تھے۔

(۵۴۷۹) بزنطی نے حسین بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک جزو کے لئے وصیت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: (اس کے مال کا) ایک تہائی کا ساتواں حصہ۔ (یعنی ۱/۲۱)

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: گزشتہ زمانے میں مالدار لوگ اپنے مال کو جزو جزو بانٹتے تھے ان میں کوئی اپنے مال کو دس جزو میں بانٹتا تو کوئی سات جزو میں بانٹتا تو اس شخص کے دستور کے مطابق اس کی وصیت پر بھی عمل ہوگا اور اس طرح کی وصیت وہی کرتا ہے لیکن عام لوگ وصیت ان ہی الفاظ میں کرتے ہیں جن کے معنی لوگوں کو معلوم ہوں ان کی تشریح کی ضرورت نہ ہو۔

اور اگر کوئی شخص مالِ کثیر کی وصیت کرے تو کثیر اسّی (۸۰) اور اس سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بنا پر: لقد نصر کم اللہ فی مواطن کثیرۃ O۔ (سورۃ توبہ آیت ۲۵) (اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کی مدد کثیر مواقع پر کی) اور وہ مواقع اسّی (۸۰) تھے۔

باب: ایک شخص کچھ مال کی وصیت فی سبیل اللہ کرتا ہے

(۵۴۸۰) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کا ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھ سے کچھ مال کی فی سبیل اللہ وصیت کی ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: فی سبیل اللہ سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

(۵۴۸۱) محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے حسین بن عمر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے مجھ سے کچھ مال کی فی سبیل اللہ وصیت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو حج میں صرف کرو۔ میں نے عرض کیا: اس نے فی سبیل اللہ کے لئے وصیت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو حج میں صرف کرو اس لئے کہ میں اللہ کی سبیلوں میں سے کوئی سبیل حج سے افضل و بہتر نہیں جانتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں باہم متفق ہیں اور وہ اس طرح کہ جس رقم کی فی سبیل اللہ وصیت کی ہے اس کو مرد شیعہ پر صرف کرے کہ وہ اس سے حج کرے اور اس حدیث کے موافق ہوگی کہ کہا گیا ہے سبیل اللہ ہمارے شیعہ ہیں۔

باب: مرنے والے کی وصیت میں اگر وصی تبدیلی کرے گا تو اس کا ضامن رہے گا

(۵۴۸۲) محمد بن سنان نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی سعید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے وصی کو حج کے لئے وصیت کی مگر اس کے وصی نے (حج کے بدلے) ایک غلام کو آزاد کرا دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا نقصان وصی برداشت کرے گا اور اس رقم سے حج کرائے گا جیسا کہ مرنے والے نے وصیت کی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن بدلہ بعد ماسمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۱) (جو وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہے جو اس میں تبدیلی کریں)۔

(۵۴۸۳) حسن بن محبوب نے محمد بن مارد سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام چھ سو درہم میں خرید کر اس کی جانب سے آزاد کردے تو وصی نے جا کر چھ سو درہم ایک آدمی کو حج کے لئے دیدیئے کہ وہ مرنے والے کی طرف سے حج کردے۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میری نظر میں اس وصی نے وصیت کرنے والے کے مال میں سے چھ سو (۶۰۰) درہم کا نقصان کیا جس کے لئے اس نے غلام آزاد کرانے کے لئے وصیت کی تھی۔

(۵۴۸۴) محمد بن ابی عمیر نے زید نرسی سے، انہوں نے سابری کے صحابی علی بن مزید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی ہے اور کہا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں تو میں نے اس کے ترکہ پر نظر ڈالی تو وہ بہت تھوڑا تھا، حج کے لئے کافی نہیں تھا تو میں نے ابو حنیفہ نیز دیگر فقہائے اہلِ کوفہ سے دریافت کیا تو ان لوگوں نے کہا:

اس کو مرنے والے کی طرف سے تصدق کردو۔ مگر جب میں طواف میں عبداللہ بن حسن سے ملا اور ان سے پوچھا کہ ایک شخص آپ لوگوں کے موالیوں میں اہل کوفہ میں سے مرگیا اور اپنے ترکہ کی مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے جب اس کے ترکہ کو دیکھا تو حج کے لئے کافی نہ تھا پھر میں نے اپنے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ وہ رقم مرنے والے کی طرف سے تصدق کردو اور میں نے تصدق کردیا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے پاس آؤ اور ان سے پوچھو چنانچہ میں حجر میں گیا تو دیکھا کہ حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام تحت میزاب خانہ خدا کی طرف رخ کیے ہوئے دعا میں مشغول ہیں پھر وہ میری طرف ملتفت ہوئے اور مجھے دیکھا تو پوچھا: تمہیں مجھ سے کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا: ایک شخص مرگیا اور اس نے مجھ سے اپنے ترکہ کے لئے وصیت کی کہ میں اس ترکہ سے اس کی طرف سے حج کروں مگر میں نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ حج کے لئے کافی نہیں تو میں نے میرے پاس جو فقہا تھے ان سے پوچھا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ تم اس کی طرف سے تصدق کردو۔ آنجناب علیہ السلام نے پوچھا: پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کی طرف سے تصدق کردیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ رقم مکہ سے حج کرنے کے لئے پوری ہوجاتی ہے تو پھر اس کے ضامن ہو۔ اور اگر رقم مکہ سے حج کرنے کے لئے پوری نہیں ہوتی تو تم پر کوئی ضمانت نہیں اور اگر مکہ سے حج کے لئے کافی ہے تم ضامن ہو۔

باب:- اقرباء اور دوستداروں کے لئے وصیت

(۵۴۸۵) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنے مال کا ایک تہائی اپنے چچاؤں اور ماموؤں کے لئے وصیت کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں دو تہائی چچاؤں کے لئے اور ایک تہائی ماموؤں کے لئے ہے۔

(۵۴۸۶) سہل بن زیاد آدمی نے ایک مرتبہ حضرت امام ابو محمد علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص کی اولاد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہیں اور اس نے اپنی جائداد کے لئے یہ قرار دیدیا کہ یہ سب میری اولاد کا ہے مگر یہ نہیں بتایا کہ اللہ کے مقرر کردہ سہام و فرائض کی رُو سے کس کا کتنا ہے۔ تو کیا اب اس میں لڑکے اور لڑکیاں سب برابر کی حصہ دار ہوں گی؟ تو جواب میں یہ تحریر آئی کہ یہ سب اپنے باپ کی وصیت کو اسی طرح نافذ کریں جس طرح جس کے لئے جو چیز نامزد کردی ہے اور اگر کسی کے لئے کوئی چیز نامزد نہیں کی ہے تو پھر اس وصیت کو کتاب خدا کی طرف واپس کریں۔ ان شاء اللہ۔

(۵۴۸۷) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد بن حسن ابن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کا حصہ اپنے موالیان و موالیات کے لئے وصیت کردی ہے تو کیا اب اس میں عورت اور مرد دونوں کو برابر برابر حصہ ملے گا یا وصیت میں مرد کو عورت سے دوگنا حصہ ملے گا؟ تو جواب میں تحریر آئی کہ میت کے لئے جائز ہے کہ جس کے لئے جتنی چاہے وصیت کرجائے۔ ان شاء اللہ۔

باب:- بالغ اور نابالغ دونوں کو وصیت کرنا

(۵۴۸۸) محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اپنے بھائی جعفر بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے علی بن یقطین سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت کو وصیت کی اور اس وصیت میں ایک بچے کو بھی شریک کردیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ جائز ہے اور عورت اس وصیت پر عمل کرے گی، لڑکے کے بالغ ہونے کا انتظار نہیں کرے گی اور جب بچہ بالغ ہوجائے گا تو اس کو حق نہیں کہ اس پر راضی نہ ہو سوائے اس کے کہ وصیت میں کوئی تبدیلی کی ہو اگر ایسا ہوا ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ مرنے والے کی وصیت کی طرف واپس کرلائے۔

(۵۴۸۹) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابی محمد بن حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کو وصیت کی اس میں کچھ بڑے ہیں جو بالغ ہیں اور کچھ چھوٹے ہیں جو ابھی نابالغ ہیں، کیا بڑوں کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ وصیت کا نفاذ کرکے باپ کے قرض کو ادا کر دیں عادلوں کی گواہی کی بناء پر جو میت پر صحیح عائد ہوتی ہے قبل اس کے کہ چھوٹے بچے بڑے ہو جائیں؟ تو جواب میں آنجناب علیہ السلام کی تحریر آئی کہ بڑی اولادوں پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا قرض ادا کریں اور اسے نہ روکیں۔

باب:۔ وصیت کرنے والے سے پہلے وہ شخص مرجاتا ہے جس کے لئے وصیت کی گئی ہے یا جس مال کی وصیت کی گئی ہے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے

(۵۴۹۰) عمرو بن سعید مدائنی نے محمد بن عمر ساباطی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مجھے وصیت کی اور حکم دیا کہ ہر سال اس کے چچا کو کچھ دیتا رہوں لیکن اس کا چچا مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: اس (چچا) کے ورثاء کو دیتا رہے۔

(۵۴۹۱) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ فرمایا جس نے ایک دوسرے آدمی کو وصیت کی اور جس کے لئے وصیت کی وہ غائب تھا پھر یہ ہوا جس کے لئے وصیت کی تھی وہ وصیت کرنے والے سے پہلے ہی مر گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی۔ اور فرمایا: جو شخص کسی آدمی کے لئے وصیت کرے خواہ وہ آدمی موجود ہو یا غائب اور وہ وصیت کرنے والے سے پہلے مرجائے تو پھر یہ وصیت اس کے وارثوں کے لئے ہوگی جس کے لئے وصیت کی گئی تھی مگر یہ کہ خود وصیت کرنے والا اپنی موت سے پہلے اپنی وصیت سے پلٹ جائے۔

(۵۴۹۲) عباس بن عامر نے مثنّیٰ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کے لئے ایک وصیت کی گئی تھی لیکن وہ وصیت کردہ شئے پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی مر گیا اور اس کے پسماندگان میں سے بھی کوئی نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے وارث کو تلاش کر دیا اس کے کسی موالی کو اور یہ چیز اس کو دیدو۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس کا کوئی والی معلوم نہ ہو سکے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے معلوم ہونے کی کوشش کرو۔ اور اگر تم اس کو نہ پاؤ تو اللہ تمہاری کوشش کو جانتا ہے پس اس کو تصدق کردو۔

باب:۔ غلام کو آزاد کرنے، صدقہ کرنے اور حج کے لئے وصیت

(۵۴۹۳) محمد بن ابی عمیر نے معاویہ بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے خاندان کی ایک عورت نے مجھ سے اپنے مال کی وصیت کی اور مجھ سے اس کی جانب سے ایک غلام آزاد کرنے اور حج کرنے اور کچھ تصدق کرنے کے لئے کہا۔ مگر اس کا مال ان سب کاموں کے لئے کافی نہ تھا تو میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کے مال کے تین حصے کرو اور ایک تہائی حج میں ایک تہائی غلام کے آزاد کرنے میں اور ایک تہائی صدقہ میں خرچ کرو پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا: میرے خاندان کی ایک عورت نے مجھ سے اپنے متروکہ مال کے ایک تہائی کے متعلق وصیت کی اور کہا کہ اس میں سے اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا جائے، حج کیا جائے اور تصدق کیا جائے تو میں نے نظر ڈالی تو ان سب کے لئے اتنا مال کافی نہ ہوگا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور بقیہ کے ایک حصہ کو غلام کے آزاد کرنے اور ایک حصہ کو صدقہ میں صرف کرو۔ تو آنجناب علیہ السلام نے جو کچھ کہا تھا میں نے وہ جا کر ابوحنیفہ کو بتایا تو انہوں نے اپنا فتویٰ واپس

لے لیا اور کہا کہ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

(۵۴۹۴) حسن بن علی بن فضال نے داؤد بن فرقد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سفر پر تھا اس کے ساتھ اس کی کنیز اور دو (۲) غلام مملوک تھے تو اس نے (اپنے آخر وقت) ان دونوں غلاموں سے کہا کہ تم دونوں لوجہ اللہ آزاد ہو اور تم دونوں گواہ رہو کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ میرا ہے۔ چنانچہ اس کنیز کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور جب یہ سب اس کے وارثوں تک پہنچے تو ان سب نے اس سے انکار کردیا اور ان سب کو غلام بنالیا پھر بعد میں ان دونوں غلاموں کو آزاد کردیا تو ان دونوں نے گواہی دی کہ ان دونوں کو پہلے مالک نے ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا کہ اس کنیز کے بطن میں جو کچھ ہے وہ مجھ سے ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں کی گواہی لڑکے کے لئے جائز ہے۔ اور اب یہ لڑکا ان دونوں کو غلام نہیں بنائے گا اس لئے کہ ان دونوں نے اس کے نسب کو ثابت کیا ہے۔

(۵۴۹۵) حسن بن محبوب نے ابی جمیلہ سے، انہوں نے حمران سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی موت کے وقت وصیت کی کہ فلاں فلاں پانچ کا نام لے کر کہا کہ میں نے ان سب کو آزاد کیا مگر اس کی ایک تہائی کی وصیت کی رقم ان پانچ غلاموں کی جن کا اس نے نام لیا تھا ان کی قیمت کے برابر نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان غلاموں کو دیکھا جائے گا جن کا اس نے نام لیا تھا اور ان کی قیمتیں لگوائی جائینگی اور اس ایک تہائی مال کو سامنے رکھا جائے گا۔ پھر پہلے کو آزاد کیا جائے گا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو پھر پانچویں کو اور اس میں جس غلام تک پہنچ کر اس کے تہائی مال کی حد ختم ہو جائے گی اس کے بعد دوسرے کا جو نام وصیت کرنے والے نے لیا تھا تو وہ اپنے ایک تہائی کو ختم کر چکا تھا جو اس کی ملکیت میں نہیں اس لئے اس کو جائز نہیں تھا۔

(۵۴۹۶) علاء بن رزین نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا: ایک شخص کا جب موت کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے غلام کو آزاد کردیا اور کچھ کے لئے وصیت کردی جو سب مل کر ایک تہائی سے زائد ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: غلام کی آزادی تو عمل میں لائی جائے گی اور بقیہ میں کمی کی جائے گی۔

(۵۴۹۷) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے ابی ہمام اسماعیل بن ہمام سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے ایسے شخص کے متعلق کہ جس نے اپنی موت کے وقت اپنے قرابتداروں کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور ایک غلام کو آزاد کیا تو جن چیزوں کے لئے اس نے وصیت کی ہے اس کے ایک تہائی سے زیادہ ہوتی ہے اب اس کی وصیت کے متعلق کیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وصیت غلام کی آزادی سے شروع ہوگی پھر اور وصیتوں کا نفاذ ہوگا۔

(۵۴۹۸) نضر بن شعیب نے خالد بن ماد سے انہوں نے جازی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے وفات پائی تو اس نے ایک کنیز چھوڑی اور اس کو ایک تہائی آزاد کردیا تو اس کے وصی نے میراث کی تقسیم سے پہلے اس سے نکاح کرلیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کنیز اور اس کا شوہر دونوں مل کر قیمت لگوانے کے بعد بقیہ قیمت کی ادائیگی کے لئے کوشش کریں۔ اب عورت کو اگر آزادی ملتی ہے اور اگر غلامی سے دوچار رہتی ہے دونوں صورتوں میں وہی حکم اس کے بچے پر بھی نافذ ہوگا۔

(۵۴۹۹) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے احمد بن زیاد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کا وقتِ وفات قریب ہوا اس کے چند غلام ہیں جو خاص اس کے اپنے ہیں اور چند غلام دوسرے ہیں جو ترکہ میں ملے ہیں اور دوسرے کی شرکت میں ہیں تو اس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرے سارے غلام آزاد ہیں ماسوائے ان غلاموں کے جو شرکت کے ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے مسئلہ کے جواب میں تحریر فرمایا: پہلے ان غلاموں کی قیمت لگوائی جائے گی اور دیکھا جائے گا اس کے مال کی ایک تہائی حد میں آتے ہیں یا نہیں

پھر وہ غلام آزاد ہو نگے۔

(۵۵۰۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے علی بن نعمان سے، انہوں نے سوید قلاء سے، انہوں نے ایوب بن حر سے، انہوں نے ابوبکر حضرمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: علقمہ بن محمد نے مجھ سے وصیت کی کہ میں ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے ان کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کر دیا کیا یہ کافی ہے یا میں اپنے مال سے ان کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ کافی ہے۔ پھر فرمایا: میرے فرزند کی ماں فاطمہ نے مجھ سے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک بندہ آزاد کروں تو میں نے اس کی طرف سے ایک عورت کو آزاد کر دیا تھا۔

(۵۵۰۱) معاویہ بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور مجھے سے وصیت کر گیا کہ میں اس کی طرف سے حج کروں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اب تک کوئی حج نہیں کیا تھا تو اس کے اصل مال میں سے حج کیا جائے گا اور اگر وہ حج کر چکا تھا تو اس کے ایک تہائی مال سے حج کیا جائے گا۔

(۵۵۰۲) اور آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کے متعلق فرمایا جس نے وصیت کی کہ اس کے کچھ مال سے غلام آزاد کیا جائے اور صدقہ دیا جائے مگر اس کی رقم ان سب کے لئے کافی نہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پہلے حج کرو اس لئے کہ یہ فرض ہے پھر باقی سے ایک حصہ صدقہ میں اور ایک حصہ غلام آزاد کرانے میں صرف کرو۔

(۵۵۰۳) ابن ابی عمیر نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے تیس (۳۰) دینار دے کر وصیت کی کہ اس سے ہمارے ہم خیال غلاموں میں سے کوئی غلام آزاد کرا دیا جائے لیکن ایسا کوئی نہ ملا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر عام لوگوں میں سے کوئی غلام خرید کر آزاد کر دیا جائے۔

(۵۵۰۴) علی بن ابی حمزہ نے آنجنابؑ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عام لوگوں میں سے کسی کو خرید لیا جائے بشرطیکہ وہ ناصبی (دشمن آل محمد علیہم السلام) نہ ہو۔

(۵۵۰۵) ابان بن عثمان نے محمد بن مروان سے اور انہوں نے بزرگوار یعنی حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وفات پائی تو آنجنابؑ نے ساٹھ (۶۰) غلام مملوک چھوڑے جن میں سے ایک تہائی آزاد کرنے کی وصیت فرمائی تو میں نے ان میں قرعہ اندازی کی اور ایک تہائی کو آزاد کر دیا۔

(۵۵۰۶) قاسم محمد جوہری نے علی بن ابی حمزہ سے، انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک آزاد کردہ کنیز کے متعلق جس کو میرے بھائی نے آزاد کیا تھا جو اس کے عیال میں شمار ہوتی تھی اور دیگر کنیزان کی خدمت کیا کرتی تھی میرے بھائی نے مرتے دم مجھ سے وصیت کی تھی کہ اس کنیز کو پورے مال سے خرچ دینا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب اگر وہ ان لوگوں کے ساتھ قیام کرتی ہے تو اس کو خرچ دو اور اس کی وصیت پر عمل کرو۔

(۵۵۰۷) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے وصیت کی کہ اس کے ایک تہائی مال میں سے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم میں آزاد کیا جائے تو اس کے وصی نے ایک غلام پانچ سو (۵۰۰) درہم سے کم میں خریدا اور رقم میں سے کچھ بچ گیا تو بچی ہوئی رقم کے متعلق آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آزاد کرنے سے پہلے بچی رقم اس غلام کو دیدی جائے پھر میت کی طرف سے اس کو آزاد کر دیا جائے۔

باب:۔غلام مکاتب اور اُمِ ولد کے لئے وصیت

(۵۵۰۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے غلامِ مکاتب کے متعلق فرمایا جس کے عقد میں ایک آزاد عورت تھی اور اس عورت نے اپنی موت کے وقت اس کے لئے وصیت کی تو عورت کے وارثوں نے کہا کہ اس کے لئے وصیت جائز نہیں، وہ غلام ہے ابھی آزاد نہیں ہوا۔تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: وہ جس قدر آزاد ہوا ہے اسی حساب سے وہ میراث پائے گا اور جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی حساب سے اس کے لئے وصیت بھی جائز ہے۔نیز آنجناب علیہ السلام نے اس مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو اپنے ذمہ کی نصف رقم ادا کر چکا ہے تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے لئے نصف وصیت کی اجازت دیدی اور ایک مکاتب کے لئے فیصلہ فرمایا جس نے اپنے مکاتبہ کی چوتھائی رقم ادا کر دی اور اسکے لئے وصیت کی گئی تو آنجناب علیہ السلام نے اس کو ایک چوتھائی وصیت کی اجازت دیدی اور آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے لئے فرمایا جس کے لئے وصیت کی گئی ہے اور اس نے اپنے مکاتبہ کی رقم کا چھٹا حصہ ادا کر دیا تو آنجناب علیہ السلام نے جس قدر وہ آزاد ہوا اسی حساب سے وصیت میں حصہ پانے کی اجازت دیدی۔

(۵۵۰۹) حسن بن محبوب نے جمیل بن صالح سے اور انہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کی ایک ام ولد تھی اور اس کے بطن سے ایک لڑکا تھا جب وقتِ وفات قریب ہوا تو اس شخص نے اس کے لئے دو ہزار درہم کی یا اس سے زیادہ کی وصیت کی تو کیا اب اس کے وارثوں کو یہ حق ہے کہ اس کو کنیز بنا کر رکھیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ میت کے ایک تہائی حق میں اس کو آزاد کر دیں اور جو کچھ اس کے لئے وصیت کی گئی ہے وہ اس کو دیدیں۔

(۵۵۱۰) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی گئی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھی ہوئی ایک تحریر سے نقل کیا ہے (آنجناب علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا) کہ آپ (علیہ السلام) کے ایک دوستدار کے بھتیجے نے وفات پائی اور اس نے اپنی ایک ام ولد چھوڑی کہ جس کے لئے کوئی لڑکا نہیں اور اس نے اپنی اس ام ولد کے لئے ایک ہزار درہم کی وصیت کی ہے۔کیا اس کی یہ وصیت جائز ہے اور کیا وہ آزادی پائے گی۔اور اس کی کیا صورت ہوگی میری جان آپ (علیہ السلام) پر قربان۔آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے اور اس کی کیا صورت ہوگی۔تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: ایک تہائی مال میں وہ آزاد کر دی جائے اور اس کے لئے وصیت (کی رقم) ہے۔

باب:۔ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے تلوار یا صندوق یا سفینہ کی وصیت کی

(۵۵۱۱) احمد بن محمد بن ابی نصر نے ابی جمیلہ سے، اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے لئے تلوار کی وصیت کی جو نیام میں تھی اور نیام زیورات سے مزین تھی تو اس کے وارثوں نے کہا: تمہارا تو صرف تلوار کا پھل ہے نیام وغیرہ نہیں ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں نیام مع تلوار کے اس کی ہے۔راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک آدمی نے ایک شخص کے لئے صندوق کی وصیت کی اور اس میں کچھ مال بھی تھا۔وارثوں نے کہا: بس صرف صندوق تمہارا ہے اس میں کا مال نہیں ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: صندوق اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اس کا ہے۔

(۵۵۱۲) محمد بن حسین نے محمد بن عبداللہ بن ہلال سے، انہوں نے عقبہ بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ کشتی فلاں آدمی کی ہے اور یہ نہیں بتایا اس کشتی میں کیا ہے حالانکہ اس میں اناج لدا ہوا ہے تو کیا وہ کشتی مع مال کے اس آدمی کو دیدی جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ کشتی مع مال کے اس کی ہے جس کے لئے

وصیت کی گئی ہے مگر یہ کہ کشتی والے نے مال کو مستثنیٰ کر لیا ہو۔ وارثوں کے لئے اس میں سے کچھ نہیں ہے۔

باب:۔ جس نے کوئی وصیت نہ کی ہو اور اس کے بہت سے ورثاء ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم یا فروخت ہو

(۵۵۱۳) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص بغیر وصیت کے مر گیا اور اس کے بڑے اور چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور بہت سے خادم و مملوک ہیں اس کے ورثاء ترکہ کیسے تقسیم کریں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی مردِ ثقہ کھڑے ہو کر اسے تقسیم کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۱۴) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کہ میرے اور اس کے درمیان قرابت ہے مر گیا اور کمسن اولادیں چھوڑیں اور اپنے بہت سے غلام اور کنیزیں چھوڑیں لیکن اس نے کوئی وصیت نہیں کی؟ آپؑ کی کیا رائے ہے اس کی کنیزوں میں سے ایک کو خرید کر ام ولد بنا لیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر ان کا نگران اور منتظم اور ان کی بھلائی پر نظر رکھنے والا ان کو فروخت کرلے اور ان کے نگران اور منتظم نے جو کچھ کر دیا وصیت کرنے والے کے بچوں کو اس سے پلٹنے کا کوئی اختیار نہیں۔

باب:۔ ایک شخص وصیت کرتا ہے اس کا وصی ایک بات کے سوا سب کو فراموش کر دیتا ہے، یاد نہیں رکھتا

(۵۵۱۵) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے سہل بن زیاد سے، انہوں نے محمد بن ریان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک آدمی نے ایک وصیت کی مگر اس کے وصی نے ایک بات کے سوا کچھ یاد نہیں رکھا اب باقی کے لئے کیا کیا جائے تو جواب میں تحریر آئی: بقیہ کو کار خیر میں صرف کر دیا جائے۔

باب:۔ میت کا مال اگر فروخت ہو رہا ہے تو اس کا وصی اس کو زیادہ پر خرید سکتا ہے

(۵۵۱۶) محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسین بن ابراہیم ہمدانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ کے ہاتھ خط لکھا کہ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر میت کا مال فروخت ہو رہا ہو تو اپنے لئے زیادہ قیمت دے کر لیلے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جائز ہے اگر صحیح طور پر خریدے۔

باب:۔ باپ کا اپنے بیٹے کو اپنی میراث سے خارج کر دینا کیونکہ اس نے اس کی ام ولد کے ساتھ جماع کیا تھا

(۵۵۱۷) حسن بن علی وشاء نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے علی بن سری کے وصی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: علی بن سری رحمہ اللہ نے وفات پائی اور مجھے اپنا وصی بنایا نیز کہا کہ ان کے بیٹے جعفر نے ان کی ام ولد سے مجامعت کی تھی تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کو میراث سے خارج کر دوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر سچ کہتے ہو تو اس کو میراث سے خارج کر دو اور عنقریب وہ فاسد العقل ہو جائے گا۔ میں وہاں سے واپس ہوا تو جعفر مجھے قاضی ابو یوسف کے پاس لے گیا اور کہا: خدا آپ کا بھلا کرے میں جعفر بن علی سری ہوں اور یہ میرے باپ کے وصی ہیں، انہیں حکم دیں کہ یہ میرے باپ کی میراث مجھے دیدیں۔ ابو یوسف نے مجھ سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں یہ جعفر بن سری ہے اور میں علی سری کا وصی ہوں۔ انہوں نے کہا: پھر اس کا مال اس کو دیدو۔ میں نے کہا: تنہائی میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اچھا میرے پاس آجاؤ۔ میں قریب گیا اور اتنا قریب کہ میری بات کوئی نہ سن سکے۔ میں نے کہا: یہ اپنے باپ کی ام ولد سے مجامعت کر بیٹھا تو اسکے باپ نے مجھے حکم دیا کہ میں میراث سے اس کو خارج کر دوں اور اسے کسی شے کا وارث نہ بناؤں۔ اس مسئلہ کو معلوم کرنے کے لئے میں مدینہ حضرت امام موسیٰ بن

جعفر علیہما السلام کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: اس کو میراث سے خارج کر دو اور کچھ مت دو۔ ابو یوسف نے کہا: اللہ ابوالحسن علیہ السلام نے تم کو یہ حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے تین مرتبہ مجھ سے قسم کھلوائی پھر کہا: جو انہوں نے حکم دیا ہے اس پر عمل کرو، اس لئے کہ قول تو انہی کا قول ہے۔

علی سری کے وصی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ فاسد العقل اور پاگل ہو گیا۔ ابو محمد بن علی وشاء کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کے لئے وراثت سے خارج کرنے کی وصیت کرے اور لڑکے سے کوئی ایسا امر حادث ہو تو وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کی وصیت پر عمل کرے اور اس کی تصدیق مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۵۱۸) جس کی روایت احمد بن محمد بن عیسیٰ نے عبدالعزیز بن مہتدی سے اور انہوں نے سعد بن سعد سے کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس کا ایک لڑکا تھا وہ اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتا تھا چنانچہ اس نے اس کو نکال دیا اور اس کو میراث سے بھی خارج کر دیا اور میں اس شخص کا وصی ہوں اب میں کیا کروں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں کے سامنے اقرار کرنے کی وجہ سے لڑکا اس کا ہے۔ وصی جب یہ جانتا ہے تو وہ کسی شے سے اس کو محروم نہیں کرے گا۔

باب:۔ یتیم کا یتیمی سے منقطع ہونا

(۵۵۱۹) منصور بن حازم نے ہشام سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب یتیم کو احتلام ہو جائے تو وہ یتیم نہیں رہ جاتا یہ اس کے بالغ ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن اگر احتلام کے بعد بھی بلوغت نہ آئے اور سفیہ (بے وقوف) اور ضعیف العقل رہ جائے تو اس کا ولی اس کے مال کو اپنے قبضہ میں رکھے گا۔

(۵۵۲۰) ابن ابی عمیر نے مثنیٰ بن راشد سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک یتیم نے قران پڑھ لیا ہے اور اس کی عقل و سمجھ میں کوئی کمی نہیں ہے اور اس کا مال ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے اور جس کے ہاتھ میں مال ہے اس کا ارادہ ہے کہ اس کے احتلام آنے تک اس مال سے کام لے پھر اس کو اس کا مال حوالے کر دے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اسے احتلام آنے لگے اور اس کے پاس عقل و سمجھ نہ ہو تو بھی اس کو اس کا مال نہ دیا جائے گا۔

(۵۵۲۱) حسن بن علی وشاء نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی لڑکا تیرہ سال کا پختہ ہو کر چودھویں سال میں داخل ہو جائے تو محتلم ہونے والوں پر جو کچھ واجب ہے وہ سب اس پر واجب ہے خواہ اس کو احتلام آئے یا نہ آئے۔ اور اس کی برائیاں بھی لکھی جائیں گی اور نیکیاں بھی لکھی جائیں گی اور اس کے لئے ہر حکم کا نفاذ بھی ہو گا مگر یہ کہ وہ ضعیف العقل وسفیہ و بیوقوف ہو۔

(۵۵۲۲) صفوان بن یحیٰی نے عیص بن قاسم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے یتیم بچی کے متعلق دریافت کیا کہ اس کو اس کا مال کب حوالہ کیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب معلوم ہو جائے کہ وہ اپنا مال ضائع اور برباد نہیں کرے گی۔ میں نے دریافت کیا: اور اگر اس نے شادی کر لی ہو؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب اس نے شادی کر لی تو پھر وصی کی ملکیت اس پر ختم ہو جائے گی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں؛ اس سے آنجناب علیہ السلام کی مراد یہ ہے کہ جب وہ نو سال کی ہو جائے۔

(۵۵۲۳) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے روایت کی کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کسی لڑکی سے مجامعت نہ کی جائے جب تک وہ نو یا دس سال کی نہ ہو جائے۔

(۵۵۲۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب لڑکی نو سال کی ہو جائے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور وہ اپنے مال کو جیسے استعمال کرے جائز ہے اور اسی سال پر اس کے لئے اور اس کے اوپر حدود شرعیہ جاری ہونگے۔

(۵۵۲۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ آنجناب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا گیا: فان آنستم منهم رشد أفا د فعوآ الیهم اموالهم (سورۃ نساء آیت ۶) (پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو ان کا مال ان کے حوالے کردو) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رشد کا احساس حفاظتِ مال ہے۔

(۵۵۲۶) اور محمد بن احمد بن یحییٰ کی روایت میں ہے جو انہوں نے محمد بن حسین سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے اس سے کہ جس نے ان سے بیان کیا اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا: جب تم انہیں دیکھو کہ آلِ محمد علیہم السلام سے محبت کرتے ہیں تو ان کے درجے بلند کرو (ان کی عزّت کرو)۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث مندرجہ بالا حدیث کے مخالف نہیں ہے اور یہ اس طرح کہ اس میں رشد محسوس کر لیا جائے جو حفاظتِ مال ہے تو اس کا مال اس کو دیدیا جائے اور اس طرح جب اس میں رشد محسوس کیا جائے قبولِ حق کے لئے تو اس سے اس کا امتحان لیا جائے۔ اور آیت تو ایک چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر دوسری چیز میں بھی جاری رہتی ہے۔

باب:۔ وہ شخص جو بالغ ہونے کے بعد بھی اپنا مال لینے سے انکار کرتا ہے

(۵۵۲۷) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے سعد بن اسماعیل سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے یتیموں کے وصی کے متعلق دریافت کیا کہ جب یتیموں کی یتیمی کی مدت پوری ہوگئی تو اس وصی نے ان سے کہا کہ وہ اپنا مال لے لیں مگر ان لوگوں نے لینے سے انکار کیا۔ اب کیا کیا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ ان کو ان کا مال دیدے اور انہیں لینے پر مجبور کرے۔

باب:۔ وارث کے بالغ ہونے کے بعد بھی وصی نے اس کو اس کا مال دینے سے انکار کیا جس کی وجہ سے وہ شادی نہ کر سکا اور زنا کا مرتکب ہو گیا

(۵۵۲۸) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے محمد بن قیس سے، انہوں نے اس سے جس نے اس کی روایت کی ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا کہ جو مر گیا اس نے ایک آدمی کو اپنا وصی بنایا اور اس کا ایک کمسن لڑکا تھا۔ جب لڑکا بالغ ہوا تو وصی کے پاس گیا اور کہا کہ میرا مال مجھے دیدو تا کہ میں شادی کر لوں لیکن اس نے دینے سے انکار کیا۔ (چنانچہ) وہ واپس چلا گیا اور زنا میں مبتلا ہو گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس زنا کا دو تہائی گناہ اس مرد وصی پر ہے۔ جس نے اس کا مال دینے سے انکار کیا اور اس کو نہیں دیا ورنہ وہ شادی کر لیتا۔

اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کو صرف محمد بن یعقوب کی کتاب میں پایا ہے اور میں نے انہی کے سلسلہ اسناد سے اس کی روایت کی ہے۔ ویسے یہ حدیث مجھ سے متعدد حضرات نے بیان کی ہے۔ جن میں محمد بن محمد بن عصام کلینی رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے محمد بن یعقوب سے روایت کی ہے۔

باب:۔ایک شخص نے وصیت بھی کی اور غلام بھی آزاد کیا جب کہ اس کے اوپر قرض بھی تھا

(۵۵۲۹) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے، انہوں نے زکریا بن ابی یحییٰ سعدی سے اور انہوں نے حکم بن عتیبہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کی ایک جماعت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ڈیوڑھی پر ان کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہی تھی کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا: تم لوگوں میں سے ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) کون ہے؟ لوگوں نے کہا: تجھے ان سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: مجھے ان سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔لوگوں نے کہا: یہ اہلِ عراق کے فقیہ ہیں، ان سے پوچھ لے۔اس نے کہا: میرا شوہر مر گیا۔اس نے ایک ہزار درہم چھوڑے اور میرا دین مہر اس پر پانچ سو (۵۰۰) درہم تھا۔میں نے اپنا دین مہر لے لیا اور اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ میرا اس مرنے والے پر ایک ہزار درہم قرض ہے اور میں نے اس کی گواہی دی۔حکم کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ اس کا حساب کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام برآمد ہوئے اور فرمایا: کیا بات ہے میں تم کو اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: اس عورت نے بیان کیا کہ میرا شوہر مر گیا اور اس نے ایک ہزار درہم چھوڑا اور میرا اس پر پانچ سو درہم مہر تھا میں نے اس میں سے اپنا دین مہر لے لیا اور پھر اس میں سے میں نے اپنی میراث بھی لے لی اس کے بعد ایک شخص آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس (مرنے والے) پر میرا ایک ہزار درہم قرض ہے اور میں نے اس کی گواہی دی۔حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ابھی میں اپنی بات ختم بھی نہیں کر پایا تھا کہ حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت کے قبضہ میں دو تہائی ہے جس کا اس کو اقرار ہے۔اس کے لئے کوئی میراث نہیں۔حکم کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے زیادہ فہیم اور سمجھدار کسی کو نہیں دیکھا۔

ابن ابی عمیر کا قول ہے کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب تک قرض نہ ادا ہو جائے کوئی میراث نہیں ہے متوفی نے ایک ہزار درہم چھوڑے اور اس پر قرض ایک ہزار پانچ سو درہم ہے اس عورت کا اور اس قرض خواہ کا۔لہٰذا اس عورت کو ایک ہزار کا ایک تہائی بنتا ہے اس لئے کہ اس کا قرض پانچ سو درہم اور مرد قرض خواہ کا ایک ہزار درہم ہے اس کو دو تہائی چاہیے۔

(۵۵۳۰) ابن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق کہ اس نے اپنی موت کے وقت ایک غلام آزاد کر دیا اور اس پر قرض تھا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس غلام کی قیمت قرض کے برابر ہے اور اتنا ہی اس کے پاس اور ہے تو یہ آزاد کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۵۵۳۱) اور ابان بن عثمان کی روایت میں ہے ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی اور اس کے اوپر قرض ہے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ آدمی اس کے قرض کو ادا کرے اور باقی اس کے ورثاء میں تقسیم کر دے۔میں نے عرض کیا: پھر وصی قرض کی رقم جدا کرے جس کی اس کو وصیت کی گئی ہے۔آخر قرض کس سے وصول کیا جائے گا وارثوں سے یا وصی سے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وارثوں سے قرض وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ وصی اس کا ضامن ہے۔

باب:۔مرنے والا قرض سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص قرض خواہوں سے ادائیگی کا ضامن ہو جائے

(۵۵۳۲) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مرتا ہے اور اس پر قرض ہے تو ایک آدمی قرض خواہوں سے اس کی ادائیگی کا ضامن بن جاتا ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر قرض خواہ راضی ہو جائیں تو مرنے والا بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

باب:۔ فروخت شدہ مال بعینہ موجود ہو اور خریدار مر جائے اور اس مال کی قیمت باقی ہو اور کچھ دوسروں کا قرض بھی ہو

(۵۵۳۳) محمد بن ابی عمیر نے جمیل بن دراج سے، انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے ہاتھ کچھ مال فروخت کیا اور خریدار نے مال پہ قبضہ کر لیا مگر ابھی اس کی قیمت ادا نہیں کی کہ خریدار مر گیا اور مال بعینہ ابھی موجود ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر مال بعینہ ابھی موجود ہے تو وہ صاحب مال کو واپس کر دیا جائے گا اور دوسرے قرض خواہوں کو اس سے جھگڑا کرنے کا حق نہیں۔

باب:۔ دیت میں سے قرض کی ادائیگی

(۵۵۳۴) صفوان بن یحییٰ ازرق نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص قتل کر دیا گیا اور اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا، اس پر قرض ہے اور اس کے گھر والوں نے قاتل سے اس کی دیت وصول کر لی تو کیا اس کے گھر والوں پر لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: مگر اس نے تو کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے اس کی دیت وصول کی ہے تو لازم ہے کہ اس کا قرض ادا کریں۔

باب:۔ عورت کو وصیت کرنا اور وصی بنانا مکروہ ہے

(۵۵۳۵) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: عورت کو وصی نہیں بنایا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **ولا تؤتوا السفھاء اموالکم** (سورہ نساء آیت ۵) [تم لوگ اپنے اموال سفیہوں (بے وقوفوں) کے سپرد نہ کرو۔]

(۵۵۳۶) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قولِ خدا: **ولا تؤتوا السفھاء اموالکم** کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ اپنے اموال شراب خوروں اور عورتوں کے سپرد نہ کرو۔ پھر فرمایا: اور شراب خور سے زیادہ کون سفیہ (بے وقوف) ہوگا؟

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وصیت کے لئے عورت کو منتخب کرنا مکروہ ہے مگر جو عورت کو اپنا وصی بنائے تو عورت پر لازم ہے کہ جو اس کو حکم دیا گیا ہے وہ اس پر پورا پورا عمل کرے اور عورت کو وصی بنایا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب: وصی کے وصی پر وصیت پر عمل کرنے کے متعلق کیا لازم ہے

(۵۵۳۷) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص ایک آدمی کا وصی تھا وہ مر گیا تو اس نے دوسرے شخص کو وصی بنا دیا کیا اس وصی پر بھی وصیت کی وہی پابندی لازم ہے جو پہلے وصی پر لازم تھی۔ تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر کیا: اگر پہلے وصی پر پابندی حق تھی تو اس پر بھی ہے۔

باب:۔ ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرتے ہوئے خطا قتل ہو جاتا ہے

(۵۵۳۸) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک آدمی ایک شخص کے لئے اپنے مال کے ایک تہائی یا ایک چوتھائی کی وصیت کرتا ہے پھر وصیت کرنے والا خطا قتل ہو جاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی وصیت اس کے مال اور اس کی دیت سے پوری کی جائے گی۔

(۵۵۳۹) اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے ایک تہائی مال کی وصیت کی پھر وہ خطا قتل کر دیا گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی دیت کا ایک تہائی بھی اس کی وصیت میں داخل ہوگا۔[1]

باب:۔ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنی اولاد اور اپنے مال کی وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دی کہ وہ مال سے کوئی کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان تقسیم ہوگا

(۵۵۴۰) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے احمد بن محمد عاصمی نے روایت کرتے ہوئے علی بن حسن میثمی سے، انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے، انہوں نے مثنّیٰ بن ولید سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو اپنے مال اور اولاد کے لئے وصیت کی اور وصیت کے وقت اس کو اجازت دیدی کہ وہ مال سے کام کرے اور نفع اس کے اور اس کی اولاد کے درمیان رہے گا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ لڑکے کے باپ نے اپنی زندگی ہی میں اس کو اجازت دیدی ہے۔

(۵۵۴۱) ابن ابی عمیر نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے اور انہوں نے خالد طویل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے والد کا جب وقتِ وفات قریب ہوا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: اے فرزند اپنے چھوٹے بھائیوں کا مال بھی تم ہی سنبھالو اور اس سے کام کرو۔ آدھا نفع تم لو اور آدھا ان سبھوں کو دو اور تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ تو میرے باپ کی ام ولد نے میرے باپ کے مرنے کے بعد مجھے ابن ابی لیلیٰ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ میری اولاد کے اموال کھا رہا ہے۔ تو میں نے جو کچھ میرے باپ نے حکم دیا تھا وہ ان کے سامنے بیان کیا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ اگر تمہارے باپ نے تمہیں غلط حکم دیا تو میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر ابن ابی لیلیٰ مجھ پر گواہ بنا کہ اگر میں کوئی حرکت کروں تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ پھر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا سارا قصہ سنانے کے بعد عرض کیا کہ آپ (علیہ السلام) کی اس میں کیا رائے ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میں ابن ابی لیلیٰ کے قول کو تو رد نہیں کر سکتا لیکن رہ گئی تمہارے اور اللہ کے درمیان کی بات تو اب تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

باب:۔ کسی مریض کا اپنے کسی وارث سے قرض لینے کا اقرار

(۵۵۴۲) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے اسماعیل بن جابر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مریض تھا اس نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں وارث کا قرض ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر

---

[1] کلینی نے ج ۷ ص ۱۱ پر اپنی معروف اسناد کے ساتھ سکونی سے روایت کی ہے اور اسی پر علماء فتویٰ دیتے ہیں۔

س کا اقرار ایک تہائی ترکہ کے اندر ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۴۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مریض نے اقرار کیا کہ فلاں وارث کا مجھ پر قرض ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مالدار ہے تو جائز ہے۔

(۵۵۴۴) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کی کہ اس کا مجھ پر قرض ہے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ شخص معتبر اور غیر متہم ہے تو جس کے لئے اس نے وصیت کی ہے اسے دیدو۔

(۵۵۴۵) علی بن نعمان نے ابن مسکان سے اور انہوں نے علاء سبزی فروش سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے ایک آدمی کے پاس کچھ مال رکھا اور جب اس کا وقتِ وفات قریب آیا تو اس نے اس آدمی سے کہا جو مال میں نے تمہارے پاس ودیعت رکھا وہ فلاں عورت کا ہے یہ کہہ کر وہ مر گئی تو اس کے ورثاء اس آدمی کے پاس آئے اور بولے: ہماری عزیزہ کے پاس مال تھا، ہماری نظر میں وہ تمہارے ہی پاس ہے۔ قسم کھاؤ کہ تمہارے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو کیا وہ ان لوگوں کے سامنے قسم کھائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ عورت معتبر اور غیر متہم تھی تو قسم کھالے اور اگر غیر معتبر اور متہم تھی تو قسم نہ کھائے بلکہ پورا معاملہ ان کے سامنے رکھ دے اس لئے کہ اس مال میں سے اس (خاتون) کو ایک تہائی پر وصیت کا حق ہے۔

باب: بعض وارثوں کا غلام کے آزاد ہونے یا قرض کا اقرار

(۵۵۴۶) یونس بن عبدالرحمٰن نے منصور بن حازم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک غلام چھوڑا اور اس کے کسی لڑکے نے گواہی دی کہ اس کے باپ نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی گواہی اس کے حصے کے لئے ہے۔ وہ دوسروں کے حصوں کا نقصان نہیں ہونے دے گا بلکہ غلام دوسروں کے حصوں کی رقم ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۵۵۴۷) ابن ابی عمیر نے محمد بن ابی حمزہ اور حسین بن عثمان سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مر گیا تو اس کے کسی وارث نے اقرار کیا کہ مرنے والے پر فلاں کا قرض ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ قرض اسی کے حصہ میں سے ادا کرنا لازم ہوگا۔

(۵۵۴۸) اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اگر وارثوں میں سے دو آدمی گواہی دیں اور دونوں عادل ہوں تو تمام ورثاء پر اس کی ادائیگی لازم ہے اور اگر وہ دونوں عادل نہ ہوں تو ان دونوں کے حصے سے اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔[1]

باب: ایک شخص مر گیا اس پر قرض ہے اور اس کے بال بچے ہیں اور وہ صاحب مال ہے

(۵۵۴۹) ابن ابی نصر بزنطی نے اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص مرتا ہے اور اپنے اہل وعیال چھوڑتا ہے اور اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے تو کیا اس کے مال سے اس کے اہل وعیال کا خرچ چلایا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کا یقین ہو کہ جس قدر اس پر قرض ہے اتنا اس کا سارا مال ہے تو پھر اس کے اہل وعیال پر خرچ نہ کرے اور اگر یقین نہ ہو تو ان پر میانہ روی سے خرچ کرے۔

[1] شیخ نے تہذیب ج ۹ ص ۲۷۹ میں ضعیف حدیث میں وارثوں میں دو کی گواہی کے بجائے دو کے اقرار کا ذکر کیا ہے۔

باب: وصیت کے متعلق نادر احادیث

(۵۵۵۰) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے انہوں نے حسن بن محمد بن سماعہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جبلہ وغیرہ سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت اپنے غلاموں میں سے جتنے شریر تھے انہیں آزاد کر دیا اور جتنے نیک اور اچھے تھے انہیں روک لیا تو میں نے عرض کیا: بابا جان آپ نے ان لوگوں کو آزاد کر دیا اور انہیں روک لیا؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان (شریر) لوگوں نے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے تو یہ اس کے بدلے میں ہے۔

(۵۵۵۱) حسن بن علی وشا نے عبداللہ بن سنان سے، انہوں نے عمر بن یزید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام تین مرتبہ بیمار ہوئے اور آنجناب علیہ السلام نے تینوں مرتبہ وصیت کی اور جب صحتیاب ہوئے تو اپنی وصیت پر عمل فرمایا۔

(۵۵۵۲) ابن ابی عمیر وصفوان بن یحییٰ نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ موت کے وقت وصیت ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے کرنی چاہیے کیا یہ صحیح اور اچھی بات ہے اور آپ کے پدر بزرگوار علیہ السلام نے کیا کیا تھا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک تہائی ہے کہ جس کے لئے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے وصیت کی تھی۔

(۵۵۵۳) محمد بن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے اور انہوں نے حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے کی کنیز سلمیٰ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت ابی عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا وقتِ وفات قریب ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھی۔ آنجناب علیہ السلام پر غشی طاری ہوئی جب غش سے افاقہ ہوا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حسن بن علی بن علی بن الحسین (مشہور بہ افطس) کو ستر دینار دیدو۔ میں نے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) ایسے شخص کو دے رہے ہیں جس نے آپ (علیہ السلام) پر خنجر سے حملہ کیا تھا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر کیا قرآن نہیں پڑھتی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا تو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے: **والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویخشون ربھم و یخافون سوء الحساب** (سورۃ رعد آیت ۲۱) (وہ لوگ جو حسن سلوک کرتے ہیں ان لوگوں سے جن سے اللہ نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے اور برے حساب سے خوف کرتے ہیں)۔

(۵۵۵۴) ابن ابی عمیر نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد کا جب وقتِ وفات قریب آیا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کوئی وصیت کریں تو انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یعنی عمر، یہ جو کچھ کرے جائز ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے باپ نے وصیت کی اور بہت مختصر کی۔ میں نے عرض کیا: پھر انہوں نے حکم دیا اور وصیت اس اس کام کی کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس پر عمل کرو۔ میں نے عرض کیا: مگر انہوں نے ایک مومن اور صاحبِ معرفت بندہ آزاد کرنے کی وصیت کی اور جب ہم نے اس کو آزاد کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صحیح نکاح سے نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم نے وصیت پوری کر دی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے قربانی کا جانور اس خیال سے خریدا کہ وہ موٹا تازہ ہوگا مگر وہ دبلا پتلا نکلا تو اس کی طرف سے وہ قربانی پوری ہوگئی۔

(۵۵۵۵) عبداللہ بن جعفر حمیری نے حسن بن مالک سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام یعنی علی بن محمد بن علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص نے وفات پائی اور اپنی زندگی میں ہر شئے آپ (علیہ السلام) کے لئے قرار دیدی۔ اس کے کوئی اولاد نہیں تھی مگر اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکا پیدا ہوا اور اس کا کل مال تین ہزار (۳۰۰۰) درہم ہے، اس میں سے ایک ہزار (۱۰۰۰) میں آپ (علیہ السلام) کی خدمت میں ادا کر چکا ہوں۔ میں آپ (علیہ السلام) پر قربان! اب جو آپ کی رائے ہو مجھے مطلع فرمائیں کہ میں اس پر عمل کروں۔ آنجناب علیہ السلام نے تحریر فرمایا: اب (باقی رقم) ان

لوگوں کے لئے چھوڑ دو۔

(۵۵۵۶) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے محمد بن یحییٰ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ میں آپ (علیہ السلام) پر قربان ایک شخص نے اپنے مال کا کچھ حصہ آپ (علیہ السلام) کے لئے قرار دیا پھر اس کو اس کی ضرورت پیش آئی تو کیا وہ اس کو اپنے کام کے لئے لے لے یا آپ (علیہ السلام) کے پاس بھیج دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اختیار ہے جب تک اس نے اس کو اپنے قبضہ سے نہ نکالا ہو اور وہ مال میرے پاس پہنچتا تو میں اس کی مدد کرتا اس لئے کہ اس کو اس کی ضرورت ہے۔راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو یہ بھی خط لکھا کہ میں آپ (علیہ السلام) پر قربان ایک شخص نے اپنے مال میں سے ایک معینہ رقم کی آپ (علیہ السلام) کے لئے وصیت کی اور اپنے دادھیالی اور نانہالی اقرباء کے لئے بھی وصیت کی پھر اس کے بعد اپنی وصیت کو تبدیل کر دیا۔جس کو دیا تھا اس کو محروم کر دیا اور جس کو محروم کیا تھا اس کو دیا۔کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: اس کو مرتے دم تک اس کا اختیار ہے۔

(۵۵۵۷) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مرنے کے بعد کے لئے ایک تہائی کی وصیت کی اور کہا کہ میرا ایک تہائی مال میری موت کے بعد میرے غلاموں اور کنیزوں کے درمیان تقسیم ہوگا اور اس کے باپ کے بھی غلام ہیں تو کیا اس کے باپ کے غلام بھی اس کی اس وصیت میں داخل ہیں۔تو آنجناب علیہ السلام نے جواب تحریر فرمایا: داخل نہیں ہیں۔

(۵۵۵۸) محمد بن احمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے۔کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے محمد بن محمد سے انہوں نے کہا: ایک مرتبہ علی بن بلال نے حضرت امام ابوالحسن یعنی علی بن محمد علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک یہودی مر گیا اور اس نے اپنے مذہب والوں کے لئے ایک چیز کی وصیت کی اور اس چیز کو لینے کی میں قدرت رکھتا ہوں۔کیا میرے لئے جائز ہے کہ اس کو لے لوں اور آپؑ کے دوست داروں کو دیدوں یا جو کچھ یہودی نے وصیت کی ہے اسے نافذ کروں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے تحریر فرمایا: اسے مجھ تک پہنچاؤ اور مجھے اس کے بارے میں بتاؤ تاکہ جس طرح چاہے میں اس کا نفاذ کروں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ [1]

(۵۵۵۹) سکونی نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا: اس نے اپنی موت کے قریب اقرار کیا کہ فلاں اور فلاں میں سے ایک کے میرے پاس ایک ہزار درہم ہیں پھر وہ مر گیا۔تو فرمایا: ان دونوں میں سے جو گواہ پیش کرے تو مال اسی کا ہے اور اگر ان میں سے کوئی گواہ پیش کر سکے تو دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہو جائے گا۔

(۵۵۶۰) علی بن مہزیار نے احمد بن حمزہ سے روایت کی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: ہمارے شہر میں بسا اوقات آلِ محمدؑ کے لئے مال کی وصیت کی جاتی ہے اور وہ مجھ تک لایا جاتا ہے تو میں اسے لینے سے کراہت کرتا ہوں یہاں تک کہ آپؑ اس کا حکم کریں۔فرمایا: میری طرف مت جھکو اور نہ اس (مال) سے میل محبت کرو۔ [2]

(۵۵۶۱) محمد بن ابی عمیر نے روایت کی حماد بن عثمان سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہ کہا: ایک شخص نے اولادِ فاطمہ علیہا السلام کے لئے تیس (۳۰) دینار کی وصیت کی۔کہا: پس وہ شخص ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ (رقم) فلاں بزرگ کو دیا دو۔اور وہ بزرگ عیالدار اور فقیر تھا اور اولادِ فاطمہؑ میں نہیں تھا۔

---

[1] کیونکہ آنجنابؑ بہتر طور پر تقسیم کی کیفیت سے واقف تھے اور یہ کہ کس چیز کو کہاں رکھا جائے۔

[2] یہاں منع یا تو تقیہ کی بناء پر کیا گیا ہے یا راوی کے وکالت کے لئے اہل نہ ہونے پر اگرچہ وہ روایت کرنے میں ثقہ ہو۔(محمد تقی مجلسی)

اس شخص نے کہا: (لیکن) اس شخص نے تو اولادِ فاطمہؑ کے لئے وصیت کی تھی۔ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: بلاشبہ یہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد کے لئے مناسب نہیں ہے (بلکہ) یہ اس عیال دار شخص کے لئے مناسب ہے۔

(۵۵۶۲) ابن فضال نے علی بن عقبہ سے روایت کی ہے، انہوں نے برید بن معاویہ سے اور انہوں نے ابو عبداللہ السلام سے کہ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: ایک شخص نے میرے لئے وصیت کی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم میرے ساتھ اپنے قرابت داروں کو بھی شریک کرتے ہو تو اس نے ایسا کیا۔ اور جس نے مجھے وصیت کی تھی اس نے مجھے بتایا کہ وصیت میں شریک کرنے سے پہلے اس کے لئے ڈیڑھ سو درہم تھے اور اس کے پاس اس کے لئے ایک چاندی کا ایک پیالہ رہن تھا تو جب وہ شخص مرگیا تو وصی ظاہر ہوا اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس کے لئے متوفی کے ذمہ گیہوں کے کئی کرار تھے۔ ا فرمایا: اگر وہ گواہ پیش کرے تو ٹھیک ورنہ اس کے لئے کوئی چیز نہیں۔ میں نے آنجنابؑ سے عرض کیا: کیا اس کے لئے جائز و حلال ہے کہ جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے اسے لے لے۔ فرمایا: اس کے لئے حلال نہیں۔ میں نے کہا: آپؑ کی کیا رائے ہے کہ اگر ایک شخص اس پر زیادتی کرتا ہے، اس کا مال قبضہ میں لے لیتا ہے تو کیا اس کو اختیار ہے کہ اس کے مال میں سے لے لے اور جو کچھ اس کے مال میں سے لے وہ اس کے لئے جائز ہے؟ فرمایا: یہ اس کی مانند نہیں ہے۔

(۵۵۶۳) محمد بن حسین بن ابی خطاب نے عبداللہ بن حبیب سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص کے میرے پاس کچھ دینار تھے وہ بیمار ہوا تو مجھ سے بولا کہ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم فلاں شخص کو بیس (۲۰) دینار دیدینا اور باقی دینار میری بہن کو دیدینا۔ چنانچہ وہ مرگیا اور میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس نہیں تھا ایک مرد مسلمان سچ بولنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ مرنے والے نے حکم دیا ہے کہ میں تم سے کہہ دوں کہ دیکھو وہ دینار جو میں نے تمہیں اپنی بہن کو دینے کو کہا ہے اس میں سے دس دینار تصدق کر کے مسلمانوں میں تقسیم کردو اور اس کی بہن کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے پاس کچھ ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ تم اس میں سے دس (۱۰) دینار تصدق کردو جیسا کہ اس نے کہا ہے۔

(۵۵۶۴) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے عمار بن مروان سے، انہوں نے سماعہ بن مہران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق: الوصیة للوالدین والا قربین بالمعروف حقاً علی المتقین۔ (سورۂ بقرہ آیت ۱۸۰) (متقیوں پر لازم ہے کہ وہ والدین اور اقرباء کے لئے حسن سلوک کی وصیت کریں) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ شئے ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحبِ امر (امام) کے لئے قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کی کوئی حد ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایک تہائی کا ایک تہائی (1/9) کم سے کم۔

(۵۵۶۵) یونس بن عبدالرحمٰن نے داؤد بن نعمان سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام فضیل سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (علیہ السلام) سے اپنی وصیت پر عظیم ملائکہ میں سے چار کو گواہ بنایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام راوی کا بیان ہے کہ چوتھے کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔

(۵۵۶۶) محمد بن یعقوب کلینی رضی اللہ عنہ نے حمید بن زیاد سے، انہوں نے ابن سماعہ سے، انہوں نے سلیمان بن داؤد سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کے دوستداروں میں سے ایک شخص مرگیا جس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے اور تھوڑا مال چھوڑا اور اس پر قرض ہے اور قرض خواہوں کو اس کا علم نہیں اگر

ا کرار: ۲۰۰ صاع کا پیمانہ۔

قرض خواہوں کو قرض ادا کر دیا جائے تو اس کے بچوں کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ مال اس کے بچوں پر خرچ کرو۔

(۵۵۶۷) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن حکم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنے غلام کو مدبر کر دیتا ہے کیا اس کو جائز ہے کہ اس سے پلٹ جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ بمنزلہ وصیت کے ہے۔

(۵۵۶۸) علی بن حکم نے زیاد بن ابی الحلال سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ امام حسن و امام حسین علیہما السلام کو بھی وصیت کی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: وہ دونوں حضرات تو اس سن کے تھے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مگر ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو پانچ (۵) سال سے کم کا نہیں ہونا چاہیے (کہ اُسے وصیت کی جائے)۔

باب:۔ وقف وصدقہ وعطیہ

(۵۵۶۹) محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو وقف اور جو کچھ ان کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایات آئی ہیں کے متعلق خط لکھا تو جواب میں آنجناب علیہ السلام کی تحریر آئی کہ وقف کرنے والے کی منشاء کے مطابق وقف ہوتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۵۵۷۰) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ یقطینی سے، انہوں نے علی بن مہزیار سے، انہوں نے ابی الحسین [1] سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن ثالث علیہ السلام (امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا کہ میں نے ایک زمین اپنے لڑکے پر حج اور دوسرے امور خیر کے لئے وقف کر دی ہے اور اس زمین میں آپ کا بھی حق رکھا ہے کہ جو میرے بعد آپ کا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کا ہوگا اور میں نے اس حصے کو اس سے جدا کر لیا ہے تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: تم اس میں آزاد ہو تمہیں اختیار ہے۔

(۵۵۷۱) علی بن مہزیار سے روایت ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کے بعض موالیوں نے آپ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ ہر وقف جو ایک معینہ وقت تک ہو اس کا نفاذ ورثاء پر واجب ہے اور ہر وہ وقف جس کا کوئی وقت مقرر نہ ہو وہ ورثاء پر جہل ومجہول اور باطل ومردود ہے اور آپ (علیہ السلام) اپنے آبائے کرام کے قول کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: یہ میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔

(۵۵۷۲) محمد بن احمد بن یحییٰ نے عبیدی سے، انہوں نے علی بن سلیمان بن رشید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ مولا میں آپ (علیہ السلام) پر قربان میری کوئی اولاد نہیں ہے اور میرے پاس جائدادیں ہیں جو میں نے کچھ اپنے باپ سے وارثت میں پائی ہیں اور کچھ خود بنائی ہیں اور حادثات کا کوئی ٹھیک نہیں۔ اگر میرے کوئی اولاد نہ ہوئی اور مجھے موت آ گئی تو میں آپ پر قربان! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں اس میں سے کچھ اپنے فقراء اور کمزور بھائیوں کے لئے وقف کر دوں یا اپنی زندگی ہی میں فروخت کر کے اس کی قیمت ان لوگوں پر تصدق کر دوں اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ میرے بعد میرے ورثاء وقف کو نافذ نہیں کریں گے اور اگر میں نے وقف کر دیا تو جب تک میں زندہ ہوں اس سے کھا سکوں گا یا نہیں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے تحریر فرمایا: میں نے تمہارے خط سے تمہاری جائداد کے معاملہ کو سمجھ لیا۔ تمہارے لئے جائز نہیں کہ اس وقف میں سے اور صدقہ میں سے کچھ کھاؤ اگر تم نے اس میں سے کھایا اور تمہارے ورثاء ہوئے تو پھر وہ وقف نہیں ہوگا۔ لہٰذا تم اس کو فروخت کرو اور اپنی زندگی میں اس کی قیمت کا کچھ حصہ تصدق کرو اس لئے کہ اگر تم تصدق کرو گے تو اپنے اخراجات کے لئے کچھ روک بھی لو گے جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے کیا تھا۔

[1] بظاہر یہ ابوالحسین بن ہلال ہیں جو ثقہ ہیں اور امام ابوالحسن ثالث کے اصحاب میں ہیں۔

(۵۵۷۳) محمد بن عیسیٰ عبیدی نے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ احمد بن حمزہ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک غلام مدبر وقف کر دیا گیا اس کے بعد اس کا مالک مر گیا اور اس پر قرض ہے اور اتنا ہے کہ اس کا مال اس کی ادائیگی کے لئے کافی نہیں ہے تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: قرض میں اس کا وقف فروخت کر دیا جائے گا۔

(۵۵۷۴) محمد بن احمد نے عمر بن علی بن عمر سے، انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک مرنے والے نے وصیت کی ہے کہ اس کی ایک تہائی میں سے فلاں شخص کی مدد جاری رکھے جب تک وہ زندہ رہے یا تہائی کی رقم باقی رہے[1] اور ایک تہائی کے نفاذ کا کوئی حکم نہیں دیا۔ کیا وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ اجراء کی وجہ سے میت کے ایک تہائی کو وقف کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس نے ایک تہائی کی جو وصیت کی ہے اس کا نفاذ کرے، اس کو وقف نہ کرے۔

(۵۵۷۵) صفوان بن یحییٰ نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جائداد وقف کر دی پھر اس کو خیال آیا کہ اس میں کچھ ترمیم کرے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس نے اپنی اولاد یا کسی غیر کے لئے وقف کی ہے پھر اس کا متولی بھی بنا دیا ہے تو پھر اس کو حق نہیں کہ اس کو واپس لے اور اگر اس کے بچے چھوٹے ہیں اور ان کے ولی سے شرط کر لی کہ بچوں کے بالغ ہونے تک دیکھ بھال کرے اور جب بالغ ہو جائیں تو ان کے حوالے کر دے تو ایسی صورت میں بھی اسے حق نہیں کہ وہ اس میں نظر ثانی کرے اور اگر بچے بڑے ہیں مگر ابھی ان کے سپرد نہیں کیا ہے اور بچے بھی مخالفت نہیں کر رہے ہیں کہ وہ جائداد اس سے الگ کر لیں تو وہ اس میں نظر ثانی کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد بھی اس سے الگ نہیں کریں گے۔

(۵۵۷۶) محمد بن علی بن محبوب نے موسیٰ بن جعفر بغدادی سے اور انہوں نے علی بن محمد بن سلیمان نوفلی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام (امام علی نقی) کو خط لکھا اور اس میں دریافت کیا کہ میرے جد نے ایک زمین فلاں بن فلاں کی اولاد کے محتاجوں کے لئے وقف کر دی جو قبیلہ کے مورث اعلیٰ تھے مگر اب ان کی اولاد کثیر ہے، مختلف ملکوں میں بکھری ہوئی اور واقف (وقف کرنے والا) کی اور اولاد کو اس کی شدید ضرورت ہے انہوں نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ مورث اعلیٰ کی ساری اولاد کو چھوڑیں اور یہ زمین ہم لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: جس زمین کا تم نے ذکر کیا ہے تمہارے جد اعلیٰ نے فلاں بن فلاں کی اولاد میں جو فقراء ہیں ان کے لئے وقف کی ہے تو یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں جس میں یہ وقف ہے تم پر یہ فرض نہیں کہ جو لوگ وہاں سے غائب ہیں انہیں تلاش کرو۔

(۵۵۷۷) عباس بن معروف نے علی بن مہزیار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) کو خط لکھا کہ فلاں شخص نے ایک جائداد خریدی، اس کو وقف کر دیا اور اس وقف کا پانچواں حصہ آپؑ کے لئے قرار دیا اور آپ (علیہ السلام) کی رائے دریافت کی ہے کہ اس جائداد میں سے آپ (علیہ السلام) کا حصہ فروخت کر دیا جائے یا اس کو اپنی نگرانی میں رکھ لوں یا اس کو وقف ہی چھوڑ دوں؟ تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: تمہیں معلوم ہو کہ میں نے فلاں کو ہدایت کر دی ہے وہ میرا حصہ اس زمین سے فروخت کر دے اور اس کی قیمت میرے پاس بھیج دے۔ میری رائے یہ ہے ان شاء اللہ۔ یا اگر اس کے لئے زیادہ آسان ہو تو اپنی نگرانی میں رہنے دے۔

اور راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو خط لکھا کہ جن لوگوں پر اس جائداد کو وقف کرنے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اگر آپ (علیہ السلام) کی رائے ہو تو اس وقف کو فروخت کر کے جن جن لوگوں کے لئے وقف ہے ہر ایک کو اس کے حصہ کی رقم دیدی جائے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے مجھے تحریر کیا: میری رائے یہ ہے کہ جب اس بات کا علم ہے کہ جن لوگوں کے لئے تم وقف کر رہے ہو ان میں اختلاف ہے اور اس

[1] اگر ایک تہائی ختم ہونے سے پہلے وہ شخص مر جائے جس کے لئے تہائی میں سے وصیت کی گئی ہے تو بقیہ ورثہ کے لئے ہوگا۔ (محمد تقی مجلسی)

جائداد کا فروخت کرنا ہی بہتر ہے تو وہ فروخت کردی جائے اس لئے کہ اختلاف میں جان و مال کے تلف ہونے کا اکثر خطرہ ہوتا ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ وقف صرف انہی لوگوں کے لئے تھا ان کے بعد والوں کے لئے نہ تھا اور اگر ان کے لئے اور ان کے بعد ان کی اولاد کے لئے ہوتا اور نسل کے بعد پھر فقراء اور مومنین کے لئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ زمین و اہل زمین کا وارث بھیج دے تو تا ابد اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا۔

(۵۵۷۸) محمد بن عیسیٰ نے ابوعلی بن راشد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان! میں نے اپنے پہلو میں ایک زمین ایک ہزار (۱۰۰۰) درہم میں خریدی جب اس میں فصل تیار ہوئی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ زمین وقف ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مال وقف کا خریدنا جائز نہیں، اس کا غلہ اپنے مال میں مت داخل کرو، جن لوگوں کے لئے وقف ہے انہیں دیدو۔ میں نے عرض کیا: مگر ان لوگوں سے ناواقف ہوں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اسکا غلہ تصدق کردو۔

(۵۵۷۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے جعفر بن حنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنا غلہ اپنے ددھیالی اور ننھیالی قرابتداروں کے لئے وقف کردیا اور ایک ایسے شخص اور اس کی اولاد کے لئے اس کی آمدنی میں تین سو (۳۰۰) درہم سالانہ کی وصیت کی جس سے اس کی کوئی قرابتداری نہیں ہے اور باقی اس کے ددھیالی اور ننھیالی قرابتداروں کو تقسیم کردی جائے گی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس کے لئے یہ وصیت کی ہے اس کے لئے درست ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس زمین کی آمدنی صرف پانچ سو (۵۰۰) درہم ہی ہو تو پھر؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی وصیت میں کیا یہ نہیں ہے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے اس کی آمدنی میں سے اس کو تین سو (۳۰۰) درہم دیئے جائیں اور باقی اس کے ددھیالی اور ننھیالی قرابتداروں میں تقسیم کیا جائے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس کے قرابتداروں کو اس میں سے لینے کا کوئی حق نہیں جب تک تین سو (۳۰۰) درہم پورے نہ کردیئے جائیں جس کے لئے وصیت کی گئی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ ان کا ہے۔ میں نے عرض کیا: اور جس کے لئے وصیت کی وہ اگر مرجائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ مرجائے تو پھر اس کے وارثوں کے لئے ہے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے وہ وارث ہوتے رہیں گے اور جب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے سب ختم ہوجائیں تو یہ تین سو (۳۰۰) درہم مرنے والے کے قرابتداروں کے ہوجائیں گے اور وقف میں سے جو کچھ نکلا ہے اس میں واپس ہوجائے گا اور ان میں تقسیم کیا جائے گا اور وہ وارث ہوتے رہیں گے جب تک ان میں سے کوئی ایک بھی باقی ہے اور اس کی آمدنی باقی ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر میت کے قرابتداروں میں سے ورثا محتاج ہوجائیں اور اس کی آمدنی ان کے لئے کافی نہ ہوتی ہو تو اگر وہ فروخت کرنا چاہیں تو فروخت کردیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اگر سب کے سب اس پر راضی ہوں اور ان کا اس کے فروخت کرنے میں بھلا ہے تو فروخت کردیں۔

(۵۵۸۰) عباس بن معروف نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے مہران بن محمد سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ سات سال حج کے موقع پر ان کے لئے نوحہ و تذکرہ کیا جائے اور ہر موقع پر جو کچھ خرچ ہوگا اس کے لئے کچھ وقف کردیا۔

(۵۵۸۱) عاصم بن حمید نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سنو کیا میں تم کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آنجناب علیہ السلام نے ایک ڈبیہ یا ایک صندوقچہ نکالا اور اس میں سے ایک تحریر نکالی اس کو پڑھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت نامہ ہے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہوں نے اپنے سات باغات (۱) عواف (۲) دلال (۳) برقہ (۴) میثب (۵) حسنی (۶) صافیہ اور (۷) مال ام ابراہیم (مشربہ ام ابراہیم یعنی ماریہ قبطیہ کا مکان) کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ

السلام کے لئے وصیت کی اور اگر وہ دنیا سے گزر جائیں تو (امام) حسن (علیہ السلام) کے لئے ہے اور اگر وہ بھی گزر جائیں تو (امام) حسین (علیہ السلام) کے لئے ہے اگر وہ بھی گزر جائیں تو میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے یہ وصیت ہے اور اس پر گواہ اللہ تعالیٰ اور مقداد بن اسود کندی اور زبیر بن العوام ہیں اور اسے علیؑ ابن ابی طالبؑ نے لکھا ہے۔

اور روایت کی گئی یہ مندرجہ بالا باغات وقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پیداوار اور آمدنی میں سے کچھ اپنے مہمانوں اور اپنے یہاں آنے جانے والوں کے لئے لیا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو عباسؓ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) اس کے مدعی ہو کر حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام وغیرہ نے گواہی دی کہ یہ سب حضرت فاطمہ پر وقف ہے۔ اور ان باغات میں ایک نام میثب سنا گیا ہے لیکن میں نے سید ابو عبداللہ محمد ابن الحسن موسوی ادام اللہ توفیقہ سے سنا ہے وہ بیان کر رہے تھے کہ وہ باغ ہم لوگوں کے یہاں میثم کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(۵۵۸۲) محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن فرج سے اور انہوں نے علی بن معبد سے روایت کی ہے۔ کہ محمد بن احمد بن ابراہیم نے ۲۳۳ھ میں حضرت امام علی النقی ہادی علیہ السلام کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک عورت اور کئی لڑکے اور لڑکیاں چھوڑیں اور ان سب کے لئے ایک غلام چھوڑا جس کو اس نے ان لوگوں پر دس سال کے لئے وقف کر دیا اس کے بعد وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔ میں آپ (علیہ السلام) پر قربان! کیا ان ورثاء کے لئے یہ جائز ہے کہ اگر وہ مجبور ہوں اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے تو اس غلام کو فروخت کر دیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ مدت معینہ (یعنی دس سال) کے لئے جو مشروط ہے فروخت نہ کریں مگر یہ کہ وہ لوگ انتہائی مجبور ہوں تو ان کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۸۳) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن ابی لیلیٰ کی مجلس میں حاضر تھا اور انہوں نے ایک ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس نے اپنے کسی قرابتدار کو رہنے کی اجازت دی مگر مدت مقرر نہیں کی (کہ ہمیشہ رہے یا مالک مکان کی زندگی تک رہے یا جس کو اجازت دی ہے وہ اپنی زندگی تک رہے) اس کے بعد مالک مکان مر گیا تو مرنے والے کے ورثاء اور وہ شخص جس کو رہنے کی اجازت دی گئی تھی وہ ابن ابی لیلیٰ کے پاس آئے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مرنے والا جس حالت میں مکان چھوڑ گیا ہے اسی حالت میں رہنے دیا جائے تو محمد بن مسلم ثقفی نے کہا: مگر علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے تو اسی مسجد میں تمہارے فیصلہ کے برخلاف فیصلہ دیا ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ تمہیں کیسے معلوم؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے حضرت امام ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرما رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: حبیس (رکاوٹ و بندش) کو ہٹاؤ اور وراثت نافذ کرو۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: کیا یہ تمہارے پاس کسی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: اچھا تو کسی کو بھیج کر وہ کتاب میرے پاس منگوالو۔ محمد بن مسلم ثقفی نے کہا: مگر اس شرط پر کہ تم اس کتاب میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں دیکھو گے۔ ابن ابی لیلیٰ نے کہا: یہ تمہیں اختیار ہے۔ تو انہوں نے وہ کتاب منگوائی اور انہیں اس کتاب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وہ حدیث دکھائی اور انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔

اور حبیس ہر وہ وقف ہے جو غیر معینہ وقت کے لئے ہو وہ وارثوں کو واپس کر دیا جائے گا۔

(۵۵۸۴) عبداللہ بن مغیرہ نے عبدالرحمٰن جعفی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس اپنی میراث کے سلسلے میں آتا جاتا رہتا تھا تاکہ وہ ہم لوگوں میں تقسیم کر دے۔ اس میراث میں کچھ جائداد ایسی بھی تھی جو غیر معینہ مدت کے لئے وقف تھی اور وہ ہمیشہ اسے ٹالتا رہا۔ جب بہت وقت گزر گیا تو میں نے اس کی شکایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کیا اس کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر معینہ مدت کے وقف کو رد کر دیتے تھے اور اس پر میراث کا حکم نافذ کر دیا کرتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں ابن ابی لیلیٰ کے

پاس آیا۔ مگر اس نے وہی کیا جو کر رہا تھا۔ تو میں نے کہا کہ میں نے تمہاری شکایت حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے کی تو انہوں نے ایسا کہا تھا۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے مجھ پر حلف رکھا کہ کیا حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام نے ایسا ہی کہا تھا۔ تو میں نے حلف اُٹھالیا تو ابن ابی لیلیٰ نے اس کے مطابق میرا فیصلہ کر دیا۔

(۵۵۸۵) یعقوب بن یزید نے محمد بن شعیب سے، انہوں نے ابی کہمس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چھ (۶) چیزیں مومن سے اس کے مرنے کے بعد ملحق ہوتی ہیں۔ (۱) وہ لڑکا جو اس کے لئے طلب مغفرت کرے (۲) اور کوئی دینی کتاب یا قران مجید جو وہ چھوڑ جائے۔ (۳) اور کوئی درخت جو وہ لگائے (۴) اور کوئی کنواں جو وہ کھودے۔ (۵) اور کوئی کار خیر جو اس کے بعد جاری رہے۔ (۶) اور کوئی اچھی رسم جو اس کے بعد بھی لوگ اختیار کریں۔

(۵۵۸۶) علی بن اسباط نے محمد بن حمران سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جو مشترکہ تصدق کرتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جائز ہے۔

(۵۵۸۷) حسین بن سعید نے نضر سے، انہوں نے قاسم بن سلیمان سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بالغ اولاد پر کچھ تصدق اور وقف کر دیا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کے مرنے تک اس کی اولاد نے اس پر قبضہ نہیں کیا ہے تو پھر وہ میراث ہے اور اگر نابالغ اولاد کے لئے تصدق (اور وقف) کیا ہے تو پھر یہ جائز ہے اس لئے کہ نابالغ مالدار کا ولی بھی خود وہی ہے۔ نیز فرمایا: اور اگر کسی نے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تصدق (اور وقف) کیا ہے تو وہ واپس نہیں ہوگا۔

(۵۵۸۸) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں جمیل بن درّاج کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے لڑکے پر اپنا مال یا اپنا گھر تصدق (وقف) کر دیا کیا اس کو حق ہے کہ وہ اسے واپس لے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مگر یہ کہ وہ لڑکا صغیر (چھوٹا) و نابالغ ہو۔

(۵۵۸۹) موسیٰ بن بکر نے حکم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میرے والد نے مجھے ایک گھر تصدق کیا پھر انہوں نے اپنی رائے بدل دی اور اسے واپس لے لیا اور ہمارے قاضی لوگ میرے حق میں فیصلہ کرتے ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے قاضی لوگوں نے اچھا فیصلہ کیا اور تمہارے والد نے بہت برا کیا لیکن اگر تم ان سے مقدمہ کرو تو اپنی آواز ان کی آواز پر بلند نہ کرنا اور اگر ان کی آواز بلند ہو تو تم اپنی آواز کو جھکا لینا۔ میں نے عرض کیا: مگر وہ فوت ہو چکے تھے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تم اس کو اپنے تصرف میں لاؤ۔

(۵۵۹۰) ربعی بن عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا ایک گھر جو مدینہ میں بنی زریق کے محلے کے اندر تھا تصدق کیا اور یہ تحریر کیا: بسم اللہ الرحمن الرحیم علی ابن ابی طالب نے اپنی حیات میں بدرستی صحت اپنا ایک گھر جو بنی زریق میں ہے تصدق کیا۔ یہ ایسا صدقہ ہے جو فروخت نہیں کیا جائے گا نہ اس کا کوئی وارث بنے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا وارث ہوگا جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا وارث ہے اور اس صدقہ کے گھر میں انہوں نے اپنی خالاؤں کو حق سکونت دی ہے جب تک وہ زندہ ہیں اور ان کی اولاد زندہ ہے اور اگر یہ سب کے سب ختم ہو جائیں تو پھر مسلمانوں میں جو ضرورت مند ہو۔ اس کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

(۵۵۹۱) حماد بن عثمان نے ابی الصباح کنانی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: میری ماں نے اپنے گھر کا نصف حصہ مجھے تصدق کر دیا تو میں نے ان سے کہا: مگر قاضی لوگ اس زبانی تصدق کو جائز نہیں کہیں گے تو اس لئے ذرا اس کو لکھ دیں۔ انہوں نے کہا: جو تمہارے جی میں آئے اور جو تم اپنے لئے مناسب سمجھو کر لو۔ چنانچہ میں نے ایک دستاویز لکھوالی تو بعض ورثاء یہ چاہتے ہیں کہ میں حلف اُٹھا کر کہوں کہ میں نے اس کی قیمت نقد ادا کر دی ہے حالانکہ میں نے اس کی کوئی قیمت نقد ادا نہیں کی ہے ایسے میں آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے؟

آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے حلف اُٹھالو۔

(۵۵۹۲) محمد بن سلیمان دیلمی نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے اپنے گھر کا ایک حصہ کسی مرد مسافر کو تصدق کر دیا اور اس کے بعد مر گیا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی قیمت لگوائی جائے اور وہ قیمت اس کو دیدی جائے۔

(۵۵۹۳) محمد بن ابی عمیر نے ابان سے اور انہوں نے اسماعیل جعفی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کو صدقہ دے اور وہی صدقہ اس کی طرف میراث میں منتقل ہو جائے تو وہ اس کے لئے جائز ہے۔

(۵۵۹۴) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بخشش و عطیہ کو وصیت میں شامل کر دیتے تھے اور جو شخص اپنی موت کے وقت بغیر تحریر و بغیر گواہ کسی بات کا اقرار کیے ہوتا تو اس کو رد کر دیا کرتے تھے۔

(۵۵۹۵) محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے کہ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام نے صدقہ کے لئے اس طرح وصیت کی: یہ وقف کیا ہے موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) نے۔ انہوں نے فلاں فلاں جگہ کی اپنی ساری جائداد وقف کر دی جس کے حدود اربعہ یہ ہیں۔ کل کا کل اس کے درختوں کو، اس کی زمینوں کو، اس کی نالیوں کو، اس کے پانی اور کنوئیں کی منڈیروں کو، اس کے حقوق کو، اور پانی پینے کو اور ہر حق جو اس کے لئے ہے، بلندی میں یا منظر میں، یا چوڑائی یا لمبائی میں، یا لوازمات خانہ میں، یا صحن میں یا آبی ذخیروں میں، یا اس سے پھوٹنے والی شاخوں میں یا آباد زمینوں میں یا غیر آباد زمینوں میں جو اس کو حاصل ہے اس کے تمام حقوق کو اپنے صلب کے تمام مردوں اور عورتوں پر وقف کر دیا اور اللہ تعالیٰ جو اس میں پیدا کرے گا وہ ان پر اس میں جو عمارت ہے اور اس کے ملحقات ہیں اور ان کی تعمیر میں جو صرف ہوگا اس پر تقسیم ہوگا مگر تیس (۳۰) کھجوروں کے گچھوں کو چھوڑ کر جو اس قریہ کے مساکین کو تقسیم ہوں گے فلاں شخص کی اولاد میں مردوں کو دو حصہ اور عورتوں کو ایک حصہ کے حساب سے اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کسی عورت نے شادی کر لی تو اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا اس وقف میں جب تک کہ وہ بغیر شوہر کے واپس نہ آجائے۔ اگر بغیر شوہر کے واپس آجائے تو اس کا حصہ ہوگا اسی طرح جیسے کہ فلاں کی اولاد میں سے غیر شادی شدہ ہے اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی مر گیا تو اس کی اولاد کو اپنے باپ کا حصہ ملے گا۔ مرد کو دو حصہ اور عورت کو ایک حصہ کے حساب سے جس طرح فلاں نے اپنی صلبی اولاد کے درمیان شرط رکھی ہے اور اگر فلاں کی اولاد میں سے کوئی اور ہے کہ اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو اس کا حق اہل وقف کو پلٹا دیا جائے۔ اور میری لڑکیوں کی اولاد کو میرے اس وقف میں کوئی حق نہیں ہوگا مگر یہ کہ ان کے آباء میری اولاد میں سے ہوں اور میرے وقف میں میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد اور ان کے اعقاب (بعد والوں) میں سے ایک بھی باقی ہے تو اس کی موجودگی میں کسی اور کو کوئی حق نہیں ہوگا اور اگر سب ختم ہو جائیں اور کوئی ایک بھی باقی نہ رہے تو میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی دوسری اولاد میں تقسیم ہوگا جب تک ان میں سے ایک بھی باقی ہے، اسی شرط کے مطابق جو میں نے اپنی اولاد اور اپنے اعقاب کے لئے رکھی ہے اور اگر میری ماں کے بطن سے میرے باپ کی اولاد بھی ختم ہو جائے اور کوئی ایک بھی نہ رہے تو میرا وقف اولی پھر اولی پر ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو وارث بنادے جس کو اس نے وارث بنایا ہے اور وہ بہترین وارث ہے اور یہ وقف علی اور ابراہیم کے لئے قرار دیا اور اگر ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ قاسم داخل ہوگا اور ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ اسماعیل داخل ہوگا اور ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ عباس داخل ہوگا اور ان دونوں میں سے ایک نہ رہے تو جو باقی ہے اس کے ساتھ میری اولاد میں جو سب سے بڑا ہے وہ داخل ہوگا اور اگر میری اولاد سب ختم ہو جائے صرف ایک باقی رہ جائے تو وہی اس کا متولی ہوگا۔

(۵۵۹۶) عباس بن عامر نے ابی صحاری سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے

عرض کیا: ایک شخص نے ایک مکان خریدا، اس کا کھلا ہوا صحن باقی تھا تو اس نے اس کے اندر غلہ کا گودام بنالیا کیا وہ اس کو مسجد پر وقف کردے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مجوسی آتشکدہ کے لئے وقف کیا کرتے ہیں۔ ۱

باب :۔ سکنیٰ و عمریٰ اور رقبیٰ ۲

(۵۵۹۷) محمد بن ابی عمیر نے حسین بن نعیم سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا: ایک شخص نے اپنا گھر تا حیات ایک آدمی کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو سکونت کے لئے دیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اور اس کی اولاد کو شرط معاہدہ کے مطابق اس میں سکونت کا حق حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا: اگر مالک کو مکان کے فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیا وہ فروخت کردے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ (دریافت کیا) پھر فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم ہوجائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: فروخت کرنے کی وجہ سے سکونت کا معاہدہ ختم نہیں ہوگا، میں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بیع اور فروخت نہ کرایہ داری کو ختم کرتا ہے اور نہ سکنیٰ کو لیکن فروخت کرے تو اس شرط پر کہ وہ خریدار اس کا مالک اس وقت ہوگا جب سکنیٰ اور کرایہ دار کا معاہدہ ختم ہوجائے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر کرایہ دار کو اس کی رقم اور جو کچھ اس نے اس کی تعمیر وغیرہ پر خرچ کیا ہے اسے واپس کردے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ چاہتا ہے اور کرایہ دار اس پر راضی ہوجاتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۵۵۹۸) حسن بن محبوب نے خالد بن نافع بجلی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا: ایک شخص یعنی مالک مکان نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تا حیات سکنیٰ کیا اور جس نے سکنیٰ کیا تھا وہ مرگیا اور سکنیٰ ابھی زندہ ہے آپ (علیہ السلام) کی کیا رائے ہے اگر اس کے ورثاء چاہیں کہ سکنیٰ کو مکان سے نکال دیں تو کیا ان کو یہ حق ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری رائے تو یہ ہے کہ اس مکان کی عدل وانصاف کے ساتھ قیمت لگوائی جائے اور میت کے ایک تہائی (حق وصیت) کو دیکھا جائے گا اگر اس مکان کی قیمت اس کے ایک تہائی میں آتی ہے تو ورثاء کو حق نہیں کہ اس سے سکنیٰ کو نکالیں اور اگر اس مکان کی قیمت اس کی ایک تہائی میں نہیں آتی اس سے زائد ہے تو ورثاء کو حق ہے کہ اس کو نکال دیں۔ عرض کیا گیا: آپؑ کی کیا رائے ہے اگر مالک مکان کے مرنے کے بعد وہ سکنیٰ بھی مرگیا تو کیا اس سکنیٰ کو حق ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اس میں سکنیٰ بنا جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

(۵۵۹۹) حسن بن علی بن فضال نے احمد بن عمر حلبی سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو تا حیات ساکن بنایا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے جائز ہے اور اس کو حق نہیں کہ اس میں سے اس کو نکالے۔ میں نے عرض کیا: اس کو اور اس کے پسماندگان کو بھی حق سکونت دے سکتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے جائز ہے۔ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنے مکان میں ایک آدمی کو ساکن بنایا لیکن کوئی وقت معین نہیں کیا کہ کب تک۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر مالک مکان اس کو جب چاہے نکال دے۔

(۵۶۰۰) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے حمران سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے سکنیٰ اور عمریٰ (مدت معینہ تک کے لئے ساکن اور عمر بھر کے لئے ساکن) کے لئے دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے

---

۱ جلد اول کی حدیث ۱۹۷ میں انہی الفاظ کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔

۲ سکنیٰ: کسی مکان میں لمبی مدت سکونت رکھنا۔ عمریٰ: وہ مکان یا زمین جس کو تمام عمر کے لئے دیدیا جائے۔ رقبیٰ: گھر وغیرہ کسی کو اس شرط پر دینا کہ اگر دینے والا پہلے مرجائے تو گھر لینے والے کا ہے اور اگر لینے والا پہلے مرے تو گھر دینے والے کے قبضے میں پھر لوٹ آئے۔

فرمایا: لوگ اس معاملہ میں معاہدہ اور شرائط پر کاربند ہوتے ہیں اگر تاحیات کی شرط ہے تو وہ تاحیات رہے گا اور اگر اس کی اولاد کے لئے بھی شرط ہے تو اس کی اولاد کو رہنے کا حق ہے تاوقتیکہ وہ سب فنا نہ ہو جائیں پھر اس کے بعد وہ گھر اس کے مالک کی طرف پلٹ جائے گا۔

(۵۶۰۱) محمد بن فضیل نے ابی الصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے سکنیٰ اور عمریٰ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کو اس کی زندگی تک کے لئے سکونت دی ہے تو وہ شرط کے مطابق زندگی بھر اس میں رہے گا اور اگر اس کو اور اس کے بعد اس کی اولاد کو بھی سکونت کا حق دیا ہے تو مالکوں کو کوئی حق نہیں کہ اس کو فروخت کریں اور نہ وہ گھر وراثت میں جائے گا (البتہ) جب (سکنیٰ کی) اولاد فنا ہو جائے گی تو وہ پہلے مالک کی طرف پلٹ آئے گا۔

(کتاب الفرائض والمواریث)

باب:۔ وراثت میں عول (بہت بخشش کرنے) کا باطل ہونا

(۵۶۰۲) سماعہ نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ وہ جو ریت کے ٹیلوں کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہوگا اگر لوگ اس کے وجوہ واسباب کو جان لیں تو یہ چھ (۶) سے ہرگز تجاوز نہیں کریں گے۔

(۵۶۰۳) سیف بن عمیرہ نے ابو بکر حضرمی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ وہ جو ریگستان کے ذرے ذرے کا شمار رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ سہام چھ (۶) سے زیادہ نہیں ہوں گے۔

(۵۶۰۴) فضل بن شاذان نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے علی بن عبداللہ سے، انہوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا روایت کرتے ہوئے محمد بن اسحاق سے، ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا زہری نے روایت کرتے ہوئے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، ان کا بیان ہے ایک مرتبہ میں ابن عباسؓ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے فرائض کا تذکرہ ہوا تو ابن عباسؓ نے کہا: پاک ومنزہ ہے خدائے بزرگ وبرتر، کیا تم لوگ دیکھتے ہو کہ جو ریت کے ٹیلوں کے ایک ایک ذرے کا شمار رکھتا ہے اس نے مال (متروکہ) میں نصف ونصف اور ایک ثلث رکھا ہے تو ان دونوں نصف سے تو پورا مال ہی ختم ہو گیا اب ثلث کی کیا گنجائش رہ گئی تو زفر بن اوس بصری نے کہا: اے ابن عباسؓ سب سے پہلے فرائض میں کس نے عول وزیادتی کی؟ کہا: رمع نے جب اس کے سامنے فرائض کا مسئلہ پیش ہوا اور ایک دوسرے سے ٹکرانے لگا تو اس نے کہا: واللہ میں نہیں جانتا کہ کس کو مقدم کروں اور کس کو مؤخر کروں لہٰذا میں کوئی شئے اس سے آسان نہیں سمجھتا کہ تم لوگوں میں یہ مال حصوں کے ساتھ تقسیم کروں چنانچہ اس نے ہر صاحب حق پر عول کر کے فریضہ بڑھا دیا۔ خدا کی قسم اگر اللہ نے جس کو مقدم کیا ہے وہ اس کو مقدم رکھتا اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے اس کو مؤخر رکھتا تو کوئی فریضہ زیادہ نہ ہوتا۔ زفر بن اوس نے ان سے عرض کیا: ان دونوں میں سے کس کو مقدم کیا ہے اور ان دونوں میں سے کس کو مؤخر کیا ہے۔؟ تو انہوں نے جواب دیا: جس کو اللہ تعالیٰ نے نیچے اتار کر دوسرے فریضہ پر کر دیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اور جس کو اللہ نے مؤخر کیا ہے وہ فریضہ ہے کہ اگر وہ اپنے فرض سے ہٹا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے؟ اب اللہ تعالیٰ نے جس کو مقدم کیا ہے وہ زوج (شوہر) ہے اس کے لئے نصف ہے اگر کوئی ایسا دخیل ہوا کہ جس نے اس کو اس سے ہٹایا تو وہ ربع (ایک چوتھائی) پر آجائے گا اور اس ربع سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا۔ اور زوجہ کے لئے ربع ہے اگر وہ یہاں سے ہٹی تو پھر اس کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) ہے اور اس سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا اور ماں کے لئے ثلث (ایک تہائی) ہے اگر یہ یہاں سے ہٹی تو سدس (چھٹا حصہ) پر آجائے گی

اور یہاں سے اس کو کوئی نہیں ہٹائے گا تو یہی وہ فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے لیکن وہ فرائض جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے وہ لڑکیاں اور بہنیں ہیں ان کے لئے نصف ہے اگر وہ ایک ہے اور اگر وہ دو ہیں یا دو سے زیادہ ہیں تو دو ثلث اور اگر دیگر فرائض نے ان کو وہاں سے ہٹا دیا تو ان کے لئے کچھ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ جو باقی رہ جائے تو یہ وہ ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جن کو مقدم کیا ہے اور جن کو مؤخر کیا ہے اگر یہ دونوں جمع ہو جائیں تو جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے اس سے شروع کیا جائے گا اور اس کا حق کامل دیا جائے گا پھر اگر کچھ باقی رہ گیا تو وہ مؤخر کر دیا جائے گا۔ اور کچھ باقی نہیں رہا تو اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ تو زفر بن اوس نے ان سے کہا: رمع کو یہ مشورہ دینے سے آپ کو کس نے روکا؟ تو ابن عباسؓ نے کہا: اس کی ہیبت (خوف) نے۔ زہری کا قول ہے کہ خدا کی قسم اگر عول اس امام عدل [1] کی طرف سے ایجاد نہ ہوتا جن کا ہر حکم ورع و احتیاط کی بناء پر ہوتا تھا وہ حکم نافذ نہ کرتے اور اس پر عمل شروع نہ ہو جاتا تو اہل علم میں سے دو اشخاص بھی ابن عباسؓ سے اختلاف کرنے والے نہ ہوتے۔

(۵۶۰۵) فضل کا کہنا ہے اور عبداللہ بن ولید مدنی جو سفیان کے صحابی تھے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا ابوالقاسم کوفی نے جو ابو یوسف کے مصاحب تھے، انہوں نے ابو یوسف سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے لیث بن ابی سلیم نے روایت کرتے ہوئے ابی عمرو عبدی سے انہوں نے ابن سلیمان سے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ فرائض کے چھ (۶) سہم (حصہ) ہیں۔ دو ثلث کے چار سہم۔ نصف کے تین سہم۔ ایک ثلث کے دو سہم اور ربع کا ایک سہم اور نصف اور ثمن کے تین چوتھائی سہم۔ لڑکا موجود ہے تو اس کے ساتھ اور کوئی وارث نہیں ہوگا۔ سوائے ماں باپ اور شوہر اور زوجہ کے۔ اور عورت کو سوائے لڑکے اور بھائی کے اور کوئی ثلث سے محجوب [2] نہیں کرے گا۔ اور شوہر کو نصف سے زیادہ کبھی نہیں دیا جائے گا اور نہ ربع سے کم دیا جائے گا۔ اور عورت نہ کبھی ربع سے زیادہ اور نہ کبھی ثمن سے کم پائے گی خواہ وہ چار ہوں یا اس سے کم وہ سب اس میں برابر پائیں گی۔ اور ماں کی طرف سے بھائی بہن ثلث سے زیادہ کبھی نہیں پائیں گے اور نہ سدس (چھٹے حصہ) سے کبھی کم پائیں گے اور اس میں مرد عورت سب برابر ہوں گے اور ان میں سوائے لڑکے اور باپ کے ثلث سے کوئی محجوب نہیں کرے گا۔ اور دیت ان لوگوں پر تقسیم کی جائے گی جو میراث کے حقدار ہیں۔

فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور کتاب خدا کے موافق ہے۔ اور اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ بھائی اور بہن کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اور نہ لڑکے کی موجودگی کے ساتھ دادا کوئی میراث پائے گا۔ اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ ماں کی طرف سے بھائی ماں کو میراث سے محجوب نہیں کریں گے۔

اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس حدیث میں والد کہا گیا ہے والدین اور والدہ نہیں کہا گیا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ جائز ہے جس طرح کہا جاتا ہے ولد اور اس سے مراد لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوتے ہیں اور کبھی ماں کو بھی والد کہا جاتا ہے جب اس کو باپ کے ساتھ جمع کر لیا جائے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بناء پر کہ ولا بویہ لکل واحد منھما السدس (سورۃ نساء آیت ۱۱) (اور دونوں باپ میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے) تو دونوں باپ میں سے ایک مراد ماں ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول: الوصیة للوالدین و الاقربین (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۰) (وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور رشتے داروں کے لئے) تو ان والدین میں سے ایک ماں مراد ہے اور اللہ تعالیٰ نے ماں کا بھی والد ہی نام رکھا ہے جس طرح اس کا ابا نام رکھا ہے یہ بالکل واضح اور روشن ہے۔ والحمد للہ۔

[1] علامۃ الناس کی نظروں میں۔

[2] محجوب کرنا: روک لگا دینا، پردہ ڈال دینا۔

(۵۶۰۶) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میراث کے سہام چھ (۶) ہیں اس سے زیادہ نہیں ہوں گے کیونکہ انسان چھ (۶) اشیاء سے خلق کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین (سورۃ مومنون آیت ۱۲) (اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے)۔ [1]

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ ورثاء جو ہمیشہ وارثت پائیں گے کبھی ساقط نہیں ہوں گے چھ (۶) ہیں۔ ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، زوج، زوجہ۔

باب:۔ صلبی اولاد کی میراث

اگر کوئی شخص فقط ایک لڑکا چھوڑے، نہ زوجہ چھوڑے نہ ماں باپ تو کُل مال لڑکے کا ہوگا اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان کے درمیان سب کا سب مال برابر تقسیم ہوگا۔ اور اسی طرح کوئی شخص فقط ایک لڑکی چھوڑے نہ زوجہ چھوڑے اور نہ ماں باپ تو سارا مال لڑکی کا ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مال اولاد کے لئے قرار دیا یہ نہیں کہا کہ لڑکے کے لئے نصف مگر یہ کہ وہ لڑکی مرنے والے کے ماں باپ کے ساتھ ہو۔ اسی طرح اگر لڑکیاں دو یا اس سے زائد ہوں تو سارا مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی اپنی لڑکی اور اپنے لڑکے کی لڑکی (پوتی) اور لڑکے کا لڑکا (پوتا) چھوڑے اور اس کی زوجہ اور اس کے ماں باپ بھی نہ ہوں تو سارا مال اس کی اپنی لڑکی کے لئے ہے۔ اپنی صلبی اولاد کے رہتے ہوئے اولاد کی اولاد کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ جو ذاتی طور سے قریب ہے وہی مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو کسی غیر کے واسطے سے قریب ہو۔ اور جو بطن کے ذریعہ میت سے زیادہ قریب ہو وہ مال کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اس کے جو بطن سے دور ہو۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال ان سب کا ہوگا۔ مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے جبکہ اس کے ساتھ مرنے والے کی زوجہ اور اس کے والدین نہ ہوں۔ اور اگر کوئی ایک لڑکی اور ایک بھائی اور ایک بہن اور اپنا دادا چھوڑے تو سارا مال اس کی لڑکی کا ہوگا لڑکی کے ساتھ کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے لڑکے اور زوجہ اور والدین کے اور اسی طرح لڑکے کے ساتھ بھی کوئی وراثت نہیں پائے گا سوائے زوجہ اور والدین کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۵۶۰۷) جمیل بن درّاج نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے علم کی میراث پائی اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ان کے ترکہ کی میراث پائی۔

(۵۶۰۸) احمد بن محمد بن ابی نصر نے حسن بن موسیٰ حنّاط سے اور انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے: نہیں خدا کی قسم نہیں وراثت پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ عباسؓ نے اور نہ علی علیہ السلام نے اور نہ عورتوں میں سے کسی نے آپؐ کی وارثت پائی سوائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے اور حضرت علی علیہ السلام نے جو کچھ لیا تھا وہ آنحضرتؐ کے اسلحے وغیرہ تھے لیکن یہ کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرض ادا کر دیا تھا۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کتابِ خدا میں ہے: و اولوا الارحام

[1] مولف نے 'علل الشرائع' میں ابن ابی عمر کی صحیح حدیث سے روایت کیا ہے اور انہوں نے کئی راویوں کے حوالے سے امامِ معصومؑ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا: وراثت کو انسان کی خلقت کے چھ مرحلوں کی مناسبت سے چھ سہام میں قرار دیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنی حکمت سے انسان کو چھ اجزاء میں پیدا کیا ہے چنانچہ وراثت کو بھی چھ سہام میں قرار دیا ہے۔ اور یہی قول اللہ عزوجل ہے: لقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ٥ ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین' چنانچہ نطفہ کی دیت ہے۔ 'ثم خلقنا النطفة علقة' چنانچہ علقہ کی دیت ہے۔ 'فخلقنا العلقة مضغة' اور اس میں دیت ہے 'وخلقنا المضغة عظاماً' اور اس میں دیت ہے۔ 'فکسونا العظام لحما' اور اس میں ایک اور دیت ہے۔ 'ثم انشاناه خلقاً آخر' اور اس میں ایک اور دیت ہے۔ اور یہی آخر خلقت کا ذکر ہے۔

بعضهم اولیٰ ببعض فی کتاب اللّٰہ (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں زیادہ حق دار ہیں ایک دوسرے کے اللہ کی کتاب میں)۔

(۵۶۰۹) بزنطی سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام سے عرض کیا: میں آنجناب علیہ السلام پر قربان! ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنے ایک چچا کو چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال لڑکی کا ہے، چچا کا نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اور ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی یا کہا کہ اپنے بھائی کا ایک لڑکا چھوڑا۔ تو آنجناب علیہ السلام دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا: مال لڑکی کے لئے ہے۔

(۵۶۱۰) علی بن حکم نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرا ایک پڑوسی مر گیا اور کئی لڑکیاں چھوڑیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال ان لڑکیوں کا ہے۔

(۵۶۱۱) اور حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے زرارہ سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جو مر گیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنے ماں اور باپ کی طرف سے اپنی ایک حقیقی بہن چھوڑی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال لڑکی کا ہے اور ماں اور باپ کی طرف سے جو حقیقی بہن ہے اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۶۱۲) اور بزنطی نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنی ایک لڑکی اور اپنا ایک بھائی چھوڑا تو آنجناب علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: اگر اس کے چچا کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو تو سارا مال لڑکی کو دیدو۔

باب:۔ والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۳) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنے (میراث میں) ماں باپ چھوڑے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ماں کو ایک ثلث اور باپ کا دو ثلث ہے۔

باب:۔ زوج اور زوجہ کے لئے میراث

(۵۶۱۴) معاویہ بن حکیم نے علی بن حسن بن زید سے، انہوں نے مشمعل سے اور انہوں نے ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق دریافت کیا جو مر گئی اور اپنا شوہر چھوڑا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کا کوئی اور وارث نہیں تو سارا مال شوہر کے لئے اور اگر شوہر مر جائے اور عورت کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو تو عورت کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ امام کے لئے ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حکم ظہور امام علیہ السلام کے وقت کا ہے لیکن زمانۂ غیبت میں اگر شوہر مر جائے اور اپنی زوجہ چھوڑے اور اس کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہ ہو تو سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۶۱۵) جس کی روایت کی ہے۔ محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک عورت کے متعلق جو مر گئی اور اس نے اپنا شوہر چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال اس کے شوہر کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر مرد مر جاتا ہے اور اپنی زوجہ کو چھوڑتا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال اس کی زوجہ کے لئے ہے۔

باب:۔ میراث صلبی اولاد اور ماں باپ کے لئے

(۵۶۱۶) محمد بن ابی عمیر نے عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کو وہ صحیفۂ فرائض

پڑھوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے اور حضرت علی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے۔اس میں، میں نے لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) پھر بقیہ مال کے چار حصہ ہوں گے تین حصہ لڑکی کو ملے گا اور ایک حصہ ماں کو ملے گا۔

اور اس میں میں نے یہ بھی لکھا ہوا پایا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور ماں باپ چھوڑے تو لڑکی کو نصف اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور بقیہ مال کے پانچ حصہ ہوں گے تین حصہ لڑکی کے اور دو حصہ دونوں ماں باپ کے لئے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس میں، میں نے یہ بھی پڑھا کہ ایک شخص نے اپنی ایک لڑکی چھوڑی اور اپنے باپ کو چھوڑا تو لڑکی کے لئے نصف ہوگا اور ایک سہم باپ کے لئے اب بقیہ مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا تین حصہ لڑکی کے لئے اور ایک حصہ باپ کے لئے۔

اور اگر کوئی شخص ماں باپ کو اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور لڑکیاں چھوڑے تو ماں باپ دونوں کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کا ہے مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص ایک لڑکا اور ماں باپ کو چھوڑے تو دونوں ماں باپ کے لئے سدس سدس (دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے۔

اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور ایک لڑکا چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکے کے لئے۔

اور اگر کوئی شخص ماں کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں کے لئے ایک سدس اور بقیہ لڑکے اور لڑکیوں کے لئے۔مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

اور اگر کوئی شخص باپ کو چھوڑے اور کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو باپ کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے،مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

باب:۔شوہر کے لئے میراث اولاد کے ساتھ

اور اگر کوئی عورت مر جائے اور ایک لڑکا اور شوہر چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع (چوتھائی) اور جو کچھ بچے وہ سب لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے ہوں یا اس سے زیادہ تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکوں کے لئے برابر برابر ہے اور شوہر ہر حال میں ربع سے کم اور نصف سے زیادہ نہیں پائے گا اور زوجہ ثمن (آٹھویں حصہ) سے کم اور ربع سے زیادہ نہیں پائے گی اور کسی حال میں بھی زوجہ اور شوہر میراث سے ساقط نہیں کیے جائیں گے۔

اور اگر مرنے والی عورت نے ایک لڑکی اور شوہر چھوڑا تو شوہر کے لئے ربع ہے اور جو باقی رہے وہ سب لڑکی کا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی موجودگی کے ساتھ لڑکی کے لئے نصف رکھا ہے۔

اور اگر اس نے شوہر اور دو لڑکیوں یا اس سے زائد لڑکیوں کو چھوڑا تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے اس میں تمام لڑکیوں کو برابر برابر ملے گا۔

اور اگر اس نے شوہر اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑیں تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے ملے گا۔

باب:۔لڑکے کے ساتھ زوجہ کے لئے میراث

اور جب مرد مرجائے اور زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور جو باقی ہے وہ سب لڑکے کے لئے ہے۔اور اسی طرح اگر زوجہ اور ایک لڑکی چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن اور جو باقی ہے وہ سب لڑکی کے لئے ہے اور اگر وہ زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن اور جو باقی ہے اس میں تمام لڑکوں اور تمام لڑکیوں کو ملے گا۔مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب:۔شوہر کے ساتھ لڑکے اور والدین کے لئے میراث

(۵۶۱۷) محمد بن ابی عمیر نے روایت کی ہے کہ ابن اذینہ نے بیان کیا کہ میں نے زرارہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ محمد بن مسلم اور بکیر روایت کرتے ہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے شوہر اور ماں باپ اور لڑکی کے متعلق کہ شوہر کو ایک ربع یعنی بارہ حصوں میں سے تین ۱۲/۳ اور ماں باپ کو ایک سدس یعنی بارہ حصوں میں سے چار حصہ ۱۲/۴ اور اب رہ گئے پانچ حصے تو یہ لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکا ہوتی تو اس وقت بھی اس کو اتنا ہی ملتا اس سے زیادہ نہیں ملتا اور اگر دو لڑکیاں ہوتیں تو اس وقت بھی ان دونوں کو ان پانچ حصوں کے سوا کچھ نہ ملتا۔

زرارہ نے کہا: یہی حق ہے۔اگر تم عول کا ارادہ رکھتے ہو تو یہ کرو۔فریضہ عول نہیں ہوتا اور نقصان ان ہی لوگوں کے لئے ہے، جن کے لئے زیادہ ہے جیسے لڑکا اور ماں باپ بھائی (حقیقی) اور مادری بھائی (سوتیلا) تو جو ان کے لئے حصہ معین ہے اس میں کمی نہ ہوگی۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنے ماں باپ کو اور ایک اولاد یا دو اولاد یں یا اس سے زیادہ اولادوں کو چھوڑ جائے تو شوہر کے لئے ایک ربع ماں باپ کے لئے ایک ایک سدس (یعنی دو سدس) اور جو باقی رہ جائے وہ سب لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے، مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے۔

باب:۔زوجہ کے ساتھ والدین اور اولاد کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور ماں باپ و زوجہ اور ایک لڑکا چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور والدین کے لئے دو سدس (دونوں کے لئے ایک ایک سدس) اور جو باقی رہے وہ لڑکے کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو لڑکے یا تین لڑکے یا اس سے زائد ہوں تو ان سب کے لئے بھی وہی ہے جو باقی رہ گیا ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور اپنے والدین اور ایک لڑکی چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ثمن اور والدین کے لئے دو سدس اور لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی رہے تو وہ لڑکی اور والدین پر رد کر دیا جائے ان کے نصاب کے مطابق اور زوج و زوجہ پر کچھ رد نہیں کیا جائے گا اور ثمن (آٹھویں حصہ) کی وجہ سے اس کے چوبیس حصہ کیے جائیں گے جب ثمن اور دو سدس اور نصف اس میں سے نکل گئے تو صرف ایک حصہ باقی رہ گیا جو پانچ پر تقسیم نہیں ہوگا اس لئے چوبیس کو پانچ سے ضرب دیں گے تو ایک سو بیس (۱۲۰) حصہ ہوں گے۔اس میں سے زوجہ کو آٹھواں حصہ یعنی پندرہ (۱۵) اور والدین کو اس میں سے دو سدس یعنی چالیس (۴۰) اور اب رہ گئے پینسٹھ (۶۵) تو لڑکی کے لئے اس میں سے نصف یعنی ساٹھ (۶۰) اب باقی رہ گئے پانچ (۵) اس میں سے لڑکی کے لئے تین ہیں تو اس کے ہاتھ تریسٹھ (۶۳) آئے اور والدین کے لئے دو (۲) تو ان کے ہاتھ آئے بیالیس (۴۲) (یعنی لڑکی کو ۱۲۰/۶۳۔ماں کو ۱۲۰/۲۱، باپ کو ۱۲۰/۲۱، بیوی کو ۱۲۰/۱۵)۔

اور اسی طرح اگر کوئی شخص مرجائے اور ایک زوجہ اور دو (۲) لڑکیاں یا اس سے زائد اور والدین کو چھوڑ جائے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن اور

والدین کے لئے دوسدس اوراب جوباقی رہ جائے وہ لڑکیوں کے لئے اوراس میں عول باطل ہے اس لئے کہ اگرلڑکیاں لڑکے ہوتے توان کے لئے بھی جو باقی بچاہے وہی ہوتا۔

باب:۔زوج اورزوجہ کے ساتھ والدین کے لئے میراث

جب کوئی عورت اپنے شوہراوراپنے والدین کوچھوڑ جائے توشوہر کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے ایک ثلث کامل اور جوباقی رہے وہ باپ کواوروہ ایک سدس (چھٹاحصہ) ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فان لم یکن له ولد و ورثه ابواه فلامه الثلث (سورہ نساء آیت ۱۱) (اگرمرنے والے کے کوئی لڑکانہ ہوصرف ماں باپ وارث ہوں تواس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہے) تواللہ تعالیٰ نے ماں کے لئے ایک ثلث کامل قراردیا ہے اگراس کے کوئی لڑکااورکوئی بھائی نہ ہو۔

فضل کہتے ہیں کہ یہ آیت اس امرکی دلیل ہے کہ ماں کے لئے پورے مال کاایک ثلث ہے۔اور ہمارے مخالفین یہ تونہیں کہتے کہ پورے مال کاایک سدس (یعنی چھٹاحصہ) ہے اس فریضہ میں بلکہ وہ یہ کہتے کہ (شوہرکاحصہ نصف نکال کر) جوباقی ہے اس میں سے ایک ثلث ماں کاہے اوریہی تو پورے مال کاایک سدس (چھٹاحصہ) ہوا۔یہ لوگ چاہتے ہیں کہ لفظ قرآن کی مخالفت نہ کریں اس لئے اس کی لفظ (یعنی ثلث) باقی رکھی مگراس کے حکم کی مخالفت کی اوریہ صرف اس پرملمع چڑھانا ہے اوریہ اللہ اوراس کی کتاب کی مخالفت ہے اوراسی طرح عورت کی میراث والدین کے ساتھ کہ زوجہ کے لئے ربع اورماں کے لئے ایک ثلث اورجوباقی رہ جائے وہ باپ کے لئے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے یہ حصہ مقررکردیا ہے اوراس سے قبل کی آیت میں زوج کے لئے نصف اورزوجہ کے لئے ربع اورماں کے لئے ثلث اورباپ کے لئے کچھ نہیں کہا۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے: وورثه ابواه فلامه الثلث اور باپ کے لئے جوباقی رہ جائے ان حصوں کے نکلنے کے بعدتوباپ کوورثہ ملے گاتمام حصوں کے چلے جانے کے بعدجوبچ جائے گا۔

(۵۶۱۸) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے اورانہوں نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس صحیفہ فرائض کوپڑھوایاجس کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بولتے گئے تھے اورحضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے ہاتھ سے لکھتے گئے تھے تومیں نے اس میں پڑھاکہ ایک عورت مرگئی اس نے اپنے شوہراوراپنے ماں باپ کوچھوڑاتوشوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اورماں کے لئے ثلث یعنی دو سہم اورباپ کے لئے سدس یعنی ایک سہم۔[یعنی اگرکل رقم سو(۱۰۰) ہوتوشوہرکو =/۵۰روپیہ۔ماں کو۳۳ء۳۳روپیہ اورباپ کو۶۷ء۱۶روپیہ ملیں گے]۔

(۵۶۱۹) احمد بن محمد بن ابی نصر نے جمیل سے انہوں نے،اسماعیل جعفی سے اورانہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کابیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا:ایک شخص مرگیااوراس نے اپنی زوجہ اوراپنے والدین کوچھوڑا۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا:زوجہ کے لئے ربع،ماں کے لیے ثلث اوراس کے بعدجوباقی رہاباپ کے لئے ہے۔(یعنی سومیں سے بیوی کے لئے =/۲۵روپیہ۔ماں کے لئے /۳۳ روپیہ اورجوباقی رہ جائے یعنی۔/۴۲روپیہ باپ کے لئے) اوراگرعورت اپنے شوہراوراپنی ماں کوچھوڑے توشوہر کے لئے نصف اورجوباقی ہے وہ ماں کے لئے (یعنی سومیں سے شوہر کے لئے =/۵۰اورباقی =/۵۰ماں کے لئے) اوراگراپنے شوہرکواوراپنے باپ کوچھوڑے توشوہر کے لئے نصف اورجو باقی رہے وہ باپ کے لئے ہے۔

باب:۔پوتے (بیٹے کے بیٹے) کے لئے میراث

(۵۶۲۰) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے اورانہوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لڑکی کی لڑکیاں (نواسیاں) لڑکیوں کی قائم مقام ہوں گی اگرمیت کی کوئی لڑکی نہیں اورنہ سوائے ان کے اس کاکوئی وارث ہے۔اور فرمایا:لڑکے کی

لڑکیاں (پوتیاں) لڑکے کی قائم مقام ہوں گی اگر مرنے والے کا کوئی لڑکا نہیں اور ان کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک نواسا اور ایک پوتی چھوڑے تو نواسے کے لئے ایک ثلث اور پوتی کے لئے دوثلث اس لئے کہ ہر رشتہ دار اس کا حصہ پائے گا جس کے رشتہ کو وہ لے کر چل رہا ہے۔

(۵۶۲۱) اور محمد بن حسن صفار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کو خط لکھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی لڑکی کی لڑکی (نواسی) اور اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنے بھائی (حقیقی) کو چھوڑا تو میراث کس کے لئے ہوگی؟ اس کے جواب میں تحریر آئی کہ میراث سب سے زیادہ قریبی کے لئے ہوگی ان شاء اللہ۔

اور پوتا اور نواسی متوفی کے صلبی لڑکے کی موجودگی میں میراث نہیں پائیں گے۔ اور پوتے کا بیٹا پوتے کی موجودگی میں میراث نہیں پائے گا۔ اور جس کا نسب زیادہ قریب ہے وہ دور کے نسب والے کے مقابلہ میں میراث کا زیادہ حقدار ہے۔ اور پوتا اگر چہ وہ نیچے درجہ میں ہے اس کے ساتھ اس کی موجودگی میں بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، بھتیجا، بھانجا، چچا کا لڑکا، ماموں کا لڑکا، پھوپھی کا لڑکا، خالہ کا لڑکا، ان میں سے کوئی بھی میراث نہیں پائے گا۔

باب:۔ پوتے کے ساتھ والدین کی میراث

چار اشخاص کی موجودگی کے ساتھ سوائے شوہر یا زوجہ کے کوئی میراث نہیں پائے گا۔ ماں، باپ، لڑکا اور لڑکی۔ یہی میراث میں اصل ہے۔ پس اگر کوئی شخص باپ، ماں اور پوتے اور نواسے کو چھوڑے تو مال ماں باپ کے لئے ہے۔ ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دوثلث، کیونکہ پوتا لڑکے کا قائم مقام ہوگا جبکہ اس کا کوئی لڑکا نہ ہو اور نہ اس کے سوا کوئی وارث ہو اور وارث ماں اور باپ ہیں۔

اور فضل بن شاذان نے ہم لوگوں کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔ اس مسئلہ میں ان سے خطا ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص نواسا اور پوتی اور والدین کو چھوڑ جائے تو والدین کے لئے دوسدس اور جو باقی ہے اب اس میں کا دوثلث پوتی کے لئے اور ایک ثلث نواسے کے لئے ہے اس لئے کہ پوتی اپنے باپ کی قائم مقام ہے اور نواسا اپنی ماں کا قائم مقام ہے اور یہیں ان کا قدم سیدھے راستے سے ہٹ گیا تو یہ اس کا راستہ ہے جو قیاس کرتا ہے۔

باب:۔ پوتے کی میراث شوہر اور زوجہ کے ساتھ

جب کوئی شخص زوجہ اور پوتا چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ثمن (آٹھواں حصہ) اور جو باقی رہ گیا وہ سب پوتے کے لئے ہے اور اگر کوئی عورت شوہر کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (ایک چوتھائی) اور جو باقی رہ گیا ہے وہ سب پوتے کے لئے۔ اس لئے کہ شوہر اور زوجہ یہ دونوں اصل وارث نہیں یہ سب ہی رشتہ دار ہیں نسبی نہیں ہیں اور پوتا ان دونوں کے ساتھ بمنزلہ لڑکے کے ہے اس لئے کہ مرنے والی کا نہ کوئی لڑکا اور نہ والدین ہیں۔

باب:۔ ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص مرجائے اور اپنے ماں باپ کو چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث، باپ کے لئے دوثلث اور اگر ماں باپ اور ایک بھائی یا ایک بہن چھوڑے تو ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے دوثلث ہے اور اگر وہ ماں باپ اور ایک بھائی اور دو بہنیں یا دو بھائی یا چار بہنیں پدری یا حقیقی چھوڑ جائے تو ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہے وہ سب باپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بناپر: فان کان لہ اخوۃ (یعنی سوتیلے بھائی یا حقیقی بھائی) فلامہ السدس (سورۃ نساء آیت ۱۱) (تو اس کی ماں کے لئے سدس)۔

اور یہ سب ماں کو ثلث سے مجوب کردیں گے اس لئے کہ یہ سب باپ کے عیال ہیں اور باپ پر ہی ان سب کا خرچ ہے تو یہ سب مجوب تو کریں گے مگر وراثت نہیں پائیں گے۔

اور جب چھوڑے ماں باپ کو اور ماں کے دوسرے شوہر سے پیدا بھائی یا بہن جتنے بھی ہوں تو وہ ماں کو ثلث سے مجوب نہیں کریں گے اور ورثہ نہیں پائیں گے۔

باب:۔ماں باپ شوہر اور بہت سے بھائی بہن کی میراث

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو، اپنے ماں باپ اور بہت سے بھائی بہن کو چھوڑے خواہ سب حقیقی ہوں یا باپ ایک ہو ماں دوسری ہو یا ماں ایک ہو باپ دوسرا ہو تو شوہر کے لئے نصف ہے اور بقیہ باپ کے لئے ہے۔ حقیقی اور دونوں طرح کے سوتیلے بھائیوں بہنوں کے لئے باپ یا ماں کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔

اور اسی طرح اگر وہ عورت شوہر کو اور اپنی ماں کو اور بہت سے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو یا باپ کی طرف سے سوتیلے یا ماں کی طرف سے سوتیلے بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس اور جو باقی رہ جائے گا وہ ماں کو دیدیا جائے گا اور سارے بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔ کیونکہ ماں کا سہم مقرر ہے وہ رشتہ میں سب سے زیادہ اور بذاتِ خود قریب ہے اور بھائی بہن دوسرے کے واسطے سے قریب ہیں۔

اور اگر عورت شوہر اور ماں اور ماں کی طرف سے چند بھائی بہن اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور اب جو باقی رہ جائے وہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر عورت شوہر اور والدین اور اپنے حقیقی بھائیوں یا (باپ کی دوسری بیوی کے بچے) سوتیلے بھائیوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف، ماں کے لئے ایک سدس اور باقی باپ کے لئے ہے اور اگر ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی ہوں تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے ثلث اور باپ کے لئے سدس ہے۔

باب:۔وہ لوگ جو کسی کو میراث سے مجوب نہیں کرتے

(۵۶۲۲) محمد بن سنان نے علاء بن فضیل سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نوزائدہ بچہ اور طفل نہ تم کو مجوب کرتا ہے اور نہ تمہیں وارث بناتا ہے لیکن وہ کہ چیخ کر اپنی زندگی کا اعلان کرے اور پیٹ کا چھپا ہوا بچہ بھی کوئی شئے نہیں خواہ وہ اس میں حرکت کرے مگر یہ کہ اس کو پیدا ہوئے ایک دن اور ایک رات گزر جائے۔

اور وہ بھائی اور بہن جو ماں کے دوسرے شوہر سے ہوں خواہ ان کی تعداد کتنی ہو وہ ماں کو ایک ثلث سے مجوب نہیں کریں گے اور متعدد بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں خواہ سوتیلی (دوسری ماں سے) ہوں خواہ حقیقی ایک ماں باپ سے خواہ اس سے زیادہ ہوں وہ ماں کو ثلث سے مجوب نہیں کریں گی اور مملوک (غلام) نہ مجوب کرے گا اور نہ کسی کو وارث کرے گا۔

باب:۔بھائیوں اور بہنوں کے لئے میراث

اگر کوئی شخص صرف ایک ماں باپ کا (حقیقی) بھائی چھوڑے تو کل مال اس کے لئے ہے اور اسی طرح اگر دو بھائی ہوں یا اس سے زیادہ ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماں باپ سے صرف ایک بہن (حقیقی) چھوڑے تو اس کے لئے نصف میں مقرر ہے اور باقی اس پر رد کر دیا جائے گا اس لئے کہ سارے رشتہ داروں میں وہ سب سے زیادہ قریب اور صاحب سہم ہے اور اسی طرح اگر وہ دو بہنوں یا اس سے زیادہ کو چھوڑے

تو ان سب کے لئے دوثلث ہے اور باقی ان پر سب پر رد کر دیا جائے گا صاحبان رحم کے سہم کی بناء پر اور اگر ایک ماں باپ کے حقیقی چند بھائی اور اور چند بہنیں ہوں تو ان سب پر مال تقسیم کر دیا جائے گا مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور اسی طرح سوتیلے بھائی اور بہن اگر حقیقی بھائی اور بہن نہیں ہیں تو وہ ہر جگہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے قائم مقام ہوں گے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور ایک سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کا ہوگا اور سوتیلا بھائی (وارثت سے) ساقط ہو جائے گا حقیقی بھائی بہن کے ساتھ سوتیلے بھائی بہن کچھ نہیں پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور ایک سوتیلی بہن کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی کے لئے ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بہن کے لیے ہوگا نصف مال تو اس کا مقررہ حصہ ہے اور باقی رشتہ داروں میں سے جو سب سے زیادہ قریبی ہے اس کے لئے یہی (حقیقی بہن) سب سے زیادہ قریبی ہے۔

(۵۶۲۳) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب ماں کی حقیقی اولاد میراث کی سب سے زیادہ حقدار ہے بہ نسبت سوتیلی اولاد کے۔

پس کوئی شخص حقیقی بہنوں پدری (سوتیلی بہنوں) اور ایک پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو حقیقی بہنوں کے لئے دوثلث اور جو باقی بچا وہ بھی ان سب پر رد کر دیا جائے گا اس لئے کہ یہی سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں۔

اور اگر کوئی شخص پدری سوتیلے بھائی اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو کل مال پدری سوتیلے بھائی کا ہوگا اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے اور اس لئے کہ پدری بھائی اگر حقیقی بھائی نہیں ہے تو وہ حقیقی بھائی کا قائم مقام ہوگا اور جب وہ حقیقی بھائی کے قائم مقام ہے جو بطن سے زیادہ قریب تھا تو بھائی کے لڑکے سے زیادہ میراث کا حقدار ہے اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بھائی اور مادری بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور ایک مادری بہن کو چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بھائیوں کے لئے اور بہنوں کے لئے، مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی بہن اور ایک مادری بہن یا بھائی چھوڑے تو مادری بہن یا بھائی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی بہن کے لئے ہے۔ (نصف اس کا معینہ اور باقی رد کی حیثیت سے)۔

اور اگر کوئی شخص دو (۲) مادری بھائی یا دو (۲) مادری بہن یا اس سے زیادہ چھوڑے اور حقیقی بھائی چھوڑے تو مادری بھائیوں یا بہنوں کا ایک ثلث ہے جو ان کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور بقیہ حقیقی بھائیوں کے لئے ہے۔

اور مادری بھائی یا بہن ایک ہے تو اس کے لئے سدس ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت تو ان کے لئے ثلث ہے نہ ان کے لئے ثلث سے زیادہ ہے اور نہ سدس سے کم ہے اگر ایک ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکآء فی الثلث (سورۃ نساء آیت ۱۲) (اور اگر کوئی شخص اپنے مادری ایک بھائی یا ایک بہن کو وارث چھوڑے تو اس میں سے ہر ایک کا خاص چیزوں میں چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب کے سب ایک خاص تہائی میں شریک رہیں گے۔)

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری اور ایک حقیقی بھائی کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لئے ایک سُدس اور جو کچھ باقی ہے وہ سب حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں کے

لئے ایک ثلث ہے اور اس میں عورت اور مرد دونوں برابر ہوں گے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور پدری بھائی اور بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور کوئی شخص ایک مادری بہن اور حقیقی ایک بہن اور پدری ایک بہن چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور پدری بہن ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص مادری دو (۲) بہنیں اور حقیقی دو (۲) بہنیں اور پدری (۲) بہنیں چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر اور جو باقی ہے وہ حقیقی دونوں بہنوں کے لئے ہے اور پدری دونوں بہنیں ساقط ہو جائیں گی۔

اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی اور مادری کئی بھائی اور کئی بہنیں اور ایک حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑے تو مادری بھائی بہنوں کے لئے ایک ثلث ہے جس میں مرد اور عورت دونوں برابر برابر ہیں۔ اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی اور ایک مادری بھائی کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال پدری بھائی کا ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بھائی اور حقیقی بھائی کا ایک لڑکا چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کا ہوگا اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اس مسئلہ میں فضل بن شاذان نے غلطی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لئے سدس ہے۔ اور اس کا یہ سہم مقرر ہے۔ اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور اس کے متعلق ایک کمزور سی دلیل پیش کی ہے اور کہا ہے کہ اس لئے کہ حقیقی بھائی کا لڑکا ایسے بھائی کا قائم مقام ہے جو کل مال کا مستحق ہے از روئے کتاب اس لئے وہ بمنزلہ حقیقی بھائی کے اور اسے ماں کی وجہ سے زیادہ قربت حاصل ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ اس وقت ہوگا جب کوئی بھائی نہ ہو اور جب اس کے بھائی ہے تو بھائی کا لڑکا بھائی کے بمنزلہ نہیں ہوگا جیسے بیٹے کا بیٹا (پوتا) جب مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہو اور نہ ماں باپ ہوں اور دینِ خدا میں اگر قیاس جائز ہوتا تو اگر کوئی شخص ایک پدری بھائی چھوڑتا اور حقیقی بھائی کا لڑکا چھوڑتا تو سارا مال حقیقی بھائی کے بیٹے کے لئے ہوتا۔ پدری چچا اور حقیقی چچا پر قیاس کرتے ہوئے کیونکہ سارا مال حقیقی چچا کے لئے ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے دونوں قسم کے کلالے جمع کر لیے ہیں (یعنی باپ بھی دوسرا ماں بھی دوسری) اور یہ ائمہ علیہم السلام کی احادیث ماثورہ میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔ اور اس مسئلہ میں فضل کہتے ہیں کہ مال پدری بھائی کے لئے ہے اور حقیقی بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اور ان کے اس قیاس سے یہ لازم آتا ہے کہ مال حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے درمیان تقسیم ہونا چاہیے کیونکہ بھائی کے لڑکے کی قربت زیادہ ہے ماں کی وجہ سے اور وہ اس سے بھی زیادہ قربت رکھتا ہے جو پورے کا حقدار ہوتا جس کا سہم مقرر تھا اور جس کے ساتھ پدری بھائی کوئی وراثت نہیں پاتا۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کے لڑکے اور پدری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی پدری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو سارا مال حقیقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور پدری بھائی کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کی لڑکی اور پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس ہے اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی اور حقیقی بھائی کے لڑکوں کو چھوڑے تو اگر یہ ایک ہی بھائی کی اولاد ہیں تو مال ان سب کے درمیان مرد کے

لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اگر یہ لڑکی کسی اور بھائی کی ہے اور لڑکے کسی اور بھائی کے ہیں تو اس بھائی کی لڑکی میراث میں اپنے باپ کا نصف حصہ پائے گی اور لڑکے اپنے باپ کا نصف حصہ میراث پائیں گے۔

اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کے لڑکے کے لڑکے (پڑپوتے) کو چھوڑے تو سارا مال مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے ایسا نہیں ہے جیسا فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ مادری بھائی کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ یہ اس اصل کے خلاف ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فرائض و میراث کی بنیاد رکھی ہے۔

اور اگر کوئی حقیقی بھائی یا پدری بھائی یا مادری بھائی کے پڑپوتے کو اور چچا کو یا پھوپھی کو یا ماموں کو یا خالہ کو چھوڑے تو سارا مال بھائی کے پڑپوتے کے لئے ہے اس لئے کہ بھائی کی اولاد خواہ کتنے ہی نیچے طبقے کی ہو وہ باپ کی اولاد ہے اور چچا اور پھوپھی دادا کی اور ماموں اور خالہ نانا کی اولاد ہیں اور باپ کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کی ہو وہ میراث کی زیادہ حقدار ہے بہ نسبت دادا اور نانا کی اولاد کے اور یہی اصول جاری رہے گا پدری یا مادری یا حقیقی بہن کی اولاد کے لئے بھی ان کے ساتھ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ میراث نہیں پائیں گے جس طرح لڑکے کے لڑکے (پوتے) خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کے ہوں ان کے ساتھ پدری یا مادری یا حقیقی بھائی بہن میراث نہیں پائیں گے۔

(۵۶۲۴) ابن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے اور انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک عورت مرگئی اور اس نے شوہر اور مادری بھائیوں اور پدری بھائیوں کو چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: شوہر کے لئے نصف (یعنی تین سہم) (۵۰ فی صد) اور مادری بھائیوں کے لئے ایک ثلث (۳۳،۳۳ فی صد) جس میں عورت مرد سب برابر اور باقی رہ گیا ایک سہم (۱۶،۶۷ فی صد) تو پدری بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے، مرد کے لئے دو (۲) اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے۔

(۵۶۲۵) راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے ایک ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا جس نے شوہر اور مادری بھائیوں اور اپنی پدری بہن کو چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: شوہر کے لئے نصف یعنی تین سہم اور مادری بھائیوں کے لئے دو سہم اور پدری بہن کے لئے ایک سہم ہے۔ اس شخص نے کہا: لیکن زید بن ثابت کے احکامِ فرائض اور عامہ کے احکامِ فرائض تو اس کے سوا کچھ اور ہیں۔ اے ابو جعفر (علیہ السلام) لوگ کہتے ہیں کہ پدری بہن کے لئے تین سہم ہیں یہ چھ میں سے ہیں جو عول کر کے آٹھ کر دیا جائے گا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **ولہ اخت فلھانصف ماترک** (سورۃ نساء آیت ۱۷۶) (اس کی بہن ہے تو اس کے لئے ترکہ میں سے نصف ہے)۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اور اگر بہن کے بدلے بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا: تو اس کے لئے سدس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بھائی کا حصہ کم کر دیا۔ اگر تم لوگ دلیل میں یہ کہتے ہو کہ بہن کے لئے نصف ہے تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نصف مقرر کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تو بھائی کے لئے پورا مقرر کیا ہے اور کل تو نصف سے زیادہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر بہن کے لئے کہا ہے: **فلھانصف ماترک**، تو بھائی کے لئے کہا ہے: **وھو یرثھاان لم یکن لھا ولد** (سورۃ نساء آیت ۱۷۶) (اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کا بیٹا نہ ہو) یعنی وہ اس کے سارے مال کا وارث ہوگا اگر اس کے کوئی اولاد نہیں ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے سب دیا ہے اس کو تم لوگ کسی سہم میں سے کچھ بھی نہیں دیتے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نصف کہا ہے اس کو پورا حصہ دیتے ہو اور کہتے ہو کہ شوہر کے لئے نصف اور ماں اور مادری بھائیوں اور پدری بہن کہتے ہو پس دیتے ہو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس، مادری بھائیوں کے لئے ثلث، پدری بہن کے لئے نصف تم لوگوں نے (۹) حصے کر دیئے یعنی چھ حصے عول (زیادہ) کر کے نو (۹) حصہ کر دیئے۔ اس شخص نے کہا: وہ لوگ یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر پدری بہن کی جگہ بھائی ہو؟ اس شخص نے کہا: پھر اس کے لئے کچھ نہیں ہے مگر آپ

(علیہ السلام) اس کے لئے کیا کہتے ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ماں کے ساتھ حقیقی بھائیوں اور پدری بھائیوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

باب:۔ زوج وزوجہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ

اگر کوئی شخص مرجائے اور ایک زوجہ اور پدری بھائی یا حقیقی بھائی یا مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی (۲۵فی صد) اور بقیہ (۷۵فی صد) بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر زوجہ اور پدری بہن یا حقیقی بہن یا مادری بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵فی صد) اور بقیہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر ایک زوجہ مادری بھائی اور حقیقی بھائی اور پدری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے اور مادری بہن کے لئے سدس (۱۶ء۶۶) فی صد اور جو باقی رہ گیا (۸۳ء۳۴) فی صد وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر ایک زوجہ اور ایک مادری بھائی ایک مادری، بہن یا متعدد مادری بھائی اور، بہن اور متعدد حقیقی بھائی اور، بہن اور متعدد پدری بھائی اور، بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع (۲۵فی صد) ہے۔ اور مادری بھائی بہنوں کے لئے ثلث (۳۳ء۳۳فی صد) جس میں مرد عورت برابر کے حصہ دار ہیں جو باقی ہے (۴۱ء۶۷فی صد) اس میں حقیقی بھائی، بہن ہیں جو مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے حصہ پائیں گے۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے پدری بھائی یا مادری یا حقیقی بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ بھائی کے لئے ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنے شوہر اور پدری یا مادری یا حقیقی بہن کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور جو باقی رہا وہ، بہن کے لئے ہے۔

اور اگر عورت اپنے شوہر کو اور متعدد مادری بھائیوں اور، بہنوں کو اور متعدد حقیقی بھائیوں اور، بہنوں اور متعدد پدری بھائیوں اور، بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور مادری بھائیوں اور، بہنوں کے لئے ثلث (۳۳ء۳۳فیصد) جو وہ آپس میں برابر تقسیم کرلیں گے۔ اور جو چھٹا حصہ باقی رہ گیا وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لئے ہے۔ جس میں مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے ملے گا۔

اور اگر وہ عورت اپنے شوہر اور مادری بھائی اور ایک حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف (۵۰فی صد) اور مادری بھائی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بھائی کے لئے ہے۔ اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

باب:۔ داداؤں اور دادیوں کے لئے میراث

(۵۶۲۶) محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے، انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے جد کے فریضہ (میراث میں حصہ) کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میرے علم میں کوئی شخص نہیں جو اس مسئلہ میں اپنی رائے سے نہ کہتا ہو سوائے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے وہ اس مسئلہ میں وہی کہتے ہیں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ [1]

[1] 'نافع' میں کہا گیا: جد کے لئے (تمام) مال ہے اگر وہ اکیلا ہو باپ کی طرف سے یا ماں کی طرف سے۔ اور اسی طرح جدہ کیلئے اور اگر جد اور جدہ اکٹھے ہوں تو اگر باپ کی طرف سے ہوں (یعنی دادا۔ دادی) تو ان کیلئے مرد کیلئے عورت سے دوگنا۔ اور اگر ماں کی طرف سے ہوں (یعنی نانا۔ نانی) تو مال ان میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور جب مختلف اجداد جمع ہوں تو جو ماں کی طرف سے قریب ہو اس کے لئے ثلث ایک ہو یا زیادہ۔ اور جو باپ سے قریب ہو اس کیلئے دو ثلث خواہ ایک ہو۔ اور خواہ ان کے ساتھ شوہر ہوں یا بیوی ہو اعلیٰ نصیب پائیں گے اور جو کوئی ماں سے قریب ہو اس کیلئے اصل ثلث ہے اور باقی اس کیلئے جو باپ سے قریب ہے اور ادنیٰ جد اعلیٰ کو روک دے گا۔ اور جب ان کے ساتھ بھائی جمع ہوں تو جد کے ساتھ بھائی اور جدہ کے ساتھ بہن کا برتاؤ ہوگا۔

(۵۶۲۷) یحییٰ بن ابی عمران نے یونس سے انہوں نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دادا، دادی، اور نانا، نانی یہ سب وارث بنیں گے۔

(۵۶۲۸) حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ کی ماں یعنی دادی کو (ترکہ میں سے) سدس کھانے کو دلایا کرتے جبکہ دادی کا لڑکا زندہ ہوتا۔ اور ماں کی ماں یعنی نانی کو بھی (ترکہ میں سے) سدس کھانے کے لئے دلایا کرتے جبکہ نانی کی بیٹی زندہ ہوتی۔

(۵۶۲۹) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا حماد بن عثمان نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ بصری نے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: میری بیٹی مرگئی اور میری ماں زندہ ہیں تو ابان بن تغلب نے کہا کہ اس کے لئے کچھ نہیں ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! ارے ایک سہم اسے بھی دو یعنی سدس۔

(۵۶۳۰) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے اور انہوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا لڑکی کی لڑکیوں (نواسیوں) اور جد کے متعلق تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جد کے لئے ایک سدس ہے اور باقی نواسیوں کا ہے۔

(۵۶۳۱) حسن بن علی بن فضال نے عبداللہ بن بکیر سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دادی، نانی کو ایک سدس کھانے کے لئے دلایا کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کوئی حصہ فرض نہیں کیا۔

(۵۶۳۲) یعقوب بن یزید نے یحییٰ بن مبارک سے، انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، انہوں نے ابی جمیلہ سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے والدین اور نانی کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ماں کے لئے سدس اور نانی کے لئے سدس اور جو دو ثلث باقی ہیں وہ باپ کے لئے ہیں۔

(۵۶۳۳) اور معاویہ بن حکیم کی روایت میں علی بن الحسن بن رباط سے ہے انہوں نے اس کو مرفوع کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جدّہ کے لئے اپنے بیٹے کے ساتھ اور اپنی بیٹی کے ساتھ ایک سدس ہے۔

(۵۶۳۴) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے، انہوں نے ابی عبیدہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک شخص کے متعلق جو مرگیا اور اس نے اپنی ایک زوجہ چھوڑی اور اپنی ایک بہن اور اپنے جد کو چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مال کے چار سہم ہوں گے ایک ربع (۲۵ فیصد) زوجہ کو، ایک سہم بہن کو (۲۵ فی صد) اور دو جد کو (۵۰ فی صد)۔

(۵۶۳۵) ابان نے بکیر اور حلبی سے اور انہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مادری بھائی کے لئے جد کے ساتھ ایک ثلث ہے اور وہ پدری بھائیوں کے ساتھ شریک ہوگا۔

(۵۶۳۶) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا کہ جس نے اپنے ایک مادری بھائی کو چھوڑا اور اس کے سوا کسی کو وارث نہیں چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال اس کے لئے ہے۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس مادری بھائی کے ساتھ جد بھی ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر مادری بھائی کو ایک سدس دیا جائے گا

اور باقی جد کو دیا جائے گا۔

(۵۶۳۷) محمد بن فضیل نے ابی الصباح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے جد کے ساتھ مادری بھائیوں کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مادری بھائیوں کا حصہ جد کے ساتھ ایک ثلث ہے۔

(۵۶۳۸) حسن بن محبوب نے خالد بن جریر، سے انہوں نے ابی الربیع سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مادری بھائیوں کے ساتھ جد کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کتابِ علی علیہ السلام میں ہے مادری بھائی جد کے ساتھ ایک ثلث کے وارث ہوں گے۔

(۵۶۳۹) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پدری بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مال ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(۵۶۴۰) ابن محبوب نے خالد بن جریر سے انہوں نے ابی الربیع سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام پدری بھائی کو جد کے ساتھ (میراث میں) برابری پر رکھتے تھے۔

(۵۶۴۱) ابن اذینہ نے زرارہ اور بکیر اور محمد بن مسلم اور فضیل اور برید بن معاویہ سے اور انہوں نے دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے روایت کی ہے کہ پدری بھائیوں کے ساتھ جد بھی بھائیوں کی طرح ایک بھائی ہے۔

(۵۶۴۲) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنا ایک حقیقی بھائی اور اپنا جد چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مال ان سب کے درمیان برابر تقسیم ہوگا خواہ دو بھائی ہوں یا سو اور جد بھی ان کے ساتھ اسی طرح ہوگا جیسے ان میں سے ایک ہے اور جد کو بھی ایک بھائی کے برابر حصہ ملے گا۔

(۵۶۴۳) حماد نے حریز سے، انہوں نے فضیل یا کسی دوسرے سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جد بھی بھائیوں میں شریک ہے اور اس کا حصہ بھی ایک بھائی کے حصہ کے برابر۔ بھائی خواہ کتنے ہی ہوں۔ زیادہ ہوں یا کم۔

(۵۶۴۴) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے اسماعیل جعفی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ جد بھائیوں کے برابر مال کی تقسیم میں شریک ہوگا خواہ وہ ایک ہزار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۵۶۴۵) ابن ابی عمیر نے ابن مسکان سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک جد اور چھ بھائی چھوڑے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جد بھی مثل ان میں سے ایک کے ہے۔

(۵۶۴۶) یونس کی روایت میں سیف بن عمیرہ سے ہے انہوں نے اسحاق بن عمار سے انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چھ بھائی اور ایک جد کے متعلق فرماتے ہوئے سنا۔ آنجناب علیہ السلام نے جد کے متعلق کہا کہ جد ان میں ساتواں ہوگا۔

(۵۶۴۷) ابن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے چند حقیقی بھائی اور بہن کو اور جد کو چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جد بھی بھائیوں کے مانند ایک ہے اور مال ان سب کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

(۵۶۴۸) ابن محبوب نے علی رئاب سے، انہوں نے ابی عبیدہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے چچازاد بھائی اور جد کے متعلق دریافت کیا۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سارا مال جد کے لئے ہے۔

(۵۶۴۹) بزنطی نے مثنی سے، انہوں نے حسن صیقل سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بھائی کا لڑکا ہے اور جد ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

(۵۶۵۰) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب سے بہن کی لڑکیوں اور جد کے متعلق روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہن کی لڑکیوں کے لئے ثلث اور باقی جد کے لئے ہے۔

(۵۶۵۱) حسن بن علی بن نعمان نے عبداللہ بن نمیر سے، انہوں نے اعمش سے اور انہوں نے سالم بن ابی جعد سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے جدّہ کو سارا مال دیا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آنجناب علیہ السلام نے جدہ کو سارا مال اس لئے دیا کہ اس کے سوا کوئی اور میت کا وارث نہ تھا۔

(۵۶۵۲) حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ خود کو جہنم کے جراثیم (سانپ بچھو وغیرہ) کے حوالے کر دے تو وہ جد کے متعلق کچھ کہے۔

اور ابن سیرین نے ابی عبیدہ [1] سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جد کے متعلق بعض صحابہ سے سو (۱۰۰) باتیں سنیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اور فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہو کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ ہے جہاں بھائی میراث پائے گا، وہاں وہ بھی میراث پائے گا جہاں وہ ساقط ہوگا وہاں یہ بھی ساقط ہوگا۔ مگر فضل نے یہ غلط کہا اس لئے کہ جد لڑکے کے لڑکے (پوتے) کے ساتھ میراث پائے گا اور بھائی اس کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ اور جد باپ کی طرف سے باپ کے ساتھ میراث پائے گا۔ نانا ماں کی طرف سے ماں کے ساتھ میراث پائے گا۔ مگر بھائی، باپ اور ماں کے ساتھ میراث نہیں پائے گا۔ تو پھر جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ کیسے ہو گیا اور جہاں وہ میراث پائے گا وہاں یہ کیسے میراث پائے گا اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں یہ کیسے ساقط ہوگا۔ بلکہ جد بھائیوں کے ساتھ ان میں سے ایک کے بمنزلہ ہے۔ لیکن جہاں وہ میراث پائے وہاں یہ میراث پائے اور جہاں وہ ساقط ہو وہاں یہ بھی ساقط ہو تو ایسا نہیں ہے۔

اور فضل نے اس پر کچھ دلیلیں بھی پیش کی ہیں۔

(۵۶۵۳) وہ حدیث جس کی روایت کی ہے فراس نے شعبی سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے ان کا بیان ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے خط لکھا چھ (۶) بھائیوں اور جد کے متعلق کہ جد کو بھی ان میں سے ایک کے مانند قرار دو اور میری اس تحریر کو محو کر دو۔

تو حضرت علی علیہ السلام نے جد کو ان سب کے ساتھ ساتواں قرار دیا اور آنجناب علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میری اس تحریر کو محو کر دینا تو اس لئے کہ آنجناب علیہ السلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ سابقہ ادوار کے خلاف حکم دینے پر لوگ انہیں تنقید کا نشانہ بنائیں لیکن یہ بھی فضل بن شاذان کے لئے حجت نہیں بن سکتی اس لئے کہ یہ حدیث صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ بھائیوں کے ساتھ جد بھی ان میں سے بمنزلہ ایک کے سمجھا جائے گا۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جد ہمیشہ بھائی کے بمنزلہ شمار ہوگا اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاں بھائی وارث بنے وہاں یہ بھی وارث بنے اور جہاں بھائی ساقط ہو وہ بھی ساقط ہو۔

اور ہمارے مخالفین نے یہ روایت کی ہے۔ کہ عمر کی بیٹی کی بیٹی (نواسی) مر گئی اور اس نے انہیں چھوڑا اور دو بھائیوں کو چھوڑا تو عمر نے اس کے متعلق زید بن ثابت سے مسئلہ دریافت کیا۔ زید نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ مال تم لوگوں پر تین حصے کر کے تقسیم کر دیا جائے۔ تو عمر نے زید بن ثابت کا قول اختیار کیا اور اپنی ذات کو جد ہوتے ہوئے بھائی قرار دیا۔ لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حقیقی بھائی اور پدری بھائی اور جد کے متعلق کہا ہے کہ مال

[1] ابی عبیدہ سے مراد مشہور صحابی حذیفہ بن یمان ہیں۔

حقیقی بھائی اور جد پر نصف تقسیم ہوگا۔ اور پدری بھائی کے لئے کچھ نہ ہوگا تو انہوں نے بھی جد کو بھائی قرار دیا گویا میت نے دو حقیقی بھائی اور ایک پدری بھائی چھوڑا اور جد کو بھائی قرار دیا اور یہ بات جو ہم لوگ کہتے ہیں اس کے موافق ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایک مادری بہن اور ایک مادری بھائی اور نانا اور نانی اور ایک حقیقی بہن اور ایک پدری بھائی چھوڑے تو مادری بھائی بہن اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث۔ اس میں مرد وعورت برابر ہیں اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کا ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر متعدد مادری بھائی اور متعدد مادری بہنیں اور نانا اور نانی اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا نانی کے لئے ایک ثلث ہے۔ اس میں مرد وعورت سب برابر ہوں گے اور جو باقی رہ جائے وہ سب حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور دادا اور دادی کا ہے مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور نانا اور نانی کو اور حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو اور دادا اور دادی کو اور پدری بھائیوں کو اور بہنوں کو چھوڑ جائے تو مادری بھائیوں اور بہنوں اور نانا اور نانی کے لئے ایک ثلث ہے اس میں مرد وعورت سب برابر ہیں۔ اور پدری بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اگر کوئی ایک مادری بھائی اور نانا اور ایک حقیقی بھائی اور دادا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی اور دادا کے لئے ہے دونوں کے درمیان نصف نصف اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

اور اگر کوئی شخص زوجہ اور مادری بھائی اور نانا اور پدری بھائی کو چھوڑ جائے تو مادری بھائی اور نانا کے لئے ایک ثلث ان دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ پدری بھائی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے پوتے کو اور دادا کو اور اپنے حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ربع (چوتھائی) اور جد کے لئے سدس (چھٹا) ہے اور جو باقی رہا وہ پوتے کے لئے ہے۔ اور بھائی بہن ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین اور اپنے نانا یعنی ماں کے باپ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف ہے، ماں کے لئے ثلث اور اسی ثلث میں نصف لے کر نانا کو دیدیا جائے گا جو سدس ہوگا پورے مال میں سے اور باپ کے لئے سدس ہوگا۔ (شوہر ۱/۲، ماں ۱/۶، نانا ۱/۶، باپ ۱/۶)۔

اور اگر کوئی شخص اپنے والدین اور دادا اور نانا کو چھوڑے تو ماں کے لئے سدس اور نانا کے لئے سدس اور باپ کے لئے نصف (۱/۲) اور دادا کے لئے سدس ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کو اور نانا کو چھوڑے تو سارا مال باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کو اور دادا کو چھوڑے جو اس کے باپ کا باپ ہے تو مال ماں کے لئے ہے اس لئے کہ دادا تو باپ کا باپ ہے اور اس کے لئے سدس اس کے بیٹے کے حصے میں سے اس کی خوراکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح ماں کا باپ (نانا) اس کے لئے بھی سدس اس کی بیٹی کے مال میں سے اس کی خوراکی کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماں کے لئے سدس، نانا کے لئے سدس (چھٹا)، دادا کے لئے سدس اور باقی باپ کے لئے ہے۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے والدین کو اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس، نانا کے

لئے سدس اور باپ کے لئے سدس اور دادا یعنی باپ کا باپ ساقط ہو جائے گا۔

اور یہی وہ موقع ہے جہاں دادا میراث نہیں پائے گا باپ کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کو میراث سدس اس کے بیٹے کے مال سے خوراکی کے لئے ہے۔ اور جب اس کے بیٹے نے صرف ایک سدس میراث پائی تو اس کا خوراکی کا حصہ ساقط ہو گیا۔

اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنے والدین کو اور اپنے دادا کو اور اپنے نانا کو اپنے متعدد پدری یا حقیقی بھائیوں بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف (۱/۲) اور ماں کے لئے سدس اور دادا کے لئے سدس اور جو باقی رہا وہ باپ کے لئے اور نانا میراث سے ساقط ہو جائے گا۔ اور یہی وہ موقع ہے جہاں نانا میراث نہیں پائے گا ماں کے ساتھ اور اس کا سبب یہ ہے کہ حقیقی بھائیوں بہنوں یا پدری بھائیوں بہنوں نے ماں کو ایک ثلث سے محجوب کر دیا ہے اور اس کو سدس کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور جب ماں سدس سے زیادہ نہیں پائے گی تو اس کے مال سے اس کے باپ کی خوراکی ساقط ہو جائے گی۔

اور اگر کوئی عورت اپنے دادا اور دادی یا نانا نانی اور چچا یا پھوپھی یا ماموں یا خالہ کو چھوڑے تو مال دادا یا دادی یا نانا یا نانی کے لئے ہے۔ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے دادا دادی یا نانا نانی کے ساتھ اور بھائی کے ساتھ اور بہن کے ساتھ اور بھائی کے لڑکے کے ساتھ اور بہن کے لڑکے کے ساتھ اور بھائی کی لڑکی کے ساتھ اور بہن کی لڑکی کے ساتھ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور چچا کی اولاد پھوپھی کی اولاد ماموں کی اولاد اور خالہ کی اولاد میں سے کوئی وراثت نہیں پائے گا۔

بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد خواہ کتنے نیچے طبقہ کے ہوں میراث کے زیادہ حقدار ہیں چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کے مقابلہ میں ولا قوۃ الا باللہ۔

باب:۔ رشتہ داروں کی میراث ۱

۱۔ اگر کوئی مرنے والا چچا کو چھوڑے تو سارا مال چچا کے لئے ہوگا اور اسی طرح دو (۲) چچا یا تین (۳) چچا یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان تقسیم ہوگا۔

۲۔ اور اگر کوئی شخص متعدد چچاؤں اور پھوپھیوں کو چھوڑے تو سارا مال ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۳۔ اور کوئی شخص اگر دو (۲) چچاؤں کو چھوڑے ایک حقیقی ہو اور ایک پدری ہو تو مال حقیقی چچا کے لئے ہوگا۔ اور پدری چچا ساقط ہو جائے گا۔

۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک حقیقی چچا اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو مادری چچا کو ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کے لئے ہے اور اسی طرح اگر پدری پھوپھی اور مادری پھوپھی کو چھوڑے تو مادری پھوپھی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری پھوپھی کے لئے ہوگا۔

۵۔ اور اگر کوئی شخص صرف ماموں کو چھوڑے تو سارا مال ماموں کے لئے ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں یا تین (۳) یا اس سے زیادہ کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۶۔ اور اگر کوئی شخص متعدد ماموؤں اور متعدد خالاؤں کو چھوڑے تو مال ان سب کے درمیان مرد اور عورت کو برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۷۔ اور اگر دو ماموؤں کو چھوڑے ایک حقیقی اور دوسرا پدری تو مال (میراث) حقیقی ماموں کے لئے ہے اور پدری ماموں ساقط ہو جائے گا۔

۸۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) ماموں ایک مادری اور دوسرا حقیقی چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور جو باقی رہ جائے وہ حقیقی ماموں کے لئے ہے

۱ یعنی جن کے لئے نص نہیں ہے وہ اس آیت کے تحت میراث پائیں گے: و اولو الارحام بعضھم اولیٰ ببعض فی کتاب اللہ (سورہ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار کتاب اللہ کے بموجب ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں)۔

اوراسی طرح اگر کوئی ایک پدری ماموں اور ایک مادری ماموں کو چھوڑے تو مادری ماموں کو ایک سدس اور باقی پدری ماموں کو دیا جائے گا اوراسی طرح اگر کوئی ایک مادری خالہ اور ایک پدری خالہ کو چھوڑے تو مادری خالہ کو سدس اور باقی سب پدری خالہ کے لئے ہے۔

۹۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) ماموں متفرق قسم کے اور تین (۳) چچا متفرق قسم کے چھوڑے تو دو (۲) قسم کے ماموں کے لئے اس میں سے ایک ثلث ہے اور اس ثلث کا ایک سدس مادری ماموں کے لئے اور حقیقی ماموں کے لئے اس ثلث کے چھ حصوں میں سے پانچ حصہ ہے اور پدری ماموں ساقط ہوجائے گا۔ اور دو (۲) قسم کے چچاؤں کے لئے دو (۲) ثلث اور اس دو (۲) ثلث کا چھٹا حصہ مادری چچا کے لئے اور پانچ (۵) حصہ حقیقی چچا کے لئے اور پدری چچا ساقط ہوجائے گا۔ اور اس کا حساب اس طرح ہوگا کہ سارے مال کے چھتیس (۳۶) حصے کیے جائیں گے جس میں سے مادری ماموں کے لئے دو (۲) حصے اور حقیقی ماموں کے لئے دس (۱۰) حصے اور مادری چچا کے لئے چار (۴) حصے اور حقیقی چچا کے لئے بیس (۲۰) حصے۔

۱۰۔ اور اگر کوئی شخص دو (۲) حقیقی ماموں اور دو (۲) مادری ماموں اور دو (۲) حقیقی چچا اور دو (۲) مادری چچا کو چھوڑے تو دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں سے چار (۴) حصے ہیں اور حقیقی دونوں ماموؤں کے لئے ایک ثلث کے دو ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ (۸) حصے ہیں اور مادری دونوں چچاؤں کے لئے دو ثلث کا ایک ثلث یعنی چھتیس (۳۶) حصوں میں سے آٹھ (۸) حصے ہیں۔ اور دونوں حقیقی چچاؤں کے لئے چھتیس (۳۶) حصوں میں سے سولہ (۱۶) حصے ہیں۔

۱۱۔ اور کوئی شخص بہت سے ماموں، بہت سی خالائیں، بہت سے چچا اور بہت سی پھوپھیوں کو چھوڑے تو ماموؤں اور خالاؤں کے لئے ایک ثلث ان سب کے درمیان عورت مرد سب میں برابر برابر تقسیم ہوگا اور تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے لئے دو ثلث جس میں مرد کے لئے دو حصے اور عورت کے لئے ایک حصے کے حساب سے ہوگا۔

۱۲۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری ماموں اور ایک مادری چچا کو چھوڑے تو پدری ماموں کے لئے ایک ثلث اور مادری چچا کے لئے دو ثلث ہوں گے۔

۱۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک مادری ماموں اور ایک پدری چچا کو چھوڑے تو مادری ماموں کے لئے ایک ثلث ہے اس کے سوا کوئی نہیں جو مادری رشتہ سے میراث میں اس کا شریک ہو اور پدری چچا کے لئے دو ثلث ہے۔

۱۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک پدری چچا اور ایک حقیقی چچا کا لڑکا چھوڑے تو سارا مال حقیقی چچا کے لڑکے کے لئے ہے اس لئے کہ اس میں دونوں طرح کے کلالے جمع ہوگئے۔ یہ پدری کلالہ بھی ہے اور مادری کلالہ بھی اور یہ اصل پر محمول نہ ہوگا بلکہ ائمہ علیہم السلام کی طرف سے صحیح احادیث وارد ہونے کی وجہ سے مسلّم ہے۔

۱۵۔ اور اگر کوئی شخص دو چچا زاد بھائیوں کو چھوڑے، جن میں سے ایک مادری بھائی ہے تو سارا مال مادری بھائی کے لئے ہے۔

۱۶۔ اور اگر کوئی عورت دو ابن عم کو چھوڑے، جن میں سے ایک اس کا شوہر ہو تو شوہر کے لئے نصف ہے اور دوسرا نصف ان دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

۱۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا زاد بہن اور مادری چچا زاد بہن کو چھوڑے تو مادری چچا زاد بہن کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی چچا زاد بہن کے لئے ہے۔ اوراسی طرح اگر کوئی ماموں کی لڑکی اور مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۱۸۔ اور اگر کوئی شخص ایک ماموں کو اور نانی کو چھوڑے تو سارا مال نانی کے لئے ہے اور ماموں ساقط ہوجائے گا اور فضل بن شاذان نے یہ غلط کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا بمنزلہ بھائی کے لڑکے اور دادا کے۔

۱۹۔ اور اگر کوئی چچا اور بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۰۔ اور اگر کوئی چچا کو اور بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔ اور یونس بن عبدالرحمٰن نے غلط کہا کہ مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ انہیں اسی مسئلہ میں شبہ اس لئے ہوا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ میت اور اس کے چچا کے درمیان تین (۳) بطون ہیں اور اسی طرح میت اور بھائی کے لڑکے کے درمیان بھی تین (۳) بطون ہیں اور وہ سب کے سب پدری ہیں تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف اور یہ غلط ہے اس لئے کہ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وہ سب کے سب پدری جمع ہوئے تو یہ کہاں ہے بھائی کا لڑکا اپنے بھائی کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد اور باپ کی اولاد، دادا کی اولاد سے زیادہ میراث کی مستحق ہے چاہے وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو۔ جس طرح بیٹے کا بیٹا (پوتا) بھائی سے زیادہ میراث کا حق دار ہے کیونکہ بیٹے کا بیٹا میت کی اولاد ہے اور بھائی اس کے باپ کی اولاد ہے اور میت کی اولاد باپ کی اولاد سے زیادہ میراث کی حقدار ہے۔ اگر چہ وہ بطرن میں برابر ہیں۔

۲۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکی اور اپنی ماں کی پھوپھی کو چھوڑے تو مال اس کی خالہ کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ خالہ کی لڑکی نانی کی اولاد ہے اور ماں کی پھوپھی دادا کی اولاد ہے اور میت کی نانی میراث کی زیادہ حقدار ہے ماں کی دادی کی اولاد کے مقابلہ میں۔ اور اسی طرح اگر اپنی ماں کے چچا کو اور اپنے ماموں کے لڑکے کو چھوڑے تو مال ماموں کے لڑکے کے لئے ہے۔

۲۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی پھوپھی اور اپنی خالہ کی لڑکی کو چھوڑے تو بطنوں میں دونوں برابر ہیں مگر یہ کہ ماں کی پھوپھی ماں کی دادی کی اولاد ہے اور خالہ کی لڑکی میت کی نانی کی اولاد ہے۔ اس لئے خالہ کی لڑکی سارے مال کی سب سے زیادہ حقدار ہے اور اسی طرح خالہ کا لڑکا۔

۲۳۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی پھوپھی اور اپنی خالہ کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور باقی پھوپھی کے لئے ہے۔ بمنزلہ شوہر اور والدین کے کہ شوہر کے لئے نصف، ماں کے لئے ایک ثلث اور باپ کے لئے ایک سدس۔

۲۴۔ اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ماموں کے لڑکے اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان بھی مال نصف تقسیم ہوگا۔

۲۵۔ اور اگر ماں کی خالہ اور باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو ماں کی خالہ کے لئے ثلث اور باپ کی پھوپھی کے لئے دو ثلث ہوگا۔

۲۶۔ اور اگر چچا اور ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث اور چچا کے لئے دو (۲) ثلث۔

۲۷۔ اور مادری بہن کے لڑکے اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو ان دونوں کے درمیان مال نصف نصف تقسیم ہوگا اور اسی طرح مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کے لڑکے کو بھی اس لئے کہ مادری بھائی بہن میراث میں عورت اور مرد برابر ہیں۔

۲۸۔ اور اگر تین مختلف بھائی بہن کی اولاد کو چھوڑے تو مادری بہن کے لڑکے کو ایک سدس اور باقی حقیقی بہن کی اولاد کے لئے ہوگا۔

۲۹۔ اور اگر تین مختلف بہنوں کی لڑکیوں کو چھوڑے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے بھائی بھی ہوں تو مادری بہن کی لڑکی اور اس کے بھائی کو سدس اور اس کے اندر وہ دونوں برابر حصہ پائیں گے اور جو باقی ہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی اور اس کے بھائی کا حصہ ہے اس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ ہوگا۔

۳۰۔ اور اگر کوئی شخص بہن کی لڑکی اور بہن کے لڑکے جن دونوں کی ماں ایک ہو کو چھوڑے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اور اگر یہ دونوں الگ الگ دو بہنوں سے ہوں تو ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا اور اسی طرح اگر ایک بہن کی پانچ اور ایک بہن کی ایک لڑکی ہو تو ایک بہن کی پانچ اولاد کے لئے نصف اور یہ نصف ان پانچوں پر تقسیم ہوگا اور دوسری بہن کی ایک لڑکی تو اس کے لئے

نصف اور اسی حساب سے تمام وہ لوگ جو اس قسم کے ہوں اس لئے کہ ہر صاحب رحم (رشتہ دار) اس کا حصہ پائے گا جس کے سلسلہ میں وہ آ رہا ہے۔

۳۱۔ اور اگر کوئی شخص پدری بہن کی لڑکی اور حقیقی بہن کے پوتے کو چھوڑے تو مال پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہوگا اور دوسرا ساقط ہو جائے گا۔

۳۲۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور پدری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں اور مادری بہن کی لڑکی کی تین (۳) اولادیں چھوڑے تو مادری بہن کی اولادوں کو ایک سدس اور جو باقی رہے وہ سب حقیقی بہن کی اولادوں کے لئے اور پدری بہن کی اولادیں ساقط ہو جائیں گی۔ اور فضل بن شاذان نے اس مسئلہ میں اور اس کے مشابہ دیگر مسئلوں میں غلطی کی اور یہ کہا ہے کہ حقیقی بہن کی اولاد کے لئے نصف اور مادری بہن کی اولاد کے لئے سدس اور اس کے بعد جو باقی رہ جائے وہ ان لوگوں پر نصاب کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

۳۳۔ اور اگر کوئی شخص اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنے پدری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کا ہوگا۔

۳۴۔ اور اگر کوئی مادری بھائی کی دس لڑکیاں اور اپنے حقیقی بھائی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکیوں کے لئے ایک سدس جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور باقی سب حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۳۵۔ اور اگر کوئی مادری دو (۲) بہنوں کی دو (۲) لڑکیاں اور حقیقی بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک ثلث اور بقیہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۳۶۔ اور اگر کوئی مختلف قسم کے بھائیوں کی تین (۳) لڑکیاں اور مختلف قسم کی بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو اس کا اصل حساب چھ (۶) سے ہے مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ثلث یعنی دو سہم ہر ایک کے لئے ایک سہم۔ اور باقی رہے دو ثلث حقیقی بہن کی لڑکیوں کے لئے اس دو (۲) ثلث کا ایک قرار دے کر تین (۳) ثلث کر کے ایک ثلث حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے اور دو ثلث حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے مگر یہ چار دونوں پر صحیح تقسیم نہ ہوگا اس لئے کہ چھ (۶) کو تین (۳) سے ضرب دیں گے تو اٹھارہ (۱۸) ہو جائیں گے اب مادری بہن کی لڑکی اور مادری بھائی کی لڑکی کو ایک ثلث یعنی چھ (۶) سہم دیں گے جو ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اب باقی رہے بارہ (۱۲) اس میں سے حقیقی بھائی کی لڑکی کو آٹھ (۸) اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چار (۴) دیں گے۔

۳۷۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور پدری بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو پورا مال حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ حقیقی بھائی کے ساتھ پدری بھائی میراث نہیں پاتا۔ اسی طرح جو اس سے قریب ہو۔ اور اسی طرح حقیقی بھائی کی لڑکی کے ساتھ پدری بھائی کا لڑکا میراث نہیں پائے گا اور عصبہ و اہل و خاندان کا میراث میں کوئی حق نہ دینِ خدا کی طرف سے مقرر ہے اور نہ سنتِ رسول کی طرف سے۔[1]

۳۸۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے اور وہی پدری بہن کا بھی لڑکا ہو نیز اپنی حقیقی بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کے لڑکے کو سدس اور باقی سب حقیقی بہن کے لڑکے کا ہے۔

۳۹۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی کی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے سدس اور باقی سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۴۰۔ اور اگر کوئی مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی پدری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز اپنی حقیقی بہن کی لڑکی اور ایک مادری بہن اور ایک پدری بہن کو

---

[1] یہ بات قول تعالیٰ کے صریح خلاف ہے کہ سورۂ نساء کی ساتویں آیت میں فرمایا گیا ہے: للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون و للنساءِ نصیب مما ترک الوالدان والاقربون۔ [ماں باپ اور قریبی رشتہ دار جو ترکہ چھوڑ جائیں اس میں مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اور ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے جو ترکہ چھوڑا ہو وہ تھوڑا ہو یا بہت اس میں عورتوں کا حصہ ہے، حصہ واجب ہے۔

چھوڑے تو مادری بہن کے لئے ایک سدس اور باقی سب پدری بہن کے لئے ہے اور دونوں بہنوں کی دونوں لڑکیاں ساقط ہوجائیں گی اس لئے کہ وہ دونوں ایک بطن نیچے اتر گئیں۔

۴۱۔ اور اگر کوئی پدری بہن کی لڑکی کو چھوڑے اور وہی مادری بھائی کی لڑکی بھی ہو نیز حقیقی بہن کی لڑکی کو نیز مادری خالہ کو جو پدری پھوپھی بھی ہو نیز اپنی حقیقی خالہ کو چھوڑے تو مادری بہن لڑکی کو سدس اور اس کو پدری بھائی کی لڑکی کی حیثیت سے کچھ نہیں ہے اور اب جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور مادری خالہ جو پدری پھوپھی بھی ہے اور حقیقی خالہ یہ سب ساقط ہوجائیگی۔

۴۲۔ اور اگر کوئی بہن کی لڑکی کے لڑکے اور بہن کے لڑکے کے لڑکے کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو تو مال کے تین حصہ ہوں گے۔ بہن کے لڑکے کے لڑکے کے لئے دو ثلث اور بہن کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اگر یہ دونوں دو بہنوں سے ہیں تو ان کے درمیان نصف نصف مال تقسیم ہوگا۔

۴۳۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو اور حقیقی بھائی کے لڑکے کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر بھائی کے لڑکے اور بھائی کی لڑکی ان دونوں کا باپ ایک ہے تو بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور بھائی کے لڑکے کی لڑکی کے لئے دو ثلث ہے اور اگر بھائی کی لڑکی کا باپ بھائی کے لڑکے کے باپ کا غیر ہے تو مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہے ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے جد کی میراث پائے گا۔

۴۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کے لڑکی کے لڑکے اور حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے تو اگر ان دونوں کی ماں ایک ہے تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے ہوگا اگر ان دونوں کی ماں ایک نہیں ہے تو ان کے لئے نصف نصف ہوگا۔

۴۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے اور پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو مادری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب پدری بھائی کی لڑکی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۴۶۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی بھائی کی لڑکی کی لڑکی اور مادری بھائی کی بیٹی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اس لئے کہ وہ زیادہ قریب ہے۔

۴۷۔ اور اگر کوئی شخص متفرق بہنوں کی تین لڑکیاں چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہے وہ حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کی لڑکی ساقط ہوجائے گی اس لئے کہ حقیقی بہن کے ساتھ اس کی ماں وراثت نہیں پائے گی۔

۴۸۔ اور اگر کوئی شخص ایک بہن کی پانچ اولاد اور ایک دوسری بہن کی ایک لڑکی چھوڑے تو ایک بہن کی پانچ اولاد کو نصف اور دوسری بہن کی ایک لڑکی کو نصف۔

۴۹۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور اپنے مادری بھائی کو اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے اور اپنی لڑکی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی اپنی لڑکی کے لڑکے کے لئے اور اس کے علاوہ سب لوگ ساقط ہوجائیں گے۔

۵۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کے لڑکے کو اور لڑکی کی لڑکی کو چھوڑے اور ان دونوں کی ماں ایک ہو جو ان دونوں کو چھوڑ کر مر گئی ہو تو مال ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۵۱۔ اور اگر کوئی شخص نواسی اور پڑپوتی کو چھوڑے تو مال نواسی کے لئے ہے اس لئے کہ یہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔

۵۲۔ اور اگر کوئی شخص پوتی کے لڑکے کو اور نواسی کے لڑکے کو چھوڑے تو پوتی کے لڑکے کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث اور اسی طرح اگر وہ نواسے کے لڑکے کو اور پوتی کی لڑکی کو چھوڑے تو پوتی کی لڑکی کے لئے دو (۲) ثلث اور نواسی کے لڑکے کو ایک ثلث۔

۵۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی کئی اولادیں اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کی کئی اولاد کو نصف اور دوسری لڑکی کی ایک لڑکی کو نصف۔ اسی طرح اگر کوئی شخص ایک لڑکی کی دس (۱۰) لڑکیوں کو چھوڑے تو ایک ایک سہم سب کے لئے ہوگا۔ دوسری لڑکی جس کی فقط ایک لڑکی ہے اس کے لئے نصف باقی ہے۔ اسی طرح اگر ایک لڑکی کے دس لڑکوں کو اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کو چھوڑے تو لڑکی کے دس لڑکوں کے لئے نصف اور دوسری لڑکی کی فقط ایک لڑکی کے لئے نصف ہے۔

۵۴۔ اور اگر کوئی شخص ایک نواسی کی ایک لڑکی اور دوسری نواسی کی دو لڑکیاں اور تیسری نواسی کی تین لڑکیاں چھوڑے تو سب مال کے اُٹھارہ سہم ہوں گے۔ نواسی کی لڑکی کو چھ سہم اور دوسری نواسی کی دو لڑکیوں کو چھ سہم جو آپس میں تین تین سہم پائیں گی۔ اور ایک تیسری نواسی کی تین لڑکیوں کے لئے چھ سہم اور یہ تینوں لڑکیاں دو دو سہم آپس میں تقسیم کریں گی۔

۵۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنے نواسے کی لڑکی اور نواسی کی لڑکی جبکہ ان دونوں کی جدہ ایک ہوں اور دوسری نواسی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال چھ (۶) سہم پر تقسیم ہوگا۔ نواسے کی لڑکی کے لئے دو (۲) سہم اور نواسی کی لڑکی کے لئے ایک سہم اور دوسری لڑکی کی نواسی کے لئے تین (۳) سہم۔

۵۶۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اپنے بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا۔

۵۷۔ اور اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کی نواسی اور متفرق بہنوں کی تین (۳) لڑکیاں چھوڑے تو سارا مال اپنی لڑکی کی نواسی کے لئے ہوگا اور اپنی لڑکیوں کی لڑکیوں کے ساتھ بھائیوں اور بہنوں کی لڑکیاں کوئی میراث نہیں پائیں گی خواہ وہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہوں۔

۵۸۔ اور اگر کوئی عورت اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو اور اپنے شوہر کو اپنے مادری بھائی یا اپنے حقیقی بھائی اور اپنے چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور باقی سب اپنی لڑکی کی اولاد کے لئے ہے۔

۵۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنے چچا اور اپنے نواسے یا اپنی نواسی کو چھوڑے تو سارا مال لڑکی کی اولاد کے لئے ہے اور چچا سب سے ساقط ہو جائے گا۔ ایک اس سبب سے کہ لڑکی کی اولاد میت کی اولاد ہے اور چچا دادا کی اولاد ہے اور میت کی اولاد بذات خود زیادہ حقدار اور زیادہ قریب ہے دادا کی اولاد سے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ میت اور چچا کے درمیان تین بطن ہیں اس لئے کہ چچا قریب ہے دادا سے اور دادا قریب ہے باپ سے اور باپ میت کی ذات سے قریب ہے اور نواسے اور میت کے درمیان دو بطن ہیں اس لئے کہ لڑکی کی اولاد لڑکی سے قریب ہے اور لڑکی بذات خود میت سے قریب ہے اسی بناء پر لڑکی کی اولاد بہ لحاظِ بطن زیادہ قریب اور نسب میں بھی زیادہ قربت رکھتی ہے۔ اور اولاد کے ساتھ دادا وراثت نہیں پاتا اور چچا اس سے قریب ہے جو وارثت نہیں پاتا۔ اور اولاد کی اولاد اس سے قریب ہے جو وراثت پاتی ہے اس لئے وہ مال میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ ولا قوۃ الا باللہ و باللہ التوفیق۔

اور بھائی اور بھائی کی اولاد اس مسئلہ میں بمنزلہ چچا کے ہیں لڑکی کی اولاد کے ہوتے ہوئے وہ میراث نہیں پائے گی۔

۶۰۔ اور اگر کوئی مادری بھائی اور حقیقی بھائی کی لڑکی اور اپنی نواسی اور اپنے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث نواسی اور نواسے کے لئے ہے وہ دونوں آپس میں مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے لیں گے۔

۶۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری بہن کی لڑکی اور اپنی مادری بہن کی لڑکی کو اور اپنے کنبہ کو چھوڑے تو مادری بہن کی لڑکی کو ایک سدس اور باقی پدری بہن کی لڑکی کے لئے ہے اور کنبہ ساقط ہو جائے گا۔

۶۲۔ اور اگر کوئی حقیقی پھوپھی کو اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہے۔

۶۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا اور بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث بہن کی لڑکی کے لئے ہے کیونکہ بھائی کی اولاد بھائی کی قائم مقام ہے، اور چچا جد کا قائم مقام نہیں ہے۔ اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا اپنے باپ کی اولاد میں سے ہے اور چچا دادا کی اولاد میں سے ہے اور اس لئے کہ بھائی کا لڑکا دادا کے

ساتھ میراث پائے گا اور دادا کا لڑکا بھائی کے ساتھ میراث نہیں پائے گا جمع ہونے کے وقت اور اسی طرح اگر کوئی شخص چچا کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۶۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچا کی لڑکی کو اور مادری چچا کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچا کی لڑکی کے لئے ہے۔ اور اسی طرح مادری ماموں کی لڑکی اور حقیقی ماموں کی لڑکی۔ تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۶۵۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکیوں اور ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اس میں مرد اور عورت سب برابر ہوں گے۔

۶۶۔ اور اگر کوئی چچا کے ایک لڑکے اور پھوپھی کی ایک لڑکی کو چھوڑے تو چچا کے لڑکے کو دو ثلث اور پھوپھی کی لڑکی کو ایک ثلث ملے گا۔

۶۷۔ اور کوئی اپنی پھوپھی کے لڑکے اور اپنی پھوپھی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال میراث ان کے درمیان مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

۶۸۔ اور اگر کوئی مادری چچا اور حقیقی ماموں کو چھوڑے تو ماموں کے لئے ایک ثلث ماں کا حصہ اور چچا کے لئے باقی دو ثلث باپ کا حصہ ہوگا۔

۶۹۔ اور اگر کوئی اپنی پھوپھی کی لڑکی اور اپنے باپ کی پھوپھی کو چھوڑے تو سارا مال پھوپھی کی لڑکی کے لئے ہوگا۔

۷۰۔ اور اگر ایک پھوپھی کی دس (۱۰) اولادیں چھوڑے اور ایک پھوپھی کی ایک لڑکی تو پھوپھی کی دس (۱۰) اولادوں کے لئے نصف اور دوسری پھوپھی کی ایک لڑکی کے لئے باقی نصف ہوگا۔

۷۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی پدری پھوپھی اور حقیقی پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث حقیقی پھوپھی کے لئے ہوگا۔

۷۲۔ اور کوئی شخص حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیاں اور مادری پھوپھی کی ایک لڑکی اور پدری پھوپھی کی ایک لڑکی چھوڑے تو حقیقی پھوپھی کی پانچ (۵) لڑکیوں کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور مادری پھوپھی کی لڑکی کے لئے چھ (۶) حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور پدری پھوپھی ساقط ہو جائے گی۔

۷۳۔ اور اگر کوئی شخص ایک چچا کی دو (۲) لڑکیاں اور دوسرے چچا کی ایک لڑکی چھوڑے تو چچا کی دو (۲) لڑکیوں کے لئے نصف اور دوسرے چچا کی ایک لڑکی کے لئے نصف جو باقی ہے۔ اور اسی طرح اگر چچا کے لڑکے ہوں۔

۷۴۔ اور کوئی شخص متفرق چچاؤں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق چچاؤں کی لڑکیوں کی تین (۳) لڑکیاں یا متفرق پھوپھیوں کی لڑکیوں کو چھوڑے تو ان کے لئے بھی وہی ہوگا جو میں نے ماموں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی لڑکیوں اور پھوپھیوں کی نواسیوں کے لئے بیان کر دیا ہے۔

۷۵۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کے پانچ (۵) لڑکے اور مادری چچا کی لڑکی کی ایک لڑکی چھوڑے تو مادری چچا کی لڑکی کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کی اولاد کے لئے ہے۔

۷۶۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی چچاؤں کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو اور دوسرے حقیقی چچا کی نواسی کو اور مادری چچا کی نواسی کو چھوڑے تو مال کے چھتیس (۳۶) سہم ہوں گے۔ مادری چچا کی نواسی کے لئے چھ (۶) سہم، حقیقی چچا کی نواسی کو پندرہ (۱۵) سہم اور دوسری حقیقی چچا کی لڑکیوں کی تین (۳) اولادوں کو پندرہ سہم جس میں وہ سب پانچ، پانچ سہم پائیں گے۔

۷۷۔ اور اگر کوئی شخص اپنے باپ کے چچا کی لڑکی اور اپنے چچا کی نواسی کو چھوڑے تو مال میراث اس کے چچا کی نواسی کے لئے ہوگا اور باپ کے چچا

کی لڑکی ساقط ہو جائے گی کیونکہ اس (مرحوم) نے گویا اپنے باپ کے دادا اور اپنے چچا کو چھوڑا اور چچا زیادہ حقدار ہے باپ کے دادا سے۔

۷۸۔ اور کوئی اپنی پدری پھوپھی کو جو مادری خالہ بھی ہے اور حقیقی خالہ اور پدری پھوپھی کو چھوڑے تو مال میراث کے اٹھارہ (۱۸) سہم ہوں گے مادری خالہ جو پدری پھوپھی ہے اس کے لئے ایک تہائی کا چھٹا یعنی اٹھارہ (۱۸) سہم میں سے ایک۔ اور حقیقی خالہ کے لئے ایک تہائی کے چھ (۶) حصوں میں سے پانچ (۵) حصہ اور یہ اٹھارہ (۱۸) میں سے پانچ (۵) ہوگا اور پدری پھوپھی کے لئے دوثلث کا نصف یعنی اٹھارہ (۱۸) میں سے چھ (۶) حصہ اور پدری پھوپھی جو مادری خالہ ہے اس کے لئے بھی دوتہائی کا نصف یعنی چھ (۶) اور اس نے ثلث کا چھٹا حصہ بھی پایا اس لئے اس کے ہاتھ میں سات (۷) حصے آئے۔

۷۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی پھوپھی اور زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور خالہ کے لئے ایک ثلث اور اب جو باقی رہا وہ پھوپھی کے لئے ہے۔ زوجہ پچیس (۲۵) فی صد۔ خالہ تینتیس (۳۳) فی صد۔ پھوپھی بیالیس (۴۲) فی صد۔

۸۰۔ اور کوئی عورت اپنے شوہر اور اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور خالہ کے لئے ثلث اور جو باقی رہ گیا وہ پھوپھی کے لئے ہے اور پھوپھی کو اس طرح نقصان ہوگا جس طرح باپ کو نقصان ہوتا اگر وہ عورت شوہر کو اور ماں باپ کو چھوڑتی۔

۸۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ اور اپنی پھوپھی کے لڑکوں کو اور اپنے ماموں کی لڑکیوں کو اور اپنے ماموں کے لڑکوں کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور ماموں کے لڑکوں اور ماموں کی لڑکیوں کے لئے ایک ثلث جس میں مرد اور عورت سب برابر برابر پائیں گے اور اب جو باقی رہ گیا ہے وہ پھوپھی کے لڑکوں کے لئے ہے۔

۸۲۔ اور اگر کوئی شخص کئی عدد ماموؤں اور کئی عدد خالاؤں اور چچا کے لڑکے کو چھوڑے تو مال میراث ماموؤں اور خالاؤں کے لئے برابر برابر ہے اور چچا کا لڑکا ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ وہ بطن سے نیچے اتر گیا ہے۔

۸۳۔ اور اگر کوئی شخص چچا کی لڑکی اور پھوپھی کا لڑکا چھوڑے تو چچا کی لڑکی لئے دوثلث اور پھوپھی کے لڑکے کے لئے ایک ثلث ہے۔

۸۴۔ اور اگر کوئی شخص ماں کی پھوپھی اور باپ کی خالہ کو چھوڑے تو ماں کی پھوپھی کے لئے ایک ثلث اور باپ کی خالہ کے لئے دوثلث۔

۸۵۔ اور اگر کوئی شخص مادری چچا کے لڑکے اور حقیقی پھوپھی کے نواسے کو چھوڑے تو مال میراث مادری چچا کے لڑکے کے لئے ہے۔

۸۶۔ اور کوئی شخص چچا کے لڑکے اور چچا کی لڑکی اور ماموں کو چھوڑے تو مال میراث ماموں کے لئے ہے۔

۸۷۔ اور بھائیوں اور بہنوں اور ان کی اولاد کی اولاد کے ہوتے ہوئے خالائیں، پھوپھیاں اور چچا اور ماموں کوئی میراث نہیں پائیں گے۔ اس لئے کہ بھائیوں اور بہنوں کی اولاد اپنے باپ کی اولاد ہوتی ہے۔ اور چچا اور ماموں اور پھوپھیاں اور خالائیں دادا اور نانا کی اولاد ہوتی ہیں۔ اور باپ کی اولاد خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو دادا اور نانا کی اولاد سے زیادہ حقدار اور اولیٰ ہے۔

۸۸۔ اور اگر کوئی شخص نانا یعنی ماں کے باپ اور مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو گویا اس نے مادری بھائی چھوڑے تو میراث کا مال ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۸۹۔ اور اگر کوئی شخص نانا اور مادری چچا اور مادری بھائی کے لڑکے اور چچا کے پوتے کو چھوڑے تو میراث کا مال نانا اور بھائی کے لڑکے کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۹۰۔ اور اگر کوئی شخص نانی اور ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو میراث کا مال نانی کے لئے ہے۔ اس لئے کہ وہ از روئے بطن سب سے زیادہ قریب ہے اور اسی طرح نانی کے بدلے نانا، اس لئے کہ نانی اور نانا دونوں ماں کے واسطے سے قریب ہیں اور چچا اور ماموں دادا اور نانا کے واسطے سے

قریب ہیں اور جو شخص ماں کے واسطے سے قریب ہو وہ مال میراث کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت ان کے جو دادا، نانا کے واسطے سے قریب ہو اور ماموں تو ماں کے باپ کا لڑکا ہے وہ ماں کے باپ کے ساتھ کیونکر وراثت پائے گا۔

۹۱۔ اور اگر کوئی شخص نانا کو اور حقیقی بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو نانا کے لئے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ سب حقیقی بہن کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اور نانا کو اور مادری بہن کی دولڑکیاں اور حقیقی بہن کی دولڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور نانا کے لئے سدس اور مادری بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ایک سدس اور جو باقی رہا وہ حقیقی بہن کی دونوں لڑکیوں کے لئے ہے۔

۹۳۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اور نانا کو اور اپنی پدری بہن کے لڑکے کو اور اپنے حقیقی بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو شوہر کے لئے نصف اور نانا کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ حقیقی بھائی کی لڑکی کے لئے ہے اور پدری بہن کا لڑکا ساقط ہو جائے گا۔

۹۴۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کو اور پدری ماموں کو چھوڑے تو میراث کا مال حقیقی ماموں کے لئے ہے۔ اور اسی طرح خالہ بھی اس صورت میں اور اسی طرح چچا اور پھوپھی ایسی صورت میں اور مال میراث اس کے لئے ہے جو حقیقی ہے، اس کے لئے نہیں ہے جو پدری ہے۔

۹۵۔ اور اگر کوئی شخص حقیقی ماموں کی لڑکی کو یا مادری ماموں کی لڑکی کو چھوڑے تو مادری ماموں کی لڑکی کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی ماموں کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۶۔ اور اگر کوئی شخص ماموں کو اور مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو مال مادری بھائی کی لڑکی کے لئے ہے۔

۹۷۔ اور اگر کوئی شخص خالہ کو اور خالہ کے لڑکے کو چھوڑے تو مال خالہ کے لئے ہے اس لئے کہ وہ بطن سے زیادہ قریب ہے۔

۹۸۔ اور اگر کوئی پدری خالہ اور اپنی مادری بہن کے لڑکے کو چھوڑے تو مال مادری بہن کے لڑکے کے لئے ہے۔

۹۹۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنی بہن کی نواسی کو اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو مال اس کے مادری بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۰۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کی پوتی کو اور اپنے بھائی کی نواسی کو چھوڑے تو مال اس کے بھائی کے لڑکے کے لئے ہے اور باقی لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

۱۰۱۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کے لڑکے کو، اپنی ماں کے ماموں کو اور اپنی ماں کے چچا کو چھوڑے تو مال متروکہ اس کی خالہ کے لڑکے کے لئے ہے۔

۱۰۲۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خالہ کی لڑکیوں کو اور خالہ کے لڑکوں کو اور زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی خالہ کے لڑکوں اور خالہ کی لڑکیوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

۱۰۳۔ اور اگر کوئی شخص تین (۳) مختلف خالاؤں کو چھوڑے تو مادری خالہ کے لئے ایک سدس اور باقی حقیقی خالہ کے لئے اور پدری خالہ ساقط ہو جائے گی۔

۱۰۴۔ اور اگر کوئی شخص متفرق نوعیت کے تین مختلف ماموؤں اور تین مختلف خالاؤں کو چھوڑے تو مادری ماموں اور مادری خالہ کے لئے ایک ثلث جو ان میں برابر تقسیم ہوگا اور جو باقی ہے وہ ماموں اور حقیقی خالہ کے لئے ہے۔ اور پدری ماموں اور خالہ ساقط ہو جائیں گے۔

۱۰۵۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ماں کی خالہ کو اور ماں کے ماموں کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

۱۰۶۔ اور اگر کوئی شخص ماموں کی لڑکی کو اور مادری خالہ کی لڑکی کو اور خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں کی لڑکی اور خالہ کی لڑکی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا اور مادری خالہ ساقط ہو جائے گی۔

باب:۔ آزاد کردہ غلاموں کے ساتھ رشتہ داروں کی میراث

(۵۶۵۴) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن سہل سے، انہوں نے حسن بن حکم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی دو (۲) خالاؤں اور اپنے آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑا۔ فرمایا: بعض رشتہ دار بعض سے اولیٰ ہیں، مال متروکہ دونوں خالاؤں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(۵۶۵۵) علی بن یقطین نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مرجاتا ہے اور اپنی ایک بہن اور اپنے چند آزاد کردہ غلاموں کو چھوڑ جاتا ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مال متروکہ اس کی بہن کے لئے ہے۔

اور جب بھی کوئی اپنے رشتہ دار کو چھوڑے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بہن کی لڑکی ہو یا نواسی یا ماموں کی یا خالہ کی لڑکی، چچا کی لڑکی ہو یا پھوپھی کی لڑکی یا اس سے بھی دور کی رشتہ دار ہو مال میراث رشتہ داروں کے لئے ہے خواہ وہ نیچے کے طبقے کے رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے ساتھ کوئی موالی کوئی میراث نہیں پائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے ان کے لئے حصے مقرر کیے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ یہ لوگ میراث کے لئے زیادہ اولیٰ اور حقدار ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں: **و اولوا الا رحام بعضهم اولٰی ببعض فی کتاب اللّٰه** (سورۃ انفال آیت ۷۵) (اور رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے حق دار زیادہ ہیں اللہ کے حکم میں) اور اس نے موالی کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔

(۵۶۵۶) اور جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رشتہ داروں کو میراث دیا کرتے تھے۔ آزاد کردہ غلاموں کو نہیں۔

اور وہ حدیث کہ جس کی مخالفین نے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ کا ایک آزاد کردہ غلام مرگیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصف حضرت حمزہ کی لڑکی کو دیا اور نصف موالی کو دیا۔ تو یہ حدیث منقطع ہے۔ یہ عبداللہ بن شداد کی روایت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہے اور یہ مرسل ہے۔ اور شاید یہ کچھ ہو بھی تو یہ آیات فرائض کے نزول سے پہلے کی بات ہوگی جو منسوخ ہوگئی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلیفوں کے لئے بھی حصہ مقرر کیا تھا: **والذین عقدت ایمانکم فاتوهم نصیبهم** (سورۃ النساء آیت ۳۳) (اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دو ان کا حصہ) لیکن یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے منسوخ ہوگئی: **و اولوا الا رحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللّٰه**. اور ابراہیم نخعی اس حدیث سے حضرت حمزہؓ کے غلام کے بارے میں انکار کیا کرتے تھے اور ان میں صحیح کتاب خدا ہے نہ کہ حدیث۔

(۵۶۵۷) اور لوگ حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں سوید بن غفلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے ان سے لڑکی اور زوجہ اور موالی کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں تم کو اس مسئلہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا فیصلہ بتاتا ہوں آنجناب علیہ السلام نے لڑکی کے لئے نصف اور زوجہ کے لئے آٹھواں حصہ اور اس کے بعد جو باقی رہ گیا وہ لڑکی پر پلٹا دیا اور موالی کو کچھ نہیں دیا۔

باب:۔ موالی کی میراث

اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام کو (جو اپنے آقا کو) نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت پانے والا ہو چھوڑے اور اس کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو مال متروکہ اس کے لئے ہے۔

اور اگر وہ بہت سے موالی جو نعمت دینے والے یا نعمت کے پانے والے مرد اور عورتیں ہوں تو ان کے درمیان مرد کے لئے دو (۲) حصہ اور عورت کے لئے ایک (۱) کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص اپنے آزاد کردہ غلام جو نعمت دینے والا ہو یا نعمت پانے والا ہو اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو چھوڑے اور ان کے سوا کوئی اور وارث نہ چھوڑے تو ان لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے مرد کے دو(۲) اور عورت کے لئے ایک (۱) کے حساب سے تقسیم ہوگا کیونکہ ولایت اور سرپرستی کا گوشت بھی نسب کے گوشت کے مانند ہے۔

اور جب کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے چھوڑے خواہ وہ نسب میں قریب کے ہوں یا دور کے اور اپنے آزاد کردہ غلام کو خواہ وہ اس کو نعمت دینے والا ہو یا اس سے نعمت لینے والا چھوڑے تو مال متروکہ رشتہ داروں میں سے جو وارث ہوگا اس کے لئے ہے اور اس آزاد کردہ غلام کے لئے کچھ نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واولوا الا رحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین الا ان تفعلوا الیٰ اولیائکم معروفا (سورۃ احزاب آیت ۶) (اور قرابت والے ایک دوسرے سے زیادہ لگاؤ رکھتے ہیں اللہ کے حکم میں سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو اپنے رفیقوں سے احسان) یعنی ان لوگوں کے لئے کسی شئے کی وصیت یا ورثاء کے لئے میراث میں سے کچھ ہبہ کر دیا ہو۔

باب:۔ ان لوگوں کی میراث جو ڈوب کر مر گئے یا ان پر مکان گر پڑا اور دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں سے کون پہلے مرا

(۵۶۵۸) ابن محبوب نے عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گروہ کشتی میں غرق ہو گیا یا ان پر مکان کی چھت گر گئی اور سب دب کر مر گئے اور نہیں معلوم کہ پہلے کون مرا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ بعض بعض کے وارث بنیں گے اور یہی کتاب علی علیہ السلام میں تحریر ہے۔

(۵۶۵۹) علی بن مہزیار نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے، انہوں نے فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شوہر اور زوجہ کے لئے روایت کی ہے جن پر مکان کی چھت گر پڑی اور دونوں دب کر مر گئے (اور نہیں معلوم ان میں پہلے کون مرا؟) آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پہلے عورت مرد کی میراث پائے گی پھر مرد عورت کی میراث پائے گا۔

(۵۶۶۰) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایسے شخص کے متعلق فیصلہ کیا جس کے مکان کی چھت گر پڑی اور اس میں وہ اور اس کی زوجہ دونوں دب کر مر گئے اور یہ نہیں معلوم کہ کون ان دونوں میں پہلے مرا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک اپنے شریکِ حیات کا وارث بنے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ورثہ کے لئے فرض کیا ہے۔

(۵۶۶۱) محمد بن ابی عمیر نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک گھر کی چھت ایک گروہ پر گر پڑی اور یہ نہیں معلوم کہ ان میں اپنے ساتھی سے پہلے کون مرا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان میں سے لوگ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ میں نے عرض کیا: مگر ابوحنیفہ تو اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا اعتراض کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ اگر دو شخص ہوں ایک کے پاس ایک لاکھ ہو اور دوسرے کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ دونوں کشتی میں سوار ہوں اور دونوں غرق ہو جائیں اور یہ نہ معلوم ہو کہ ان دونوں میں سے پہلے کون مرا تو ایسی صورت میں میراث ایسے شخص کے وارثوں کو مل جائے گی جس کے پاس کچھ نہ تھا اور جس کے پاس رقم تھی اس کے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ اس نے سنا وہ ایسا ہی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ اس وقت ہے جب ان دونوں کا ان دونوں کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو اور یہی دونوں آپس میں ایک دوسرے کے قریب ترین رشتہ دار ہوں۔

(۵۶۶۲) حماد بن عیسیٰ نے حسین بن مختار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے تو آنجناب علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو کہ ایک کنبہ پر مکان کی چھت گر پڑی سب مر گئے صرف دو بچے باقی رہے ایک آزاد اور دوسرا اپنے مالک کا غلام مگر یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں آزاد کون ہے اور غلام کون ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ ان دونوں کو مال نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ آزاد ہوگا۔ اس کو آزاد کر دیا جائے گا اور وہ دوسرے کا آزاد کردہ غلام سمجھا جائے گا۔

باب:۔ ان بچوں کی میراث جو ماں کے پیٹ میں ہوں یا نوزائدہ ہوں یا سقط شدہ ہوں

(۵۶۶۳) حریز نے فضیل سے روایت کی ہے۔ کہ حکم بن عتیبہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک بچہ ماں کے پیٹ سے گرا مگر نہ وہ چیخا اور نہ رویا کیا وہ وارثت پائے گا؟ تو آنجناب علیہ السلام نے منہ موڑ لیا۔ اس نے اس سوال کا اعادہ کیا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ بچہ بالکل صاف اور واضح حرکت کرتا ہے تو وراثت پائے گا اس لئے کہ کبھی کبھی بچے گونگے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

(۵۶۶۴) حسن بن محبوب نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے سوّار سے اور انہوں نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور زبیر کو شکست دی اور شکست خوردہ لوگ آنے لگے تو ان لوگوں کا گزر ایک ایسی عورت کی طرف سے ہوا جو حاملہ تھی اور راستہ پر تھی وہ ان لوگوں کو دیکھ کر ایسی خوف زدہ ہوئی کہ اس کے پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا اور وہیں تڑپ کر مر گیا۔ اس کے بعد وہیں وہ عورت بھی مر گئی۔ چنانچہ وہ عورت اور اس کا بچہ وہیں راستہ پر مردہ پڑے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب کا گزر اس طرف سے ہوا تو لوگوں سے اس عورت کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ عورت حاملہ تھی۔ جس وقت جنگ اور شکست کو دیکھا تو ایسا خوف زدہ ہوئی کہ پیٹ کا بچہ ساقط ہو گیا پھر یہ دونوں مر گئے۔ آنجناب علیہ السلام نے پوچھا: ان دونوں میں سے پہلے کون مرا؟ لوگوں نے کہا: پہلے اس کا لڑکا مرا۔ آنجناب علیہ السلام نے اس کے شوہر یعنی لڑکے کے باپ کو بلوایا اور لڑکے کی دیت (خونبہا) کا دو ثلث اور اس کی ماں کو ایک ثلث دیا۔ پھر مری ہوئی عورت کی دیت کا نصف اس کے شوہر کو دیا جو دو ہزار پانچسو درہم تھے۔ یہ اس لئے کہ اس عورت کا کوئی اور لڑکا نہ تھا سوائے اس لڑکے کے جو ماں کے خوف زدہ ہونے سے پیٹ سے ساقط ہو گیا تھا اور باقی اس مری ہوئی عورت کے وارثوں کو دیا اور یہ سب کچھ بصرہ کے بیت المال سے ادا کیا۔

باب:۔ ایسے لڑکے اور لڑکی کی میراث جن کی آپس میں شادی ہو گئی تھی اور ان میں سے ایک مر گیا

(۵۶۶۵) نضر بن سوید نے قاسم بن سلیمان سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک لڑکے کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی کیا وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں کے والدین نے ان دونوں کی شادی کی ہے تو ہاں۔

قاسم بن سلیمان نے کہا ہے کہ اگر ان دونوں کے باپ زندہ ہوں تو ہاں۔

(۵۶۶۶) حسن بن محبوب نے عبدالعزیز عبدی سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک شخص کے متعلق جس کے زیر پرورش ایک یتیم لڑکی تھی اس کی شادی اپنے لڑکے سے کر دی۔ لڑکا بالغ تھا اور یتیم لڑکی

نابالغ۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: لڑکے پر اس کا نکاح جائز ہے۔ لیکن اگر لڑکا مر گیا تو لڑکی کے بالغ ہونے تک اس کے حصے کی میراث روک لی جائے گی۔ اور جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر حلف سے یہ کہے کہ اس کو میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ میں اس نکاح پر راضی تھی تو اس کو میراث اور نصف مہر دیا جائے گا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وہ لڑکی بالغ ہونے سے پہلے اور شوہر کی موت سے پہلے مر جائے تو اس کی وراثت شوہر نہیں پائے گا۔ اس لئے کہ لڑکی کو بلوغ کے بعد اختیار تھا کہ نکاح منظور کرے یا نہ کرے اور شوہر کو یہ اختیار نہ تھا۔

(۵۶۶۷) حسن بن محبوب نے علی بن حسن بن رباط سے، انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک لڑکا دس سال کا تھا کہ اس کے باپ نے بچپن میں اس کا نکاح کر دیا۔ کیا دس سال کی عمر میں اس کو طلاق دینا جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا نکاح تو جائز ہے لیکن طلاق۔ تو مناسب ہے اس کے پاس رکی رہے جب تک یہ لڑکا بالغ نہیں ہو جاتا۔ جب بالغ ہو جائے تو اس کو بتایا جائے کہ اس نے عورت کو طلاق دیدی ہے اگر وہ اس کا اقرار کرتا ہے اور اس کو تسلیم کرتا ہے تو یہ اس کی پہلی طلاق ہوگی اور وہ بھی اس عورت کو شادی کا پیغام دینے والوں میں سے ایک ہوگا اور اگر وہ انتظار کرے اور طلاق کو تسلیم نہ کرے تو پھر یہ اس کی عورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: اور اسی اثناء میں اگر وہ عورت مر جائے یا یہ شوہر مر جائے؟ آپؑ نے فرمایا: پھر ان دونوں میں جو باقی ہے اس کے بلوغ تک میراث روک لی جائے اور بلوغ کے بعد وہ قسم کھا کر کہے میراث لینے کا داعی صرف یہ ہے کہ وہ نکاح پر راضی تھا تو اس کو میراث دیدی جائے گی۔

باب:۔طلاق دینے والے مرد اور طلاق پانے والی عورت کی میراث

(۵۶۶۸) حسن بن محبوب نے علی بن رباب سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے تو جب تک وہ عورت عدۃ میں ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے لیکن اگر اس نے یہ تیسری طلاق دی ہے تو مرد کو رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی میراث نہیں ہے۔

باب:۔ایک شخص نے حالتِ مرض میں کسی عورت سے نکاح کیا یا طلاق دی تو اس کی میراث

(۵۶۶۹) حسن بن محبوب نے ابی ولاّد حنّاط سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے حالتِ مرض میں ایک عورت سے نکاح کیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس سے دخول کیا اور اسی مرض میں مر گیا تو وہ عورت اس کی وراثت پائے گی اور ابھی اس سے دخول نہیں کیا تھا اور مر گیا تو وہ عورت اس کی وراثت نہیں پائے گی اور اس کا نکاح باطل ہے۔

(۵۶۷۰) ابن ابی عمیر نے جمیل بن درّاج سے، انہوں نے ابوالعبّاس سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے تو جب تک وہ حالتِ مرض میں ہے یہ عورت اس کا ورثہ پائے گی خواہ اس کی مدتِ عدہ ختم ہو جائے مگر یہ کہ وہ اس مرض سے صحت یاب ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: خواہ اس کا مرض طویل کیوں نہ ہو جائے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک سال کے عرصہ کے درمیان تک۔

(۵۶۷۱) حمّاد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص حالتِ احتضار میں ہے اور وہ اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے کیا اس کی یہ طلاق جائز ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اور اگر وہ شخص مر گیا تو عورت اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کی وراثت نہیں پائے گا۔

(۵۶۷۲) صالح بن سعید نے یونس سے، انہوں نے اپنے کسی راوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا

بیان ہے کہ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ اگر کوئی شخص حالتِ مرض میں اپنی عورت کو طلاق دیدے اضرار کی صورت میں تو وہ عورت اس کا ورثہ پائے گی مگر مرد اس کا ورثہ نہیں پائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اضرار کی وجہ سے۔ اور اضرار کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کو اپنے ورثہ سے محروم کردے اور اس کی سزا میں یہ میراث اس پر لازم ہے۔

باب:۔ اس عورت کی میراث جس کا شوہر مرگیا ہے

(۵۶۷۳) حسن بن محبوب نے علاء سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے ہی مرگیا آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت کو کامل میراث ملے گی اور وہ چار ماہ دس دن عدہ رکھے گی اور اس نے اس کو مہر یعنی صداقِ معین کردیا ہے تو اس کو اس میں سے نصف ملے گا اور اگر اس نے کوئی معین نہیں کیا ہے تو اس کو کوئی مہر نہیں ملے گا۔

(۵۶۷۴) اور آنجناب علیہ السلام نے ایک اور حدیث میں فرمایا: اگر اس نے اس کے ساتھ دخول کیا ہے تو اس کو کامل مہر ملے گا۔[1]

(۵۶۷۵) ابن ابی نصر نے عبدالکریم بن عمرو سے انہوں نے محمد بن مسلم سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر عورت کے فیصلہ پر رکھا مگر عورت کے فیصلہ کرنے سے پہلے وہ شخص مرگیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کے لئے کوئی مہر مصدق نہیں مگر عورت اس کا ورثہ پائے گی۔

باب:۔ میراثِ مخلوع (عاق شدہ)

(۵۶۷۶) صفوان بن یحیٰی نے ابن مسکان سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مخلوع یعنی عاق شدہ کے متعلق دریافت کیا جس کے باپ نے بادشاہ کے سامنے اس کی میراث اور اس کے جرائم سے برأت کا اظہار کردیا ہے تو اب اس کی میراث کس کے لئے ہوگی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ قریب اپنے باپ سے ہے۔

باب:۔ میراث حمیل

(۵۶۷۷) حسن بن محبوب نے ابن مہزم سے اور انہوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حمیل بغیر کسی ثبوت و گواہ کے وراثت نہیں پائے گا۔ اور حمیل وہ ہے کہ ایک عورت دارِ کفر سے اسیر ہو کر آئے (کافروں کی قید میں رہ کر آئے) اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور بعد میں اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کو شناخت کرے تو وہ بچہ حمیل ہے۔

(۵۶۷۸) صفوان بن یحیٰی نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حمیل کے متعلق دریافت کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حمیل کیا شئے ہے؟ میں نے عرض کیا: ایک عورت اپنے ملک سے قید ہو کر لائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بچہ ہوتا ہے اور کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور ایک آدمی قید ہو کر آتا ہے اور اس کا بھائی اسے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اور ان دونوں کے پاس ان کے دعویٰ کا کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے۔ تو لوگ اس کو وارث نہیں بناتے اس لئے کہ اس کی ولادت حالتِ شرک میں ہوئی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ! جب ایک عورت آتی ہے اپنے لڑکے کے ساتھ اور مسلسل کہتی ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے اور ایک آدمی آتا ہے اور اس کا بھائی اس کو پہچانتا ہے اور وہ دونوں صحیح الدماغ ہیں اور مسلسل اس کا اقرار کرتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

---

[1] جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ سے واضح ہے: و آتوا النساء صدقاتھن نحلۃ (سورۂ نساء آیت ۴) (اور عورتوں کو ان کا مہر خدا کا عطیہ سمجھ کر دو)۔

باب:۔ مشکوک اولاد کی میراث

(۵۶۷۹) حسن بن محبوب نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ انصار میں سے ایک شخص میرے پدر بزرگوار علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا: میں ایک بڑی مشکل میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ میری ایک کنیز ہے، میں برابر اس سے مجامعت کیا کرتا تھا چنانچہ اس مرتبہ میں نے اس سے مجامعت کی اور غسل جنابت کر کے اپنے کسی کام کے لئے باہر نکلا مگر اپنے ساتھ سفر خرچ لینا بھول گیا تو اس کے لئے واپس اپنے گھر آیا کہ سفر خرچ لے لوں تو دیکھا اس کنیز کے پیٹ پر میرا ایک غلام سوار ہے (جو مجامعت کر رہا ہے)۔ میں نے اپنی اس مجامعت کا دن شمار کیا تو نو مہینہ ہونے پر اس کنیز کے وہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آنجناب علیہ السلام فرمایا: تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس لڑکی سے مقاربت کرو اور نہ اس کو فروخت کرو بلکہ جب تک تم زندہ رہو اس کو خرچ دو اور مرتے وقت وصیت کر جاؤ کہ تمہارے مال سے اس کا خرچ دیا جائے یہاں تک کہ اللہ تمہارے اور اس کے لئے کوئی راستہ پیدا کر دے (یعنی تم مر جاؤ یا وہ مر جائے)۔

(۵۶۸۰) عبدالحمید سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک آدمی کے پاس ایک کنیز تھی جس سے وہ مجامعت کیا کرتا تھا اور وہ اس کنیز کو اپنے کاموں کے لئے بھیجا کرتا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور اس کو ڈر ہوا کہ یہ حمل اس سے نہیں ہے اب وہ کیا کرے کیا وہ اس کنیز کو اور اس بچے کو فروخت کر دے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کنیز کو فروخت کر دے اور بچے کو فروخت نہ کرے اور بچے کو اپنے مال میں سے کسی شئے کا وارث نہ بنائے۔

(۵۶۸۱) قاسم بن محمد نے سلیم مولیٰ طربال سے، انہوں نے حریز سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اپنی کنیز سے مجامعت کیا کرتا تھا اور اسے اپنے کام کے لئے بھیجا بھی کرتا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی اور اس کو اطلاع ملی کہ اس کنیز نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کو روک لو، اس کو فروخت نہ کرو، اس کو اپنے گھر میں ایک حصہ دو۔ تو آپ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک شخص اپنی کنیز سے مجامعت کیا کرتا تھا اور اس کو اپنے کام کے لئے کہیں نہیں بھیجتا تھا اور اس پر زنا کا اتہام لگا تا تھا چنانچہ وہ حاملہ ہو گئی۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب بچہ پیدا ہو تو اسے فروخت نہ کرے، اسے اپنے پاس رکھے اور اسے اپنے گھر اور اپنے مال میں حصہ دے اور یہ مسئلہ اس مسئلہ کے مانند نہیں ہے۔

باب:۔ ایسے لڑکے کی میراث جس کا باپ اس کی ولدیت سے اقرار کرنے کے بعد انکار کر دیتا ہے

(۵۶۸۲) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی شخص اپنے لڑکے سے اقرار کرنے کے بعد انکار کرے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اور نہ اس کے لئے یہ مناسب ہے خواہ اپنی زوجہ سے ہو یا اپنی کنیز سے ہو وہ اسی سے ملحق ہو گا۔

باب:۔ میراث ولدالزنا

(۵۶۸۳) حسین بن سعید نے محمد بن حسن بن ابی خالد اشعری سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک خط لکھ کر میری معرفت حضرت ابوجعفر ثانی (امام حسن عسکری) علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اس میں دریافت کیا تھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی اس کے حاملہ ہونے کے بعد اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا شکل و صورت میں اس کے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے اس کے جواب میں اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا اور اپنی مہر لگائی کہ ولد الزنا میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۴) یونس نے عبداللہ بن سنان سے اورانہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! ولد الزنا کی دیت کتنی ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس نے اس پر خرچ کیا جس قدر خرچ کیا ہے وہ اس کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: مگر یہ ولد الزنا تو مرگیا اور اس کا مال متروکہ ہے، اس کی وراثت کون لے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امام۔

اور ایک روایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ولد الزنا کی دیت آٹھ سو درہم ہے اور اس کی میراث ابن ملاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔

باب:۔قاتل کی میراث اور دیت کا کون وارث ہوگا اور کون نہیں ہوگا

(۵۶۸۵) صفوان بن یحییٰ نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے جمیل سے اورانہوں نے ان دونوں ائمہ علیہما السلام میں سے کسی ایک سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جس نے اپنے باپ کو قتل کردیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ وراثت نہیں پائے گا ہاں اگر اس کے کوئی لڑکا ہے تو وہ اپنے دادا کی میراث پائے گا۔

(۵۶۸۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اورانہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ماں کو خطا قتل کردے تو وہ ماں کی میراث پائے گا اور اگر اس نے عمداً قتل کیا ہے تو وہ اس کی میراث نہیں پائے گا۔

(۵۶۸۷) نضر نے قاسم بن سلیمان سے، انہوں نے عبید بن زرارہ سے اورانہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کا اپنے شوہر کی دیت میں سے حصہ ہے اور مرد کا اپنی زوجہ کی دیت میں سے حصہ ہے اس وقت کہ جب ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا ہو۔

(۵۶۸۸) حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے اورانہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مقتول کی دیت کے متعلق فیصلہ فرمایا: اگر مقتول پر کوئی قرض نہیں ہے تو تمام ورثاء حکمِ خدا کے مطابق اپنے مقرر سہام کے مطابق حصہ پائیں گے سوائے مادری بھائیوں اور بہنوں کے اس لئے کہ یہ دیت میں سے کچھ ورثہ نہیں پائیں گے۔

(۵۶۸۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اورانہوں نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا ایک شخص نے ایک آدمی کو قتل کردیا۔ اس کا ایک بھائی دار ہجرت میں ہے اور دوسرا بھائی دار بدو (دار کفر) میں ہے اس نے ہجرت نہیں کی۔ آپؑ کی کیا رائے ہے اگر اس کا مہاجر بھائی قاتل کو معاف کردے اور بدوی بھائی قاتل کو قتل کرنا چاہے تو کیا اس کو یہ حق ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس بدوی کو کوئی حق نہیں کہ مہاجر کو قتل کرے جب تک وہ خود ہجرت نہ کرے اور اگر اس کو مہاجر بھائی معاف کردے تو اس کا یہ عفو کرنا جائز ہے۔ میں نے عرض کیا: پھر اس بدوی کے لئے مقتول کی میراث میں کچھ حصہ ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میراث اس کے لئے ہے اور اگر دیت وصول کی جاتی ہے تو اس کے مقتول بھائی کی دیت میں اس کا حصہ ہے۔

(۵۶۹۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اورانہوں نے ابی عبیدہ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے حالت حمل میں شوہر کو بغیر بتائے کوئی دوا پی لی اور اس کا بچہ ساقط ہوگیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر بچہ میں ہڈی پیدا ہوگئی تھی اور اس پر گوشت چڑھ گیا تھا تو وہ اس کی پوری دیت اپنے شوہر کو ادا کرے گی اور اگر وہ صرف علقہ یا مضغہ تھا تو اس پر چالیس (۴۰)

دینار یا ایک غلام یا کنیز ہے جو وہ اپنے شوہر کو ادا کرے گی۔ میں نے عرض کیا: تو وہ اس بچہ کی دیت میں اس کے باپ کے ساتھ میراث بھی نہیں پائے گی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ اس لئے کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے وہ اس کی میراث نہیں پائے گی۔ ا

(۵۶۹۱) زرعہ نے سماعہ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی ایک حاملہ لڑکی کو مارا پیٹا تو اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ ساقط ہو گیا تو اس کے شوہر نے اس کے باپ کے خلاف دادرسی چاہی تو عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر اس ساقط شدہ بچے کی کوئی دیت ہے اور اس میں میرا کوئی حق وراثت ہے تو وہ میری میراث میرے باپ کے لئے ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب عورت نے اپنے باپ کو اپنا حصہ بخش دیا تو یہ اس کے باپ کے لئے جائز ہے۔ ۲

(۵۶۹۲) سلیمان بن داؤد منقری نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں باہم جدال وقتال ہوا ان میں سے ایک عدل چاہتا تھا اور دوسرا بغاوت پر کمر بستہ تھا۔ دونوں میں جنگ چھڑی تو اہل عراق میں سے کسی نے اپنے باپ یا اپنے بھائی یا اس کے حمایتی کو قتل کر دیا جو باغیوں میں سے تھا اور قاتل مقتول کا وارث ہے کیا وہ اس کی وراثت پائے گا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اس لئے کہ اس نے اس کو حق پر قتل کیا ہے۔

فضل بن شاذان نیشاپوری کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے لڑکے کو مارے اور زیادہ نہیں ایک حد میں ادب سکھانے کے لئے مارے اور اس ضرب سے لڑکا مر جائے تو باپ اس کا وارث ہوگا اور اس پر اس کا کفارہ نہیں اس لئے کہ باپ کے لئے یہ لازم تھا اس لئے کہ اس کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو ادب سکھائے اس لئے کہ وہ اس کے لئے بمنزلہ امام کے ہے اگر امام کسی پر حد جاری کرے اور وہ مر جائے تو امام پر اس کی نہ کوئی دیت ہے اور نہ کفارہ اور امام کو اس کا قاتل نہیں کہیں گے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر حد جاری کی اور وہ اس میں مر گیا۔

اور اگر باپ اپنے بیٹے کو حد سے زیادہ مارے اور وہ مر جائے تو باپ اس کی وراثت نہیں پائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ اور ہر وہ شخص جس کے لئے میراث ہے اس پر کفارہ نہیں ہوگا اور جس کے لئے میراث نہیں ہے اس پر کفارہ ہے۔

اور اگر بیٹے کے جسم پر پھوڑا ہے اور باپ نے اس کو شگافتہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا تو باپ اس کا قاتل نہیں وہ وارث ہوگا اس پر نہ کفارہ ہے اور نہ دیت اس لئے کہ یہ باپ کی منزل پر ہے وہ اس کی تندرستی اور اصلاح چاہتا ہے اور اسی کے مشابہ اور معالجات۔

اور اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہے اور اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کی ٹاپوں کے نیچے آ کر مر گیا تو اس کو وراثت نہیں ملے گی ددھیالی رشتہ داروں پر اس کی دیت ہوگی اور اس پر کفارہ ہوگا۔ اور اگر وہ (سواری پر سوار نہیں ہے بلکہ) ہنکا کر یا آگے سے کھینچ کر چل رہا ہے اور سواری نے اس کے باپ یا بھائی کو کچل دیا اور وہ مر گیا تو اس کی میراث پائے گا۔ اور اس کی دیت اس کے ددھیالی خاندان والوں پر اس کے وارثوں کے لئے ہوگی اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہے۔

اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ کنواں کھودے جہاں اس کو کھودنے کا کوئی حق نہیں یا بیت الخلاء باہر بنا دے یا چھجہ باہر نکال دے اور اس کے کسی وارث کو گزند پہنچے اور وہ مر جائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہے اور خاندان والوں پر اس کی دیت ہے اور وہ اس کا وارث ہوگا۔ اس لئے کہ یہ قاتل نہیں ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر وہ یہی کام اس جگہ کرتا جہاں اس کو حق ہوتا اور ایسا حادثہ ہو جاتا تو نہ وہ قاتل ہوتا اور نہ اس پر دیت واجب ہوتی نہ کفارہ۔ پس ایسی شئے کا باہر بنانا جس کا اس کو حق نہیں تو یہ قتل نہیں اس لئے کہ یہی کام جو اس نے کیا ہے اگر اس کا حق رکھتے ہوئے کرتا تو قتل نہیں ہوگا اور اہل خاندان پر احتیاطاً دیت لازم ہوگی تاکہ کسی مسلمان کا خون رائیگاں نہ جائے اور تاکہ لوگ ان چیزوں پر اپنا حق نہ سمجھیں جن پر ان کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور اسی طرح

ا یہ حدیث شمار نمبر ۵۳۲۴ کے تحت گزر چکی ہے۔ ۲ یہ حدیث شمار نمبر ۵۳۲۶ کے تحت گزر چکی ہے۔

لڑکا جب کہ نابالغ ہو اور مجنون اگر یہ دونوں قتل کر دیں تو وارث بنیں گے اور ان کی دیت ان کے اہل خاندان پر ہوگی۔ اور قاتل اگر چہ وراثت نہیں پائے گا مگر دوسرے کو محجوب کر دے گا۔ کیا تم نہیں سمجھتے بھائی وراثت نہیں پاتے مگر ماں کو محجوب کر دیتے ہیں۔

باب:۔ میراث ابن ملاعنہ (متہم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد)

ابن ملاعنہ کے وارث اس کے پدری رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہوگا بلکہ اس کی ماں اور اس کا مادری بھائی اور اس کی اولاد اور اس کے ماموں لوگ اور اس کی زوجہ وارث ہوگی۔ اگر اس نے اولاد چھوڑی ہے تو اس مال متروکہ اللہ کے مقررہ کردہ سہام کے مطابق ملے گا۔ اور اگر اس نے اپنے باپ کو اور ماں کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہوگا اور اگر اس نے اپنے باپ اور اپنے لڑکے کو چھوڑا ہے تو مال متروکہ لڑکے کے لئے ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے باپ اور اپنے ماموؤں کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموؤں کے لئے ہے۔

اور اگر ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے ماموں اور خالہ اور چچا اور پھوپھی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماموں اور خالہ کے لئے برابر برابر تقسیم ہوگا اور چچا اور پھوپھی ساقط ہو جائیں گے۔

اور اگر اپنے مادری بھائیوں اور مادری جدہ (نانی) کو چھوڑے تو مال متروکہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ اپنے مادری بہن کے لڑکے کو اپنے مادری جد (نانا) کو چھوڑے تو مالِ متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ ماں اور اپنی زوجہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک چوتھائی اور بقیہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنی زوجہ اور اپنے نانا اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور بقیہ نانا کے لئے ہے۔

اور وہ متفرق تین خالاؤں اور اپنی زوجہ اور اپنے مادری بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور باقی بھائی کے لڑکے کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی اور ماں کو چھوڑے تو لڑکی کے لئے نصف اور ماں کے لئے سدس (چھٹا حصہ) اور جو باقی رہا وہ ان دونوں کے لئے ان کے سہموں کے مطابق۔ اور وہ اپنی ماں اور اپنے بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ماں کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنی لڑکی اور نانا اور نانی کو اور مادری بھائی اور بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ثمن (آٹھواں حصہ) اور بقیہ لڑکی کے لئے ہے۔

اور اگر وہ زوجہ اور جد اور ماں اور بھائی کا لڑکا اور بہن کا لڑکا اور ماموں اور خالہ کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ربع اور جو باقی ہے وہ سب ماں کے لئے اور باقی لوگ ساقط ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ اپنی لڑکی اور پوتی کو چھوڑے تو مال متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا اور اسی طرح اگر وہ اپنی لڑکی اور اپنے پوتے کو چھوڑے تو مال متروکہ لڑکی کے لئے ہوگا۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنے حقیقی بھائی اور اپنے ایک مادری بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ ایک مادری بہن اور ایک حقیقی بہن کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔

اور اگر وہ بھائی کے لڑکے اور مادری بہن کی لڑکی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوگا۔ اور اگر بنتِ ملاعنہ مرجائے اپنے نواسے کو اور اپنی پوتی کے لڑکے کو اور اپنے شوہر کو اور اپنے ماموں کو اور اپنے جد کو اور اپنی بہن کے لڑکے کو اور اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑے تو شوہر کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے وہ سب نواسے کے لئے ہے اور بقیہ سب ساقط ہوں گے۔

اور اگر ابن ملاعنہ اپنی بہن کو اور اپنے مادری بھائی کی لڑکی کو چھوڑے تو سارا مال متروکہ بہن کے لئے ہے۔

اور اگر وہ اپنی زوجہ اور اپنے نانا اور نانی کو چھوڑے تو زوجہ کے لئے ایک ربع اور جو باقی ہے وہ نانا نانی کے درمیان نصف نصف ہوگا۔

لیکن ابن ملاعنہ کا پوتا اگر مر جائے تو اس کی میراث غیر ابن ملاعنہ کی میراث کے مانند ہوگی تمام فرائض میراث کے اندر اور ولدالزنا کی میراث بھی ولد ملاعنہ کی میراث کے مانند ہے۔

(۵۶۹۳) حماد نے حلبی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاعنہ کے متعلق دریافت کیا جس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے لڑکے سے انکار کر دیتا ہے اور اس سے ملاعنت کر لیتا ہے پھر اس کے بعد اس کا شوہر کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور خود اپنے کو جھٹلاتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب وہ عورت تو اس کی طرف پلٹ کر تا ابد نہیں جائے گی لیکن لڑکا تو اگر وہ اس کا دعویٰ کرتا ہے اور اسے نہیں چھوڑتا تو میں اس کو اس کی طرف واپس کرتا ہوں لیکن وہ لڑکے کی میراث نہیں پائے گا اور لڑکا اس کی میراث لے گا۔ باپ لڑکے کی میراث کا حقدار نہ ہوگا بلکہ اس کے ماموں اس کی میراث پائیں گے اور اگر اس لڑکے کو کسی نے ولدالزنا کہا تو حد میں اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔

(۵۶۹۴) موسیٰ بن بکر نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور اگر اس کی ماں زندہ نہیں ہے تو ماں کے سب سے زیادہ قریبی اس (میت) کے ماموں ہیں۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب تک امامِ عصر علیہ السلام پردۂ غیبت میں ہیں ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے اور جب امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو اس کی ماں کے لئے ایک ثلث ہوگا اور باقی امام المسلمین کے لئے ہوگا اور اس کی تصدیق ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۶۹۵) جس کی روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابی ایوب سے، انہوں نے ابی عبیدہ سے اور انہوں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ابن ملاعنہ کی میراث میں سے ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام المسلمین کے لئے ہوگی۔

(۵۶۹۶) ابن ابی عمیر نے ابان وغیرہ سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ابن ملاعنہ کے متعلق حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا: اس کی میراث ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام کے لئے ہے اس لئے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری (بھی) امام پر ہے۔

(۵۶۹۷) ابوالجوزاء نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے، انہوں نے زید بن علی سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق روایت کی ہے جس نے اپنی زوجہ پر زنا کا اتہام لگایا پھر کہیں باہر چلا گیا اور جب واپس آیا تو وہ مر چکی تھی۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کو دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے لئے کہا جائے گا کہ تم اپنے نفس پر گناہ کا الزام لگاؤ اور کہو کہ میں نے غلط اتہام لگایا تھا تو تم پر حد جاری کی جائے گی اور تمہیں میراث دی جائے گی اور چاہو تو اس الزام کو برقرار رکھو اور اس سے ملاعنت کرو تو تم کو میراث نہیں ملے گی۔

(۵۶۹۸) منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجنابؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام ارشاد کیا کرتے تھے کہ جب کوئی ابن ملاعنہ مر جائے اور اس کے بھائی ہوں تو مال متروکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ یعنی مادری بھائی یا حقیقی بھائی۔ پدری بھائی تو کوئی وراثت نہیں پائیں گے اور حقیقی بھائی ماں کی طرف سے میراث پائیں گے باپ کی طرف سے نہیں۔ یہ لوگ اور مادری بھائی میراث میں

برابر ہیں۔

(۵۶۹۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے حلبی سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے ملاعنت کی جبکہ وہ حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر ہو چکا تھا اور اس شخص نے عورت کے بطن میں جو تھا اس سے انکار کردیا۔ مگر جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے بچہ کا دعویٰ کیا اور اقرار کیا اس کو خیال آیا کہ یہ بچہ اسی کا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا بچہ اس کو دیدیا جائے گا وہ وراثت پائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اس لئے کہ لعان گزر گیا۔

(۵۷۰۰) اور محمد بن فضیل نے ابی الصباح اور عمرو بن عثمان سے انہوں نے مفضل سے، انہوں نے زید سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابن ملاعنہ کے متعلق روایت کی ہے کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ میں نے عرض کیا: آپ (علیہ السلام) کی نظر میں اگر اس کی ماں مرگئی ہو اس کے بعد یہ بھی مر گیا ہو تو اب اس کا وارث کون ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ماں کے خاندان والے اس (میت) کے ماموں اس کے وارث ہوں گے۔

(۵۷۰۱) حماد بن عیسیٰ نے شعیب سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ابن ملاعنہ اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اس کے تمام امور اور کیفیات کی نسبت اسی کی طرف ہوگی۔

باب:۔ اس شخص کی میراث جو میراث کی تقسیم کے وقت اسلام لایا ہو یا آزاد ہوا ہو

(۵۷۰۲) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جو میراث کے وقت مسلمان ہوا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر میراث تقسیم ہو چکی تو اب اس کو کوئی حق نہیں۔ میں نے عرض کیا: اور غلام جو میراث کے وقت آزاد ہوا ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ بھی اسی منزل پر اس کے مثل ہے۔

باب:۔ میراثِ خنثیٰ (ہیجڑا)

(۵۷۰۳) حسن بن موسیٰ خشّاب نے غیاث بن کلوب سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خنثیٰ جہاں سے پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے میراث پائے گا۔ اگر دونوں سوراخوں سے پیشاب کرتا ہے تو جس طرح سے پہلے پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا اور اگر اس نے ابھی پیشاب نہیں کیا اور مر گیا تو اسے نصف حصہ مرد کا اور نصف عورت کا ملے گا۔

(۵۷۰۴) سکونی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام خنثیٰ کو اس کی پسلیاں شمار کر کے میراث دیتے تھے اگر عورت کی پسلیوں سے اس کی ایک پسلی کم ہے تو اس کو مرد کی میراث دیتے کیونکہ عورت کی پسلیوں سے مرد کی ایک پسلی کم ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی کم ہوگئی۔[1]

[1] اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تشریح الابدان کی کتابوں میں عورت و مرد دونوں کی پسلیوں کی تعداد برابر بتائی گئی ہے اور ان کی تعداد چوبیس ہے ہر طرف بارہ کی تعداد میں خواہ مرد ہو یا عورت۔ البتہ نیچے کی دونوں پسلیاں پیٹھ کی طرف نکل جاتی ہیں اور پیٹ کو نہیں گھیرتیں۔ (علی اکبر غفاری)

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام خلق ہوئے تھے ان کی بچی ہوئی مٹی سے حضرت حواؑ پیدا ہوئیں اور وہ مٹی پسلیوں کی مٹی سے بچی ہوئی تھی اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کی تکمیل کے بعد وہ پیدا ہوئیں تو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک بائیں پسلی کی مٹی لے لی گئی اور اس سے وہ پیدا کر دی گئیں اور اگر ایسا ہوتا جیسا کہ جاہل کہتے ہیں تو اہل تشیع کو بھی یہ کہنے کے لئے ایک راستہ ملتا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی ہی پیدا سے نکاح کرتے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کھجور کے درخت کو بھی حضرت آدم علیہ السلام کی فاضل طینت سے پیدا کیا اور اسی طرح کبوتر کو بھی تو اگر ایسا ہوتا کہ یہ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام کی تکمیل خلقت کے بعد ان کے جسد سے ماخوذ ہوتے تو ان کے لئے حواؑ علیہما السلام سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا ورنہ یہ ہوجاتا کہ انہوں نے اپنے بعض (جز) سے نکاح کیا اور ان کے لئے یہ جائز نہ ہوتا کہ کھجور کھائیں اس لئے کہ اس طرح انہوں نے اپنے بعض کو کھایا اور اسی طرح کبوتر کو بھی۔

(۵۷۰۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے متعلق فرمایا ہے کہ تم لوگ اپنی پھوپھی سے نیک سلوک کرو۔ [۱]

(۵۷۰۶) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ قاضی شریح اپنے مسند قضا پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے قاضی میرے اور میرے خصم (شوہر) کے درمیان فیصلہ کرو۔ اس نے کہا: تیرا خصم کون ہے؟ اس عورت نے کہا: تم ہو۔ قاضی شریح نے لوگوں سے کہا: اس عورت کو راستہ دو۔ لوگوں نے اسے راستہ دیدیا تو وہ اس کے پاس پہنچی اس نے اس عورت سے پوچھا: تجھ پر کیا ظلم ہوا؟ اس نے جواب دیا: میرے وہ بھی عضو ہے جو مردوں کے ہوتا ہے اور وہ بھی عضو ہے جو عورت کے ہوتا ہے۔ قاضی شریح نے کہا: مگر حضرت امیر المومنین علیہ السلام تو اس کا فیصلہ پیشاب کے مقام سے کرتے ہیں۔ اس نے کہا: مگر میں تو دونوں سے پیشاب کرتی ہوں اور دونوں سے ایک ساتھ پیشاب رک جاتا ہے۔ شریح نے کہا: خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ تعجب خیز بات کبھی نہیں سنی۔ اس عورت نے کہا: مگر اس سے زیادہ تعجب خیز بات ایک اور ہے۔ شریح نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ عورت نے کہا: میرے شوہر نے مجھ سے مجامعت کی تو میرے لڑکا پیدا ہوا اور میں نے اپنی کنیز سے مجامعت کی تو اس کے بھی لڑکا پیدا ہوا۔ شریح نے تعجب سے ہاتھ پر ہاتھ مارا پھر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یا امیر المومنین میرے سامنے ایک ایسا مقدمہ پیش ہوا ہے کہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات میں نے کبھی سنی ہی نہیں۔ اس کے بعد اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اس عورت سے دریافت کیا تو اس عورت نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تیرا شوہر کون ہے؟ اس نے عرض کیا: فلاں شخص ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے آدمی بھیج کر اس کے شوہر کو بلایا اور اس سے پوچھا: کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں یہ میری بیوی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے اس عورت نے جو کچھ بیان کیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر تم تو شیر پر سواری کرنے والے سے زیادہ جری اور بہادر ہو کہ اس حالت میں اس پر سوار ہوئے۔ اس کے بعد آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے قنبر اس عورت کو ایک حجرہ میں لے جاؤ اور اس کی پسلیاں شمار کرو۔ اس کے شوہر نے کہا: یا امیر المومنین میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو بھیجوں اس پر مجھے اعتماد نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اچھا پھر دینار کو بلاؤ جو خصی ہے اور دینار کا شمار اہل کوفہ کے صالحین میں ہوتا تھا اور اس پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ آیا تو آنجناب علیہ السلام نے اس سے کہا: اے دینار اس عورت کو حجرے میں لے جاؤ، اس کے کپڑے اتار وا اور اس

---

[۱] ابو یعلیٰ نے اپنی 'مسند' میں، ابن عدی نے 'کامل' میں اور ابن سنی اور ابو نعیم نے 'طب' میں حدیث علی علیہ السلام کی حدیث میں 'اکرموا عمتکم النخلة' کے الفاظ سے ذکر کیا ہے یعنی اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ جیسا کہ 'جامع الصغیر' میں کہا گیا ہے، اور 'نہایہ' میں کہا گیا ہے: اس کو اس مشابہت کی وجہ سے پھوپھی کہا گیا ہے کہ اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ ختم ہوجاتی ہے بالکل جس طرح انسان کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ مرجاتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ کھجور کو حضرت آدم علیہ السلام کی بچی ہوئی مٹی سے خلق کیا گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس حدیث کے ذیل میں کہا گیا ہے جس میں اس کے بعد ارشاد ہے: کیونکہ یہ تمہارے باپ آدمؑ کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کی گئی (علی اکبر غفاری)

سے کہو کہ وہ اپنے میزر باندھے رہے۔ پھر تم اس کی پسلیاں گنو۔ چنانچہ دینار نے ایسا ہی کیا تو اس کی پسلیاں سترہ (۱۷) تھیں داہنی جانب نو عدد اور بائیں جانب آٹھ عدد۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے اس کو مردوں کا لباس اور ٹوپی اور نعلین پہنایا اور اس کے دوش پر ردا ڈالدی اور اسے مردوں سے ملحق کر دیا اور فرمایا: میں نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی آخری بائیں پسلی سے پیدا کیا اس لئے مرد کی ایک پسلی کم ہے اور عورت کی پسلیاں پوری ہیں۔[1]

(۵۷۰۷) حسن بن محبوب نے جمیل بن درّاج یا جمیل بن صالح سے اور انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا ایک ایسے مولود کے متعلق جس کے نہ مردوں کا عضو تھا اور نہ عورتوں کا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امام قرعہ ڈالے گا۔ ایک پرچہ پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پر امۃ اللہ لکھے گا پھر امام یا قرعہ ڈالنے والا کہے گا: اللّٰهم انت الله لا اله الا انت، عالم الغيب والشهادة انت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون، بيّن لنا امر هذا المولود حتّى يورّث ما فرضت له فی كتابك (اے اللہ صرف تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی اللہ نہیں تو ہر غائب و حاضر کو جاننے والا ہے تو اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہے جس میں لوگ اختلاف رکھتے ہیں۔ ہمارے لئے اس مولود کے متعلق واضح کر دے تاکہ تو نے اپنی کتاب میں جو فرض کیا ہے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔) پھر ان دونوں پرچوں کو گمنام پرچوں میں ملا کر الٹ پلٹ کر دیا جائے۔ اب جو پرچہ نکل آئے اسی کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔

باب:۔ اس مولود کی میراث جس کے دو (۲) سر ہوں

(۵۷۰۸) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن احمد بن اشیم سے، انہوں نے محمد بن قاسم جوہری سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حریز بن عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے عہد میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے دو سر تھے تو امیر المومنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اسے دو آدمی سمجھ کر میراث دی جائے یا ایک آدمی سمجھ کر؟ آنجناب علیہ

[1] یہ حدیث 'تہذیب' میں دوسرے الفاظ اور معمولی فرق کے ساتھ مروی ہے۔ اور قاضی نے 'دعائم' میں 'تہذیب' کی طرح اسے مرفوع کیا ہے۔ اور مفید نے عبدی سے، انہوں نے ابن طریف سے، انہوں نے ابن نباتہ سے اور انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے متن کے مماثل روایت کیا ہے۔ اور 'تہذیب' میں یہ نہیں ہے کہ میں نے اپنے شوہر سے مجامعت کی تو اس سے لڑکا پیدا ہوا۔ اور یہ راوی کے توہم کی وجہ سے ہے کہ جب خنثیٰ فی الواقع مرد تھا جیسا کہ امیر المومنینؑ نے اس کے لئے حکم دیا پس کیسے ابن عم سے وہ حاملہ ہوا اور اس کا بیٹا پیدا کیا۔ اس کے علاوہ 'تہذیب' میں ہے کہ پسلیوں کی تعداد دائیں طرف بارہ اور بائیں طرف گیارہ ہوتی ہے اور یہ علمائے تشریح (الاعضاء) کے زیادہ قریب ہے۔ پھر یہ بھی جانو کہ کلینی نے اس حدیث کو نہیں بیان کیا کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ اس بارے میں احادیث اعتبار بول پر مشتمل ہیں۔ اور عامہ کی روایت کی بنیاد یہ ہے کہ حواؑ کو آدمؑ کی پسلی سے بنایا گیا اور اس پر طعن وارد کیا گیا ہے۔ پس جو کچھ 'احکام' میں شریح کی حدیث میں خنثیٰ کی پسلیوں کی تعداد کے بارے میں استفادہ ہوتا ہے اور واحد موثق خبر کو ماننا اور خصی کے کپڑے اتروانے کا جواز یا اسی طرح کی دوسری چیز اور ردا اور ٹوپی اور جوتے کا مردوں کے لئے مخصوص ہونا یا اس طرح کی اور چیزیں جو مخفی نہیں اس میں ہیں۔ اور 'مسالک' میں جو کہا گیا: خنثیٰ کی علامات میں پیشاب ہے پس اگر دو مخرجوں میں سے ایک سے نکلے، دوسرے سے نہیں تو اس پر اجماع ہے کہ یہ بنیاد ہے اور اگر دونوں میں سے ایک ساتھ نکلے تو اعتبار اس پر کیا جائیگا جس پر اجماع ہا پہلے نکلے پس اگر ابتدا میں ساتھ ہو تو مشہور یہ ہے کہ ان میں سے جس سے آخر میں منقطع ہو اس کو اصل اور بنیاد بنایا جائے گا اور ابن براج نے کہا ہے کہ اصل وہ ہے جو ابتدا میں منقطع ہو جائے اور وہ شاذ ہے۔ اور ایک جماعت جس میں صدوق، ابن جنید اور مرتضیٰ ہیں وہ اصلاً انقطاع کے عدمِ اعتبار پہ گئے ہیں پھر انہوں نے اس پر اختلاف کیا ہے۔ پس شیخ قرعہ کے خلاف گئے ہیں اور اجماع کا ادعا کیا ہے چنانچہ 'مبسوط' اور 'نہایہ' اور 'ایجاز' اور اکثر متاخرین نے اس کا اتباع کیا ہے کہ (وراثت میں) اسے نصف مرد کے حصے سے دیا جائے گا اور نصف عورت کے حصے سے اور مرتضیٰ اور مفید نے کتاب 'اعلام' میں پسلیوں کی تعداد میں شریح کی روایت پر اجماع کیا ہے۔ انتہیٰ (یہ بات پیشِ نظر رہے کہ علم الابدان میں طے شدہ حقیقت یہ ہے کہ انسانی جسم میں دونوں طرف کی پسلیوں کی تعداد بارہ، بارہ ہی ہوتی ہے چنانچہ مذکورہ حدیث اور اسکی تشریح محل نظر ٹہرتی ہے۔ مترجم عفی عنہ)۔

السلام نے فرمایا: اسے چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ سو جائے پھر اس کو پکارا جائے اگر دونوں ایک ساتھ جاگتے ہیں تو اس کے لئے میراث بھی ایک ہوگی اور ایک جاگ جائے اور دوسرا سوتا رہے تو ان کو دو آدمیوں کی میراث دی جائے گی۔

اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے ابی جمیلہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے فارس میں ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے دو سر اور دو سینے ہیں اور کمر ایک ہے (کھانے پینے میں) یہ اس پر جھپٹتا ہے اور وہ اس پر جھپٹتا ہے۔

باب:۔ گم شدہ شخص کی میراث

(۵۷۰۹) یونس بن عبدالرحمٰن نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن علیہ السلام نے گمشدہ شخص کے متعلق فرمایا: اس کے مال کا چار (۴) سال تک انتظار کیا جائے گا پھر تقسیم کیا جائے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یعنی یہ پتہ نہ چلنے کے بعد کہ وہ شخص مر گیا یا زندہ ہے اور یہ بھی نہ معلوم ہو کہ وہ کہاں اور کس سرزمین پر ہے اور چار سال تک ہر چہار جانب تلاش کرنے کے بعد اور اس کی موت وحیات کی خبر نہ ملنے کے بعد اس کی زوجہ اس کے لئے عدہ وفات رکھے گی اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام کے مطابق اس کا مال اس کے وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

(۵۷۱۰) صفوان بن یحییٰ نے عبداللہ بن جندب سے اور انہوں نے ہشام بن سالم سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حفص اعور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا اور میں اس وقت حاضر خدمت تھا۔ انہوں نے پوچھا: میرے والد کا ایک ملازم تھا اور میرے والد کے پاس اس ملازم کا کچھ (مال) تھا، وہ ملازم مر گیا، اس نے نہ کوئی وارث چھوڑا اور نہ قرابتدار۔ اس کی وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں غریب فقہائے عامہ نے شک میں ڈالا۔ اس نے عرض کیا: میں آپ (علیہ السلام) پر قربان میں اس وجہ سے دل تنگ ہوں کہ کیا کروں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اب یہ تمہارے مال کے طور پر ہے اور اگر اس کا کوئی طلب گار آئے تو اس کو دے دینا۔

(۵۷۱۱) ابن ابی نصر نے حماد سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا، اس نے کئی لڑکے چھوڑے جس میں ایک غائب ہو گیا نہیں معلوم وہ کہاں ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی میراث تقسیم کر دی جائے گی اور غائب کا حصہ الگ کر کے رکھ دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر اس پر زکوٰۃ ہو گی؟ فرمایا: نہیں جب تک وہ آ نہ جائے اور اپنی رقم پر قبضہ نہ کر لے اور اس قبضہ کو ایک سال نہ گزر جائے۔ میں نے عرض کیا: لیکن یہ نہیں معلوم وہ کہاں ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر ورثاء مالدار ہیں تو اس کی میراث کا حصہ بھی تقسیم کر لیں اور وہ آ جائے تو اسے واپس کر دیں۔

(۵۷۱۲) یونس بن عبدالرحمٰن نے ابن عون سے، انہوں نے معاویہ بن وہب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ایک ایسے شخص کے متعلق جس پر کسی آدمی کی کچھ رقم تھی مگر اب وہ لاپتہ ہو گیا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ کہاں اور یہ بھی نہیں خبر کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا اور وہ نہ اس کے کسی وارث کو جانتا ہے اور نہ اولاد کو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تلاش کرے۔ عرض کیا: اس کی تلاش میں تو بڑی طوالت ہے تو کیا اس کی طرف سے تصدق کر دے؟ فرمایا: تلاش کرے۔

(۵۷۱۳) اس کے متعلق دوسری حدیث یہ ہے کہ اگر اس کا وارث باوجود تلاش کرنے کے نہ ملے اور اللہ تعالیٰ تیری تلاش وجستجو کو جانتا ہے تو تصدق کر دے۔

باب:۔ مرتد کی میراث

(۵۷۱۴) حسن بن محبوب نے ابی ولاّ دحناط سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اسلام سے مرتد ہوگیا، اس کی میراث کس کے لئے ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کتاب خدا کے مطابق اس کی میراث وارثوں پر تقسیم کردی جائے گی۔

(۵۷۱۵) حسن بن محبوب نے سیف بن عمیرہ سے، انہوں نے ابی بکر حضرمی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی مسلمان اسلام سے مرتد ہوجائے تو اس کی عورت اس سے بائن ہوجائے گی جس طرح عورت تین طلاق سے بائن ہوجاتی ہے اور وہ عدہ رکھے گی جس طرح مطلقہ عدہ رکھتی ہے۔ اور اگر وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹ آئے تو وہ پھر سے نکاح کرے گا اور اس کے لئے عورت کو عدہ کی ضرورت نہیں۔ اگر عورت دوسرے سے نکاح کرتی ہے تو دوسرے کے لئے عدہ کی ضرورت ہے۔ اور اگر وہ عدہ کی مدت پوری ہونے سے قبل قتل کردیا جائے یا مرجائے تو عورت عدہ وفات رکھے گی اور وہ عورت عدہ میں اس کی وراثت پائے گی اور اگر عورت بحالت عدہ مرجائے اور مرد اسلام سے مرتد ہے تو مرد اس کا وارث نہ ہوگا۔

باب:۔ ایسے شخص کی میراث جس کا کوئی وارث نہیں ہے

(۵۷۱۶) علاء نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو قرابتداروں میں سے اور نہ اس کا کوئی آزاد کردہ غلام جس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری اس نے لی ہو تو اس کا مال غنیمت میں شامل ہوگا۔

(۵۷۱۷) اور دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس کے ہم شہریوں یعنی اس شہر کے رہنے والوں کے لئے ہے۔[1]

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس وقت امام ظاہر ہونگے تو اس کا مال امام کے لئے ہے اور جب تک امام پردہ غیب میں ہیں تو اس کا مال اس کے شہر والوں کے لئے ہے جب کہ اس کا کوئی وارث یا اہل شہر سے زیادہ اس سے کوئی قرابت نہ رکھتا ہو۔

(۵۷۱۸) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیہ سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص مسلم کے متعلق روایت کی جو قتل کردیا گیا اور اس کا باپ نصرانی ہے تو اس کی دیت کس کے لئے ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی دیت لے کر بیت المال میں جمع کردی جائے گی اس لئے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری (بھی) مسلمانوں کے بیت المال پر ہے۔

[1] اصل حدیث وہ ہے جو روایت کی ہے شیخ اور کلینی نے ثقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے خلاد سندی سے انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس طرح علی علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جو مرجائے اور مال چھوڑے لیکن اس کا کوئی وارث نہ ہو فرمایا: اس کی میراث شہریوں کو دے دو۔

باب:- مختلف قوموں کی میراث

دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے البتہ مسلمان کافر کا وارث بنے گا لیکن کافر مسلمان کا وارث نہیں بنے گا۔ اور اس کی وجہ مال مشرکین کے متعلق اصلِ حکم ہے کہ یہ مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ہے اور اس مال کے مشرکین سے زیادہ مسلمان حقدار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کفار پر ان کے کفر کی سزا میں میراث حرام کردی ہے۔ جس طرح قاتل پر قتل کی سزا میں میراث حرام کردی ہے۔ لیکن مسلمان تو کس جرم کی سزا میں میراث سے محروم کردیا جائے؟ اسلام کیونکر اس کے نقصان اور برائی میں اضافہ کرے گا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشاد کی موجودگی میں کہ:

(۵۷۱۹) اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا۔[۱] اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ:

(۵۷۲۰) اسلام میں نہ ضرر ہے اور نہ ضرر رسانی[۲] تو اسلام مردِ مسلمان کے لئے خیر میں اضافہ کا سبب ہے شر میں اضافہ کا سبب نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی موجودگی میں کہ:

(۵۷۲۱) اسلام خود بلند ہوتا ہے بلند نہیں کیا جاتا[۳] اور کفار بمنزلہ مُردوں کے ہیں وہ کسی کو مجوب نہیں کرتے (وراثت سے نہیں روکتے) اور وارث نہیں ہوتے۔

(۵۷۲۲) ابوالاسود دئلی سے روایت کی گئی ہے کہ معاذ بن جبل جب یمن میں تھے تو ان کے پاس لوگوں نے آکر بیان کیا کہ فلاں یہودی مر گیا اور اس نے ایک مسلمان بھائی کو چھوڑا تو حضرت معاذ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اسلام ہمیشہ زیادہ کرتا ہے کم نہیں کرتا لہٰذا یہ مسلمان اپنے یہودی بھائی کا وارث ہوگا۔

(۵۷۲۳) محمد بن سنان نے عبدالرحمٰن بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک نصرانی کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ مر جاتا ہے اور اس کا ایک لڑکا مسلمان ہے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اسلام ہمیشہ عزت بڑھاتا ہے لہٰذا ہم لوگ ان کے وارث ہوں گے اور وہ ہمارے وارث نہ ہوں گے۔

(۵۷۲۴) زرعہ نے سماعہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا مسلمان مشرک شخص کا وارث ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مگر مشرک شخص مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

(۵۷۲۵) موسیٰ بن بکر نے عبدالرحمٰن بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دو قوموں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔ ہم لوگ تو ان کے وارث ہوتے ہیں مگر وہ لوگ ہمارے وارث نہیں ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی وجہ سے ہم لوگوں کی عزت ہی بڑھائی ہے۔

(۵۷۲۶) حسن بن محبوب نے حسن بن صالح سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مسلمان کافر کو میراث سے مجوب کردیتا مگر مسلمان اس کی میراث لیتا ہے اور کافر ایک مومن کو میراث سے مجوب نہیں کرتا اور نہ وہ مسلمان کی میراث پاتا ہے۔

۱۔ ابوداؤد، حاکم، احمد بن حنبل اور بیہقی نے وہی روایت کیا ہے جو معاذ کی حدیث میں نمبر شمار ۵۷۲۲ کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ ابن ماجہ اور احمد نے ابن عباس اور عبادۃ کی حدیث میں اسے بیان کیا ہے۔

۳۔ طبرانی نے اور بیہقی نے 'شعب' میں معاذ سے اور ضیا المقدسی اور دار قطنی اور رویانی نے عائذ بن عمرو مزنی سے بسندِ مرفوع روایت کیا ہے جیسا کہ مجلونی کی 'کشف الخفاء' میں ہے۔

(۵۷۲۷) حسن بن محبوب نے ابی ولاّد حنّاط سے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ مسلمان اپنی ذِمّیّہ عورت کا وارث ہوتا ہے مگر ذِمّیّہ عورت اس کی وارث نہیں ہوتی۔

(۵۷۲۸) حسن بن علی خزاز نے احمد بن عائذ سے، انہوں نے ابی خدیجہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کافر کبھی مسلمان کی وراثت نہیں پائے گا لیکن مسلمان کے لئے حق ہے کہ وہ کافر کی وراثت لے لیکن یہ کہ کسی مسلمان نے کسی کافر کے لئے کسی شئے کی وصیت کردی ہو۔

(۵۷۲۹) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہودی اور نصرانی مسلمانوں کی وراثت نہیں پائیں گے لیکن مسلمان یہودی اور نصرانی کی وراثت پائیں گے۔

(۵۷۳۰) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک مرد مسلمان ہوگیا اور اس کی ماں نصرانیہ ہے اور اس کی زوجہ اور اولاد ہے جو سب مسلمان ہیں۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کی ماں مسلمان ہوگئی تو اس کو سدس (چھٹا حصہ) دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس کی نہ عورت ہو، نہ بچے اور نہ مسلمانوں میں سے اس کا کوئی وارث ہو جس کا حق کتاب خدا میں سہم مقرر ہو اور اس کی ماں نصرانیہ ہو، دوسرے قرابتدار بھی نصرانی ہوں کہ اگر وہ مسلمان ہوتے تو از روئے کتابِ خدا ان کا حق ہوتا تو اس کی میراث کس کے لئے ہوگی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس کی ماں مسلمان ہوجائے تو اس کی تمام میراث ماں کے لئے ہوگی اور اگر اس کی ماں مسلمان نہ ہو بلکہ اس کے قرابتداروں میں سے کوئی ایسا شخص مسلمان ہوجائے جس کا حق کتاب خدا میں مذکور ہے تو اس کی میراث اس کے لئے اور اگر اس کے قرابتداروں میں سے کوئی اسلام نہ لائے تو اس کی میراث امام کے لئے ہے۔

(۵۷۳۱) حسن بن محبوب نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے عبدالملک بن اعین یا مالک بن اعین سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک نصرانی مرگیا۔ اس کے ایک بھائی کا بیٹا مسلمان ہے اور ایک بہن کا بیٹا مسلمان ہے اور نصرانی کی اولاد اور زوجہ نصرانی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری نظر میں اس کا مال متروکہ دوتہائی اس کے بھائی کے لڑکے کو دیدیا جائے اور ایک تہائی اس کی بہن کے لڑکے کو دیدیا جائے اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن نہ ہوں اور اگر اس کے بچے چھوٹے اور کمسن ہیں تو ان دونوں وارثوں پر فرض ہے کہ وہ ان بچوں کا خرچ دیں اس میں سے جو انہوں نے ان بچوں کے باپ سے ورثہ میں پایا ہے جب تک کہ وہ بڑے اور بالغ نہ ہوجائیں۔تو عرض کیا: یہ دونوں کس طرح سے خرچ دیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو دوثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا دوثلث دے اور جو ایک ثلث کا وارث ہے وہ خرچ کا ایک ثلث دے اور جب بچے بڑے اور بالغ ہوجائیں تو خرچ دینا بند کردیں۔عرض کیا گیا: اور اگر وہ بچے کمسنی ہی میں اسلام لے آئیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر اس کے باپ نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب امام کے حوالے کردیں یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں اور بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام پر قائم رہیں تو امام ان کی میراث ان کو دیدے گا اور بالغ ہونے کے بعد وہ اسلام پر باقی نہ رہے تو امام اس کی میراث اس کے بھائی کے لڑکے اور اس کی بہن کے لڑکے کو دیدے گا جو دونوں مسلمان ہیں۔مال متروکہ کا دوثلث بھائی کے لڑکے کو، ایک ثلث بہن کے لڑکے کو۔

(۵۷۳۲) ابن ابی عمیر نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک نصرانی اسلام لانے کے بعد پھر نصرانیت کی طرف پلٹ گیا اور مرگیا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کی میراث نصرانی اولاد کے لئے ہے اور اگر کوئی مسلمان نصرانیت اختیار کرے پھر مرجائے تو اس کی میراث اس کی مسلمان اولاد کے لئے ہے۔

باب: مملوک (غلام) کی میراث

(۵۷۳۳) محمد بن ابی عمیر نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے سلیمان بن خالد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے ایک ایسے آزاد شخص کے متعلق کہ جو مر جائے اور اس کی ماں کسی کی مملوکہ ہو کہ وہ مملوکہ اپنے لڑکے کے مال سے خریدی جائے پھر آزاد کر دی جائے اور پھر اس کو اس کا وارث بنایا جائے۔

(۵۷۳۴) حنان بن سدیر نے ابن ابی یعفور سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا ایک آزاد کردہ غلام مر گیا تو آنجناب علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا: تم لوگ دیکھو کہیں اس کا وارث تم لوگوں کو ملتا ہے، تو آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ اس کی دو لڑکیاں یمامہ میں کسی کی مملوکہ ہیں۔ تو میت کے مال سے ان دونوں کو خریدا گیا پھر بقیہ میراث ان دونوں کے حوالے کر دی گئی۔

(۵۷۳۵) محمد بن ابی عمیر نے جمیل سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو مر گیا ہے اور اپنا ایک مملوک لڑکا چھوڑا۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے مال سے اس کے لڑکے کو خرید کر آزاد کر دیا جائے پھر بقیہ مال کا اس کو وارث بنا دیا جائے۔

(۵۷۳۶) اور ابن مسکان کی روایت میں سلیمان بن خالد سے ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا کہ جب کوئی ایسا شخص مر جاتا جس کی زوجہ کسی کی مملوکہ ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام اس کے مال سے اس کی زوجہ کو خرید کر آزاد کرتے پھر اس کو اس کا وارث بنا دیتے تھے۔

(۵۷۳۷) عبداللہ بن مغیرہ نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے شخص کے متعلق جس نے کسی آدمی کے غلام کے لئے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے فیصلہ فرمایا کہ جس نے دعویٰ کیا ہے اس کے مال سے وہ لڑکا آزاد کرایا جائے۔ اور اگر دعویٰ کرنے والا وفات پا جائے اور اس کے آزاد کرانے سے پہلے اس کا مال متوفی تقسیم ہو جائے تو مال اس کی آزادی سے پہلے ختم ہو چکا اور اگر مال کی تقسیم سے پہلے وہ آزاد ہوا ہے تو اس مال میں اس کا بھی حصہ ہوگا۔

(۵۷۳۸) حسن بن محبوب نے وہب بن عبد ربہؒ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس اس کی ام ولد کنیز تھی۔ اس کنیز کا لڑکا مر گیا تو اس کے مالک نے اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر دیا اور وہاں اس کے لڑکا پیدا ہوا پھر اس کا شوہر مر گیا تو وہ اپنے مالک کے پاس واپس آ گئی، اب اس کے مالک کو کیا یہ جائز ہے کہ اس سے بغیر نکاح مجامعت کرے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مجامعت نہ کرے جب تک وہ اپنے شوہر کی موت پر چار ماہ دس دن عدہ نہ رکھ لے اور پھر اس کے بعد مالک کی حیثیت سے بغیر نکاح اس سے مجامعت کرے۔ میں نے عرض کیا: پھر اس کا لڑکا جو اس کے شوہر سے پیدا ہوا ہے اس کی حیثیت کیا ہوگی؟ آنجنابؑ نے فرمایا: اگر اس کے شوہر نے کچھ مال چھوڑا ہے تو وہ اس سے خرید کر آزاد کر دیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا۔ میں نے عرض کیا: اور اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ اپنی ماں کے ساتھ ہے جو حیثیت اس کی ہے وہی لڑکے کی بھی ہوگی۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں نے اس لئے تحریر کی ہے کہ اس کے اسناد قوی ہیں لیکن دراصل ہم لوگوں کے نزدیک یہ ہے کہ ماں باپ میں سے اگر ایک بھی آزاد ہے تو لڑکا بھی آزاد ہوگا۔ اور کبھی کبھی امام علیہ السلام سے ایسی بات ملتی ہے جو بظاہر خبر کی شکل میں ہوتی ہے مگر اس کے معنی انکار کے ہوتے ہیں اور بیان کرنے والے اسے خبر کی شکل میں بیان کر دیتے ہیں۔

(۵۷۳۹) حسن بن محبوب نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: غلام کو وارث

نہیں بنایا جائے گا اور طلاق بائن پائی ہوئی عورت وارث نہیں بنائی جائے گی۔

(۵۷۴۰) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے منصور بن یونس بزرج [1] سے اور انہوں نے جمیل بن دراج سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آنجناب علیہ السلام فرماتے تھے: آزاد اور غلام ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

(۵۷۴۱) علی بن مہزیار نے فضالہ سے، انہوں نے ابان سے اور انہوں نے فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مملوک اور مملوکہ جب وارث نہیں ہوتے تو کیا یہ دونوں کسی کو ورثہ سے محجوب بھی کرتے ہیں؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔

باب: غلام مکاتب کی میراث

(۵۷۴۲) یونس بن عبدالرحمن نے عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک مکاتب نے خود اپنی ذات کو خرید لیا اور اتنا مال چھوڑا کہ جس کی قیمت ایک لاکھ درہم ہے مگر اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو اس کا وارث کون ہوگا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کا وارث وہ ہوگا جو اس کے جرائم کا ذمہ دار ہے۔ میں نے عرض کیا: اس کے جرائم کا ضامن کون ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو تمام مسلمانوں کے جرائم کا ضامن ہے (یعنی امام)۔

(۵۷۴۳) اور ابن ابی عمیر کی روایت میں ہمارے بعض اصحاب سے ہے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک شخص نے اپنے مملوک کو مکاتب بنایا اور اس پر یہ شرط رکھ دی کہ اس مکاتب کی میراث اس (یعنی مالک) کے لئے ہوگی۔ یہ مقدمہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو آنجناب علیہ السلام نے اس کی شرط کو باطل کر دیا اور فرمایا: اللہ کی شرط تیری شرط سے پہلے ہے۔

(۵۷۴۴) عاصم بن حمید نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک ایسے مکاتب کے متعلق فیصلہ فرمایا جو مر گیا اور اس کے پاس مال تھا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جس قدر وہ آزاد ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال اس کے ورثاء کے لئے ہے اور جس قدر وہ آزاد نہیں ہوا ہے اسی کے حساب سے اس کا مال مکاتبہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

(۵۷۴۵) صفوان بن یحییٰ نے منصور بن حازم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مکاتب نے جس قدر رقم ادا کر دی ہے اسی کے حساب سے وہ کسی کو وارث بنائے گا اور کسی کا وارث بنایا جائے گا۔

(۵۷۴۶) احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی نے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سماعہ نے روایت کرتے ہوئے عبدالحمید بن عواض سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس مکاتب کے متعلق جو اپنے مکاتبہ کی کچھ رقم ادا کر کے مر جاتا ہے اور ایک لڑکا چھوڑتا ہے اور مکاتبہ کی جتنی رقم اس پر باقی ہے اس سے زیادہ رقم چھوڑتا ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے موالی (مالکان) اس سے اپنے مکاتبہ کی رقم پوری کریں گے اور بقیہ اس کے لڑکے کو دیدیں گے۔

باب: مجوسیوں کی میراث

مجوسی لوگ نسب کی بنیاد پر میراث پاتے ہیں نکاحِ فاسد کی بنیاد پر میراث نہیں پاتے۔ پس اگر کوئی مجوسی مرتا ہے اور اپنی ماں کو چھوڑتا ہے جو اس کی

[1] بزرج: بزرگ کا معرب ہے اور یہ یونس کی صفت یا ان کا لقب ہے۔

بہن بھی ہے اور وہی اس کی زوجہ بھی ہے تو مال متروکہ اس (عورت) کا ہے اس بنیاد پر کہ وہ ماں ہے اور بہن کی بنیاد پر اور زوجہ کی بنیاد پر اس کا کچھ نہیں ہے۔

(۵۷۴۷) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ اگر کوئی مجوسی اپنی ماں اور اپنی بہن اور اپنی بیٹی سے نکاح کیے ہوتا تو حضرت علی علیہ السلام اس کو دو وجہوں سے میراث دیتے ایک اس وجہ سے کہ وہ اس کی ماں ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ اس کی زوجہ ہے۔

اور سکونی کی اس روایت پر جس میں وہ تنہا ہے میں فتویٰ نہیں دیتا۔[۱]

اگر کوئی مجوسی اپنی ماں کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور لڑکی چھوڑے تو ماں کی حیثیت سے اس کو ایک سدس اور لڑکی کو نصف اور جو باقی رہا اس کو ان کے نصاب کے مطابق انہیں واپس دیدیا جائے گا۔ اور اس حیثیت سے اس کی بہن کے لئے بھی کچھ نہیں اس لئے کہ ماں کی موجودگی میں بھائی بہن میراث نہیں پاتے۔

اور اگر وہ اپنی لڑکی کو چھوڑے جو اس کی بہن بھی ہو اور وہی اس کی زوجہ بھی تو لڑکی کی حیثیت سے اس کے لئے نصف ہوگا اور باقی اسی پر رد کر دیا جائے گا اور بہن اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کوئی میراث نہیں پائے گی۔

اور اگر وہ اپنی بہن کو چھوڑے جو اس کی زوجہ بھی ہے اور ایک بھائی کو چھوڑے تو مال متروکہ ان دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور زوجہ کی حیثیت سے وہ کچھ نہیں پائے گی۔ اور یہ سارا باب اسی مثال پر ہوگا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں اور وہ مجوسی مرجائے۔ تو اس نے حقیقت میں تین لڑکیاں چھوڑیں اور مال متروکہ ان تینوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک مرجائے تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی ماں کو چھوڑا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اور اپنی حقیقی بہن کو چھوڑا تو مال متروکہ اس ماں کے لئے ہوگا جو پدری اعتبار سے اس کی بہن ہے اس لئے کہ والدین کی موجودگی میں بھائیوں بہنوں کی کوئی میراث نہیں۔

اور اگر باپ کے مرنے کے بعد لڑکی کی لڑکی مرجائے تو اس نے اپنی ماں کو چھوڑا اور باپ کی طرف سے وہ اس کی بہن بھی ہے تو مال متروکہ اس کی ماں کو ملے گا ماں ہونے کی حیثیت سے اور بہن ہونے کی حیثیت سے اس کو کچھ نہیں ملے گا۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی کی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مرجائے تو مال متروکہ ان سب میں تین حصہ کر کے تقسیم ہوگا۔ پھر اگر پہلی مرجائے جس نے اس سے نکاح کیا تھا تو مال متروکہ درمیانی لڑکی کا ہوگا اور اگر باپ کے مرنے کے بعد درمیانی لڑکی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے جو سب میں بڑی ہے ایک سدس۔ اس لڑکی کے لئے جو سب سے چھوٹی ہے نصف اور جو باقی رہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق واپس کر دیا جائیگا۔ اور اگر مرنے والی سب سے چھوٹی ہے اور سب سے بڑی ابھی باقی ہے تو سارا مال متروکہ اس کی ماں کے لئے ہے جو درمیانی ہے اور سب سے بڑی والی ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ وہ بہن بھی ہے اور نانی بھی اور ماں کی موجودگی میں بہن کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوں پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر وہ مجوسی مرجائے تو اس کا مال متروکہ ان سب کے لئے چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان کو زوجیت کی بنا پر کچھ نہ ملے گا۔ پس اگر وہ لڑکی مرجائے جس سے آخر میں نکاح کیا تھا تو درحقیقت اس (متوفیہ) نے اپنی لڑکی چھوڑی اور اپنی ماں کو چھوڑا اپنی بہن کو چھوڑا جو اس کی نانی ہے تو اس کی لڑکی

---

[۱] سکونی کی یہ روایت حمیری کی روایت سے متعارض ہے جسے انہوں نے 'قرب الاسناد' میں ص ۷۲ پر ابی بختری سے نقل کیا ہے، انہوں نے جعفر سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہ مجوسی جب اسلام قبول کر لیتا تو نسب کی دو وجہوں سے اسے وراثت ملتی لیکن نکاح سے نہیں۔

کے لئے نصف ہے۔اور اس کی ماں کے لئے سدس اور جو باقی ہے وہ ان دونوں کے نصاب کے مطابق ان دونوں پر رد کر دیا جائے گا اور اس بہن کے لئے جو اس کی نانی بھی ہے کچھ نہیں ہے۔

اور کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرلے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اور اب جو باقی ہے وہ لڑکے اور لڑکی کے لئے۔لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کے بعد اس کی ماں مرجائے تو مال متروکہ اس لڑکی کے لئے ہے جس سے اس مجوسی نے نکاح کیا تھا اور لڑکی کے لڑکے کے لئے کچھ نہیں ہے لڑکی کی موجودگی میں اور اگر ماں نہیں مری بلکہ مجوسی کے بعد پہلی لڑکی مرگئی تو اس کی اس ماں کے لئے جو مجوسی کی پہلی لڑکی ہے ایک سدس ہے اور جو باقی ہے وہ لڑکے کے لئے ہے۔اور اگر باپ کے بعد لڑکا مرگیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور مجوسی کی ماں بھی بقیدِ حیات ہے تو کل مال متروکہ لڑکے کی ماں کے لئے ہے اور مجوسی کی ماں کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو پھر اس کا لڑکا بھی اپنی دادی سے نکاح کرے جو مجوسی کی ماں ہے اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہو پھر مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس ہے اب جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس لڑکی کے لئے ہے،لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے۔پھر اگر اس کے مرنے کے بعد اس کی ماں مرجائے تو مالِ متروکہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی کے لئے ہے،مرد کے لئے دو اور عورت کے لئے ایک کے حساب سے اور اگر اس کی ماں نہیں مری بلکہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا مرگیا تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور اس کی لڑکی کے لئے نصف اور جو باقی ہے وہ ان دونوں پر ان کے نصاب کے مطابق رد کر دیا جائے گا۔اور اس کی بہن کے لئے کچھ نہیں ہے۔

اور اگر کوئی مجوسی اپنی ماں سے نکاح کرے اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ اپنی بہن سے نکاح کرے اور اس سے بھی ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہو اس کے بعد وہ مجوسی مرجائے تو اس کی ماں کے لئے ایک سدس اور جو باقی ہے وہ اس کے لڑکے اور اس کی لڑکی دونوں کے درمیان مرد کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر اس مجوسی کی ماں ان سب کے مرنے کے بعد مرجائے تو مال متروکہ کُل کا کُل اس لڑکی کے لئے ہوگا اور باقی سب لوگ ساقط ہو جائیں گے۔

باب:۔ میراث کے متعلق نادر احادیث

(۵۷۴۸) حماد بن عیسیٰ نے ربعی بن عبداللہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص مرجائے تو اس کی تلوار، اس کا مصحف، اس کی انگوٹھی، اس کی کتابیں، اس کے ہر وقت استعمال کی چیزیں، اس کا لباس یہ سب اس کے بڑے لڑکے کا ہے اور اگر سب سے بڑی اولاد لڑکی ہے تو پھر اولاد ذکور (لڑکوں) میں جو سب سے بڑا ہو اس کے لئے ہے۔

(۵۷۴۹) حماد بن عیسیٰ نے شعیب بن یعقوب سے اور انہوں نے ابی بصیر سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب مرنے والا مرجائے تو تلوار، اس کے ہر وقت کے استعمال کی چیزیں، اس کا لباس اس کے سب سے بڑے لڑکے کے لئے ہے۔

(۵۷۵۰) علی بن حکم نے ابان احمر سے، انہوں نے میسّر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے عورتوں کے متعلق دریافت کیا کہ میراث میں ان کے لئے کیا ہے؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ان کے لئے پختہ اینٹیں، عمارت، شہتیر اور بانس کی قیمت ہے لیکن زمین اور غیر منقولہ جائداد تو ان میں ان کے لئے کوئی میراث نہیں ہے۔راوی کا بیان ہے کہ میں

نے عرض کیا: اور کپڑے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: کپڑے ان کے لئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یہ چیزیں ان کے لئے کیسے ہوگئیں جبکہ ان کے لئے آٹھواں حصہ اور چوتھا حصہ مقرر ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ عورت کا کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے، جس سے وہ میراث پائے یہ تو ان لوگوں میں آکر داخل ہوگئی ہے اور یہ اس لئے اس طرح ہوا کہ اگر عورت کسی سے نکاح کرے تو اس کا شوہر یا دوسری قوم کی اولاد آئے اور ان کی غیر منقولہ جائداد میں مزاحمت کرے۔

(۵۷۵۱) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب دیتے ہوئے حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں تحریر فرمایا: اس کا سبب یہ ہے کہ عورت غیر منقولہ جائداد میں سے کوئی میراث نہیں پائے گی سوائے پختہ اینٹوں، منہدم مکان کی قیمت کے۔ اس کے لئے غیر منقولہ جائداد کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کے رشتہ میں تغیر اور تبدیلی آجائے گی لیکن بیٹے اور باپ کے لئے ایسا نہیں وہ ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اور عورت کے لئے تبدیلی ممکن ہے پس وہ چیز جو آتی جاتی ہے اس کے لئے میراث میں بھی وہی چیز دی جائے گی جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں۔ اور ثابت اور مقیم شئے اپنے مال پر باقی رہے گی اور اسی طرح رہے گی جیسے وہاں کے ثابت اور مقیم لوگ۔

(۵۷۵۲) اور حسن بن محبوب نے احول سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورتیں غیر منقولہ جائداد میں سے کچھ وراثت نہیں پائیں گی۔ ان کے لئے بناؤں اور اشجار اور کھجور کی قیمت ہے۔

بناؤں سے مراد یہاں مکانات ہیں اور عورتوں سے مراد زوجہ ہے۔

(۵۷۵۳) محمد بن ولید نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ عورت کے لئے طوب اور شہتیر وں کی قیمت اس لئے قرار دی گئی کہ مبادا وہ نکاح کرے اور ایسا شخص (شوہر) داخل ہو جائے جو ان کی موروثی جائداد کو خراب و برباد کر دے۔

یہاں طوب سے مراد پختہ اینٹیں ہیں۔

(۵۷۵۴) اور حسن بن محبوب کی روایت میں علی بن رئاب اور خطاب ابی محمد ہمدانی سے ہے، انہوں نے طربال سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت شوہر کے متروکہ میں پانی کے حوض و مکانات و اسلحے اور سواریوں میں سے میراث نہیں پائے گی۔ اور نقد رقم، غلام، کپڑے اور گھر کا سامان جو کچھ اس کے شوہر نے چھوڑا ہے اس میں سے میراث پائے گی۔

(۵۷۵۵) ابان نے فضل بن عبد الملک اور ابن ابی یعفور سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے مرد کے متعلق دریافت کیا کہ وہ عورت کے ورثہ میں اس کا مکان اور اس کی زمین سے کچھ لے سکتا ہے یا یہ بھی عورت کے مانند ان میں سے کچھ نہیں لے سکتا؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ ہر شئے میں میراث لے گا جس میں عورت میراث لیتی ہے اور اس کو چھوڑے گا جس کو عورت چھوڑ دیتی ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ اس وقت ہوگا جب اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا ہو اور اگر اس عورت سے اس کے کوئی لڑکا نہ ہو تو بر بنائے اصول اس کی قیمت کے سوا ان چیزوں کی کوئی میراث نہیں پائے گی اور اس کی تصدیق اس حدیث سے ہوتی ہے:

(۵۷۵۶) جس کی روایت کی ہے محمد بن ابی عمیر نے ابن اذینہ سے عورتوں کے متعلق کہ جب عورت کے لڑکا ہو تو اس کو کاشتکاری میں سے حصہ داری دی جائے گی۔

(۵۷۵۷) محمد بن سنان کے مسائل کے جواب میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے جو کچھ لکھا اس میں یہ بھی تحریر فرمایا: میراث میں سے مرد کو جس قدر دیا

جاتا ہے اس سے نصف عورت کو دیئے جانے کا سبب یہ ہے کہ عورت جب نکاح کرتی ہے تو لیتی ہے اور مرد دیتا ہے اس لئے وہ مردوں سے زیادہ پاتی ہے۔ اور دوسرا سبب مرد کو عورت سے دوگنا دینے کا یہ ہے کہ عورت اگر محتاج ہے تو مرد اس کی کفالت کرتا ہے اور مرد پر اس کا نان ونفقہ واجب ہے اور اگر مرد محتاج ہے تو عورت پر اس کی کفالت اور اس کا نان ونفقہ واجب نہیں ہے اس لئے عورت کو مرد سے زیادہ مل جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: الرجال قوامون علی النسآء بما فضّل اللّٰہ بعضھم علی بعض وبمآ انفقوا من اموالھم (سورۃ نساء آیت ۳۴) (مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو دوسرے پر اور اس واسطے کہ خرچ کیے انہوں نے اپنے مال)۔

(۵۷۵۸) حمران بن حسین کی روایت میں حسین بن ولید سے ہے اور انہوں نے ابن بکیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا سبب ہے کہ میراث میں مرد کے لئے عورت سے دوگنا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مہر قرار دیا ہے۔

(۵۷۵۹) ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے کہ ابن ابی العوجاء نے محمد بن نعمان احول سے کہا کہ کیا بات ہے کہ عورت کمزور وضعیف ہے اس کو تو ایک سہم اور مرد قوی اور دولتمند اس کو دو سہم؟ راوی کا بیان ہے اس کا ذکر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: عورت کا کوئی کنبہ نہیں اور نہ اس پر کسی کا نان ونفقہ ہے، نہ اس پر جہاد اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کا بھی شمار کیا اور یہ سب مردوں پر فرض ہے اسی لئے مرد کے لئے دو سہم ہیں اور عورت کے لئے ایک سہم۔

(۵۷۶۰) محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے موسیٰ بن عمران نخعی سے انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے، انہوں نے علی بن سالم سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: میراث میں ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر کیسے ہوگیا؟ تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس لئے کہ وہ دانے جو حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ نے کھائے تھے وہ تعداد میں اٹھارہ (۱۸) تھے اس میں سے حضرت آدم علیہ السلام نے بارہ (۱۲) دانے کھائے اور حضرت حوّاؑ نے چھ دانے کھائے اس لئے میراث میں مرد کے لئے عورت سے دوگنا ہے۔

(۵۷۶۱) نضر بن سوید نے یحییٰ حلبی سے اور انہوں نے ایوب بن عطیہ حذّاء سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا آنجناب علیہ السلام فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مومن کا خود نفس سے زیادہ مالک ہوں لہٰذا جو مر جائے اور مال چھوڑے تو اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو قرض چھوڑے یا عیال چھوڑے تو ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔

(۵۷۶۲) اسماعیل بن مسلم سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے اور انہوں نے حضرت ابوذر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا وہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو کوئی شخص سفر میں مر جائے تو اس کی موت کو پوشیدہ نہ رکھو اس لئے کہ عورت کے عدہ کے لئے یہ ایک امانت ہے۔ وہ عدہ رکھے گی اور اس شخص کی میراث تقسیم ہوگی اس شخص کے اہل کے درمیان اور اس کا حصہ جاتا رہے گا۔

(۵۷۶۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اجساد پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے عالمِ ظِلّ میں ارواح کے درمیان مواخات (ایک دوسرے کا بھائی) قرار دیا اور جب ہم اہل بیتؑ میں ہمارا قائم ظہور کرے گا تو عالمِ ظِلّ میں جو جس کا بھائی بنایا گیا تھا اس کا اس کو وارث بنائے گا وہ ولادت کے سبب بھائی کو وارث نہیں بنائے گا۔

باب نوادر:۔ اور یہ اس کتاب کا آخری باب ہے

(نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتیں حضرت علی علیہ السلام کے لئے)

(۵۷۶۴) حماد بن عمرو اور انس بن محمد دونوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے جد نامدار علیہ السلام سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

۱۔ یا علیؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں تم اس کو یاد رکھو اور جب تک تم میری وصیت یاد رکھو گے ہمیشہ خیر و بہتری میں رہو گے۔

۲۔ یا علیؑ جو شخص غیظ و غضب کو ضبط کرلے باوجود یکہ وہ اس پر عمل کرنے پر قادر ہو تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے پیچھے امن وایمان کو روانہ کرے گا جس سے وہ لذت یاب ہوگا۔

۳۔ یا علیؑ جس شخص نے اپنے مرنے کے وقت حسن سلوک کی وصیت نہیں کی تو اس سے پتہ چلے گا کہ اس کی مروت میں نقص تھا اس کو شفاعت میسر نہ ہوگی۔

۴۔ یا علیؑ بہترین جہاد یہ ہے انسان اس حالت میں صبح کرے کہ اس کا کسی پر ظلم و ناانصافی کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

۵۔ یا علیؑ جس کی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں وہ جہنمی ہے۔

۶۔ یا علیؑ بدترین شخص وہ ہے جس کی فحشیات کے ڈر سے لوگ اس کا اکرام کریں اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ اس کے شر کے ڈر سے۔

۷۔ یا علیؑ بدترین شخص وہ ہے جو اپنی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کردے اور اس سے بھی بدترین وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو فروخت کردے۔

۸۔ یا علیؑ جو شخص کسی آدمی کی سچی یا جھوٹی معذرت کو قبول نہ کرے گا میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی۔

۹۔ یا علیؑ صلح کرانے کے لئے جھوٹ اللہ کو پسند ہے اور فساد کرانے کے لئے سچ اللہ کو ناپسند ہے۔

۱۰۔ یا علیؑ جو شخص شراب کو غیر خدا کی خوشنودی کے لئے بھی ترک کردے تو اللہ اس کو سربہ مہر شراب جنت میں پلائے گا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا: غیر خدا کی خوشنودی کے لئے؟ فرمایا: ہاں خدا کی قسم اپنے نفس کو بچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس پر اس کا شکریہ ادا کرے گا۔

۱۱۔ یا علیؑ شراب خور بت پرست کے مانند ہے۔

۱۲۔ یا علیؑ شراب خور کی نماز چالیس (۴۰) دن تک اللہ قبول نہیں کرے گا اور اگر ان چالیس دنوں کے اندر مر گیا تو کافر رہتے ہوئے مرے گا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس وقت جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھ کر پیئے۔

۱۳۔ یا علیؑ ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے۔

۱۴۔ یا علیؑ اللہ نے تمام گناہوں کو ایک گھر میں بند کردیا ہے اور اس کی کنجی شراب خوری ہے۔

۱۵۔ یا علیؑ شرابی پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب وہ اپنے رب کو بھی نہیں پہچانتا۔

۱۶۔ یا علیؑ (علیہ السلام) بڑے بڑے پہاڑوں کا ازالہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس سلطنت کے ازالہ کے جس کی مقررہ مدت کے دن ابھی پورے نہیں ہوئے۔

۱۷۔ یا علیؑ جس شخص کے نہ دین سے تمہیں نفع پہنچے اور نہ اس کی دنیا سے تو اس کی ہم نشینی میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں اور جو تمہاری تعظیم و تکریم ضروری نہ سمجھے اس کی تعظیم و تکریم تم پر ضروری نہیں۔

۱۸۔ یا علیؑ مناسب ہے مومن کے اندر یہ آٹھ (۸) صفات ہوں۔ (۱) ہلا دینے والے فتنوں کے وقت وقار (۲) بلاؤں کے وقت صبر (۳) خوشحالی اور کشادگی میں شکر خدا (۴) اللہ تعالیٰ نے اس کو جو رزق دیا ہے اس پر قناعت کرے (۵) اپنے دشمنوں پر بھی ظلم نہ کرے (۶) اپنے دوستوں پر بار نہ ڈالے (۷) اپنے جسم پر سختی برداشت کرلے (۸) اور لوگوں کو راحت پہنچائے۔

۱۹۔ یا علیؑ چار (۴) شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) امام عادل کی (۲) باپ کی اپنے لڑکے کے لئے (۳) کسی شخص کی اپنے برادر مومن کے لئے اس کے پس پشت دعا (۴) اور مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم تھوڑی دیر بعد ہی سہی لیکن میں تیری ضرور مدد کروں گا۔

۲۰۔ یا علیؑ آٹھ (۸) مواقع پر اگر لوگوں کو خفت اُٹھانی پڑے تو اپنے سوا کسی دوسرے کو بُرا نہ کہیں۔ (۱) بغیر بلائے کسی کے دسترخوان پر پہنچ جانا۔ (۲) صاحبِ خانہ پر حکم چلانا (۳) اپنے دشمنوں سے بھلائی کی امید رکھنا (۴) کمینے اور بخیل سے بخشش کی امید رکھنا (۵) دو شخصوں کی راز کی باتوں میں دخیل ہونے والا جس کو وہ دونوں داخل نہیں کرنا چاہتے۔ (۶) بادشاہِ وقت کا استخفاف کرنے والا (۷) ایسی مجلس میں بیٹھنے والا جس میں وہ بیٹھنے کا اہل نہیں ہے (۸) اس شخص سے بات کرنے والا جس کو وہ سننا نہیں چاہتا۔

۲۱۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے جنت کو فحش گو اور بدزبان پر حرام کر دیا ہے، جس کو پرواہ نہیں کہ کیا کہتا ہے اور اس کے لئے کیا کہا جاتا ہے۔

۲۲۔ یا علیؑ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی عمر بھی طویل اور اس کا عمل بھی نیک ہو۔

۲۳۔ یا علیؑ کسی سے مزاح نہ کرو ورنہ تمہاری شان جاتی رہے گی، جھوٹ نہ بولو ورنہ تمہارے چہرے کا نور جاتا رہے گا، اور دو باتوں سے پرہیز کرو۔ یعنی اکتاہٹ اور کسلمندی سے۔ اگر تم اکتا گئے تو حق پر صبر نہ کرسکو گے، اگر تم کسلمند ہو گئے تو حق ادا نہ کرسکو گے۔

۲۴۔ یا علیؑ ہر گناہ کی توبہ ہے سوائے بدخلقی کے اس لئے کہ بدخلق جب ایک گناہ سے نکلے گا تو دوسرے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا۔

۲۵۔ یا علیؑ چار (۴) شخصوں کو بہت جلد سزا ملتی ہے۔ (۱) ایک وہ جس پر تم احسان کرو اور وہ تمہارے احسان کا بدلہ برائی سے دے۔ (۲) اور ایک وہ شخص جس پر تم ظلم و زیادتی نہ کرو (مگر) وہ تم پر ظلم و زیادتی کرے (۳) ایک وہ شخص جس سے تم کسی کام کا عہد کرو اور اسے پورا کرو اور وہ تم سے غداری کرے (۴) وہ لوگ جو اس شخص کو چھوڑے رہیں اور جو اپنے قرابت داروں سے ملتا ہو۔

۲۶۔ یا علیؑ جس پر تنگ دلی مسلط ہوئی اس کی راحت چلی جاتی ہے۔

۲۷۔ یا علیؑ بارہ (۱۲) باتیں ایک مرد مسلمان کو چاہئیں کہ دسترخوان کے لئے سیکھ لے۔ ان میں سے چار (۴) فریضہ ہیں اور چار (۴) سنت ہیں اور چار (۴) ادب ہیں۔ اب فریضہ تو معلوم کرلے کیا کھا رہا ہے۔ پھر بسم اللہ کرے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اس پر راضی اور خوش رہے اور سنت تو بائیں پاؤں پر بیٹھے اور تین انگلیوں سے کھائے۔ اور جو اس کے قریب ہے اسے کھائے اور انگلیاں چاٹ لے اور ادب تو چھوٹے چھوٹے لقمے اُٹھانا۔ اور خوب اچھی طرح چبانا۔ اور لوگوں کے چہروں پر کم نظر کرنا اور ہاتھ دھونا۔

۲۸۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے جنت دو طرح کی اینٹوں سے بنائی۔ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور اس کی چہار دیواری یاقوت کی ہے اور اس کی چھت زبرجد کی۔ اور اس کے سنگ ریزے موتی ہیں۔ اور اس کی مٹی زعفران۔ مہک اذفر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ اب بول تو اس نے کہا: نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے جو ہمیشہ زندہ قائم رہنے والا ہے۔ میرے اندر جو داخل ہوگا وہ سعید و نیک ہوگا۔ تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا: مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم اس میں وہ داخل نہ ہوگا جو شراب کا عادی ہو اور نہ چغلخور اور نہ دیوث (بیوی سے زنا کرانے والا) اور نہ شرطی اور نہ مخنث اور نہ نباشِ

قبر (کفن چور) اور نہ عشر وصول کرنے والا اور نہ قطع رحم کرنے والا اور نہ قدری۔

۲۹۔ یا علیؑ اس امت میں دس طرح کے اشخاص خدائے عظیم سے کفر کرنے والے ہونگے: جھوٹے، چغلخور، ساحر، دیوث، عورت سے بطور حرام اس کے مقعد میں مجامعت کرنے والے والا، جانور سے مجامعت کرنے والا، اپنے محرم سے مجامعت کرنے والا، فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرنے والا، کافران حربی کو اسلحہ فروخت کرنے والا، زکوۃ دینے سے انکار کرنے والا اور وہ جو استطاعت کے باوجود مر جائے اور حج نہ کرے۔

۳۰۔ یا علیؑ پانچ مواقع کے علاوہ کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ عرس یا خرس یا عذار یا وکار یا رکاز۔ عرس یعنی نکاح کرنا، خرس یعنی لڑکے کی ولادت، عذار یعنی ختنہ، وکار یعنی تعمیر مکان یا اس کی خریداری، رکاز یعنی آدمی کا حج کرکے مکہ سے آنا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اہل لغت سے سنا ہے کہ وہ وکار کے معنی میں کہتے ہیں کہ یہ اس دعوت کے لئے کہا جاتا ہے جو مکان کی تعمیر یا اس کے خریدنے کے وقت کی جاتی ہے۔ اور وکیرہ اور وکار اسی سے ماخوذ ہے اور وہ دعوت جو سفر سے پلٹنے کے بعد کی جاتی ہے اس کو نقیعہ کہتے ہیں اور اس کو رکاز بھی کہتے ہیں اور رکاز کے معنی غنیمت کے ہیں گویا مکہ سے واپسی کے بعد لوگوں کو دعوتِ طعام دینا حاجی کے لئے غنیمت کے طور پر بڑے ثواب کا باعث ہے اور اسی بناء پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سردیوں میں روزہ ایک ٹھنڈی غنیمت ہے۔

۳۱۔ یا علیؑ کسی عاقل کے لئے مناسب نہیں کہ تین باتوں کے علاوہ کسی اور کے لئے سفر کرے: اپنی معاش کی درستی کے لئے یا آخرت کے لئے زادِ سفر مہیا کرنے کے لئے یا اس شئے سے لذت یاب ہونے کے لئے جو حرام نہیں ہے۔

۳۲۔ یا علیؑ حسن خلق تین ہیں: دنیا و آخرت میں جو تم پر ظلم و زیادتی کرے اس کو معاف کردو۔ جو تم سے قطعِ تعلق کرے تم اس سے ملاپ کی کوشش کرو اور جو کوئی جہالت و نادانستگی میں تم پر کوئی الزام لگائے تو تم اس کو برداشت کرو۔

۳۳۔ یا علیؑ چار کے آنے سے پہلے چار میں جلدی کرو: اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں۔ اپنے مریض ہونے سے پہلے اپنی صحت کے لئے۔ اپنے فقر سے پہلے خود کو غنی رکھنے کے لئے اور اپنی موت سے پہلے اپنی حیات کے لئے۔

۳۴۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے (مندرجہ ذیل باتوں کو) مکروہ کردیا ہے:

نماز میں فعلِ عبث کرنا۔ صدقہ دینے میں احسان جتانا۔ مسجد کے اندر حالتِ جنب میں آنا۔ قبروں کے درمیان ہنسنا۔ لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ عورتوں کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا اس لئے کہ یہ اندھا پن پیدا کرتا ہے۔ عورت سے جماع کرتے وقت بات کرنے کو مکروہ کیا ہے اس سے (بچے میں) گونگا پن پیدا ہوتا ہے۔ مغرب و عشاء کے درمیان سونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ یہ رزق سے محروم کردیتا ہے۔ بغیر لنگی پہنے زیر آسمان غسل کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ بغیر لنگی پہنے دریا میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے اس لئے کہ اس میں ملائکہ رہتے ہیں۔ بغیر لنگی پہنے حمام میں داخل ہونے کو مکروہ کیا ہے۔ نمازِ ظہر میں اذان و اقامت کے درمیان باتیں کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ طوفان کے وقت سمندر کے سفر کو مکروہ کیا ہے۔ اس چھت پر سونا جس کے چاروں طرف باڑ نہ بنی ہو مکروہ کیا اور کہا کہ جو شخص بغیر باڑ کی چھت پر سوئے تو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔ کسی مکان میں تنہا سونے کو مکروہ کیا ہے۔ اپنی عورت پر حالتِ حیض میں مجامعت کو مکروہ کیا ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا اور جذامی یا مبروص اولاد پیدا ہو تو اپنے سوا کسی اور کو برا نہ کہے۔ جذامی شخص سے بات کرنے کو مکروہ کیا ہے مگر یہ کہ جذامی اور اس کے درمیان چند ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جذامی شخص سے اسی طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور کسی شخص کا حالتِ احتلام میں اپنی عورت سے مجامعت کو مکروہ کیا جب تک غسل جنابت نہ کرلے ورنہ لڑکا مجنوں پیدا ہو تو اپنے سوا کسی دوسرے کو برا نہ کہے۔ دریا کے کنارے پیشاب کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اس درخت یا کھجور کے نیچے پائخانہ کرنے کو مکروہ کیا ہے جس پر پھل آئے ہوئے ہوں۔ اور کھڑے کھڑے پائخانہ کرنے کو مکروہ کیا ہے۔ اور کھڑے کھڑے جوتا پہننے کو مکروہ کیا ہے۔ اور اندھیرے مکان میں بغیر چراغ داخل ہونے کو مکروہ

کیا ہے۔
۳۵۔ یا علیؑ فخر کرنا حسب کے لئے آفت ہے۔
۳۶۔ یا علیؑ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کو اللہ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔
۳۷۔ یا علیؑ آٹھ (۸) شخصوں کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا: بھاگا ہوا غلام جب تک وہ اپنے مالک کے پاس پلٹ کرنہ آجائے۔ ناشزہ و نافرمان عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ زکوٰۃ کو منع کرنے والا۔ وضو کو ترک کرنے والا۔ بالغہ لڑکی جو بغیر اوڑھنی کے نماز پڑھے۔ پیش نماز جو لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگ اس کو ناپسند کرتے ہوں۔ وہ شخص جو نشہ میں ہو اور جو زمین پر پیشاب، پائخانہ پھینکتا ہو۔
۳۸۔ یا علیؑ جس شخص میں یہ چار (۴) باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنادے گا: (۱) جو شخص کسی یتیم کے لئے پناہ بنے (۲) اور ضیعف پر رحم کرے (۳) اور اپنے والدین پر مہربان ہو (۴) اور اپنے مملوک پر نرمی کرے۔
۳۹۔ یا علیؑ تین (۳) باتوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ لوگوں میں سب سے افضل ہوگا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرائض کو ادا کرے گا وہ لوگوں میں عابد ترین شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام باتوں سے پرہیز کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیز گار شمار ہوگا۔ جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرے گا وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی شمار ہوگا۔
۴۰۔ یا علیؑ یہ امت تین (۳) چیزوں کی طاقت نہیں رکھتی: اپنے مال میں اپنے بھائی کے ساتھ برابری۔ اپنے مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ انصاف اور ہر حال میں اللہ کا ذکر اور یہ ذکر۔ سبحان اللّٰہِ والحمد للّٰہِ ولا الہ الا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اکبر۔ کہنا نہیں ہے بلکہ جب کوئی حرام امر اس کو پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اُسے ترک کردے۔
۴۱۔ یا علیؑ تین طرح کے لوگ ہیں کہ تم ان کے ساتھ انصاف بھی کرو مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ ظلم و ناانصافی کریں گے: ایک کمینہ شخص دوسرے تمہاری بیوی، تیسرا تمہارا خادم۔ اور تین طرح کے لوگ تین طرح کے لوگوں سے انصاف نہیں کرتے: شخصِ آزاد غلام کے ساتھ، عالم جاہل کے ساتھ، قوی ضعیف کے ساتھ۔
۴۲۔ یا علیؑ سات (۷) باتیں ہیں کہ جس شخص میں یہ باتیں ہوں گی حقیقتاً اس کا ایمان مکمل ہوگیا اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھل گیا: (۱) جس نے کامل وضو کیا، (۲) اچھی طرح نماز ادا کی، (۳) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی، (۴) غصہ کو ضبط کیا، (۵) اپنی زبان کو قید میں رکھا، (۶) اپنے گناہوں کے لئے طلبِ مغفرت کرتا رہا (۷) اور اپنے نبی کے اہل بیتؑ کے لئے خیر خواہی کا حق ادا کرتا رہا۔
۴۳۔ یا علیؑ تین (۳) شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے: جو اپنا زادِ سفر اکیلا کھائے۔ ریگستان وصحرا میں اکیلے سفر کرے اور مکان میں اکیلا سوئے۔
۴۴۔ یا علیؑ تین باتوں سے جنون کا خوف ہے: (۱) قبروں کے درمیان پائخانہ کرنا، (۲) ایک جوتا پہن کر چلنا، (۳) اکیلے سونا۔
۴۵۔ یا علیؑ تین مواقع پر جھوٹ مستحسن ہے: (۱) جنگ میں کید و مکر (۲) زوجہ کو دھمکی کے لئے (۳) اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے۔ تین شخص کے ساتھ بیٹھنے سے قلب مردہ ہوجاتا ہے: (۱) خسیس اور کمینوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۲) دولتمندوں کے ساتھ بیٹھنے سے (۳) عورتوں کے ساتھ بات کرنے سے۔
۴۶۔ یا علیؑ ایمان کی تین حقیقتیں ہیں: مفلس ہوتے ہوئے بھی مساکین پر خرچ کرنا، اپنے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا، طالب علموں پر علم کو خرچ کرنا۔

۴۷۔ یاعلیؑ تین باتیں اگر کسی میں نہیں ہیں تو اس کا عمل پورا نہ ہوگا: (۱) پرہیز گاری جو اس کو اللہ کی نافرمانی سے بچائے۔ (۲) خُلق جس سے لوگوں کی دلجوئی و مدارات کرے۔ (۳) حلم و بردباری جس سے جاہلوں کے جہل کو رد کر دے۔

۴۸۔ یاعلیؑ دنیا میں تین باتیں مومن کی فرحت کا سبب ہوتی ہیں: (۱) برادران ایمانی سے ملاقات۔ (۲) روزہ دار کو افطار کرانا۔ (۳) اور آخر شب میں نمازِ تہجد۔

۴۹۔ یاعلیؑ میں تم کو تین باتوں سے منع کرتا ہوں: حسد و حرص سے اور تکبر سے۔

۵۰۔ یاعلیؑ چار باتیں شقاوت کی نشانی ہیں: (۱) آنکھوں کا جمود (آنسو نہ نکلنا) (۲) قساوتِ قلبی (۳) لمبی چوڑی امیدیں (۴) بقا کی خواہش۔

۵۱۔ یاعلیؑ اسلام میں تین درجات ہیں، تین کفارات ہیں، تین مہلکات ہیں اور تین نجات دہندہ ہیں۔ درجات: سخت سردی میں کامل وضو کرنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رات اور دن دونوں میں نمازِ جماعت کے لئے جانا۔ اور کفارات: کھلی آواز سے سلام کرنا۔ لوگوں کو کھانا کھلانا اور جب سب لوگ سو رہے ہوں تو نمازِ تہجد پڑھنا۔ اور مہلکات: بخل و کنجوسی پر عمل کرنا، خواہشات کا تابع ہونا، خود پسندی کرنا۔ اور نجات دہندہ: ظاہرہ اور پس پردہ خوفِ خدا، فقر و دولتمندی میں میانہ روی اختیار کرنا اور خوشی اور ناخوشی دونوں میں عدل و انصاف کی بات کرنا۔

۵۲۔ یاعلیؑ دودھ چھڑانے کے بعد کوئی رضاعت نہیں۔ احتلام کے بعد یتیمی نہیں۔ (کہ جب لڑکے کو احتلام ہونے لگے تو وہ یتیم نہیں رہتا)۔

۵۳۔ یاعلیؑ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے لئے دو سال تک چلنا پڑے تو جاؤ۔ کسی قرابتدار کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کے لئے ایک سال تک چلنا پڑے تو جاؤ، کسی مریض کی عیادت کے لئے ایک میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی جنازے کی مشایعت کے لئے دو میل تک جاؤ۔ کسی دعوت کو قبول کرنے کے لئے تین میل تک بھی جاؤ۔ اپنے دینی بھائی کی ملاقات کے لئے چار میل تک بھی جاؤ۔ کسی کی فریاد رسی کے لئے پانچ میل تک جانا پڑے تو جاؤ۔ کسی مظلوم کی مدد کے لئے چھ میل بھی جانا پڑے تو جاؤ اور تم پر استغفار لازم ہے۔

۵۴۔ یاعلیؑ مومن کی تین علامتیں ہیں: نماز و زکوٰۃ اور صوم۔ غیر مخلص کی تین علامتیں ہیں: جب حاضر ہو تو چاپلوسی کرے، جب غائب ہو تو غیبت و برائی کرے۔ جب مصیبت میں دیکھے تو طعنہ زنی کرے۔ اور ظالم کی تین علامتیں ہیں: اپنے ماتحتوں پر غلبہ کی وجہ سے سختی کرے اور اپنے اوپر والوں کی نافرمانی کرے اور ظالموں کی پشت پناہی کرے۔ ریاکار کی بھی تین علامتیں ہیں: لوگوں کے سامنے چستی اور تیزی دکھائے، اور جب اکیلا ہو تو سستی اور کسالت کرے اور چاہتا ہو کہ تمام امور میں اس کی تعریف کی جائے۔ اور منافق کی بھی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جو وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، جب امانتدار بنایا جائے تو خیانت کرے۔

۵۵۔ یاعلیؑ نو (۹) چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں: کھٹا اور ترش سیب کھانا، دھنیا اور پنیر اور چوہے کا جھوٹا کھانا اور قبروں کے کتبہ کا پڑھنا اور عورتوں کے درمیان چلنا، جوؤں کا پھینکنا، گردن کی جڑ کی حجامت کرنا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

۵۶۔ یاعلیؑ عیش تین باتوں میں ہے: وسیع مکان، حسین کنیز اور پتلی کمر کا گھوڑا۔

مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے کوفہ میں اہلِ لغت میں سے ایک شخص سے سنا ہے کہ فرس قباء پتلی کمر والے گھوڑے کو کہتے ہیں اس کو فرس اقب وقباء دونوں کہتے ہیں اس لئے کہ فرس مذکر و مونث دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور مونث کے علاوہ کسی کو قباء نہیں کہتے ذوالرمہ شاعر کہتا ہے:

تنصبت حوله یوماً تراقبه ○ صحر سما حیج فی احشا ئها قبب

(ایک دن اس کے اردگرد دیکھنے کے لئے ایسی طویل حماران وحشی کھڑی ہو گئیں جن کی کمر پتلی تھی)

صحر جمع اصحر مائل بہ سرخی، سماحیج طویل قبب تپلی۔

۵۷۔ یا علیؑ خدا کی قسم اشرار کی سلطنت میں اگر کوئی کمینہ اور گھٹیا آدمی کنوئیں کی تہہ میں بھی پڑا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایسی ہوا بھیجے گا جو اس کو اُٹھا کر اخیار و اشراف کے اوپر کر دے گی۔

۵۸۔ یا علیؑ جو شخص خود کو اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص مزدور کو مزدوری دینے سے انکار کرے تو اس پر اللہ کی لعنت، جو شخص کوئی حادثہ کر گزرے یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی لعنت۔ تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ وہ حادثہ کیا ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: قتل۔

۵۹۔ یا علیؑ مومن وہ ہے جس سے تمام مسلمانوں کی جان و مال محفوظ رہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان سلامت رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو برائیوں کو ترک کر دے۔

۶۰۔ یا علیؑ سب سے زیادہ مومن کے ایمان کی نشانی اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی ہے۔

۶۱۔ یا علیؑ جو شخص اپنی عورت کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ علی علیہ السلام نے عرض کیا: وہ اطاعت کیا ہے؟ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ حمام جانے کی اور کسی عروسی میں جانے کی یا کسی غمی میں جانے کی اور باریک لباس پہننے تک کی اجازت چاہے۔

۶۲۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ جاہلیت کی نخوت اور اپنے آباء پر فخر کو ختم کر دیا اور کہا کہ آگاہ رہو سب لوگ آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے اور ان میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

۶۳۔ یا علیؑ مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زانیہ کا مہر، فیصلہ کرنے پر رشوت اور کاہن کی اجرت یہ سب حرام کی کمائی ہے۔

۶۴۔ یا علیؑ جو شخص علم اس لئے حاصل کرے کہ بیوقوفوں سے بحث کرے یا علماء سے مجادلہ و مناظرہ کرے یا خود اپنی طرف لوگوں کو دعوت دے تو وہ اہل جہنم میں سے ہے۔

۶۵۔ یا علیؑ جب کوئی بندہ مر جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا اور ملائکہ کہتے ہیں کہ اس نے آخرت کے لئے کچھ نہیں بھیجا۔

۶۶۔ یا علیؑ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

۶۷۔ یا علیؑ اچانک موت مومن کے لئے راحت اور کافر کے لئے حسرت ہے۔

۶۸۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف وحی فرمائی کہ تو اس کی خدمت کر جس نے میری خدمت کی اور اسے تکلیف دے جس نے تیری خدمت کی۔

۶۹۔ یا علیؑ اگر دنیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک مکھی کے پر کے برابر بھی (اہم) ہوتی تو کافر اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں پی سکتا تھا۔

۷۰۔ یا علیؑ اولین وآخرین میں سے ہر ایک قیامت کے دن یہی تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا میں سے صرف قوتِ لایموت ہی دیا جاتا۔

۷۱۔ یا علیؑ بدترین شخص انسانوں میں سے وہ ہے جو قضا و قدر کے معاملہ میں اللہ پر اتہام رکھے۔

۷۲۔ یا علیؑ مومن کی کراہ تسبیح، اس کی چیخ تہلیل، اس کا بستر پر سونا عبادت اور ایک پہلو سے دوسرے پہلو کروٹ بدلنا راہ خدا میں جہاد ہے اور اگر وہ عافیت وشفاء پا گیا تو لوگوں میں اس طرح چلے پھرے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

۷۳۔ یا علیؑ اگر مجھے کوئی سواری کا جانور (گدھا، خچر) ہدیہ کیا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا۔ اور اگر مجھے اس پر سوار ہونے کی دعوت دی جائے تو میں اسے پسند کروں گا۔

۷۴۔ یا علیؑ عورتوں پر نہ (نماز) جمعہ ہے نہ جماعت، نہ اذان واقامت، نہ مریض کی عیادت، نہ جنازے کی مشایعت، نہ صفا و مروہ کے درمیان ہرولہ،

نہ حجر اسود کا بوسہ، نہ باآوازِ بلند تلبیہ، نہ بال منڈوانا، نہ فیصلہ کرنے کی ذمہ داری، نہ اس سے مشورہ لیا جائے گا، نہ وہ کوئی جانور ذبح کرے گی مگر بوقت ضرورت،، نہ قبر کے پاس کھڑا ہونا، نہ خطبہ کا سننا، نہ خود اپنا آپ نکاح پڑھے گی، نہ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے نکلے گی اور اگر اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلی تو اس پر اللہ کی لعنت اور جبرئیلؑ کی اور میکائیلؑ کی، اور نہ شوہر کے گھر سے بغیر اس کی اجازت سے کچھ لے گی۔ اور اگر شوہر اس پر ناراض ہو وہ اس پر ظلم بھی کرے تو وہ اس کے گھر سے باہر شب نہ بسر کرے گی۔

۷۵۔ یا علیؑ اسلام برہنہ ہے، اس کا لباس حیا ہے، اس کی زینت وفا ہے، اس کی مروت عملِ صالح ہے، اس کا ستون ورع اور پرہیزگاری ہے اور ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل بیتؑ کی محبت ہے۔

۷۶۔ یا علیؑ بد خلقی نحوست ہے اور عورت کی اطاعت ندامت ہے۔

۷۷۔ یا علیؑ اگر کسی شئے میں نحوست ہے تو وہ عورت کی زبان میں ہے۔

۷۸۔ یا علیؑ ہلکی پھلکی زندگی بسر کرنے والے نجات پائیں گے۔

۷۹۔ یا علیؑ جس نے عمداً دیدہ ودانستہ مجھ پر جھوٹ لگایا تو وہ اوندھا جہنم میں جائے گا۔

۸۰۔ یا علیؑ تین چیزیں حافظہ زیادہ کر دیتی ہیں اور بلغم کو دور کرتی ہیں: کندر و مسواک اور قران پاک کی تلاوت۔

۸۱۔ یا علیؑ مسواک سنت ہے وہ منہ کو پاک کرنے والی ہے اور آنکھوں کو جلا دیتی ہے اور خدائے رحمٰن کی خوشنودی ہے۔ دانتوں کو سفید کرتی ہے اور ان کے پیلے پن کو دور کرتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط رکھتی ہے۔ بلغم دور کرتی ہے۔ حافظہ کو زیادہ کرتی ہے نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔ اس سے ملائکہ کو فرحت ہوتی ہے۔

۸۲۔ یا علیؑ نیند چار طرح کی ہے: انبیاء علیہم السلام کی نیند ان کی پشت کے بل ہوتی ہے۔ مومنین کی نیند دائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے۔ کفار و منافقین کی نیند ان کی بائیں کروٹ کے بل ہوتی ہے اور شیاطین کی نیند ان کے منہ کے بل ہوتی ہے۔

۸۳۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا اس کی صُلب سے اس کی ذریت کو قرار دیا۔ اور میری ذریت کو تمہارے صلب سے قرار دیا اگر تم نہ ہوتے تو میری ذریت نہ ہوتی۔

۸۴۔ یا علیؑ چار چیزیں پشت کو شکستہ کر دیتی ہیں: (۱) وہ امام جو اللہ کی نافرمانی کرے اور اس کے حکم پر عمل کیا جائے (۲) وہ بیوی کہ جس کا شوہر لاکھ جتن کرے مگر وہ زنا سے باز نہ آئے (۳) وہ فقر کہ جس کی دوا خود فقیر کے پاس نہ ہو (۴) اور بُرا پڑوسی جو گھر میں رہتا ہو۔

۸۵۔ یا علیؑ حضرت عبد المطلب علیہ السلام نے زمانہ جاہلیت میں پانچ سنتیں قائم کیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں بھی جاری رکھا: باپ کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: **ولا تنکحوا مانکح ابآؤکم من النسآء** (سورۃ نساء۔ آیت نمبر ۲۲) (جن عورتوں سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ان سے تم لوگ نکاح نہ کرو) آنجنابؑ نے ایک دفینہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصہ خمس نکال کر تصدق کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: **واعلموا انما غنمتم من شی فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم امنتم باللّٰہ وماانزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن واللّٰہ علی کل شیٔ قدیر** ۔ (سورۃ انفال۔ آیت نمبر ۴۱) [یہ جان لو جو چیز بھی تم مال غنیمت پاؤ تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے۔ اور اگر تم خدا پر اور اس (غیبی امداد) پر ایمان لا چکے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل کی تھی جس دن دو جماعتیں باہم گتھ گئی تھیں اور خدا تو ہر چیز پر قادر ہے]۔ اور جب آنجنابؑ نے چاہ زمزم کھودا تو اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: **اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد**

الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجٰھد فی سبیل اللّٰہِ لا یستوٗن عنداللّٰہ و اللّٰہ لایھدی القوم الظّٰلمین (سورۃ توبہ۔آیت نمبر۱۹)۔(کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کو آباد رکھنا اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے کے مانند سمجھ لیا ہے۔اور جو خدا اور روز آخر پر ایمان لایا اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔خدا کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا)۔اور آنجنابؐ نے قتل کی دیت ایک سو اونٹ قرار دیئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اسلام میں جاری رکھا۔اور قریش کے نزدیک خانہ کعبہ کے طواف میں شوط اور چکر کی تعداد مقرر نہ تھی،حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے سات شوط مقرر فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے اسی کو اسلام میں جاری رکھا۔

۸۶۔ یاعلیؑ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام ازلام (فال لینے کے تیر) سے مال تقسیم نہیں کرتے تھے اور بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے اور بتوں کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

۸۷۔ یاعلیؑ وہ قوم جو آخرِ زمانہ میں پیدا ہوگی اور نبی کے عہد سے ملحق نہ ہوگی اور حجت ان کی نگاہوں سے پردے میں ہوگی مگر ان کے ہر سفید و سیاہ پر ایمان رکھے گی۔ان کا ایمان لوگوں میں تعجب خیز ہوگا اور ان کا یقین سب سے بڑھا ہوا ہوگا۔

۸۸۔ یاعلیؑ تین چیزیں قسی القلب کر دیتی ہیں:لہو(گانے بجانے کا) سننا،شکار کی تلاش،اور حاکم وقت کے دروازے پر جانا۔

۸۹۔ یاعلیؑ ان جانوروں کی جلد پر نماز نہ پڑھو جن کا تم دودھ نہیں پیتے اور نہ ان کا گوشت کھاتے ہو۔اور ذات الجیش اور ذات الصلاصل اور ضجنان (مکہ اور مدینہ کے درمیان مقامات) میں نماز نہ پڑھو۔

۹۰۔ یاعلیؑ ہر وہ انڈا جس کے دونوں اطراف مختلف ہوں اور مچھلیوں میں سے جس کے فلس (چھلکا) ہو اور چڑیوں میں سے جو پرواز میں پر پھڑ پھڑائے (دف کرے) یہ سب کھاؤ اور جو چڑیا پرواز کے وقت صف کرے (پر نہ پھڑ پھڑائے) اسے چھوڑ دو اور آبی چڑیوں میں سے جن کے پوٹے ہوں انہیں کھاؤ۔

۹۱۔ یاعلیؑ جن درندوں کے نکیلے دانت ہوں اور چڑیوں میں سے جن کے پنجے ہوں ان کا کھانا حرام ہے۔انہیں نہ کھاؤ۔

۹۲۔ یاعلیؑ پھل اور شگوفہ کی چوری پر ہاتھ نہیں کٹے گا۔

۹۳۔ یاعلیؑ زانی پر کوئی مہر نہیں،اشارے کنایہ پر کوئی حد نہیں اور حد میں کوئی شفاعت نہیں۔اور قطعِ رحم میں کوئی قسم نہیں۔بیٹے کے لئے باپ کے ساتھ،عورت کے لئے اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام کے لئے اپنے آقا کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔اور دن کا رات تک کوئی روزہ نہیں اور ایک روزہ دوسرے سے ملانا نہیں اور ہجرت کے بعد عرب صحرائی بننا نہیں ہے۔

۹۴۔ یاعلیؑ کوئی باپ بیٹے کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

۹۵۔ یاعلیؑ بددلی سے دعا اللہ قبول نہیں کرتا۔

۹۶۔ یاعلیؑ عالم کا سونا عابد کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔

۹۷۔ یاعلیؑ دو رکعت نماز جو عالم پڑھتا ہے وہ اس ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو عابد پڑھتا ہے۔

۹۸۔ یاعلیؑ شوہر کی اجازت کے بغیر زوجہ سنتی روزہ نہیں رکھے گی۔اور مالک کی اجازت کے بغیر غلام سنتی روزہ نہیں رکھے گا اور میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان سنتی روزہ نہیں رکھے گا۔

۹۹۔ یاعلیؑ یومِ عیدِ فطر کا روزہ حرام ہے یومِ عیدِ الضحیٰ کا روزہ حرام ہے۔ اور وصال کا روزہ (دو روزوں کو بغیر افطار کیے رکھنا) حرام ہے اور خاموشی کا روزہ حرام ہے اور معصیت کے لئے نذر کا روزہ حرام ہے اور صوم دھر (پورے سال کا روزہ) حرام ہے۔ [1]

۱۰۰۔ یاعلیؑ زنا میں چھ باتیں ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ پس جو دنیا میں ہوں گی وہ یہ کہ چہرے کی رونق جاتی رہے گی، آدمی جلد فنا ہو جائے گا اور روزی منقطع ہو جائے گی اور جو آخرت میں واقع ہوگی وہ بدترین حساب ہوگا، اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جانا ہوگا۔

۱۰۱۔ یاعلیؑ سود و رباء کے ستر (۷۰) حصے [2] ہیں اس میں سب سے معمولی حصہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے۔

۱۰۲۔ یاعلیؑ ایک درہم سود لینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی بڑا ہے کہ کوئی خانہ کعبہ میں اپنی محرم عورت کے ساتھ ستر (۷۰) مرتبہ زنا کرے۔

۱۰۳۔ یاعلیؑ جو شخص ایک قیراط بھی زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم اور نہ اس میں کوئی خوبی ہے۔

۱۰۴۔ یاعلیؑ تارکِ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا کہ وہ اسے دنیا میں پھر سے پلٹا دے (تا کہ اسے ادا کردے) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **حتی اذاجآء احدهم الموت قال رب ارجعون** (سورۃ مومنون آیت ۹۹) [یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا کہ پروردگار تو مجھے دنیا میں واپس کردے (تا کہ زکوٰۃ ادا کردوں)]۔

۱۰۵۔ یاعلیؑ جو شخص حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج ترک کردے تو وہ کافر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وللّٰه على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلاً ومن كفرفان الله غنى عن العالمين** (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۹۷) (اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو اور جس نے کفر وانکار کیا تو اللہ تمام عالمین سے بے نیاز ہے)۔

۱۰۶۔ یاعلیؑ جو شخص حج کو ٹالتا رہے یہاں تک کہ اسے موت آجائے تو اللہ تعالیٰ اس کو یہودی یا نصرانی بنا کر مبعوث کرے گا۔

۱۰۷۔ یاعلیؑ صدقہ سے قضائے مبرم (حتمی موت) بھی رد ہو جاتی ہے۔

۱۰۸۔ یاعلیؑ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۰۹۔ یاعلیؑ کھانا نمک سے شروع کرو اور نمک پر ختم کرو اس لئے کہ اس میں بہتر (۷۲) امراض سے شفاء ہے۔

۱۱۰۔ یاعلیؑ جب میں مقامِ محمود پر کھڑا ہوں گا تو عہدِ جاہلیت میں جتنے میرے باپ ماں چچا اور بھائی ہوں گے ان سب کی شفاعت کروں گا۔

۱۱۱۔ یاعلیؑ میں ابنِ ذبیحین ہوں۔ (یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام وحضرت اسحٰق علیہ السلام کا بیٹا)۔

۱۱۲۔ یاعلیؑ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

۱۱۳۔ یاعلیؑ عقل وہ ہے جس سے جنت حاصل کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کی جائے۔

۱۱۴۔ یاعلیؑ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو خلق کیا وہ عقل ہے۔ اس سے کہا: آگے آؤ۔ وہ آگے آئی۔ پھر اس سے کہا: پیچھے ہٹ۔ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر فرمایا: مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ تیرے ہی بناء میں لوگوں سے لین دین کروں گا، تیرے ہی بناپر میں لوگوں کو ثواب دوں گا اور تیرے ہی بناپر میں لوگوں پر عقاب کروں گا۔

۱۱۵۔ یاعلیؑ اگر کوئی رشتہ دار محتاج ہے تو اس وقت صدقہ نہیں (بلکہ اس کی مدد)۔

---

[1] کیونکہ اس میں وہ دن بھی آجاتے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

[2] یعنی عقاب

۱۱۶۔ یاعلیؑ خضاب کے لئے ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ اس میں چودہ خوبیاں ہیں: یہ دونوں کانوں سے ریح نکال دیتا ہے۔ آنکھوں کا دھندلا پن دور کر دیتا ہے۔ ناک کے نتھنوں کو ملین (نرم) کر دیتا ہے۔ خوشبو کو اچھی کر دیتا ہے۔ جبڑوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ ضعف و کمزوری کو دور کر دیتا ہے۔ شیطانی وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔ اس سے ملائکہ فرحت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مومن کے لئے خوشخبری اور بشارت ہے اور کافر ناراض اور ناخوش ہوتا ہے۔ یہ زینت و طیب ہے۔ منکر ونکیر کو (سوال کرنے سے) حیا آتی ہے اور قبر کے عذاب سے نجات ملتی ہے۔

۱۱۷۔ یاعلیؑ اس قول میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور نہ سرسری نگاہ میں جس کے ساتھ اختیار و آزمائش نہ ہو اور نہ مال و دولت میں جس کے ساتھ جود وسخاوت نہ ہو۔ اور نہ سچائی میں جس کے ساتھ وفا نہ ہو اور نہ فقہ میں جس کے ساتھ ورع و پرہیز گاری نہ ہو اور نہ صدقہ میں جس کے ساتھ نیت نہ ہو۔ اور نہ زندگی میں جس کے ساتھ صحت و تندرستی نہ ہو اور نہ وطن میں جس کے ساتھ امن و خوشی نہ ہو۔

۱۱۸۔ یاعلیؑ بکری کی سات چیزیں حرام ہیں: خون، مذاکیر، مثانہ، حرام مغز، غدود، طحال اور پتہ۔

۱۱۹۔ یاعلیؑ چار چیزوں کی قیمت کم کرانے کی کوشش نہ کرو: قربانی کا جانور خریدنے میں، کفن کے خریدنے میں، غلام کے خریدنے میں اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے کرایہ پر سواری لینے میں مول تول نہ کرو۔

۱۲۰۔ یاعلیؑ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اخلاق میں مجھ سے سب سے مشابہ تم لوگوں میں کون ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: ہاں، یا رسول اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تم لوگوں میں سب سے زیادہ خوش اخلاق، تم میں سب سے زیادہ بُردبار، تم میں سے اپنے قرابتداروں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا اور تم میں سب سے زیادہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنے والا ہے۔

۱۲۱۔ یاعلیؑ میری امت کے لوگ جب کشتی پر سوار ہوں تو وہ یہ آیت پڑھ کر دم کر لیں (ان کے لئے) غرق سے امان ہے: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعاً قَبْضَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ. (سورۃ زمر آیت ۶۷) (اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے تھی لوگوں نے نہ کی۔ قیامت کے دن زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے۔ جسے یہ لوگ اس کا شریک بناتے ہیں وہ اس سے پاکیزہ اور برتر ہے) بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (سورۃ ھود آیت نمبر ۴۱) (اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بے شک میرا ربّ ہی بخشنے والا اور مہربان ہے)۔

۱۲۲۔ یاعلیؑ میری امت کے لئے چوری سے امان ہے (اس آیت کریمہ میں) قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْھَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلاً. وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْراً۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱۱-۱۱۰) (کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن جو کہہ کر پکارو گے سو سب نام اسی کے اچھے ہیں۔ اور اپنی نماز بہت بلند آواز سے نہ پڑھ اور نہ بالکل چپکے چپکے اور ان دونوں کے درمیان کا راستہ اختیار کر۔ اور کہہ کہ ہر طرح کی تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جو نہ تو کوئی اولاد رکھتا ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی ساجھے دار ہے اور نہ اسے کسی طرح کی کمزوری ہے کہ کوئی اس کا سرپرست ہو اور اس کی بڑائی اچھی طرح کرتا رہ)۔

۱۲۳۔ یاعلیؑ امت کے لئے (یہ کہنا) بربادی سے امان ہے: اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْماً غَفُوْراً۔ (سورہ فاطر آیت نمبر ۴۱) (بے شک اللہ تھام رہا ہے آسمان کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو کوئی تھام نہ سکے ان کو سوائے اس کے۔ وہ ہے تحمل والا اور بخشنے والا)۔

۱۲۴۔ یا علیؑ (یہ کہنا) میری امت کے لئے امان ہے ہر غم وہم میں: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ یعنی نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں کوئی قوت لیکن صرف اللہ کی دی ہوئی اور نہیں کوئی جائے پناہ اور نہیں ہے کوئی نجات اللہ سے لیکن صرف اللہ کی طرف۔

۱۲۵۔ یا علیؑ میری امت کے لئے (یہ کہنا) جلنے سے امان ہے: اِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَيَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ (سورۂ اعراف۔ آیت نمبر ۱۹۶) (میرا حمایتی تو اللہ ہے۔ جس نے اتاری کتاب اور حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی) وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْقَالُوْا مَآاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّالَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ، قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔ (سورۃ انعام آیت ۹۱) [ان لوگوں (یہودی) نے خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیے نہ کی اس لئے کہ ان لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ خدا نے کسی بشر پر کچھ نازل ہی نہیں کیا تم پوچھو تو پھر وہ کتاب جسے موسیٰ لے کر آئے تھے کس نے نازل کی جو لوگوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی جسے تم لوگوں نے الگ الگ کر کے کاغذی اوراق بنا ڈالے اور اس میں کا کچھ حصہ تو تم ظاہر کرتے ہو اور بہتیرے کو چھپاتے ہو حالانکہ تمہیں وہ باتیں سکھائی گئیں جنہیں تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔ تم ہی کہہ دو کہ خدا نے اس کے بعد انہیں چھوڑ دیا کہ اپنی تُو تُو میں میں، میں کھیلتے پھرو]۔

۱۲۶۔ یا علیؑ جس شخص کو درندوں سے خوف ہو وہ اس آیت کو پڑھے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ (سورۂ توبہ آیت ۱۲۸۔۱۲۹) (تمہارے پاس آیا ہے رسول تم ہی میں سے۔ جو تم کو ناگوار ہے اس کو بھی شاق ہے۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے۔ پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے)۔

۱۲۷۔ یا علیؑ جس شخص کی سواری سرکشی کرے تو اس کے داہنے کان میں یہ آیت پڑھے: وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔ (سورہ آل عمران ۸۳) (اور اسی حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے، مجبوری سے اور اسی کی طرف سب لوٹ جائیں گے)۔

۱۲۸۔ یا علیؑ جس شخص کے شکم میں پت کا پانی یعنی مرض استسقاء ہو تو وہ اپنے شکم پر آیۃ الکرسی تحریر کرے اور پانی پر دم کر کے وہ پانی پیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب ہوگا۔

۱۲۹۔ یا علیؑ جو شخص کسی ساحر یا کسی شیطان سے خوف زدہ ہو تو اس آیت کی تلاوت کرے: ان ربکم اللہ الذی خلق السموات فی الارض'[1]

[1] قرآن مجید میں "ان ربکم اللہ الذی خلق السموات فی الارض' سے شروع ہونے والی دو آیتوں میں ایک تو مذکورہ بالا اور دوسری سورۂ یونس کی تیسری آیت ہے لیکن مناسبت کے اعتبار سے پہلی ہی آیت مراد معلوم ہوتی ہے۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَلَا مْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ اعراف آیت نمبر ۵۴) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ پھر قرار پکڑا عرش پر۔ اڑھاتا ہے رات پر دن کہ وہ اس کے پیچھے دوڑ لگاتا ہوا آتا ہے۔ اور سورج چاند تارے پیدا کیے اپنے حکم کے تابعدار۔ سن لو کہ اسی کا کام پیدا کرنا ہے اور حکم کرنا ہے۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہانوں کا) اور دوسری آیت ہے اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَامِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (سورۂ یونس آیت نمبر ۳) (بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ پھر قائم ہوا عرش پر۔ کام کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد۔ وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اس کی بندگی کرو۔ کیا تم خیال نہیں کرتے)۔

۱۳۰۔ یا علیؑ لڑکے کا حق اس کے باپ پر یہ ہے کہ اس کا کوئی اچھا سا نام رکھے، اس کو ادب سکھائے اور اس کو ایسی جگہ رکھے جو صالحین کے رہنے کی جگہ ہے۔ اور باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کو نام لے کر نہ پکارے اور اس کے آگے نہ چلے اور اس کے آگے نہ بیٹھے اور اس کے ساتھ حمام میں نہ جائے۔

۱۳۱۔ یا علیؑ تین چیزیں وسواس پیدا کرتی ہیں: مٹی کھانا۔ دانتوں سے ناخن کترنا اور اپنی ڈاڑھی چبانا۔

۱۳۲۔ یا علیؑ ان والدین پر اللہ کی لعنت جو اپنی اولاد کو اپنی نافرمانی پر مجبور کردیں۔

۱۳۳۔ یا علیؑ والدین پر بھی اپنے لڑکے کے نافرمان ہونے کی اتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی لڑکے پر اپنے والدین کے نافرمان ہونے کی ذمہ داری ہے۔

۱۳۴۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ ان والدین پر رحم کرے جو اپنے لڑکوں کو اپنے ساتھ حسن سلوک پر آمادہ کریں۔

۱۳۵۔ یا علیؑ جو شخص اپنے والدین کو رنج پہنچائے وہ والدین سے عاق ہوجاتا ہے۔

۱۳۶۔ یا علیؑ جس شخص کے سامنے کسی مردِ مسلم کی غیبت ہورہی ہو اور وہ اس کی صفائی اور مدد کرسکتا ہو مگر مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں (بے یار و مددگار) چھوڑ دے گا۔

۱۳۷۔ یا علیؑ جو شخص اپنے مال سے کسی یتیم کے اخراجات سنبھالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہوجائے تو البتہ اس پر جنت واجب ہے۔

۱۳۸۔ یا علیؑ جو شخص کسی یتیم کے سر پر اپنے شفقت کا ہاتھ پھیرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ہر بال کے عوض اس کو ایک نور عطا کرے گا۔

۱۳۹۔ یا علیؑ جہل سے سخت کوئی تنگدستی نہیں اور عقل سے بڑھ کر کوئی مال منفعت بخش نہیں اور غرور سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں اور تدبیر کے مانند کوئی عقل نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس سے بچنے کے مانند کوئی پرہیزگاری نہیں اور حسن خلق کے مانند کوئی ذاتی فضیلت نہیں اور تفکر کے مانند کوئی عبادت نہیں۔

۱۴۰۔ یا علیؑ تکلم کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت نسیان ہے اور عبادت کی آفت عدمِ رجوعِ قلب ہے، اور جمال کی آفت غرور ہے اور علم کی آفت حسد ہے۔

۱۴۱۔ یا علیؑ چار باتیں اسراف اور فضول خرچی ہیں: شکم سیری کے باوجود کھانا، چاندنی میں چراغ جلانا، زمینِ شور میں تخم ریزی کرنا اور نااہل کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

۱۴۲۔ یا علیؑ جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

۱۴۳۔ یا علیؑ نماز میں کوے کی طرح چونچ مارنے سے بچو اور سجدے میں شیر کی طرح شکار کرنے سے پرہیز کرو۔

۱۴۴۔ یا علیؑ اگر میں اژدھے کے منہ میں کہنی تک ہاتھ ڈال دوں تو یہ میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ میں کسی ایسے سے کچھ مانگوں جس کے پاس پہلے نہ تھا اور اب ہوگیا۔

۱۴۵۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ کا لوگوں میں سب سے زیادہ نافرمان اور سرکش وہ ہے جو اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے اور جس نے مارا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو مارے۔ اور جو اپنے موالی کے علاوہ کسی سے تولّی (محبت) رکھے اور اس سے انکار کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔

۱۴۶۔ یا علیؑ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو اس لئے کہ یہ اللہ کے مقرب بندوں کے لئے اللہ کی طرف سے فضیلت ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: میں کس نگینہ کی انگوٹھی پہنوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم عقیقِ سرخ کی انگوٹھی پہنو اس لئے کہ اس کے پہاڑ نے سب سے پہلے اللہ کی ربوبیت اور میری نبوت اور اے علیؑ تمہارے وصی ہونے کا اور تمہاری اولاد کی امامت کا اور تمہارے شیعوں کے جنتی ہونے کا اور تمہارے دشمنوں کے

جہنمی ہونے کا اقرار کیا۔

۱۴۷۔ یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے دنیا پر پہلی نظر ڈالی تو تمام عالمین میں سے مجھے منتخب کیا۔ پھر دوسری نظر ڈالی تو سارے عالمین میں سے تم کو منتخب کیا اور تیسری مرتبہ نظر ڈالی تو سارے عالمین کے مردوں میں سے تمہاری اولاد کے ائمہ کو منتخب کیا اور چوتھی مرتبہ نظر ڈالی تو تمام عالمین کی عورتوں میں سے فاطمہ (علیہا السلام) کو منتخب کیا۔

۱۴۸۔ یا علیؑ میں نے تین مقامات پر اپنے نام کے ساتھ تمہارے نام کو دیکھا تو اسے دیکھتے ہوئے مجھے اچھا لگا۔ جب میں معراج میں آسمان پر جاتے ہوئے بیت المقدس پہنچا تو اس کے صخرہ ۱ پر لکھا ہوا پایا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ (نہیں کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں میں نے ان کے وزیر کے ذریعہ ان کی تائید کی میں نے ان کے وزیر کے ذریعے ان کی نصرت کی) تو میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: میرا وزیر کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو اس پر لکھا ہوا پایا: انی انا اللہ لا الہ انا وحدی محمد صفوتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ (بے شک میں ہی اللہ ہوں، نہیں ہے کوئی اللہ سوائے مجھ اکیلے کے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مخلوق میں میرے منتخب بندے ہیں۔ میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی، میں نے ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی) تو میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: میرا وزیر کون؟ تو انہوں نے کہا: علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ رب العالمین کے عرش تک پہنچا تو اس کے ستونوں پر لکھا ہوا پایا: انی انا اللہ لا الہ الا انا وحدی محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ [میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے مجھ اکیلے کے، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے حبیب ہیں۔ میں نے ان کی تائید ان کے وزیر کے ذریعہ کی، میں نے ان کی نصرت ان کے وزیر کے ذریعہ کی۔]

۱۴۹۔ یا علیؑ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے اندر سات خوبیاں عطا کی ہیں۔ میرے ساتھ تم ہی ہو جس کے لئے قبر شق ہوگی۔ اور تم ہی پہلے ہوگے جو میرے ساتھ صراط پر کھڑے ہوگے اور جب مجھے لباس جنت پہنایا جائے گا تو تمہیں بھی پہلے پہنایا جائے گا۔ اور جب مجھے تحیت وسلام کہا جائے گا تو تمہیں بھی کہا جائے گا۔ اور تم پہلے ہوگے جس کو میرے ساتھ علیین میں ساکن کیا جائے گا۔ اور تم پہلے ہوگے جس کو میرے ساتھ جنت کی شراب جس کے منہ پر مسک کی مہر لگی ہوگی پلائی جائے گی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا: اے سلمان اگر تم بیمار ہوئے تو تمہاری بیماری کے اندر تمہارے لئے تین باتیں ہوں گی: تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے یاد میں رہو گے اور اس میں تمہاری دعا قبول ہوگی۔ اور تمہاری بیماری تمہارے جسم سے ہر گناہ بغیر جھاڑے ہوئے نہیں چھوڑے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدت حیات پوری ہونے تک تمہیں خیر وعافیت سے رکھے گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی ذر رحمتہ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر تم کسی سے کچھ مانگنے سے ہمیشہ بچنا اس لئے کہ اس میں اس وقت ذلت ہوگی پھر بہت جلد فقیر بنا دے گی اور قیامت کے دن اس کا بہت لمبا چوڑا احساب ہوگا۔

اے ابوذر تم تنہائی میں زندگی بسر کرو گے اور تنہائی کے عالم میں مرو گے اور تنہا جنت میں داخل ہو گے اور اہل عراق کا ایک گروہ تم تک پہنچنے کی سعادت حاصل کرے گا اور وہی تمہارے غسل وکفن ودفن کا فریضہ انجام دے گا۔۲ اے ابوذر تم اپنا ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ نہ مانگنا لیکن اگر خود کوئی شخص

---

۱ صخرہ: بیت المقدس میں وہ پتھر جو ہوا میں معلق ہے۔

۲ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات میں سے ایک ہے کہ جو کچھ واقع ہونے والا تھا اس کی خبر دی۔ رجوع کیا جائے ابوذر اور عثمان بن عفان کے درمیان اختلاف کو جس کے نتیجے میں عثمان نے ان کو مدینہ سے جلاوطن کر کے ربذہ بھیج دیا جہاں غربت میں ان کی موت واقع ہوگئی۔ (شرح نہج البلاغۃ از ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۳۷۵ طبع اول از مصر)

کچھ دے تو اسے قبول کر لینا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو یہ نہ بتاؤں کہ تم سب میں بدترین کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: چغل خور، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے، اس کے لئے عیب تلاش کرنے والے جو اس سے بَری ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ چھوٹے چھوٹے فقرات جو اس سے پہلے بیان نہیں کیے گئے

(۵۷۶۵) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(۵۷۶۶) جو چیز تھوڑی ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور الجھائے رکھے۔

(۵۷۶۷) بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے۔

(۵۷۶۸) حکمت کی اصل خوف خدائے عز وجل ہے۔

(۵۷۶۹) دل میں جو چیزیں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔

(۵۷۷۰) شک وریب منجملہ کفر کے ہے۔

(۵۷۷۱) نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔

(۵۷۷۲) سکر (نشہ) جہنم کا انگارہ ہے۔

(۵۷۷۳) شعر ابلیس کی طرف سے ہے۔

(۵۷۷۴) شراب گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۵۷۷۵) عورتیں شیطان کے پھندے ہیں۔

(۵۷۷۶) جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔

(۵۷۷۷) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔

(۵۷۷۸) بدترین کھانا یتیم کا مال ناجائز طور سے کھانا ہے۔

(۵۷۷۹) نیک بخت وہ ہے جو غیر سے نصیحت حاصل کرے۔

(۵۷۸۰) بدبخت وہ ہے جو بطن سے بدبخت ہو۔

(۵۷۸۱) تم لوگوں کی بازگشت چار ہاتھ زمین (یعنی قبر) کی طرف ہے۔

(۵۷۸۲) سب سے بڑا سود تو جھوٹ ہے۔

(۵۷۸۳) مومن کو دُشنام (گالی) دینا فسق ہے، مومن سے قتال کرنا کفر ہے، اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے، اس کے مال کا احترام اس کے خون کے احترام کے مانند ہے۔

(۵۷۸۴) جو شخص اپنے غصہ کو ضبط کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔

(۵۷۸۵) جو مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کا عوض دے گا۔

(۵۷۸۶) اس وقت (میدان جنگ) تنور کی طرح گرم ہے۔ (یہ جملہ حنین کے دن فرمایا)۔

(۵۷۸۷) مومن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

(۵۷۸۸) آدمی پر مصیبت اپنے ہاتھ ہی سے آتی ہے۔

(۵۷۸۹) طاقتور وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آجائے۔

(۵۷۹۰) کان سے سنا آنکھوں سے دیکھنے کے مانند نہیں ہوتا۔

(۵۷۹۱) یا اللہ میری امت کو ہفتہ اور جمعرات کے دن سحر خیزی میں برکت دے۔

(۵۷۹۲) مجلسوں میں (جو کچھ دیکھا یا سنا جاتا ہے) ایک طور کی امانت ہے۔

(۵۷۹۳) قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

(۵۷۹۴) اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے ٹکرائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پاش پاش کردے گا۔

(۵۷۹۵) حسنِ سلوک ان لوگوں سے شروع کرو جو تمہارے عیال ہیں۔

(۵۷۹۶) جنگ دھوکے اور چالبازی کا نام ہے۔

(۵۷۹۷) ایک مسلمان اپنے برادرِ مسلم کے کردار کا آئینہ ہوتا ہے۔

(۵۷۹۸) جو شخص میدانِ جنگ میں (جہاد میں) نہیں مرا گویا وہ بستر پر مرا (یعنی کوئی فضیلت نہیں)۔

(۵۷۹۹) منہ سے بات نکلی اور بلا مسلط ہوئی۔

(۵۸۰۰) تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔

(۵۸۰۱) بخل سے بڑا کون سا مرض ہے؟

(۵۸۰۲) حیا مکمل خیر اور خوبی ہے۔

(۵۸۰۳) جھوٹی قسم آبادیوں کو اجاڑ کر چھوڑتی ہے۔

(۵۸۰۴) بغاوت کی سب سے جلد سزا ملتی ہے۔

(۵۸۰۵) حسنِ سلوک کی بہت جلد اور اچھی جزا ملتی ہے۔

(۵۸۰۶) مسلمان اپنی شرط اور عہد کے پابند ہوتے ہیں۔

(۵۸۰۷) بیشک بعض شعر حکمت سے لبریز ہوتے اور بعض کے بیان میں سحر و جادو ہوتا ہے۔

(۵۸۰۸) زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(۵۸۰۹) جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہو وہ شہید ہے۔

(۵۸۱۰) عطا کردہ شئے کو واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے اپنی قے کو پھر کھائے۔

(۵۸۱۱) کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے برادرِ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے۔

(۵۸۱۲) جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

(۵۸۱۳) شرمندگی اور ندامت ہی توبہ ہے۔

(۵۸۱۴) لڑکا شوہر کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔

(۵۸۱۵) نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی ایسا ہی ہے جیسے وہ خود نیک کام کرنے والا ہے۔

(۵۸۱۶) کسی شے کی محبت وخواہش تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔

(۵۸۱۷) جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(۵۸۱۸) گم شدہ چیز گم کرنے والے ہی کو دی جائے گی۔

(۵۸۱۹) جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہی کیوں نہ ہو۔ [1]

(۵۸۲۰) تمام روحیں (عالم ارواح میں) فوج در فوج رہتی تھیں اگر وہاں ایک دوسرے سے تعارف ہوا ہے تو یہاں ان میں باہمی الفت ہے اور اگر وہاں ایک دوسرے سے متعارف نہیں ہوئیں تو یہاں ان کے درمیان اختلاف ہوگا۔

(۵۸۲۱) مالدار شخص کا ادائیگیِ قرض میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

(۵۸۲۲) سفر بھی عذاب کا ایک حصہ ہے۔

(۵۸۲۳) انسانوں کا بھی معدن ہوتا ہے سونے اور چاندی کے معدن کی طرح۔

(۵۸۲۴) صاحبِ مجلس صدرِ مجلس بننے کا زیادہ حقدار ہے۔

(۵۸۲۵) تعریف کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ [2]

(۵۸۲۶) صدقہ دے کر آسمان سے رزق اتارو۔

(۵۸۲۷) دعا کے ذریعہ بلاؤں کو دفع کرو۔

(۵۸۲۸) دلوں کی فطرت میں یہ ہے کہ جو شخص ان پر احسان کرے اس سے محبت کریں اور جس نے ان سے بدسلوکی کی ہے اس سے نفرت کریں۔

(۵۸۲۹) صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔

(۵۸۳۰) اگر اپنے رشتہ دار محتاج ہیں تو کسی اور کو صدقہ دینا مناسب نہیں۔

(۵۸۳۱) صحت اور فراغت یہ دونوں پوشیدہ نعمتیں ہیں۔

(۵۸۳۲) بادشاہوں کا عفو سے کام لینا اُن کی سلطنت کو زیادہ دنوں باقی رکھتا ہے۔

(۵۸۳۳) آدمی کا اپنی زوجہ کو عظمت دینا اس کی عفت میں اضافہ کرتا ہے۔

(۵۸۳۴) خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۵۸۳۵) مجھ سے روایت کی ہے محمد بن ابراہیم بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے، ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حسن بن قاسم نے اس حدیث کی قرات کی کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم بن معلیٰ نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے ابوعبداللہ محمد بن خالد نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن بکر مرادی نے، انہوں نے روایت کی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے جد نامدار سے، انہوں نے حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام سے اور انہوں نے اپنے والد مکرم علیہ السلام سے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سامانِ جنگ کے متعلق گفتگو کررہے تھے کہ اتنے میں ایک ضعیف العمر

---

[1] یعنی جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کو صدقہ کرکے کیوں نہ ہو یا یہ کہ قلیل صدقہ دینے سے مت ہچکچاؤ۔

[2] یعنی ان کی امیدوں کو توڑ دو اور انہیں کوئی چیز نہ دو (محمد تقی مجلسی) غالباً ان لوگوں سے مراد ہے، جو جھوٹی تعریف کرکے کسی بھی قسم کی منفعت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔

شخص وارد ہوا جس پر آثارِ سفر نمایاں تھے اور بولا: امیر المومنینؑ کہاں ہیں؟ تو اس سے کہا گیا کہ امیر المومنین علیہ السلام یہ ہیں۔ اس نے آنجناب علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا: یا امیر المومنین میں آپؑ کے پاس دیارِ شام سے حاضر ہوا ہوں۔ میں بوڑھا ہوں اور میں نے آپؑ کے لاتعداد فضائل سنے ہیں کہ جس سے مجھے گمان ہوتا ہے کہ آپؑ لوگوں کو کہیں فریب تو نہیں دیتے لہٰذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو علم دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کیجئے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اچھا اے شیخ سنو! جس شخص کے دو دن یکساں گزرے وہ نقصان میں ہے۔ اور جس شخص کا مقصد ہی دنیا حاصل کرنا ہوگا تو دنیا چھوڑتے وقت اس کو بہت حسرت ہوگی۔ اور جس کسی کا آج کے بعد کل کا دن اس سے بُرا گزرا تو وہ محروم ہے اور ایک شخص کو جب اس کی دنیا سپرد کی جائے پھر وہ آخرت کے خسارے کی پرواہ نہ کرے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اور جو شخص اس نقصان سے اپنے نفس کو نہ بچائے تو یقیناً اس پر خواہشات کا غلبہ ہے اور جو اس نقصان میں زندگی بسر کررہا ہے تو اس کے لئے موت بہتر ہے۔ اے شیخ! جس چیز کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ اور دوسروں کے لئے بھی وہی برتاؤ کرو جس کو تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے۔

اس کے بعد آنجناب علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم نہیں دیکھتے کہ اہل دنیا شام و صبح مختلف حالات میں بسر کرتے ہیں۔ کوئی بسترِ مرض پر کروٹیں بدلتا ہے تو کوئی کسی کی عیادت کو جاتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ لوگ اس کی عیادت کو آتے ہیں۔ کوئی نزع کے عالم میں ہے، کسی کو بچنے کی امید نہیں، کوئی کفن پہنے ہوئے ہے۔ مگر لوگ دنیا کے طالب ہیں اور موت ان کی طالب ہے۔ وہ غافل ہیں مگر موت ان سے غافل نہیں اور گذشتگان کے نقشِ قدم پر موجودہ لوگ بھی جارہے ہیں۔

زید بن صوحان عبدی نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ کس کی سلطنت زیادہ غالب ہوتی ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: خواہشات کی۔ اس نے عرض کیا: سب سے زیادہ ذلیل بات کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: دنیا کی حرص۔ عرض کیا: کون سا فقر و افلاس زیادہ شدید ہے؟ فرمایا: ایمان کے بعد کفر۔ عرض کیا: کون سی دعوت سب سے زیادہ گمراہ کن ہے؟ فرمایا: اس چیز کی طرف دعوت جو ممکن نہیں۔ عرض کیا: کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: تقویٰ۔ عرض کیا: کون سا عمل ہے جو سب سے زیادہ نجات دہندہ ہے؟ فرمایا: اس شئے کی طلب جو خدائے عزوجل کے پاس ہے۔ عرض کیا: کون سا مصاحب بُرا ہے؟ فرمایا: وہ مصاحب جو تیرے سامنے اللہ عزوجل کی معصیت کو مزین کرکے پیش کرے۔ عرض کیا: مخلوق میں کون سب سے شقی اور بدبخت ہے۔ فرمایا: جو اپنے دین کو دوسرے کی دنیا کے لئے فروخت کردے۔ عرض کیا: اور مخلوق میں سب سے زیادہ قوی کون ہے؟ فرمایا: حلیم و بردبار۔ عرض کیا: مخلوق میں سب سے زیادہ حریص و بخیل کون ہے؟ فرمایا: جو ناجائز طور پر مال حاصل کرے اور ناجائز طور پر خرچ کرے۔ عرض کیا: اور لوگوں میں سب سے ذہین کون ہے؟ فرمایا: جو گمراہی میں رہتے ہوئے ہدایت کو دیکھے تو ہدایت کی طرف مائل ہوجائے۔ عرض کیا: اور لوگوں میں سب سے زیادہ حلیم کون ہے؟ فرمایا: جو کبھی غصے میں نہیں آیا۔ عرض کیا: اور لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی رائے پر ثابت قدم کون ہے؟ فرمایا: جس کو لوگ بہکا نہ سکیں اور جس کو دنیا کا کوئی شوق نہ بہکا سکے۔ عرض کیا: اور لوگوں میں سب سے زیادہ احمق کون ہے؟ فرمایا: جو دنیا کے حالات کے انقلاب کو دیکھ کر بھی دنیا سے دھوکا کھا جائے۔ عرض کیا: اور سب سے زیادہ مایوس کون ہے؟ فرمایا: جو دنیا و آخرت دونوں سے محروم رہے۔ اور یہی کھلا ہوا نقصان ہے۔ عرض کیا: مخلوق میں سب سے زیادہ اندھا کون ہے؟ فرمایا: جو غیرِ خدا کے لئے عمل کرے اور اللہ سے اپنے اس عمل کا اجر و ثواب چاہے۔ عرض کیا: سب سے افضل قناعت کیا ہے۔ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے اسی پر قناعت کرے۔ عرض کیا: سب سے شدید مصیبت کیا ہے؟ فرمایا: دین کی مصیبت۔ ۱؎ عرض کیا: سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ فرمایا: انتظارِ فرج (امام زمانہؑ)۔ عرض کیا: اللہ کے نزدیک سب سے اچھا کون شخص ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ خدا کا خوف کرے اور سب سے زیادہ متقی ہو اور سب سے زیادہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ عرض کیا: اور اللہ کے نزدیک سب سے افضل کلام کیا ہے؟ فرمایا: اللہ

۱؎ دین، دُال، کے زیر کے ساتھ تو اس سے مراد وہ مصیبت ہے، جو اللہ کی نافرمانی اور گناہ کے افعال سے وارد ہو۔ اور دُال زبر کے ساتھ ہو تو معنی ظاہر ہیں یعنی قرض۔

کو کثرت سے یاد کرنا اور اس سے گڑگڑا کر دعا کرنا۔ عرض کیا: سب سے زیادہ سچا قول کیا ہے؟ فرمایا: اس بات کی گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اس اللہ کے۔ عرض کیا: اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ فرمایا: اپنے امور خدا کے حوالے کرنا اور ورع اختیار کرنا۔ عرض کیا: اور لوگوں میں سب سے سچا کون ہے؟ فرمایا: جو ہر موقع پر سچا ہو۔

اس کے بعد شیخ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے شیخ! اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگ پیدا کیے جن پر دنیا تنگ کردی ان کو دیکھتے ہوئے انہیں دنیا اور اسباب دنیا میں زاہد بنا دیا تو یہ لوگ اس دار السلام کی طرف راغب ہوئے جس کی انہیں دعوت دی گئی، انہوں نے تنگیٔ معاش پر اور دنیا کے مصائب پر صبر کیا اور اس کرم کے مشتاق ہوئے جو خدائے عزّ وجلّ کے پاس فراہم ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی جان قربان کردی اور ان کے اعمال شہادت پر ختم ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس شان سے حاضر ہوئے کہ اللہ ان سے راضی وخوش اور وہ اللہ سے راضی وخوش اور انہوں نے سمجھ لیا کہ جو گزر گئے اور جو باقی ہیں ان کے لئے موت ہی ایک راستہ ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی آخرت کے لئے زادِ سفر میں سونا اور چاندی کو ساتھ نہیں لیا، موٹے جھوٹے لباس پہنتے رہے اور بلاؤں پر صبر کیا اور نیکیاں آگے بھیجتے رہے اور کسی سے محبت کی تو اللہ کے لئے اور کسی سے نفرت کی تو اللہ کے لئے اور یہی لوگ چراغ راہِ ہدایت اور آخرت میں اہل جنت ہیں۔ والسلام۔

شیخ نے عرض کیا: پھر میں جنت کو چھوڑ کر کہاں جاؤں جبکہ جنت اور اہل جنت کو آپؑ کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ یا امیر المومنینؑ مجھے سامانِ حرب دیجئے تاکہ میں آپؑ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو سلاحِ جنگ عطا فرمایا اور وہ اسے لے کر امیر المومنینؑ کے سامنے جنگ کرتا رہا اور ایسی بہادری کے ساتھ جنگ کرتا رہا کہ خود امیر المومنین علیہ السلام اس کے حرب وضرب پر تعجب کرتے رہے اور جب جنگ سخت ہوگئی تو اس نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور قتل کردیا گیا، اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص اس کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ زمین پر گرا ہوا ہے اور وہاں اس کے گھوڑے کو کھڑا پایا اور اس کی تلوار کو اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیان پایا۔ جب جنگ تمام ہوئی تو وہ اس کے گھوڑے اور اس کی تلوار دونوں کو لے کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے لئے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: خدا کی قسم یہ شخص حقیقت میں سعید و نیک بخت ہے، تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لئے طلبِ رحمت کرو۔

(۵۸۳۶) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ سے وصیت کے اندر فرمایا: اے فرزند جھوٹی تمناؤں پر اعتماد کرنے سے گریز کرو اس لئے کہ یہ احمق لوگوں کا سرمایہ ہے اور آخرت کے امور میں دیر کرنا ہے۔ آدمی کی خوش قسمتی صالح ساتھی کا ملنا ہے۔ اہلِ خیر کے ساتھ بیٹھو تم بھی ان میں سے ہو جاؤ گے اور اہل شر سے جدائی اختیار کرو۔ جو لوگ غلط اور فضول باتیں اور جھوٹی اور خود ساختہ کہانیاں سنا کر تمہیں ذکرِ خدا اور ذکرِ موت سے روکتے ہیں ان سے ہوشیار رہو۔ تم پر اللہ کی طرف غلط فہمی اور بدگمانی نہ غالب آجائے اس لئے کہ یہ تمہارے اور تمہارے دوست کے درمیان صلح نہیں چھوڑے گی۔ تم اپنا قلب ادب سے اس طرح پاک کرلو جس طرح آگ لکڑی کو پاک کردیتی ہے۔ نفس کے لئے ادب اور صاحبِ عقل کے لئے تجربہ اچھا مددگار ہے۔ تم تمام لوگوں کی آراء کو باہم ملاؤ پھر ان میں سے جو قرین صواب اور شک وریب سے دور ہو اس کو اختیار کرلو۔ [۱] اے فرزند اسلام سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں اور تقویٰ سے بڑھ کر کوئی بزرگی نہیں اور پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی حفاظت نہیں اور توبہ سے بڑھ کر کوئی شفیع نہیں۔ اور عافیت سے زیادہ خوبصورت لباس نہیں۔ اور سلامت روی سے بڑھ کر کوئی بچاؤ نہیں۔ اور قناعت سے بڑھ کر غنی کرنے والا کوئی خزانہ نہیں اور اپنے قوتِ لایموت پر راضی رہنے سے بڑھ کر کوئی مال و دولت نہیں جو فقر و فاقہ کو دور کردے۔ جس نے اپنی ضرورت کو کم کرلیا اس نے اپنی راحت کا انتظام کرلیا اور سکون کی جگہ بیٹھ گیا۔

[۱] جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: فبشر عبادہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ (سورۂ زمر آیت ۱۷۔۱۸) (پس میرے بندوں کو خوش خبری دیدو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں)۔

اور حرص گناہوں میں مبتلا کردیتی ہے۔ تم صبر کا عزم کر کے افکار کا بوجھ اپنے سر سے اتاردو۔ اپنے نفس کو صبر کا عادی بناؤ۔ صبر کی عادت بہت اچھی ہے۔ دنیا کے جتنے افکار و مصائب تم پر آئیں ان پر اپنے نفس کو قابو دو۔ کامیاب ہونے والے کامیاب ہوئے اور ان لوگوں نے نجات پائی جن کے لئے اللہ کی طرف سے پہلے ہی نیکیاں لکھ دی گئی تھیں تو یہی فاقہ سے بچاؤ اور سپر ہے۔ اور تم اپنے نفس کو جمیع امور میں خدائے واحد و قہار کی پناہ میں دو اگر تم نے ایسا کیا تو گویا تم نے ایک مضبوط غار میں بے خطر مقام پر اور محفوظ جگہ پناہ لی اور اپنے پروردگار کی بارہ گاہ میں انتہائی خلوص سے دعا مانگو اس لئے کہ نیکی و بدی، دینا یا نہ دینا، رسائی اور نارسائی سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

آنجناب علیہ السلام نے اس روایت میں مزید فرمایا: اے فرزند رزق دو قسم کے ہیں۔ ایک رزق وہ جس کو تم تلاش کرتے ہو اور ایک رزق وہ جو تم کو تلاش کرتا ہے۔ پس اگر تم اس کے پاس نہ پہنچو تو وہ خود تمہارے پاس پہنچ جاتا ہے پس تم اپنی ایک دن کی فکر پر اپنے ایک سال کی فکر کا بوجھ نہ ڈالو اور ہر دن تمہارے لئے وہی کافی جو اس دن تم کو ملتا ہے۔ لہٰذا اگر تمہاری عمر میں ایک سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ ہر کل کے لئے جدید رزق دے گا جو تمہارے مقسوم میں ہے اور ایک سال تمہاری عمر میں نہیں ہے تو پھر اس کے لئے کیوں فکر کرو جو تمہارے مقسوم میں نہیں اور یہ بھی جان لو کہ تمہارے حصہ کے رزق کو کوئی تلاش کرنے والا حاصل نہیں کرسکتا اور کوئی قبضہ کرنے والا قبضہ نہیں کرسکتا۔ اور جو تمہارے مقدر میں ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اور تم نے بہت سے تلاش کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ کتنا ہی اپنے نفس کو مشقت میں ڈالیں ان کا رزق کم ہی رہتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جو متوسط اور معتدل کوشش کرتے ہیں مگر مقدر ان کا ساتھ دیتا ہے۔ مگر یہ سب فنا کے نزدیک ہیں۔ آج کا دن تمہارے لئے ہے مگر تم کل تک پہنچ بھی لوگے یہ غیر یقینی ہے۔ اور اکثر آنے والا آج واپس نہیں آتا اور اول شب صحیح و سالم شخص پر آخر شب آہ و بکا برپا ہوتا جاتا ہے لہٰذا اللہ کی طرف سے طویل عرصے سے نعمتیں ملنے اور مصیبت نازل ہونے کی تاخیر پر مغرور نہ ہو جاؤ اس لئے کہ اگر اس کو وقت کے فوت ہونے کا ڈر ہوتا تو وہ موت سے پہلے ہی سزا شروع کردیتا۔

اے فرزند تم حکماء کے مواعظ ا اور ان کے تدبر احکام کو قبول کرو اور جو حکم دیا گیا ہے اس کے سب سے زیادہ تعمیل کرنے والے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے بن جاؤ۔ اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہاء ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں لہٰذا جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ طالب علم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمان اور زمینوں میں ہے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ فضا میں اڑنے والے پرندے اور سمندروں کی مچھلیاں بھی اور ملائکہ اس طالب علم کے لئے اپنے پَر بچھاتے ہیں جس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ اس میں دنیا کا بھی شرف ہے اور قیامت کے دن حصول جنت میں بھی کامیاب ہوگا اس لئے کہ فقہاء ہی جنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ کی ذات پر دلیل ہیں۔ اور تمام لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جیسا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے لئے وہ بات پسند کرو جو تم اپنی ذات کے لئے پسند کرتے ہو اور جو بات تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے ناپسند کرو اور تمام لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آؤ تاکہ جب تم ان سے غائب رہو تو لوگ تم سے ملاقات کے مشتاق رہیں اور جب مرجاؤ تو تم پر آنسو بہائیں اور کہیں: انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان لوگوں میں سے نہ بنو کہ تمہارے مرنے پر کہا جائے: **الحمد للہ رب العالمین** (خدا کا شکر کہ یہ مرگیا)۔

اور تم کو معلوم ہے کہ اللہ پر ایمان لانے کے بعد اصل عقل لوگوں کی دلجوئی و مدارات ہے اور جن لوگوں کے ساتھ رہن سہن ضروری ہے ان کے ساتھ جو شخص حسن معاشرت نہیں رکھتا اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نہ پیدا کردے اسلئے کہ میں نے

ا کیونکہ یہ وہ علماء ہیں جو جانتے ہیں کہ بندہ کے لئے کیا فائدہ کا اور کیا نقصان کا باعث ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر ان کی طرف اشارہ کیا ہے: **ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً** (سورۂ بقرہ آیت ۲۶۹) (اور جسے حکمت مل گئی اسے خیر کثیر مل گئی)۔

ان تمام لوگوں کو دیکھا اور جو لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں یا لوگ ان کے ساتھ رہتے ہیں ان میں دو تہائی لوگ حسن سلوک چاہتے ہیں اور ایک تہائی اس سے غافل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں ان میں سب سے اچھا کلام ہے اور سب سے برا (بھی) کلام ہے۔ کلام ہی سے چہرے روشن رہتے ہیں اور کلام ہی سے چہرے سیاہ پڑ جاتے ہیں اور تمہیں یہ معلوم ہو کہ جب تک تم نے منہ سے بات نہیں نکالی ہے وہ تمہاری گرفت میں ہے اور جب تم نے منہ سے بات نکال دی تو اب تم اس کی گرفت میں ہو لہٰذا تم اپنی زبان کی حفاظت کرو جس طرح تم اپنے سونے اور دولت کی حفاظت کرتے ہو اس لئے کہ زبان ایک کاٹنے والے کتے کے مانند ہے اگر تم نے اس کو آزاد چھوڑ دیا تو وہ کاٹ کھائے گی۔ اور کچھ کلمات ایسے ہیں جن سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ جو شخص اس کو بے لجام چھوڑے گا وہ اسے ہر کراہت اور فضیحت کی طرف لے جائے گی پھر وہ اسے اللہ کے غضب اور لوگوں کی مذمت کے سوا کسی اور بات کے لئے تاعمر نہ چھوڑے گی۔

جو شخص صرف اپنی رائے پر قائم رہے اور کسی دوسرے کی رائے کی ضرورت نہ سمجھے تو اس نے اپنے نفس کو خطرہ میں ڈال دیا اور جس نے دوسروں کی آراء کو بھی پیش نظر رکھا اس نے سمجھ لیا کہ غلطی کہاں ہے۔ جو بغیر انجام پر نظر رکھے ہوئے اپنے امور کے بھنور میں کود پڑا اس کو شدید مصائب کا سامنا ہوا۔ عمل سے پہلے تدبر تم کو ندامت سے بچائے گا۔ عقلمند وہ ہے جو لوگوں کے تجربوں سے فائدہ اُٹھائے۔ تجربوں سے نیا علم حاصل ہوتا ہے اور حالات کے انقلاب میں آدمیوں کے جوہر کھلتے ہیں۔ زمانہ تمہارے سامنے چھپے ہوئے اسرار کا پردہ چاک کر کے رکھ دیتا ہے۔ لہٰذا تم میری اس وصیت کو سمجھو اور اس سے سرسری طور پر نہ گزرو۔ اس لئے کہ بہترین قول وہ ہے جس سے نفع حاصل کیا جائے۔

اے فرزند یہ سمجھ لو کہ تمہارے لئے بہترین جستجو اور زادِ آخرت کی طرف پہنچنا لازم ہے جس سے تمہاری پشت بھی ہلکی رہے۔ لہٰذا اپنی پشت پر اتنا نہ لادو کہ جس کے اُٹھانے کی تم میں طاقت نہ ہو اور قیامت کے دن حشر و نشر میں تمہارے لئے بوجھ بن جائے۔ اور آخرت کے لئے بدترین زادِ سفر اللہ کے بندوں پر ظلم و زیادتی ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ تمہارے سامنے بہت سی ہلاکتیں اور بہت سی ہولناکیاں اور بہت سے پُل اور گھاٹیاں اور مشکلات ہیں جن میں تم کو اترنا ہے۔ اور اترنا یا جنت کی طرف ہے یا جہنم کی طرف۔ لہٰذا اس اترنے سے پہلے اپنے لئے یہ منتخب کر لو کہ یہ زادِ آخرت کس کی پشت پر لاد کر چلو۔ اگر تمہیں کوئی فاقہ کش اور مفلس مل جائے جو تمہارے زادِ آخرت کو قیامت کے دن تک لے کر چلے اور کل بروزِ قیامت تمہیں واپس کر دے جس دن تم کو اس کی ضرورت ہو تو اس کو غنیمت سمجھو اور زادِ سفر اس کے کاندھوں پر لاد دو۔ اور جن کو تم اپنا زادِ سفر حوالے کر رہے ہو وہ کثیر تعداد میں ہوں جب کہ تم ان کے ڈھونڈنے پر قادر ہو۔ ایک ہوا تو شاید قیامت کی بھیڑ میں تم تلاش کرو اور وہ کہیں نہ مل سکے۔ اور تم اپنا زادِ آخرت اٹھانے کے لئے ایسے شخص سے پرہیز کرو جس میں پرہیزگاری اور ایمانداری نہیں ہے ورنہ تمہاری مثال اس پیاسے کے مانند ہوگی جو سراب کو دیکھ کر اس کے پاس پہنچتا ہے تو اس کو کچھ نہیں ملتا اور تم قیامت کے دن اس سے جدا رہ جاؤ گے۔

نیز آنجناب علیہ السلام نے اپنی اس وصیت میں فرمایا: اے فرزند بغاوت و سرکشی آدمی کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے جو شخص اپنی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوگا اور جو اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے گا وہ اپنی قدر و منزلت کی حفاظت کرے گا۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اتنی ہی ہے جتنی اس میں خوبیاں ہیں۔ عبرت و سبق حاصل کرنا ہدایت کے لئے مفید ہے۔ خواہشات کو ترک کر دینا سب سے اچھی دولتمندی ہے۔ حرص و لالچ، فقر و افلاس موجود ہونے کی دلیل ہے۔ مودت و محبت ایسی قرابت و رشتہ داری ہے جس سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تمہارا دوست تمہارا حقیقی بھائی ہے مگر ہر حقیقی بھائی تمہارا دوست بھی نہیں ہے۔ اپنے دوست کے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ تمہارے دوست کو دشمن بنا دے گا۔ بہت سے دور کے لوگ تمہارے قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہوتے ہیں۔ مفلس شخص سے میل ملاپ ایسے دولتمند کے میل ملاپ سے بہتر ہے جو خشک ہو۔ موعظہ اس کے لئے

ایک جائے پناہ ہے جو اسے قبول کرے۔ جس شخص نے اپنے حسن سلوک پر احسان جتایا اس نے اپنے احسان وحسن وسلوک کو برباد کر دیا۔ جس نے بد خُلقی کی اس نے خود کو عذاب میں مبتلا کیا اور اس سے بہتر تو دشمنی تھی۔ موثق لوگوں کی گواہی کے باوجود اپنے گمان پر فیصلہ کرنا عدل نہیں ہے۔ کتنی بری بات ہے کامیابی و کامرانی پر حد سے زیادہ خوشی منانا اور مصیبت پر حد سے زیادہ محزون و مغموم ہونا، پڑوسی پر سختی اور بے رحمی کرنا، اپنے مالک کے خلاف ہونا، ایک صاحب مروت سے مروت کے خلاف کرنا اور اپنے بادشاہ سے غداری کرنا۔

نعمتوں سے انکار حماقت ہے۔ احمق کی ہمنشینی نحوست ہے۔ جو تمہارے حق کو پہچانے تم بھی اس کے حق کو پہچانو خواہ وہ شریف ہو یا کمینہ۔ جس نے میانہ روی چھوڑی اس نے ظلم کیا۔ جس نے حق سے تجاوز کیا اس نے اپنی راہ خود تنگ کر لی۔ کتنے مریض ہیں جنہوں نے شفا پالی اور کتنے صحیح اور تندرست ہیں جو مر گئے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو مایوس ہے وہ مقصد کو پا جاتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ جس سے تم کو عتاب کی امید ہے اسے راضی اور خوش کرو۔ غدار شخص کے ساتھ شب نہ بسر کرو۔ مردِ مسلمان کا بدترین لباس غداری ہے۔ جس نے غداری کی وہ اس کا سزاوار ہے کہ اس سے وفا نہ کی جائے۔ فساد کثیر کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ میانہ روی تھوڑی چیز کو بڑھا دیتی ہے۔ ذِمّیوں سے عہد کی وفا کرنا شرافت ہے۔ جس نے کرم کیا وہ سردار ہوا۔ جس نے مفاہمت کی اس نے ترقی کی۔ اپنے بھائی کو پر خلوص نصیحت کرو اور ہر حال میں اس کی مدد کرو جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مجبور نہ کرے۔ اس کے ساتھ جاؤ جہاں جائے۔ اپنے بھائی کو کسی بدگمانی پر نہ چھوڑو۔ اور بغیر وجہ دریافت کیے ہوئے قطع تعلق نہ کرو۔ شاید اس کے پاس کوئی عذر ہو اور تم اس کو ملامت کر رہے ہو۔ معذرت کرنے والے کی معذرت قبول کرو تو تم بھی شفاعت سے بہرہ ور ہو گے۔

جن لوگوں سے تمہارا میل ملاپ ہے ان کا اکرام کرو اور ان لوگوں کی طویل مصاحبت کو نیکی و اکرام وشرف و تعظیم کے ساتھ زیادہ کرو اس لئے کہ جو تمہاری تعظیم کرتا ہے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کی قدر و منزلت کو گھٹاؤ اور جو تمہیں خوش کرے اس کی یہ جزا نہیں کہ تم اس کو ناخوش کرو۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے ہم نشین کے ساتھ کثرت کے ساتھ نیکی کرو اس لئے کہ تم جب چاہو گے اس کے رشد و ہدایت کو دیکھ لو گے۔ جو حیا کا لباس پہنے رہتا ہے اس کا عیب لوگوں کی نگاہوں سے چھپا رہتا ہے۔ جو شخص کفایت شعاری کا ارادہ کرے گا اس پر اخراجات کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ جو شخص اپنے نفس کی خواہش کو پورا نہیں کرے گا وہ رشد و ہدایت کو پالے گا۔ ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے اور ہر لقمہ گلے میں پھنستا ہے۔ تکلیف اُٹھانے کے بعد ہی نعمت ملتی ہے۔ جو تم پر غصہ ہو اس کے ساتھ نرمی کرو تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے۔ تکالیف کی ساعتیں کفارہ کی ساعتیں ہیں۔ ساعتیں تمہاری عمر کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس لذت میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو اور وہ بھلائی کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو۔ جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے۔ تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان جو اعتماد ہے تو اس کے حق کو ہرگز ضائع نہ کرو کیونکہ جس کے حق کو تم نے ضائع کیا وہ تمہارا بھائی نہیں رہ جائے گا۔ اور تمہارے بھائی کا تم سے قطع رحم تمہارے صلہِ رحم سے قوی تر اور تمہارے ساتھ اس کی بدسلوکی تمہارے حسن سلوک سے ہرگز قوی تر نہ ہوگی۔

اے فرزند اگر تم کو قوی بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے قوی بنو اور اگر تمہیں کمزور بننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معصیت کے لئے ضعیف بنو۔ اور اگر تم سے ہو سکے کہ تم اپنی زوجہ سے اس کی حیثیت سے زیادہ کام نہ لو تو ایسا کرو اس لئے کہ اس سے اس کا حسن و جمال برقرار رہتا ہے اور اس کا دل مطمئن رہتا ہے اور اس کا حال اچھا رہتا ہے اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے وہ سختی کے لئے نہیں ہے۔ ہر حال میں اس کی دلجوئی اور مدارات کرو اس کے ساتھ بود و باش کو اچھا رکھو تو تمہاری زندگی اچھی بسر ہوگی۔ قضائے الٰہی کو خوشی سے برداشت کرو اور اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی حاصل کرو تو جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص و لالچ چھوڑ دو۔ تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

محمد بن حنفیہ کے لئے آنجناب علیہ السلام کی یہ آخری وصیت تھی۔

(۵۸۳۷) محمد بن ابی عمیر نے ابان بن عثمان اور ہشام بن سالم و محمد بن حمران سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ان چار چیزوں سے ڈرتا ہے وہ ان چار چیزوں سے کیوں نہیں مدد چاہتا ہے۔ تعجب ہے کہ جو شخص خوف زدہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. اس لئے کہ میں نے اس کے بعد یہ قول بھی سنا ہے فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ (سورہ آل عمران ۱۷۴) (پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی ان کو برائی۔)

اور مجھے تعجب ہے اس شخص سے جو کسی غم میں مبتلا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے کیوں نہیں مدد لیتا: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ (سورہ الانبیاء آیت نمبر ۸۸) (پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور بچا دیا اس کو اس گھٹن سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو)۔

اور مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ جس شخص سے مکر و فریب کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا: وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ (سورۃ مومن آیت ۴۴) (اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بے شک سب بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں) اس لئے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا: فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا (سورۃ مومن آیت نمبر ۴۵) (پھر بچا لیا اللہ نے برے داؤ سے جو وہ کرتے تھے)۔

اور مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اس کی زینتیں چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیوں نہیں مدد لیتا: مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اس لئے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی سنا ہے: اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ٥ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ (سورہ کہف آیت ۳۹،۴۰) (اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں، تو امید ہے کہ میرا رب مجھے دے تیری جنت سے بہتر)۔ اور یہاں عسیٰ سے مراد لازمی ہے۔

(۵۸۳۸) محمد بن زیاد ازدی نے ابان بن عثمان احمر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنجناب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: فرزند رسول میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! مجھے کوئی موعظہ تعلیم فرمایئے۔ تو آنجناب علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے پھر تمہاری دوڑ دھوپ کیوں ہے؟ اور اگر تقسیم ہو چکا ہے تو پھر لالچ کیسی اور اگر حساب ہے تو پھر مال جمع کرنا کیوں؟ اور اگر اللہ کی طرف سے بدلہ ملنا حق ہے تو پھر بخل کیوں ہے؟ اور اگر اللہ کی جانب سے سزا جہنم ہے تو معصیت کیوں ہے؟ اور اگر موت حق ہے تو پھر خوشی کیوں ہے؟ اگر اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے تو مکر و فریب کیوں ہے؟ اور اگر شیطان دشمن ہے تو پھر اس پر غفلت کیوں ہے؟ اور پل صراط سے گزرنا ہے تو تکبر اور غرور کیوں ہے؟ اور اگر ہر بات اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر سے ہوتی ہے تو رنج و حزن کیوں ہے؟ اور اگر دنیا فانی ہے تو پھر اس پر اطمینان و بھروسہ کیوں ہے؟

(۵۸۳۹) اور آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مجھے تین شخصوں پر بڑا رحم آتا ہے اور واقعاً وہ اس قابل ہیں کہ ان پر رحم کھایا جائے: ایک عزت والا شخص جسے عزت کے بعد ذلت نصیب ہو، ایک دولتمند شخص جو دولتمندی کے بعد محتاج ہو جائے اور ایک عالم جس کے جاہل گھر والے اس کو بے وقعت کرتے اور مذاق اڑاتے ہوں۔ [1]

[1] مصنف نے اس روایت کو بسند صحیح 'خصال' (اردو ترجمہ ص ۶۳) پر عبداللہ بن سنان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ (علی اکبر غفاری)

(۵۸۴۰) نیز فرمایا: پانچ اشخاص ہیں کہ وہ ویسے ہی رہیں گے جیسا کہ میں کہتا ہوں: بخیل کو راحت نہیں۔ حاسد کے لئے کوئی لذت نہیں۔ غلام کے لئے وقار نہیں۔ جھوٹے شخص میں مروت نہیں اور سفیہ و بیوقوف شخص سردار نہیں بنتا۔ [1]

(۵۸۴۱) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم لوگوں سے مال و دولت کے ساتھ پیش نہیں آسکتے تو اچھے اخلاق سے تو پیش آؤ۔ [2]

(۵۸۴۲) یونس بن ظبیان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اپنی عبادت کو مشتہر کرنے سے اس کے خلوص میں شک ہوتا ہے۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے فرائض کو ادا کرلے وہ سب سے بڑا عبادت گزار ہے۔ اور سب سے زیادہ سخی وہ ہے جو اپنے مال سے زکوٰۃ کو ادا کرے اور سب سے بڑا زاہد و پرہیز گار وہ ہے جو محرمات سے اجتناب کرے اور لوگوں میں سب سے زیادہ متقی وہ ہے جو سچ کہے خواہ اپنے موافق ہو خواہ اپنے مخالف اور سب سے بڑا عادل وہ ہے جو لوگوں کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرے۔ اور دوسروں کے لئے بھی وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ ہوشیار و چالاک وہ ہے جو موت کو شدت کے ساتھ یاد کرے اور سب سے زیادہ رشک کے قابل وہ شخص ہے جو زیر خاک جانے کے بعد عتاب و سزا سے محفوظ رہے اور اس کو ثواب کی امید ہو۔ اور سب سے زیادہ غافل وہ ہے جو دنیا کے تغیرات ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدلتے ہوئے دیکھے اور اس سے نصیحت حاصل نہ کرے۔ اور دنیا میں سب سے بڑا قدر و منزلت والا انسان وہ ہے جو دنیا کی کوئی قیمت نہ سمجھے۔ اور لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے کہ جس کے علم کے اندر تمام انسانوں کے علوم جمع ہو جائیں۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شجاع وہ ہے جو اپنی خواہشات پر غالب آجائے۔ جو شخص علم میں سب سے زیادہ ہے اس کی قیمت سب سے زیادہ ہے۔ اور سب سے کم قیمت وہ ہے جو سب سے کم علم ہے۔ اور سب سے کم لذت حاصل کرنے والا حاسد ہے اور سب سے کم راحت پانے والا بخیل ہے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو اس میں بخل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ حق کا سزاوار وہ ہے جو ان میں سب سے زیادہ صاحبِ علم ہے۔ اور سب سے کم حرمت و عزت والا امرد فاسق اور لوگوں میں سب سے کم وفادار غلام ہے اور لوگوں میں سب سے کم دوست رکھنے والا بادشاہ ہے۔ اور سب سے زیادہ مفلس و فقیر لالچی ہے۔ اور سب سے زیادہ غنی وہ ہے جو حرص کا اسیر نہ ہو۔ اور ایمان میں سب سے افضل وہ ہے جو سب سے اچھا اخلاق والا ہے۔ اور سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے اور قدر و منزلت میں سب سے بڑا وہ ہے جو بے معنی اور بے مطلب باتوں کو ترک کردے اور سب سے زیادہ پرہیز گار وہ ہے جو دکھاوے کو چھوڑ دے خواہ وہ اس کا حق رکھتا ہو۔ اور لوگوں میں سب سے کم مروت والا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ شقی القلب بادشاہ ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ قابلِ نفرت متکبر (غرور کرنے والا) ہے اور سب سے زیادہ شدید جہاد کرنے والا وہ ہے جو گناہوں کو ترک کردے۔ اور سب سے زیادہ سعید و خوش قسمت وہ ہے جو مکرم لوگوں سے خلط ملط رکھے۔ اور سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کی مدارات کرے اور سب سے زیادہ تہمت کا مستحق وہ ہے جو متہم لوگوں کی صحبت میں بیٹھے۔ اور سب سے زیادہ سرکش وہ ہے جو اس کو قتل کرے جس نے قتل نہ کیا ہو اور اس کو مارے جس نے مارا نہ ہو۔ اور وہ شخص معاف کرنے کا زیادہ سزاوار ہے جو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ اور سب سے زیادہ گناہ کا سزاوار وہ ہے جو سامنے بیوقوف بنائے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ سب سے زیادہ ذلیل وہ ہے جو لوگوں کی اہانت اور بے عزتی کرے اور سب سے زیادہ حزم و احتیاط والا وہ شخص ہے جو غصہ کو ضبط کرے اور سب سے زیادہ باصلاحیت وہ شخص ہے جو لوگوں سے صلح رکھے۔ اور بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔

---

[1] مصنف نے اس روایت کو خصال (اردو ترجمہ ص ۱۴۲) پر ابو علی بن راشد سے نقل کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع کیا ہے امام صادقؑ تک۔

[2] مصنف نے اس ضعیف روایت کو امالی کی تیسری مجلس میں غیاث بن ابراہیم سے انہوں نے امام جعفرؑ سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت نبیؐ سے نقل کیا ہے۔

(۵۸۴۳) ایک مرتبہ امیر المومنین علیہ السلام ایک ایسے شخص کی طرف سے ہو کر گزرے جو فضول باتیں کر رہا تھا تو آنجناب علیہ السلام اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے شخص اپنے کراماً کاتبین کی اس کتاب کو پُر کر رہا ہے جس کو وہ تیرے ربّ کے سامنے پیش کریں گے لہٰذا تو وہ بات کر جو تیرے مطلب کی ہے اور اسے چھوڑ جو تیرے مطلب کی نہیں ہے۔ [1]

(۵۸۴۴) نیز آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جب تک انسان خاموش رہتا ہے (اس کے نامہ اعمال میں) اس کو نیک لکھا جائے گا اور جب بات کرے گا تو پھر اس کو نیک یا بد لکھا جائے گا۔ [2]

(۵۸۴۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خاموشی ایک بڑا خزانہ ہے، بردبار کی زینت ہے اور جاہل کی پردہ پوشی۔ [3]

(۵۸۴۶) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: باطل پر خاموش رہنے سے بہتر حق بات کہنا ہے۔

(۵۸۴۷) اسماعیل بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: فقہا اور حکماء جب ایک دوسرے کو خط لکھا کرتے تھے تو اس میں ان تین باتوں کے علاوہ چوتھی بات نہیں لکھتے تھے: جس کو اپنی آخرت کی فکر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس سے دنیا کے افکار کو دور کر دیتا ہے۔ جو اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح کر دیتا ہے۔ جو شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کے معاملہ کو درست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے معاملہ کو درست کر دیتا ہے۔

(۵۸۴۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوش نصیب ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اسکے اعمال اچھے ہوں پھر اس کی بازگشت بھی اچھی ہو گی جب اس کا رب اس سے راضی ہو گا۔ اور بدبخت ہے وہ جس کی عمر طویل ہو اور اس کے اعمال برے ہوں پھر اس کی بازگشت بری ہو گی جب اس کا ربّ اس سے ناراض ہو گا۔

(۵۸۴۹) اور عمرو بن شمر نے جابر ابن یزید جعفی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ میں جعفر بن ابی طالب کا چار باتوں کے لئے ممنون ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بلا کر یہ بات بتائی تو جعفر بن ابی طالب نے عرض کیا: اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ بتایا ہوتا تو میں بھی اس کو نہیں بتاتا۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ اگر میں اس کو پیوں گا تو میری عقل زائل ہو جائے گی۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اس لئے کہ جھوٹ سے مروت میں نقص آجاتا ہے۔ میں نے کبھی زنا نہیں کیا اس لئے کہ میں اس سے ڈرتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا اور میں نے کبھی بت پرستی نہیں کی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کاندھے کو تھپ تھپایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ تمہیں دو بازو عطا کرے جس کے ذریعہ تم ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرو۔

(۵۸۵۰) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے بندے تم سب کے سب گمراہ ہو مگر صرف وہ لوگ جن کی میں نے ہدایت کر دی ہے اور میرے بندے تم سب کے سب فقیر ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے غنی کر دیا ہے اور تم سب کے سب گنہگار ہو بس صرف وہ کہ جن کو میں نے معصوم بنایا ہے۔

---

[1] مصنف نے اس روایت کو 'امالی' کی نویں مجلس میں سلیمان بن جعفر کی مسند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے ابوالحسن اول علیہ السلام سے۔

[2] کلینی نے ج ۲ ص ۱۱۶ بسندِ مرسل اسے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

[3] روایت کیا ہے اسے مولف نے اور مفید نے 'اختصاص' ص ۲۳۲ میں داؤد رقی سے اور انہوں نے امام جعفرؑ سے۔

(۵۸۵۱) اور سکونی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو دن بھی آدم علیہ السلام کی اولاد پر گزرتا ہے وہ دن ابن آدم سے کہتا ہے کہ میں ایک نیا دن ہوں، میں تیرے اعمال پر گواہ رہوں گا لہٰذا میرے اندر سچ بولنا اور میرے اندر نیک کام کرنا قیامت کے دن میں تیری گواہی دوں گا اور پھر تو مجھے کبھی بھی نہ دیکھ سکے گا۔

(۵۸۵۲) اور مسعدہ بن صدقہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حق اللہ کی طرف سے واجب ہیں: اپنی آنکھوں میں اس کے لئے بزرگی۔ اپنے دل میں اس کے لئے محبت۔ اور اپنے مال کے ساتھ اس کی مدد۔ اس کی غیبت و برائی کو حرام سمجھے۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ وہ مرے تو اس کے جنازے کی مشایعت کرے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے متعلق بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے۔

(۵۸۵۳) ابن ابی عمیر نے ابی زیاد نہدی سے، انہوں نے عبد اللہ بن وہب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہی نصرت کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معاصی میں مبتلا دیکھتا ہے۔

(۵۸۵۴) ابن ابی عمیر نے معاویہ بن وہب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم نعمت کے دشمنوں (حاسدوں) پر صبر کرو اس لئے کہ جو اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے اس کو اس سے بڑا بدلہ نہیں دے سکتے کہ اللہ نے اس کے متعلق جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔

(۵۸۵۵) معلیٰ بن محمد بصری نے احمد بن محمد بن عبد اللہ سے، انہوں نے عمرو بن زیاد سے، انہوں نے مدرک بن عبد الرحمٰن سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تمام آدمیوں کو زمین کے ایک بلند حصے میں جمع کرے گا اور ترازو کر کے شہدا کے خون کو علماء کی روشنائی کے ساتھ تولے گا تو علماء کی روشنائی کا پلہ شہدا کے خون کے پلہ سے جھکا ہوا ہوگا۔

(۵۸۵۶) محمد بن ابی عمیر نے عبد اللہ بن قاسم سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے اپنے جد نامدار سے اور انہوں نے حضرت علی علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اس کے لئے تیار رہو جس کی تم امید نہیں رکھتے۔ وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم امید رکھتے ہو۔ اس لئے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے اہل و عیال کے لئے آگ تلاش کرنے کے لئے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا اور وہ نبی ہو کر پلٹے۔ اور ملکہ سبا نکلی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مسلمان ہوگئی اور فرعون کے جادوگر فرعون کے لئے عزت بڑھانا چاہتے تھے اور وہ مومن ہو کر پلٹے۔

(۵۸۵۷) عبد اللہ بن عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا: میری امت کے شریف لوگ حاملینِ قرآن اور عابدِ شب زندہ دار ہیں۔

(۵۸۵۸) ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: مجھے کچھ نصیحت کرو، تو جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب تک چاہو زندہ رہو بالآخر تمہیں مرنا ہے اور جس سے چاہو محبت کرو بالآخر تمہیں اس سے جدا ہونا ہے اور جو عمل چاہو بجا لاؤ بالآخر تمہیں اسی سے ملاقات کرنی ہے۔ مومن کا شرف نمازِ شب ہے اور اس کی عزت اس میں ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے سے باز رہے۔ [1]

[1] 'امالی' کی اٹھاویں مجلس میں عامہ کے سہل بن سہل کی سند سے اسے نقل کیا گیا ہے۔

(۵۸۵۹) حسن بن موسیٰ خشاب نے غیاث بن کلوب سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: جو شخص کسی مصیبت و مرض میں مبتلا ہو اور اگرچہ اس کی مصیبت کتنی ہی عظیم ہو اس کو دعا کا حق اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا حق اس شخص کو ہے جو صحیح و تندرست ہے اور اسے مرض و مصیبت میں گرفتار ہونے کا ڈر ہے۔

(۵۸۶۰) علی بن مہزیار نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حارث بن محمد بن نعمان احول صاحب طاق سے، انہوں نے جمیل بن صالح سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ مکرم ہو جائے تو تقویٰ الٰہی اختیار کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو جائے تو جو کچھ اس کے قبضہ میں ہے اس سے زیادہ اس پر بھروسہ کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ پھر فرمایا: تم لوگوں کو بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے برا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں سے بُغض رکھے اور لوگ اس سے بُغض رکھیں۔ پھر فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ برا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا: جو کسی کی ایک لغزش کو بھی نظرانداز نہ کرے اور کسی کی معذرت قبول نہ کرے اور کسی کی خطا کو معاف نہ کرے۔ پھر فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو بتاؤں کہ اس سے بھی زیادہ بُرا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ شخص جس کے شر سے لوگ ڈرتے ہوں اور اس سے خیر کی امید نہ رکھتے ہوں۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام بنی اسرائیل کے اندر کھڑے ہوئے اور کہا: اے بنی اسرائیل حکمت کی باتیں جاہلوں کو نہ بتاؤ۔ یہ تم حکمت پر ظلم کرو گے اور حکمت کی باتیں اس کے اہل سے نہ چھپاؤ یہ تم اہلِ حکمت پر ظلم کرو گے۔ اور کسی ظالم کی ظلم میں مدد نہ کرو ورنہ تمہارا فضل و شرف بھی ختم ہو جائے گا۔ امور تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ امر کہ جس کی ہدایت تم پر بالکل واضح ہے اس کی اتباع کرو۔ دوسرا وہ امر جس کی گمراہی تم پر بالکل واضح ہے اس سے پرہیز کرو۔ تیسرا وہ امر کہ جس میں اختلاف ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو (کہ وہ کیا کہتا ہے)۔

(۵۸۶۱) حسن بن علی بن فضال نے حسن بن جہم سے اور انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس چیز کے متعلق تمہارا عزم پختہ اور قوی ہو اس سے بدن میں ضعف نہیں آتا۔

(۵۸۶۲) ابن فضال نے غالب بن عثمان سے، انہوں نے شعیب عقرقوفی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی شے کی طرف رغبت یا ڈر کے وقت اور خواہش کے وقت اور غصہ اور خوشی کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر جہنم کو حرام کر دے گا۔

(۵۸۶۳) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ دنیا میں زاہد کون ہے تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جو حساب کے خوف سے حلال کو بھی ترک کر دے اور عذاب کے خوف سے حرام کو بھی ترک کر دے۔[۱]

(۵۸۶۴) محمد بن سنان نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ تو بخیلوں کو سزاوار ہے کہ وہ اس کی تمنا کریں کہ سب لوگ مالدار ہو جائیں اس لئے کہ جب سب لوگ مالدار ہو جائیں گے تو ان

[۱] اسے 'عیون اخبار رضاؑ' اور 'امالی' میں مفسر جرجانی (صاحب تفسیر عسکری) کے حوالے سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے اپنے آباء سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ اور کلینی اسے صحیح کی مانند حسن قرار دیتے ہیں۔

بخیلوں کے مال سے ہاتھ روک لیں گے۔اور سب سے زیادہ ان لوگوں کے لئے درستی اصلاحِ اخلاق کی تمنا کرنے کا حق اہلِ عیوب کو پہنچتا ہے کیونکہ لوگ اگر درست اور صالح ہوں گے تو ان کی عیب جوئی نہ کریں گے۔ اور سب سے زیادہ لوگوں کے لئے حلم و بردباری کی تمنا کرنے کا حق ان سفیہ اور بیوقوفوں کے لئے ہے جنہیں ضرورت ہے کہ ان کی سفاہت اور بے وقوفیوں کو لوگ درگزر کریں مگر (اس کے برخلاف) بخیل اس امر کی تمنا کرتا ہے کہ لوگ فقیر ہو جائیں اور اہلِ عیوب تمنا کرتا ہے کہ لوگ بھی عیوب میں مبتلا ہوں اور سفیہ و بے وقوف لوگ تمنا کرتے ہیں کہ سب لوگ سفیہ ہو جائیں حالانکہ فقیر لوگ بخیل سے حاجت طلب کرتے ہیں۔اور فسادِ اخلاق میں لوگ اہل عیوب کی عیب جوئی کرتے ہیں اور سفاہت میں لوگ غلطیوں پر سزا دیتے ہیں۔

(۵۸۶۵) ابی ہاشم جعفری سے روایت کی گئی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں شدید تنگی معاش میں مبتلا ہوا تو میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد امام علی نقی علیہما السلام کی خدمت میں گیا اور باریابی کی اجازت مل گئی۔ جب میں بیٹھا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو ہاشم اللہ تعالیٰ نے تمہیں کون سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن کا تم شکر ادا کرنا چاہتے ہو، ابو ہاشم کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے سر جھکایا اور سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آنجناب علیہ السلام سے کیا عرض کروں۔تو آنجناب علیہ السلام نے خود ہی گفتگو شروع کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کا رزق دیا ہے اور اس کی وجہ سے تمہارے بدن پر جہنم کو حرام کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں عافیت کی روزی دی ہے جس کے ذریعہ تمہاری اطاعت میں اعانت فرمائی ہے اور اس نے تمہیں قناعت کی روزی دی ہے اور اس کی وجہ سے تمہیں لوگوں کے سامنے ذلت سے بچایا ہے۔اے ابوالہاشم میں نے تم سے یہ پہلے ہی اس لئے کہہ دیا کہ میرا خیال تھا کہ تم مجھ سے اس ذات کی شکایت کرو گے جس نے تمہیں اس حالت کو پہنچایا ہے۔اور میں نے تمہارے لئے ایک (۱۰۰) دینار کا حکم دے دیا ہے ان کو لے لو۔

(۵۸۶۶) محمد بن سنان نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے تھے: بصیرت و عقل کے خلاف عمل کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اصل راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے اور اس پر جتنی تیزی کے ساتھ چلتا رہے گا اتنا ہی وہ اصل راستہ سے دور ہوتا جائے گا۔

(۵۸۶۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: نیند جسم کے لئے راحت ہے۔نطق (بولنا) روح کے لئے راحت ہے۔اور سکوت (خاموشی) عقل کے لئے راحت ہے۔[1]

(۵۸۶۸) محمد بن سنان نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کا دل اس کو نصیحت نہ کرے اور اس کا نفس اس کی زجز و توبیخ نہ کرے اور اس کا کوئی مصاحب اس کو ہدایت کرنے والا نہ ہو تو اس کا دشمن اس کی گردن پر سوار ہو جاتا ہے۔

(۵۸۶۹) جعفر بن محمد بن مالک فزاری کوفی نے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا جعفر بن محمد بن سہل نے روایت کرتے ہوئے سعید بن محمد سے، انہوں نے مسعدہ سے اور ان کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اہل و عیال اس کے قیدی ہوتے ہیں تو اللہ اگر اس کو کچھ انعام کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنے قیدیوں کو بھی کشادگی دے اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گمان غالب یہ ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے گی۔

(۵۸۷۰) صفوان بن یحییٰ نے ابوالصباح کنانی سے روایت کی ہے۔اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: یہ بتائیں کہ یہ مندرجہ اقوال کس کے ہیں:

میں اللہ تعالیٰ سے ایمان اور تقویٰ کی درخواست کرتا ہوں اور اپنے امور کے برے انجام سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔سب سے اشرف و

[1] اسے 'امالی' کی ۶۸ ویں مجلس میں سندان بن مسلم کی سند سے بیان کیا گیا ہے۔

بہترین بات اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اصل حکمت اس کی اطاعت ہے۔ اور سب سے سچا قول اور سب سے زیادہ بلیغ موعظہ اور بہترین کہانی اللہ کی کتاب ہے۔ سب سے زیادہ قابل وثوق شئے اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے۔ بہترین ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے۔ بہترین سنت انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔ بہترین ہدایت محمد صلی اللہ و آلہ وسلم کی ہدایت ہے۔ بہترین توشۂ آخرت تقویٰ ہے۔ بہترین علم وہ ہے جس سے نفع ہو۔ بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ بہترین دولتمندی نفس کا غنی ہونا ہے۔ اور تمام باتیں جو دل میں ڈالی جاتی ہیں ان میں سب سے بہتر یقین ہے۔ کلام کی زینت سچائی ہے۔ علم کی زینت احسان ہے۔ بہترین موت قتلِ شہادت ہے۔ سب سے بہتر کام وہ ہے جس کا انجام بہتر ہو۔ جو چیز کم ہو اور کافی ہو وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہو مگر نا کافی ہو۔ بد بخت وہ ہے جو شکمِ مادر سے بد بخت ہو۔ خوش بخت وہ ہے جو غیر سے سبق حاصل کرے۔ چالاکوں میں سب سے زیادہ چالاک و ہوشیار متقی ہے۔ احمقوں میں سب سے زیادہ احمق وہ ہے جو فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ بدترین روایت جھوٹ کی روایت ہے تمام کاموں میں بدترین کام بدعت ہے بدترین اندھا دل کا اندھا ہے۔ بدترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے۔ اللہ کے نزدیک خطا کاروں میں سب سے بڑی خطا کار جھوٹے شخص کی زبان ہے۔ بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ بدترین کھانا مالِ یتیم کا ناجائز طور پر کھانا ہے۔ آدمی کی سب سے اچھی زینت ایمان کے ساتھ سکون و وقار ہے۔ جو شخص لوگوں کے ساتھ ہنسی و مزاح کرے گا اللہ اس کے ساتھ ہنسی و مزاح کرے گا۔ جو شخص بلا و مصیبت کو پہچانتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے اور جو اس کو نہیں پہچانتا وہ اس پر صبر نہیں کرتا ہے۔ شک کفر ہے۔ جو شخص خود کو بڑا سمجھے گا اللہ اس کو گرا دے گا۔ جو شخص شیطان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ جو شخص اللہ کا شکر کرے گا اللہ اس کی نعمتوں میں اضافہ کرے گا۔ جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ جو اللہ پر توکل کرے گا اللہ اس کے لئے کافی ہوگا۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کو اجر دے گا۔ مخلوق میں سے کسی شخص کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو اور کسی شخص کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اللہ سے دوری اختیار نہ کرو اس لئے کہ اللہ کے اور مخلوق میں سے کسی شخص کے درمیان کوئی رشتہ نہیں کہ اس کی بنا پر وہ اس کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی بدی کو دور کرے یہ صرف اس کی اطاعت اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہر خیر ملتا ہے جو بندہ چاہتا ہے اور ہر شر دور ہوتا ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کو نہیں بچاتا جو اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور اللہ سے بھاگنے والے کو بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اس کو ذلیل کرنے کے لئے نازل ہو جاتا ہے خواہ مخلوق کو پسند نہ آئے۔ اور جو بھی حکم آنے والا ہے وہ قریب ہے۔ جو اللہ نے چاہا وہی ہوا اور جو اس نے نہیں چاہا وہ ہرگز نہیں ہوا۔ نیکی اور تقویٰ کے کام میں لوگوں سے تعاون کرو اور گناہ اور سرکشی کے کام میں لوگوں سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمام اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

(۵۸۷۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے: جس بندے نے میری اطاعت کی اس کو میں نے اپنے غیر کے حوالے نہیں کیا اور جس بندے نے میری نافرمانی کی اس کو میں نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا اور میں نے پرواہ نہیں کی کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔[۱]

(۵۸۷۲) محمد بن ابی عمیر نے عیسیٰ فرّاء سے اور انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آنجناب علیہ السلام فرما رہے تھے: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص کا ظاہر اس کے باطن سے راجح اور

---

[۱] 'امالی' کی ۷۷ ویں مجلس میں اسے روایت کیا گیا ہے ابن ولید سے، انہوں نے صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے فضال سے، انہوں نے مروان بن مسلم سے، انہوں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے۔

جھکا ہوا ہے۔اس کی میزان بھی راجح ہے۔

(۵۸۷۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری مخلوق میں سے جو میری معرفت رکھتا ہے اس نے جب بھی میری نافرمانی کی تو اس پر میں نے ایسے شخص کو مسلط کر دیا جو میری معرفت نہیں رکھتا۔ ۱

(۵۸۷۴) ابن ابی عمیر نے اسحاق بن عمارؒ سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق تم منافق سے زبانی طور پر بنائے رکھو اور مومن سے تمہاری محبت پُر خلوص ہو۔اور اگر کوئی یہودی بھی تمہارے پاس بیٹھے تو اس سے بھی صحبت اچھی رکھو۔

(۵۸۷۵) مفضل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے انہوں نے اپنے جد نامدار علیہم السلام سے روایت کی ہے۔آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: ایک مرتبہ حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام سے عرض کیا گیا: فرزندِ رسول آپ (علیہ السلام) کی صبح کیسی ہوئی؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: میری صبح اس طرح ہوئی کہ میرا ربّ میرے اوپر ہے۔جہنم میرے سامنے ہے اور موت مجھے تلاش کر رہی ہے۔میں حساب میں گھرا ہوا ہوں میں اپنے اعمال میں گھرا ہوں جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں پاتا اور جس کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور نہیں کر سکتا۔سارے امور میرے غیر کے قبضہ میں ہیں وہ چاہے تو مجھے عذاب میں مبتلا کرے اور وہ چاہے تو مجھے معاف کر دے پھر مجھ سے بڑھ کر کون فقیر محتاج ہوگا۔

(۵۸۷۶) مفضل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت سلمانِ فارسی رحمت اللہ علیہ اور کسی شخص کے درمیان کوئی بات ہوگئی تو اس شخص نے حضرت سلیمان سے کہا: تم کون ہو اور تمہاری حقیقت کیا ہے؟ تو حضرت سلیمان نے کہا: میری ابتداء اور تمہاری ابتداء بھی نطفۂ نجس سے ہے اور میری انتہا اور تمہاری انتہا بھی سڑا ہوا لاشہ ہے۔لیکن جب قیامت کے دن میزان نصب کیا جائے گا (اعمال تولے جائیں گے) تو جس کا وزن بھاری ہوگا وہ کریم ثابت ہوگا اور جس کا وزن ہلکا ہوگا وہ لئیم (قابل ملامت) ہوگا۔

(۵۸۷۷) مفضل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرما رہے تھے: لوگ بھی ہمارے لئے عجیب بلا ہیں، اگر ہم انہیں دعوت دیتے ہیں تو وہ اسے قبول نہیں کرتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ہمارے بغیر وہ ہدایت نہیں پاتے۔

(۵۸۷۸) اور امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: سارا خیر تین چیزوں میں جمع ہے: نظر، سکوت اور کلام میں، ہر وہ نظر جو سبق حاصل کرنے کے لئے نہ ہو وہ سہو ہے۔ہر وہ کلام کہ جس میں ذکرِ الٰہی نہیں ہے وہ لغو ہے اور ہر وہ سکوت جو فکر و غور کے لئے نہ ہو وہ غفلت ہے۔خوش قسمت ہے وہ جس کی نظر عبرت کے لئے ہو، اس کا سکوت غور و فکر کے لئے اور اس کا کلام ذکر کے لئے ہو اور اپنی خطا پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے بے خطر رہیں۔ ۲

(۵۸۷۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ اے آدمؑ میں نے سارا خیر چار باتوں میں جمع کر دیا ہے۔جس میں سے ایک بات میرے لئے ہے، ایک بات تمہارے لئے ہے، ایک بات میرے اور تمہارے درمیان ہے اور ایک بات تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے۔جو میرے لئے ہے وہ یہ کہ میری عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔اور وہ جو تمہارے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جس کی تمہیں شدید ضرورت پڑ جائے اس کی میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔اور وہ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے وہ یہ کہ تم پر لازم ہے کہ دعا کرو

۱ مصنف نے 'امالی' کی چالیسویں مجلس میں زید بن علی کی سند سے اور انہوں نے اپنے والدِ گرامی علیہ السلام کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے اور کلینی نے صحیح کی مانند موثق حدیث میں عباد بن صہیب سے اور انہوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

۲ اسے روایت کیا ہے امالی کی آٹھویں مجلس میں اپنے والد سے، انہوں نے حمیری سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے انہوں نے سلیمان بن خالد سے، انہوں نے جعفرؑ بن محمدؑ سے اور آنجنابؑ نے اپنے آباء علیہم السلام سے۔اور 'خصال' (اردو ترجمہ ص ۶۸) میں ایک دوسری صحیح سند سے ابی حمزہ سے، انہوں نے ابی جعفر علیہ السلام سے اور آنجنابؑ نے امیر المومنین صلوٰت اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اسے قبول کروں۔ اور وہ جو تمہارے اور مخلوق کے درمیان ہے تو یہ کہ تم دیگر لوگوں کے لئے بھی وہی بات پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ ۱

(۵۸۸۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: صحت و عافیت ایک ایسی نعمتِ خفی ہے کہ جب تک موجود رہتی ہے اس وقت تک لوگ اس کو بھلائے رہتے ہیں اور جب وہ مفقود ہو جاتی ہے تو اسے یاد کیا جاتا ہے۔ ۲

(۵۸۸۱) سکونی نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: دو کلمے جو عالم غربت و مسافرت میں اِدھر اُدھر ہیں تم انہیں اُٹھا لو۔ ایک حکمت کا کلمہ جو کسی سفیہ و بیوقوف کے منہ سے نکلے تو اسے قبول کر لو۔ اور ایک سفاہت و بیوقوفی کا کلمہ جو کسی حکیم کے منہ سے نکلے تو اس کو معاف کر دو۔

(۵۸۸۲) عمرو بن شمر نے جابر بن یزید جعفی سے، انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے جو خطبہ دیا اس میں یہ بھی ارشاد فرمایا: اے لوگو! اسلام سے اعلیٰ کوئی شرف نہیں اور نہ کوئی بزرگی تقویٰ سے بڑھ کر ہے اور نہ کوئی زرہ پرہیزگاری سے زیادہ محافظ ہے۔ اور توبہ سے بڑھ کر کوئی سفارش نہیں۔ علم سے بڑھ کر نفع دینے والا کوئی خزانہ نہیں۔ حلم و برداشت سے بلندتر کوئی عزت نہیں اور ادب سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں اور غضب سے بڑھ کر کوئی عداوت نہیں۔ اور عقل سے بڑھ کر کوئی حسن و جمال نہیں۔ اور جھوٹ سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں۔ اور خاموشی سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوب صورت کوئی لباس نہیں اور موت سے زیادہ اور کوئی غائب چیز قریب نہیں ہے۔ اے لوگو! جو شخص روئے زمین پر چل رہا ہے وہ زمین کے شکم میں چلا جائے گا اور رات اور دن دونوں عمر کے ختم کرنے کے لئے تیزی سے گردش کر رہے ہیں۔ اور وہ چیز جس میں ایک رمق بھی حیات ہے اس کے لئے خوراک ہے اور ہر دانے کے لئے غذا ہے اور تم موت کی خوراک ہو۔ جو شخص زمانہ کو پہچانتا ہے وہ استعداد سے غافل نہیں رہے گا۔ اور کوئی دولتمند اپنی دولت کی وجہ سے موت سے نہیں بچے گا اور نہ کوئی فقیر اپنی فقیری کی وجہ سے۔ اے لوگو! جو شخص اپنے ربّ سے ڈرا اور وہ ظلم سے باز رہا۔ جو شخص اپنی گفتگو میں محتاط نہیں ہوتا وہ فحش بکنے لگتا ہے۔ اور جو شخص خیر و شر میں امتیاز کرنا نہیں جانتا وہ بمنزلہ بہائم اور جانوروں کے ہے اور کل کے عظیم فاقہ کے مقابلے میں آج کی مصیبتیں کتنی چھوٹی ہیں۔ افسوس تم لوگ ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے صرف اس لئے کہ تمہارے اندر معاصی و ذنوب (گناہ اور برائیاں) ہیں۔ دنیا کی راحت سے آخرت کی تکلیف اور دنیا کی تکلیف سے آخرت کی نعمت کتنی قریب ہے۔ وہ شر کوئی شر نہیں جس کے بعد جنت ہو اور وہ خیر کوئی خیر نہیں جس کے بعد جہنم ہو۔ اور جنت کے سامنے ہر نعمت حقیر ہے اور جہنم کے سامنے ہر مصیبت عافیت ہے۔

(۵۸۸۳) اسماعیل بن مسلم نے ایک روایت میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اپنے بعد اپنی امت کے لئے تین باتوں سے بہت ڈرتا ہوں۔ ہدایت کے بعد گمراہی اور گمراہ کرنے والے فتنے اور شکم و شرمگاہ کی شہوت۔

(۵۸۸۴) ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کی طرف سے ہو کر گزرے تو دیکھا کہ وہ سب پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یہ تم لوگ پتھر کیوں اُٹھائے ہوئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یہ دیکھنے کے لئے کہ ہم میں سے کون زیادہ طاقتور اور قوی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوی کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ بتائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ طاقتور اور قوی وہ ہے کہ جب خوش ہو تو یہ خوشی اس کو کسی گناہ یا امرِ باطل

---

۱ مولف نے خصال (اردو ترجمہ ص ۱۳۰) میں اس روایت کو یعقوب بن شعیب کی سند سے بیان کیا ہے اور کلینی نے ج ۲ ص ۱۴۶ پر۔

۲ امالی مجلس اربعین میں اسے عامہ کی سند سے محمد بن حرب ہلالی امیر مدینہ سے روایت کیا گیا ہے کہ اس نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

میں نہ مبتلا کردے۔اور جب ناراض ہوتو یہ ناراضی اس کو سچی بات کہنے سے نہ روک دے۔جو چیز اس کے قبضہ میں ہوتو وہ چیز نہ لے جو اس کے لئے نہیں ہے۔اور دوسری حدیث ہے کہ جب اس کی قدرت میں ہوتو وہ چیز نہ لے جس کے لینے کا اس کو حق نہ ہو۔[۱]

(۵۸۸۵) حسن بن محبوب نے ابی ولاّ دحنّاط سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق دریافت کیا: وبا لوالدین احساناً (سورہ انعام آیت ۱۵۱) اس احسان سے کیا مراد ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: احسان سے مراد یہ ہے کہ دونوں سے سنگت وصحبت کو بہتر رکھو اور ان کو اس کی تکلیف نہ دو کہ وہ اپنی ضرورت کی چیزیں تم سے مانگیں خواہ وہ خود اس سے مستغنی کیوں نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (سورہ آل عمران آیت ۹۲) (ہرگز نہ حاصل کرسکو گے نیکی میں کمال جب تک خرچ نہ کرو اپنی پیاری چیز سے کچھ) پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اور (قول خدا) امایبلغن عندک الکبر احد ھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳) (اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے بڑھاپے کو دونوں یا ان میں سے ایک تو ان سے جھڑک کر نہ بول)۔اگر وہ دونوں تم کو ڈانٹیں ولا تنھرھما تم ان دونوں کو نہ جھڑکو۔اگر وہ دونوں تم کو ماریں وقل لھما قولا کریما (اور تم ان دونوں کے لئے قول کریم کہو) اور قول کریم یہ ہے کہ تم ان دونوں سے کہو کہ اللہ آپ دونوں کی مغفرت فرمائے تو یہ ہے تمہارا قول کریم واخفض لھما جناح الذّلِ من الرحمة (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴) (اور تم ان دونوں کے لئے نہایت مہربانی کے ساتھ بازو جھکا دو) اور یہ کہ تم ان دونوں کی طرف غصہ سے بھری ہوئی نگاہ بھی نہ ڈالو بلکہ مہربانی اور نرمی کی نگاہ سے دیکھو اور تم ان دونوں کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور نہ ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ بلند کرو اور نہ ان کے آگے چلو۔

(۵۸۸۶) حسن بن محبوب نے مالک بن عطیّہ سے، انہوں نے عائذ احمسی سے اور انہوں نے ابی حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے۔ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: آگاہ رہو تم لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جس کا عمل سب سے اچھا ہے اور تم لوگوں میں اللہ کے پاس سب سے بڑا ثواب کا حصہ اس کا ہے جس کو اللہ کے پاس سے ثواب لینے کی زیادہ خواہش ہے اور سب سے زیادہ عذابِ الٰہی سے وہ بچے گا جو اللہ سے زیادہ ڈرے گا۔اور سب سے زیادہ اللہ سے قرب اسے حاصل ہوگا جو سب سے زیادہ وسیع الاخلاق ہوگا اور سب سے زیادہ اللہ کی رضا اسے حاصل ہوگی جو اپنے اہل وعیال کو سب سے زیادہ عطا کرے گا اور اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔

(۵۸۸۷) حسن بن محبوب نے سعد بن ابی خلف سے اور انہوں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے اپنے کسی فرزند سے فرمایا: اے فرزند تم پرہیز کرو اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھے جس سے اس نے تم کو منع کیا ہے اور پرہیز کرو اس امر سے کہ اللہ تعالیٰ اس اطاعت کے وقت تم کو غیر حاضر پائے جس کی اطاعت کا اس نے تم کو حکم دیا ہے۔تم پر جدوجہد لازم ہے اور عبادتِ الٰہی میں کوتاہی ہونے کی وجہ سے اپنے نفس کو اس سے نہ نکالو۔اس لئے کہ اللہ کی اتنی عبادت نہیں کی جاسکتی جتنی اس کی عبادت کا حق ہے۔اور مزاح کو چھوڑ دو اس لئے کہ اس سے نور ایمان جاتا رہتا ہے اور اس سے تمہاری مروت کم ہو جائیگی اور کسل واکتاہٹ سے بچو اس لئے کہ یہ دونوں دنیا اور آخرت میں تمہیں تمہارے حصے سے محروم کردیں گے۔

(۵۸۸۸) علی بن حکم نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: یہ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی جو دنیا کا طالب ہے اس کو موت طلب کر لیتی ہے اور وہ اس دنیا سے نکل جاتا ہے اور جو آخرت کا طالب ہے اس کو دنیا طلب کرتی ہے تاکہ اس کا رزق پورا کردے۔

---

[۱] مصنف نے امالی کی چھٹی مجلس میں مسند حدیث غیاث بن ابراہیم سے، انہوں نے جعفر ابن محمد سے اور اپنے آباء علیہم السلام سے اسے روایت کیا ہے۔

(۵۸۸۹) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہ نصرت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی معصیت میں مبتلا دیکھتا ہے۔[1]

(۵۸۹۰) اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ جنت کے باغ کی طرف جانے میں جلدی کرو۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جنت کا باغ کیا؟ فرمایا: وہ حلقہ جس میں ذکر الٰہی ہوتا ہے۔[2]

(۵۸۹۱) محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن آدم سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ تم کسی بزدل سے ہرگز مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے لئے مشکل سے نکلنے کا راستہ تنگ کردے گا۔ اور کبھی کسی بخیل (کنجوس) سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ تمہارے مقصد تک پہنچنے میں کوتاہی کا سبب بنے گا اور کبھی کسی لالچی اور حریص سے مشورہ نہ کرنا اس لئے کہ وہ برائی کو خوبصورت بنا کر پیش کرے گا اور یہ جان لو کہ بزدلی و بخل اور حرص یہ وہ فطرت ہے جس کو بدگمانی جمع کرتی ہے۔

(۵۸۹۲) حسن بن محبوب نے ہیثم بن واقد سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے: جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی ذلت سے نکال کر تقویٰ کی عزت بخشتا ہے تو پھر اسے بغیر مال کے غنی بنادیتا ہے، بغیر کنبہ کے عزت دیتا ہے، بغیر انس کے اس کا جی بہلاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر شئے کو اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تو اس کو اللہ تعالیٰ ہر شئے سے ڈراتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھوڑا رزق ملنے پر راضی ہے اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوتا ہے اور جو شخص طلبِ معاش میں کوتاہی نہیں کرتا ہے اس کا خرچ آسانی سے چلتا ہے اور وہ اپنے اہل وعیال پر انعام کرتا ہے اور جو شخص دنیا میں زہد اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں حکمت جاگزین کردیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں نکالتا ہے اور دنیا کے عیوب اور اس کا مرض اور اس کا علاج اس کو دکھاتا ہے اور وہ دنیا سے صحیح سلامت نکل کر سیدھا دارالسلام کی طرف جاتا ہے۔

(۵۸۹۳) ابوحمزہ ثمالی کی روایت میں ہے کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میرے والد علیہ السلام کا وقت وفات قریب ہوا تو مجھے انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: اے فرزند حق پر صبر کرنا اگرچہ وہ تلخ ہے، تم کو اس کا اجر بغیر حساب دیا جائے گا۔

(۵۸۹۴) ابن مسکان نے عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: تم اپنے دل کو اپنے قریب رکھو اور اس سے مشورہ کیا کرو۔ اور اپنے علم کو اپنے والد سے لو اور اس کی پیروی کیا کرو۔ اور اپنے نفس کو اپنا دشمن سمجھو اور اس سے جہاد کیا کرو۔ اور اپنے مال کو چند روزہ عاریت کے طور پر سمجھو اس کو تمہیں واپس کرنا ہے۔

(۵۸۹۵) نیز آنجناب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تم اپنے نفس سے اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمن سے جنگ وجہاد کرتے ہو۔

(۵۸۹۶) حسن بن راشد نے ابی حمزہ ثمالی سے انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے بیان فرمایا: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ مجھے کچھ تعلیم کیجیے۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کے قبضہ میں ہے اس سے ناامید ہوجاؤ اس لئے کہ یہ دولتِ حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ اور۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طمع اور لالچ سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ فقر وافلاسِ حاضر ہے۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ کچھ اور۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

[1] یہ حدیث اسی کتاب کی حدیث نمبر ۵۸۵۳ میں عبداللہ بن وہب کے حوالے سے آچکی ہے۔

[2] 'امالی' کی اٹھانویں مجلس میں اسے امیر المومنینؑ کی سند سے بیان کیا گیا ہے کہ آنجنابؑ نے روایت کی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

فرمایا: جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے انجام کو سوچ لو، اگر اس کا انجام بہتر اور درست ہے تو اس کے پیچھے جاؤ اور اگر انجام برا اور گمراہی ہے تو اس کو چھوڑ دو۔

(۵۸۹۷) حسین بن یزید نے علی بن غراب سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص تخلیہ میں کوئی گناہ کرنے جائے اور اسے خیال آئے کہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی دیکھتا ہے اور وہ اپنے محافظ فرشتوں سے حیاء کرے کہ (وہ دیکھتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا خواہ وہ دو جہان کے گناہوں کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۸۹۸) عباس بن بکار ضبی سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن سلیمان کوفی بزاز نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن خالد نے روایت کرتے ہوئے زید بن علی سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ سے، انہوں نے اپنے پدر بزرگوار حسینؑ ابن علیؑ سے، انہوں نے پدر نامدار حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص جمعرات کو بعد زوال سے لے کر جمعہ کے دن زوال کے وقت وفات پائے اور وہ مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو فشارِ قبر سے محفوظ رکھے گا اور قبیلہ ربیعہ و مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اس کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور جو شخص مومنین میں سے سنیچر کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اور قوم یہود کو جہنم میں تا ابد جمع نہیں کرے گا۔ اور مومنین میں سے جو شخص اتوار کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قوم نصاریٰ کو ایک ساتھ جہنم میں تا ابد جمع نہیں کرے گا۔ اور جو شخص مومنین میں سے دوشنبہ (پیر) کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے دشمنوں بنی امیہ میں سے ایک ساتھ تا ابد جہنم میں جمع نہیں کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے منگل کے دن وفات پائے تو اللہ اسے ہم لوگوں کے ساتھ رفیقِ اعلیٰ میں محشور کرے گا اور جو شخص مومنین میں سے چارشنبہ کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی نحوست و سختیوں سے محفوظ رکھے گا اور اس کو اپنی مجاورت سے سرفراز کرے گا اور اپنے فضل و کرم سے دار المقامہ (جنت) میں داخل کرے گا اور اسے کوئی تھکن محسوس ہوگی اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوگی۔ [1]

پھر آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: مومن کسی حالت میں وفات پائے اور کسی دن کسی ساعت میں اس کی روح قبض ہو وہ صدیق و شہید ہوگا اور میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی مردِ مومن دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس پر تمام روئے زمین کے گناہوں کے برابر بوجھ ہو تو اس کی موت اس کے تمام گناہوں کی کفارہ بن جاتی ہے۔

پھر فرمایا: جو شخص لا الہ الا اللّٰہ خلوصِ دل سے کہے وہ شرک سے بری ہے اور جو دنیا سے اس طرح نکلے کہ اس نے اللہ کا کسی کو شریک نہیں کیا ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آنجناب علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ان اللّٰہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء (سورۃ النساء آیت ۴۸) (اللہ تعالیٰ اگر اس کے ساتھ شرک کیا جائے تو اسے ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور اس کے علاوہ سب بخش دے گا جسے چاہے گا) تمہارے شیعوں اور تم سے محبت کرنے والوں میں سے یا علیؑ۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں، پس میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ آیت میرے شیعوں کے لئے ہے؟ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں قسم اپنے پروردگار کی یہ تمہارے شیعوں ہی کے لئے ہے۔ یہ لوگ اپنی قبروں سے قیامت کے دن یہ کہتے ہوئے نکلیں گے: لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ابن ابی طالب حجۃ اللّٰہ تو ان کے لئے جنت سے سبز لباس لایا جائے گا اور ان کے سر پر شاہی تاجِ کرامت اور جنت کا

---

[1] اس حدیث کا راوی عمرو بن خالد عامہ سے تعلق رکھتا ہے بُتری ہے اور اسے علمائے امامیہ میں کوئی ثقہ قرار نہیں دیتا۔ ہاں ابن فضال سے اس کے نقل کرنے کی توثیق کرتے ہیں۔ لیکن ابن فضال فطحی اگرچہ موثق ہے لیکن وہ اس قسم کے امور میں اس کے قول کو قبول نہیں کرتا۔ عامہ سے اپنے راویوں میں شمار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: عمرو بن خالد متروک، کذاب اور منکرِ حدیث ہے۔ اور اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس سے مقصود وہ لوگ ہیں جو مومنین میں صحیح الاعتقاد اور صحیح العمل ہوں اور جو اعتقاد رکھتے ہوں کہ ولایت کا حق امیر المومنینؑ کی اولاد کا تھا، ان کے غیر کا نہیں۔

تاج رکھا جائے گا۔ اور جنت کے گھوڑے لائے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کو جنت کی سبز پوشاک پہنائی جائے گی اور ان کے سروں پر شاہی تاجِ کرامت رکھا جائے گا پھر وہ جنت کے گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور ان پر بیٹھ کر جنت کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ ان کو فزعِ اکبر نہیں ستائے گا اور ان سے ملائکہ ملاقات کر کے کہیں گے: یہ دن تم لوگوں کا ہے۔ جس کا تم لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(۵۸۹۹) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا: حسن خُلق کی حد کیا ہے؟ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے پہلو کو نرم رکھو، خوش گفتاری سے کام لو اور اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملو۔

(۵۹۰۰) نیز آنجناب علیہ السلام سے دریافت کیا گیا: سخاوت کی حد کیا ہے؟ آنجناب علیہ سلام نے فرمایا: تم اپنے مال سے اتنا حصہ نکال دو جتنا اللہ تعالیٰ نے تم پر واجب کیا ہے اور اس کو اس کے مستحق کے حوالے کر دو۔ [1]

(۵۹۰۱) یعقوب بن یزید نے احمد بن حسن میثمی سے اور انہوں نے حسین بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کارِ خیر میں خرچ کرو اور یقین رکھو کہ اس کا عوض ضرور ملے گا اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اللہ کی اطاعت میں (اپنا مال) صرف نہیں کرے گا وہ ایسے حالات میں گرفتار ہوگا کہ اس کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنا پڑے گا۔ اور جو شخص خدا کے دوست کی حاجت روائی کے لئے نہیں جائے گا وہ ایسا پھنسے گا کہ اسے کسی دشمن کی حاجت روائی کے لئے جانا پڑے گا۔

(۵۹۰۲) احمد بن اسحاق بن سعد نے عبداللہ بن میمون سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آنجنابؑ نے بیان فرمایا کہ فضل بن عباس کا بیان ہے کہ کسریٰ یا قیصر میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر ہدیہ بھیجا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر بالوں کا جھول ڈالا اور سوار ہوئے اور مجھے پیچھے بٹھالیا۔ اور مجھ سے فرمایا: اے لڑکے تم خدا کو یاد کرو خدا تم کو یاد کرے گا، تم خدا کو یاد کرو تو تم اس کو اپنے آگے پاؤ گے۔ تم کشادگی کے زمانے میں اللہ کو پہچانو تو اللہ تعالیٰ تنگی کے زمانے میں تم کو پہچانے گا اور اگر کسی سے کچھ مانگنا ہے تو اللہ سے مانگو اگر تم کسی سے مدد کے طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد کے طلبگار رہو اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کو قلم قدرت لکھ چکا۔ اگر ساری دنیا کوشش کرے کہ تمہیں ایسے معاملہ میں نفع پہنچائے جس کو قلمِ قدرت نے نہیں لکھا ہے تو وہ تمہیں نفع نہیں پہنچا سکتی اور اگر ساری دنیا کوشش کرے کہ تمہیں ایسے امر میں نقصان پہنچائے جس کو قلمِ قدرت نے نہیں لکھا ہے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تم سے ہو سکے تو یقین کے ساتھ صبر کرو اور ممکن نہ ہو تو صرف صبر کرو۔ اس لئے کہ مصیبت پر صبر میں بھی بہت بھلائی ہے اور یہ جان لو کہ صبر کے ساتھ ہی اللہ کی مدد بھی ہے اور تکلیف کے ساتھ کشادگی ہے اور مشکل کے ساتھ آسانی، بیشک مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔

(۵۹۰۳) محمد بن علی کوفی نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے مرازم سے، انہوں نے جابر بن یزید سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بچہ ماں کے پیٹ میں پڑتا ہے تو اگر لڑکا ہے تو اس کا چہرہ ماں کی پشت کی طرف رہتا ہے اور اگر لڑکی ہے تو اس کا چہرہ ماں کے پیٹ کی طرف رہتا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں رخساروں پر اور اس کی ٹھوڑی اس کے دونوں گھٹنوں پر ہوتی ہے مخزون کی شکل میں، وہ اپنی ماں کی ناف کے ساتھ اپنی ناف سے بندھا رہتا ہے اور اسی ناف کے ذریعہ وقتِ ولادت تک جو مقرر رہتا ہے وہ ماں کے طعام وغذا سے غذا حاصل کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ایک ملک کو بھیجتا ہے جو اس کی پیشانی پر لکھ دیتا ہے متقی ہے یا سعید، مومن ہے یا کافر، غنی ہے یا فقیر اور اس کی اجل اور اس کا رزق اس کی بیماری اس کی صحت کو لکھتا ہے اور جب ماں کی ناف سے اس کا مقرر رزق منقطع ہو جاتا ہے تو وہ ملک اس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بچہ ڈانٹ کی آواز سن کر ڈرتا ہے اور الٹ جاتا ہے اور اس کا سر مخرج کے سامنے آجاتا ہے تو جب وہ زمین پر گرتا ہے تو ایک عجیب خوف و

[1] کلینی نے رج ۴ص ۳۹ پر اسے سہل بن زیاد سے انہوں نے ابن محبوب سے اور انہوں نے ہمارے بعض اصحاب سے بیان کیا ہے۔

عذاب عظیم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اگر اس کے جسم کو ہوا یا ہاتھ مس ہو تو اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے کہ جتنی کسی آدمی کے جسم کی کھال اتری ہوئی ہو اور وہ تکلیف محسوس کرے۔ اب وہ بھوکا ہے تو نہ خود سے کھا سکتا ہے اور پیاسا ہے تو نہ خود سے پانی پی سکتا ہے۔ اس کو کہیں درد محسوس ہوتا ہے وہ کسی کو مدد کے لئے بھی نہیں بلا سکتا لہٰذا وہ اللہ کی مہربانی اور اپنی ماں کی شفقت و محبت پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ اس کو اپنی جان کی بازی لگا کر گرمی سردی سے بچاتی ہے اور کبھی کبھی اس پر جان بھی فدا کر دیتی ہے۔ اور اس کی محبت مادری اس حد تک ہوتی ہے کہ اس کو اپنی بھوک کی پروا نہیں ہوتی اگر بچہ شکم سیر ہو جائے اور اس کو اپنی پیاس کی فکر نہیں ہوتی اگر بچہ کی پیاس بجھ جائے۔ چاہتی ہے کہ خواہ خود ننگی رہے لیکن بچے کو کپڑا پہنا دے۔ اللہ نے اس بچہ کا رزق اب ماں کی دونوں چھاتیوں میں رکھ دیا ہے۔ ایک میں اس کا پانی ہے اور ایک میں اس کا کھانا ہے۔ جب تک وہ دودھ پیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر روز جو اس کا رزق مقرر ہے اس میں پیدا کر دیتا ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو اس میں اپنے گھر والوں کی اور ماں کی سمجھ آتی ہے اور اس میں لالچ و خواہش پیدا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ ہر طرح کی بلاؤں، آفتوں اور امراض میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور ملائکہ اس کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں اور شیاطین اس کو بہکانے اور اس پر گھیرا ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اللہ اس کو نہ بچائے تو وہ ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طين O ثم جعلنه نطفة فی قرار مكين O ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاماً فكسونا العظام لحماً ثم انشاناه خلقاً آخر فتبارک اللّٰه احسن الخالقين O ثم انكم بعد ذالک لميتون O ثم انكم يوم القيمة تبعثون (سورۃ مومنون آیات نمبر ۱۲ سے ۱۶ تک) (اور ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں رکھا۔ پھر ہم نے اس بوند سے جما ہوا لہو بنایا پھر اس جمے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ان گوشت کی بوٹیوں سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھایا۔ پھر ایک نئی صورت میں اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ بڑی برکت اللہ کی ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد مرو گے۔ پھر تم قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے۔)

جابر بن عبداللہ انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ تو ہم لوگوں کی پیدائش کا حال ہے۔ یا رسول اللہ آپؐ کی پیدائش اور آپؐ کے بعد آپؐ کے اوصیا کی پیدائش کا کیا حال ہے؟ اس سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا: اے جابر تم نے ایک امرِ عظیم کا سوال کر لیا اس کو وہی برداشت کر سکتا ہے جسے عقل کا بڑا حصہ ملا ہو۔ سنو انبیاء اور اوصیا اللہ تعالیٰ کے نورِ عظمت سے خلق ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انوار کو اصلابِ طیبہ اور ارحامِ طاہرہ میں ودیعت کیا اور اس کی حفاظت اپنے ملائکہ سے کراتا رہا۔ اپنی حکمت سے ان کی پرورش کرتا رہا اور اپنے علم سے انہیں غذا دیتا رہا۔ پس ان لوگوں کا معاملہ بیان سے بالاتر ہے اور ان لوگوں کے حالات اتنے دقیق ہیں کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گے۔ اس لئے کہ یہ سب اللہ کی زمین پر اس کے ستارے ہیں، اس کے بندوں میں اس کے خلفاء اور اس کے ملک میں اس کے انوار اور اس کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں۔ اے جابر یہ ایک علمِ مخفی مخزون ہے اس کو تم بھی نااہل سے پوشیدہ رکھنا۔

(۵۹۰۴) مفضل بن عمر نے ثابت ثمالی سے اور انہوں نے حبابتہ الوالبیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے مولا امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آنجناب علیہ السلام فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت شراب نہیں پیتے، بام مچھلی نہیں کھاتے اور موزوں پر مسح نہیں کرتے پس جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ ہماری پیروی کرے اور ہماری سنت پر عمل کرے۔

(۵۹۰۵) حماد بن عثمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ لسلام سے روایت ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: حکمتِ آل داؤد میں ہے کہ عقلمند کو چاہیے کہ اپنے حالات پر نظر رکھے، اپنی زبان پر قابو رکھے اور اپنے زمانے کے لوگوں کو پہچانے۔

(۵۹۰۶) صفوان بن یحییٰ اور محمد ابن ابی عمیر نے موسیٰ بن بکر سے، انہوں نے زرارہ سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: احسان۔ تو یہ احسان صاحبِ حسب کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہر متقی کے لئے نماز تقرب کا ذریعہ ہے اور حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔ ہر شئے کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزر کرنا ہے۔ تم لوگ صدقہ دے کر اپنا رزق آسمان سے اتارلو۔ جس کو بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ عمدہ عطیہ اور تحفہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد بھی بقدرِ ضرورت نازل کرتا ہے۔ زکوٰۃ دے کر اپنے اموال کی حفاظت کرو۔ ایک انداز سے چلنا نصف عیش ہے۔ جو شخص کفایت شعاری سے کام لیتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔ اہل وعیال کی کمی بھی کشادہ حالی کا ایک سبب ہے۔ بغیر خود عمل کیے لوگوں کو دعوت دینا ایسا ہے جیسے بغیر تیر کے تیر چلانے والا۔ آپس میں مودت نصف عقل ہے۔ فکر نصف بڑھاپا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصیبت کے برابر صبر نازل کر دیتا ہے۔ جو شخص کسی مصیبت کے وقت زانو پر اپنا ہاتھ مارے گا اس کا اجر وثواب ضبط ہو جائے گا۔ جو اپنے والدین کو رنج پہنچائے گا وہ ان دونوں کی طرف سے عاق ہو جائے گا۔

(۵۹۰۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں میں اخلاق کو بھی اسی طرح تقسیم کیا جس طرح تم لوگوں میں تمہارا رزق تقسیم کیا ہے۔

(۵۹۰۸) ابی جمیلہ مفضل بن صالح سے روایت ہے۔ انہوں نے سعد بن طریف سے انہوں نے اصبغ ابن نباتہ سے اور انہوں نے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے اور کہا: اے آدمؑ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں آپ کو تین باتوں میں سے ایک بات کا اختیار دوں اور دو کو چھوڑ دوں اور وہ باتیں عقل وحیاء ودین ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: میں عقل کو اختیار کرتا ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حیاء ودین سے کہا: تم دونوں واپس چلو اور ان کو چھوڑ دو۔ تو ان دونوں نے کہا: اے جبرئیل ہم دونوں کو تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم دونوں عقل کے ساتھ رہیں جہاں وہ ہو۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اچھا تم دونوں کی مرضی، یہ کہہ کر وہ پرواز کر گئے۔

(۵۹۰۹) احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن اسماعیل سے، انہوں نے عبداللہ بن ولید سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: چار چیزیں ضائع چلی جاتی ہیں: وہ محبت جو ایسے سے کی جائے جس میں وفا نہ ہو، وہ احسان جو ایسے شخص پر کیا جائے جو شکر گزار نہیں ہوتا، وہ علم جو ایسے شخص کو سکھایا جائے جو سنتا نہیں ہے اور وہ راز جو ایسے شخص کو ودیعت کیا جائے جو اس کی حفاظت نہیں کرتا۔

(۵۹۱۰) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے چند قطعہ زمین ہیں جن کے نام منتقمہ ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال دیتا ہے اور وہ اس میں سے اللہ کا حق نہیں نکالتا تو اللہ ان پر زمین کے ان قطعوں میں سے ایک قطعہ کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس کے مال کو ضائع کرا دیتا پھر وہ مر جاتا ہے۔ وہ قطعہ چھوڑ جاتا ہے۔[1]

(۵۹۱۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ خود کیا کہتا ہے اور لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں تو وہ شیطان کا شریک ہے۔ اور جو اس کی پروا نہیں کرتا کہ لوگ اس کو گناہوں میں مبتلا دیکھیں گے تو بھی شیطان کا شریک ہے۔ اور جو شخص اپنے برادر مومن کی غیبت اور برائی کرتا ہے بغیر اس کے کہ دونوں کے درمیان جھگڑا ہو تو وہ بھی شریک شیطان ہے اور جو حرام محبت میں شغف رکھتا ہے اور زنا کی خواہش رکھتا ہے وہ بھی شریکِ شیطان ہے۔

پھر فرمایا: والد الزنا کی چند نشانیاں ہیں۔ ان میں سے ایک ہم اہل بیت سے بُغض ہے دوسرے یہ کہ اسے اس حرام کا شوق ہو جس سے وہ پیدا ہوا ہے۔ تیسرے دین کا استخفاف کرنا۔ اور چوتھے لوگوں کے لئے اس کی موجودگی پسند نہ ہونا۔ اور اپنے بھائیوں کی موجودگی صرف اسی کو بری محسوس ہوگی

[1] مصنف نے 'امالی' کی نویں مجلس میں ابوالحسین بن علی بن معلی اسدی کی سند سے اس روایت کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے روایت کیا اسے امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔

جو اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی اولاد ہوگا یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہوگی۔

(۵۹۱۲) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو دنیا میں صرف اس پر راضی ہو جائے جو اس کے لئے جائز ہے تو اس کے لئے دنیا میں سے کم سے کم ہی کافی ہوگا اور جو دنیا میں سے جو اس کے لئے جائز ہے اس پر راضی نہیں ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی شئے بھی کافی نہ ہوگی۔

(۵۹۱۳) اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: آسمان سے مدد بقدرِ حاجت نازل ہوتی ہے۔

(۵۹۱۴) حسن بن علی بن فضال نے میسّر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آسمان سے جو باتیں بذریعہِ وحی نازل ہوئی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ اگر ابن آدم کے لئے وادیوں میں سونے چاندی کا سیلاب بھی آجائے تو وہ ایسی ہی وادیاں اور چاہے گا۔ اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد تیرا شکم تو سمندروں میں سے ایک سمندر ہے اور وادیوں میں سے ایک وادی ہے اس کو مٹی کے سوا کوئی پُر نہیں کر سکتا۔

(۵۹۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن کو گالی دینا فسق ہے، اسے قتل کرنا کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ کی معصیت ہے اور اس کے مال کی بھی حرمت اتنی ہی ہے جتنی اس کے خون کی۔ ۱؎

(۵۹۱۶) احمد بن محمد بن سعید کوفی نے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: بیان کیا مجھ سے حسن بن فضال نے روایت کرتے ہوئے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے۔ آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: امام کی چند عادتیں ہیں۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عالم، لوگوں میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا، سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ شجاع، سب سے زیادہ سخی، سب سے زیادہ عبادت گزار ہو اور ختنہ شدہ پیدا ہو اور پاک پیدا ہو۔ وہ پسِ پشت اسی طرح دیکھے جیسے اپنے آگے دیکھتا ہے۔ اس کے جسم کا سایہ نہ ہو اور شکمِ مادر سے جب زمین پر آئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیکے اور با آواز بلند شہادتین پڑھے اور اس کو سونے میں احتلام نہ ہو۔ اس کی آنکھ سوئے مگر دل بیدار رہے۔ وہ فرشتوں سے بات کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ اس کے جسم پر ٹھیک ہو۔ اس کا پیشاب پاخانہ نہ دیکھا جائے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ذمہ یہ کام سپرد کیا ہے کہ جو کچھ نکلے وہ اسے نگل جائے اور وہ مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہو، وہ لوگوں کی جانوں کا لوگوں سے زیادہ مالک ہو ان پر اپنے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہو اور لوگوں سے زیادہ اللہ کے لئے متواضع ہو اور سب سے زیادہ اللہ کے حکم پر عمل کرے اور اللہ نے جس سے منع کیا ہے اس سے دست کش رہے اور اس کی دعا مستجاب ہو یہاں تک کہ اگر کسی چٹان کے لئے بھی دعا کرے تو وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو جائے۔ اور اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحے ہوں اور ان کی تلوار ذوالفقار ہو اور اس کے پاس وہ صحیفہ ہو جس میں اس کے دوستوں کے نام تا قیامت لکھے ہوں اور اس کے دشمنوں کے تا قیامت نام ہوں اور اس کے پاس جامعہ ہو اور وہ ایک صحیفہ ہے جو ستر ہاتھ طولانی ہے اس میں وہ سب کچھ ہے جس کی ضرورت نبی آدم کو ہے۔ اور اس کے پاس جفر اکبر واصغر ہو۔ ایک بکرے اور ایک مینڈھے کی کھال کہ جن میں تمام علوم ہیں حتیٰ کہ ایک خراش کی دیت بھی اور ایک جلد و نصف جلد اور ایک تہائی جلد کی بھی اور اس کے پاس مصحف فاطمہ علیہا السلام ہو۔

(۵۹۱۷) ہم لوگوں سے عبدالواحد بن عبدوس نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن محمد بن قتیبہ نے فضل بن شاذان سے نقل کرتے ہوئے، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ جب حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا سر اقدس شام لے جایا گیا تو یزید ملعون حکم دیتا وہ سر اقدس رکھا جاتا اور اس پر دستر خوان بچھایا جاتا اور اس کے دوست آتے اور اس پر کھاتے اور شراب پیتے اور جب اس سے فارغ ہوتے تو حکم دیتا اور سرِ اقدس طشت کے اندر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا جاتا۔ اور تخت پر شطرنج کی بساط جمائی جاتی اور یزید ملعون اس پر

۱؎ اس صحیح حدیث کو کلینی نے ج ۲ ص ۳۵۹ میں امام باقر علیہ السلام اور آنجنابؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

بیٹھ کر شطرنج کھیلتا اور حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام اور ان کے آباؤ اجداد کا ذکر کر کے ان کا مذاق اڑاتا اور جب تک وہ شطرنج کھیلتا درمیان میں شراب لے کر تین مرتبہ پیتا اور جو بچ رہتی وہ اس طشت سے متصل زمین پر بہا دیتا۔ لہٰذا جو بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب پینے اور شطرنج کھیلنے سے اجتناب کرے اور جس کی نظر بھی شراب یا شطرنج پر پڑے وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید اور آل زیاد پر لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر کیوں نہ ہوں۔

(۵۹۱۸) امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جس کا جسم دشمن کا اسیر نہ ہو اور اس کا راستہ نہ رُکا ہو اور اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا اس کے پاس دنیا آ گئی۔

(۵۹۱۹) نیز آنجنابؑ نے فرمایا: دلوں کی فطرت یہ ہے کہ جو ان پر احسان کرے اس سے محبت اور جو اس سے بدسلوکی کرے اس سے نفرت کریں۔

(۵۹۲۰) اور سعد بن طریف نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! سنو میری بات اور مجھے سمجھو اس لئے کہ جدائی قریب ہے۔ میں تمام مخلوق کا امام ہوں اور بہترین مخلوق کا وصی ہوں اور امت کی تمام عورتوں کی سردار کا شوہر اور عترتِ طاہرہ اور ہدایت کرنے والے ائمہ کا باپ ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی، ان کا وصی، ان کا ولی عہد، ان کا وزیر، ان کا صحابی، ان کا مخلص، ان کا حبیب، ان کا خلیل ہوں۔ میں مومنین کا امیر و حاکم، شہ سوار، ان کا قائد، تمام اوصیاء کا سردار ہوں۔ میری جنگ اللہ کی جنگ، میری صلح اللہ کی صلح، میری اطاعت اللہ کی اطاعت، میری ولایت اللہ کی ولایت ہے۔ میرے دوستدار اللہ کے دوستدار ہیں، میرے مددگار اللہ کے مددگار ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھ کو پیدا کیا جبکہ میں کچھ بھی نہ تھا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے وہ لوگ جن کا حافظہ درست ہے وہ جانتے ہیں کہ ناکثین وقاسطین و مارقین کے لئے نبی امی کی زبان پر لعنت جاری ہوئی ہے اور جو افتراء باندھے اور جھوٹ کہے وہ نامراد اور نقصان اٹھانے والا ہوگا۔

(۵۹۲۱) اور امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: پروردگار میرے خلفاء پر رحم فرما۔ تو عرض کیا گیا: یا رسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث و سنت کی روایت کریں گے۔[۱]

(۵۹۲۲) معلّی بن محمد بصری نے جعفر بن سلمہ سے، انہوں نے عبداللہ بن حکم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: علیؑ ہی میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں اور ان کی زوجہ فاطمہ علیہا السلام تمام عالمین کی عورتوں کی سردار میری دختر ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار میری اولاد ہیں۔ جس نے ان لوگوں سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے جھگڑا اور نزاع کیا اس نے مجھ سے جھگڑا اور نزاع کیا۔ جس نے ان لوگوں پر ظلم و جفا کی اس نے میرے اوپر ظلم و جفا کی۔ جس نے ان لوگوں کے ساتھ نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی۔ جس نے ان لوگوں سے میل رکھا اس نے اللہ سے میل رکھا۔ جس نے ان لوگوں کو چھوڑا اس کو اللہ نے چھوڑا۔ جس نے ان لوگوں کی مدد و اعانت کی اس کی اللہ نے مدد کی، جس نے ان لوگوں کی نصرت ترک کی اس کی اللہ نے نصرت ترک کی۔ اے اللہ تیرے انبیاء اور تیرے رسولوں کے ثقل اور اہل بیت ہیں تو علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں ان سے ہر پلیدگی (نجاست) کو دور رکھ اور انہیں پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے (اے رب العالمین)۔

[۱] مصنف نے اس حدیث کو 'امالی' اور 'عیونِ اخبارِ رضاؑ' میں متعدد طریقوں سے روایت کیا ہے۔

الحمد للہ من لایحضرہ الفقیہ تالیف شیخ عالم فقیہ سعید موید ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رضی اللہ عنہ کی جلد چہارم کا اردو ترجمہ تمام ہوا۔

سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
۲۳ رمضان المبارک بروز سہ شنبہ ۱۴۱۶ھ
بمطابق منگل ۱۳ فروری ۱۹۹۶۔

سلسلہ راویانِ احادیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب کے مصنف محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جتنی احادیث

۱۔ عمار بن موسی ساباطی سے ہیں اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہما سے انہوں نے سعید بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن حسن علی بن فضال سے، انہوں نے عمرو بن سعید مدائنی سے، انہوں نے مصدق بن صدقہ سے اور انہوں نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے کی ہے۔

۲۔ اس کتاب میں جو بھی حدیث علی بن امام جعفر علیہ السلام سے ہے اس کی روایت میں اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے عمر کی بن علی بوفکی سے، انہوں نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے اپنے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے کی محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور سعد بن عبداللہ سے اور ان سب نے احمد بن محمد بن عیسی اور فضل بن عامر سے، انہوں نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے، انہوں نے علی بن جعفرؑ سے اور انہوں نے اپنے برادر محترم حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کی ہے اور اسی طرح جو بھی اس کتاب میں علی بن جعفر علیہ السلام سے ہے اس کو میں نے انہی اسناد سے روایت کیا ہے۔

۳۔ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن عمار سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے علی بن اسماعیل سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسحاق بن عمار سے کی ہے۔

۴۔ اور جو کچھ اس کتاب میں یعقوب بن عثیم ہے اس کی روایت میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے یعقوب بن عثیم سے کی ہے۔

نیز میں نے اس کی روایت کی ہے۔ اپنے والد رحمہ اللہ سے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے یعقوب بن عثیم سے روایت کی ہے۔

۵۔ اور جو کچھ اس میں جابر بن یزید جعفی سے ہے اس کی روایت میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عمرو بن شمر سے اور انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے کی ہے۔

۶۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسلم ثقفی سے ہے میں نے اس کی روایت علی بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن ابی عبداللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے اپنے والد محمد بن خالد سے انہوں نے علاء بن رزین اور انہوں نے محمد بن مسلم سے کی ہے۔

۷۔ اور جو کچھ اس میں کردویہ ہمدانی سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے کردویہ ہمدانی سے کی ہے۔

۸۔ اور جو کچھ اس میں سعد بن عبداللہ سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ بن ابی خلف سے کی ہے۔

۹۔ اور جو کچھ اس میں ہشام بن سالم سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن بن احمد ابن ولید رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے، ان دونوں نے یعقوب بن یزید، حسن بن ظریف سے اور ایوب بن نوح سے، انہوں نے نضر بن سوید سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور علی بن حکم سے اور ان دونوں نے ہشام بن سالم جوالیقی سے کی ہے۔

۱۰۔ اور جو کچھ اس میں عمر بن یزید سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی ہے اور انہوں نے محمد بن یحیٰ عطار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحیٰ سے اور انہوں نے عمر بن یزید سے کی ہے۔

نیز اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اس طرح بھی کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے، انہوں نے محمد بن عمر بن یزید سے، انہوں نے حسین بن عمر بن یزید سے اور انہوں نے اپنے والد عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔ نیز یہ روایت میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے (اس طرح) بھی کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے محمد بن عباس سے اور انہوں نے عمر بن یزید سے روایت کی ہے۔

۱۱۔ اور جو کچھ اس میں زرارہ بن اعین سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور حسن بن ظریف اور علی بن اسماعیل بن عیسیٰ سے اور ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حریز بن عبداللہ سے اور انہوں نے زرارہ بن اعین سے کی ہے۔

اور اسی طرح جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے ہے اس کی روایت میں نے ان ہی اسناد کے ساتھ اور اس طرح جو کچھ اس میں حماد بن عیسیٰ سے ہے اس کی بھی روایت (انہی اسناد سے کی ہے)۔

۱۲۔ اور جو کچھ اس میں اس یہودی گروہ کے متعلق دیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند مسائل دریافت کیے اور ان کے سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ اے محمدؐ یہ بتائیے کہ آپؐ کس سبب سے ان چار اعضاء پر وضو کرتے ہیں اور اسی کے مانند ان کے اور بھی سوالات۔ تو میں نے اس کی روایت کی ہے علی بن احمد بن عبداللہ برقی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابی الحسن علی بن حسین برقی سے، انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے حسن بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے آباء سے اور انہوں نے اپنے جد حسن بن علی بن ابی طالب علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۱۳۔ اور جو کچھ اس میں زید شحّام سے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے، انہوں نے ابی جمیلہ سے اور انہوں نے زید شحّام ابی اسامہ سے کی ہے۔

۱۴۔ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ بصری سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر وغیرہ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے۔

۱۵۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن جابر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسماعیل بن جابر سے۔

۱۶۔ اور جو کچھ اس میں سماعہ بن مہران سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ عامری سے اور انہوں نے سماعہ بن مہران سے۔

۱۷۔ اور جو کچھ اس میں زرعہ سے اور انہوں نے سماعہ سے روایت کی ہے۔ تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے اپنے بھائی حسن سے، انہوں نے زرعہ بن محمد حضرمی سے اور انہوں نے سماعہ بن مہران سے۔

۱۸۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن ابی یعفور سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے احمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے عبداللہ بن ابی یعفور سے۔

۱۹۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن بکیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے عبداللہ بن بکیر سے۔

۲۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی حلبی سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے، انہوں عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے اور انہوں نے محمد بن علی حلبی سے۔

۲۱۔ اور جو کچھ اس میں حکم بن حکیم ابن برادر خلاد سے ہے اس کی روایت میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے کی ہے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حکم بن حکیم سے۔

۲۲۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی محمود سے ہے اس کی روایت میں نے کی محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اس کی روایت اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن احمد مالکی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے کی ہے۔ نیز میں نے اس کی روایت محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور محمد بن حسن صفّار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابی محمود سے کی ہے۔

۲۳۔ اور جو کچھ اس میں حنان بن سدیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ

سے اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے حنان سے روایت کی ہے۔

اور میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے عبدالصمد بن محمد سے، انہوں نے حنان سے۔

اور اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حنان بن سدیر سے۔

۲۴۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن نعمان سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان دونوں نے محمد بن نعمان سے۔ [۱]

۲۵۔ اور جو کچھ اس میں ابی الاعزّ نخّاس سے ہے اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی الاعزّ نخّاس سے۔

۲۶۔ اور جو کچھ اس میں ہے جو لکھا امام رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کو ان کے مسائل کے جواب میں تو اس کی روایت کی ہے میں نے علی بن احمد بن موسیٰ دقاق اور محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مکتّب رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے۔ انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن اسماعیل برمکی نے، انہوں نے سنا علی بن عباس سے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے قاسم بن ربیع صحاف نے، انہوں نے سنا محمد بن سنان سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے۔

۲۷۔ اور جو کچھ اس میں عبیداللہ بن علی حلبی سے ہے تو اسے روایت کیا میں نے اپنے والد سے اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد و عبداللہ، محمد بن عیسیٰ کے فرزندوں سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے۔

اور اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد، محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے، انہوں نے عبیداللہ بن علی حلبی سے۔

۲۸۔ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن میسرہ سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے معاویہ بن میسرہ بن شریح قاضی سے۔

۲۹۔ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے کی ہے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۳۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن حمران اور جمیل بن درّاج سے روایت ہے تو اس کو میں نے روایت کیا اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حمران اور جمیل بن درّاج سے روایت کی ہے۔

۳۱۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سنان سے روایت ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے عبداللہ بن سنان سے۔ یہ وہ ہیں جن کا ذکر جب حضرت امام جعفر صادق

[۱] محمد بن علی بن نعمان صیرفی کی نسبت ان کے دادا کی طرف دی جاتی ہے۔ ان کا لقب 'مومنِ طاق' تھا۔ امام ابو عبداللہ اور ابوالحسن علیہما السلام کے ثقہ، متکلم اور حاذق اصحاب میں شمار کیے جاتے ہیں صاحبِ کتاب ہیں ان کا سلسلہ روایت صحیح کی مانند حسن ہے۔

علیہ السلام کے سامنے کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: تم جان لو کہ یہ بڑی عمر والے ہیں۔

۳۲۔ اور جو کچھ اس احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے روایت کی ہے تو اس کی روایت میں نے کی ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے۔ اور اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے۔

۳۳۔ اور جو کچھ اس میں ابی بصیر سے ہے تو اس کی روایت کی ہے میں نے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے ابی بصیر سے روایت کی ہے۔ ۱

۳۴۔ اور جو کچھ اس میں عبیداللہ رافقی سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد مسرور رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے اور انہوں نے عبیداللہ رافقی سے روایت کی ہے۔

۳۵۔ اور جو کچھ اس میں سعدان بن مسلم سے ہے کہ جن کا نام عبدالرحمٰن بن مسلم تھا تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور ان دونوں نے سعدان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۳۶۔ اور جو کچھ اس میں ریّان بن صلت سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے۔ انہوں نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ریّان بن صلت سے۔

۳۷۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی انہوں نے علی بن ابراہیم ابن ہاشم سے، انہوں اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن جہم سے۔

۳۸۔ اور جو کچھ اس میں عبدالرحیم قیصر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے، انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے، انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے، انہوں نے عبدالرحیم قصیر اسدی سے۔ انہیں اسدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بنی اسد کے غلام تھے۔

۳۹۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے موسی بن سعدان سے، انہوں نے عبداللہ بن ابی قاسم سے اور انہوں نے حسین بن ابی علاء خفاف غلامِ بنی اسد سے۔

۴۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسن صفار رحمہ اللہ سے۔ ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے محمد بن حسن صفار سے۔

۴۱۔ اور جو کچھ اس میں علی بن بلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن بلال سے۔

۴۲۔ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عباد مکی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ اسدی کوفی سے، انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے، انہوں نے اپنے چچا حسین بن یزید سے اور انہوں نے یحییٰ بن عباد مکی سے روایت کیا ہے۔

۱ یہاں ابی بصیر سے مراد یحییٰ بن قاسم اسدی، نابینا ہے جسے واقفیہ سے نسبت رہی اور ابی بصیر لیث مرادی نہیں ہے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے۔

۴۳۔ اور جو کچھ اس میں ابی نمیر غلامِ حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابی نمیر سے روایت کیا ہے۔

۴۴۔ اور جو کچھ اس میں منصور بن حازم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن عطار سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے محمد بن عبدالحمید سے، انہوں نے سیف ابن عمیرہ سے اور انہوں نے منصور بن حازم اسدی کوفی سے روایت کیا ہے۔

۴۵۔ اور جو کچھ اس میں مفضّل بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن الحسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے مفضّل بن عمر جُعفی کوفی سے اور وہ غلام تھے۔

۴۶۔ اور جو کچھ اس میں ابی مریم انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ بن ایوّب سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے ابی مریم سے روایت کیا ہے۔

۴۷۔ اور جو کچھ اس میں ابان بن تغلب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے ابی ایوب سے، انہوں نے ابی علی صاحب الکلل سے، انہوں نے ابان بن تغلب سے۔ ان کی کنیت ابوسعید تھی وہ کندی کوفی تھے۔ دورِ امام جعفر صادق علیہ السلام میں فوت ہوئے تو آنجناب علیہ السلام نے ان کا اچھے انداز میں ذکر کیا اور فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے۔ ابان کی موت سے میرے دل کو شدید تکلیف پہنچی ہے۔ اور آنجناب علیہ السلام نے ابان بن عثمان کے متعلق فرمایا: بلاشبہ ابان بن تغلب نے مجھ سے کثیر روایات نقل کی ہیں تو جس نے تمہارے لئے مجھ سے روایت کی ہے تو تمہیں اجازت ہے کہ اسے میری طرف سے روایت کرو۔ اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے ملاقات کی تھی اور دونوں حضرات سے روایت کی ہے۔

۴۸۔ اور جو کچھ اس میں فضل بن عبدالملک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی الخطّاب سے۔ انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے فضل بن عبدالملک سے روایت کی ہے۔ جو ابی عباس بقباق کوفی کے نام سے مشہور تھے۔

۴۹۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے، انہوں نے حسن بن زیاد صیقل سے اور وہ کوفی غلام تھے اور ان کی کنیت ابوولید تھی۔

۵۰۔ اور جو کچھ اس میں فضیل بن عثمان اعور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن بن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے فضیل بن عثمان اعور مرادی کوفی سے روایت کیا ہے۔

۵۱۔ اور جو کچھ اس میں صفوان بن مہران جمّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمّال سے روایت کیا ہے۔ اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے موسیٰ بن عمر سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد حجّال سے اور انہوں نے صفوان بن مہران جمّال سے روایت کیا ہے۔

۵۲۔ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسین قطّان سے، انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی غلام نبی ہاشم سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن جعفر حریری سے اور انہوں نے یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۳۔ اور جو کچھ اس میں ہشام بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے ہشام بن حکم سے روایت کیا ہے جن کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ بنی شیبان، باریک روئی کے کپڑوں کے تاجروں، کے غلام تھے اور بغداد سے کوفہ منتقل ہو گئے تھے۔

۵۴۔ اور جو کچھ اس میں جراح مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے نضر بن سوید سے، انہوں نے قاسم بن سلیمان سے اور انہوں نے جراح مدائنی سے روایت کیا ہے۔

۵۵۔ اور جو کچھ اس میں حفص بن بختری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب ابن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حفص بن بختری کوفی سے روایت کیا ہے

۵۶۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کیا ہے۔

۵۷۔ اور جو کچھ اس میں زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابی جوزاء المنبہ بن عبداللہ سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن خالد سے اور انہوں نے زید بن علی بن حسین بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کیا ہے۔

۵۸۔ اور جو کچھ اس میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے ردشمس کے بارے میں جو حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے لئے حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن حسن قطّان سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو حسین محمد بن صالح نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عمر بن خالد مخزومی نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو نباتہ نے، انہوں نے روایت کیا محمد بن موسی سے، انہوں نے عمارہ بن مہاجر سے، انہوں نے محمد بن جعفر کی صاحبزادیوں ام جعفر اور ام محمد سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے جو اُن کی جدہ تھیں۔

اور میں نے روایت کیا ہے اسے احمد بن محمد بن اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے حسین بن موسیٰ نخاس نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ نے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن حسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت حسین علیہ السلام سے اور انہوں نے اسماء بنت عمیس سے روایت کیا ہے۔

۵۹۔ اور جو کچھ اس میں جویریہ بن مسہر سے ردشمس کے بارے میں ہے جو حضرت علی امیر المومنین علیہ السلام کے لئے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے ان دونوں کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ نے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے احمد بن عبداللہ قروی سے، انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے، انہوں نے ابی بصیر سے اور انہوں نے عبدالواحد بن مختار انصاری سے، انہوں نے ام المقدام ثقفیہ سے اور انہوں نے جویریہ بن مسہر سے روایت کیا ہے۔

۶۰۔ اور جو کچھ اس میں حدیث سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بارے میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: **فطفق مسحاً بالسوق والاعناق** (تو گھوڑوں کی گردنوں اور ٹانگوں کو کاٹنے لگے) (سورہ ص آیت ۳۳) اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن

ابی عبداللہ کوفی سے، انہوں نے موسیٰ بن عمران نخعی سے، انہوں نے اپنے چچا حسین ابن یزید نوفلی سے، انہوں نے علی بن سالم سے اور انہوں نے امام جعفر صادق بن محمد علیہما السلام سے روایت کیا ہے۔

۶۱۔ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن خالد بجلی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ہشام بن سالم سے، انہوں نے سلیمان بن خالد بجلی اقطع کوفی سے اور انہوں نے زید بن علی علیہ السلام کے ساتھ خروج کیا اور مارے گئے۔

۶۲۔ اور جو کچھ اس میں معمر بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے معمر بن یحییٰ سے روایت کیا۔

۶۳۔ اور جو کچھ اس میں عائذ احمسی ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے جمیل سے اور انہوں نے عائذ بن حبیب احمسی سے روایت کیا ہے۔

۶۴۔ اور جو کچھ اس میں مسعدہ بن صدقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعدہ بن صدقہ ربعی سے روایت کیا ہے۔[1]

۶۵۔ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابو قاسم معاویہ بن وہب بجلی کوفی سے روایت کی ہے۔

۶۶۔ اور جو کچھ اس میں مالک جہنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی ابن موسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر کمندانی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن ابن محبوب سے، انہوں نے عمرو بن ابی مقدام سے اور انہوں نے ابی محمد مالک بن اعین جُہنی سے اور وہ عربی اور کوفی تھے اور آل سنسن سے نہیں تھے۔

۶۷۔ اور جو کچھ اس میں عبید بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے عبید بن زرارہ بن اعین سے روایت کیا ہے اور وہ احول (بھینگے) تھے۔

۶۸۔ اور جو کچھ اس میں فضیل بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے فضیل بن یسار سے روایت کی ہے جو کوفی تھے اور نبی نہد کے غلام تھے۔ وہ کوفہ سے بصرہ منتقل ہو گئے تھے اور جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو فرمایا: رغبت کرنے والوں کو بشارت دو۔ اور ربعی بن عبداللہ نے فضیل بن یسار کے نہلانے والے کا ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا: جب میں نے فضیل کو غسل دیا تو انہوں نے اپنے پوشیدہ عضو کو اپنے ہاتھ سے چھپا رکھا تھا۔ تو یہ خبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پہنچائی گئی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ فضیل بن یسار پر رحم کرے وہ اہم اہل بیت میں سے ہے۔

۶۹۔ اور جو کچھ اس میں بکیر بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی ابن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے بکیر بن اعین سے روایت کیا ہے۔ وہ کوفی تھے ان کی کنیت ابو جہم تھی اور وہ نبی شیبان کے غلاموں میں

[1] مسعدہ بن صدقہ عامی بتری ہے اور موثق نہیں ہے، صاحب کتاب ہے اور اس تک سلسلہ صحیح ہے۔

سے تھے۔ اور جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو بکیر بن اعین کی موت کی اطلاع دی گئی تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم اسے خدائے عزوجل نے اپنے رسول اور امیر المومنین صلوات اللہ علیہما کے درمیان اتارا۔

۷۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن یحییٰ الخثعمی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے زکریا مومن سے اور انہوں نے محمد بن یحییٰ الخثعمی سے روایت کیا ہے۔

۷۱۔ اور جو کچھ اس میں بکیر بن محمد ازدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے عباس بن معروف اور احمد بن اسحاق بن سعد اور ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے بکر بن محمد ازدی سے روایت کیا ہے۔

۷۲۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن رباح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے اسماعیل بن رباح کوفی سے روایت کیا ہے۔

۷۳۔ اور جو کچھ اس میں ابی عبداللہ فرّاء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابی عبداللہ فراء سے روایت کیا ہے۔

۷۴۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن مختار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسین رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن مختار قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۵۔ اور جو کچھ اس میں عمر بن حنظلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے داؤد بن حصین سے اور انہوں نے عمر بن حنظلہ سے روایت کیا ہے۔

۷۶۔ اور جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید اور علی بن حدید اور عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے اور انہوں نے حریز بن عبداللہ سجستانی سے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے علی بن اسماعیل اور محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید اور حسن بن ظریف سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریز بن عبداللہ سجستانی سے روایت کیا ہے۔

۷۷۔ اور جو کچھ اس میں حریز بن عبداللہ سے زکاۃ کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے اسماعیل ابن سہل سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حریز بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد سے اور

انہوں نے حریز سے روایت کیا ہے۔

۷۸۔ اور جو کچھ اس میں خالد بن ماد قلانسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے، انہوں نے نضر بن شعیب سے اور انہوں نے خالد ابن ماد قلانسی سے روایت کیا ہے۔

۷۹۔ اور جو کچھ اس میں ابی حمزہ ثمالی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے محمد بن فضیل سے اور انہوں نے ابی حمزہ ثابت بن دینار ثمالی سے۔ دینار کی کنیت ابوصفیہ تھی وہ قبیلہ بنی ثُعل کی ایک بستی میں رہتے تھے ان کا نسب ثمالہ کی طرف جاتا ہے ان کا گھر اسی بستی میں ان کے ساتھ تھا ان کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ وہ ثقہ اور عادل تھے۔ انہوں نے چار ائمہ علیہم السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا یعنی حضرت علی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسیٰ بن جعفر علیہم السلام۔ ان سے سلسلہ روایات کثیر ہیں لیکن میں نے صرف ایک پر اکتفا کیا ہے۔

۸۰۔ اور جو کچھ اس میں عبدالاعلیٰ سے ہے جو آل سام کے غلام تھے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے خالد بن ابی اسماعیل سے اور انہوں نے عبدالاعلیٰ جو آل سام کے غلام تھے سے روایت کیا ہے۔

۸۱۔ اور جو کچھ اس میں اصبغ بن نباتہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن محمد خالد سے، انہوں نے ہیثم بن عبداللہ نہدی سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن ثابت سے، انہوں نے سعد بن طریف سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کیا ہے۔

۸۲۔ اور جو کچھ اس میں جابر بن عبداللہ انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے، انہوں نے جعفر بن احمد سے، انہوں نے عبداللہ بن فضل سے، انہوں نے مفضل بن عمر سے، انہوں نے جابر بن یزید جعفی سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے۔

۸۳۔ اور جو کچھ اس میں صالح بن حکم سے ہے تو میں نے اسے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین ابوالخطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے صالح بن حکم احول سے روایت کیا ہے۔

۸۴۔ اور جو کچھ اس میں عامر بن نعیم قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عامر بن نعیم قمی سے روایت کیا ہے۔

۸۵۔ اور جو کچھ اس میں علی بن مہزیار سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے حسین بن اسحاق تاجر سے اور انہوں نے علی بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔ [1]

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے ولد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے ابراہیم بن مہزیار سے اور انہوں نے

[1] علی بن مہزیار اہوازی ابوالحسن کے والد نصرانی تھے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ علی بن مہزیار بھی اسلام لے آئے تھے جب وہ چھوٹے ہی تھے یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے اس امر کی معرفت کی وجہ سے ہوا۔ وہ ابوجعفر ثانی علیہ السلام سے مختص تھے۔ ان پر بھروسہ کیا جاتا تھا اور ان کو بلند مقام دیا جاتا تھا اور اسی طرح آنجناب کے والد گرامی ابوالحسنؑ کے نزدیک۔ دونوں حضرات بعض اطراف میں بھیجنے کیلئے ان پر بھروسہ کرتے تھے اور شیعوں تک ان کی توقیعات اچھے الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔ وہ صحیح حدیث بیان کرنے میں ثقہ تھے۔ ان کی تینتیس (۳۳) کتابیں ہیں۔

اپنے بھائی علی بن مہز یار سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے عبّاس بن معروف سے اور انہوں نے علی بن مہز یار اہوازی سے روایت کیا ہے۔

۸۶۔ اور جو کچھ اس میں صفوان بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔

۸۷۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے، انہوں نے اپنے والد سے۔ اور میں نے روایت کی ہے جعفر بن علی بن حسن کوفی سے بھی، انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے روایت کی ہے۔

۸۸۔ اور جو کچھ اس میں ابی جارود سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی قریشی کوفی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابی جارود زیاد بن منذر کوفی سے روایت کیا ہے۔

۸۹۔ اور جو کچھ اس میں حبیب بن معلّٰی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن ولید خزّاز (ریشم کے سوداگر) سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے حبیب بن معلّٰی خثعمی سے روایت کی ہے۔

۹۰۔ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن ابی عمیر اور حسن بن محبوب سے اور ان دونوں نے عبدالرحمٰن بن حجاج بجلی کوفی سے روایت کیا ہے اور وہ غلام تھے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے روایت کی اور جب موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے سامنے ان کا ذکر کیا گیا تو آنجناب علیہ السلام نے فرمایا: بے شک یہ دلوں میں بہت وزنی بوجھ ہے۔[1]

۹۱۔ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن عمر بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے موسیٰ بن عمر بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

۹۲۔ اور جو کچھ اس میں عیص بن قاسم سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے عیص بن قاسم سے روایت کیا ہے۔

۹۳۔ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن جعفر جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

---

[1] یعنی دل میں صاحبِ توقیر اور عظمت والا۔ اور یہ مدح ہے نہ کہ ذم جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے۔ مجلسی علیہ الرحمہ کا قول ہے: ممکن ہے کہ ضمیر اس کے نام اور اس کے باپ کی طرف راجع ہو کیونکہ پہلا نام ابن ملجم کا ہے اور دوسرا ابن یوسف ثقفی کا اور غرض اس کے نام پر خاک ڈالنا ہو اور بالجملہ عبدالرحمٰن بن حجاج بجلی، کوفی بیّاع سابری (نفیس ریشمی کپڑے کا تاجر) کا غلام، صفوان بن یحییٰ کا استاد بغداد کا رہائشی جسے کیسانیہ سے متہم کیا گیا۔ اس کی کتاب ہے۔ ابی عبداللہ اور ابا الحسن علیہما السلام سے روایت کرتا ہے، آنجنابؑ کے بعد زندہ رہا حق کی طرف رجوع کیا اور ابا الحسن الرضا علیہ السلام سے ملحق ہو گیا۔ وہ ثقہ، ثابت قدم اور ممتاز حیثیت کا حامل تھا اور ابی عبداللہ علیہ السلام کا وکیل تھا۔ اس کی موت امام رضا علیہ السلام کے دور میں آنجنابؑ کی ولایت پر قائم رہتے ہوئے ہوئی اور اس سے سلسلۂ روایت صحیح ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کیا ہے۔

۹۴۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن عیسیٰ سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے محمد موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے علی بن ابراہیم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۹۵۔ اور جو کچھ اس میں جعفر بن محمد بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے جعفر بن محمد بن یونس سے روایت کیا ہے۔

۹۶۔ اور جو کچھ اس میں ہاشم حناط (گیہوں بیچنے والا) سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے ہاشم حناط سے روایت کیا ہے۔

۹۷۔ اور جو کچھ اس میں ابی جمیلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے ابی جمیلہ مفضل ابن صالح سے روایت کیا ہے۔

۹۸۔ اور جو کچھ اس میں داؤد صرمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسی بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے محمد بن عیسیٰ ابن عبید سے اور انہوں نے داؤد صرمی سے روایت کیا ہے۔

۹۹۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن مہزیار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حمیری سے اور انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے روایت کیا ہے۔

۱۰۰۔ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی عمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی عمران سے روایت کیا ہے جو یونس بن عبدالرحمٰن کے شاگرد تھے۔

۱۰۱۔ اور جو کچھ اس میں مسمع بن مالک بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے قاسم بن محمد سے، انہوں نے ابان سے اور انہوں نے مسمع بن مالک بصری سے روایت کیا ہے۔ ان کو مسمع بن عبدالملک بصری کہا جاتا تھا اور ان کا لقب کردین تھا وہ عرب تھے، بنی قیس بن ثعلبہ میں سے تھے اور ان کی کنیت ابوسیار تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: مسمع؟ آنجناب علیہ السلام نے دریافت کیا: کس کے بیٹے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: مالک کا بیٹا ہوں۔ تو امام نے فرمایا: ''نہیں بلکہ مسمع بن عبدالملک ہو۔

۱۰۲۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل بن بزیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کیا ہے۔

۱۰۳۔ اور جو کچھ اس میں علی بن ریان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن ریان سے روایت کیا ہے۔

۱۰۴۔ اور جو کچھ اس میں یونس بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے یونس بن یعقوب بجلی سے روایت کیا ہے۔

۱۰۵۔ اور جو کچھ اس میں علی بن یقطین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے

احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن یقطین سے، انہوں نے اپنے بھائی حسین سے اور انہوں نے اپنے پدر علی بن یقطین سے روایت کیا ہے۔

۱۰۶۔ اور اس میں جو کچھ رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رفاعہ بن موسیٰ نخاس سے روایت کیا ہے۔

۱۰۷۔ اور جو کچھ اس میں زیاد بن سوقہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے زیاد بن سوقہ سے روایت کی ہے۔

۱۰۸۔ اور جو کچھ اس میں حماد بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حماد بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۱۰۹۔ اور کچھ اس میں یاسر خادم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۱۰۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری اور سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۱۱۱۔ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے داؤد بن ابی زید سے روایت کی ہے۔

۱۱۲۔ اور جو کچھ اس میں علی بن بجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے ابی عبداللہ حکم بن مسکین ثقفی سے اور انہوں نے علی بن بجیل بن عقیل کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۱۳۔ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن عمار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے معاویہ بن عمار دہنی غنوی کوفی سے روایت کی ہے۔ وہ جیلہ کے غلام تھے اور ان کی کنیت ابوالقاسم تھی۔

۱۱۴۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن قارن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد علوی رحمتہ اللہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حسن بن قارن سے روایت کی ہے۔

۱۱۵۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن فضالہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے بندار بن حماد سے اور انہوں نے عبداللہ بن فضالہ سے روایت کی ہے۔

۱۱۶۔ اور جو کچھ اس میں خالد بن نجیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ ابن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن نجیح جوّان سے روایت کی ہے۔

۱۱۷۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن سری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے حسن بن سری سے روایت کی ہے۔

۱۱۸۔ اور جو کچھ اس میں عبّاس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم بن ناتانہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبّاس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۱۱۹۔ اور جو کچھ اس میں حارث بن مغیرہ نصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے حارث بن مغیرہ نصری سے روایت کی ہے۔

۱۲۰۔ اور جو کچھ اس میں ابی بکر حضرمی اور کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے، انہوں نے عبداللہ بن عبدالرّحمٰن اصم سے اور انہوں نے ابی بکر عبداللہ بن محمد حضرمی اور کلیب اسدی سے روایت کی ہے۔

۱۲۱۔ اور جو کچھ اس میں ہشام بن یحییٰ عطّار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ہشام بن ابراہیم سے روایت کی ہے جو امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۱۲۲۔ اور جو کچھ میں حضرت بلالؓ [ا] اور موذنوں کے ثواب کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن عباس اور عباس بن عمرو فقیمی سے، ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم سے بیان کیا ہشام بن حکم نے انہوں نے روایت کیا ثابت بن ہرمز سے، انہوں نے روایت کیا حسن بن ابی حسن سے، انہوں نے احمد بن عبدالحمید سے، انہوں نے عبداللہ بن علی سے ان کا کہنا ہے کہ میں اپنے سامان کو بصرہ سے مصر تک لے گیا اور میں نے اس پوری حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۳۔ اور جو کچھ اس میں فضل بن شاذان سے روایت ہے ان علتوں کے بارے میں جو حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کی گئیں تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن عبدوس عطّار نیشاپوری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے، انہوں نے فضل بن شاذان نیشاپوری سے اور انہوں نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۱۲۴۔ اور جو کچھ اس میں حمّاد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ جہنی سے روایت کیا ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے روایت کیا ہے۔

۱۲۵۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جندب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶۔ اور جو کچھ اس میں جُہیم بن ابی جہم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے، انہوں نے عبّاس بن معروف سے، انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے جُہیم بن ابی جہم سے روایت کیا ہے اور انہیں ابن ابی جہمہ کہا جاتا تھا۔

۱۲۷۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عبدالحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفّار سے،

ا۔ بلال بن رَباح۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام۔ بدر میں شریک ہوئے۔ اولین اسلام لانے والوں میں ہیں جن کو اللہ کی راہ میں شدید عذابوں سے گزرنا پڑا لیکن انہوں نے صبر کیا۔ ۱۸ھ دمشق میں طاعون کے سبب فوت ہوئے۔

انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے سعدان بن مسلم سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید کوفی سے روایت کیا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کیا ہے۔

۱۲۸۔ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن حفص مروزی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کی ہے۔

۱۲۹۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن ابی عبداللہ برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ متوکل رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے اور انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے روایت کی ہے۔

۱۳۰۔ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عتبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے، انہوں نے لیث مرادی سے اور انہوں نے عبدالکریم بن عتبہ ہاشمی سے روایت کیا ہے۔

۱۳۱۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مسلم سکونی الکوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے حسین بن یزید نوفلی سے اور انہوں اسماعیل بن مسلم سکونی سے روایت کی ہے۔

۱۳۲۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مغیرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی کوفی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے جد حسن بن علی سے اور انہوں نے اپنے جد عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم اور ایوب بن نوح سے اور انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے روایت کی ہے۔

۱۳۳۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن ابی عمیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے ایوب بن نوح، ابراہیم بن ہاشم، یعقوب بن یزید اور محمد بن عبدالجبار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر سے روایت کی ہے۔

۱۳۴۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن حماد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے بزنطی سے، انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسین بن حماد کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۳۵۔ اور جو کچھ اس میں علاء بن رزین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن خالد سے اور انہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

اور اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے محمد بن

ابی صہبان سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اورانہوں نے علاء سے روایت کی ہے۔

اوراسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن سلیمان زراری کوفی سے، انہوں نے محمد بن خالد سے اورانہوں نے علاء بن رزین قلاء سے روایت کی ہے۔

اوراسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی فضال سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے اورانہوں نے علاء بن رزین سے روایت کی ہے۔

۱۳۶۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن مسکان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اورانہوں نے عبداللہ بن مسکان سے روایت کی ہے۔ وہ کوفی تھے اورعنزہ کے غلاموں میں سے تھے اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ عجل کے غلاموں میں تھے۔

۱۳۷۔ اور جو کچھ اس میں عامر بن جذاعہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے اورانہوں نے عامر بن جذاعہ ازدی سے روایت کی ہے۔ اوران کا نام عامر بن عبداللہ بن جذاعہ تھا اور وہ کوفی اور عرب تھے۔

۱۳۸۔ اور جو کچھ اس میں نعمان رازی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن سالم سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اورانہوں نے نعمان رازی سے روایت کی ہے۔

۱۳۹۔ اور جو کچھ اس میں ابی کہمس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے عبداللہ بن علی زرّاد سے اورانہوں نے ابی کہمس کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۴۰۔ اور جو کچھ اس میں سہل بن یسع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اورانہوں نے سہل بن یسع سے روایت کی ہے۔

۱۴۱۔ اور جو کچھ اس میں بزیع مُؤذِن سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکّل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اورانہوں نے بزیع مؤذّن سے روایت کی ہے۔

۱۴۲۔ اور جو کچھ اس میں عمر بن اُذینہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اورانہوں نے عمر بن اُذینہ سے روایت کی ہے۔

۱۴۳۔ اور جو کچھ اس میں ایوّب بن نوح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اوران دونوں نے ایوّب بن نوح سے روایت کی ہے۔

۱۴۴۔ اور جو کچھ اس میں مرازم بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اورانہوں نے مرازم بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۱۴۵۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ایوّب بن نوح سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اورانہوں نے ابراہیم بن ابی زیاد کرخی سے روایت کی ہے۔

۱۴۶۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں

نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ اور محمد بن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے عبداللہ بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۱۴۷۔ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمر بن ابی زیاد سے روایت کی ہے۔

۱۴۸۔ اور جو کچھ اس میں علی بن بجیل کے بھائی محمد بن بجیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن حسن بن رباط سے اور انہوں نے علی بن بجیل ابن عقیل کوفی کے بھائی محمد بن بجیل سے روایت کی ہے۔

۱۴۹۔ اور جو کچھ اس میں ابی زکریا اعور (یک چشم) سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے ابی زکریا اعور سے روایت کی ہے۔

۱۵۰۔ اور جو کچھ اس میں ابی حبیب ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے معاویہ بن حکیم سے، انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے مثنّی حنّاط سے اور انہوں نے ابی حبیب ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۱۵۱۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن جعفی کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۵۲۔ اور جو کچھ اس میں حفص بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے حفص ابی ولّاد بن سالم کوفی سے روایت کی ہے۔ اور وہ غلام تھے۔

۱۵۳۔ اور جو کچھ اس میں وہیب بن حفص سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے، انہوں نے محمد بن علی ہمدانی سے اور انہوں نے وہیب بن حفص کوفی سے روایت کی ہے۔ جو منتوف کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۵۴۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حمّاد بن عیسیٰ سے، انہوں نے معاویہ بن عمّار سے اور انہوں نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے جو ہروی کپڑے کے تاجر تھے اور آل زبیر کے غلام تھے۔

۱۵۵۔ اور جو کچھ اس میں داؤد بن حصین سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم ابن مسکین سے اور انہوں نے داؤد ابن حصین اسدی سے روایت کی ہے۔ اور وہ غلام تھے۔

۱۵۶۔ اور جو کچھ اس میں ابی بکر ابن ابی سمال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ سے، انہوں نے عثیم سے اور انہوں نے ابی بکر بن ابی سمال سے روایت کی ہے۔

۱۵۷۔ اور جو کچھ اس میں زیاد بن مروان قندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے زیاد بن مروان قندی سے روایت کی ہے۔

۱۵۸۔ اور جو کچھ اس میں ابی مغرا حمید بن مثنّی عجلی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں

نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابی مغر احمید بن مثنی عجلی سے روایت کی ہے۔ اور وہ کوفی عرب اور ثقہ تھے اور وہ صاحبِ کتاب بھی ہیں۔

۱۵۹۔ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن شریح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے معاویہ بن شریح سے روایت کی ہے۔

۱۶۰۔ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن داؤد منقری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے اور انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے روایت کی ہے۔ جو ابن شاذ کونی کے نام سے جانے جاتے تھے۔

۱۶۱۔ اور جو کچھ اس میں ربعی بن عبداللہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے، ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ربعی بن عبداللہ بن جارود ہذلی سے روایت کی ہے۔ اور وہ بصرہ کے عرب تھے۔

۱۶۲۔ اور جو کچھ اس میں عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے روایت کی ہے۔ جن سے خدا راضی ہے۔

اور میں نے اسے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے بھی روایت کیا ہے انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے، انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے اور انہوں نے عبدالعظیم سے روایت کی ہے۔

۱۶۳۔ اور جو کچھ اس میں داؤد بن سرحان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی اور عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے اور انہوں نے داؤد بن سرحان عطّار کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۶۴۔ اور جو کچھ اس میں معلیٰ بن خُنیس سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے مسمعی سے اور انہوں نے معلیٰ بن خنیس سے روایت کی ہے۔ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام تھے، کوفی تھے، بزار تھے اور انہیں داؤد بن علی نے قتل کیا۔

۱۶۵۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابی بلاد سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے ابراہیم بن ابی بلاد سے روایت کی ہے۔ اور ان کی کنیت ابو اسماعیل تھی۔

۱۶۶۔ اور جو کچھ اس میں ابی ایوب خزاز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ایوب ابراہیم بن عثمان خزاز [1] سے روایت کی ہے۔ جنہیں ابراہیم بن عیسیٰ کہا جاتا تھا۔

۱۶۷۔ اور جو کچھ اس میں ابی ولّاد حنّاط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ھیثم بن ابی مسروق نہدی سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے ابی ولّاد حنّاط سے روایت کی ہے۔ اور ان کا نام حفص بن سالم تھا اور وہ بنی مخزوم کے غلام تھے۔

[1] خزاز: ریشمی کپڑوں کا تاجر۔

۱۶۸۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد برقی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے محمد بن خالد برقی سے روایت کی ہے۔

۱۶۹۔ اور جو کچھ اس میں سیف تمار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے سیف تمار سے روایت کی ہے۔

۱۷۰۔ اور جو کچھ اس میں زکریا بن آدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے احمد بن اسحاق بن سعد سے اور انہوں نے زکریا بن آدم قمی سے روایت کی ہے۔ جو امام رضا علیہ السلام کے مصاحب تھے۔

۱۷۱۔ اور جو کچھ اس میں بحر سقاء سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن مہزیار سے، انہوں نے اپنے بھائی علی سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حریز سے اور انہوں نے بحر سقاء سے روایت کی ہے جن کا نام بحر بن کثیر تھا۔

۱۷۲۔ اور جو کچھ اس میں جابر بن اسماعیل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے سلمہ بن خطاب سے، انہوں نے محمد بن لیث سے اور انہوں نے جابر بن اسماعیل سے روایت کی ہے۔

۱۷۳۔ اور جو کچھ اس میں ابی جریر بن ادریس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابی جریر ادریس مصاحب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

۱۷۴۔ اور جو کچھ اس میں زکریا نقاض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے علی بن اسماعیل سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے، انہوں نے ابی العباس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریا نقاض سے روایت کی ہے۔ جن کا نام زکریا بن مالک جعفی تھا۔

۱۷۵۔ اور جو کچھ اس میں معروف بن خربوذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے مالک بن عطیہ احمسی سے اور انہوں نے معروف بن خربوذ مکی سے روایت کی ہے۔

۱۷۶۔ اور جو کچھ اس میں سعید اعرج سے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے اور انہوں نے سعید بن عبداللہ اعرج کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۷۷۔ اور جو کچھ علی بن عطیہ سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے، انہوں نے علی بن حسان سے اور انہوں نے علی بن عطیہ اصم حناط کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۷۸۔ اور جو کچھ اس میں معمر بن خلاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجیلویہ اور احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے معمر بن خلاد سے روایت کیا ہے۔

۱۷۹۔ اور جو کچھ اس میں ہارون بن حمزہ غنوی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن حسین ابی خطاب سے، انہوں نے یزید بن اسحاق شعر سے اور انہوں نے ہارون بن حمزہ غنوی سے روایت کیا ہے۔

۱۸۰۔ اور جو کچھ اس میں جعفر بن بشیر بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے روایت کی ہے۔

۱۸۱۔ اور جو کچھ اس میں حفص بن غیاث سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن ابی بشیر سے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے حسین بن ہیثم نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے سلیمان بن داؤد منقری نے اور انہوں نے حفص بن غیاث سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے قاسم بن محمد اصبہانی سے، انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے اور انہوں نے حفص بن غیاث نخعی قاضی سے روایت کی ہے۔

۱۸۲۔ اور جو کچھ اس میں علی بن رئاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے، ان دونوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے علی بن رئاب سے روایت کی ہے۔

۱۸۳۔ اور جو کچھ اس میں عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے علی بن حسان واسطی سے اور انہوں نے اپنے چچا عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۱۸۴۔ اور جو کچھ سلیمان دیلمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے عباد بن سلیمان سے، انہوں نے محمد بن سلیمان سے اور انہوں نے اپنے والد سلیمان دیلمی سے روایت کی ہے۔

۱۸۵۔ اور جو کچھ اس میں علی بن فضل واسطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن فضل واسطی سے جو حضرت امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔

۱۸۶۔ اور جو کچھ اس میں موسیٰ بن قاسم بجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے فضل بن عامر اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے موسیٰ بن قاسم بجلی سے روایت کی ہے۔

۱۸۷۔ اور جو کچھ اس میں یونس بن عمار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ملک بن عطیہ سے اور انہوں نے ابوالحسن یونس بن عمار بن فیض صیرفی التغلبی الکوفی سے روایت کی ہے جو اسحاق بن عمار کے بھائی تھے۔

۱۸۸۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان دونوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران اشعری سے روایت کی ہے۔

۱۸۹۔ اور جو کچھ اس میں ہارون بن خارجہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ہارون بن خارجہ کوفی سے روایت کی ہے۔

۱۹۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن خالد قسری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد مسرور رحمہ اللہ سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے حفصہ سے اور انہوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ بجلی قسری سے روایت کی ہے اور وہ کوفی عرب تھے۔

۱۹۱۔ اور جو کچھ اس میں مبارک عقرقوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن ابراہیم تاتانہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم

سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے مبارک عقرقوفی اسدی سے روایت کی ہے۔

۱۹۲۔ اور جو کچھ اس میں ابوحسین محمد بن جعفر اسدی رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ، محمد بن احمد سنانی اور حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام مودب رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے ابوحسین محمد بن جعفر اسدی کوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۱۹۳۔ اور جو کچھ اس میں عمرو بن جمیع سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے احمد بن ادریس سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے حسن بن حسین لولوی سے، انہوں نے حسن بن علی بن یوسف سے، انہوں نے معاذ جوہری سے اور انہوں نے عمرو بن جمیع سے روایت کی ہے۔

۱۹۴۔ اور جو کچھ اس میں مروان بن مسلم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد ابن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے علی بن یعقوب ہاشمی سے اور انہوں نے مروان بن مسلم سے روایت کی ہے۔

۱۹۵۔ اور جو کچھ اس میں عاصم بن حمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمھما اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے اور انہوں نے عاصم بن حمید سے روایت کی ہے۔

۱۹۶۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبدالجبار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ، حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن عبدالجبار سے روایت کی ہے۔ اور وہ محمد بن ابوصہبان کہلاتے تھے۔

۱۹۷۔ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن شعیب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل سے، انہوں نے محمد بن حسین ابوخطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے یعقوب بن شعیب بن میثم اسدی سے روایت کی ہے۔ اور وہ کوفی غلام تھے۔

۱۹۸۔ اور جو کچھ اس میں درست بن ابومنصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے اور انہوں نے درست بن ابومنصور واسطی سے روایت کی ہے۔

۱۹۹۔ اور جو کچھ اس میں وہب بن وہب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوبختری وہب بن وہب قاضی القرشی سے روایت کی ہے۔

۲۰۰۔ اور جو کچھ اس میں ابوخدیجہ سالم بن مکرم جمال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رحمہ اللہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوالقاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابوہاشم سے اور انہوں نے ابوخدیجہ سالم بن مکرم جمال سے روایت کی ہے۔

۲۰۱۔ اور جو کچھ اس میں قاسم بن سلیمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے نضر بن سوید سے اور انہوں نے قاسم بن سلیمان سے روایت کی ہے۔

۲۰۲۔ اور جو کچھ اس میں زکریا بن مالک جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رحمہ اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے علی بن اسماعیل سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، انہوں نے عبداللہ بن مسکان سے، انہوں نے ابوعباس فضل بن عبدالملک سے اور انہوں نے زکریا بن عبدالملک جعفی سے روایت کی ہے۔

۲۰۳۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن

ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کی ہے۔

۲۰۴۔ اور جو کچھ اس میں مصادف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رحمہ اللہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے مصادف سے روایت کی ہے۔

۲۰۵۔ اور جو کچھ اس میں مصعب بن یزید انصاری عاملِ امیر المومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حکم سے، انہوں نے ابراہیم بن عمران شیبانی سے، انہوں نے یونس بن ابراہیم سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی اشعث کندی سے اور انہوں نے مصعب بن یزید انصاری سے روایت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے مجھے مدائن کی چار بستیوں پر عامل بنایا تھا'' اور میں (مولف) نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۶۔ اور جو کچھ اس میں طلحہ بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ خزاز اور محمد بن سنان سے اور ان دونوں نے طلحہ بن زید سے روایت کی ہے۔

۲۰۷۔ اور جو کچھ اس میں ابوورد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے حمیری سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابوخطاب سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے علی بن رئاب سے اور انہوں نے ابوورد سے روایت کی ہے۔

۲۰۸۔ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابوقرہ سمندی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعدآبادی سے، انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ برقی سے، انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابوقرہ سمندی سے روایت کی ہے۔

۲۰۹۔ اور جو کچھ اس میں وصافی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابن فضال سے اور انہوں نے عبیداللہ بن ولید وصافی سے روایت کی ہے۔

۲۱۰۔ اور جو کچھ اس میں ولید بن صبیح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن مختار سے اور انہوں نے ولید ابن صبیح سے روایت کی ہے۔

۲۱۱۔ اور جو کچھ اس میں زہری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے قاسم بن محمد بن اصبہانی سے، انہوں نے سلیمان بن داؤد منقری سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے زہری سے روایت کی ہے۔ ان کا نام محمد بن مسلم بن شہاب تھا اور انہوں نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے۔[1]

۲۱۲۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی وشاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے حسن بن علی وشاء سے روایت کی ہے۔ جو ابن بنت الیاس کے نام سے جانے جاتے تھے۔

[1] محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری مدنی، تابعی عامہ کے فقہاء میں سے ہے اور ان کا محدث ہے۔ یہ سن ۵۲ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۴ھ میں وفات پا گیا۔ یہ امیر المومنینؑ اور ان کی اولادؑ کے منحرفین میں تھا۔ شیخ طوسی نے اپنے رجال میں اسے ''دشمن'' کا خطاب دیا ہے اور اسی طرح علامہ، ابن داؤد اور تفریشی نے۔ اس کا باپ مسلم، مصعب بن زبیر کے ساتھ رہا اور اس کا دادا عبیداللہ یوم بدر کے مشرکین کے ساتھ تھا۔ اس کی زیادہ عمر بنی امیہ کی خدمت میں گزری۔ البتہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ قاضی تھا اور اس کے ایک غلط فیصلہ کی وجہ سے ایک بے گناہ کی جان گئی تھی جس کا علم اسے بعد میں ہوا تو اس نے اپنا منصب اور گھر بار چھوڑ دیا تھا اور پہاڑ پر چلا گیا تھا۔ تب امام سجادؑ نے اسے توبہ کا طریقہ بتلایا تھا اور یہ امامؑ کا معتقد ہو گیا۔

۲۱۳۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن راشد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان سب نے قاسم بن یحییٰ سے، انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اس کی روایت کی ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے قاسم بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔

۲۱۴۔ اور جو کچھ اس میں ابان بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید، ایوب بن نوح، ابراہیم بن ہاشم اور محمد بن عبدالجبار سے اور ان سب نے محمد بن ابی عمیر اور صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے ابان بن عثمان احمر سے روایت کی ہے۔

۲۱۵۔ اور جو کچھ اس میں عمرو بن خالد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ہیثم بن ابومسروق نہدی سے، انہوں نے حسین بن علوان سے اور انہوں نے عمرو بن خالد سے روایت کی ہے۔

۲۱۶۔ اور جو کچھ اس میں منصور بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن حدید اور محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور ان دونوں نے منصور بن یونس بزرج سے روایت کی ہے۔

۲۱۷۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن فیض تیمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے احمد بن ادریس سے، انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ سے، انہوں نے داؤد بن اسحاق حذّاء سے اور انہوں نے محمد بن فیض تیمی سے روایت کی ہے۔

۲۱۸۔ اور جو کچھ اس میں عبدالمومن بن قاسم انصاری کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابوخطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے ابی کہمس سے اور انہوں نے عبدالمومن بن قاسم انصاری، کوفی عربی سے روایت کی ہے۔ جو ابومریم عبدالغفار بن قاسم انصاری کے بھائی تھے۔

۲۱۹۔ اور جو کچھ اس میں ادریس بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابوخطاب سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ادریس بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۲۲۰۔ اور جو کچھ اس میں قاسم بن عروہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے ہارون بن مسلم بن سعدان سے اور انہوں نے قاسم بن عروہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۱۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن قیس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے، انہوں نے عاصم بن حمید سے اور انہوں نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔

۲۲۲۔ اور جو کچھ اس میں بشیر نبّال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطّار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشیر نبال سے روایت کی ہے۔

۲۲۳۔ اور جو کچھ اس میں عبدالکریم بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے روایت کی ہے جن کا لقب کرّام تھا (یعنی بہت زیادہ کرم والا)۔

۲۲۴۔ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن ابی منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں

نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کی ہے۔ ان کی کنیت ابوصالح تھی اور وہ کوفی غلام تھے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب ابن یزید سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے، انہوں نے ابراہیم بن عبدالحمید سے، انہوں نے عبداللہ بن سنان سے، انہوں نے ابن ابی یعفور سے روایت کی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ عیسیٰ بن ابی منصور وہاں آئے تو امام علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا اور آخرت کے بہترین فرد کو دیکھو تو انہیں دیکھو۔

۲۲۵۔ اور جو کچھ اس میں عمرو بن شمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن نضر خزاز سے اور انہوں نے عمرو بن شمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۶۔ اور جو کچھ اس میں سلیمان بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے احمد بن علی سے، انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، انہوں نے علی بن شجرہ سے اور انہوں نے سلیمان بن عمرو احمر سے روایت کی ہے۔

۲۲۷۔ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے محمد بن ابی حمزہ سے اور انہوں نے عبدالملک بن عتبہ ہاشمی سے روایت کی ہے۔

۲۲۸۔ اور جو کچھ اس میں علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے۔

۲۲۹۔ اور جو کچھ اس میں یحییٰ بن ابی علاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے یحییٰ بن ابی علاء سے روایت کی ہے۔

۲۳۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حریز سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۱۔ اور جو کچھ اس میں علی بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے علی بن حکم سے روایت کی ہے۔

۲۳۲۔ اور جو کچھ اس میں علی بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے علی بن حکم سے اور انہوں نے علی بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۳۳۔ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے ہے۔ یہ دونوں امام رضا علیہ السلام کے صحابی تھے۔ تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ادریس بن زید اور علی بن ادریس سے اور ان دونوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۳۴۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن حمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے ایوب بن نوح اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے صفوان بن یحییٰ اور ابن ابی عمیر سے اور ان دونوں نے محمد بن حمران سے روایت کی ہے۔

۲۳۵۔ اور جو کچھ اس میں سعید نقاش سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے سعید نقاش سے روایت کی ہے۔

۲۳۶۔ اور جو کچھ اس میں قاسم بن یحییٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے قاسم بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

۲۳۷۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن سعید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسین بن سعید سے روایت کی ہے۔

۲۳۸۔ اور جو کچھ اس میں غیاث بن ابراہیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع اور محمد بن یحییٰ خزاز سے اور انہوں نے غیاث بن ابراہیم سے روایت کی ہے۔

۲۳۹۔ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد نوفلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے علی بن محمد نوفلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۰۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن لطیف تفلیسی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن لطیف تفلیسی سے روایت کی ہے۔

۲۴۱۔ اور جو کچھ اس میں ابن ابی نجران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے روایت کی ہے۔

۲۴۲۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم بن فضیل بصری صحابی امام رضا علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عمرو بن عثمان سے اور انہوں نے محمد بن قاسم بن فضیل بصری سے روایت کی ہے۔

۲۴۳۔ اور جو کچھ اس میں سیف بن عمیرہ نخعی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے علی بن سیف سے، انہوں نے اپنے بھائی حسین بن سیف سے اور انہوں نے اپنے والد سیف بن عمیرہ نخعی سے روایت کی ہے۔

۲۴۴۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عیسیٰ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید الیقطینی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید الیقطینی سے روایت کی ہے۔

۲۴۵۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن مسعود عیاشی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے مظفر بن جعفر بن مظفر علوی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے جعفر بن محمد

بن مسعود سے اور انہوں نے اپنے والد ابی نضر محمد ابن مسعود عیاشی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۲۴۶۔ اور جو کچھ اس میں میمون بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے جعفر بن محمد بن مالک سے، انہوں نے ابو یحییٰ اہوازی سے، انہوں نے محمد بن جمہور سے، انہوں نے حسین بن مختار سے جو کفن فروخت کرتے تھے اور انہوں نے میمون بن مہران سے روایت کی ہے۔

۲۴۷۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمران عجلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابو قاسم سے، انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے اور انہوں نے محمد بن عمران عجلی سے روایت کی ہے۔

۲۴۸۔ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن عبداللہ ہاشمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے محمد بن ابو عبداللہ سے اور انہوں نے عیسیٰ بن عبداللہ بن علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۲۴۹۔ اور جو کچھ اس میں ابو ہمام اسماعیل بن ہمام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے ابو ہمام اسماعیل بن ہمام سے روایت کی ہے۔

۲۵۰۔ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن یونس سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عیسیٰ بن یونس سے روایت کی ہے۔

۲۵۱۔ اور جو کچھ اس میں حذیفہ بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حذیفہ بن منصور سے روایت کی ہے۔

۲۵۲۔ اور جو کچھ اس میں داؤد رقّی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد رازی سے، انہوں نے حریز ابن صالح سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے زکریا بن آدم سے اور انہوں نے داؤد بن کثیر رقّی سے روایت کی ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ میرے نزدیک داؤد رقّی کی وہی منزلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقدادؓ کی تھی۔

۲۵۳۔ اور جو کچھ اس میں اسحاق بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے مثنیٰ بن ولید سے اور انہوں نے اسحاق بن برید سے روایت کی ہے۔

۲۵۴۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن عمر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت کی ہے۔

۲۵۵۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن فضال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے روایت کی ہے۔

۲۵۶۔ اور جو کچھ اس میں نضر بن سوید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے نضر بن سوید سے روایت کی ہے۔

۲۵۷۔ اور جو کچھ اس میں شہاب بن عبدربہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے شہاب بن عبدربہ سے روایت کی ہے۔

۲۵۸۔ اور جو کچھ اس میں حسن صیقل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے حسن بن زیاد صیقل کوفی سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابوولید تھی اور وہ غلام تھے۔

۲۵۹۔ اور جو کچھ اس میں عمرو بن ابی مقدام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے حکم ابن مسکین سے روایت کی ہے جن کا کہنا ہے کہ بیان کیا مجھ سے عمرو بن ابی مقدام نے۔ ابی مقدام کا نام ثابت بن ہرمز تھا اور وہ لوہار تھے۔

۲۶۰۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ابویحییٰ مدائنی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضال سے، انہوں نے ظریف بن ناصح سے اور انہوں نے ابراہیم بن ابویحییٰ مدائنی سے روایت کی ہے۔

۲۶۱۔ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوالقاسم سے، انہوں نے احمد بن ابوعبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے عبدالملک بن اعین سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابوضریس تھی اور امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں ان کی قبر پر تشریف لائے تھے۔

۲۶۲۔ اور جو کچھ اس میں علی بن اسباط سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے علی بن اسباط سے روایت کی ہے۔

۲۶۳۔ اور جو کچھ اس میں ابی ربیع شامی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے حسن بن رباط سے اور انہوں نے ابی ربیع شامی سے روایت کی ہے۔

۲۶۴۔ اور جو کچھ اس میں عمار بن مروان کلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے ابوایوب خزار سے اور انہوں نے عمار بن مروان سے روایت کی ہے۔

۲۶۵۔ اور جو کچھ اس میں بکر بن صالح سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے بکر بن صالح رازی سے روایت کی ہے۔

۲۶۶۔ اور جو کچھ اس میں ایوب بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے ایوب بن اعین سے روایت کی ہے۔

۲۶۷۔ اور جو کچھ اس میں مُنذر بن جُیفر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن ابن یحییٰ عطار سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے، انہوں نے منذر بن جیفر سے روایت کی ہے۔

۲۶۸۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ

سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔

نیز اسے روایت کیا ہے میں نے اپنے والد اور محمد بن موسیٰ بن متوکل اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔

۲۶۹۔ اور جو کچھ اس میں جعفر بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے، ان سب نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جعفر بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۲۷۰۔ اور جو کچھ اس میں منصور صیقل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے، انہوں نے ابو محمد ذہلی سے انہوں نے ابراہیم بن خالد عطار سے، انہوں نے محمد بن منصور صیقل سے اور انہوں نے اپنے والد منصور صیقل سے روایت کی ہے۔

۲۷۱۔ اور جو کچھ اس میں علی بن میسرہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے اور انہوں نے علی بن میسرہ سے روایت کی ہے۔

۲۷۲۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن قاسم استر آبادی سے ہے تو میں نے ان سے براہ راست روایت کی ہے۔

۲۷۳۔ اور جو کچھ اس میں حماد نواء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوالقاسم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد خالد برقی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے ابن مسکان سے اور انہوں نے حماد نواء سے روایت کی ہے۔

۲۷۴۔ اور جو کچھ اس میں خالد بن ابی علاء خفاف (چمڑے کے موزے بنانے والے) سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے خالد بن ابی علاء خفاف سے روایت کی ہے۔

۲۷۵۔ اور جو کچھ اس میں کاہلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے اور انہوں نے عبداللہ ابن یحییٰ کاہلی سے روایت کی ہے۔

۲۷۶۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن محمد سے، انہوں نے فضل بن اسماعیل بن فضل سے اور انہوں نے اپنے والد اسماعیل بن فضل ہاشمی [1] سے روایت کی ہے۔

۲۷۷۔ اور جو کچھ اس میں ابوحسن نہدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسی سے، انہوں نے حسن بن علی وشاء سے اور انہوں نے ابوحسن نہدی سے روایت کی ہے۔

۲۷۸۔ اور جو کچھ اس میں عمران حلبی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عمران حلبی سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابوالفضل

[1] یہ اسماعیل بن فضل بن یعقوب بن فضل بن عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؑ ہیں جو امام باقر اور امام جعفر علیہما السلام کے ثقہ اصحاب میں تھے۔ وہ اہل بصرہ سے تھے، ان کی سند کی صحت میں کوئی ضرر نہیں ہے۔

تھی۔

۲۷۹۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن ہارون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے عبدالکریم بن عمرو سے اور انہوں نے حسن بن ہارون سے روایت کی ہے۔

۲۸۰۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن سفیان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے ابراہیم بن سفیان سے روایت کی ہے۔

۲۸۱۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن سالم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے، انہوں نے ابی عبداللہ خراسانی سے اور انہوں نے حسین بن سالم سے روایت کی ہے۔

۲۸۲۔ اور جو کچھ اس میں یوسف طاطری سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن ابراہیم طاطری سے روایت کی ہے۔

۲۸۳۔ اور جو کچھ اس میں فضالہ بن ایوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن حسن بن ابان سے، انہوں نے حسین بن سعید سے اور انہوں نے فضالہ بن ایوب سے روایت کی ہے۔

۲۸۴۔ اور جو کچھ اس میں یحییٰ ازرق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے یحییٰ ابن حسان ازرق سے روایت کی ہے۔

۲۸۵۔ اور جو کچھ اس میں علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن عیسیٰ اور ابراہیم بن ہاشم سے اور ان دونوں نے علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۲۸۶۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن مطہر صحابی ابی محمد علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن مطہر صحابی حضرت ابی محمد علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۲۸۷۔ اور جو کچھ اس میں ابوعبداللہ خراسانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے ابوعبداللہ خراسانی سے روایت کی ہے۔

۲۸۸۔ اور جو کچھ اس میں حارث، غالیچوں کے تاجر، سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے حارث سے روایت کی ہے۔

۲۸۹۔ اور جو کچھ اس میں عمرو بن سعید ساباطی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے اور انہوں نے عمرو بن سعید ساباطی سے روایت کی ہے۔

۲۹۰۔ اور جو کچھ اس میں علی بن محمد حصینی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن محمد حصینی سے روایت کی ہے۔

۲۹۱۔ اور جو کچھ اس میں سوید قلا سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن صفار اور حسن بن متیل سے، انہوں

نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے علی بن نعمان سے اور انہوں نے سوید قلاء سے روایت کی ہے۔

۲۹۲۔ اور جو کچھ اس میں مثنیٰ بن عبدالسلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے معاویہ بن حکیم سے، انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے مثنیٰ بن عبدالسلام سے روایت کی ہے۔

۲۹۳۔ اور جو کچھ اس میں جعفر بن ناجیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل دقاق (آٹا بیچنے والے) سے، انہوں نے محمد بن حسین ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے اور انہوں نے جعفر بن ناجیہ سے روایت کی ہے۔

۲۹۴۔ اور جو کچھ اس میں ذَریح مُحاربی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ذریح بن یزید بن محمد محاربی سے روایت کی ہے۔

نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے صالح بن رزین سے اور انہوں نے ذریح سے روایت کی ہے۔

۲۹۵۔ اور جو کچھ اس میں کلیب اسدی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن خالد سے، انہوں نے فضالہ بن ایوب سے اور انہوں نے کلیب بن معاویہ اسدی صیداوی سے روایت کی ہے۔

۲۹۶۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جعفر حمیری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد، محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن جامع حمیری سے روایت کی ہے۔

۲۹۷۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عثمان عمری قدس اللہ روحہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد، محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور انہوں نے محمد بن عثمان عمری (قدس اللہ روحہ) سے روایت کی ہے۔[1]

۲۹۸۔ اور جو کچھ اس میں صالح بن عقبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان اور یونس بن عبدالرحمٰن سے اور ان دونوں نے صالح بن عقبہ بن قیس بن سمعان بن ابی ربیحہ سے روایت کی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے۔

۲۹۹۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن محمد قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حسین بن محمد قمی سے اور انہوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۰۔ اور جو کچھ اس میں حسین بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے ایوب بن نوح سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۱۔ اور جو کچھ اس میں نعمان بن سعد صحابیِ امیر المومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے ثابت بن ابی صفیہ سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے نعمان بن سعد سے روایت کی ہے۔

۳۰۲۔ اور جو کچھ اس میں حمدان دیوانی سے ہے تو اسے روایت کیا ہے میں نے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن

---

[1] محمد بن عثمان بن سعید عمری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ۔ ناحیہ مقدسہ کے وکیل اور چار قابل تعریف سفراء میں دوسرے ہیں۔ ان کی کنیت ابوجعفر تھی۔ لوگوں کے نزدیک ان کی اور ان کے والد کی بڑی منزلت تھی۔ ان کا انتقال جمادی الاول ۳۰۵ یا ۳۰۴ھ میں ہوا ان کی قبر بغداد میں شارع باب کوفہ میں ہے۔

ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حمدان دیوانی سے روایت کی ہے۔

۳۰۳۔ اور جو کچھ اس میں حمزہ بن حُمران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے حمزہ بن حمران بن اعین سے روایت کی ہے جو بنی شیبان کوفی کے غلام تھے۔

۳۰۴۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسماعیل برمکی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ، محمد بن احمد سنانی، حسین بن ابراہیم بن احمد بن ہشام (کتاب کی تعلیم دینے والے) رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے محمد بن ابی عبداللہ کوفی سے اور انہوں نے محمد بن اسماعیل برمکی سے روایت کی ہے۔

۳۰۵۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن فضل سے ذکرِ حقوق از علی بن حسین سید العابدین علیہما السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن احمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر کوفی اسدی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا کہ ہم سے محمد بن اسماعیل برمکی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن احمد نے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے اسماعیل بن فضل نے، انہوں نے سنا ثابت دینار ثمالی سے اور انہوں نے سید العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

۳۰۶۔ اور جو کچھ اس میں امیر المومنین علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جو آنجناب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے کی تھی تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے اس سے جس سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ذکر کیا اور ان اسناد میں اکثر لوگوں نے غلطی کی ہے کہ حماد بن عیسیٰ کی جگہ حماد بن عثمان کو لیا ہے جبکہ ابراہیم بن ہاشم نے حماد بن عثمان سے ملاقات نہیں کی تھی بلکہ انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے ملاقات کی تھی اور انہی سے روایت کی ہے۔

۳۰۷۔ اور جو کچھ اس میں عطاء بن سائب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابوصہبان سے، انہوں نے ابی احمد محمد بن زیاد ازدی سے، انہوں نے ابان احمر سے اور انہوں نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہے۔

۳۰۸۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن عائذ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے اور انہوں نے احمد بن عائذ سے روایت کی ہے۔

۳۰۹۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن محمد ثقفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے عبداللہ بن حسین مؤدِّب سے، انہوں نے احمد بن علی اصبہانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے احمد بن علویہ اصبہانی سے اور انہوں نے ابراہیم بن محمد ثقفی سے روایت کی ہے۔

۳۱۰۔ اور جو کچھ اس میں عمرو بن ثابت سے ہے جنہیں عمرو بن ابی مقدام بھی کہا جاتا ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد ابن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفّار اور حسن بن متیل سے اور ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عمرو بن ثابت ابی مقدام سے روایت کی ہے۔

۳۱۱۔ اور جو کچھ اس میں علاء بن سیابہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی وشّاء سے، انہوں نے ابان بن عثمان سے اور انہوں نے علاء بن سیابہ سے روایت کی ہے۔

۳۱۲۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حکم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، انہوں نے سہل بن زیاد آدمی سے، انہوں نے جریری سے جن کا نام سفیان تھا، انہوں نے ابی عمران ارمنی سے اور انہوں

نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے احمد بن ادریس سے، انہوں نے محمد بن حسّان سے، انہوں نے ابی عمران موسیٰ بن زنجویہ ارمنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن حکم سے روایت کی ہے۔

۳۱۳۔ اور جو کچھ اس میں علی بن احمد بن اشیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے اور انہوں نے علی بن احمد بن اشیم سے روایت کی ہے۔

۳۱۴۔ اور جو کچھ اس میں علی بن مطر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے علی بن مطر سے روایت کی ہے۔

۳۱۵۔ اور جو کچھ اس میں یاسین ضریر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، ان کا ارشاد ہے کہ بیان کیا ہم سے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری نے، ان دونوں نے روایت کی محمد بن عیسیٰ بن عبید سے اور انہوں نے یاسین ضریر بصری سے روایت کی ہے۔

۳۱۶۔ اور جو کچھ اس میں علی بن غراب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے احمد بن ادریس سے، انہوں نے محمد بن حسّان سے، انہوں نے ادریس بن حسن سے اور انہوں نے علی بن غراب سے روایت کی ہے جو ابن ابی مغیرہ ازدی کہلاتے تھے۔

۳۱۷۔ اور جو کچھ اس میں قاسم بن برید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے قاسم بن برید بن معاویہ عجلی سے روایت کیا ہے۔

۳۱۸۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن ہلال سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے احمد بن ہلال سے روایت کی ہے۔

۳۱۹۔ اور جو کچھ اس میں ابو ہاشم جعفری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے ابو ہاشم جعفری سے روایت کی ہے۔[1]

۳۲۰۔ اور جو کچھ اس میں علی بن عبدالعزیز سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابو عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے، انہوں نے اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے علی بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے۔

---

[1] ابو ہاشم جعفری کا اصل نام داؤد ہے اور یہ بیٹے ہیں قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب رحمہ اللہ کے یہ بغداد کے رہنے والے تھے۔ تین ائمہ یعنی ابو جعفر جواد، ابوالحسن الہادی اور ابو محمد حسن عسکری علیہم السلام کے نزدیک ثقہ، جلیل القدر اور عظیم المنزلت تھے۔ ان کے والدِ گرامی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ ابو ہاشم سلطان کے قریبی افراد میں شمار ہوتے تھے۔ یحییٰ بن عمر بن حسین بن زید بن علی جو مستعین باللہ کے دور میں قتل کیے گئے کے بارے میں 'مقاتل الطالبین' میں لکھا ہے: جب یحییٰ کا سر بغداد میں لایا گیا تو وہاں کے لوگ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس جمع ہوئے اور اسے فتح کی مبارکباد دی وہاں ابو ہاشم جعفری بھی آئے جو بے باک گفتگو کے عادی تھے اور سلطان کے اصحاب اور امراء ان کی زبان کا نشانہ بنتے رہتے تھے۔ ابو الفرج کا کہنا ہے: مجھ سے بیان کیا احمد بن عبیداللہ اور حکیم بن یحییٰ خزاعی نے کہ ابو ہاشم، محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس آئے اور کہا: اے امیر جو مبارکباد تمہیں دی گئی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہوتے تو یقیناً اس شہید سے اپنی نسبت ظاہر کرتے۔ محمد اس بات کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ نیز خطیب نے لکھا ہے اور ابن عرفہ سے نقل کیا ہے جس نے کہا: ابو ہاشم بات کرنے میں دلیر تھے۔ تو انہیں بغداد سے گرفتار کر کے سامرا لے جایا گیا اور سن ۲۵۲ھ میں انہیں وہاں قید کر دیا گیا اور مجھ تک یہ اطلاع آئی ہے کہ وہ وہاں ۲۶۱ھ میں وفات پا گئے۔ اور شیخ کا کہنا ہے کہ وہ صاحبِ کتاب (مصنف) تھے۔

۳۲۱۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عذافر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے ان دونوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور انہوں نے محمد بن عذافر صیرفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۲۔ اور جو کچھ اس میں سدیر صیرفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے، انہوں نے عمرو بن ابی نصر انماطی سے اور انہوں نے سدیر بن حکیم بن صہیب صیرفی سے روایت کی ہے جن کی کنیت ابوالفضل تھی۔

۳۲۳۔ اور جو کچھ اس میں ایوب بن حر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نضر بن سوید سے، انہوں نے یحییٰ حلبی سے اور انہوں نے ایوب بن حر جعفری کوفی سے روایت کی ہے جو ادیم بن حر کے بھائی تھے اور غلام تھے۔

۳۲۴۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن ابی حمزہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے، انہوں نے محمد بن علی صیرفی سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے اور انہوں نے حسن بن علی بن ابی حمزہ بطائنی سے روایت کی ہے۔

۳۲۵۔ اور جو کچھ اس میں فضل بن ابی قرۃ سمندی کوفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے شریف بن سابق تفلیسی سے اور انہوں نے فضل بن ابی قرۃ سمندی کوفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۶۔ اور جو کچھ اس میں عبدالحمید بن عوّاض طائی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن احمد سے، انہوں نے عمران بن موسیٰ سے، انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبدالحمید بن عوّاض طائی سے۔ [1]

۳۲۷۔ اور جو کچھ اس میں عبدالصمد بن بشیر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل دقاق سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے، انہوں نے جعفر ابن بشیر سے اور انہوں نے عبدالصمد بن بشیر کوفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۸۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن محمد جعفی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت کی ہے۔

۳۲۹۔ اور جو کچھ اس میں میثمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے یعقوب بن یزید سے، انہوں نے محمد بن حسن بن زیاد سے اور انہوں نے احمد ابن الحسن میثمی سے روایت کی ہے۔ [2]

۳۳۰۔ اور جو کچھ اس میں ابی ثمامہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ، محمد بن موسیٰ بن متوکل اور حسین بن ابراہیم رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوجعفر ثانی امام محمد تقی جواد علیہ السلام کے صحابی ابی ثمامہ سے روایت کی ہے۔

---

[1] عبدالحمید بن عوّاض طائی کوفی صادقین علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے، ثقہ تھے اور انہیں ہارون الرشید نے قتل کرا دیا تھا۔

[2] ان کا پورا نام احمد بن حسن بن اسماعیل بن شعیب بن میثم تمار ہے جو بنی اسد کے غلام تھے، کہا گیا ہے کہ واقفی تھے اور شیخ نے کہا کہ کوفی، ثقہ، صحیح الحدیث، سلیم تھے۔ ان کی کتابِ نوادر ہے اور ان تک سلسلۂ حدیث صحیح ہے۔

۳۳۱۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن ابی فدیک سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے محمد بن سنان سے، انہوں نے مفضل ابن عمر سے اور انہوں نے اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کی ہے۔

۳۳۲۔ اور جو کچھ اس میں صباح بن سیابہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر بجلی سے، انہوں نے حمّاد بن عثمان سے اور انہوں نے صباح بن سیابہ سے روایت کی ہے۔ جو عبدالرحمٰن بن سیابہ کوفی کے بھائی تھے۔

۳۳۳۔ اور جو کچھ اس میں ابراہیم بن ہاشم سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے والد ابراہیم بن ہاشم سے روایت کی ہے۔

۳۳۴۔ اور جو کچھ اس میں روح بن عبدالرحیم سے ہے اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن ابن علی بن عبداللہ بن مغیرہ کوفی سے، انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی کوفی سے، انہوں نے حسن بن علی بن فضّال سے اور انہوں نے غالب بن عثمان سے اور انہوں نے روح بن عبدالرحیم سے روایت کی ہے۔

۳۳۵۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن حماد انصاری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے عبداللہ بن حماد انصاری سے روایت کی ہے۔

۳۳۶۔ اور جو کچھ اس میں سعید بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی سے، انہوں نے مفضّل سے اور انہوں نے سعید بن یسار عجلی اعرج سے روایت کی ہے جو کوفہ کے گیہوں فروش تھے۔

۳۳۷۔ اور جو کچھ اس میں بشّار بن یسار سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بشّار بن یسار سے روایت کی ہے۔

۳۳۸۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عمرو بن ابی مقدام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی ہے۔

۳۳۹۔ اور جو کچھ اس میں عبدالملک بن عمرو سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطّاب سے، انہوں نے حکم بن مسکین سے اور انہوں نے عبدالملک بن عمرو احول کوفی سے روایت کی ہے جو عرب تھے۔

۳۴۰۔ اور جو کچھ اس میں یوسف بن یعقوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے یوسف بن یعقوب سے روایت کی ہے جو یونس بن یعقوب کے بھائی تھے اور دونوں بڑے سردار تھے۔

۳۴۱۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن علی بن محبوب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد محمد بن حسن محمد بن موسیٰ بن متوکل احمد بن محمد بن یحییٰ عطّار

اور محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن علی بن محبوب سے روایت کی ہے۔

۳۴۲۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن سنان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم سے، انہوں نے محمد بن علی کوفی سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔

۳۴۳۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن ولید کرمانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور انہوں نے محمد بن ولید کرمانی سے روایت کی ہے۔

۳۴۴۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن منصور سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے محمد بن ابی صہبان سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے محمد بن منصور سے روایت کی ہے۔

۳۴۵۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن قاسم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابوعبداللہ رازی نے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن محمد بن خشنام اصبہانی سے روایت کی اور انہوں نے عبداللہ بن قاسم سے روایت کی ہے۔

۳۴۶۔ اور جو کچھ اس میں عبداللہ بن جبلہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد، محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے اور انہوں نے عبداللہ بن جبلہ سے روایت کی ہے۔

۳۴۷۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن عبداللہ بن مہران سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے اور انہوں نے محمد بن عبداللہ بن مہران سے روایت کی ہے۔

۳۴۸۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن فیض سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے محمد بن فیض سے روایت کی ہے۔

۳۴۹۔ اور جو کچھ اس میں ثعلبہ بن میمون سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد، محمد بن حسن اور محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد بن حجال اسدی سے اور انہوں نے ابواسحاق ثعلبہ بن میمون سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا انہی بزرگواروں سے، انہوں نے حمیری سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حجال سے اور انہوں نے ثعلبہ سے روایت کی ہے۔

۳۵۰۔ اور جو کچھ اس میں عباس بن عامر قصبانی سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے علی بن حسن بن علی کوفی سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عباس بن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے جعفر بن علی بن حسن بن علی کوفی سے، انہوں نے اپنے دادا حسن بن علی سے اور انہوں نے عباس ابن عامر قصبانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۱۔ اور جو کچھ اس میں رومی بن زرارہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے رومی بن زرارہ سے روایت کی ہے۔

۳۵۲۔ اور جو کچھ اس میں داؤد بن اسحاق سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابی قاسم

سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے داؤد بن اسحاق سے روایت کی ہے۔

۳۵۳۔ اور جو کچھ اس میں بکار بن کرُدم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رحمہ اللہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے، انہوں نے احمد بن محمد عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن سنان سے اور انہوں نے بکار بن کردم سے روایت کی ہے۔

۳۵۴۔ اور جو کچھ اس میں مختلف مقامات پر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فیصلوں کے متعلق ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابراہیم بن ہاشم سے، انہوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی نجران سے، انہوں نے عاصم بن حمید سے، انہوں نے محمد بن قیس سے اور انہوں نے ابی جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

۳۵۵۔ اور جو کچھ اس میں ادریس بن عبداللہ قمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے ادریس بن عبداللہ بن سعد اشعری قمی سے روایت کی ہے۔

۳۵۶۔ اور جو کچھ اس میں سلمہ بن خطاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے سلمہ بن خطاب براوستانی سے روایت کی ہے۔

۳۵۷۔ اور جو کچھ اس میں ادریس بن زید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے احمد بن علی بن زیاد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ادریس بن زید قمی سے روایت کی ہے۔

۳۵۸۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن سہل سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور انہوں نے محمد بن سہل بن یسع اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۵۹۔ اور جو کچھ اس میں جعفر بن عثمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن موسیٰ کمندانی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسین بن سعید سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے ابو جعفر شامی سے اور انہوں نے جعفر بن عثمان سے روایت کی ہے۔

۳۶۰۔ اور جو کچھ اس میں عثمان بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے عبدالواحد بن محمد بن عبدوس عطار نیشاپوری سے، انہوں نے علی بن محمد بن قتیبہ سے، انہوں نے حمدان بن سلیمان سے، انہوں نے محمد بن حسین سے، انہوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبدالصمد بن بشیر سے اور انہوں نے عثمان بن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۱۔ اور جو کچھ اس میں امیہ بن عمرو سے ہے کہ انہوں نے روایت کی ہے شعیری سے تو میں نے اسے روایت کیا ہے احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ہلال سے، انہوں نے امیہ بن عمرو سے اور انہوں نے اسماعیل بن مسلم شعیری سے روایت کی ہے۔

۳۶۲۔ اور جو کچھ اس میں منہال قصاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے اور انہوں نے منہال قصاب سے روایت کی ہے۔

۳۶۳۔ اور جو کچھ اس میں مسعدہ بن زیاد سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری سے اور ان دونوں نے ہارون بن مسلم سے اور انہوں نے مسعدہ ابن زیاد سے روایت کی ہے۔

۳۶۴۔ اور جو کچھ اس میں داؤد بن ابی یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے ابی محمد حجال سے اور انہوں نے داؤد بن ابی یزید سے روایت کی ہے۔

۳۶۵۔ اور جو کچھ اس میں ثویر بن ابی فاختہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے مالک بن عطیہ سے اور انہوں نے ثویر بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے۔ اور ابی فاختہ کا نام سعید بن علاقہ تھا۔

۳۶۶۔ اور جو کچھ اس میں عیسیٰ بن اعین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن احمد بن علی بن صلت سے، انہوں نے ابی طالب عبداللہ بن صلت سے، انہوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اور انہوں نے عیسیٰ ابن اعین سے روایت کی ہے۔

۳۶۷۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد، محمد بن حسن اور حسین بن احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے احمد بن ادریس سے اور انہوں نے محمد بن حسان سے روایت کی ہے۔

۳۶۸۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے سعد بن عبداللہ اور عبداللہ بن جعفر حمیری سے اور ان دونوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

۳۶۹۔ اور جو کچھ اس میں عمر بن ابی شعبہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے جعفر بن بشیر سے، انہوں نے حماد بن عثمان سے اور انہوں نے عمر بن ابی شعبہ حلبی سے روایت کی ہے۔

۳۷۰۔ اور جو کچھ اس میں عمر بن قیس ماصر سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رحمہما اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن سنان وغیرہ سے اور انہوں نے عمر بن قیس ماصر سے روایت کی ہے۔

۳۷۱۔ اور جو کچھ اس میں ابی سعید خدری سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے بارے میں ہے جس کے شروع میں ہے کہ یا علیؑ جب دلہن تمہارے مکان میں داخل ہو، تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے ابوسعید حسن بن علی عدوی سے، انہوں نے یوسف بن یحییٰ اصبہانی ابویعقوب سے، انہوں نے ابوعلی اسماعیل بن حاتم سے جن کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابوجعفر احمد بن صالح بن سعید مکی نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عمر[و] بن حفص نے، انہوں نے نقل کیا اسحاق بن نجیح سے، انہوں نے حصیف سے، انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابوسعید خدری سے جن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اور فرمایا: ”یا علیؑ جب دلہن تمہارے گھر میں داخل ہو“ اور یہ حدیث طوالت کے ساتھ اس کتاب میں درج ہے۔

۳۷۲۔ اور جو کچھ اس میں علی بن حسان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے علی بن حسان واسطی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے حسن بن موسیٰ خشاب سے اور انہوں نے علی بن حسان واسطی سے روایت کی ہے۔

۳۷۳۔ اور جو کچھ اس میں اسماعیل بن مہران سے کلام حضرت فاطمہ علیہا السلام کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن موسیٰ بن متوکل رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی بن حسین سعد آبادی سے، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد برقی سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسماعیل بن مہران سے، انہوں نے احمد بن محمد خزاعی سے، انہوں نے محمد بن جابر سے، انہوں نے عباد عامری سے، انہوں نے حضرت زینب بنت امیر المومنین علیہا السلام سے اور انہوں نے حضرت فاطمہ علیہا السلام سے روایت کی ہے۔

۳۷۴۔ اور جو کچھ اس میں شعیب بن واقد سے ممانعت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے حمزہ بن محمد بن احمد ابن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے۔ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابوعبداللہ عبدالعزیز بن محمد بن عیسیٰ ابہری نے ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے ابوعبداللہ محمد بن زکریا جوہری غلابی بصری نے۔ ان کا بیان ہے کہ بیان کیا ہم سے شعیب واقد نے ان کا بیان ہیکہ بیان کیا ہم سے حسین بن زید نے انہوں نے نقل کیا حضرت صادق جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے اپنے آباء کرام سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی ہے۔ آنجناب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابت کی حالت میں کھانے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ وراثت میں فقر کا باعث ہوتا ہے اور یہ طویل حدیث ہے جو اس کتاب میں موجود ہے۔

۳۷۵۔ اور جو کچھ اس میں علی بن اسماعیل میثمی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے اور انہوں نے علی بن اسماعیل میثمی سے روایت کی ہے۔

۳۷۶۔ اور جو کچھ اس میں یعقوب بن یزید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ، عبداللہ بن جعفر حمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن ادریس رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے یعقوب بن یزید سے روایت کی ہے۔

۳۷۷۔ اور جو کچھ اس میں حسن بن علی بن نعمان سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے حسن بن علی بن نعمان سے روایت کی ہے۔

۳۷۸۔ اور جو کچھ اس میں عبدالحمید سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی ماجیلویہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے اپنے چچا محمد بن ابوقاسم سے، انہوں نے محمد بن علی قرشی سے، انہوں نے اسماعیل بن بشار سے، انہوں نے احمد بن حبیب سے، انہوں نے حکم خیاط سے اور انہوں نے عبدالحمید ازدی سے روایت کی ہے۔

۳۷۹۔ اور جو کچھ اس میں سلمہ بن تمام صحابیِ امیر المومنین علیہ السلام سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے سلمہ بن تمام سے روایت کی ہے۔ (علی اکبر غفاری کا کہنا ہے کہ یہاں سلسلہ روایت میں غلطی ہوئی ہے کیونکہ محمد بن حسین بن ابی خطاب اور سلمہ بن تمام میں زمانی طور پر بہت فاصلہ ہے اور ان کا ایک دوسرے سے روایت کرنا ناممکن ہے۔)

۳۸۰۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن اسلم جبلی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حسن بن متیل سے، انہوں نے محمد بن حسان رازی سے، انہوں نے محمد بن زید رزامی خادمِ امام رضا علیہ السلام اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے محمد بن حسین بن ابی خطاب سے اور انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے روایت کی ہے۔

۳۸۱۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن یعقوب کلینی رحمہ اللہ علیہ سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن محمد بن عصام کلینی، علی بن احمد بن موسیٰ اور محمد بن احمد سنانی رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے محمد بن یعقوب کلینی سے روایت کی ہے۔

۳۸۲۔ اور جو کچھ اس میں محمد بن حسین ابی خطاب سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ اور حمیری اور محمد بن یحییٰ اور احمد بن ادریس سے اور ان سب نے محمد بن حسین بن ابی خطاب زیات سے روایت کی ہے۔ جن کا نام ابی خطاب زید تھا۔

۳۸۳۔ اور جو کچھ اس میں عباس بن معروف سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے عباس بن معروف سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے اپنے والد رحمہ اللہ سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور احمد بن ابوعبداللہ برقی سے اور ان دونوں نے عباس بن معروف سے روایت کی ہے۔

۳۸۴۔ اور جو کچھ اس میں معاویہ بن حکیم سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے معاویہ بن حکیم سے روایت کی ہے۔

۳۸۵۔ اور جو کچھ اس میں ابی جوزاء سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما سے، انہوں سے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ابی جوزاء منبہ بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ نیز میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن حسن رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے محمد بن حسن صفار سے اور انہوں نے ابی جوزاء سے روایت کی ہے۔

۳۸۶۔ اور جو کچھ اس میں حمران بن حسین سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے علی بن حاتم اجازہ سے ان کا بیان ہے کہ "ہمیں خبر دی قاسم بن محمد" نے کہ بیان کیا ہم سے حمران بن حسین نے۔

۳۸۷۔ اور جو کچھ اس میں حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امیر المومنین علیہ السلام سے وصیت کے بارے میں ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن علی الشاہ سے مرورود میں ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابوحامد احمد بن محمد بن احمد بن حسین نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابویزید احمد بن خالد خالدی نے، ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے، ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی میرے والد احمد بن صالح تمیمی نے، ان کا کہنا ہے کہ ہمیں خبر دی محمد بن حاتم قطان نے، انہوں نے روایت کی احماد بن عمرو سے، انہوں نے حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے روایت کی۔ اس کے علاوہ میں نے اسے روایت کیا ہے محمد بن علی الشاہ سے ان کا کہنا ہے کہ بیان کیا ہم سے ابوحامد نے انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابویزید نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن صالح تمیمی نے، انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے میرے والد نے، ان کا کہنا ہے کہ مجھ سے بیان کیا انس بن محمد ابو مالک نے، انہوں نے روایت کی اپنے والد سے، انہوں حضرت جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ میں تم سے وصیت کرتا ہوں اس کی حفاظت کرو۔ اور یہ طویل حدیث ہے۔

۳۸۸۔ اور جو کچھ اس میں احمد بن محمد بن سعید ہمدانی سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے محمد بن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی کوفی سے روایت کی ہے۔ جو بنی ہاشم کے غلام تھے۔[۱]

[۱] احمد بن محمد بن سعید ابوالعباس ہمدانی، کوفی معروف بہ ابن عقدہ۔ شیخ (طوسی) کہتے ہیں: وہ ثقاوت وجلالت کے نشان تھے اور حفظ میں ان سب سے بہتر جن کی شہرت ہے۔ وہ زیدی، جارودی تھے اور اسی پر ان کی وفات ہوئی اور ان کی تصانیف ہیں۔ شیخ مزید فرماتے ہیں: انہوں نے ایک لاکھ بیس ہزار احادیث اسناد کے ساتھ حفظ کی تھیں اور انہیں تین لاکھ احادیث یاد تھیں۔ ان کی کتابوں میں ایک کتاب 'اسماء الرجال' (راویوں کے نام) پر بھی ہے جنہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ان کی تعداد چار ہزار ہے۔ ابن عقدہ کا انتقال کوفہ میں ۳۳۳ھ میں ہوا۔

۳۸۹۔ اور جو کچھ اس میں معلیٰ بن محمد بصری سے ہے تو اسے میں نے روایت کیا ہے اپنے والد، محمد بن حسن اور جعفر بن محمد بن مسرور رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے حسین بن محمد بن عامر سے اور انہوں نے معلیٰ ابن محمد بصری سے روایت کی ہے۔

۳۹۰۔ اور جو کچھ اس میں عبدالواحد بن محمد بن عبدوس نیشاپوری سے ہے تو اسے میں نے براہ راست ان سے روایت کیا ہے۔

۳۹۱۔ اور جو کچھ اس میں سعد بن طریف خفاف سے ہے تو اسے میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے، انہوں نے ہیثم بن ابی مسروق نہدی سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے عمرو بن ثابت سے اور انہوں نے سعد بن طریف خفاف سے روایت کی ہے۔

کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے تمام اسناد اللہ کے شکر اور احسان کے ساتھ تمام ہوئے۔ و الصلاۃ علی محمد و آلہ الطّاہرین۔

(ترجمہ اسناد از فیضیاب علی رضوی عفی عنہ)

ہماری دیگر مطبوعات

علل الشرائع	دینی، تاریخی و معاشرتی سوالات کے جوابات پر مشتمل ایک لاجواب تحریر
کمال الدین وتمام النعمت	ضرورتِ امام پر ایک مبسوط کتاب جو خود امامِ زمانہ علیہ السلام کی خواہش پر تحریر کی گئی
التوحید	وحدانیت خداوند عالم جس پر صرف معصومین علیہم السلام ہی گفتگو کے مجاز تھے
خصال	اعداد کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر احادیث
ثواب الاعمال وعقاب الاعمال	اچھے کاموں کی جزاء اور برے کاموں کی سزاء پر مشتمل احادیث
معانی الاخبار	احادیث اور قرآنی آیات کی تشریح کرنے والی کتاب
قصص العلماء	علمائے حق کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب جس میں کم وبیش ۱۵۰ علماء کی سوانح حیات تحریر ہے۔
بوستانِ معصومہؑ	بی بی معصومہ قمؑ کے معجزات پر مشتمل ایک تحریر
لافانی اجسام	ان اجسام کے بارے میں جو دفن ہونے کے برسوں بعد بھی سالم پائے گئے۔
عمل سورۂ انعام	لاینحل مشکلات کے حل کا عمل
میں پھر آؤں گا	زیارتی سفرنامہ (ایران وعراق)
آیت الکرسی	گرفتانِ بلا کی نجات دہندہ

AL-KISA PUBLISHERS
DIGITAL DESIGNS AND PRINT SOLUTIONS
OFFICE: R-159, Sector 5-B/2, North Karachi, Karachi.
Postal Code: 75850. **Phone:** 0300-2406150
Email: ansarhnaqvi@gmail.com

[redacted]/-